18461

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ٩٥٤٥٠٢ Accession No. ١٩٩٩

Author عبد القادر بدران ع - م

Title ترجمة منتخب التواريخ

This book should be returned on or before the date last marked below.

ترجمہ منتخب التواریخ

عہد اکبر بادشاہ مین مولوی عبد القادر بدایونی نے تصنیف کیا

اور اُسکے حالات ہم عصری اور چشم دید عہد اکبر بادشاہ کے قابل

انظار اولو الابصارہین

زمانہ کے رواج اور فہم و ادراک کی سہولت کے لیے فارسی سے

حسب ایماے مالک مطبع افضل الفضلا مولوی احتشام الدین صاحب

متوطن مراد آباد نے ترجمہ کیا

بار دوم

مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ مین چھاپا گیا

سنہ ۱۸۸۹ء

اعلان - حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے۔

فہرست منتخب التواریخ

خلاصۂ مطالب	صفحہ	خلاصۂ مطالب	صفحہ
دیباچہ	۴	ذکر سلطان غرالدین بن بہرام شاہ غوری	۱۸
پہلا طبقہ غزنوی بادشاہان کا	″	ذکر سلطان ابن ابراہم شاہ قطب الدین ایبک	۲۴
ذکر سلطان ناصرالدین سبکتگین	″	ذکر سلطان شمس الدین التمش	۲۵
ذکر سلطان محمود بن سلطان ناصرالدین	۳	ذکر سلطان رکن الدین فیروز بن التمش	۲۸
ذکر	۹	ذکر ملکہ رضیہ خاتون	۳۰
ذکر شہاب الدولہ سلطان مسعود بن محمود	″	ذکر سلطنت بہرام شاہ بن شمس الدین	۳۱
ذکر سلطان مودود ابن مسعود	۱۱	ذکر علاء الدین مسعود بن رکن الدین	۳۲
ذکر سلطان مسعود بن مودود	۱۲	ذکر ناصرالدین محمود بن التمش	۳۳
ذکر سلطان علی بن مسعود بن محمود	″	ذکر سلطان غیاث الدین بلبن	۳۴
ذکر سلطان عبدالرشید بن محمود	″	ذکر مرثیہ میر حسن	۳۹
ذکر سلطنت فرخزاد بن مسعود بن محمود	۱۳	ذکر معزالدین کیقباد بن ناصرالدین	۴۳
ذکر سید السلاطین ابراہیم بن مسعود بن محمود	″	بن غیاث الدین بلبن	
ذکر علاء الدین مسعود بن ابراہیم بن سلطان مسعود	۱۴	ذکر سلطان شمس الدین کیکاؤس	۴۷
		ذکر خلیج بادشاہان	″
		ذکر سلطان جلال الدین بن فیروز خلجی	″
ذکر سلطان شیرزاد بن مسعود بن ابراہیم	″	ذکر سلطان علاء الدین خلجی	۵۵
		ذکر سلطان شہاب الدین بن علاء الدین	۶۵
ذکر سلطان اسلام شاہ بن مسعود بن ابراہیم	۱۵	ذکر سلطان قطب الدین مبارک شاہ بن علاء الدین	″
ذکر خسرو شاہ بن بہرام شاہ	۱۷	ذکر ناصرالدین خسرو خان	۷۲
ذکر خسرو ملک بن خسرو شاہ	″	ذکر غیاث الدین تغلق شاہ	۷۴
		ذکر سلطان محمد عادل بن تغلق شاہ	۷۶
		ذکر سلطنت فیروز شاہ	۸۵

خلاصۂ مطالب	صفحہ
ذکر سلطان تغلق شاہ بن فتح خان	۹۴
ذکر سلطنت ابوبکر شاہ بن نصرت الله	″
ذکر سلطان محمد بن فیروز شاہ	۹۶
ذکر سلطان علاء الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ	″
ذکر سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ	۹۷
ذکر سلطنت خضر خان بن ملک سلیمان	۱۰۷
ذکر سلطان مبارک شاہ بن خضر خان	۱۱۰
ذکر سلطان محمد شاہ بن فرید خان	۱۱۶
ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ	۱۱۸
ذکر سلطان بہلول لودی بن کالا لودی	۱۲۰
ذکر سلطان سکندر بن سلطان بہلول	۱۲۳
ذکر سلطان ابراہیم بن سکندر لودی	۱۲۰
ذکر سلطان ظہیر الدین محمد بابر	۱۳۵
ذکر نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ	۱۳۹
ذکر شیر شاہ بن حسن لودی	۱۴۶
ذکر سلیم شاہ بن شیر شاہ	۱۵۴
ذکر فیروز شاہ بن سلیم شاہ	۱۶۹
ذکر سلطان محمد عادل عرف عدلی	″
ذکر ہمایون کے ہندوستان سے جانے کا اور پھر دوبارہ فتح کرنا ہندوستان کا	۱۸۵
ذکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ	۲۰۷

خلاصۂ مطالب	صفحہ
ذکر احوال محاربات باہمیو کشتہ شدن آن سیدرو۔	۲۱۰
ذکر برہم شدن مرکۂ خانخانان	۲۱۲
ذکر مخاطب شدن نعم خان خانخاناں	۲۲۱
ذکر فتح مالوہ بسعی رحیم خان و پیر محمد خان۔	۲۲۴
ذکر یورش پیر محمد بولایت خاندیس۔	۲۲۶
ذکر احوال سید علی ہمدانی در ایران۔	۲۲۷
ذکر اختلالی در کابل۔	۲۲۸
ذکر آل حسال ابدالمعالی حال فوت شیخ محمد غوث۔	۲۳۱
ذکر فرار عبداللہ خان از مالوہ بگجرات۔	۲۳۳
ذکر فرار آصف خان۔	۲۳۷
ذکر اختراع کوے آتشین۔	۲۴۱
ذکر بنائے قلعہ احمد۔	۲۶۲
ذکر اولیاء عہد اکبر شاہی	۲۶۵
ذکر میان حاتم سنبھلی۔	۲۹۵
ذکر شیخ جلال تھانیسری۔	۲۹۶
ذکر شیخ محمد غوث گوالیاری۔	۲۹۸
ذکر شیخ محمد کنبو سنبھلی و شیخ فخر الدین۔	۲۹۹
ذکر شیخ سلیم چشتی۔	۳۰۰
ذکر شیخ کمال اتوہی۔	۳۰۲
ذکر شیخ نظام الدین انبیٹھی والے	۳۰۷
ذکر شیخ بھیکن کاکری والے۔	۳۰۹
ذکر شیخ سعدی۔	۳۱۰
ذکر سید تاج الدین۔	۳۱۳
ذکر شیخ محمد قلندر لکھنوی۔	۳۱۴
ذکر شیخ نظام نارنولی۔	۳۱۶
ذکر شیخ الہدیہ خیرآبادی۔	۳۱۹
ذکر شیخ داؤد جنی والے۔	۳۲۰
ذکر شیخ زین امروہوی۔	۳۲۳
ذکر خواجہ عبدالشہید۔	۳۲۴
ذکر شیخ اوحد جونپوری۔	۳۲۴
ذکر شیخ عبدالغفور اعظم پوری	۳۲۵
ذکر میان ضیاء الدین احمد آبادی۔	۳۲۵
ذکر میان عبداللہ نیازی سرہندی	۳۲۵
ذکر شیخ ابوالفتح گجراتی۔	۳۲۶
ذکر شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس۔	۳۲۸
ذکر میان عبدالغنی گجراتی شیخ الحق کلکولاہوری۔	۳۲۹
ذکر شیخ سعداللہ بنی اسرائیل۔	۳۳۹
ذکر میان شیخ عبداللہ بدایونی	۳۴۰
ذکر شیخ جلال الدین قنوجی۔	۳۴۱
ذکر شیخ کبیر محمد رب گوالیاری	۳۴۲
ذکر شیخ الہ بخش گدھ مکتیسری	۳۴۲
ذکر شیخ عارف حسینی۔	۳۴۳
ذکر سید علاء الدین اودھی	۳۴۴
ذکر شیخ پیر کلھنوی۔	۳۴۵
ذکر شیخ محمد حسین سکندری۔	۳۴۷
ذکر شیخ عبدالواحد بلگرامی۔	۳۴۶
ذکر علمائے عہد اکبری	۳۴۷
ذکر میان حاتم سنبھلی۔	۳۴۷
ذکر مولانا عبداللہ سلطانپوری	۳۴۸
ذکر شیخ مبارک ناگوری۔	۳۵۰
ذکر سید محمد میر عدل امروہوی	۳۵۱
ذکر شیخ گدائی دہلوی کنبو۔	۳۵۲
ذکر میان جمال خان مفتی دہلی۔	۳۵۲
ذکر قاضی جلال الدین تتوی۔	۳۵۳
ذکر شیخ عبدالنبی صدر الصدور۔	۳۵۳
ذکر شیخ احمد فیاض البطیحی والے	۳۵۵
ذکر قاضی نور الدین جامندی۔	۳۵۶
ذکر میان آلہ داد لکھنوی	۳۵۶
ذکر سید جلال الدین قادری گڑھ والے۔	۳۵۷
ذکر شیخ حسن امبیٹھی۔	۳۵۹
ذکر شیخ عبدالقادر۔	۳۶۰
ذکر شیخ کبیر۔	۳۶۱
ذکر سید علی ہمدانی والے۔	۳۶۲
ذکر شیخ حسین۔	۳۶۲
ذکر میر عبداللطیف قزوینی۔	۳۶۳

خلاصۂ مطالب	صفحہ
ذکر خواجہ محمد یحییٰ۔	۴۴۲
ذکر شیخ حسین بدخشی۔	″
ذکر شیخ ابو المعالی۔	۴۴۳
ذکر مولانا جمال تکہ۔	۴۴۴
ذکر مولانا عبد الشکور لاہوری۔	″
ذکر شیخ کبیر ولد شیخ منور۔	۴۴۵
ذکر شیخ سعد اللہ نحوی۔	″
ذکر شیخ نصیر الدین۔	۴۴۶
ذکر شیخ مبارک الوری۔	″
ذکر شیخ چاین۔	″
ذکر شیخ عبد الغنی بدایونی۔	۴۴۷
ذکر شیخ بہلول دہلوی۔	۴۴۸
ذکر شیخ عبد الحق دہلوی۔	″
ذکر مولانا آلہ داد سلطان پوری۔	۴۵۰
ذکر مولانا عثمان سامانہ۔	″
ذکر حاجی سلطان تھانیسری۔	″
ذکر سید شاہ میر سامانہ۔	۴۵۱
ذکر سید یٰسین۔	۴۵۲
ذکر شیخ ضیاء اللہ۔	″
ذکر میان کمال الدین حسین شیرازی	۴۵۵
ذکر شیخ ابو الفتح تھانیسری۔	۴۵۶
ذکر مولانا عثمان بنگالی۔	″
ذکر شیخ حسین تبریزی۔	″
ذکر مولانا اسمٰعیل عرب۔	۴۵۷
ذکر قاضی مبارک گوپاموی۔	″
ذکر مولانا دلیس گوالیاری	″
ذکر شیخ محمد شاہی۔	۴۵۸
ذکر شیخ حسن علی موصلی۔	۴۶۰
ذکر قاضی نور اللہ شوستری۔	″
ذکر شیخ جلال و اصل کالپی و اولاد	۴۶۱
ذکر ملک محمود پیارہ۔	″
ذکر شیخ یعقوب کشمیری۔	۴۶۲
ذکر قاضی ابو المعالی و مولانا نیز آتش	۴۶۵
ذکر مولانا بکلان و مولانا سید کتمانی	۴۶۶
ذکر قاضی نظام بدخشی و مولانا آذر	۴۶۷
لنگر خانی و میر فتح اللہ شیرازی	
ذکر شیخ منصور لاہوری و مرزا یعقوب	۴۶۸
ابو رنگ و مولانا نور الدین محمد قہستانی	
و مولانا آلہ داد مرجوی۔	
ذکر حکمائے عہد اکبری	۴۶۹
ذکر حکیم الملک گیلانی۔	″
ذکر حکیم سیف الملک و برادر	۴۷۰
ذکر حکیم رئیس شیرازی و حکیم الملک	
شیرازی و حکیم مسیح الملک	۴۷۱
شیرازی۔	
ذکر حکیم ہمام و حکیم احمد تتوی و حکیم	۴۷۲
لطف اللہ گیلانی و حکیم ظفر بیتانی	
و حکیم فتح اللہ گیلانی و شیخ مینا۔	
ذکر شعرائے عہد اکبری	″
ذکر غزالی مشہدی۔	″

خلاصۂ مطالب	صفحہ
ذکر قاسم کاہی۔	۴۷۳
ذکر خواجہ حسن مروی۔	۴۷۴
ذکر قاسم ارسلان۔	۴۷۵
ذکر اشرف خان میر منشی و امیر قاضی	۴۷۶
اسیری۔	″
ذکر میر امامی بنجو و میر شریف امانی	۴۷۷
اصفہانی و قاضی احمد غفاری قزوینی	
و میر اشکی قمی۔	
ذکر بول قلی انسی و ملا غنی آمینی	۴۷۸
و اہری بدخشی و الفتی قلیچ خان	
و الفتی تیروی۔	
ذکر الفتی عراقی بیرم خان خانخانان	۴۷۹
ذکر میکسی غزنوی باقی کوہالی و میانجی	۴۸۰
ذکر بقائی ولد نور الدین محمد ترخان	۴۸۱
ذکر شردی رودہ۔	۴۸۲
ذکر ابو سعید سمیعی مشہور بسیر راجہ	۴۸۳
صون کرن سانبھر والہ۔	
ذکر تمردی اکبری بھانجہ مولانا مزکی	″
ذکر شہیدی کاشی و تقی الدین شوشتری	۴۸۴
ذکر ثنائی خان ہروی و ثنائی مشہدی	۴۸۵
ذکر سید علی جوادی و بادشاہ قلی جذبی	۴۸۶
ذکر مسیحی کالپی و اولاد شیخ جلال و اصل	۴۸۷
و شیخ حسن چشتی۔	
ذکر صفت خان قزوینی۔	۴۸۸
ذکر حیاتی گیلانی و حیاتی ہمدانی و آتی	۴۸۹
ذکر خان اعظم و خنجر بیگ۔	۴۹۰

خلاصۂ مطالب	صفحہ
ذکر خسروی و میر دوری۔	۴۹۱
ذکر حکیم عین الملک مدوانی۔	۴۹۲
ذکر میر حیدر معمائی قمی۔	۴۹۲
ذکر رونقی سنجرا۔	۴۹۳
ذکر زین خان کوکا و سلطان بکلی	۴۹۳
ذکر خانہ زمان سلطان۔	۴۹۵
ذکر وزیر بیگ سپہری و سہی۔	۴۹۶
ذکر سہا پسر بوتہ خواجہ کلان بیگ و سرحدی اصفہانی و ساقی خیرآبادی	۴۹۷
ذکر سید شاہی سبزواری۔	۴۹۸
ذکر حکیمی اصفہانی حکیم یوسف کرمانی	۵۰۰
ذکر ملا صادق ملاوائی و ہمدمی و صبوری و صدائی	۵۰۱
ذکر صادق قندھاری و صرفی و صرفی سبزواری و صبوری و صہبائی	۵۰۲
ذکر [illegible] و طغرائی اصفہانی و طغرائی مشہدی و طغرائی [illegible]	۵۰۳
ذکر ظہوری و عالم کابلی۔	۵۰۵
ذکر عبدالحی مشہدی۔	۵۰۶
ذکر سید محمد عتابی۔	۵۰۷
ذکر عشقی خان میر منشی علمی	۵۰۸
ذکر میر عزیز اللہ میرزا عزیز کوکہ و عہدی شیرازی۔	۵۰۹

خلاصۂ مطالب	صفحہ
ذکر عنایت اللہ کاتب شیرازی و عرفی	۵۱۰
ذکر خان کلان تخلص غزنوی قاسم علی	۵۱۱
غباری [illegible] بدر بقال۔	
ذکر عزتی حصاری و غیرتی شیرازی و قارغی شیرازی۔	۵۱۲
ذکر فہمی طہرانی و فہمی سمرقندی و سعید محمد جاسہ باف فکری۔	۵۱۳
ذکر فغانی و فسونی یزدی و فیروزہ کاہی و فہمی سترابادی و کاہی و شیخ شفیع	۵۱۴
ذکر شریف فارسی پسر خواجہ عبدالصمد مصور	۵۱۸
ذکر فراری گیلانی پسر ملا عبدالرزاق	۵۱۶
ذکر قوسی و قیدی شیرازی و قدری و قندری و کلاہی و کلاہی۔	۵۲۰
ذکر کلامی کلامی قمی و قتالی استرابادی و لوائی و لطفی و لطفی منجم۔	۵۲۱
ذکر میر [illegible] شیرازی و میر محمود فہمی۔	۵۲۲
ذکر میر [illegible] و میر قاسم [illegible] یدخشی سوجی۔	۵۲۳
ذکر میرزا ولیخان پسر جعفر بیگ و سفری ہروی و ذراعی و [illegible]	۵۲۴
بخاری و میلی ہروی۔	
ذکر ملک قمی و ملا یدخشی و [illegible] قزوینی۔	۵۲۶
ذکر نخلی مصاری و موسوی مشہدی	۵۲۷

خلاصۂ مطالب	صفحہ
خواجہ معظم۔	۵۲۷
ذکر موزون و محمد یوسف منطقی سمرقندی	۵۲۸
ذکر مداحی ہمدانی و مفہمی سبزواری و محوی و منظری کشمیری۔	۵۲۹
ذکر شیخ محمد ہاشمی و نومیدی تبریزی	۵۳۰
ذکر مولانا ہاشم احمد لنشانی و ملا مولانا حسین نقشی مہرکن ہاشمی۔	۵۳۱
ذکر ناصح سمی بہ جمال خان و میان منگھن خان بدایونی۔	۵۳۵
ذکر نہانی ایک ضعیفہ سکنہ آگرہ۔	۵۳۷
ذکر سنجانی کیلانی و ملا انوری۔	۵۳۸
ذکر نیازی ساکن بخارا میر محمد حسین نامی تخلص۔	۵۳۱
ذکر نظیری نیشاپوری۔	۵۳۹
ذکر محمد شریف نیشاپوری و نوعی نیشاپوری و نظمی تبریزی و نوعی نیشاپوری۔	۵۴۰
ذکر وحشی ہروی و واقعی ہروی	۵۴۲
میر عبداللہ وصفی و صلی و توفی ہروی۔	
ذکر وقائی اصفہانی و ہمدمی و ہجری۔	۵۴۳
ذکر محمد ہاشم تخلص ہاشم۔	۵۴۴
خاتمۃ الطبع۔	۵۴۴

بہ ن صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین زمان

منتخب التواریخ اردو

طبع ششم مطبع نامی مطبوع بمبئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہزروان ہزار شکر وسپاس اُس شاہنشاہ حقیقی رب الارباب کو کہ جسنے اس جہان خراب کو بواسطہ انتظام سلاطین عظام معمور وآباد کیا اور درود نامحدود وجمیع انبیا خصوصاً نبی امین رحمۃ العالمین خاتم النبیین اور اُنکے آل واصحاب کو جنہوں نے قانون شریعت غرا فلاح عالم کے لیے ایک دستور العمل ایجاد کیا اما بعد واضح ہو کہ علم تاریخ اشرف علوم ہی اسکی شرافت سبکو معلوم ہی ارباب نظر کا سخن ہی کہ فضیلت اسکی بدیہی ہی آفتاب سے سوا روشن ہی اس علم مین کتاب الاجواب منتخب التواریخ تصنیف علامہ دہر وحید عصر مولوی عبد القادر صاحب بدایونی خوبی مین شہرۂ آفاق ہی اسکی عمدگی پر تمام جہان کا اتفاق ہی لیکن بسبب عبارت فارسی کے خواص اس سے حظ اُٹھاتے تھے عوام اردو دان محروم رہتے تھے درین اثنا کہ ترین محمد احتشام الدین متعلقہ مراد آباد مخصوص فرماوے نے حسب الامر عالی مقدار رئیس نامدار خال چند آفرینش قدر شناس ارباب دانش بخشش عالی مناقب والا مناصب جناب منشی نول کشور صاحب دام اقبالہ ترجمہ اسکا اردو [illegible]

پہلا طبقہ غزنوی بادشاہون کا

ذکر سلطان ناصر الدین سبکتگین کا

سب سے پہلے مسلمانون مین بعد محمد قاسم جیرے بھائی اور داماد حجاج بن یوسف کے جسنے ۹۳ھ مین ہندوستان پر حملہ کرکے سندھ اور ملتان اور گجرات کو فتح کیا تھا ناصر الدین سبکتگین اور اُسکے بیٹے محمود نے

ہندوستان

ہندوستان پر جہاد کیا اور لاہور مین سلطنت قائم کرکے دین اسلام کو رواج دیا جو آج تک جاری ہے اسی دلاور مین دو سو پندرہ برس یعنی سنہ تین سو ستاسی سے سنہ پانسو بیاسی ہجری تک پندرہ بادشاہون نے حکمرانی کی سلطان ناصرالدین قوم کا ترک اور غلام سلطان البتگین کا تھا اور وہ غلام امیر منصور بیٹے نوح سامانی کا بعد وفات امیر ابو علی البتگین کے باتفاق ارکین سلطنت سنہ تین سو ستاسی ہجری مین شہر بست مین تخت پر بیٹھا اور جہاد کا ارادہ کرکے ہندوستان پر فوج کشی کی کوہ جودی کی سرحد پر راجہ جیپال سے مقابلہ ہوا اور بعد بہت سی لڑائی کے صلح ہوگئی بعد چند روز کے راجہ جیپال نے بدعہدی کی اور بہت راجے اپنے مددگار لیکر ایک لاکھ سوار اور بیشمار پیادے ساتھ لیکر دوبارہ لڑنے کا ارادہ کیا لمغانات کے قریب لڑائی ہوئی آخر سلطان ناصرالدین نے فتح پائی اور راجہ جیپال ہندوستان کی طرف بھاگا سلطان نے لمغانات پر اپنا قبضہ کرکے اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا بعد ازان امیر منصور سامانی کی مدد کو گیا اور خراسان اور ماوراءالنہر مین بڑی بڑی لڑائیان فتح کین پھر ماہ شعبان سنہ تین سو ستاسی ہجری مین بیس برس سلطنت کرکے انتقال کیا

ذکر سلطان محمود بیٹے سلطان ناصرالدین غزنوی کا جسکا لقب یمین الدولہ تھا

جب سبکتگین غزنین کے راستہ مین مرنے لگا تو اسنے اسمعیل اپنے چھوٹے بیٹے کو ولیعہد کیا جب یہ خبر محمود کو پہونچی تو اسنے چھوٹے بھائی اسمعیل کو اس مضمون کا خط لکھا کہ غزنین مجکو دے دو اور بلخ تم لے لو اسمعیل نے نہ مانا آخر لڑائی ہوئی اور محمود نے فتح پائی چھ مہینے تک اسمعیل غزنین مین گھرا رہا آخر لوگون نے صلح کرادی دونون کی ملاقات ہوگئی اور محمود بادشاہ مقرر ہوا بعد ازان درمیان سلطان محمود اور امیر منصور اور اسکے بھائی عبدالملک کے جھگڑا ہوا محمود غالب آیا اور تمام خراسان اور غزنین اور حدود ہندوستان پر قابض ہوگیا اور چونکہ مان اسکی رئیس زاہر کی بیٹی تھی اسلیئے اسکو محمد زاہی بھی کہتے تھے ابتدا مین القادر باللہ عباسی خلیفہ بغداد سے کچھ سخنی کے ساتھ خط کتابت ہوئی مگر آخر کو خلیفہ نے ایک بھاری خلعت اور بہت سے عمدہ عمدہ تحفے محمود کو بھیجے اور یمین الدولہ کا خطاب عنایت کیا پھر محمود غزنین سے بلخ اور ہرات پر جاکر قابض ہوا اور وہان سے پھر غزنین کو واپس آیا بعد ازان کئی مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا اور بہت سے قلعے فتح کیے چنانچہ جس سنہ مین محمود نے بادشاہ کی تعریف مین اسی تقریب پر ایک قصیدہ بھی لکھا ہے جسکا مطلع یہ ہے ؎ چون شاہ خسروان سفر سومنات کرد ؎ کردار خویش را علم معجزات کرد ؎ ماہ شوال سنہ تین سو اکانوے ہجری مین غزنین سے پھر ہندوستان کا قصد کیا فقط دس ہزار سوار ہمراہ تھے اب کی مرتبہ پرشاور کو فتح کیا اور اسی ضلع مین جیپال بہت سا لشکر اور

تین سو ہاتھی لیکر مقابل ہوا بڑی لڑائی ہوئی آخر ہفتہ کے دن آٹھوین محرم ۳۹۲ھ تین سو بانوے ہجری مین
محمود کو فتح حاصل ہوئی اس لڑائی مین پانچ ہزار ہندو قتل ہوے اور جیپال مع اپنے عزیزون قریبون کے
جو پندرہ آدمی تھے قید ہوگیا لوٹ بھی بہت ہاتھ آئی منجملہ اسکے جیپال کی گردن مین ایک مروارید کی مالا
تھی جسکی قیمت ایک لاکھ اسی ہزار اشرفیان تھین اور اس طرح سب کی گردنون مین مالین تھین بعد ازان قلعہ
ترہند جو جیپال کے رہنے کی جگہ تھی فتح ہوا محرم ۳۹۳ھ تین سو ترانوے ہجری مین غزنین سے سیستان کا
سفر کیا اور وہان سے ہندوستان کو متوجہ ہوکر بھاٹیہ پر جو ملتان کے ضلع مین ہے فوج کشی کی وہان کا راجہ
بجے رائے خون کے مارے خنجر مار کے مرگیا اور بہت سے ہندو اسی طرح قتل ہوگئے اور وہان سے دو سو
اسی ہاتھی لوٹ مین ملے داؤد بن نصر ملحد حاکم ملتان نے عاجز ہوکر صلح کی اور ہر سال مین بیس مرتبہ
بیس ہزار درم دینا قبول کیے جب ملتان پر فوج آتی تھی تو جیپال کے بیٹے انندپال نے راستہ مین بہت
چھیڑ چھاڑ کی تھی آخر شکست کھاکر کشمیر کے پہاڑون مین بھاگ گیا تھا غرض یہ سب جھگڑے
سنہ تین سو چھیانوے تک تمام ہوگئے سنہ تین سو ستانوے مین ایلک خان حاکم ماوراء النہر سے
لڑائی ہوئی وہان بھی محمود نے فتح پائی ایلک خان ۴۰۳ھ چار سو تین مین مرگیا ۳۹۸ھ تین سو
ترانوے مین ترکستان کو گیا اور ترکون کی لڑائی سے نبٹ کر سکھپال سندھ کے راجہ پر جو مسلمان ہوکر ابو علی
سیستانی کی طرف سے چوٹا تھا اور پھر مرتد ہوگیا تھا فوج کشی کی اور اسکو پھر قید کیا چنانچہ وہ قید مین ہی مرگیا
چار سو ستانوے مین پھر ہندوستان پر چڑھائی کرکے انندپال کو شکست دی وہان سے بہت سی لوٹ مال پھر قلعہ
نندنہ کو جو شاہ راب وہی تھانیسر بھیم کے نام سے مشہور ہے وہان کی رعایا کو امن دیکر فتح کیا اور بہت سے خزانے
راجہ بھیم کے زمانہ سے دفن تھے ہاتھ آئے شروع سنہ چار سو مین سونے چاندی کے کمی سخت ہوکر
چاندی کے درم جاری کیے اور لوگون کو دکھانے کے لیے سارا غنیمتون کا مال اپنے تخت کے نیچے ڈال دیا
پھر ہندوستان کا قصد کیا اور جتنا ملک باقی رہگیا تھا اُسپر بھی قابض ہوگیا اور تمام قرامطیون
کو قتل کیا جو باقی رہ گئے انکو قلعون مین ہمیشہ کے لیے قید کردیا داؤد بن نصر کو غزنین مین لیجاکر
قلعہ غوری مین قید کیا چنانچہ وہ وہین مرگیا ۴۰۲ھ چار سو دو مین تھانیسر پر چڑھائی کی راجہ جیپال کے بیٹے
جیپال ثانی نے پچاس ہاتھی اور بہت سے تحفے پیشکش کرنا منظور کیے مگر بادشاہ نے قبول نہین کیا اور تھانیسر کو
لوٹ کر تمام بتخانے ویران کردیے اور ایک بڑا مشہور بت چکر سوم نامے جسکے لیے ہندوون کو بڑا خیال تھا

غزنین مین بھیجا کر اپنے دروازہ پر ڈالدیا سنہ چار سو تین مین غرجستان کو فتح کیا اور اسی سال مین بادشاہ ھرکا
ایک قاصد آیا اور جب بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ وہ باطنی مذہب ہی تو اسکو رسوا کر کے نکلوا دیا سنہ چار سو چودہ مین
شہر نندنہ پر جو بال ناتھ پہاڑ پر آباد ہی فوج کشی کی جیپال ثانی نے کچھ لوگ اس قلعہ کی محافظت کے لیے
چھوڑے اور خود کشمیر کی گھاٹیون مین بھاگ گیا چنانچہ وہ قلعہ آسانی سے فتح ہوگیا اور سارا لشکر کو نوالکوٹ مین جھوڑ کر
جیپال کا پیچھا کیا اس مرتبہ بھی مال غنیمت بہت ہاتھ آیا اور بہت ہندوؤن کو قتل کیا کچھ مسلمان ہوگئے
اور کچھ لوگون کو قید کر کے غزنین کو لیگیا سنہ چار سو چھ مین کشمیر کا ارادہ کر کے چلا راستہ مین قلعہ لوہرکوٹ کا
محاصرہ کیا کشمیر والون نے اہل قلعہ کی مدد کی اور سوائے اسکے برف اور بارش کی بھی کثرت ہوئی اس
سبب سے اس قلعہ کو اسی طرح چھوڑ کر غزنین کو لوٹ گیا اور اسی سال مین ابوالعباس خوارزم کے بادشاہ
مامون کے بیٹے کے ساتھ اپنی بہن کا نکاح کر کے خوارزم کو روانہ کیا سنہ چار سو سات مین بعض
مفسدون نے جمع ہو کر خوارزم کے بادشاہ کو قتل کر ڈالا یہ خبر سنکر محمود بلخ کی راہ سے خوارزم کو گیا خمار تاش
و سیمجور خوارزم سے بڑی لڑائی ہوئی آخر بادشاہ نے فتح پائی اور التون تاش کو وہان کا حاکم کر کے
خوارزم شاہ کا خطاب دیا اور مفسدون کا بخوبی انتظام کر کے مراجعت کی سنہ چار سو نو مین قنوج کا
ارادہ کیا اور ہندوستان کے بڑے ہولناک سات دریاؤن سے عبور کر کے قنوج پر پہونچا وہان کے حاکم
کورہ نام نے بہت سی پیشکش دیکر اطاعت قبول کی بادشاہ نے اسکو امن دیکر قلعہ برنہ کا قصد کیا وہان کا
حاکم ہردت نامی قلعہ اپنے آدمیون کو سونپ کر الگ ہوگیا اور قلعہ والون نے بھی ڈیڑھ لاکھ روپیہ
اور تیس ہاتھی نذر کر کے امن پائی وہان سے قلعہ مہاون کا جو دریاے جون کے کنارے پر ہی
ارادہ کیا وہان کا حاکم کلچند نامے ہاتھی پر سوار ہو کر اس ارادہ مین تھا کہ دریا اتر کر بھاگ جاے یکایک
کچھ بادشاہ کے لشکر والے پہونچ گئے راجہ نے ڈر کر اپنے ہاتھ سے خنجر مار لیا وہان سے پچاسی ہاتھی اور
بہت مال غنیمت کا حاصل ہوا بعد ازان متھرا کا قصد کیا یہ شہر مولد سری کرشن کا ہی جسکو ہندو اپنے
اعتقاد مین خدا کا اوتار سمجھتے ہین اور بڑا معبد اس قوم کا ہی وہان تینتالیس بت ہین بادشاہ نے لڑائی
بھڑائی کے فتح ہوگیا تمام شہر کو غارت کیا مال غنیمت بے انتہا حاصل ہوا منجملہ اسکے ایک سونے کا
بت توڑوایا تو اسمین سے بوزن آٹھ ہزار تین سو اٹھانوے مثقال کے زر خالص اور ایک ٹکڑہ
یاقوت کھلی کا جسکا وزن ساڑھے چار سو مثقال تھا نکلا راجہ گوبند چند کے پاس ایک ہاتھی بہت بڑا

اور نہایت عمدہ شہر تھا اور بادشاہ بھی بدل اُسکا طالب تھا مگر راجہ نہ دیتا تھا اتفاقاً ایک روز چھوٹ کر بے فیلبان جنگل نکلا اور بادشاہی خیمہ کے پاس آکھڑا ہوا بادشاہ کو اس سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور اُسکا نام دادا نام رکھا جب غزنین میں جاکر اس سفر کے لوٹ کا حساب کیا تو دس لاکھ ترپن ہزار درم اور ساڑھے تین سو ہاتھی شمار ہوئے کالنجر کا راجہ نندا نام بڑا نامور تھا چھتیس ہزار سوار اور ایک سو پینتالیس ہزار پیادہ اور چھ سو چالیس ہاتھی اُسکی سرکار میں تھے اور راجہ قنوج جو بادشاہ کا مطیع ہوگیا تھا اس وجہ سے نندا نے اُسکو قتل کر ڈالا اور اُسکے کئی قریب بادشاہ کے مقابلہ میں چیلیاں کی بھی مدد کی تھی اس سبب سے ۴۱۰ھ چار سو دس میں بادشاہ نے اُسپر حملہ کیا دریاے جون کے کنارہ پر لڑائی ہوئی آخر نندا نے شکست کھاکر فرار کیا اُسکے تعاقب میں جاتے تھے اتفاقاً پانسو چھتیس ہاتھی ایک جنگل میں ملگئے پھر غزنین کو مراجعت کی بہت شہر ہندوؤں کے مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے اور وہاں کے لوگ خوشی سے یا جبر سے اسلام ظاہر کرنے لگے ۴۱۲ھ چار سو بارہ میں کشمیر کا قصد کیا اور ایک مہینے تک لوہرکوٹ کے قلعہ کو گھیرے رہا مگر وہ قلعہ بڑا مضبوط تھا فتح نہ ہوا آخر لوٹ کر بادشاہ لاہور میں آیا اور شروع بہار میں غزنین کو چلا گیا ۴۱۳ھ چار سو تیرہ میں پھر نندا کے ملک کا قصد کیا جب گوالیار تک پہونچا وہاں کے راجہ نے بہت سے تحفے بطور پیشکش کے بھیجے منجملہ اُنکے پینتیس ہاتھی تھے بادشاہ نے اُسکا ملک اُسی کو چھوڑا اور وہاں سے قلعہ کالنجر کی طرف روانہ ہوا نندا نے تین سو ہاتھی پیشکش بھیجکر اپنا دامن مانگ لی اور بادشاہ کی تعریف میں ایک شعر ہندی زبان میں تصنیف کرکے بھیجا بادشاہ نے ہندی زبان والوں اور اپنے ملک کے شاعروں کو وہ شعر سنایا سب نے نہایت پسند کیا چنانچہ بادشاہ نے خوش ہوکر ندرہ قلعوں کی حکومت اُسکے صلہ میں عطا کی نندا نے بہت سے جواہرات اور اشیاے نفیس تحفہ میں بھیجیں بعد ازاں بادشاہ غزنین کو روانہ ہوا ۴۱۴ھ چار سو چودہ میں بادشاہ نے لشکر کا جائزہ لیا سوا اُس لشکر کے جو اطراف ملک میں پھیلا ہوا تھا چون ہزار سوار اور ایک ہزار تین سو ہاتھی دربار میں موجود تھے ۴۱۵ھ چار سو پندرہ میں بلخ کو گیا جب دریاے جیحون سے اُترا اسمارے ماوراء النہر کے سردار اور یوسف قدرخان تمام ترکستان کے حاکم استقبال کو آئے اور یوسف قدرخان نے بادشاہ کی بڑی دھوم سے دعوت میں کیں اور جشن کیے اور بہت سے تحفہ باہم ایک دوسرے نے دیے علی تگین ماوراء النہر کے حاکم کے ظلم کی بہت شکایتیں بادشاہ تک پہونچ چکی تھیں اور بہت لوگ فریادی آچکے تھے وہ بادشاہ کے آنے کی خبر سنکر بھاگ گیا آخر بادشاہ نے تعاقب کرکے پکڑا اور ہندوستان کے کسی قلعہ میں قید کردیا

پھر بادشاہ غزنین کو روانہ ہوا اور جاٹون بھر دہین مقیم رہا پھر سومنات پر فوج کشی کی یہ شہر
سمندر کے کنارے ہندوون کا بڑا معبد ہی اور وہان ایک بڑا بتخانہ تھا اُسمین بہت سے
سونے کے بُت تھے اور سب بتون کا سردار سومنات نامے ایک بہت بڑا بت تھا جسکی
وہان پرستش ہوتی تھی بعضے مورخین اسکو وہی منات کہتے ہین جسکو مشرکین عرب پوجتے تھے لیکن
اس بات کی کچھ اصل نہین کیونکہ یہ بت ہندوون کے اعتقاد مین سری کرشن کے زمانہ سے اُسی جگہ تھا
جسکو چار ہزار برس سے کچھ سوا ہوے اور اصل نام بھی اسکا ہندی مین منات نہین بلکہ سومناتھ ہی
جسکا ترجمہ صاحب آرایش ہی الغرض بادشاہ جب گجرات مین پہونچا تو شہر پٹن کو جو اب نہرواله
نام سے مشہور ہی فتح کیا اور وہان سے بہت مال غنیمت حاصل ہوا جب سومنات ہین پہونچا
تو قلعہ کا دروازہ ہندوون نے بند کر لیا بادشاہ نے تمام شہر کو خوب لوٹا اور پھر قلعہ بھی فتح ہو گیا
اور اُس بت کو توڑ کر غزنین مین بھیجدیا اور وہان جامع مسجد کے دروازے پر ڈال دیا جب
بادشاہ نے غزنین کو مراجعت کی تو اس خیال سے کہ پرم دیو ایک بڑا نامی راجہ راستہ مین حائل ہی
اور اُس سے لڑنا مصلحت نہ تھا سندھ کے راستہ سے ملتان کی طرف کوچ کیا اس راستہ مین دانہ
پانی کم ملا اس سبب سے لشکر نے بڑی تکلیف پائی ۴۱۶ھ چار سو سترہ مین غزنین مین پہونچا اس سال مین
بادشاہ کو خلیفہ القادر باللہ نے نیابت کا منصب عطا کر کے ہندوستان اور خراسان اور زمین روز
اور خوارزم کی حکومت کا فرمان بھیجدیا اور بادشاہ کو خطاب کہف الدولہ والاسلام اور بڑے
شاہزادہ امیر مسعود کو شہاب الدولہ وجمال الملۃ اور چھوٹے امیر محمد کو جلال الدولہ اور امیر یوسف کو
عضد الدولہ اسی طرح سب اہل خاندان کو خطاب عنایت کیے اور اس سال مین بادشاہ نے
ضلع ملتان کے جاٹون کی تنبیہ کا جنھون نے پہلے بادشاہ سے بے ادبیان کی تھین ارادہ کیا اور کشتیون مین
دریائی لڑائی ہوئی اور جاٹون کی چار ہزار کشتیان اور بعضون کے نزدیک آٹھ ہزار کشتیان مع اُنکے
اہل و عیال اور مال و منال کے بادشاہی کشتیون کے صدمون سے غرق ہو گئین اور جو پانی سے
وہ قتل ہو گئے اور اُنکے اہل و عیال کو قید کر لیا پھر بادشاہ نے جب مراجعت غزنین کو مراجعت کی ۴۱۸ھ چار سو
اٹھارہ مین باورد کے ترکمانون کا کام تمام کیا اور وہان سے ملک ری مین جاکر بہت خزانے جو مدتون سے
دفن تھے نکالے اور باطنی اور قرامطی مذہب والون کو بالکل نیست نابود کر دیا اور ری

اور اصفہان کا ملک اپنے بڑے بیٹے امیر مسعود کے سپرد کر کے غزنین کو عزیمت کی تھوڑے دنوں کے بعد دق کی بیماری شروع ہو گئی لیکن بادشاہ نے سختی کر کے بیماری کو چھپایا اور اسی طرح تندرستی ظاہر کی اور اسی حال میں بلخ کو گیا اور بہار کے موسم میں غزنین کو واپس آیا اور اسی مرض سے پنجشنبہ کے دن تیئیسویں ربیع الاول سنہ چار سو اکیس میں انتقال کیا اور غزنین میں مدفون ہوا ساٹھ برس کی عمر ہوئی تیس برس تک سلطنت کی مرتے وقت سارا خزانہ اور عمدہ اسباب سامنے رکھکر دیر تک حسرت کی نظر سے دیکھا کیا اور ہائے ہائے کرتا رہا مگر ایک جبہ کسی کو نہ دیا اس بادشاہ نے بارہ مرتبہ ہندوستان پر جہاد کیا فردوسی شاعر سے فرمائش کر کے شاہنامہ لکھوایا اور جب اسنے محنت کر کے لکھا تو کچھ قدردانی نہ کی قصہ مشہور ہے تذکرہ محمد عوفی میں یہ قطعہ سلطان محمود سے منسوب ہے

زبیم تیغ جہانگیر و گرز قلعہ کشای
جہان مسخر من شد چو من مسخر رای
بگیہ بفر و بدولت ہمی نشستم شاد
بگیہ زحرص ہمی رفتے زجای بجای
بسی تفاخر کردم کہ من کسے ہستم
کنون برابر منم ہمی امیر گدای
ہزار قلعہ کشادم بیک اشارت دست
بسی مصاف شکستم بیک فشردن پای
چو مرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت
بقا بقائے خدائست و ملک ملک خدای

ذکر سلطان محمد بیٹے سلطان محمود غزنوی کا

بعد انتقال سلطان محمود کے اسکا بیٹا ملقب بہ جلال الدولہ باپ کی وصیت کے موجب اول سلاطین اسلام سلطان محمود کے مشورہ سے غزنین میں تخت نشین ہوا اور بعد ڈیڑھ مہینے کے امیر یار سارے غلاموں کو متفق کر کے باغی ہوا اور خاص بادشاہی طویلے کے گھوڑوں پر سوار ہو کر شہاب الدولہ امیر مسعود کے پاس جو سپاہان میں تھا بلخ کے راستے سے چلدیا امیر محمد نے سوندھی رائے ہندو کو بہت سا لشکر ساتھ کر کے اسکے پیچھے روانہ کیا راستہ میں لڑائی ہوئی بازغان آیا اور سوندھی رائے مع اور بہت سے ہندوؤں کے قتل کیا اور انکے سر امیر محمد کے پاس بھیجدیے اور نیشاپور میں امیر مسعود سے جا ملا چار مہینے کے بعد امیر محمد نے بلخ کی طرف فوج کشی کی جب تکیناباد میں پہونچا سب امیر باغی ہو گئے اور اندھا کر کے قلعہ غج میں اسکو قید کر دیا اور سارا خزانہ اور لشکر لیکر ہرات میں امیر مسعود سے جا ملے امیر محمد نے چار مہینے حکومت کی مگر قاضی بیضادی سنے مدت حکومت چودہ برس لکھے ہیں اور قید کی مدت نو برس اور لب التواریخ میں لکھا ہے کہ امیر محمد اپنے باپ کے سامنے چار برس غزنین میں حکومت کی امیر مسعود کے حکم سے نو برس قید رہا اور جب مسعود قتل ہو گیا تو پھر اس سلطنت کر گیا

ذکر شہاب الدولہ سلطان مسعود بن محمود کا

سلطان مسعود جب اول کین سلطنت کے مشورہ سے تخت پر بیٹھا اور ہرات بلخ میں آکر سردی کا موسم تمام کیا

اور احمد بن حسن میمندی کو جسے محمود نے کالنجر کے قلعہ میں قید کر دیا تھا بلا کر وزیر کیا پھر بلخ سے غزنین میں آیا
اور وہاں سے سپاہیان اور رسد کا ارادہ کر کے ہرات میں جا کر ترکمانوں سے مقابلہ کیا لیکن شکست کھا کر لوٹا
اور اُسکی کمزوری کے سبب سے ترکمان روز بروز قوت پکڑتے گئے سنہ چار سو تیئیس میں حسن میمندی کا
انتقال ہوا سنہ چار سو چوبیس میں سلطان مسعود نے ہندوستان کا ارادہ کیا اور سرستی کا قلعہ جو کشمیر کے راستہ میں ہے
گھیر لیا آخر فتح ہو گئی اور بہت سا غنیمت کا مال لیکر غزنین کو روانہ ہوا اور سنہ چار سو پچیس میں ملک اہل
وساری کو فتح کیا اور کالنجر اور طبرستان تک قاصد بھیجکر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور تغدی بیگ اور
حسین بن علی بن میکال کو بہت سا لشکر دیکر نیشاپور کو ترکمانوں کے مقابلے کے لیے روانہ کیا بڑی لڑائی
ہوئی آخر تغدی بیگ شکست کھا کر بھاگ گیا اور حسین قید ہو گیا امیر احمد بن دینال تگین جسکو بادشاہ نے
ہندوستان میں بھیجدیا تھا وہ بھی باغی ہو گیا بادشاہ نے ناہر نامی ہندوؤں کے سردار کو اُسکے مقابلے کے
لیے روانہ کیا احمد لڑائی میں شکست کھا کر سندھ کی طرف بھاگا اور وہاں کسی دریا میں ڈوب گیا ناہر نے
سر اُسکا غزنین کو بھیجدیا سنہ چار سو ستائیس میں ایک نیا محل غزنین میں بنایا ہوا اور اُسمیں ایک تخت جواہرات کا
جڑا ہوا بچھایا گیا اور ایک جڑاؤ تاج اُسپر لٹکایا اور بادشاہ نے اُس تخت پر جلوس کر کے اور وہ تاج سر پر رکھ کے دربار
عام کیا اور اسی سال میں شاہزادہ امیر مودود کو طبل و علم دیکر بلخ کو روانہ کیا اور خود ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر
قلعہ ہانسی کو فتح کیا بعد ازاں قلعہ سون پت بھی مفتوح ہوا دیپال نامی وہاں کا حاکم قلعہ خالی چھوڑ کر بھاگ گیا اکثر اُسکا
لشکر قتل ہوا مال غنیمت بھی بہت ہاتھ آیا بعد ازاں رام کے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا رام نے بہت سے پیشکش
بھیجکر اپنے نہ آنے کا عذر کیا بادشاہ نے قبول کر کے غزنین کی راہ لی سنہ چار سو اٹھائیس میں بلخ
کی طرف ترکمانوں پر فوج کشی کی وہ یہ سُنتے ہی بلخ کو خالی چھوڑ کر اطراف و جوانب میں بھاگ گئے بادشاہ نے
جیحون اُتر کر تمام ماوراء النہر پر قبضہ کر لیا اس عرصہ میں داؤد ترکمان جسنے تغدی بیگ اور امیر حسین کو پہلے
شکست دی تھی بڑی بھاری فوج لیکر بلخ پر متوجہ ہوا بادشاہ یہ سنکر ماوراء النہر سے بلخ میں آیا تو داؤد دو روز کو
چلا گیا پھر یہ خبر آئی کہ تردی بیگ نے ضلع گورکان میں بڑا فساد برپا کیا ہے اور اُسکے ڈھنگ بغاوت کے
ہیں امیر مسعود نے یہ دیکھکر اُسکو قتل کرا دیا پھر بیغو نام ترکمانوں کے سردار سے صلح ہو گئی اور یہ عہد ہو گیا کہ
اب کبھی ترکمان فتنہ و فساد نہ کرینگے بادشاہ نے اُنکے ملک کی ایک حد معین کر کے ہرات کو کوچ کیا راستہ میں
ترکمانوں کے ایک گروہ نے حملہ کر کے لشکر کے چند آدمی قتل کر ڈالے بادشاہ نے ایک فوج اُنکی

تنبیہ کے لیے مقرر کی چنانچہ کچھ لڑائی کے بعد اُنکے سردار میسعود کے پاس بھیجدیے اور مسعود نے اُنکے سر بیغو کے پاس بھیجدیے بیغو نے بہت سے ندر کیے اور یہ بیغو وہی بیغو ہے جسکی تعریف مین ضیاء فارسی نے قصیدے لکھے ہین بعدازان امیر مسعود ہرات سے نیشاپور مین اور وہان سے طوس کو جو ترکمانون کے قبضہ مین تھا روانہ ہوا بڑی لڑائی ہوئی آخر بادشاہ نے فتح پائی اور بہت سے ترکمانون کو قتل کرکے قلعہ پر اپنا تصرف کرلیا پھر سردی کا موسم نیشاپور مین ہی تمام کیا سنہ چار سو تیس مین طغرل ترکمان کی طرف جسنے باورد مین بڑی سرکشی کر رکھی تھی ارادہ کیا وہ یہ سُنکر بھاگ گیا بادشاہ وہان سے لوٹ کر سرخس کے رستہ سے سرخس کو آیا رستہ مین مرو کے قلعہ کو ویران کردیا اور تمام وہان کی رعایا کو قتل کرڈالا اور کچھ لوگون کے ہاتھ پانون کٹوا دیے پھر وہان سے زیرقان کو گیا وہان ترکمانون سے لڑائی ہوئی اس معرکہ مین اکثر بادشاہی سردار مخالفون سے جاملے اور بادشاہ کے ساتھ کچھ تھوڑے لوگ رہگئے اسی حال مین بادشاہ کچھ لڑتا بھڑتا آخر کو اپنی جان بچالایا غنیمت سمجھی یہ واقعہ آٹھوین رمضان سنہ چار سو اکتیس مین ہوا وہان سے مرو کو گیا وہان کچھ بھاگی ہوئی فوج جمع ہوکر آملی پھر غور کے راستہ سے غزنین کو گیا اور بھاگے ہوئے سردارون مین سے علی دایہ اور حاجب بزرگ اور بیگ تغدی کو ہندوستان کے قلعون مین قید کیا چنانچہ سب وہین مرگئے بعدازان بادشاہ نے یہ ارادہ کیا کہ ہندوستان مین جاکر بخوبی قوت پیدا کرے اور پھر ترکمانون کو قرار واقعی سزا دے اسی خیال سے امیر مودود کو بلخ کی حکومت سپرد کی اور خواجہ محمد بن عبدالحمید کو اُسکا وزیر بنایا اور امیر محمد کو دو ہزار آدمیون کے ساتھ ملتان کو بھیجدیا اور غزنین کے قریب بھاڑ پہ پٹھانون نے کچھ سرکشی کی تھی اُنکی تنبیہ کے لیے امیر یزدیار کو روانہ کیا اور تمام محمود کے وقت کے خزانے اور اسباب اونٹون پر لدوا کر ہندوستان کو روانہ ہوا اور یہ حکم بھیجا کہ امیر محمد کو جو جالت کوری مین بزغند کے قلعہ مین قید تھا حاضر لاوین جب لشکر رباط ماریکلہ مین پہونچا غلامون نے خزانے کے سب اونٹ لوٹ لیے اور بغاوت اختیار کرکے امیر محمد سے متفق ہوگئے بعدازان امیر مسعود پر حملہ کیا ناچار وہ رباط ماریکلہ کے قلعہ مین بند ہوگیا آخر اُسکو گرفتار کرکے کیری کے قلعہ مین قید کردیا اور ماہ جمادی الاول سنہ چار سو تیس ہجری مین جھوٹ موٹ امیر محمد کی طرف سے کہیدے کوتوال کو حکم بھیجا کہ مسعود کو قتل کرکے سر اُسکا ہمارے پاس بھیجدے چنانچہ اُسنے یہی کیا یہ قصہ بموجب نسخہ نظامی کے لکھا گیا مگر قاضی بیضاوی نے یہ لکھا ہے کہ سنہ چار سو تیس مین مسعود سلجوقون کے مقابلہ سے بھاگ کر غزنہ کو گیا اس اثنا مین امیر محمد نے غلبہ پایا تھا چنانچہ اُسنے مسعود کو قید کرکے

قلعہ مین بھیجدیا بعدازان محمد کے بیٹے احمد نے قلعہ مین جاکر قتل کر ڈالا بیضاوی نے مسعود کی وفات کے سنہ چار سو تینتیس لکھے ہین اور محمد کی سلطنت کی مدت چودہ برس شاید یہ کاتبون کی غلطی ہوگئی ہو سلطان مسعود کے زمانہ مین ایک منوچہری شاعر تھا جسنے ایک قصیدہ مین اسکے وزیر کی نسبت لکھا ہے ہمی نازد بعدلش شاہ مسعود چو پیغمبر بنوشروان عادل

ذکر سلطان مودود ابن مسعود کا

جب باپ کے مرنے کی خبر سنی تو مودود آرا کین سلطنت کے مشورہ سے بامیان مین تخت نشین ہوا اور یہ ارادہ کیا کہ ماریکلہ پر فوج کشی کرکے باپ کے خون کا عوض لے لیکن ابونصر محمد بن عبدالصمد کا بیٹا اس قصد سے منع کرکے غزنین مین لے آیا غرض وہان اچھی طرح سامان درست کرکے اپنے چچا امیر محمد پر فوج کشی کی دیپور مین مقابلہ ہوا تمام دن لڑائی رہی دوسرے دن سید منصور کو جو محمد کا ایک بڑا معتبر سردار تھا مودود نے اپنا شریک کرلیا اور لڑائی مین امیر محمد اور اسکے بیٹے احمد کو گرفتار کرکے قتل کیا اور اس مقام پر ایک شہر فتح آباد کے نام سے آباد کیا اور یہ فتح سنہ چار سو تیس مین اور بعضون نے کہا ہے کہ چار سو چونتیس مین ہوئی سنہ چار سو تینتیس مین خواجہ احمد بن عبدالصمد کو معتوب کرکے غزنین کے قلعہ مین قید کیا چنانچہ وہ وہین مرگیا بعد ازان ابونصر کونامی بن محمد کے مقابلہ کے لیے ہندوستان کو بھیجا اور نامی اس لڑائی مین مارا گیا سنہ چار سو چونتیس مین ارتگین کو طبرستان کی طرف داؤد ترکمان کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا چنانچہ ارتگین نے جاکر بہت ترکمانون کو قتل کرکے بلخ مین سکہ و خطبہ سلطان مودود کے نام کا جاری کیا لیکن پھر ترکمانون نے اسپر حملہ کیا اور ارتگین شکست کھاکر غزنین کو چلا آیا سنہ چار سو پینتیس مین مسعود نے ابوعلی غزنین کے کوتوال کو قید کیا لیکن تھوڑے دنون کے بعد پھر غزنین کا کوتوال اور اپنی مملکت کا دیوان مقرر کیا اور سوری مین بعوردیوان سابق کو قید کردیا چنانچہ وہ وہین مرگیا اور ارتگین کو بھی سزا کو پہونچایا سنہ چار سو چھتیس مین خواجہ طاہر جو بعد خواجہ احمد کے وزیر ہوا تھا مرگیا اور خواجہ امام ابوالفتح عبدالرزاق اسکی جگہ مقرر ہوا اس سال مین طغرل حاجب کو بست کی طرف بھیجا اور اُسنے ابوالفضل کے بھائی زنگی منصور کو گرفتار کرکے غزنین کو بھیجدیا پھر سیستان کو گیا اور رباط اسپر مین ترکمانون سے مقابلہ کرکے فتح پائی پھر وہان سے گرمسیر کو گیا اور وہان کے ترکمانون کو جو سرخ کلاہ کہلاتے تھے قتل کیا اور کچھ کو گرفتار کرکے غزنین کو بھیجدیا سنہ چار سو اڑتیس مین طغرل کوکلین آباد کی طرف بھیجا وہان جاکر وہ باغی ہوگیا علی بن ربیع کو اسکی تنبیہ کے لیے بھیجا طغرل کچھ آدمیون کو ساتھ لیکر بھاگ گیا علی نے تمام اسکے لشکر کو

غارت کیا اور کچھ کو گرفتار کرکے غزنین کو بھیجدیا سنہ چارسو اُنتالیس مین قصدار کا امیر باغی ہوگیا حاجب بزرگ بارگمین نے اُسکو شکست دی بعد چندروز کے پھر مطیع ہوگیا سنہ چارسو چالیس مین سلطان مسعود نے ابوالقاسم محمود اور منصور اپنے دونون بیٹون کو ایک ہی دن طبل اور علم عنایت کیا اور ابوالقاسم کو لاہور کی طرف اور منصور کو پشور کی طرف روانہ کیا اور ابو علی کوتوال غزنین کو ہندوستان کے سرکشون کی گوشمالی کے لیے بھیجا چنانچہ سب کام اُسنے بخوبی انجام دیے اور جب وہ حسب مراد غزنین کو واپس آیا تو میر کبن حسن کی حراست مین اُسکو قید کردیا چند روز کے بعد میر کے نے بے اجازت بادشاہ کی اُسکو قتل کرڈالا اور بادشاہ سے اس امر کو مخفی کیا اور اسی خیال سے بادشاہ کو سفر کابل کی تحریص دیکر روانہ کیا جب سیالکوٹ مین پہونچا تو قولنج کا مرض شروع ہوگیا ناچار پھر غزنین کو واپس گیا اور میر کے کو حکم دیا کہ ابو علی کو حاضر کرے اُسنے ایک ہفتہ کی مہلت مانگی اس عرصہ مین امیر مسعود کا انتقال ہوگیا اس بادشاہ نے نو برس سلطنت کرکے چوبیسوین رجب سنہ چارسو اکتالیس مین انتقال کیا اور لب التواریخ مین لکھا ہے کہ مسعود نے چغربیگ سلجوقی کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اور اُس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام مسعود تھا جب سنہ چارسو اکتالیس مین مسعود و چغربیگ کی ملاقات کے لیے خراسان کی طرف جاتا تھا راستہ مین درد قولنج شروع ہوا اور اُس مرض مین انتقال کیا

ذکر سلطان مسعود بن مسعود کا

باپ کے انتقال کے وقت مسعود کی عمر تین برس کی تھی علی بن ربیع نے اسی عمر مین اُسکو تخت پر بٹھایا لیکن چونکہ سلطنت کے انتظام مین فتور کرنے لگا اس سبب سے اُسکا چچا تخت نشین ہوا یہ لڑکا پانچ مہینے تخت نشین رہا

ذکر سلطان علی بن مسعود بن محمود کا

اس بادشاہ نے میرون کے اتفاق سے تخت پر جلوس کیا اور چونکہ عبدالرزاق ابن احمد سمندی کو سلطان مسعود نے سیستان کی طرف بھیجا تھا جب وہ اس قلعہ پر پہونچا جو بست اور اسفزار کے درمیان مین واقع ہے تو اُسکو معلوم ہوا کہ سلطان محمود کا بیٹا عبدالرشید امیر مسعود کے حکم سے یہان قید ہے پس اُسنے فوراً اُسکو قید سے نکالکر بادشاہ بنایا یہ واقعہ سنہ چارسو تینتالیس مین ہوا اور علی بن مسعود نے تین مہینے حکومت کی

ذکر سلطان عبدالرشید بن محمود کا

سلطان عبدالرشید نے عبدالرزاق کے اتفاق سے غزنین کا قصد کیا علی بن مسعود یہ خبر سنکر

لڑائی سے پہلے ہی بھاگ گیا اس اثنا مین طغرل حاجب نے سیستان کو تسخیر کر کے سلطنت کے ارادے پر غزنین کا قصد کیا اور سلطان عبدالرشید قلعہ مین بند ہو گیا اور طغرل نے غلبہ پاکر عبدالرشید کو اور سلطان محمود کی ساری اولاد کو قتل کر ڈالا اور سلطان مسعود کی کواری بیٹی کو نکاح مین لایا جس روز تخت پر جلوس کیا بعضے پہلوانون نے غیرت کھا کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سلطان عبدالرشید نے چار برس سلطنت کی اور نظام التواریخ مین اسکی مدت حکومت سات برس لکھے ہین اور لب التواریخ مین اسکی وفات کے سنہ چار سو تینتالیس لکھے ہین

ذکر سلطنت فرخ زاد بن مسعود بن محمود کا

بعد ازان امیرون نے فرخ زاد بن مسعود کو قید سے نکال کر بادشاہ کیا اسکے زمانے مین سلجوقیون نے غزنین پر حملہ کیا لیکن فرخ زاد نے انپر فتح پائی اور بہت لوگون کو قتل کیا اور کچھ کو قید کر لیا دوبارہ اپ اسلان سلجوقیون کے بادشاہ نے عراق اور خراسان سے بہت سی جمعیت فراہم کر کے غزنین پر حملہ کر کے فتح پائی اور بہت سردار غزنین کے گرفتار کر کے خراسان کو لے گیا آخر صلح ہو گئی اور دونون طرف کے قیدی چھوٹ گئے اور ملک زاولستان خراب ہو گیا تھا اس سبب سے بادشاہ نے اسکا محصول معاف کر دیا یہ بادشاہ ہر سال تین مہینے کے روزے رکھتا تھا اور راتون کو نماز بہت پڑھتا تھا چھ برس سلطنت کر کے سنہ چار سو پچاس مین قولنج کے درد سے وفات پائی

ذکر سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود کا

بعد انتقال سلطان فرخ زاد کے سلطان ابراہیم بن مسعود تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بڑا عادل اور زاہد تھا ہر سال ایک قرآن لکھکر مکہ معظمہ کو بھیجتا تھا اس بادشاہ نے کوئی مکان اپنے لیے نہین بنایا ہان مسجد اور مدرسے خدا کے لیے بنائے اسنے سلجوقیون سے صلح کر لی پھر ہندوستان کی طرف متوجہ ہو کر بہت سے قلعے فتح کیے منجملہ انکے ایک شہر تھا جہان لوگ خراسانیون کی نسل سے تھے اور افراسیاب کے اُنکو فتنہ و فساد کے سبب سے ہندوستان کی طرف نکال دیا تھا اس شہر سے ہزار آدمیون کو قید کر کے غزنین کو لے گیا یہ بادشاہ ولی بھی تھا غزنین مین ہر قسم کی دوا مدد غذا بیمارون کو اسکے خزانے سے ملتی تھی اسنے تیس برس سلطنت کر کے سنہ چار سو بہتر مین انتقال کیا اور قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ نے سنہ چار سو پچاس سے سنہ چار سو نوے تک سلطنت کی مسعود سعد سلمان شاعر اسکے زمانے مین تھا اور اسکے ایک قصیدے مین جو بادشاہ کی تعریف مین لکھا تھا

دو شعر ہین سلطان ابوالقاسم ملک محمود ابراہیم بن مسعود + کہ نازد چار چیز از وی کند ہر یک بدو مفخر + یکے از وخشہ چتر دوم افزانندہ رایت + سوم دینار گون تگاب وچہارم آبگون خنجر + یہ تمام قصیدہ اسی طرز پر ہی اور ایک دوسرے قصیدے کے دو شعر ہین سلطان علاؤ الدنیا والدین + در ضبط دین و دنیا عالمیست کا تیغ + مسعود کز سعادت فتح فتوح ملک + بگذشتہ ز آنچہ آید اندر شمار تیغ + اور ایک قصید اُسکا یہ ہی

ای عزم سفر کردہ و بسته کمر فتح	بگشاد چپ و راست فلک تو در فتح	مسعود جہانگیر کہ از دہر سعادت
ہر لحظہ بسوے تو فرستد خبر فتح	مانند سنان سر بسوے رزم نہادی	چون تیر سپیان تو بہ بند دکمر فتح
صد فتح کنی بیک دگر سال ازین پس	در ہند ہر لحظہ بہ بیند اثر فتح	چندانست بود فتح کہ در عرصۂ عالم
ہر روز بگویند ہر سو خبر فتح	رمح تو و تیر تو و شمشیر تو باشد	گر نقش کند وہم مصور صور فتح
چون گفت زخم زخم سبک تیغ گرانست	سوگند گرانش نبود جز بسر فتح	استاد ابوالفرج رونی سلطان

ابراہیم کا بھی ہراج تھا اور سلطان مسعود کا بھی ان دونون کی تعریف مین قصیدے اُسکے دیوان مین بہت ہین اور رونین بہت ایک گانون کی طرف ہی جو تو ابعات لاہور سے تھا مگر اب اُسکا نشان بھی نہین ہے ابوالفرج کا سلطان ابراہیم کی تعریف مین ہی سازہے ببازوے شمشیر کامگار ترا + شبیہ نیست بدر بطبیعت عدیل نیست + اسیر کردۂ آن بے نفس چو حلق گلو + یتیم کردۂ این بے عقب چو در یتیم + مسعود سعد ابوالفرج مین باہم رنج تھا چنانچہ ابوالفرج نے مسعود کو قید کرا دیا تھا اور وہ مدت دس برس تک قید رہا اُسنے یہ رباعی قید مین لکھی تھی ؎ زندان ترا ملک شہی می باید + تا بند تو پای تا جداران شاید + آزاد کہ گشت مسعد سلمان زاید + گر یار شود ملک ترا نہ گراید + ایک شعر استاد ابوالفرج کا یہ ہی ؎ چو شانہ شد چو کرم شاخ شاخ از حسرت + کہ موے بیم شاخ سفید در نیاورد + اور اسکا دیوان عربی و فارسی و ہندی مین ہی

ذکر علاء الدین مسعود بن ابراہیم بن سلطان مسعود کا

بعد انتقال سلطان ابراہیم کے اُسکا بیٹا علاء الدین مسعود تخت نشین ہوا اور سولہ برس سلطنت کر کے سنہ پانسو آٹھ مین انتقال کیا

ذکر سلطان شیرزاد بن مسعود بن ابراہیم کا

بعد انتقال سلطان مسعود کے اُسکا بیٹا سلطان شیرزاد موجب وصیت پدر کے تخت نشین ہوا سال بھر حکومت کی پھر اُسکا بھائی ارسلان شاہ نے غالب ہو کر سنہ پانسو نو مین اُسکو قتل کر ڈالا

ذکر سلطان ارسلان شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا

بعد قتل سکے سلطان شیرزاد کے ارسلان شاہ تخت نشین ہوا اور سب بھائیون کو گرفتار کر لیا مگر بہرام شاہ سلطان سنجر کے پاس جو اسکا ماموں زاد بھائی تھا بھاگ گیا سلطان سنجر نے ارسلان شاہ سے اسکی بہت سفارش کی اور اس باب مین کئی خط لکھے لیکن ارسلان شاہ نے نہ مانا مجبور ہو کر سلطان سنجر نے فوج کشی کی ارسلان شاہ تین ہزار سوار لیکر مقابل ہوا آخر شکست کھا کر ہندوستان کو بھاگ آیا سلطان سنجر چالیس روز تک غزنین مین رہا پھر یہ سلطنت بہرام شاہ کو دیکر اپنے ملک کو لوٹ گیا ارسلان شاہ نے ہندوستان مین پھر جمعیت فراہم کر کے غزنین کا قصد کیا بہرام شاہ یہ خبر سنکر خون کے سبب پاسبان کے قلعہ مین بند ہو گیا لیکن سلطان سنجر کی مدد سے پھر فتح پائی اور غزنین پھر لیا اور ارسلان شاہ کو گرفتار کر کے سنہ پانسو دس مین قتل کیا

ذکر سلطان بہرام شاہ بن مسعود بن ابراہیم کا

بعد قتل ارسلان شاہ کے بہرام شاہ متعلل ہوا حکیم سنائی اسکا مداح تھا کتاب حدیقہ و سنہ اور سوائے اسکے اور بہت کتابین اسکے زمانہ مین تصنیف ہوئین اسکے جلوس کی خوشی مین سید حسن غزنوی نے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہے ندائی بر آمد ز ہفت آسمان ۔ کہ بہرام شاہ است شاہ جہان اور ایک قصیدہ مکہ معظمہ سے اسکے نام پر لکھکر بھیجا تھا اسکے شعر یہ ہین ہرگز بود کہ بازیہ بہیم لقاے شاہ ۔ شکرانہ در دوبیدہ کشم خاکپاے شاہ ۔ بہرام شہ کہ جان سلاطین فدا ش باد ۔ باشد کہ جان ایشان باشد فداے شاہ ۔ سیارگان چرخ دراقندچون شہاب ۔ پاے اربرون نہند ز حد وفاے شاہ ۔ اور ایک اور قصیدہ کا یہ شعر ہے ۔ بہرام شہ کہ از ہوس لفظ شکر خیش ۔ طوطی بروں دہد پس ازین نونہال ملک ۔ اس بادشاہ کو تسمن مین زیادہ تعصب تھا حکیم سنائی کو بھی رفض کی تہمت پر قید کر دیا تھا حالت قید مین اسنے کتاب حدیقہ الحقیقہ بہرام شاہ کے نام پر لکھی تھی اسپر لوگون نے بہت اعتراض کیے تھے آخر وہ کتاب بغداد کو بھیجی گئی اور وہان کے علمانے اسکی صحت پر مہر کر دین تب اسکو قید سے خلاصی ملی مشہور ہے کہ بعد تصنیف حدیقہ کے جب شیخ پر رفض کی تہمت کی گئی تو اسنے یہ نامہ بہرام شاہ کو لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔ اما بعد در بعضے آثار ست کہ دو چیز در غم افزاید و سیب باریدن باران در بستان درختان بود دیگے نصرت مظلومان و دیگر قہر ظالمان و حقیقتہ برین گفتہ اند آنست کہ پیغمبر صلعم فرمود کہ بالعدل قامت السموات عدل بر مثال مرغیست کہ ہر کجا سایہ افگند آنجا موضع دولت شود و آنجا کہ خانہ سازد قبلہ استدامت شود و باران از آسمان بایستد و ظلم و جور مرغیست

کہ ہر کجا کہ پرد قحط سال شود وحیات وحیا از میان خلق معدوم شود وحق سبحانہ وتعالیٰ سلطان اسلام و
پادشاہ عادل بہرام شاہ بن مسعود شاہ بن ابراہیم شاہ بن مسعود شاہ بن محمود شاہ را ازجور وظلم نگاہدارد
واگرچہ ہمہ عالم جمع شوند تا بضاعت ومایہ شناخت وال این بندہ نویسندہ وعبارت برندنتوانند وازخستیکہ
مالک الملک آنرا نشانہ نبود درشاہدہ اسرار غیوب جبرئیل ہمیکائیل کہ از تصرف کردن دران معزول بود نہ
یقین ہست کہ درکل احوال عادل سعید ست وجائر شقی ومبدر ترین ظلمے ہم آنست کہ جماعتے اندک چیزے بخوانند
وفہم نکنند ودران مغرور شوند وزبان طعن درحق عالمان نہند ازینجاست کہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم فرمود
ارحموا ثلثا عزیزا افتقر وعزیز قوم ذل وعالما بین الجہال کتابے کہ بزبان اہل معرفت گفتہ بود عارف بیاید
باید چنانکہ بایزید وشبلی کہ دران کتاب تصرف کنند وبدانند کہ دران چہ نوشتہ اما دانشمندانے کہ بوے
معرفت ندارند از سر حقد ونادانی بود کہ دران کتاب طعنے زنند ودلیل برکوردلی ایشان آنست کہ میگویند
آل مروان انکو مبغوضہ ست وخاندان مصطفےٰ را صلی اللہ علیہ وسلم ستایش از حد برده وتفضیل امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ بر دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نہادہ ست وآن نمی بینند کہ او را فرد صدیق وفاروق و
ذی النورین مرتبہ نہادہ ست برطریق سلف وخلف صالح واز سید کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم اخبار صحیح
مروی ست در مثالب آل مروان ومناقب آل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دروغ ست وکاذبان
بینند عقل داند کہ چنین ست وکلمۂ حق آنست کہ بار خدایا آرزو استہ گردان عالم را بعالمانے کہ از تو بترسند یا
از خلق شرم دارند ما را مبتلاے بیگانگان کوے نہ دگردان بفضلک وجودک وکرمک یا ارحم الراحمین وایک
شعر حدیقہ کاینہی ؎ عرش گربارگاہ راز میدہ ۔ شاہ بہرام شاہ را ز میدہ ۔ بہرام شاہ نے ہندوستان پر
کئی مرتبہ جہاد کیا اور ایسے مقام کہ اُسکے بزرگون سے بھی فتح نہوے تھے فتح کیا ایک دفعہ ہندوستان مین
چھوڑ گیا تھا وہ یہان باغی ہوگیا اور ملتان کے قریب بادشاہ کے مقابلے مین بہت لڑا آخر کو قید ہوگیا
اور بادشاہ نے اُسکو قتل کر ڈالا اور دوبارہ ہندوستان پر اپنا قبضہ کرلیا علاء الدین غوری کے
بادشاہ نے غزنین پر حملہ کیا بہرام شاہ وہان سے مفرور ہوا علاء الدین اپنے بھائی کو وہان کا انتظام
سپرد کرکے رخصت ہوا بہرام شاہ نے پھر غلبہ پاکر غزنین پر قبضہ کرلیا اور سیف الدین کو ایک بیل پر سوار کرکے
تمام شہر مین تشہیر کیا اور پھر جس طرح مارا علاء الدین کو یہ خبر بہت غصہ آیا اور بڑا بھاری لشکر لیکر غزنین کا قصد کیا
لیکن بہرام شاہ کا اُسکے آنے سے پہلے انتقال ہوگیا اور اُسکا بیٹا تخت پر بیٹھ گیا بہرام شاہ نے

بنیس برس حکومت کرکے ۵۴۷ھ پانسو سینتالیس مین انتقال کیا مسعود سعد سلمان نے میسعد سن بہرام شاہ کی تعریف مین لکھا تھا

بہرام شاہ خسرو گیتی کشائے گشت	خورشید دہر و سایۂ فرخدائے گشت	چترش کہ شد ہمایون فرہمائے گشت
اورا خدائے عزّ و جل سہمنائے گشت	آن خنجر زدودش دولت ذرائے گشت	روے عدوے او شدہ چون چیر او سیاہ
نادر زمانہ شاہ جہان تخم عدل کاشت	ہر مجرمی کہ یافت از و جرم درگذاشت	گرمے او بپھر بر آب روان گذاشت
چون لقمش سنگ صورتش آب روان گذاشت	تا لوح چرخ دین حق و داد سر نگاشت	آن شاہ دادگستر و حق و زر و دین پناہ

ذکر خسرو شاہ بن بہرام شاہ کا

بعد انتقال بہرام شاہ کے خسرو شاہ اُسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اس اثنا مین علاء الدین فوج لیکر آپہونچا خسرو شاہ لاہور مین بھاگ آیا علاء الدین نے اپنے بھائی کے عوض غزنین مین بڑا کشت و خون کیا اور تمام شہر کو غارت کرکے وہان کی خاک بھی بھروا کر غور کو لے گیا جب علاء الدین غزنین سے چلا گیا تو خسرو نے پھر جاکر قبضہ کر لیا اسی اثنا مین ترکون نے غلبہ پاکر سلطان سنجر کو گرفتار کر لیا بعد ازان غزنین کی طرف متوجہ ہوے خسرو شاہ پھر لاہور کو چلا آیا اور آٹھ برس سلطنت کرکے ۵۵۵ھ پانسو پچپن مین انتقال کیا اسکے زمانہ مین شاعر بہت سے اور بہت قصیدے اُسکے نام پر لکھے تھے ایک ترجیع بند جو اسکے نام پر لکھا تھا اُسکا ایک شعر یہ ہے ؎

شاہنشہ معظم خسرو شہ آنکہ آسمان ۔ با تیغ و گرز گیرد از بند تا خراسان ۔ تاریخ قاضی بیضاوی مین لکھا ہے کہ علاء الدین غزنین مین بڑے کشت و خون کے بعد غیاث الدین اور شہاب الدین اپنے دو بھتیجون کو چھوڑ گیا اور اُنھون نے خسرو شاہ کو مطمئن کر دیا تھا اور خسرو شاہ نے مقید ہوکر ۵۵۵ھ پانسو پچپن مین انتقال کیا اور سلطنت خاندان غزنویہ کی ختم ہوگئی چند روز کے بعد غیاث الدین کا بھی انتقال ہوگیا اور سارے ملک پر شہاب الدین قابض ہا مگر خواجہ نظام الدین احمد نے تاریخ نظامی مین روضۃ الصفا سے نقل کیا ہے کہ خسرو شاہ کے بعد خسرو ملک اُسکا بیٹا بھی تخت نشین ہو

ذکر خسرو ملک بن خسرو شاہ کا

بعد انتقال خسرو شاہ کے خسرو ملک نے لاہور مین تخت سلطنت پر جلوس کیا مگر چونکہ یہ عیش و عشرت مین بہت مصروف تھا ملک مین بالکل بد انتظامی ہوگئی تھی اور غوریون کو روز بروز غلبہ ہوتا جاتا تھا چنانچہ سلطان معزالدین سام شہور شہاب الدین غوری نے غلبہ پاکر غزنین مین اپنی تخت گاہ قائم کی بعد ازان ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا خسرو ملک ایک قلعہ مین بند ہوگیا بعد ازان اس جاہ کر حاضر ہوا معزالدین سام

اسکو غزنین مین لے گیا اور وہان سے غیاث الدین کے پاس بھیجدیا غیاث الدین نے اسکو فیروزکوہ مین دس برس تک قید رکھا بعدازان ۵۸۳ھ پانسو تراسی مین قتل کرڈالا اس بادشاہ نے اٹھائیس برس سلطنت کی اور بس اس بادشاہ پر خاندان غزنوی کی سلطنت کا اختتام ہوگیا دوسو پندرہ برس تک اس خاندان نے سلطنت کی یہ قول صاحب تاریخ نظامی کا ہے لیکن قاضی بیضاوی نے سلطان محمد سے خسرو شاہ تک ایکسو اسٹھ برس لکھے ہین اور قاضی یحیی قزوینی نے اس خاندان کے چودہ بادشاہ لکھے ہین اور انکی مدت حکومت ایکسو پچہتر برس لکھے ہین

ذکر سلطان معزالدین بن سام غوری کا

دوسرا طبقہ غزنوی بادشاہون کا

جب سلطان غیاث الدین نے تگین آباد کو فتح کیا وہان کی حکومت سلطان شہاب الدین کے حوالہ کی وہ ہمیشہ غزنین پر حملہ کرتا رہا آخر ۵۷۹ھ پانسو انہتر مین غیاث الدین نے غزنین کو فتح کیا اور ترکون کو جو بعد قتل سلطان سنجر کے غزنین پر متصرف ہوگئے تھے نکال کر اپنے بھائی معزالدین محمد سام کو وہان سلطنت دیکر شہاب الدین خطاب دیا اسنے ایک سال تک بطریق نیابت کے غزنین مین سلطنت کی بعدازان ۵۷۰ھ پانسو ستر کرور کو فتح کیا اور ۵۷۱ھ پانسو اکہتر مین اچھ اور ملتان کو فتح کرکے قرامطیون کو وہان سے نکالا اور قوم بہتیہ جو اچھ کے قلعہ مین بند ہوگئی تھی نیست نابود کرکے اور وہان کی حکومت علی کرماخ کو سونپ کے غزنین کو لوٹا اور ۵۷۲ھ پانسو بہتر مین ریگستان کی راہ سے گجرات پر فوج کشی کی اور راجہ بھیم دیو کے مقابلہ مین شکست کھائی اور بڑی محنت اٹھاکر پھر غزنین مین پہونچا اور ۵۷۵ھ پانسو پچہتر مین پیشور کو فتح کیا اور ۵۷۷ھ پانسو ستاسی مین لاہور پر حملہ کیا اور سلطان خسرو ملک قلعہ مین بند ہوگیا بعدازان صلح کی گفتگو ہوتی رہی آخر خسرو نے اپنے چھوٹے بیٹے کو مع ایک ہاتھی پیشکش کے دیکر بھیجا سلطان شہاب الدین نے صلح کو منظور کیا اور اسی سال مین قصبہ سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی اور وہان ایک اپنا نائب چھوڑکر غزنین کو لوٹ گیا ۵۸۲ھ پانسو اکاسی مین دیول کی طرف متوجہ ہوا اور تمام سمندر کے کنارہ کے ملکون کو درہم برہم کرکے بہت سا غنیمت کا مال حاصل کرکے لوٹا ۵۸۳ھ پانسو چیاسی مین پھر لاہور کو آکر گکھڑ اور حسین کو وہان کا قلعہ دار کرکے لوٹ گیا تاریخ نظامی سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی سال مین قلعہ سیالکوٹ کی بنیاد ڈالی لیکن مبارک شاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ دو برس پہلے یہ قلعہ تیار ہوچکا تھا اسی سال مین خسرو ملک نے کھوکرون وغیرہ کی فوج ساتھ لیکر سیالکوٹ پر حملہ کیا اور مدت تک اس قلعہ کو گھیرے رہا مگر وہ قلعہ فتح نہ ہوا یہ سُنکر معزالدین پھر خسرو کی طرف متوجہ ہوا مجبور ہوکر خسرو بہت عاجزی کے ساتھ حاضر ہوگیا باقی قصہ پہلے مذکور ہوچکا اور اس سال مین

سلطان

سلطان معزالدین علی کرمارچ حاکم ملتان کو لاہور مین اپنا نائب چھوڑکر ۵۸۷ھ پانسو ستاسی مین قلعہ تبرہندہ کو
جو دارالسلطنت ہندوستان کے بڑے راجون کا تھا تسخیر کیا اور ملک ضیاءالدین تکلی کو کہ بارہ سو سوار بہت
عمدہ دیکر اُس قلعہ مین چھوڑا اور خود غزنین کا قصد کیا راستہ مین رائے پتھورا اجمیر کا حاکم اور کھنڈے رائے
اُسکا بھائی جو اُسکی طرف سے دہلی کا حاکم تھا موضع تراین پر جو تھانیسر سے سات کوس اور دہلی سے
چالیس کوس سرستی ندی کے کنارہ ہے اور اب اُسکو تراوری کہتے ہین بہت سا لشکر لیکر مقابل ہوا بڑی
لڑائی ہوئی لیکن آخر ہین ہندو غالب آئے بادشاہ نے اس معرکہ مین بڑی بڑی بہادریان کین کھنڈے رائے
ہاتھی پر سوار ہوکر بادشاہ کے مقابلہ مین آیا بادشاہ نے ایک نیزہ اُسکے مُنھ پر مارا اُسنے بھی ایک نیزہ
بادشاہ کے سر پر مارا اور بازو کو بھی زخمی کیا مگر دونون زندہ رہے بادشاہ گھوڑے سے بھی گر پڑا ایک خلجی
لڑکے نے اپنے گھوڑے پر سوار کرایا اور خود بھی اُسی گھوڑے پر سوار ہوکر بادشاہ کو اُس معرکہ سے باہر نکالا
بعد ازان بادشاہ غزنین کو چلا گیا پھر رائے پتھورا نے قلعہ تبرہند پر حملہ کیا اور گیارہ مہینے تک اُسکا محاصرہ
رکھا آخر ضیاءالدین تکلی نے صلح کرکے قلعہ کو خالی کر دیا ۵۸۸ھ پانسو اٹھاسی مین پھر بادشاہ نے ڈیڑھ ہزار
سوار ساتھ لیکر ہندوستان کا ارادہ کیا اور اپنی فوج کے چار ٹکڑے کرکے اُسی موضع کے گرد مین مقابلہ کیا
آخر فتح پائی رائے پتھورا اس لڑائی مین گرفتار ہوگیا اور کھنڈے رائے مارا گیا اور سرستی اور ہانسی کے
قلعہ کو فتح کرکے اجمیر کو جو دارالسلطنت رائے پتھورا کا تھا غارت کیا اور اور مقامون سے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ اس سفر مین حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جنکا مزار اب اجمیر مین ہے لشکر کے ساتھ تھے اور
اُنھین کی دعا سے یہ فتح حاصل ہوئی بعد ازان بادشاہ ملک قطب الدین ایبک کو جو ایک غلام تھا اور
بادشاہ نے اُسکو اپنا بیٹا اور ولیعہد کیا تھا قصبۂ کہرام مین جو دہلی سے ستر کوس ہے چھوڑکر خود کوہ سوالک کی
طرف جو ہندوستان کے شمال مین ہے متوجہ ہوا اور وہان تاخت تاراج کرکے غزنین کو چلا گیا اور اسی سال مین
قطب الدین نے رائے پتھورا کے متعلقون سے دہلی کو چھین لیا ۵۸۹ھ پانسو نواسی مین سلطان شہاب الدین
پھر ہندوستان مین آیا اور چندوار اور اڑاوہ کے حدود مین راے جیچند حاکم قنوج سے مقابلہ کیا اور اُسکو
قتل کرکے پھر غزنین کو چلا گیا قطب الدین ایبک نے قلعۂ کول پر اپنا تصرف کر لیا بعد ازان دہلی کو تختگاہ بنایا
اور اُسکے سب گرد و نواح پر مستولی ہوگیا اس تاریخ سے دہلی بادشاہان اسلام کی دارالسلطنت ہوئی ۵۹۱ھ پانسو اکانوے
مین قلعۂ بھٹنکر اور بدایون کو فتح کیا اور ۵۹۳ھ پانسو ترانوے مین سمرقند والہ جو بٹین کے نام سے مشہور ہے

فوج کشی کی اور راے بھیم دیو سے بادشاہ کا بدلا لیکر اور بہت سا مال غنیمت حاصل کرکے مراجعت کی اسی سال مین سلطان غیاث الدین نے انتقال کیا شہاب الدین نے یہ خبر طوس و سرخس کی حدود مین سُنی اور بادغیس کو روانہ ہوا اور وہان اُسکی ماتم داری کرکے بھائی کے ملک کو سب غریزون پر تقسیم کیا اور غزنین کو واپس آیا پھر خوارزم پر لشکر کشی کی پہلی لڑائی مین تو سلطان محمد خوارزم کے بادشاہ کی شکست ہوئی بادشاہ نے اُسکا تعاقب کیا اور اُس خلیج پر جو جیحون کے شرقی کنارہ پر کھڈا ہی خوارزم والون سے پھر لڑائی ہوئی اور بہت سے سردار غورکے قتل ہوگئے ترکستان کے بادشاہون نے بھی سلطان محمد کی مدد کے لیے فوج بھیجی تھی اُس سے بھی جیحون کے کنارہ لڑائی ہوئی آخر شہاب الدین شکست کھاکر مع سو ہزار سوار کے قلعہ اندخود مین قید ہوگیا اور امن مانگ کر غزنین کو آیا اسی اثنا مین کھوکرون نے نواحی لاہور مین سرکشی کی بادشاہ یہ خبر سُنکر اُنکی طرف متوجہ ہوا اور قطب الدین ایبک کو بھی دہلی سے بُلایا اور کھوکرون کو قرار واقعی سزا دی بعد ازان غزنین کی طرف مراجعت کی جب دلیک نام گانون مین جو نواحات غزنین سے ہی پہونچا تو فدائی کھوکر نے موقع پاکر بادشاہ کو شہید کیا کسی نے قطعہ اُسکی تاریخ شہادت مین لکھا ہی ؎ شہادت ملک بحر و شہاب الدین کزو ابداے جہان ہمچو او نیامد یک + سوم زغرہ شعبان بسال یکصد و دو + فتادہ در رہ غزنین بمنزل دلیک

اس بادشاہ نے بیس برس سلطنت کی اور فقط ایک بیٹی اُسکی وارث رہی خزانہ سونے اور چاندی اور جواہرات کا بیشمار چھوڑا منجملہ اُسکے پانسو من الماس تھا نو مرتبہ ہندوستان پر حملہ کیا دو مرتبہ شکست پائی اور سات مرتبہ کامیاب ہوا اسکے زمانہ مین (یعنی ایک سو چھ ہجری مین) عالم اور فاضل بہت تھے اُنمین سے ایک امام فخر الدین رح رازی تھے جو بادشاہ کے لشکر ہی مین مقیم تھے اور اُنھون نے لطیف غیاثی وغیرہ کتابین شہاب الدین کے بھائی غیاث الدین کے نام پر تصنیف کی ہین ہر ہفتہ وعظ فرماتے تھے اور بادشاہ بھی اُنکے وعظ مین حاضر ہوکر بہت رویا کرتا تھا جب امام کو ہمیشہ کے لیے اس پابندی سے دشواری ہوئی تو اُنھون نے ایک مرتبہ بر سر منبر بادشاہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے بادشاہ چند روز مین نہ یہ دولت و عظمت باقی رہیگی نہ میری یہ خوشامد اور نفاق یہ قطعہ امام کی تصنیف ہی ؎

اگر دشمن شمارد با تو اہی دوست	ترا باید کہ با دشمن بسازی
نہ او ماند نہ تو نے فخر رازی	وگرنہ چند روزے صبر فرما

بعضے آدمیون نے بسبب حسد کے امام پر فد اُنیون سے شرکت کی تہمت لگائی کہ امام کو اس مشورہ کی پہلے سے خبر تھی چنانچہ اس جرم مین امام کو ماخوذ کرنا چاہا تھا

مگر وہ مؤید الملک سنجری کی مدد سے جو ایک بادشاہی امیروں میں تھا صحیح سلامت اپنے گھر پہونچے ایک شاعر نے
ایک قصیدہ اس بادشاہ کی تعریف میں لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہیں ؎

سلطان معز دین شہ غازی کہ در جہان	تیغش چو ذوالفقار علی مرتضی شدست	سلطان حق محمد سام آنکہ خلق را
مہرش چو مہر و دوستی مرتضی شدست	اورسی دوسرے کا یکلام ہے ؎	شاہ زمانہ خسرو غازی معز دین
کز وی فزود در نیتے تاج و کلاہ را	اصل ظفر محمد بن سام بن حسین	آن حضرتش نشانہ شدہ فرشاہ را
اور نازکی مرزانہ نے بھی اسکی مدح میں لکھا ہے ؎	شہ معز الدین کہ از دولت اوست	ہمچو گلدستہ فلک بستہ میان
رفت بر تخت چو گل در دو سہ تختے	کہ فلک بردہ خورد اندر میزان	آنکہ در آتش قہرش بد خواہ
جان شیرین بدہد شکر سان	شکر دین و گل دولت را	باہم آمیخت سپہر گردان
یارب این گل شکر دولت دین	سبب صحت عالم گردان	آور قاضی حمید بلخی نے
لکھا ہے ؎	خسرو غازی معین الدین الدنیا کہ	
بوالمظفر شہریار شرق کاندر معرکہ	ذکر سلطان قطب الدین ایبک	گوئیا دارد ہمای چترش اندر پر ظفر

یہ بادشاہ معز الدین کے غلاموں میں تھا چھوٹی انگلی اسکے ایک ہاتھ کی ٹوٹی ہوئی تھی اسلیے اسکو
ایبک کہتے تھے اور لک بخش بھی اسکا خطاب تھا بعد سلطان معز الدین کے اسکے بھتیجے سلطان
غیاث الدین محمود بن سلطان غیاث الدین محمد نے قطب الدین کے لیے ایک چتر بھیجا اور بادشاہت کی
اجازت دی چنانچہ دہلی سے لاہور میں آکر شنبہ کے دن اٹھارویں ماہ ذی قعدہ سنہ چھ سو دو ہجری میں
تخت پر بیٹھا یہ بادشاہ سخاوت میں بے نظیر تھا بہاء الدین اوشی نے اسکی تعریف میں لکھا ہے ؎
ای بخشش لک تو در جہان آوردہ ٭ کانرا کف تو کار بجان آوردہ ٭ از رشک کف تو خون گرفتہ دل کان
در لعل بہانہ در میان آوردہ ٭ تاج الدین یلدوز بھی ایک شہاب الدین کا غلام تھا اور بعد اسکے
غزنین کا بادشاہ ہوا تھا اسنے لاہور پر فوج کشی کی اور بڑی لڑائی کے بعد شکست کھا کر کرمان کو
بھاگ گیا بعد ازاں قطب الدین نے جاکر غزنین پر بھی قبضہ کر لیا اور چالیس دن تک وہاں رہا مگر چونکہ مہو و لعب میں
مصروف ہو گیا اس سبب سے وہاں کے آدمیوں نے دل تنگ ہو کر پوشیدہ طور پر تاج الدین یلدوز
کو بلا بھیجا اور وہ ایسا یکایک آپہونچا کہ قطب الدین میں مقابلہ کی تاب نہ رہی لاہور کو بھاگ آیا اور بعد چند روز کے
لاہور میں گھوڑے سے گر کے مر گیا اس بادشاہ نے راے پتھورا کی فتح کے بعد میں بس تک حکومت کی

جسمین سے چار برس خود مستقل حاکم رہا اور سولہ برس شہاب الدین کا تابع اور سنہ چھ سو سات مین انتقال کیا
اور سوائے قطب الدین کے اور سات آدمی شہاب الدین کے غلامون مین سے بادشاہ ہوے ہین
اور اُنھون نے ہندوستان اور غزنین اور بنگالہ مین حکومت کی ہے اُنمین سے ایک تاج الدین یلدوز تھا
جو تراوری کے ۔۔ وہ شمس الدین التمش کے مقابلہ مین گرفتار ہوا دوسرا سلطان ناصر الدین قباچہ
جسکی بی بی تاج الدین یلدوز کی بیٹی تھی اور سلطان معز الدین نے خود اچہ اور ملتان کا اُسکو حاکم کر دیا تھا
بعد انتقال سلطان قطب الدین کے اُسنے اچہ سے سرستی اور کہرام تک اپنا قبضہ کر لیا اور لاہور پر بھی
متصرف ہو گیا تاج الدین نے معین الملک سنجری کو اُسکے مقابلہ کے بھیجا ناصر الدین شکست کھا کر سندھ
بھاگا اور وہان قوت پیدا کر لی کہ جب سنہ چھ سو گیارہ مین مغلون نے فوج کشی کی اور چالیس دن تک
ملتان کو گھیرے رہے تو ناصر الدین نے خزانہ کا دروازہ کھول دیا اور بڑی بڑی جُراتون کو کام فرمایا
آخر اُس آفت سے نجات پائی شیر الملک بہاء الدین طغرل جب سلطان محمد معز الدین سام نے قلعہ بھٹنیر کو
فتح کیا وہان کی حکومت بہاء الدین کو سپرد کی اور اُسنے بھیانہ مین ایک قلعہ بنایا اور جب گوالیار کا
قلعہ فتح ہوا اور سلطان معز الدین نے وہان سے بے نیل مرام مراجعت کا ارادہ کیا تو بہاء الدین سے
یہ وعدہ کیا کہ اگر تو اس قلعہ کو فتح کرے تو تو ہی یہان کا حاکم ہے اسی لالچ مین مدت تک بہاء الدین اُس
قلعہ پر حملے کرتا رہا جب یون کام نہ چلا تو گوالیار کے قلعہ سے دو کوس پر ایک اپنا قلعہ بنایا اور
گوالیار والون کو بہت تنگ کیا جب وہ بہت عاجز ہوے تو اُنھون نے قطب الدین ایبک کو بُلا کر
قلعہ حوالہ کر دیا یہ بات بھی بہاء الدین کو بہت ناگوار ہوئی اور لڑائی کے سامان مین تھا کہ یکایک قضا
آگئی چوتھا ملک محمد بختیار یہ ملک غور اور گرمسیر کے اکابرین سے ایک بڑا لائق فائق آدمی تھا سلطان
معز الدین کے زمانہ مین غزنین مین آیا اور وہان سے ہندوستان کو آیا مگر قطب الدین سے موافقت
نہوئی تو ملک حسام الدین اوغلی بیگ سے جو ملتان کا حاکم تھا جا ملا اُسنے کہنیا اور بیانا اُسکو
جاگیر مین دیا بعد ازان محمد بختیار نے اودھ کو فتح کر کے بہار اور منیر پر بھی قبضہ کر لیا اور وہان کی لوٹ کھسوٹ
مین بہت مال اُسکے ہاتھ آیا پھر سلطان قطب الدین نے خلعت اور بادشاہی کا نشان اُسکے لیے
بھیجا وہ بھی بہت تحفے قطب الدین کے لیے پیشکش لایا لیکن وہان کے امیرون نے حسد سے
بادشاہ کو بھگا دیا چنانچہ اُسنے ایک مست ہاتھی اُسپر چھوڑ دیا بختیار نے سنبھل کر ایک ایسا گرز اُسکی

سونڈ پر مارا کہ ہاتھی اُٹھ بھاگا یہ حال دیکھکر قطب الدین کو بڑا تعجب ہوا لکھنوتی اور نگالی کی حکومت کا
فرمان دیکر اُسکو رخصت کیا دوسرے سال مین محمد بختیار نے بہار سے لکھنوتی پر فوج کشی کی اور تھوڑی سی
فوج سے شہر نودیا پر جو اب اُجڑا پڑا ہی منصرف ہو گیا وہان کا حاکم رسے لکھینیہ محمد بختیار کی علامتین
اور اُسکے غلبہ کا حال سنجومیون سے معلوم کر چکا تھا اسلیے فتح سے مایوس ہوکر کارد کو چلا گیا
اور بہت غنیمتین مسلمانون کے ہاتھ آئین اور تمام وہان کے بتخانہ توڑ پھوڑ کے مسجدین اور مدرسے
اور خانقاہین بنائین پھر سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کرکے بہت سی جمعیت فراہم کی اور
امیر علی مسیح کو پیشوا بنا کر ملک تبت کی تسخیر کا ارادہ کیا اور بارہ ہزار سوار ہمراہ لیے اتفاقاً ایک
شہر مین پہونچے جسکا نام برمن تھا اور برہمپتر ایک بڑا دریا اُس شہر کے متصل جاری تھا اور جب شاہ
گرشاسپ ہندوستان مین آیا تھا تو اُسنے اس دریا کا پل باندھکر عبور کیا تھا محمد بختیار نے بھی اُسی
پل پر سے عبور کیا اور کئی سردار اُس پل کی حفاظت کے لیے چھوڑ دیے جب سرحد تبت مین
پہونچا کئی روز تک پہاڑون مین حیران اور پریشان ٹکرین کھاتا پھرا پھر ایک جنگل مین پہونچا وہان
گشتاسپ بادشاہ کے وقت کا بنا ہوا ایک بڑا پرانا قلعہ تھا اور وہان کے باشندے بھی گشتاسپی
نسل سے تھے اُنسے مقابلہ ہوا شام تک لڑائی رہی محمد بختیار کی طرف کے بہت سے لوگ مارے گئے
رات کو یہ خبر سُنی کہ یہان سے پانچ کوس پر ایک اور شہر ہی اور وہان پانچ ہزار آدمی بڑے لڑیا سپاہی ہتے ہین
اور وہ بھی اہل قلعہ کی مدد کو آنے والے ہین یہ سُنکر محمد بختیار نے وہان ٹھہرنا مصلحت نہ سمجھا
اور اُلٹا ہی پھرا وہ امیر جو پل کی حفاظت کے لیے چھوڑ گیا تھا آپسمین لڑ بھڑ کر چلدیے اور
مخالفون دو دو بھی اُس پل کے توڑ ڈالے تھے مجبور ہوکر محمد بختیار ایک بتخانہ مین جو اُس پل کے
قریب تھا رات کو جا کر ٹھہرا اور دشمن بھی پیچھے سے لڑتے ہوے چلے آتے تھے صبح کو ایک جگہ
پانی کم دیکھکر پایاب اُترنے لگے اتفاقاً پانی بہت آگیا بہت سے لوگ ڈوب گئے جو باقی رہے
اُنکا مخالفون نے کام تمام کیا محمد بختیار بھی فقط تین یا چار سو آدمیون کے ساتھ لوٹ پیٹ کر دیوکوٹ
مین پہونچا اور اسی رنج مین بیمار ہو گیا بار بار یہی کہتا تھا کہ شاید سلطان غزالدین محمد سام پر
کوئی حادثہ آیا ہی جو ہمسے یون دولت نے منھ پھیرا ہی پھر ضعف بہت غالب ہوا اور دقی پر
نوبت پہونچی اسی حالت مین علی مردان نامے ایک امیر محمد بختیار کا جو نارنول کے ضلع سے کسی جگہ

دیوکوٹ مین آیا تھا اُسنے بادشاہ کو جو بہت ہی ضعیف اور ناتوان پایا تو چادر کھول کر ایک خنجر اسپر مارا کہ اُسکا کام تمام ہوگیا یہ حادثہ سنہ چھ سو دو مین ہوا تھا اور اسی زمانے مین سلطان معزالدین محمد سام نے انتقال کیا تھا بعد انتقال محمد قطب الدین کے یہی علی مردان لکھنوتی کا بادشاہ بن بیٹھا اور علاؤالدین لقب مقرر کرکے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا شمس نہایت متکبر اور بیوقوف تھا لکھنوتی مین بیٹھا ہوا ایران اور توران کے ملک لوگون کو تقسیم کیا کرتا تھا اور ڈر کے مارے کوئی یہ نہین کہہ سکتا تھا کہ وہ ملک آپ کے اختیار سے باہر ہین ایک روز ایک سوداگر شکستہ حال دربار مین آیا اور کچھ مدد چاہی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ سوداگر کہان کا رہنے والا ہے لوگون نے کہا اصفہان کا بادشاہ نے حکم دیا کہ اصفہان کو یہ حکم لکھ بھیجو کہ وہ ملک اس سوداگر کی جاگیر مین مقرر کیا گیا وزیر اور تو کچھ نہ کہہ سکے مگر یون تقریر کی کہ اس کام کے لیے بہت سے لشکر اور فوج کی ضرورت ہے اور یہ بغیر زر کثیر کے ممکن نہین تب بموجب حکم بادشاہ کے زر کثیر جو اُسکی توقع سے بھی زیادہ تھا اُسکے حوالہ کیا گیا جب اسکا ظلم حد سے گذرا تو خلجی امیرون نے متفق ہوکر اسکو قتل کرڈالا بیس برس اسنے سلطنت کی بعد قتل علی مردان کے امیرون نے حسام الدین کو تخت پر بٹھایا یہ بھی ایک معزالدین کے غلامون مین تھا اور اسنے تمام ولایت تربہٹ اور بنگالہ اور جاجنگر اور کامرود پر اپنا قبضہ کرلیا اور اسکا خطاب غیاث الدین تھا سنہ چھ سو بائیس مین آٹھ ہاتھی اور سات ہزار تنکہ نقد سلطان شمس الدین التمش کو بھیجکر خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا سنہ چھ سو چوبیس مین سلطان ناصرالدین محمد شمس الدین التمش نے امیرون کے اغوا سے غیاث الدین پر فوج کشی کی وہ اس زمانے مین لکھنوتی سے کامرود کو لشکر لیے جاتا تھا یہ خبر سُنکر تُرت لوٹ آیا بڑی لڑائی ہوئی آخر مع کئی امیرون کے گرفتار ہوکر قتل ہوگیا بارہ برس سلطنت کی باقی اور غلام معزالدین کے جنھون نے اور ملکون مین سلطنت کی ہے اُنکا ذکر اپنے مقام پر آویگا

ذکر سلطان آرام شاہ بن قطب الدین ایبک کا

بعد انتقال قطب الدین کے اُسکا بیٹا آرام شاہ تخت نشین ہوا سپہسالار علی اسمٰعیل نے شمس الدین التمش کو جو قطب الدین کا غلام اور داماد تھا اور اُسکو قطب الدین نے بیٹا بھی کیا تھا اُسوقت بدایون مین حاکم تھا سلطنت کے واسطے بُلایا چنانچہ اُسنے دہلی پر اپنا قبضہ کرلیا آرام شاہ نے آکر

مقابلہ کیا لیکن شکست پائی اور آرام شاہ نے ایک سال بھی سلطنت نہ کی

ذکر سلطان شمس الدین التمش کا

شمس الدین التمش کا باپ ترکستان مین کسی قوم کا حاکم تھا اور چونکہ وہ چاند گہن کی رات مین پیدا ہوا تھا اور ایسے لڑکے کو ترکی زبان مین التمش کہتے ہین اسی سبب سے شمس الدین کو التمش کہتے ہین اسکے بھائی شمس الدین کو باغ کی سیر کا بہانہ کرکے باہر لیگئے اور یوسف کی طرح ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا وہ سوداگر اسکو بخارا مین اور وہان سے سلطان معزالدین کے زمانے مین غزنین کو لے گیا اتفاقاً اُس زمانے مین بعد فتح نہروالہ اور گجرات کے قطب الدین ایبک بھی غزنین کو گیا تھا اور شاید معزالدین نے یہ حکم دیا تھا کہ اس غلام کو غزنین مین کوئی نہ خریدے قطب الدین نے اسکے خریدنے کی اجازت مانگی معزالدین نے اپنے پہلے حکم کا لحاظ کرکے یہ کہا کہ اسکو دہلی مین لیجاکر بیچو چنانچہ قطب الدین نے دہلی مین آکر ایک ایک نامے اپنا ہمنام غلام اور التمش کو ایک لاکھ تنکہ قیمت دیکر پہلے اُسکا نام امیر طمغاج رکھکر تربیت کی خدمت دی تھی اور جسوقت مین قطب الدین تاج الدین یلدوز سے لڑبھڑ رہا تھا ایک نامے غلام قتل ہوگیا پھر قطب الدین نے التمش کو اپنا مقرب کیا اور گوالیار کو فتح کرکے وہان کا امیر کیا پھر چند روز کے بعد علاقۂ بران کی حکومت اُسکو دی اور چونکہ اُسکے آثار اچھے معلوم ہوے تو ولایت بدایون بھی اُسی کو سپرد کی جب سلطان معزالدین نے کھوکرون سے مقابلہ کیا تھا تو شمس الدین التمش بھی بدایون سے بہت سی فوج ساتھ لیکر قطب الدین کی ہمراہی مین معزالدین کا شریک ہوا اور بڑی بڑی دلیری کے کام کیے تھے اور سلطان معزالدین نے اُسکو بہت خلعت اور انعام عطا کیے تھے اور قطب الدین سے بھی اُسکی سفارش بہت کی تھی اور اُسی روز سے قطب الدین نے اُسکو آزاد کرکے رفتہ رفتہ امیرالامرائی تک پہونچایا سنہ ۶۰۷ چھ سو سات مین شمس الدین نے تخت سلطنت پر دہلی مین جلوس کیا بعضے امیرون نے کچھ بغاوت کی تھی مگر اُنکو قرار واقعی سزا دی بعدازان ملک تاج الدین یلدوز جب خوارزم والون سے شکست کھاکر بھاگا تو لاہور پر آکر قابض ہوگیا شمس الدین التمش نے اُسکا مقابلہ کیا سنہ ۶۰۶ چھ سو بارہ مین تراوری پر لڑائی ہوئی آخر تاج الدین یلدوز گرفتار ہوگیا اور شمس الدین نے اُسکو بدایون مین قید کر دیا چنانچہ وہ وہین مرگیا سنہ ۶۱۴ چھ سو چودہ مین ناصرالدین قباچہ سے جو قطب الدین کا داماد اور

اچھ اور ملتان کا حاکم تھا لڑائی ہوئی اور سلطان التمش نے فتح پائی بعد ازاں سلطان نے ناصر الدین کے ملک پر
فوج کشی کی ناصر الدین قلعہ اچھ کا اچھی طرح بندوبست کر کے قلعہ بھٹنگر مین چلا گیا اور نظام الملک
وزیر نے اُسکا تعاقب کیا اور سلطان نے اچھ کو فتح کر لیا تب ناصر الدین نے یہ سُنا تو سلطان
شمس الدین التمش کے پاس بہرام شاہ اپنے پسر کو صلح کی گفتگو کے لیے بھیجا اسی اثنا مین قلعہ
بھٹنگر بھی فتح ہو گیا جب ۶۱۵ھ چھ سو پندرہ مین ناصر الدین پنجاب کے کسی دریا مین ڈوب کر اب کر مر گیا
تو سلطان جب مراد دہلی کو آیا اسی اثنا مین سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کا بیٹا چنگیز خان کے
خوف سے بھاگ کر غزنین کو گیا اور وہان سے لاہور مین آکر متصرف ہو گیا ۶۱۸ھ چھ سو اٹھارہ مین
التمش نے اُسپر فوج کشی کی وہ مقابلہ نہ کر سکا سندھ اور سیستان کی طرف چلا گیا اور وہان سے کچ اور
مکران کے راستے کرمان اور عراق مین پہونچا ۶۲۲ھ چھ سو بائیس مین بہار اور لکھنوتی پر سلطان شمس الدین
التمش نے فوج کشی کی اور سلطان غیاث الدین کو اپنا مطیع کر کے بہت سی پیشکش حاصل کی اور وہان خطبہ اور سکہ
اپنے نام کا جاری کیا اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین محمد خطاب دیکر اور اپنا ولیعہد کر کے
وہ ملک اُسکے حوالہ کیا اور خود دہلی کی طرف مراجعت کی آخر ناصر الدین نے غیاث الدین کو قید کر کے
قتل کیا اور مال غنیمت وہان سے بہت سا پایا چنانچہ دہلی کے سب سرداروں کے لیے جدا جدا حصہ
بھیجا ناصری نام ایک شاعر والایت سے دہلی مین آیا اور حضرت خواجہ قطب الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ کی
خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا حضرت دعا کیجیے کہ مین نے ایک قصیدہ جو شمس الدین التمش کی
تعریف مین لکھا ہے اُسکا مجکو بہت صلہ ملے چنانچہ آپ نے دعا فرمائی جب وہ بادشاہ کی مجلس مین
گیا اور یہ مطلع اول پڑھا ؎ ای فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ ✣ تیغ تو مال و فیل ز کفار خواستہ
بادشاہ نے فی الفور اس مطلع کو یاد کر لیا اور ایسا بھایا کہ بار بار زبان پر لایا اور جب قصیدہ تمام ہو گیا
اُس سے پوچھا کہ اسمین کتنے شعر ہین اُسنے کہا تیس ۳۰ چنانچہ بادشاہ نے تیس ۳۰ ہزار تنکہ سفید اُسکو
انعام مین دلوا دیے پھر سلطان شمس الدین نے ۶۲۶ھ چھ سو چھبیس مین رنتھنبھور کے قلعے پر
حملہ کر کے فتح پائی ۶۲۷ھ چھ سو ستائیس مین قلعہ مندور پر فوج بھیجی اور اُس قلعہ کو مع کوہ سوالک کے
اپنے قبضے مین کر لیا اُسی سال مین امیر روحانی جو بڑا فاضل تھا چنگیز خان کے حادثے مین
بخارا سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور فتح کی تہنیتون مین بہت سے قصیدے لکھے یہ مغربی انھین مین سے ہین

خبر بہ اہل سما بردہ جبرئیل امین
کہ ای ملائکۂ قدس آسمانہارا

بدین بشارت بند مد کلمۂ آمین
کشاد بار دگر قلعۂ سپہر آئین

خوشا مجاہد غازی کہ دست و تیغش را
آور چند شعر اسکے ایک اور

قصیدے کے یہ ہین ؎

رقم رنج گویا بود دست
کردہ ام یاد در بیان قلم

او زمن گشت چون جہان قلم
با قلم تا قرین شدہ بجہان

کہ بہ آواز نرم من ماند نہ
زان درشتی کند سنان قلم

دارد نفع بسیکران قلم
پیش صاحب مگر زبان قلم

خواجہ منصور بن سعید کز دست
آن بزرگی کہ دارد از نفطس

بارا نصاف کاروان قلم
مرکب او نجد ران قلم

در کفایت کند رکاب گران
بر ہنہ عقل را چہ بگمارد

آشکارا کند نہان قلم
آور سنہ ۶۲۶ چھ سو چھبیس مین عرب کے قاصد مصر سے سلطان کے

لیے خلعت اور القاب لائے اور اس خوشی مین بادشاہ نے تمام شہر مین آرائش کی اور
بہت جشن کیے اسی سال مین شاہزادہ سلطان ناصر الدین حاکم لکھنوتی کا انتقال ہوا بادشاہ نے
جب اسکے ماتم سے فراغت پائی تو اپنے چھوٹے بیٹے کو یہی خطاب عنایت کیا اور اسی کے نام پر
طبقات ناصری تصنیف ہوئی ہے کچھ لکھنوتی مین فساد ہو گیا تھا سنہ ۶۲۸ چھ سو اٹھائیس مین بادشاہ نے
وہان کا قصد کیا اور اسکا انتظام کر کے وہ ملک اعز الملک ملک علاؤ الدین خانی کے سپرد کیا اور
سنہ ۶۲۹ چھ سو انتیس مین گوالیار کے قلعے کو فتح کیا اور ملک تاج الدین دبیر نے اس تسخیر مین یہ رباعی
لکھی تھی اور بادشاہ نے اسکو پتھر پر کندہ کرایا تھا ؎ ہر قلعہ کہ سلطان سلاطین بگرفت
از عون خدا و نصرت دین بگرفت ✤ آن قلعہ گوالیار را آخر حین ✤ در حملۂ سنہ ثلثین بگرفت
سنہ ۶۳۱ چھ سو اکتیس مین مالوہ پر یورش کی اور بھیلسی کو فتح کیا اور اجین پر بھی قبضہ کر لیا اور وہان کے
بتخانہ مہاکال نامے جو چھ سو برس کا بنا ہوا تھا بالکل توڑ پھوڑ ڈالا اور رائے بکرماجیت وغیرہ کی
مورتین صورتین وہان سے اٹھا لایا اور دہلی کی پرانی جامع مسجد کے دروازے پر ڈالدیا جو اب تک

چلدیا اور اس سفر مین بیمار ہوکر دہلی کو لوٹ آیا اور ۶۳۳ھ چونتیس برس سلطنت کرکے انتقال کیا مشہور ہے کہ سلطان شمس الدین نے ایک مرتبہ ایک کنیز سے مجامعت کا ارادہ کیا مگر اُسپر قادر نہوا ایک مرتبہ وہی کنیز بادشاہ کے سر مین تیل ڈالتی تھی یکایک رونے لگی اور اُسکے آنسو بادشاہ کے سر پر گرے بادشاہ نے اُس سے رونے کا سبب بہت اصرار سے پوچھا تو اُسنے جواب دیا کہ میرا ایک بھائی بعینہ آپکی شکل تھا اسوقت وہ مجکو یاد آیا اور بھائی کا سارا قصہ بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ ہی کی حقیقی بہن تھی اور اللہ تعالی نے اس حرام سے اُسکو محفوظ رکھا اور جناب مصنف یہ لکھتے ہین کہ مین نے دوبار اکبر بادشاہ کی زبانی ایک دفعہ فتح پور مین اور ایک مرتبہ لاہور مین اسی نقل کے قریب ایک نقل سلطان غیاث الدین بلبن کی نسبت سُنی ہے کہ وہ ایک کنیز سے جب مباشرت کا قصد کرتا تھا اُسکو حیض آجاتا تھا آخر معلوم ہوا کہ وہ اُسکی بہن تھی

ذکر سلطان رکن الدین فیروز سلطان التمش کے بیٹے کا

بعد انتقال سلطان شمس الدین التمش کے اُسکا بیٹا وکیعہد سلطان رکن الدین جو لاہور مین حاکم تھا بادشاہ ہوا اور ملک تاج الدین وبیر نے اُسکے جلوس کی تہنیت مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہین

مبارک باد ملک جاودانی ✤ ملک را خانمہ در عہد جوانی ✤ یمین الدولہ رکن الدین کہ آمد
درش از زمین چون رکن بیانی ✤ جب تخت پر بیٹھا خزانے کا دروازہ کھول دیا اور لہو و لعب اور عشرت مین مشغول ہوا اور رنڈیون اور کمینون کی صحبت اختیار کی اور اسکی ماں ترکان خاتون کہ ایک ترکی کنیز تھی التمش کی اور بیبیون سے جو پہلے رنج رکھتی تھی اب اُسکے عوض نکالنے لگی بڑا بیٹا شمس الدین التمش کا قطب الدین نامے جو ایک اور بی بی کے بطن سے تھا اُسکو قتل کیا اور بالکل خزانہ خالی ہوگیا چھوٹا بھائی رکن الدین کا ملک غیاث الدین نامے جو اودھ مین حاکم تھا باغی ہوا اور اُدھر ملک اعز الدین اور کبیر خان سلطانی والی ملتان اور ملک سیف الدین ناظم ہانسی وغیرہ باہم خط و کتابت کرکے خود سر ہوگئے ناچار بادشاہ اُس فتنے کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوا پہلی منزل کیلوکھری مین کی وہان سے نظام الملک جنیدی وزیر اور وکیل ممالک ہند کا جدا ہوکر کول کو بھاگ گیا اور ملک اعز الدین محمد ساللاری سے جا ملا جب بادشاہ منصور پور مین پہونچا سارے امیر وہان سے رفاقت چھوڑ کر دہلی کو چلے آئے اور رضیہ خاتون شمس الدین کی بڑی بیٹی کو جو بڑی بہادر اور سخی اور عقلمند تھی بادشاہ بنایا اور ترکان خاتون رکن الدین کی ماں کو قید کرلیا

یہ سُنکر رکن الدین دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور جب کیلوکھری تک آیا رضیہ خاتون کی فوج مقابلہ مین آئی اور لڑائی کی بھی نوبت نہین آئی تھی کہ رکن الدین گرفتار ہوگیا باقی تمام عمر اُسکی قید مین گذری اس بادشاہ نے چھ مہینے سے کچھ زیادہ سلطنت کی اسکے زمانے کے شاعرون مین سے ایک شہاب مہمرہ بدایونی تھا جس کی امیر خسرو ایک قصیدے کے عنوان مین فرماتے ہین ؎ در بدایون مہمرہ ہست برخیز و زخواب گربرآرد غلغلہ مرغان دہلی زین نوا ۔ اور فخر الملک عمید تولکی نے بھی اسکو ستاوکہا ہے جناب مصنف نے چند قصیدے اُسکے تیمناً بطور تذکرے کے پاس حق ہم شہری نقل کیے ہین اُنمین سے ایک یہ ہے ؎

الفم بروح ہستی ہمہ ہیچ در نشانی	بہ بقاے غیر قائم ز وجود خویش فانی	صدف آخر ایستادہ بامید بہ نشینی
ز تحرک آرمیدہ بصفات آبی نشانی	صفت الف ندارم کہ الف اگر نمانی	ہمہ نقش من کز آمد ز صحیفۂ امانی
دم بلبل ست و گل خویش من بخویش بینی	چو الف زبان ارم چہ کنم بدہ زبانی	چو نگہ مرآمیدہ چہ دوم بسین و دیدہ
چو نہ منم آشکارا چہ دوم رہ نہانی	فلک از زمین بجلت فتشا لم ز چہ منم	چو فلک بخیرہ گردی چو زمین بنا روانی
نہ چو آبم از مداوت نہ چو آتشم ز رفعت	نہ چو بادم از لطافت نہ چو کم از گرانی	ز ازین چہار طبعم ز بخار پاک کینم
فضلات پاکیتی زدہ لان پارکانی	خردم چو تن گرفتہ صفت خطا نمانی	طمع چو کوہ بستہ کمر عطا ستانی
شدہ وقف راہ حرصم ز حقیقت آیتے نہ	زدہ حمت مثالب بہ رہ حمت ستانی	طمع ز لفت ز انسان کہ ببر لوز نہادم
حرکات حس خواری ہمہ کائنات شعر خوانی	گہرم چو چشم خالی ز تفکر و تذکر	مبصرم چو شمع مائل بشعاع و داغانی
سخن آبدار خواہم ز زبان ہمچو تیغم	قلمم نمودہ دہرہ ز پی دو نان ستانی	سخن آب شد کہ آبش شد ازین چہ شاخسارے
بود این ہمہ کہ آبی ز ہواے مہ نشانی	منم آن خسی کہ از کم کہ بجنبد پر از زم	وگرم چو بے بدانی سخنی بر ایگانی
عجبے ہ شہاب از تو کہ ز سلطنت دریغ	ز اسیر مشت خانہ ہوا ز مہت خوانی	ز فرشتہ ام نہ شیطان ز کدام کار گاہے
نہ مقیم تو مسافر ز کدام آستانی	دل عقل سر شکستہ گر ز ند گور خانہ	بر و سینہ بر نہادہ بہ برند گور خانی
ز ہوس بروی عشرت شدہ بستہ راہ ہائی	ز ہوا بر اہتمت زدہ گاہ گاہ مرانی	در عقل نیک بستہ غم بار الا اعارض
رگ دیدہ خون گشادہ پی جام ارغوانی	عفر ہوا مثالی ز زمین نیم نظرے	گہرے عرض بقاے صدف تہی دہانی
یدم چو برق سوزان بی و نیک آشیانے	ز دل چو سنگ غارا ز و خشک رافشانی	ز ہوس مطیع گردان چو فلک نقیشبندے
ز صبا بحرص پویان چو صبا بنا توانی	غم مہلت و چار در دل ز دہ ز دم ز نخوت	در صدر ہزار حیلت ابداے کینہ رانی
چو زمین کثیف و ایم سخت بماہ گردون	بر سی بسیر ملکی ز مقام پاسبانی	تو خود از سر بطالت نرسیدہ کینہ بانی

ز قصیدهٔ زمانه بفریضهٔ زمانی ز صلاح اهل دلها خبرت بادیکره که درین دو کون باری بمفاد وا تانی
کژی از دل تو زاید چو تکبر از سفاهت بری از تن تو خیزد چو تهور از جوانی تنم کوزه ریائی دم کوره جفائی
گل روضهٔ هوائی گل چو شد ره فنائی بحضور جان گدازی مگر از تف هوسے بمقصیده برف ریزی مگر از دم خزانی
تو شب طفل طالب همه عمر نقش باطل ز خیال کردپیرت غم دهر در جوانی بهوس ست شهر و بحرش چو سراب آب خانی
نفس ست بیخ و دوشش ز اراب بندگانی هوست چو جمع کرد و شود از ان خیال بارے نقشت چو نظم یابد بود آن گهر فشانی
هوس خیال تا کے نفسے گزار با من بشنائے آنکه از اول خردش ندادنانی شه تخت کن محمد که سرادق شرف زد
بسوے درهمین نے سرای آرمانی بشری ملک اقامت فلکی نهین تو فانی چو فلک بپاک جسمی چو ملک پاک جانی
گهرے که بود جانش بنخز انهٔ الهی قمری که تافت نورش نه سپهر جاودانی گهرے که قیمتی تر از و بوجود او نیامد
به الالت عناصر چو محیط آسمانی قمری که هر سحر گه چو شب سیاه گیتی ز جمالت عقیقش رخ کوکبت یمانی
شکر مین ز زبان رسولے بود بیان صحیحے بقصیده ز زبانش ز عقیله ز بانی گهرے بیان صحیحے که فصاحت بیانش
چو صفیر کان کند خون دل گنج شایگانی ز جمال عارضش کم رخ آفتاب شرقی ز قوام قامتش خم قد سرو بوستانی
بحساب برگرفته ره مالک الرقابی بکلام برگشاده در صاحب القرانی جهت است شوق باطن بکاشفت کشیده
ز بسیط کائناتش بحیط لامکانی به نوید دوست جانش شده هست برسیدش بشراپو فجائه ز دو کف دوست کانی
ز ربطی بنا فگنده بنخشش قضاے حق را شده از پئی سیاست عمرش بعدل بانی قدم سوم درین ره پیشش نهاده مردے
که نه زد غرور رشهش ز متاع این جهانی شده کن چاپیشش علی انکه بد گزینی ز شعاع ذوالفقارش رخ زعفرانی
ملکا بحق یاران که مرا به یار یے خود ز بلاے یار نادان همه عمر دار بانی زمن آنکه این قصیده طلبیده باد جائی
چو قصیده ام مزین بجواهر معانی منتے جناب مصنف کی تقلید کر کے ایک قصیدہ لکھدیا ہی اور

فارسی کے قصیدے اس اردو ترجمے مین لکھنا مناسب نہین سمجھے

ذکر ملکہ رضیہ خاتون کا

رضیہ خاتون نے سنہ چھ سو چونتیس ۶۳۴ مین تخت سلطنت پر جلوس کیا اور عدل آور انصاف اور کرم کو کار فرما ہوکر جتنے خلل سلطنت مین آگئے تھے سب کا بندوبست بخوبی کر لیا اور نظام الملک جنیدے کو وزیر کل مقرر کیا باہم امیرون مین کچھ مخالفت ہوئی رضیہ نے اپنی تدبیر سے بے حقیقت امیرون کو جدا کر دیا چنانچہ ہر ایک کسی سمت کو بھاگ گیا بعضون کو گرفتار کر کے قتل بھی کر دیا بعد چند روز کے

نظام الملک کا انتقال ہوگیا اور خواجہ مہذب اُسکا قائم مقام ہوا اِس سلطنت کو ایک طرح کی قوت حاصل ہوئی
بعدازاں ختنبھور کو لشکر بھیجا اور شمس الدین کے وقت سے جو ہندوؤں نے مسلمانوں کو گھیر رکھا تھا اُنکو
اُس قید سے خلاص کیا اور جمال الدین یاقوت حبشی جو پہلے میر آخور تھا اب ایسا معتمد علیہ اور مقرب ہوگیا
کہ سلطان رضیہ اُسکی بغل اور بازو پر تکیہ لگاکر سوار ہوا کرتی تھی سب امیروں کو اُس سے حسد تھا
بعدازاں سلطان رضیہ بے حجاب مردوں کی طرح قبا اور ٹوپی پہنکر تخت پر بیٹھتی تھی اور حکومت کرتی تھی
سنہ چھ سو تینتیس ۶۳۳ میں ملک اعزالدین ایاز حاکم لاہور نے مخالفت کی اور سلطان رضیہ نے
اُسپر لشکرکشی کی اور اُسکو مطیع کرکے ملتان بھی اُسکی جاگیر میں اضافہ کیا اسی سال میں قلعہ تبرہندہ پر
فوج کشی کی راستے میں سارے امیر بعض امور سلطان رضیہ کی پارسائی کے خلاف دیکھکر باغی ہوگئے
اور سلطان رضیہ مع جمال الدین یاقوت حبشی کے جو امیرالامرا ہوگیا تھا قلعہ تبرہندہ میں قید کردیا

ذکر سلطنت بہرام شاہ شمس الدین کے بیٹے کا

بعد محبوسی سلطان رضیہ کے بہرام شاہ شمس الدین التمش کا بیٹا تخت نشین ہوکر دہلی کو آیا اور
ملک اختیار الدین التونیہ حاکم تبرہندہ نے رضیہ کے ساتھ نکاح کرلیا اور جاٹوں اور کھوکروں کی
ایک جماعت فراہم کرکے دہلی پر حملہ کیا معزالدین بہرام شاہ نے ملک بلبن خرد جو آخر میں غیاث الدین ہوگیا کے
مقابلے کے لیے بھیجا اور رضیہ شکست کھاکر پھر تبرہندہ کو لوٹ گئی اور چند روز میں کچھ سامان
درست کرکے پھر دہلی کا قصد کیا ادھر سے وہی ملک بلبن خرد مقابلے میں آیا آخر دوبارہ رضیہ کی
فوج کو شکست ہوئی اور رضیہ اور التونیہ دونوں گرفتار ہوکر بادشاہ کے اشارے سے قتل ہوگئے
یہ واقعہ سنہ چھ سو تینتیس میں ہوا اور رضیہ نے تین برس اور چھ مہینے اور چھ دن سلطنت کی بعدازاں
معزالدین بہرام شاہ مستقل بادشاہ ہوگیا ملک اختیار الدین ایتگین جو پہلے حاجب تھا اور
بادشاہ کی ایک بہن بھی اُسکے نکاح میں تھی اور نظام الملک مہذب الدین سے متفق ہوکر سارے
امور سلطنت میں دخیل ہوگیا تھا اور بادشاہوں کی طرح ایک بڑا ہاتھی اپنے دروازے پر باندھا تھا
سنہ چھ سو اڑتیس میں مع مہذب الدین وزیر کے بادشاہ کے اشارے سے قتل ہوگیا بعضے سرداران
خفیہ تغیر سلطنت کے باہم مشورے کیا کرتے تھے بادشاہ نے مطلع ہوکر سب کو سزائے کامل دی
بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کو مثل بدرالدین سنقر امیر حاجب کے بدایوں میں قید کردیا آخر وہ

وہین مرگئے اور قاضی جلال الدین کاشانی کو حکومت لشکر سے موقوف کرکے بدایون کا قاضی مقرر کیا اور قاضی شمس الدین اور مارہرہ کے قاضی کو ہاتھی کے پانوٗن سے کچلوا دیا یہی حال اور کئی سرداروں کا کیا سنہ چھسو انتالیس مین چنگیزی مغلون نے لاہور کا محاصرہ کر لیا ملک قراقش حاکم لاہور آدھی رات کو بھاگ کر دہلی مین آیا بادشاہ نے امراسے ازسرنو عہد و پیمان لیا اور نظام الملک وزیر کو جو مدبل بادشاہ کی طرف سے صاف نہ تھا اس مہم کے لیے پنجاب کو روانہ کیا اُس مکار نے بادشاہ کو ایک عرضی اس مضمون کی بھیجی کہ جتنے امیر ہین سب بیدل ہین یہان آپ کا تشریف لانا بہت ضرور ہے بادشاہ نے وہان خود جانا مصلحت نہ سمجھا اور سادہ لوحی سے یہ لکھ بھیجا کہ یہ منافق امیر وقت پر بیخبری اپنی سزا کو پہونچینگے اسوقت انکی مدارات سے کام نکالو یہ فرمان نظام الملک نے سب امیرون کو بعینہ دکھلا دیا اُسکو دیکھتے ہی سب نظام الملک سے متفق ہوکر باغی ہوگئے بادشاہ نے شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین اوشی کو اُنکے سمجھانے کے لیے بھیجا لیکن وہ کسی طرح نہ مانے ناچار شیخ الاسلام دہلی کو واپس آیا اور جھٹ پٹ نظام الملک نے مع اور امیرون کے دہلی کو آکر گھیر لیا اور بادشاہ کو گرفتار کرکے چند روز قید رکھا پھر قتل کر ڈالا اِس بادشاہ نے دو برس اور ایک مہینے اور پندرہ دن سلطنت کی

ذکر علاؤالدین مسعود رکن الدین کے بیٹے کا

بعد معزولی معزالدین بہرام شاہ کے بلبن بزرگ نے ایک روز تخت پر جلوس کیا اور شہر بنا دی کی لیکن جب اُمرا اُسکی سلطنت پر راضی نہ ہوے تو علاؤالدین مسعود بیٹا رکن الدین فیروز شاہ کا اُسے دونون چچا یعنی سلطان ناصرالدین محمود اور سلطان جلال الدین سلطان شمس الدین التمش کے بیٹون کی مدد سے قید سے نکل کر تخت پر بیٹھا اور ملک قطب الدین حسن کو اپنا نائب و وہندہ الدین نظام الملک کو وزیر الممالک مقرر کیا سنہ چھسو چالیس مین اور امیرون نے حسد سے نظام الملک کو قتل کر دیا پھر صدر الملک نجم الدین ابوبکر وزیر ہوا اور غیاث الدین بلبن خرد کو امیر حاجب مقرر کیا اور ناگور اور سندھ اور امیر کی حکومت ملک اعزالدین بلبن بزرگ کو دی آور بدایون ملک تاج الدین کے حوالے کیا اسی سال مین اعزالدین طغا خان نے جو اودھ سے لکھنوتی کو چلا گیا تھا ایک عرضی شرف الملک اشرفی کے ہاتھ بادشاہ کے پاس بھیجی آور بادشاہ نے ایک لعل کا چترا و خلعت خاص حاکم اودھ کے ہاتھ اُسکے لیے روانہ کیا اور اپنے دونون چچاؤن کو قید سے نکال کر حکومت قنوج ملک جلال الدین کو اور

بہرائچ ملک ناصرالدین کو دی اور انھون نے وہان بڑی عمدگی سے کام کیا ۶۳۸ھ چھ سو بیالیس مین مغلون کی فوج لکھنوتی پر جا پہونچی شاید غلبت اور خطا کے راستے سے آئے ہونگے بادشاہ نے تیمور خان قریبا کو طغا خان کی مدد کے لیے لکھنوتی کو روانہ کیا چنانچہ مغل شکست کھا کر پھر گئے پھر تیمور خان اور طغا خان مین مخالفت ہوگئی چنانچہ طغا خان دہلی کو چلا آیا اور لکھنوتی مین تیمور خان مقرر ہوا اسی سال مین مغلون نے اچھ کے علاقے پر یورش کی بادشاہ بھی یہ سُنکر بہت جلد بیاس ندی کے کنارے جا پہونچا تب مغلون کی فوج وہان سے بھاگ گئی پھر بادشاہ دہلی مین آیا اور ظلم اور قتل شروع کیا امیرون نے اُس سے رنجیدہ ہوکر اُسکے چچا ناصرالدین محمود کو بہرائچ سے بُلایا اور جب وہ آگیا تو علاؤالدین مسعود کو ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس مین قید کر دیا اور وہ وہین مر گیا اس بادشاہ نے چار برس اور ایک مہینہ سلطنت کی

ذکر ناصرالدین محمود التمش کے بیٹے کا

بعد علاؤالدین کے ناصرالدین محمد تخت سلطنت پر بیٹھا اور غیاث الدین بلبن خرد کو جو اُسکے باپ کا غلام اور داماد تھا وزیر کیا اُسکے جلوس کے وقت بہت سے بکھیڑے ہوے اور شاعرون نے تہنیت نامے لکھے اُنمین سے کئی شعر یہ ہین ؎ آن خداوندے کہ حاتم بذل و رستم کوشش ست ✤ ناصر دنیا و دین محمود بن التمش ست آن جہاندارے کہ سقف چرخ ازایوان او ✤ در علو مرتبت گوئی فرود این پوش ست ✤ سکہ راز القاب میمونش چہ زینت یافتہ ✤ خطبہ راز اسم ہمایونش چہ مایہ نازش ست ✤ کتاب طبقات ناصری اسی بادشاہ کے نام پر تصنیف ہوئی ہے اُسکے اخلاق اور انصاف اُس سے ظاہر ہوتے ہین اِس بادشاہ نے غیاث الدین بلبن کو الغ خان کا خطاب اور سب اُمورات سلطنت اُسکو سپرد کرکے فرمایا کہ ہرگز کوئی ایسا کام نہ کیجیو کہ قیامت کے دن تو خود بھی شرمندہ ہو اور مجکو بھی شرمندہ کرے اور خود اکثر حجرے مین بیٹھا ہوا عبادت کیا کرتا تھا مشہور ہے کہ یہ بادشاہ دربار عام مین تو بادشاہانہ کپڑے پہن لیتا تھا مگر خلوت مین ایک پُرانی گدڑی پہنے رہتا تھا اور یہ بھی کہتے ہین کہ قرآن لکھ لکھکر یہ کیا کرتا تھا اور اُسی سے کھانا پینا کرتا تھا اور اس خیال سے کہ کوئی خط پہچان کر براہ خوشامد زیادہ قیمت کو وصیلے خفیہ لکھکر بازار مین بھیجدیا کرتا تھا اور اُسکی بہت سی حکایتین ایسی مشہور ہین کہ صحابہ کے احوال سے ملتی جلتی ہین مصنف لکھتے ہین کہ مین نے کسی کتاب مین دیکھا ہے کہ ایک روز اُس بادشاہ کی بی بی نے شکایت کی کہ میرے پاس ایک کنیز بھی نہین اپنے ہاتھ سے تمھارے لیے روٹی پکالی ہون اور یہ ہاتھ میرے جل گئے ہین اور آبلے پڑ گئے ہین بادشاہ یہ سُنکر رویا اور کہنے لگا کہ دنیا

چند روز ہی یہان اس تھوڑی سی محنت پر صبر کرو اسکے اجر مین قیامت کے دن اللہ ایک حور تمکو خدمت کے لیے دیگا مین بیت المال کے روپیہ سے کنیز ک نہین خرید سکتا یہ سُنکر اُسکی بی بی کی بھی تسلی ہوگئی سنہ جلوس کے رجب مہینے مین بادشاہ نے ملتان کا ارادہ کیا اور ذی قعدہ مین لاہور کی ندی سے عبور کرکے الغ خان کو کوہ جود اور نندنہ کی طرف روانہ کیا اور خود سندھ ندی کے کنارے پر ٹھہرا رہا الغ خان نے اُس تمام ملک کو ضبط کرکے کھوکرون اور دوسرے مفسدون کو سخوبی تنبیہ کی بعد ازان بادشاہ سے آن ملا اور تنہا دہلی کو واپس آیا ۶۴۳ھ چھ سو پینتالیس مین میوات پر قبضہ کرکے بیان و ڈابی کی طرف متوجہ ہوا اور اسی سال مین الغ خان کو کڑے کی طرف بھیجا اور وہان سے کشون کو قرا و اقصی گوشالی دیکر اور بہت سا مال غنیمت کا لیکر دہلی کو آیا ۶۴۴ھ چھ سو چھیالیس مین رنتھبھور کو گیا اور وہان کے مفسدون کا انتظام کرکے واپس آیا ۶۴۵ھ چھ سو پینتالیس مین الغ خان کی بیٹی سے نکاح کیا اور ۶۴۶ھ چھ سو اڑھتالیس مین پھر ملتان کی طرف لشکر بھیجا چند روز کے بعد ملک عزالدین ناگور کا حاکم باغی ہوگیا بادشاہ نے اُسپر فوج کشی کی آخر اُسنے امان مانگ لی ۶۴۷ھ چھ سو اُنچاس مین گوالیار اور چندیری اور مالوے کی طرف کوچ کیا جا ہردیو وہان کا راجہ چار ہزار سوار اور دو لاکھ پیادے کی فوج لیکر مقابل ہوا لیکن بڑی لڑائی کے بعد راجہ نے شکست کھائی اور قلعہ فتح ہوگیا اسی سال مین شیر خان ملتان کا حاکم اور ملک عزالدین ملین نے جو ناگور سے اُسکی مدد کو گیا تھا اچھ کے قلعے کو فتح کیا اور شیر خان اُسی قلعہ مین رہا اور عزالدین ملین بادشاہ کے پاس آیا اور بدایون اُسکو جاگیر مین ملا ۶۵۰ھ چھ سو پچاس مین دہلی سے لاہور کا قصد کیا اور وہان سے ملتان پھر اچھ کو گیا کشلو خان بھی اس سفر مین بیاس ندی تک ہمراہ تھا ۶۵۱ھ چھ سو اکاون مین تبر ہند کو گیا اور اچھ اور ملتان کو جو شیر خان سے چھین جھپٹ کر سندھیون نے اپنا قبضہ کر لیا تھا اُسکو فتح کرکے ارسلان خان کو حوالہ کیا ۶۵۲ھ چھ سو باون مین پہاڑ کی طرف متوجہ ہوکر توجہ کی اور جوالا مکھی کے گھاٹ گنگا کو اُتر کر سب پہاڑ کے ملکون کو تاراج کرتا ہوا راست ندی کے کنارے تک پہونچا اور تمام اُن ملکون کو لوٹ کھسوٹ بہت لوگون کو قید کر لیا پھر کٹیہر پر یورش کی بعد ازان بدایون کو گیا اور وہان سے اودھ کو کوچ کیا پھر دہلی مین واپس آیا اتنے مین یہ سُنا کہ ضلع تبر ہند مین الغ خان اور ارسلان خان وغیرہ امیر ملک جلال الدین بادشاہ کے بھائی سے متفق ہوکر مخالف ہوگئے ہین یہ سُنتے ہی بادشاہ نے اُدھر کا قصد کیا جب علاقہ تبر ہند اور کرنال اور کیتھل مین پہونچا بعضے سردارون نے بیچ مین پڑکے صلح کرادی اور باغی طاغی امیر عہد و پیمان کرکے

داسن مانگ کر حاضر ہوگئے بادشاہ لاہور کی حکومت جلال الدین کو دیکر دارالسلطنت کو واپس آیا ۶۵۳ھ چھ سو
ترپن مین بادشاہ کو اپنی والدہ ملکۂ جہان سے جو قتلغ خان کے نکاح مین تھی کچھ رنج ہوا اور قتلغ خان کو
اودھ کا ملک جاگیر مین دیکر رخصت کیا اور چند روز کے بعد بہرائچ کو بدل دیا قتلغ خان نے بددل ہوکر
وہان سے سرسوڑ پہاڑ کی طرف رستہ لیا اور ملک عزالدین نے کشلو خان اور بعضے امیرون کو موافق کرکے
بغاوت کی بنیاد ڈالی بادشاہ نے الغ خان کو بڑے لاؤ لشکر کے ساتھ اُنکے مقابلے کے لیے بھیجا جب
دونون فریق قریب ہوے تو شیخ الاسلام سید قطب الدین اور قاضی شمس الدین بہرائچی وغیرہ نے
قتلغ خان اور کشلو خان کو دہلی پر توجہ کرنے کی صلاح دی اور دہلی والون نے بہت سی فوج اُنکی
ظاہر کی چنانچہ قتلغ خان اور کشلو خان شکست کھانے کے بعد سو کوس کا راستہ دو روز مین
قطع کرکے سامانہ سے دہلی مین آئے الغ خان نے اس مشورے کی پہلے ہی بادشاہ کو اطلاع
دی تھی اور بادشاہ اُن امیرون کو جنھون نے قتلغ خان کو پیغام بھیجا تھا اپنی اپنی جگہ کو بھیج چکا تھا
جب اُن دونون نے اُن امیرون کو جنکی حسب الطلب آئے تھے دہلی مین نہ پایا یہ دونون بھی متفرق
ہوگئے اور الغ خان بھی اُنکا پیچھا کرتا ہوا دہلی مین بادشاہ کے پاس آگیا ۶۵۵ھ چھ سو پچپن مین
بادشاہ نے سب امیرون اور رئیسون کو دہلی سے نکال دیا اسی سال کے آخر مین مغلون نے
اچھہ اور ملتان پر حملہ کیا کشلو خان ملتین اُنکے مقابل ہوا اور جھٹ پٹ بادشاہ بھی جا پہونچا
مغل مقابلے کی طاقت نہ دیکھکر خراسان کی طرف بھاگ گئے اور بادشاہ بھی دہلی کو چلا آیا اور
ملک جلال الدین جانی کو خلعت دیکر دہلی کو روانہ کیا تھا ۶۵۶ھ چھ سو چھپن مین ترکستان کے ایلچی
آئے اور اُنکو بہت سا انعام اکرام دیکر رخصت کیا اور اسی سال مین حضرت شیخ فریدگنج شکر
رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا ۶۵۸ھ چھ سو اٹھاون مین بہت سے ہاتھی اور اسباب اور عراق اور خراسان اور شمینہ
لکھنوتی سے بطور پیشکش کے آیا اور اسی سال مین ملک عزالدین کشلو خان نے وفات پائی
اور حضرت شیخ بہاءالدین زکریاے ملتانی بھی ملک آخرت کو تشریف لیگئے کسی نے دونون کی
وفات کی تاریخ مین یہ مصرع لکھا ہے ؎ زتیر عشق ربانی یکی زخمی دگر خون شد ۶۵۸ھ چھ سو
اٹھاون مین سیوات وغیرہ پر یورش کی اور وہان کے مفسدون کو تنبیہ کی جب سب ملک مین
اچھی طرح انتظام ہوگیا تو ۶۶۴ھ چھ سو چونسٹھ مین بادشاہ نے اس عالم فانی سے رحلت کی اور

کوئی وارث نہ چھوڑا اس بادشاہ نے اُنیس برس اور تین مہینے اور کئی روز سلطنت کی تھی اُسکی دلی مین مشہور ہے
اِسکے زمانے کے بڑے شاعرون مین سے ایک شمس الدین دبیر ہے جو بہت بڑا فاضل تھا اور امیر خسرو نے بھی
کتاب غرۃ الکمال کے دیباچہ اور ہشت بہشت کے آخر مین اُسکی تعریف لکھی ہے اور اُسکو غیاث الدین بلبن نے
آخر مین بنگالے کی سلطنت کا منشی کرکے اپنے بیٹے نصیر الدین بغرا خان کے پاس بھیجدیا تھا یہ شعر
اُسکے قصیدے کے ہین ؎

انہمہ کار دلم از توبہ نادارنی خام
داد وہ دوش مرا وعدۂ مہمانی خام

پختہ کردم ہمہ شب چشم ندانستم کان

طمعے بود ازان عہد کہ میدانی خام
پختہ دارم دل ازاندیشہ رویت کہ درست

رنگ تو پختہ ہمین نقرۂ پیشانی خام

سست میدارم و ہر چند قوی میکنمش
ریسمانی ست زمن تا بہ پریشانی خام

مکن ازعیش خودم پختہ چو مہمان توام

کہ تو اے دست قوی دادن قربانی خام
گفتہ ایم ہیچ مسلمان نخورد خام بہ بین

غم تو میخورد م انیست مسلمانی خام

خام میخواہم ازسینۂ خود بشگافم
پختہ بنمایم اندک کہ تو میخوانی خام

بسکہ درحسن تو وفر ملک حیرانم

کارنا پختۂ من ماندہ زحیرانی خام
چون ملک خسرو ثانی ست نماند برگز

کارم ازدولت خسرو ملک ثانی خام

تا خبر دنیا و دین آنکہ بپیش ملکش
شد زشاہان ہوس ملک سلیمانی خام

شاہ محمود شہ آن سلطان کز فرّ پدر

دیگ در آرزویش نیست زسلطانی خام
آفتاب کرمش گر سوے بستان تابد

تا بداز شاخ برون میوۂ بستانی خام

چہ کند چرخ اگر بارد قارت نکشد
چہ کشد بارگران مرکب پالانی خام

دشمنت لائق آنست کہ در خام کشی

بہ کہ دکالبد خام چہ پیشانی خام
غسل خصم ست بخون جامے زر پہ ہرتن

در گلو میکشدش ہر دم زندانی خام

ہمہ کار تو زپختہ و بد خواہ ترا
خصمت آن غول بہ بیشہ ست کہ از گل جہان

پوستے دارد و آن نیز چو بستانی خام

دانہ خایند چو دست آس بے نانی خام
خصم گر گرد و بر باد چہ باک ست ارچہ

سحر فرعون چہ آرد چہ فرو خواہد برد

اثر دہا کے عملے از دم تنہانی خام
نیست چون دفتر یان سوختہ دیوانی خام

مہست آویختہ شعرش چو زپختہ ویست

پختہ کردست فلک بہر تو ملکت یارب

پختۂ او بکرم باز نگردانی خام
آمیر فخر الدین عمید لوکی نے ایک قصیدہ اس بادشاہ کی تعریف مین لکھا ہے جسکا مطلع یہ ہے ؎

پختہ کی دیگ جسکا مطلع یہ ہے

چو بردارد نگارم چنگ بندد زخمہ بر خاقن زند ناہید را صد زخم غیرت بر جگر خاقن

مصنف صاحب نے کئی قصیدے عمید کے نقل کیے ہین مگر فقیر مترجم اس اردو تاریخ مین ہر ایک کے

مطلع پر اکتفا کرتا ہی مطلع برخیز عمیدا رنہ فرد دست دل تو | بگذر ز غزل حمد خداوند جہان گو

سخنے طراز م اکنون کہ طراز آستینش	مطلع	ز طراز جان بجوید چو طراز آفرینش
ای ز نہیب حکم تو خم زدہ قامت فلک	مطلع	خطبۂ کبریاے تو وحدک لا شریک لک
ای از بنفشہ بر سمنت صد ہزار بند	مطلع	وز لعل قدت بر گہر آبدار بند
مرا ست دیدہ محیط و خیال جان کشتی	مطلع	بر آب دیدہ ز غم میکند روان کشتی
زہے ز نرگس مست تو شرمسار آہو	مطلع	ز بند نافۂ مشک تو شرمسار آہو
قدح چو نار و نشش کرد خیز ران روزہ	مطلع	ز ار غوانش بروں داد و ز عفران روزہ
منکہ چون سیمرغ در یک گوشہ مسکن کردہ ام	مطلع	ما و رائے مرکز خاکے نشیمن کردہ ام

ذکر سلطان غیاث الدین بلبن کا

سنہ چھ سو چونسٹھ مین غیاث الدین بلبن جو سلطان شمس الدین کے غلامون مین سے تھا اور پہلے اسکا خطاب الغ خان تھا امیرون کے اتفاق سے قصر سفید مین تخت سلطنت پر بیٹھا یہ بادشاہ رذیلون کو امور سلطنت مین دخل نہ دیتا تھا مشہور ہی کہ فخر نامے ایک بازاری کمین نے مدتون تک خدمت کی اور ایک مقرب بادشاہی کی خوشامد کی اور یہ آرزو کی کہ بادشاہ ایکمرتبہ مجھسے ہمکلام ہو تو مین بہت سا نقد و جنس پیشکش کرون جب بادشاہ سے یہ ذکر آیا اُسنے ہرگز نہ مانا اور کہا کہ رذیلون سے گفتگو کرنا اپنی ہیبت گھٹانا ہی اور ظلم سے ہرگز راضی نہ تھا کئی امیرون کو جنھون نے رعایا پر ظلم کیا تھا سزا دی اور ایک دو کو مدعیون کے حوالہ کر دیا تاکہ اپنا بدلا لیلین آخر اُن امیرون نے نقد روپیہ عوض مین دیکر اپنی جان بچائی اور اس قدر نادم ہوے کہ جب تک زندہ رہے کبھی اپنے گھر سے باہر نہ نکلے اور اسکی ساری خوبیان ان عادات سے معلوم ہوتی ہین کہ بے وضو کبھی نہ رہتا تھا اور وعظ کی مجلسون مین جاکر بہت رویا کرتا تھا اور باغیون اور سرکشون پر بہت غصہ اور سختی کرتا تھا سال اول جلوس مین ارسلان خان کے بیٹے تاتار خان نے لکھنوتی سے تریسٹھ ہاتھی بطور پیشکش کے بھیجے اور اسی سال مین بادشاہ نے بیانا و کنبلہ و بھوج پور وغیرہ مین جاکر قلعے بنائے اور پانچ ہزار سوارون کی فوج کوہ جود کے بہانے سے طیار کی اور دھوکا کر دو روز مین ملک کٹیہر مین آپہونچا اور مردون مین سے آٹھ برس کے بچے کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور عورتون کو

قید کر لیا اور ایسی گوشمالی کی کہ جلال الدین اکبر کے زمانے تک جو مصنف کا زمانہ ہی امروہہ اور بدایون کا ملک کٹھیریون کے ہاتھ سے امان مین تھا اور بہار اور جونپور اور تمام پورب کے راستے جو بند تھے اُس بادشاہ نے رواں کر دیے اور میوات میان دوآب کا ملک زبردست سردارون کے حوالہ کیا کہ اُنھون نے تمام وہان کے سفیدہ رون کو قتل اور قید کیا اور کوہ سنتور کی طرف یورش کی اور وہان ایک قلعہ بنا کیا بعد اُن کو وجود کو گیا پھر لاہور کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کا قلعہ جو بعز الدین بہرام شاہ کے زمانے مین مغلون نے بالکل خراب کر دیا تھا از سر نو طیار کیا یہان بادشاہ بیمار ہو گیا اور علاقۂ لکھنوتی مین کسی نے جھوٹی خبر مشہور کر دی طغرل امین خان کے نائب نے جو بعد شیر خان کے وہان مقرر ہوا تھا امین خان سے سرکشی کی اور غالب آیا اور اُسکو قید کر لیا اور سلطان معز الدین اپنا خطاب مقرر کر کے بادشاہی کے سامان مین مصروف ہوا بادشاہی فوج کئی بار اُسکے مقابلے کے لیے گئی اور وہ ہمیشہ غالب آیا آخر خود بادشاہ نے قصد کیا طغرل یہ سُنکر سرونڈی کے راستے سے جاج نگر اور تاریکیلہ کی طرف چلا گیا بادشاہ نے ملک اختیار الدین بیگ بلاس کو اُسکے پیچھے روانہ کیا اور سنارگام کے راجہ دھنوج نام نے بھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہو کر طغرل کے گرفتار کرانے کی ذمہ داری کی طغرل کسی جنگل مین بھاگا پھرتا تھا ملک اختیار الدین یکایک اُسکے سر پر جا پہنچا اُسکی ساری فوج غافل تھی طغرل کو قتل کر کے سر اُسکا بادشاہ کے پاس بھیجدیا بادشاہ نے وہ ملک اپنے چھوٹے بیٹے بغرا خان کو جیرا اور دوربا بخش دیکر عطا کیا اور خود دار السلطنت کو واپس آیا اتنے مین شیر خان بادشاہ کے چچازاد بھائی حاکم لاہور و دیپال پور کا جو سلطان شمس الدین کے ایک غلاموں مین سے تھا اور اُسنے سلطان ناصر الدین کے نام کا خطبہ غزنین مین پڑھا تھا انتقال ہو گیا جب تک یہ زندہ رہا مغلون کو ہندوستان پر نہ آنے دیا اب بعد اُسکے مرنے کے وہ ہندوستان پر تاخت تاراج کرنے لگے اس فتنے کو فرو کرنے کے لیے بادشاہ نے اپنے بڑے بیٹے سلطان محمد کو جو خان شہید اور قاآن ملک کے نام سے مشہور خاص و عام ہی جیرا اور دوربا بخش اور ساری بادشاہی کی علامتین دیکر اور اپنا ولیعہد بنا کر اور سندھ کو مع تو ابعات کے اسکی جاگیر مین عطا کر کے بڑی جمعیت بھیڑ بھاڑ کے ساتھ ملتان کو روانہ کیا راہ سے ٹھٹھا اور سمندر کے کنارے تک سب اُسی کا تصرف تھا امیر خسرو اور امیر حسن دہلوی پانچ برس تک ملتان مین اُسکے پاس رہے

اور اُسکے ہمنشینون مین داخل تھے دو مرتبہ اُسنے بہت سا روپیہ شیراز کو بھیجکر شیخ سعدی کو طلب کیا مگر اُنھون نے ضعف پیری کا عذر کیا اور امیر خسرو کی بہت سی سفارش لکھی اور اپنے اشعار کی ایک بیاض بھی بھیجی سلطان محمد ہر سال بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا اور بہت سے انعامات اور خلعت حاصل کرکے واپس جاتا تھا مرتبۂ اخیر مین جسکے بعد پھر ملاقات میسر نہوئی بادشاہ نے تنہائی مین بہت سی نصیحتین کین جو کتب تواریخ مین لکھی ہوئی ہین بعد ازان ملتان کو روانہ کیا اسی سال مین ایتمار مغل نے راوی ندی سے لاہور کے قریب اُترکے بڑا فساد برپا کیا حاکم لاہور نے سلطان محمد کو اس مضمون کی اطلاع بذریعۂ عرضی کے دی اُسنے اپنی مجلس مین تیس ہزار کا تین ہزار بڑھا اور بڑے سامان سے برابر کوچ کرتا ہوا لاہور کے قریب راوی ندی کے کنارے باغ سریر کی حدود مین آپہونچا یہان مغلون سے مقابلہ ہوا اور سلطان محمد اُسی ہنگامے مین شہید ہوگیا یہ حادثہ ماہ ذی الحجہ ۶۰۳ھ چھ سو تراسی مین واقع ہوا امیر حسن دہلوی نے ایک اُسکا مرثیہ شعر مین لکھکر دہلی کو بھیجا تھا جسکی بعینہٖ نقل یہ ہے

مرثیہ میر حسن

دیر باز ست تا سپہر ستمگار اگرچہ دیرے عقد موافقت می بندد و عہد مصادقت می پیوندد و بر سیگردد و روزگار ناسازگار اگرچہ رسم رضا می نہد و وعدۂ وفا می دہد ہرگز نمیکند و آسمان شوخ چشم گرچہ مردمک مردمی انجمن خساست معیوب بست اگرچہ اول چون بستان بے بیچ کرمی باعث نباشد چیزے نبخشد ولیکن آخر چون طفلان بے آنکہ ہیچ خیانتے مانع آید باز می ستاند عادات و معہودات زمانہ جانی ہمین منوال چہ بتجارب دیدہ و بتسامع شنیدہ آمدہ ست کہ ہرگز اچون ماہ برآمدہ می بیند میخواہد کہ روے کمال اورا بہ داغ نقصان سیاہ کند و ہرگز اچون ابر بر سر آمدہ می یابد دران میکوشد کہ جوہر اورا پارہ پارہ در اطراف آفاق پراگندہ کند درین باغ حیرت دلستان حسرت چنانکہ ہیچ گلے بیخار نہ رست و ہیچ دلی از انفاخار نرست ای بسا سبزۂ نورستہ کہ از خزان آفت در مقام لطافت زرد روے ماندہ و ای بسا نہال نوخاستہ کہ از تندباد اجل در خاک زمین پہلو نہادہ ؎ در باد خزان ہین کہ چہ حد سروی کرد ؎ بر سرو جوان چہ جناں مردی کرد ؎ یکی از امثال این تمثیل و الحکمۃ ماضی قاآن ملک غازی ست انار اللہ برہانہ و تقبل بالحسنات نیرانہ روز آدینہ سلخ ماہ ذی حجہ سنہ ثلث و ثمانین و ستمائہ کہ ماہ چون مہر در دل کافر بیچ جا پدید نبود آفتاب بہ مصاحبت لشکر اسلام تیغ زنان برآمد و شاہزادۂ اعظم کہ آفتاب آسمان ملک بود نور انبت عز ا

در غزوهٔ غزا اے اولاج جهاد اقراط جهاد در ضمیر منیر او ثابت پاے مبارک در رکاب آورده شبانه برائے مشکل گشائے
عرض داشتند که ایشان با تمامی لشکر بکنار فرسنگے فرود آمده است چون بامداد شد بر عزیمت کوچ ازان مقام نهضت
فرمود و یک فرسنگے آن ملاعین پیش باز آمده بموضع مصاف در حدود باغ سرپرکرانهٔ آب لاهور اختیار کرد
چنانچه متصل آب دیهی بزرگ بود آنرا حصن حصین ساخت و صورت بست که چون لشکر کفار مقابل شوند هر دو جانب
و عقب لشکر با شد تا نه ازین جانب کسی را رو بفرار تواند نهاد و نه ازان مخاذیل شائبهٔ لشکر را آفتے تواند رسید و
الحق چون آن اختیار از غایت حزم و نهایت کاردانی آن جان جهان ستان بود اما چون قضاء مبرم
سر رشتهٔ همه مصالح در تاب میرود و سلک همه تدبیرها از انتظام میشود ؎ هر کرا از بخت بد راه افتد
کار او در کام ماهی اوفتد ؎ بخت چون دیوانه از ره گم شود ؎ عقل چون شبکور در چاه اوفتد ؎ قضا را آن روز
ماه و آفتاب که نسبت بملوک ارمند فشانهٔ ماهی آویخته بودند و مرسخ که سرخروئی او همه از خون اعیان
مملکت ست همه از ترکش آن برج خدنگ خذلان و طغیان طعنیان می کشاد خان جوزا کرکا که اسدے
بود از برج آبی خانهٔ خوف و خرابی و دلائل فتن و مخائل فتور برین نوع ظاهر و باهر و در فرو اشارت جاد بالقضاء
و ضاق الفضاء در سیاق اوراق تحریر افتاد القصه نیم روز ست که سوار چرخ در ولایت نیمروز رسید و در آن
شاگهینی فرود آمد و وقت زوال نزدیک شد ناگاه گروهے از سمت آن کفره پدید آمد خان غازی همان زمان
سوار شد و شال و اوکه تمامی خیل و خدم و حاشیه چشم او قبضهٔ اقتلوا المشرکین کافهٔ صفی صدبار
قوی تر از سد سکندر کشیدند بعد از ترتیب میمنه و ترکیب میسره و مذبات عالی صفات در قلب گاه چون
و جمیع کوکب ما پیشهاد پیشاد و کفار تتار علیهم الخذلان و الخسران از آب نهاد رعبره کردند و مقابل
صف اسلامیان در آمدند ازین و چشیان ترابی دوست بیابان زاده پرهاے بوم بر سر شوم خود نهاده
و غزات اسلام از ملوک ترک و خلج و معارف هندوستان و سائر سپاهی در نماز گاه معرکه ازان جهت
محمد مصطفے علیه الصلوة و السلام جهاد را با صلوة نسبت فرمود که رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر
تکبیر گویان دست برآوردند و در اول حمله چندین زبردستان از خیل مغل زیر تیغ گذرانیدند و نیزهٔ ملوک در گاه
در اعضاے اعدا چنان می نشست که نیزه دار از بالاے هر یک خون برمی خاست و شست ترکان
خاص تیر در یافته چنان می بود که جامه بود بر اهل تتار تتار می شد ؎ در اول تگ خدنگ شه
جست ؎ گشتند تتاریان همه پست ؎ خدا یگان شیر دل شمشیر زن با شمشیرے چون عقیدهٔ خود
صاف

صاف از میان مصاف هر بار که حمله می آورد شمشیر گوئی دران حرب گاه بشمائل آن شاه می لرزید همه تن زبان شده با وی گفت که امروز دفع این ملاعین ببندگان دولت حواله کن و بنفس نفیس خود حرکت مفرما که شمشیر دو رویه ست و تیغ اجل را از خمی بی محابا نتوان دانست که از تقدیر قادر بر کمال بکه رسد سر از عین الکمال چشم نیزم ۵ مرو تا خاک تو بر چشم بندم ✤ مکن کز چشم بد اندیشه مندم ✤ فلک را روی چنان روشن ندیدست ✤ من از دیده بر آتش سپندم ✤ تا زمانی که در میدان سیر غزا و رسوم هیجا با تمامت میسر ساند هر یک از سلحه بزبان حال و مقال آمده نیز وی گفت که شاها امروز دست از من مکوتاه کن زبان سنان من از بسیاری جدال و قتال کند شده و مرا در روی خصم مجال طعن نمانده مبادا که بر جسم و حرکت پریشان از من بظهور آید و تیری گفت که ای عقد شست تو عقدهٔ ۵ هر گشاده مبادا مقصد این خمیده پشت مرو من خود در رفتن مهلکه خاک بر سر میکنم مبادا که ترک ننگ چشم فلک که برمانم چشم ۵ تیر در خانهٔ هشتم در گوشهٔ کمین از گمان کید و کمین بر سبیل حیارت و حفا پر تو خدنگ خطا روان کند و کمند میگفت که امروز سر رشتهٔ تدبیر از دست تفکر نمی باید داد که من ازین جنگ بیدرنگ و رزم بی حزم بر خود می پیچم ساعتی توقف کن که اسلام و اسلامیان چون طناب سر بته خیمه نعم تواند الله با این طائفه رطم طناب ✤ اندازی را چندین اطناب مده ۵ من بر غبت پیش تو سر در طناب آورده ام ✤ تو کند از ز لفا نداز می کمند از من ✤ فی الجمله آن شاه دین پناه کفر کاه بهمه قلب سپاه باین گروه گمراه از نیم روز تا شامگاه غزوه بی اجحار و اکراه میکرد و غوغای حالبان و غاو غلیان طالبان غزا گوش گیتی و صماخ سما کر کرده زبانهای آتشین گداز سر نیزه غزا مغز مینی است و زبانهای تیغ که در گزارون پیغام اجل یک حرف خطا نمی کرد و دران قیامت همه بدین آیه روان بود که یوم یفر المرء من اخیه ✤ پشت زمین چون چشم پیران پسر باد داد ✤ پیر خون در دیده آسمان چون فرق پسران پدر کشته پر گرد ۵ آهن تیغ شیر چون آتش چه تابی ای پدر ✤ یا مراد اغ یتیمی بر جگر خواهی نهاد ✤ هم در عین این عناد و اثنای این آشوب و بلا ناگاه تیری از شست قضا بر یال آن شهباز قضای غزا رسید و مرغ روح از قفس قالب آنحضرت جانب گلشن دار رضوان نقل کرد انا لله و انا الیه راجعون ✤ همان زمان پشت دین محمدی صلی الله علیه وسلم چون ان قیمان از شکست و سد ملت احمدی صلی الله علیه وسلم چون گور غریبان پست بنقاد و اعتضاد وی که بارهٔ دیه ملک را ببود از دست بشد و اعتمادی که بیضهٔ اسلام داشت از جای برفت ست وقت غروب آفتاب پاه عمر آن شاه

کہ آفتابش زرد شدہ بود بمغرب فنا فرو رفت و گردون بر شعار سوگواران جامہ در نیل فرو دہ و اشک سیاہ بر اطراف رخسارہ روان گردید ن گرفت قرحل بر وفق قضاے وفا و شرط غزا کمر بست سیاہ گرد انید و از مرگ او بر اہل ہندوستان نوحہ میکرد و بشتری بر درفش آن اندام گرد اند و دو قباے خون آلودہ در اعد چاک و دستار بر خاک میزد و مریخ کہ در ثوابت او چون چشم ترکان در روے معیشت او چون جعد زنگیان تنگ و تاریک باد از تاسف آن خار خار کہ در دل خون انگیخت چون حوت در پیش آفتاب و چون حمل در قبضۂ قصاب می طپید و آفتاب از شرم آنکہ چرا در دفع این حادثہ و قمع این واقعہ نکوشید بر نیامد و در زمین فرو شد و زہرہ چون دید کہ احرام از چنگ ایام چہ زحمت یافتند زا دفی الطنبور نغمۂ دف را ورق بگردانید و سماع در پردۂ دیگر آغاز کرد و بر وفات آن شاہ بند دتوار از خود بجاے ساز نالیدن گرفت و عطارد کہ در غزوات و فتوحات بر سر افقت کاتب فتحنا مہا در قلم می آورد در آن تظلم از سواد دوات خود روے سیاہ میکرد و ازاوراق دفتر خویش پیراہن کاغذی می پرداخت و تا حالی در صورت ہلالی باقامت منحنی دران قیامت زمین بر دیوار و در افق نیز در مراتب مراثی نگاہ میداشت ؎ روے بخاک می نہد کہ چنین نخوا ہمت ۔ ماہ زمانہ مرا زمین نخواہمت ۔ گر بفلک بر روی جان من بہ ست خاک تو ۔ خلوت خاک خوش بود جان من این نخواہمت ۔ حق تبارک و تعالیٰ روح مطہر و مطیب آن شاہزادۂ غازی را بمدارج اعلیٰ و مراتب والا برساناد و مبدم جام مالا مال از تجلی جمال و جلال خویش بخشاد و بہر شفقت و رحمت و عاطفت و تربیت کہ در حق این تنگشۂ بیکس و زشت سبب مزید رجا و مخ خطیات او گردانا د آمین رب العالمین ۔ امیر خسرو کو ایک مغل کے نوکر نے قید کر لیا اور جھول اور توبرہ اسکے سر پر رکھوایا تھا چنانچہ اس مضمون کو انھون نے نظم بھی کیا ہے ؎ منکر بر سر نمی نہاد م گل ۔ یار بر سر نہاد و گفتا جل ۔ اور دو مرثیے بھی انھون نے نظم کیے ہین مہینے بھر تک اکثر لوگ انکو رات دن پڑھتے رہے اور اپنے عزیزون پر جو اس لڑائی مین مارے گئے تھے روتے رہے اور کتاب غرۃ الکمال کے دیباچہ مین بھی خود نے اس معرکے کا کچھ مختصر ذکر کیا ہے الغرض بادشاہ کو اس حادثے سے نہایت رنج ہوا اور جب ماتم سے فراغت پائی تو دوسرے بیٹے بغرا خان کو جسے ناصر الدین کا خطاب دیکر لکھنوتی کو بھیجا تھا اس مضمون کا نامہ لکھا کہ تیرا بھائی اس طرح مارا گیا اب تو اُسکا قائم مقام ہے اور تیری یہی صورت کو دیکھ دیکھکر مین اُسکا غم بھولونگا چاہیے کہ فوراً میرے پاس کو چلا آوے لیکن چونکہ بغرا خان کو حکومت وہان کی مستقل حاصل ہو گئی تھی اور وہان جی لگ گیا تھا آنے مین بہت دیر کی اور جب بڑی تاکید سے آیا تھا

تو دہلی مین گھبرا رہا تھا چنانچہ ایک روز شکار کی اجازت لیکر مع چند سردارون کے شہر سے باہر آیا تھا وہین سے لکھنوتی کو چلدیا بلبن کو بیٹے کے حادثے نے بہت ضعیف کر دیا تھا اور عمر بھی اُسکی اَسّی برس سے زیادہ تھی اس سبب سے بہت مضمحل ہوگیا تھا خان شہید کے بیٹے کیخسرو کو خسرو خان کا خطاب اور سارا اسباب سلطنت کا عطا کرکے روبعہد کیا اور ملتان اُسکی جاگیر مین مقرر ہوا اور وصیت کی کہ کیقباد بغراخان کے بیٹے کو لکھنوتی مین اُسکے باپ کے پاس بھیجدین غرض ان سب اُمور سے فراغت حاصل کرکے تین روز کے بعد یا تین برس اور کئی ماہ سلطنت کرکے سنہ چھ سو چھیاسی مین رحلت فرماے عالم جاودانی ہوا

ذکر معزالدین کیقباد و ناصرالدین کے بیٹے اور غیاث الدین بلبن کے پوتے کا

بعد انتقال سلطان غیاث الدین بلبن کے ملک کچھن نے جسکا اینر نام تھا اور سوا اُسکے اور امیرون نے جو خان شہید سے سخن رکھتے تھے معزالدین کیقباد بغراخان کے بیٹے کو تخت سلطنت پر بٹھایا اُسنے خسرو خان کو مع اُسکے متعلقین کے ملتان کا ملک دیکر روانہ کیا اور اُسکے سارے خیر خواہون کو جلاوطن کر دیا اور جب اُسکی سلطنت اچھی طرح قائم ہوگئی تو سارے امیرون کو اپنے اپنے عہدون پر قائم رکھا اور ملک نظام الدین کو وابیگی اور ملک قیام الملک کو وکیل در مقرر کیا اور چھ مہینے کے بعد دہلی سے کیلوکھری مین آکر اور وہان کا قصہ آراستہ کرکے دربار عام کیا اور خواجہ خطیر الدین کو خواجہ جہانی اور ملک شاہک امیر حاجب کو وزیر خانی کا خطاب عنایت کیا اور نومسلم مغلون کو حیلے سے پکڑکے اکثر کو قتل کیا اور کچھ کو جلاوطن کر دیا اور زیادہ تر باعث اس امر کا ملک نظام الدین وزیر تھا یہ وہی ملک نظام الدین ہے جسکے نام پر کتاب جامع الحکایات اور تذکرۃ الشعراے محمد عوفی تصنیف ہوا ہے بعد ازان بادشاہ نے ملک چھجو کو سامانہ کا ملک جاگیر مین عطا کرکے اُسکی بیٹی کے ساتھ نکاح کیا یہ وہی ملک چھجو ہے جسکی تعریف امیر خسرو نے قران السعدین مین کی ہے خانکردہ چھجو کشور گشاے کز لب خانان گرہ بستہ بپاے ۔ آخر ماہ ذی الحجہ مین خبر آئی کہ تاتاریون کے سردار نے حدود ملتان مین بڑا فساد مچایا ہے بادشاہ نے شاہک باربک کو خان جہانی کا خطاب دیکر تیس ہزار سوارون کی فوج سے اُس طرف روانہ کیا اُسنے اُنکو بھگاکر کوہ جودنپ پیچھا کیا بہت کچھ لوگ قتل کیے اور

کچھ گرفتار کر لیا اور جس طرح مراد مرحمت کی معزالدین کیقباد اپنے دادا کے زمانے میں خود مختار نہ تھا بلکہ معلون اور اتالیقوں کے اختیار میں تھا مگر جب یہ سلطنت میں بیباک ہو کر عیش و عشرت میں مشغول ہوا اس زمانے میں سارے ملک میں ایسی بھی کہ اکثر لوگ خوشی اور نرمی میں بسر کرتے تھے بلبن کے زمانے کے خلافت بہادروں اور قوالوں اور بازیگروں سے بادشاہ کے دربار بھر گیا اور علم اور زہد کا رواج کم ہو گیا ملک نظام الدین نے جب بادشاہ کا یہ حال دیکھا اور ملک سے بالکل نا امید پایا تو خود سلطنت کا انکار کر دیا شاہی خاندان کی تباہی کے خیال میں پڑا اور بادشاہ کو بہکا کر طرح طرح کے فساد برپا کرنے شروع کیے اول خان شہید کے بیٹے کیخسرو کے قتل پر آمادہ کیا چنانچہ بادشاہ نے ملتان سے اسکو بلا کر قصبہ رہتک میں شہید کر دیا بعد ازاں نان جہاں بیگناہ پر کسی جرم کی تہمت لگا کر تشہیر کیا اور جتنے امیرون کی نو مسلم مغلون سے قرابت تھی سب کو دور دور قلعون میں قید کر کے بھیجدیا ان باتون سے دربار کی تمام رونق جاتی رہی جب بغراخان ناصر الدین نے اپنے بیٹے کا یہ حال لکھنوتی میں سنا تو ایک خط نصیحت آمیز لکھا اور اسمیں اشارتاً نظام الملک کی شرارت سے آگاہ کیا مگر یہ غرور جوانی میں ایسا مست تھا کہ باپ کی ایک بھی نصیحت آمیز خط کتابتون کے بعد یہ بات قرار پائی کہ ادھر معزالدین کیقباد دہلی سے اور ادھر بغراخان ناصر الدین لکھنوتی سے روانہ ہون اور اودھ میں دونون کی ملاقات ہو چنانچہ امیر خسرو کی قران السعدین اور تاریخ مبارک شاہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب بغراخان کو بنگالے کی حکومت ملگئی اور ناصر الدین خطاب مقرر ہوا تو بہت سی فوج لیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور معزالدین بھی بہت سے لشکر جمع کر کے اسکے مقابلے کے لیے اودھ کی طرف روانہ ہوا الغرض جب دونون لشکر قریب ہوے سرو ندی درمیان میں رہی ایک طرف باپ کا لشکر تھا اور دوسری طرف بیٹے کی فوج تھی فریقین میں سے دریا اترنے کی کسی کو جرأت نہوتی تھی آخر یقین کے وقت کے جو قدیمی سردار تھے انھون نے بیچ میں پڑ کر صلح ٹھہرا دی اور یہ قرار پایا کہ سلطان ناصر الدین دریا اتر کر بیٹے کی ملاقات کو آوے اور بیٹا تخت پر بیٹھے اور باپ تخت کے نیچے کھڑے ہو کر ایک دوسرے کی تعظیم دین لیکن جب ناصر الدین ملاقات کو آیا تو معزالدین پر باپ کی ملاقات کا شوق ایسا غالب آیا کہ بیتکے پانون اسکی طرف دوڑا اور چاہتا تھا کہ پانون پر گر پڑے مگر ناصر الدین اس امر پر راضی نہوا اور دونون بغلگیر ہو کر دیر تک روتے رہے

اور سر چند باپ نے چاہا کہ خود تخت کے پیچھے کھڑا ہو لیکن بیٹے نے بزور اسکا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا اور خود بھی بیٹھ گیا دیر تک ملاقات رہی بعد ازاں ناصر الدین اپنے ڈیرے میں چلا آیا اور بہت سے ہاتھی اور لکھنوتی کے نفیس تحفے بیٹے کے لیے بطور پیشکش کے روانہ کیے اور بیٹے نے بھی عراقی گھوڑے اور طرح طرح کا عمدہ اسباب باپ کے لیے بطور نذر کے روانہ کیا فریقین کو بڑی خوشی حاصل ہوئی اور دونوں کی طرف سردار بھی باہم آتے جاتے تھے اور ملاقاتیں کرتے تھے امیر خسرو نے ان صحبتوں کو قران السعدین میں نقل کیا ہے اور ایک اور قصیدے میں بھی لکھا ہے ؎

زہے ملک خوش چون و سلطان یکی شد	زہے عہد خوش چون و پیمان یکی شد	پسر پادشاہے پدر نیز سلطان
کنون ملک بین چون و سلطان یکی شد	زہر جا مداری و با دشاہی	جہان او و شاہ جہانبان یکی شد
یکی ناصر عہد و محمود سلطان	کہ فرمانش در چار ارکان یکی شد	دگر شہ معز جہان کیقباد ی
کہ در عہد بخش ایران و توران یکی شد	اور ایک شعر اسی مضمون کا یہ ہے ؎	سلطان معز دنیا و دین کیقباد شاہ
یکی بود و بود و مرد ملک جاودانہ		

دوسرے دن جب سلطان ناصر الدین رخصت کے لیے ملنے کو آیا تو نظام الملک اور قوام الملک دونوں سردارون کے سامنے بادشاہ کو طرح طرح کی نصیحتین کین اور کثرت شراب اور جماع اور ملک سے بے پروائی اور کینہ وار اور قدیمی سردارون کے قتل کرنے پر بہت ملامت کی اور ہمیشہ کے لیے نماز اور روزہ اور زہد اور تقوی کی رغبت دلائی اور کچھ ضابطے اور قانون بادشاہی کے سکھائے اور بنگلہ پر ہوتے وقت چپکے سے کان مین کہا کہ نظام الملک کی جلد خبر لینی چاہیے ورنہ اگر اسنے قابو پایا تو تمکو نہ چھوڑیگا بعد ازان بڑے رنج سے ایک دوسرے کو رخصت کیا دو چار دن بادشاہ باپ کی نصیحتون کا پابند رہا آخر خوبصورت معشوقون اور پری وش مطربون اور بازی گرون نے اپنے دانون اور کرشمون سے بادشاہ کی توبہ کے ہزارون ٹکڑے کر ڈالے اور پھر اسی لہو و لعب مین مصروف ہوا اور راستے مین جشن کرتا ہوا راگ رنگ کے مزے اڑاتا ہوا سنہ چھ سو نواسی مین دہلی تک پہونچا بعضے سردار بدل ہو کر پہاڑون کی طرف چلدیے انمین سے شیر خان اپنے انحراف سے پشیمان ہو کر لوٹا مگر بادشاہ نے اسکو قید کر دیا اور وہ وہین مر گیا اور فیروز خان نیز ش خلجی کے بیٹے کو جسنے آخر مین سلطان جلال الدین خطاب پایا ہے شائستہ خان لقب عنایت کر کے علاقۂ برنی حوالہ کیا اور ملک ایتمر کچھین کو

جسنے اس غدر مین بادشاہ کے قتل کا ارادہ کیا تھا بڑی حکمت عملی سے پکڑ کے اُس ارادے کے
بدلے مین قتل کر ڈالا اور باپ کی وصیت کے بموجب نظام الملک کی بھی فکر مین تھا اسی خیال سے
اُسکو ملتان جانے کا حکم دیا مگر نظام الملک سمجھ گیا اور وہان کے جانے مین سستی کی آخر
بادشاہ نے کسی بہانے سے اُسکو زہر دلوا کر ملک عدم کو روانہ کیا مگر اس حرکت سے ملک مین اور
زیادہ خرابی پیدا ہوئی بادشاہ نے شراب اور جماع کی جو حد سے زیادہ افراط کی تو لقوے کے
مرض مین مبتلا ہو گیا اور سوائے اُسکے اور بھی امراض نے اسقدر ہجوم کیا کہ طبیعت اُنکی دفع سے
عاجز ہو گئی اور قوی مین بالکل فتور آگیا تو اکثر دولتخواہ امیرون نے متفق ہو کر اُسکے کیکاؤس
نامے بیٹے کو جو ایک کم عمر کا لڑکا تھا شمس الدین خطاب دیکر تخت پر بٹھایا مگر سنہ چھ سو
اٹھاسی مین اکثر امرا شائستہ خان خلجی سے متفق ہو گئے اور اُسنے تمام اپنی فوج کو بن سے
بلا کر دہلی پر فوج کشی کی اور جمنا اُتر کر مقابلہ کیا ادھر کے امیرون نے بھی اپنا سامان درست کیا اور
معز الدین کو جو ضعیفی سے فقط ایک تصویر کے مانند رہ گیا تھا چتر سر پر رکھکر قصر کیلوکھری کی چھت پر
بٹھا دیا اور غنیم کی طرف توجہ کی اور ملک چھجو غیاث الدین کے بھتیجے نے آواز بلند سے کہا کہ
ہم چاہتے ہین کہ معز الدین کو کشتی مین بٹھا کر لکھنوتی کو اُسکے باپ کے پاس روانہ کر دین اور ہم سب
سلطان شمس الدین کیکاؤس کی خدمت مین حاضر رہین اور تمام خاص و عام دہلی شمس الدین کیکاؤس
مددگار ہو کر بدالیون کے دروازے کے سامنے شائستہ خان کے مقابلے مین جمع ہو گئے تھے
اِس لڑائی مین ملک الامرا فخر الدین کوتوال کے بیٹے قید ہو گئے اور ملک اتیمر سرخہ جسنے شائستہ خان کے
مار ڈالنے کا وعدہ کیا تھا شائستہ خان کے بیٹے اختیار الدین کے ہاتھ سے مارا گیا آخر ملک الامرا نے
اُس ازدحام کو ہٹا دیا یہان تک کہ شائستہ خان کے آدمی شمس الدین کیکاؤس کو بہ زور تخت سے
اُٹھا کر بہار پور مین شائستہ خان کے پاس لے گئے اور شائستہ خان نے ایک ایسے شخص کو
جسکے باپ کو معز الدین نے قتل کیا تھا قصر کیلوکھری مین بھیجا اور اُسنے ایسے حال مین کہ بادشاہ کی
فقط سانس ہی سانس باقی تھی دو تین لاتین سر پر ماریں اور جمنا مین ڈال دیا اور سلطنت غلامان
خاندان غوری یعنی دودمان غیاثی کی ختم ہو گئی یہ حادثہ نصف ماہ محرم سنہ چھ سو نواسی مین واقع ہوا
سلطان معز الدین نے تین برس اور کئی مہینے سلطنت کی تاریخ مبارک شاہی سے ایسا معلوم

ہوتا ہی کہ جب شاہزادہ شمس الدین کیکاؤس کو پکڑ لیا معزالدین کے ہاتھ پانون باندھ دیے اور بھوک پیاس کے صدمے سے اُسکا حال تباہ ہوا اور اُسی حال مین یہ رباعی اُسنے کہی تھی ؎

اسپ ہنرم بر سر میدان ماندہ است	دست کرم در تہ سندان ماندہ است
امروز براے نان چو چران ماندہ است	چشم کہ زر و کان و گہر کم دیدہ است

اور جب امیر سرخہ اور دہلی والون کا فتنہ تمام ہوا شایستہ خان نے شاہزادے کو تخت پر بٹھا کر انتظام مملکت شروع کیا دوسرے دن معزالدین اُسی بھوک پیاس کے صدمے سے مر گیا

ذکر سلطان شمس الدین کیکاؤس کا

معزالدین کا بیٹا شمس الدین کیکاؤس کم سنی مین شایستہ خان اور ملک چھجو کے اتفاق سے سنہ مذکور مین براے نام تخت پر بیٹھا اور شایستہ خان کا چچا ملک حسین نامے جو ایام غدر مین قصبہ کیلوکھری مین معزالدین کا ممانعتہ تھا بڑا ذی اعتبار ہو گیا شایستہ خان نے ملک چھجو کشلی خان سے کہا کہ تم ملک کے نائب رہو اور تبر سندھ اور دیبال پور کو مین اپنی جاگیر مین مقرر کر کے رخصت ہوتا ہون اُسنے نہ مانا اور مناسب شایستہ خان کے لیے ہی تجویز کی اور خود علاقہ کڑہ کی درخواست کی شایستہ خان نے فوراً اس بات کو منظور کیا اور ملک چھجو کو خلعت دیکر کڑے کی سمت روانہ کیا اور زیادہ تر باعث اتفاق چھجو کے مال دینے کا ملک الامرا فخرالدین کوتوال ہوا اُسنے شایستہ خان کو سمجھا دیا کہ اگر یہ نکل گیا تو یہ ساری دولت تمھارے ہی لیے ہو شایستہ خان شاہزادے کو تخت پر بٹھا کر خود ملک کا انتظام کیا کرتا تھا ایک یا دو مہینے کے بعد شاہزادے کو سوار کرا کے کیلوکھری مین لایا اور وہان قید کر دیا اور چند روز کے بعد قتل کرا دیا اس لڑکے نے تین مہینے اور کئی دن سلطنت کی

ذکر سلطان جلال الدین بن یغرش خلجی کا

سلطان جلال الدین کا اصلی نام ملک فیروز اور شایستہ خان خطاب تھا سنہ چھ سو نو اسی مین ملک چھجو خان کے اتفاق سے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا تخت پر بیٹھا شہاب الدین حکیم کرمانی جونپوری صاحب تاریخ طبقات محمود شاہی نے سلطان جلال الدین اور سلطان محمود مالوی کو قلج خان چنگیز خان کے داماد کی نسل سے لکھا ہی اور اس باب مین ایک طویل قصہ نقل کیا ہی لیکن یہ بات بظاہر غلط معلوم ہوتی ہی اور قلج اور خلج مین کچھ مناسبت بھی نہین اور لفظ قلج ترکی زبان مین بھی نہین ملتا اگر ہو تو قلج بمعنی تلوار کے ہو اور بعضی تاریخون مین لکھا ہی کہ خلج نام یافث بن نوح علیہ السلام کے

خلجی بادشاہون کا ذکر

کسی بیٹے کا ہو اور خلجی کی طرف منسوب ہیں سلطان جلال الدین نے جب بڑے بڑے عہدے سب
اپنے بھائیوں اور بیٹوں کو تقسیم کیے اور اپنے بڑے بیٹے رکن الدین ابراہیم کے بیٹے ارکلی خان اور
چھوٹے بیٹے کا قدر خان اور ملک میں اپنے چچا کا تاج الملک خطاب مقرر کیا اور دربار اور
بھی خطاب عطا کرکے بڑے بڑے عمارتیں کیں اور جمنا کے کنارے معزالدین کیقباد کے محل کے
نئے باغ اور شہر کی زیادتی اور ایک مضبوط قلعہ اسمیں بنایا جب تیار ہوگیا تو شہر کا اسکا نام رکھا
ماہ شعبان سنہ دو جلوس میں ملک چھجو کشلی خان کے لڑنے میں جاکر نوکر ہوگیا اور اکثر امرائے غیاثی
جنکی اس طرف جاگیریں تھیں اس سے متفق ہوگئے اور اپنے مقاموں سے کوچ کرکے بدایوں میں
آئے اور بجلانہ کے گھاٹ کنکالو نے ملک چھجو کے منتظر تھے کہ وہ بھی لڑنے سے آجاوے
تو سب سے ملکر دہلی پر چلیں کہ یہ خبر جلال الدین نے سنتے ہی خانخانان کو دہلی میں چھوڑ کر انکی
طرف متوجہ ہوا اور اپنی فوج کے ملنے سے خود کول یعنی علیگڑھ میں آیا اور ارکلی خان کو ملک
چھجو کے مقابلے کے لیے اودھ کی طرف روانہ کیا ارکلی خان سب کے کنارے ملک چھجو سے
چند روز لڑتا رہا اس اثنا میں راجہ جرم دیو کورے کے آدمیوں نے آکر خبر دی کہ ملک چھجو خان
کو خبر ہوئی کہ سلطان جلال الدین کا لشکر بھی آنے والا ہے سنتے ہی اسکے پاؤں اکھڑ گئے اور گھبرا کر
راتوں رات بھاگا آخر گزاروں نے پکڑ لیا ارکلی خان نے رہب کو اور راجہ جرم دیو تونگر کو پایا اور ملک چھجو
مع امیروں کے قید کرکے بھاری اودھ کو یعنی شمس آباد کی طرف کوچ کیا جب چھجو اور اسکے ساتھ
بہت سے بلبن کے وقت کے امیر طوق و زنجیر پہنے ہوئے جلال الدین کے سامنے آئے اسکو
اپنا اور انکا پچھلا زمانہ یاد آیا فوراً انکو قید سے چھوڑ کر حمام میں بھیجا اور خلعت پہنائے اور اپنے ساتھ
ہم پیالہ اور ہم نوالہ کیا اور ملک چھجو کو بڑی عزت کے ساتھ ملتان کو بھیجدیا اور علاء الدین اپنے
بھتیجے اور داماد کو جو بدایوں میں تھا علاؤ کڑے کو روانہ کیا اور اسکے بھائی الماس بیگ نے
آخر بیگی کا منصب پایا اس عرصے میں بڑے شاہزادے خانخانان کا انتقال ہوگیا اور بادشاہ کو
اس حادثے سے بڑا قلق ہوا امیر خسرو نے اسکا یہ مرثیہ لکھا ہے

دگر شب شد چراغ دودمان آدمی بینم
ہمہ ہندوستان خطائے گشتہ پیدا و پنہانی

دور روزے ہست کاندر بندہ قدرت بیانی
ہمی بینم ہزاران چین و خاقان را بفرمانم

گر از چشمہا جز ابر بہاران را نمی بینم
بگیتی غائم شاہی بکان شاہان نشانی بینم

دلم چون لعل خون شد زان سبب کان را نمی سنجم	شد اینک بر سخنت بزرگان صفدر وہ ہر سو	ہمہ ہستند لیکن خانخانان را نمی بینم
چو دولت کور دید گفتمش خواہی بصر زینہار	چہ خواہم کرد چون محمود سلطان را نمی بینم	دوسرے سال مین ارکلی خان

دہلی سے ملتان مین آیا اور بادشاہ نے اُسکو دہلی مین چھوڑکر سندہ اور کا قصد کیا اور جب وہان پہونچا اور اس طرف عذر کا حال سُنا تو امراے غیاثی کی طرف سے جو لشکر کے ساتھ تھے بادشاہ کے دل مین وہم پیدا ہوا اسی خیال سے ملک مغلتمی کو بدایون کی طرف اور ملک مبارک کو تیرہندہ کی طرف بھیجدیا اور جب سندہ اور کا قلعہ فتح ہوگیا تو رات دن کوچ کرتا ہوا دہلی مین داخل ہوا اتفاقاً ایک سید جو بڑا بزرگ اور آزاد اور صاحب کرامات اور عابد زاہد سید مولہ نام تھا ابتدا مین وہ عجم سے آکر چند روز اجودھن مین حضرت قطب الاولیا مخدوم شیخ فرید گنج شکر رحمہ اللہ علیہ کی خدمت مین رہا بعد ازان آپ سے ہندوستان کی سیر کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا کہ آدمیون کی کثرت سے اور بادشاہون کی صحبت سے بچتے رہیو غرض وہان سے رخصت ہوکر دہلی مین آیا اور بڑا شاہزادہ خانخانان مرحوم اُسکا بڑا معتقد ہوا تھا اور امیرون کو بھی ارادت حاصل ہوئی بہت سے امیر دونون وقت اُسکے دستارخوان پر حاضر ہوتے تھے اور ہزار من سیدہ اور پانچ سو من گوشت اور تین سو من شکر روزمرہ اُس بزرگ کے باورچی خانے کا صرف تھا اور محتاجون کو لنگر بٹتا تھا لوگ کیمیاگری کا گمان کرتے تھے اگرچہ وہ سید نماز پانچون وقت پڑھتے تھے مگر جمعہ مین حاضر نہوتے تھے اور جماعت کے اچھی طرح پابند نہ تھے قاضی جلال الدین کاشانی اور قاضی اردو اور سواے اُنکے اور بہت سے اکابر ہمیشہ اُنکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے بادشاہ نے جب یہ حال سُنا تو ایک روز وضع بدل کر اور ایسی صورت بناکر کہ کوئی نہ پہچان سکے اُنکی خانقاہ مین آیا اور جیسا سُنا تھا اُس سے زیادہ لوگون کو اُنکا معتقد پایا صبح کو ایک بڑی مجلس ترتیب دیکر اُن بیچارے بیگناہ سید اور اُنکے معتقد امیرون اور قاضی کو طوق و زنجیر پہناکر بڑی اہانت سے دربار مین طلب کیا اور دعوی سلطنت کی اُنپر تہمت لگائی اور سب سے اس امر کو تحقیق کیا سید مولہ نے اس سے محض انکار کیا اور قسم کھائی مگر کچھ فائدہ نہوا قاضی جلال الدین پر بہت سا عتاب کیا وہ بھی اس امر سے بالکل منکر ہوا آخر اُسکو دہلی کی قضا سے موقوف کرکے بدایون کو بدل دیا اور اُس سید بزرگ کی سیادت کے امتحان کے لیے نمرود کے مانند بہت سی آگ جلوائی اور اُنکے جد امجد حضرت خلیل اللہ علیہ السلام

کیا چاہتا ہے اس کا جواب دینا چاہا مگر سب علما نے فتوی دیا کہ فعل شریعت مین جائز نہین اور آگ ہر چیز کو
جلا دیتی ہے ایسے امتحان کا کیا اعتبار ہے تب بادشاہ اس حرکت سے باز رہا اور اسی مجلس مین
آخر سید کے معتقد امیرون کو سزا دی بعضون کو جلاوطن کیا اور جب ان سید نے جواب سب
سوال دیے اور کوئی الزام شرعی ان پر نہ آیا تو ابوبکر طوسی سے جو آزاد فقیرون کا سردار تھا
بادشاہ نے مخاطب ہوکر فرمایا کہ فقیر اس ظالم کی خیرکیون نہین لیتے یہ سنتے ہی ایک قلندر انمین سے
کود اور اس سید بیچارے کے استرون کے زخم لگائے اور داڑھی مونڈ ڈالی اور سوئیان چبھوئین
اتنے مین ارکلی خان کے اشارے سے ایک نیلبان نے دست ہاتھی انپر چھوڑ دیا غرض بڑے
عذابون سے وہ شہید ہوے مشہور ہے کہ وہ سید اس حادثے سے دو برس پہلے سے یہ دو شعر اکثر پڑھ
پڑھکر ہنسا کرتے تھے ؎ در مطبخ عشق جز نکو را نپزند ؎ لاغ صفتان زشت خو را نپسندند ؎
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز ؎ مردار بود ہر آنکہ او را نکشند ؎ انکی شہادت کے روز بڑی
کالی پیلی آندھی آئی اور اس سال بہت کم برسا اور ایسا قحط ہوا کہ ہندون کے گروہ گروہ بھوک
صدمے سے عاجز ہوکر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑکر جمنا مین کود کر ڈوب ڈوب مرے اور مسلمان بھی
اس مصیبت کے متحمل نہ ہوکر ہزار دو ہزار مرگئے ان حادثون سے لوگون کو یقین ہوگیا تھا کہ یہ اسی ظلم کا اثر ہے
لیکن یہ امور قابل اعتبار کے نہین کبھی اتفاقی ایسا بھی ہوتا ہے باقی اور لوگ جو اس جرم مین ناکردہ گناہ
ماخوذ تھے ارکلی خان کی سفارش سے چھوٹ گئے اسی سال دوبارہ رنتھبور کا قصد کیا اور اسکے
گرد و نواح کو بالکل ویران اور متحانون کو خراب کردیا مگر قلعہ بے فتح کے ہی لوٹ آیا ارکلی خان بے اجازت
سلطان کو چلدیا بادشاہ کو اسکا بڑا رنج ہوا سنہ چھ سو اکانوے مین چنگیزی مغلون نے ہندوستان پر
حملہ کیا سنام کے علاقے مین ہندوستانی فوج سے لڑائی ہوئی آخر انھون نے اس فوج کی قوت دیکھکر
صلح کی گفتگو کی اور انکے سردار نے بادشاہ کو باپ اور بادشاہ نے اسکو بیٹا کیا اور بہت سے
تحفے دونون نے پیشکش کیے اور اپنے اپنے ملک کو چلے گئے اور الغو چنگیز خان کا نواسا سمع کئی ہزار
مغلون کے سلمان ہوگیا اور بادشاہ نے اپنی بیٹی کا اسکے ساتھ نکاح کرکے غیاث پور مین رہنے کو جگہ دی
جہان اب حضرت نظام الدین اولیا کا مزار ہے اور اسکو مغلپور بھی کہتے تھے ان مغلون کو لوگ نومسلم
کہنے لگے اسی سال کے اخیر مین بادشاہ نے سنام پر حملہ کیا اور اسکے گرداگرد کو لوٹ کر مراجعت کی

علاء الدین

علاء الدین بادشاہ کے بھتیجے اور داماد حاکم کڑہ نے بھیکہ پر لشکر کشی کی اور اُسکو فتح کرکے بہت سا مال غنیمت کا بادشاہ کے سامنے لایا اور ایک بت جسکی ہندو بہت پوجا کرتے تھے بدایون دروازے کے آگے راستے مین ڈال دیا بادشاہ نے اس خدمت سے خوش ہوکر اودھ بھی اُسکی جاگیر مین بڑھا دیا علاء الدین کو بادشاہ کی بی بی اور بیٹی یعنی اپنی ساس اور بی بی سے بہت رنج تھا اور وہ دونون ہمیشہ اُسکی بُرائی بادشاہ سے کیا کرتی تھین اسی وجہ سے علاء الدین کا ارادہ یہ تھا کہ بادشاہ کے ملک سے باہر کہین چلا جاوے چنانچہ اُسنے ملازم جدید مقرر کیے اور بادشاہ سے چندیری کی اجازت لیکر کڑے کو گیا اور وہان ایک اپنے خیر خواہ علاء الملک کو نائب چھوڑا اور بادشاہ سے صلح رکھنے کی نصیحت کی بعد ازان چندیری کے بہانے سے چلا اور ایلچپور سے نکل کر دیوگڈھ کا راستہ لیا بادشاہ کو چند روز تک علاء الدین کی خبر کچھ نہ ملی اس سبب سے بہت رنج تھا ایک مدت کے بعد یہ خبر آئی کہ اُسنے دیوگیر کو مع تمام ملک دکن کے فتح کر لیا اور وہان سے بہت غنیمت کا مال اور ہاتھی اور کئی ہزار گھوڑے اور طرح طرح کا اسباب لیکر کڑے کو آتا ہی یہ سُنکر بادشاہ کو بہت خوشی ہوئی مگر لوگون کو یہ خیال تھا کہ علاء الدین اپنی بی بی اور ساس سے بہت رنج اُٹھائے ہوے ہی اور بے اجازت بادشاہ کے دیوگڈھ کو چلدیا اور اب اُسکے پاس سامان بھی جمع ہوگیا عجب نہین جو کچھ فساد کرے تعجب ہی کہ بادشاہ کو کچھ اسکی فکر نہین مگر کسی کی یہ جرأت نہ تھی کہ بادشاہ کے سامنے اس مضمون کو بیان کرے اور نہ اُسکو یہ اطلاع تھی کہ اُسکو اپنی ساس یا بی بی سے کچھ رنج ہی اگر وہ کبھی کچھ کہتی تھین تو اُنکی باتون کو غرض آمیز سمجھکر کچھ خیال نہ کرتا تھا جب بادشاہ گوالیار کے ضلع مین تھا تو اُسنے سب امیرون سے مشورہ کیا کہ علاء الدین اس شان و شوکت سے آتا ہی اب ہمکو اُسکا استقبال کرنا چندیری کے راستے مین مناسب ہی یا یہین گھیرنے کی ملاح ہی یا دہلی کو چلا جانا بہتر ہی ملک احمد چپ نے جو بڑا عقلمند اور تجربکار اور خیر خواہ وزیر تھا بادشاہ کو بہت اچھی طرح سمجھایا کہ علاء الدین کا استقبال کرنا اور سارا سامان اُس سے لینا اور اُسمین بغاوت کی قوت نہ چھوڑنا بہت ضرور ہی اور اُسنے اپنی شہادت مین ملک چھجو کی برگشتی کا قصہ بھی یاد دلایا مگر بادشاہ کچھ نہ سمجھا اور یہی کہتا رہا کہ علاء الدین میرے ہی نمک کا پلا ہوا ہی اور مین نے ہی اُسکو اس رتبے پر پہونچایا ہی میرے ساتھ کبھی بُرائی نہین کرنے کا اور بعضے امیر بھی بادشاہ کی رائے مین رائے ملاکر واہیات باتین جواب مین کہنے لگے آخر ملک احمد غصہ ہوکر یہ کہتا ہوا اُٹھ کھڑا ہوا کہ اگر خدانخواستہ علاء الدین نے کڑے مین آکر اور سروندی کو اُتر کر لکھنوتی کا

ارادہ کیا میں کسی میں یہ جرأت نہیں دیکھتا جو اُس سے عہدہ برا ہو سکے غرض بادشاہ کسی طرح کچھ نہ سمجھا
اور وہاں سے دہلی کو چلا آیا علاء الدین جب کڑے میں پہونچا تو حیلہ بازی سے بادشاہ کو عرضیان
لکھنا شروع کین اور بہت سے ہاتھی اور اسباب پیشکش بھیجنے کا وعدہ کیا اور لکھا کہ اگر فرمان میری
طلبی کا صادر ہو تو حاضر ہو کر شرف پابوس حاصل کروں غرض اسی ایام گذاری میں سامان لکھنوتی جانیکا
درست کیا اور ظفر خان اپنے چھوٹے بھائی کو اودھ میں بھیجدیا تاکہ کشتیان سرونڈی میں تیار رکھے بادشاہ
سادہ لوح نے علاء الدین کی استدعا کے موافق فرمان اُسکی طلبی میں عماد الملک اور ضیاء الدین و مقرب
سرداروں کے ہاتھ بھیجا اُنھوں نے آکر علاء الدین کا کچھ اور ہی رنگ دیکھا علاؤ الدین نے فوراً اُنکو
ایسی حراست میں قید کر دیا کہ وہاں پرندہ بھی پر نہ مار سکے اور ایک خط اپنے دوسرے بھائی الماس بیگ کو
جو دہلی میں بادشاہ کے پاس تھا اس مضمون سے لکھا کہ میں نے اس سفر میں بے اجازت بادشاہ کے
دیوگیر وغیرہ کی طرف جرأت کی اس سبب سے اکثر لوگون نے بادشاہ کو میری طرف سے بدظن کر دیا ہے
مگر میں اُنکا ویسا ہی بچہ بلکہ غلام ہون اگر خود تنہا طور پر مجکو آکر لیجاوین تو میں موجود ہون اور اگر جو بھیجے
لوگون نے مشہور کیا ہے یہی صحیح ہے اور مجھپر اُنکو اعتماد نہین تو میں مایوس ہو کر جسطرف کو سینگ
سمائینگے چلا جاؤنگا پھر میرا پتا بھی نہ ملیگا الماس بیگ نے یہ خط بادشاہ کو سُنایا اُسنے فوراً اُسی
وقت علاء الدین کی تسلی کے لیے الماس بیگ کو روانہ کیا اور یہ کہدیا کہ میں بھی پیچھے سے آتا ہون چنانچہ
الماس بیگ کشتی میں سوار ہو کر ساتوین دن علاء الدین کے پاس پہونچا اور اُسکو لکھنوتی کی طرف
قصد کرنے کی رائے دی مگر بعضے خیر خواہون کا یہ مشورہ ہوا کہ لکھنوتی جانے کی کیا ضرورت ہے بادشاہ
دیوگڈھ کے ہاتھی گھوڑون اور اسباب کے لالچ مین اسی برسات مین یہان بے آئے نہ رہیگا اُس وقت
وہ تمھارے قابو مین ہوگا جو چاہیو وہ کیجیو چنانچہ یہی ہوا اور بادشاہ کی جو قضا برابر آگئی تھی تو اُس مال کی طمع مین
کچھ پس و پیش کا خیال نہ کیا اور کئی سردار اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر کڑے کی طرف کوچ کیا
کسی کی ایک نہ مانی ملک احمد چپ وزیر کو خشکی کے راستے سے لشکر کے ساتھ روانہ کیا اور اُسنے
سر پر بہت خاک ڈالی اور ہر چند سمجھایا مگر کچھ حاصل نہوا بادشاہ بڑی شتابی سے ستروین رمضان کو کڑے
مین پہونچا علاء الدین کڑے اور مانکپور کے درمیان مین گنگا اُتر کر اپنی فوج لیے ہوئے متعد تھا جب
بادشاہ کے قریب آنے کی خبر سُنی تو الماس بیگ کو کئی جا ہر واسطے پیشکش کے دیکر اس غرض سے

بادشاہ کے پاس بھیجا کہ کسی تدبیر سے اُسکو تنہا یہان لے آئے غرض الماس بیگ مکار اور عیار نے
بادشاہ کے پاس جاکر بڑی چاپلوسی کی باتین بنائین اور عرض کیا کہ اگر کمترین نہ آتا تو علاء الدین بالکل
ہاتھ سے چلدیا تھا اور دشمنون نے آپ کی طرف سے اُسکے دل مین بہت شک ڈال دیا تھا مین نے اگرچہ
اطمینان بخوبی کر دیا مگر ابھی کچھ شبہ باقی ہی اور آپ کی ہیبت جی پر چھا رہی ہی اگر حضور اپنی عنایات مربیانہ کو
کام فرماوین اور تنہا تشریف لیجاکر اُسکا ہاتھ پکڑ لاوین تو نہایت مصلحت ہی بادشاہ کی سمجھ پر ایسے
پتھر پڑ گئے کہ اب بھی کچھ نہ سمجھا اور اُسکی باتون کو سچ جانکر وہ ایک ہزار سوار جو ہمراہ تھے وہین چھوڑے اور
اور خود تھوڑے سے آدمی مسلح ساتھ لیکر الماس بیگ کے ساتھ ہولیا الماس بیگ نے تھوڑی دور چلکر عرض
کیا کہ میرے بھائی پر ایسا خوف طاری ہی کہ حضور کے ساتھ کے ان آدمیون کو بھی جب ہتھیار بندھے ہوے
دیکھیگا تو دہشت کے سبب سے بھاگ جاویگا بادشاہ نے حکم دیا کہ سب اپنے ہتھیار دور کر دین وہ
لوگ ان باتون سے اپنے دل مین بہت گھبرائے مگر ظاہر مین کچھ نہ کہہ سکے آگے جاکر دیکھا کہ ایک بڑا
لشکر صف باندھے ہوے کھڑا ہی اُن سردارون نے الماس بیگ سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہی
ہمسے ہتھیار تک جدا کرا دیے یہان یہ فوج لڑائی کی مستعد معلوم ہوتی ہی اُسنے جواب دیا کہ بھائی کو یہ
منظور ہی کہ مع لشکر کے سلامی دے اور یہ سب فوج بھی حضور کے ملاحظے سے گذرے مگر بادشاہ کو ایسا
اعتماد تھا کہ کچھ وہم بھی جی مین نہ آیا جب بادشاہ نے بہت سا رستہ قطع کیا تو الماس بیگ سے کہا کہ مین بوڑھا
آدمی تو اتنی دور آیا تیرے بھائی سنگدل سے ابتک یہ بھی نہوا کہ کشتی مین بیٹھکر یہان تو میرے پاس آوے
اُسنے عرض کیا کہ اُسکو یہ منظور نہین کہ خالی ہاتھ حضور کی ملازمت مین آوے وہ اسوقت اسباب
پیشکش کی تیاری مین اور ہاتھی اور گھوڑون کے چھانٹنے مین مصروف ہوگا بادشاہ نے اُسوقت
قرآن پڑھنا شروع کیا عصر کے وقت کشتی کنارے پر پہونچی اور ایک مقام جو بادشاہ کے لیے
تجویز ہوا تھا بادشاہ وہان پہونچا علاء الدین مع اپنی جمعیت کے حاضر ہوکر پانوٹن پر گر پڑا بادشاہ نے
مسکراکر محبت سے ایک طمانچہ آہستہ اُسکے رخسارے پر لگایا اور پیار کرنے لگا اور کچھ نصیحت کی باتین
کین اور اپنے شوق کا حال بیان کیا غرض اُسکی ہر طرح تسلی کی اور ہاتھ پکڑکر نہایت مہربانی کی راہ سے
اپنی طرف کو کھینچتا تھا اور اُسکا منہ چومتا تھا ایسے حال مین اُس بدبخت نے بادشاہ کا پنجہ
زور سے گانٹھ لیا اور اپنے آدمیون سے جو اس کام پر پہلے سے ہی آمادہ تھے اشارہ کیا

فوراً محمود سالم نے جو سامانہ کا ایک کمینہ آدمی تھا ایک ہاتھ تلوار کا بادشاہ کے بدن پر لگایا بادشاہ زخمی ہوکر کشتی کی طرف بھاگا اور کہا کہ علاء الدین کمبخت یہ تو نے کیا کیا اتنے مین اختیار الدین نے جو بادشاہ کے مکڑون کا پلا ہوا تھا پیچھے سے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ کام تمام ہوگیا اور سب کاٹ کر علاء الدین کے پاس لایا اور اُسکے حکم سے وہ سر ایک نیزے پر رکھکر کڑے اور مانک پورمین پھرایا گیا بعد ازان اودھ کو بھیجدیا جتنے ساتھی بادشاہ کے تھے سب کو قتل کیا کچھ دریا مین کود کر ڈوب مرے ملک فخر الدین کوچی زندہ پکڑا گیا جب احمد چپ نے یہ سُنا فوراً دہلی کو لوٹا ارکلی خان جو بادشاہ کا بڑا بیٹا اور قابل سلطنت تھا اُن دنون ملتان مین تھا احمد نے اُسکا انتظار خلاف مصلحت سمجھا اور چھوٹے شاہزادے قدر خان کو سلطان رکن الدین ابراہیم خطاب دیکر ملکہ جہان کی سعی سے تخت پر بٹھایا سب جلالی امیرون نے بیعت کی مگر ایک مہینا بھر بادشاہت کا نام ہی نام تھا علاء الدین نے ہرگز فرصت ندی جسدن جلال الدین کو قتل کیا اُسی دن چتر اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر بیٹھ گیا اور عین موسم برسات مین رات دن کوچ کرتا ہوا دہلی کو روانہ ہوا اور روبیہ اشرفیون کا منھ برسانا شروع کیا جب بدایون مین پہونچا تو ساٹھ ہزار سوارون کی گنتی ہوئی تھی ملک رکن الدین نے یہ حال سُنا اور اپنے پاس سامان اُسکے مقابلے کا نہ پایا ناچار ملتان کو ارکلی خان کے پاس چلا گیا علاء الدین خاطر جمع سے دہلی مین آکر جمنا کے کنارے اپنے باغ مین اُترا اور سب قدیمی سردار روپیہ کی طمع مین اُس سے آملے اور اپنی مٹھی گرم کرکے جلال الدین کے کینہ کو خاطر سے محو کیا علاء الدین بے کھٹکے بادشاہی کرنے لگا سلطان جلال الدین کا حادثہ سترہوین رمضان سنہ چھ سو نوے مین ہوا اور سات برس اُسنے بادشاہی کی اس بادشاہ کو شعر کا بھی شوق تھا امیر خسرو بعد انتقال سلطان غیاث الدین کے اُسکے ہمنشین ہوئے تھے قرآن بادشاہی اُنکی تحویل مین رہتا تھا اور ہر سال ایک بڑا بھاری خلعت پاتے تھے اسی طرح امیر حسن اسکے ندیمون مین تھے اور مؤید حاجی اور امیر ارسلان کاتبی اور سعد منطقی اور قاضی خطیب وغیرہ بھی اُسکے مصاحبون مین تھے قاضی مغیث ہانسوی نے جو اُسکے زمانے کا ایک بڑا عالم تھا ایک غزل لکھی تھی جو اُنیس بحرون مین پڑھی جاتی تھی اُسکا مطلع یہ ہے ؎ دو دُرِ گوش دقد خوش دو خد خوب و خطر + فرتوفہ ی پری و پرے و باکرفہ + ہمیشہ عالم و فاضل اُسکے دربار مین علم و حکمت کے نکتے

بیان کیا کرتے تھے یہ چند شعر بادشاہ کی تصنیف ہین ؎ آن زلف پریشانست ژولیدہ نمیخواہم ✤ وان روے چو گلنارست تفسیدہ نمیخواہم ✤ بے پیرہنت خواہم یک شب بکنار آئی ✤ ہان باتگ بلندست این پوشیدہ نمیخواہم ✤ جس زمانے مین گوالیار کا محاصرہ کیا تھا تو وہان ایک بڑا گنبد بنایا تھا اور یہ رباعی سر کرنے کے لیے تصنیف کی تھی ؎ مارا کہ قدم بر سر گردون ساید ✤ از تودہ سنگ و گل چہ قدر افزاید ✤ این سنگ شکستہ زان نہ اویم دست ✤ باشد کہ دل شکستہ آساید ✤ سعد منطقی وغیرہ شاعرون اور فاضلون کو سنا کر فرمایا کہ اسکے عیب و ثواب بیان کرو سب نے حد سے زیادہ تعریف کی مگر بادشاہ نے کہا تم میری خاطر سے کہتے ہو مین خود ہی اسکا عیب اس دوسری رباعی مین ظاہر کیے دیتا ہون ؎ باشد کہ در ینجا گذر کس باشد ✤ کش خرقہ رواے چرخ اطلس باشد ✤ شاید کہ زمین قدم بیوسش ✤ یک ذرہ بمارسد ہمان بس باشد ✤

ذکر سلطان علاء الدین خلجی کا

سلطان علاء الدین خلجی بائیسوین ذی الحجہ سنہ چھ سو پچانوے ہجری مین اپنے بھائی الماس بیگ کے اتفاق سے دہلی مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور الماس بیگ کو الغ خان اور سنجر اپنے سالے کو جو میرٹھ کا حاکم تھا الپ خان اور ملک نصرت جلیسری کو نصرت خان اور ملک بدر الدین کو ظفر خان خطاب دیا اور ایک میدان مین اپنی فوج کی چھاونی ڈالی اور دربار عام کر کے خاص و عام کو انعام و اکرام سے مالا مال کیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھکر امیرون کو منصب اور جاگیرین تقسیم کین اور سب کامون سے سلطان جلال الدین کے بیٹون کا جو ملتان مین تھے بندوبست مقدم سمجھا سنہ چھ سو چھیانوے مین الغ خان اور الپ خان کو بہت سا لشکر دیکر ارکلی خان اور سلطان رکن الدین کے مقابلے کے لیے ملتان کو روانہ کیا وہ دونون بھائی ملتان کے قلعے مین بند ہو گئے اور شہر کے کوتوال اور وہان کے باشندون نے امن مانگ کر صلح کر لی آخر ان دونون نے بھی شیخ رکن الدین قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے صلح کر کے الغ خان سے ملاقات کی وہ انکے ساتھ بہت تعظیم سے پیش آیا اور فتح نامہ دہلی کو بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور خود بھی سارے جلال الدین کے کنبے کو قید کر کے دہلی کو متوجہ ہوا جب ہانسی کے ضلع مین بھوہر گانون تک پہونچا تو نصرت خان ایک فرمان بادشاہی لایا اور اسکے موجب دونون شاہزادون اور الغو بیگ مغل داماد سلطان جلال الدین اور ملک احمد چپ کو اندھا کر دیا اور شاہزادون کو ہانسی کے کوتوال کے

سپرد کیا اور ارکلی خان کے دو بیٹوں کو شہید کر دیا باقی اُن سب کو مع عورتوں اور بچوں کے دہلی کو روانہ کیا
بادشاہ نے الغو منگل اور احمد چپ کو گوالیار کے قلعے میں بھیجدیا اور باقی کو دہلی میں ہی قید
رکھا اسی طرح اور بھی بہت سے امیروں کو اندھا کر دیا کچھ کو اُنکے وطنوں سے نکال دیا غرض سید
مولا کے خون کا بہت جلد عوض ہو گیا ۔ اسی بارہ کوئی کسی کو کلپا دیگا ۔ یہ یاد رہے وہ بھی کل
پا دیگا ۔ اس دار مکافات میں سن اے غافل ۔ بیداد کریگا آج کل پا دیگا ۔ سنہ چھ سو ستانوے
میں نصرت خان کو وزارت کا منصب ملا اور ابتدائے سلطنت میں جو علاء الدین نے
تالیف قلوب کے لیے لوگوں کو انعامات دیے تھے بڑی تاکیدوں سے سب واپس کیے گئے
اور اس طرح پر بے انتہا روپیہ خزانے میں داخل ہوا علاء الملک جو ضیاء برنی صاحب تاریخ فیروز شاہی کا
چچا ہے اور پہلے دہلی کا کوتوال تھا علاء الدین نے اُسکو حکومت کڑے کی عنایت کی تھی اور
نصرت خان کو اُسکی جگہ دہلی میں کوتوال کیا تھا اب پھر اُسکو کڑے سے بُلا کر اُسی قدیمی منصب پر
قائم کیا اور ملتان الپخان کو جاگیر میں دیا ۔ سنہ چھ سو اٹھانوے میں چنبلدی نام مغلوں کے سردار نے
سندھ کو اُتر کر ہندوستان پر حملہ کیا بادشاہ نے الغ خان و تغلق خان غازی الملک حاکم دیالپور
کو اُسکے مقابلے کے لیے بھیجا جالندھر کے علاقے میں بڑی لڑائی ہوئی آخر مغلوں نے شکست پائی
کچھ مارے گئے کچھ پکڑے گئے اور بادشاہ کے لشکر نے فتح پاکر اور بہت سا مال غنیمت کا حاصل کر کے
مراجعت کی دوسری مرتبہ سلطان داؤد کے بیٹے قتلغ خواجہ نے ماوراء النہر سے ہندوستان کا
قصد کیا اور دہلی کے کنارے تک آپہنچا ان لوگوں نے علاقے میں اور دوآبہ میں کچھ کسی سے
غرض نہ کی دہلی میں غلہ بہت گران ہو گیا اور شہر کے لوگوں پر بڑی تنگی ہوئی سلطان علاء الدین نے
الغ خان اور ظفر خان کو بہت سا لشکر دیکر مغلوں کے مقابلے میں بھیجا گیلی کی حد پر لڑائی ہوئی
ظفر خان اس لڑائی میں مارا گیا اور شاید بادشاہ کو بھی یہی منظور تھا اور قتلغ خان شکست کھا کر
خراسان کو بھاگا اور وہاں جاکر مر گیا تیسری مرتبہ ترغی نامی جو ایک بہت بڑا امیر نامدار تھا ایک لاکھ پیادہ
اور بیس ہزار سوار جو بڑے بہادر اور دلیر تھے ساتھ لیکر پہاڑوں کے ملکوں کو فتح کرتا ہوا قصبہ برن تک
پہونچا اور وہاں کا حاکم ملک فخر الدین امیر داد قلعے میں بند ہو گیا بادشاہ کے ملک تغلق غازی الملک
کو بہت سی فوج کے ساتھ اُس طرف روانہ کیا اور ملک فخر الدین بھی قلعے میں سے

نکل کر اس سے آملا اور دونون نے متفق ہو کر رات کو اُنکی فوج پر چھاپا مارا مغلون کی شکست ہوئی
اور ترغی زندہ گرفتار ہوا تعلق نے اُسکو بادشاہ کے پاس روانہ کیا چوتھی مرتبہ محمد تریاق و علی بیگ
مغل نے جو خراسان کے دونون شاہزادے تھے بہت سی فوج جمع کر کے ہندوستان پر توجہ کی اور وہ دونون
دو فریق ہو گئے ایک فوج نے ناگور کی طرف حملہ کیا اور دوسرا فریق سرمور کے پہاڑون کو فتح کرتا ہوا بیاہ کے
کنارے تک جسکو کالی ندی کہتے ہین پہونچا بادشاہ نے ملک مانک غلام درملک تغلق حاکم دیپال پور کو
امرہے کی جانب اُنکے مقابلے کے لیے روانہ کیا اور ایسے وقت مین کہ مغلون کی فوج بہت سا
اسباب اور جانور غنیمت کے لیے ہوے رہب ندی پر سے اُترتی تھی ملک مانک پیچھے سے جا پہونچا
بڑی لڑائی ہوئی اُن دونون شاہزادون نے بڑی مردانگی کی مگر آخر مین گرفتار ہو کر قتل ہو گئے اِس
لڑائی مین بہت سے مغل مارے گئے اور جو باقی رہے وہ اپنے ملک کو بھاگے اُن دونون
سردارون کے سر قلعۂ بدایون کے کنگرے مین لٹکا دیے اور کسی فاضل نے اُسکے جنوبی
دروازے پر یہ رباعی لکھدی تھی ؎ اے حصن کہ تا بود خدایار تو باد ۔ فتح و ظفر شاہ علمدار تو باد ۔
از تو ملک زمانہ معمار توشد ۔ ترغی چو علی بیگ گرفتار تو باد ۔ امیر خسرو نے ملک مانک کی
لڑائی کے قصے کو خزائن الفتوح مین ایسی فصاحت و بلاغت سے لکھا ہے کہ آدمی کا کام نہین اگر
اگر غور کیجیے تو خسرو کا تمام کلام ایسا ہی ہے پھر چوتھی مرتبہ ایک مغل بہت سا لشکر جمع کر کے
اور دونون شہزادون کے خون کا بدلا لینے کے لیے ملتان کی طرف متوجہ ہوا پھر بادشاہ نے
ملک مانک اور ملک تغلق کو اُنکے مقابلے کے لیے بھیجا اور ایسے حال مین کہ ملتان کی فوج تک
مغل پہونچے ہی تھے پہونچے اور اُنکا پیچھا کیا اس لڑائی مین کیک گرفتار ہوا اور اور بھی بہت سے
لوگ پکڑے گئے اور بہت سا مال غنیمت کا مع اُس مال کے جو ملتان سے لوٹ کر لیچلے تھے حاصل کیا
اس حادثے کے بعد مغلون کے دانت کھٹے ہو گئے اور پھر کبھی ہندوستان کی طرف رخ نہ کیا
جب یہ فتحین حاصل ہوئین تو ایک رات بادشاہ نے جشن کیا اور رات بھر شراب کا دور اُڑایا
جب تھوڑی رات رہی سب اہل مجلس نے ہاتھون سے اور آنکھون سے ایک دوسرے کو جانے
چلنے کا اشارہ کیا بادشاہ نے جو یہ اشارے دیکھے حالت نشے مین ہوش درست نہ تھے سمجھا میرے
قتل کے اشارے ہین غدر غدر پکارا اور اُسی حال مین فاضی بہاء الدین کو قتل کا حکم دیا ایک

طریقہ مصاحب تھا باقی سب لوگ متفرق ہوگئے جب صبح ہوئی اور بادشاہ کے حواس بجا ہوئے سمجھا کہ یہ میرا گمان بالکل غلط تھا اور نہی بہار کو بُلایا لوگون نے عرض کیا کہ وہ اسی وقت قتل ہوگیا تب تو بہت پشیمان ہوا اُسی وقت شراب سے توبہ کی اور منادی کردی کہ تمام ملک مین کہین شراب نہ بکنے پاوے اور جتنی شراب موجود تھی مٹکے کے مٹکے لُنڈھا دیے ہر طرف شراب کی نہرین بہنے لگین پھر جس کسی کو مست پاتے تھے تعزیر کرتے تھے زہد و تقوی کا ہر جگہ رواج ہوا جا بجا محتسب گشت کرنے لگے سنہ چھ سو ستانوے مین نو مسلم مغلون سے بادشاہ کو بدگمانی پیدا ہوئی اور اُنکے قتل کا ارادہ کیا اور سبب اُسکا یہ تھا کہ جب اُسنے زر کاری بہت سختی سے لیا گیا اور دیے ہوے انعام بڑی مشقتون سے واپس کیے تو اُن لوگون نے یہ ارادہ کیا کہ جس دن بادشاہ شکاری جانورون کے شکار مین مصروف ہو اُس روز غدر برپا کرین یہ خبر بادشاہ تک پہونچی اور خفیہ ہر طرف یہ حکم لکھ بھیجا کہ فلانے مہینے کی فلانی تاریخ جہان مغلون کو پاؤ برابر قتل کر ڈالو چنانچہ حسب الحکم اُس روز مقررہ پر تمام ہندوستان مین بیچارے مسافر مغل اسقدر قتل ہوے کہ حد شمار سے باہر تھے ابتدا مین جو بادشاہ کو کئی فتحین متواتر حاصل ہوئین تو طرح طرح کے خیالات فاسدہ سوجھنے لگے ایک یہ سوجھی کہ مثل دین محمدی کے ایک اور نیا دین نکالیے اور مثل خلفاے اربعہ نبی علیہ السلام کے الغ خان اور الپ خان آور ظفر خان اور نصرت خان اپنے اصحاب تجویز کیے دوسرے یہ خیالی پلاؤ پکایا کہ سکندر کی طرح تمام روے زمین پر تصرف کیجیے اور خطبے مین بھی اپنا نام سکندر ثانی پڑھوایا علماء الملک کو تو ال کو بُلا کر ان دونون امرون مین مشورہ کیا اُسنے ان دونون باتون سے منع کیا اور کہا کہ نیا دین اپنی طرف سے ایجاد نہین ہوسکتا یا امر بغیر اسکے کہ اللہ کی طرف سے ہو اور معجزات بھی صادر ہون کیونکر ممکن ہے ملک اور دولت اور زور و قوت سے کچھ کام نہین چلتا اور اسمین طرح طرح کے فساد پیدا ہونگے اور بجز پشیمانی کے کچھ حاصل نہوگا البتہ ارادہ ملک گیری کا مناسب ہے مگر سکندر کا سا سامان اور ارسطو سا وزیر کہان آپ اگر تمام ہندوستان کو کافرون سے اور نواحی دہلی کو مفسدون سے پاک کردین تو یہ کیا سکندر کی جہانگیری سے کچھ کم ہے بادشاہ نے جو سوچا تو یہ راے علاء الملک کی بہت پسند پائی ان دونون ارادون سے باز رہا اور اُسکو خلعت اور انعامات عطا کیے اور سردار جو بادشاہ کی ہیبت اور بدمزاجی کے سبب سے کوئی بات خلاف مرضی سامنے نہ کرسکتے تھے علاء الملک کی اس تقریر سے بہت خوش ہوے اور اُسکو تحفے بھیجے اور بڑی تحسین و آفرین کی اس سال مین بادشاہ نے

دیوگیر کو دوبارہ فتح کیا اور وہان سے بہت مال غنیمت ہاتھ آیا سنہ چھ سو اٹھانوے مین الغ خان کو بہت سا لشکر دیکر راے کرن والی گجرات سے لڑنے کے لیے بھیجا اس راجہ کے پاس تیس ہزار سوار اور اسی ہزار پیادے اور تیس ہاتھی موجود تھے جب راے کرن شکست کھا کر بھاگا تو الغ خان نے سروالہ کو لوٹ کر اسکا پیچھا کیا دیوگیر دکن کے راجہ رام دیو کے پاس پناہ لے گیا اور اسکے سب اہل و عیال اور خزانہ مسلمانون کے ہاتھ آیا اسکی بیبیون مین سے ایک دیول رانی تھی جسپر خضر خان بادشاہ کا بیٹا عاشق ہو گیا تھا اور امیر خسرو سے اپنے عشق کے قصے کو نظم کرنے کی فرمایش کی تھی اور انھون نے خضر خان اور دیول رانی کے قصے کی کتاب لکھی تھی جو مشہور ہے غرض الغ خان نے نہروالہ کا ایک بڑا بت جسکی ہندو بہت پرستش کرتے تھے دہلی کی کسی سڑک پر راہگیرون کی ٹھوکرون مین ڈال دیا اور راے کرن کا سومنات تک پیچھا کیا اور دوبارہ سومنات کے بتخانے کو خراب کرکے وہان ایک مسجد بنائی نصرت خان نے کھمبایت پر جو سمندر کے کنارے ایک مشہور بندر ہے یورش کی اور ہر قسم کا مال اور لعل و جواہر بے انتہا غنیمت مین حاصل کیے اور غلام کافور ہزار دیناری بھی وہین سے ملا تھا جسپر آخر مین بادشاہ مائل ہو گیا تھا اور اسکو ملک کا نائب مقرر کیا تھا جب الغ خان الور مین آیا جو مال غنیمت لشکر والون کے ہاتھ لگا بڑی سختی سے واپس کیا مغلون کو یہ امر نہایت ناگوار ہوا اور بگڑ کر مقابلے مین آئے آخر سزا پاکر متفرق اور پریشان ہو گئے کچھ راجہ ہمیر دیو کے پاس جھابن مین نتنبھور کے پاس ہی پہونچے کچھ اور طرف کو چلدیے الغ خان متواتر کوچ کرکے دہلی مین داخل ہوا یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ مغلون کا قتل جب الغ خان گجرات سے لوٹا ہے ثابت ہوا ہے تاریخ والون نے کچھ تقدیم و تاخیر کا خیال نہین کیا سنہ چھ سو ستاسی مین الغ خان نے رنتنبھور اور جھابن پر جو مونہہ کے نام سے مشہور ہے حملہ کیا وہان کا راجہ راے ہمیر دیو راے پتھورا کا پوتا جسکے پاس دس ہزار سوار اور بے انتہا پیادے اور جنگی ہاتھی تھے شکست کھا کر بھاگا اور ہر قسم کا سامان مہیا کرکے رنتنبھور کے قلعے مین پناہ لی الغ خان نے یہ سب ماجرا دہلی کو لکھ بھیجا اور بادشاہ کو رنتنبھور پر حملہ کرنے کی راے دی چنانچہ بادشاہ نے بڑی بھاری فوج سے رنتنبھور پر یورش کی اور تھوڑے دنون مین اس قلعے کو بڑی دھوم سے فتح کیا اور ہمیر دیو کو قتل کر ڈالا بہت سے خزانے اور دفینے ہاتھ آئے وہان کی حفاظت کے لیے کوئی کوتوال چھوڑا اور جھابن الغ خان کو سپرد کیا اور خود

متعلق کی طرف متوجہ ہوا اُسکو بھی تھوڑے دنون مین فتح کرکے خضرآباد نام رکھا اور ایک پتر لعل کا خضرخان
کو دیکر وہ ملک اُسکے قبضے مین چھوڑا اس یورش مین جو واقعے پیش آئے اُنمین سے ایک تو یہ ہے
کہ بادشاہ کے جانے سے پہلے نصرت خان شاہزادے نے الغ خان کی کمک کو تنیجھور پر جاکر قلعے کو
گھیرا تھا ایک روز ایک پتھر سر پر گرا اور اُسکے صدمے سے مرگیا ایک بازو بادشاہ کا ظفرخان کے
مرنے سے ٹوٹا تھا دوسرا بازو یہ بھی ٹوٹ گیا دوسرا واقعہ یہ ہے کہ جب بادشاہ قصبہ ہنٹ مین پہونچا
تو ایک مرتبہ دہان غرغنہ کے شکار مین رات بھر مصروف رہا صبح کے وقت ہر طرف کو فوج روانہ کی
اور خود ایک ٹیلے پر چڑھکر تماشا دیکھتا تھا اتنے مین اکتخان اُن نومسلم مغلون کو جو پہرے پر
متعین تھے اپنا متفق کرکے مقابل ہوا اور یکبار تیرون کا مینھ برسا دیا بادشاہ کا بازو زخمی ہوا مگر
چونکہ سردی کا موسم تھا اس سبب سے روئی کا دگلہ پہنے ہوے تھا زخمون کا اثر کم ہوا لیکن وہ دھکا
زمین پر گر پڑا اکتخان نے چاہا کہ اُتر کر سر کاٹ لے اور کوئی کھٹکا باقی نہ چھوڑے مگر کئی سردار نے
اکتخان سے دوستی کی باتین بناکر عرض کرنے لگے کہ بادشاہ کا کام تمام ہوگیا سر کاٹنے کی کیا
حاجت ہے اُس گھبراہٹ مین اکتخان نے انجام نہ سوچا اور سیدھا بادشاہی ڈیرہ مین آکر تخت پر
جا بیٹھا کوئی امیر مزاحم نہ ہوسکا سب نے نذرین پیش کین مگر یہ ایسا کم حوصلہ تھا کہ اُسی وقت بادشاہی
حرم سرا مین گھسنے لگا ملک دینار مع اپنے گروہ کے پہرے پر تھا اُسنے روکا اور کہا جب تک بادشاہ کا
سر نہ لاوے اندر نہ جانے پاویگا اِدھر علاء الدین کو جب کچھ ہوش ہوا زخمون کو ٹٹیان باندھین اور دل مین
سوچا کہ بغیر امیرون کی صلاح کے فقط اکتخان کی یہ جرات نہ تھی اب اپنی فوج مین جانا مصلحت نہین اسی خیال سے
یہ ارادہ کیا کہ یہ پچاس ساٹھ آدمی جو ساتھ رہ گئے ہین اُنکے ساتھ جھاجھر مین الغ خان کے پاس
چلا جاوے بعضے سردارون نے یہ نمانا اور کہا کہ حضور فوج کو ہی تشریف لیجاین دیکھیے تو خدا کیا سامان
کرتا ہے محبور ہوکر بادشاہ لشکر کی طرف ہی چلا راستے مین پچاس سوار اور آملے اکتخان یہ سنتے ہی افغان لوگون کو
بھاگا کچھ لوگون نے اُسکا پیچھا کیا اور پکڑکر بادشاہ کے حضور مین لائے بادشاہ نے اُسکے سارے
کنبے کو تباہ کردیا اِس حادثے مین قتلق خان اُسکا بھائی بھی مارا گیا انھین دنون مین عمر خان اور لنگو خان
بادشاہ کے دونون بھتیجون نے بدایون مین بغاوت کی دو تین بادشاہی سردار جاکر اُنکو بھی پکڑ لائے
اور اُنکی آنکھین پھوڑ دین ایام محاصرہ رنتھنبور مین ایک واقعہ یہ ہوا کہ ایک شخص حاجی مولانا نامے جو ملک الامرا

کوتوال کا غلام تھا چند مفسد اپنے ساتھی کرکے بدایون دروازہ کے راستہ سے دہلی مین داخل ہوا اور
ایک جعلی فرمان بادشاہ کی طرف سے بنا کر ترمذی نام کوتوال شہر کو قتل اور شہر کے دروازے
بند کرا دیے علاء الملک نے قلعے کے کوتوال سے کہلا بھیجا کہ بادشاہ کے پاس سے فرمان
آیا ہی اُسکو آکر پڑھو مگر وہ سمجھ گیا اسلیے نہ گیا حاجی مولا نے کوشک لعل مین جاکر بندیون کو
قید خانے سے نکالا اور ہر ایک کو گھوڑا اور ہتھیار اور بہت سا زر نقد خزانے مین سے دیکر
اپنا شریک کر لیا اور ایک علوی سید بنسہ نامے کو جسکی مان شمس الدین التمش کی اولاد مین تھی
زبردستی بلا کر وہین کوشک لعل مین تخت سلطنت پر بٹھایا اور حرا سب امیرون سے نذرین
دلوائین بادشاہ نے یہ سب خبرین سُنین مگر یہ سمجھ کسی پر نہ کھولا اور کچھ خیال نہ کیا اور اپنے کام مین
مصروف رہا یہان تک کہ قلعہ بھی فتح کر لیا حاجی مولا کے فساد کو ایک ہفتہ نہ گذرا تھا کہ ملک حمید الدین نے
جسکو سیر کوئی کا کام تھا اپنے بیٹون کو جو بڑے من چلے تھے اور کچھ ظفر خان کے سوارون کو جو امروہہ سے
آئے تھے ساتھ لیکر اُسکو اور سید کو قتل کرکے سر اُنکے رنتنبھور کو بادشاہ کے پاس بھیجدیے
بادشاہ نے رانع خان کو دہلی کی طرف بھیجا اور اُسنے اُن سب امیرون کو جو اُس غدر مین شریک تھے
گردن مار دیا اور ملک الامرا کے تمام خاندان کو اس خیال سے کہ یہ امر اُنکے اشارے سے ہوا ہوگا
نیست نابود کر دیا بادشاہ نے رنتنبھور کے قلعے کو رانع خان کی جاگیر مین دیکر دار السلطنت کا قصد کیا مگر
تقدیری امر دیکھیے کہ اُنھین دنون مین اُسنے وفات پائی گویا وہ قلعہ اُسکے لیے شداد کی بہشت
ہو گیا ایک عجیب قصہ یہ ہوا کہ جالور کے بھاگے ہوے باغی جو رنتنبھور مین بند تھے بعد فتح ہونے
قلعے کے دو بھی پکڑے گئے اُنکا سردار محمد شاہ نامے زخمی تھا بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ اگر مین
تجکو چھوڑ دون اور تیرے زخمون کا علاج کرون بعد صحت کے تو مجھسے کسطرح پیش آوے
اُسنے جواب دیا کہ اگر قابو پاؤن تو تجکو زندہ نہ چھوڑون اور ہمیر دیو کے بیٹے کو بادشاہ بناؤن بادشاہ کو
یہ سُنکر بڑا رنجیدہ ہوا بعد ازان سب عقلمند وزیرون کو جمع کرکے پوچھا کہ بغاوت اور فتنہ و فساد کے
کیا اسباب ہین اور اُنکے دفع کی کیا تدبیرین ہین اُنھون نے چند طریقے افساد و فتنے کے بیان کیے
جنکا خلاصہ یہ چار باتین ہین اول یہ کہ بادشاہ تمام ملک کے نیک و بد کی خود خبر رکھے دوسری یہ کہ
شراب پینے کا رواج جو ساری برائیون کی جڑ ہی بالکل اُٹھا دے تیسری یہ کہ امیرون کو باہم ملنے جلنے

نہ دے اور وہ ایک دوسرے کے گھر نہ جایا کریں اور باہم مشورہ نہ کرنے پاوین چوتھی یہ کہ بڑھتی نہ دیوے کسی کے پاس نہ دیوے خواہ سپاہ ہو یا رعیت خصوصاً وہ سپاہی جو نئے رئیس بن جاتے ہین کیونکہ سارے فتنہ و فساد اسی سے ہوا چاہتے ہین بادشاہ نے ان سب باتون کو پسند کیا اور شراب کی ممانعت کا تو پہلے ہی ذکر ہو چکا باقی تینون باتون کا بھی بخوبی رواج دیا اور کتنے ایک قانون اپنی طبیعت سے نئے نکالے جو نہ کسی بادشاہ کے زمانے مین تھے اور نہ ہونگے خواہ شریعت کے موافق ہون یا خلاف انمین سے ایک یہ ہے کہ غلہ اور کپڑے اور گھوڑے اور سب ضروری چیزون کا ایک سستا بھاؤ مقرر کر دیا اسکے منافع سب خاص و عام کو برابر پہونچے جسکی تفصیل تاریخ ضیاء برنی مین مذکور ہے اس ارزانی سے مخلوق کو بڑی آسائش ہوئی اور مفلسون کی بڑھائی کا گویا راستہ بند ہو گیا یہان تک جو واقعات لکھے گئے انکی سال وار ترتیب تاریخ کی کتابون مین مذکور تھی نشہ سات سو تین عین الملک شہاب الدین کو بڑی بھاری فوج دیکر مالوے پر بھیجا اور وہان کی رانی کو کا جسکے پاس چالیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے اپنے آپ کو کمزور سمجھکر بھاگ گئی عین الملک اس ملک کو خوب لوٹکر بہت سا مال غنیمت کا لیکر واپس آیا اس قصے کو امیر خسرو نے بھی لکھا ہے

بعین الملک اشارت کرد زا بر و	کہ تا آرد بدست ما لوہ رو	زمینائی کہ عین الملک ابود
بدیدہ در پذیرفت آنچہ فرمود	روان شد با سپاہے صف کشیدہ	بگردش ہمچو مژگان گرد دیدہ

اسی سال مین بادشاہ شکار کے طور پر سورت کی طرف گیا اور ستلدیو نامے مفسد کو جو مع اپنی بہت سی جماعت کے اُس قلعے کی پناہ مین محفوظ تھا اور بادشاہی لشکر کے قابو مین نہ آتا تھا پکڑ کر جہنم رسید کیا نشہ سات سو ایک مین کنہر دیو مفسد کو مارا اور جالدیو کا قلعہ فتح کیا وہان سے بڑا خزانہ اور ہاتھی گھوڑے اور جواہرات اور طرح طرح کا اسباب ہاتھ آیا نشہ سات سو نو مین ملک نائب کافور نے دوبارہ ارنکل پر یورش کی اور وہان کے راجہ مدر دیو سے بہت سا خزانہ اور عمدہ عمدہ ہاتھی اور سات ہزار گھوڑے پیشکش لیے اور ہمیشہ کے لیے کچھ خراج مقرر کیا اور سارا دکن سمندر کے کنارے تک مسلمانون کے قبضے مین آگیا نشہ سات سو گیارہ مین کافور نے دہلی مین آکر تین سو بارہ ہاتھی اور بیس ہزار گھوڑے اور جواہر و مروارید کے بہت صندوق اور ڈھیرون اسباب ہر طرح کا پیشکش کیا امیر خسرو نے اس سفر کے سارے قصون کو خزائن الفتوح مین لکھا ہے یہ جو علاء الدین کو آٹھی فتحین حاصل ہوئین

تو بعضے لوگون کو اسکی کرامت کا گمان ہوا بعضے کچھ جادو کی قسم خیال کرنے لگے اور بعضون کو یقین تھا
کہ یہ سب کچھ حضرت نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ کی ہے جب بادشاہ ان سب ملکی جھگڑون سے
نبٹ گیا تو اپنے بیٹون کی شادیان کرکے جدا جدا جاگیرین مقرر کردین خضرخان کا نکاح دیول رانی کے
ساتھ ہوا جیسا پہلے بھی مجملاً اشارہ ہو چکا ہے اور اسکے عشق کے قصے کی مثنوی جو امیر خسرو نے
لکھی ہے وہ آئندہ مذکور ہوگی بعد ازان خضرخان کو چتر اور دوربار دیکر ولیعہد کیا اور پہاڑی ملکون اور
ہستھنا پور کی طرف بھیجدیا جب یہ سارے معاملے طے ہو گئے تو بادشاہ کا زمانہ بھی قرب زوال کے آیا
اور بڑھاپے کی کمزوری غالب ہوئی بیماریون کا ہجوم ہوا یہان تک کہ تپ دق پیدا ہو گئی اور کچھ
حواس مین جو خلل ہوا تو سختی اور بدگمانی بھی مزاج مین بڑھگئی تھوڑے دلون مین بظاہر کچھ افاقہ معلوم ہوا
تو خضرخان شاہزادے نے جو باپ کی صحت کے لیے منت مانی تھی اُسکو پورا کرنے کے لیے دہلی کے
بزرگون کی زیارت کو ہستھنا پور سے نگلے پانون آیا ایک عجیب بات اتفاقاً یہ ہوئی کہ حضرت نظام الدین
اولیا کی خدمت مین حاضر ہوا حالانکہ اُنکا بڑا معتقد تھا کافور نے اُسکے آنے کی نسبت بادشاہ کو
بہت لگایا بجھایا اور یہ سمجھایا کہ الپ خان اسکا مامون جو گجرات سے آیا ہے اُسنے اس لیے
کہ اُسکو بادشاہ بناکر خود نائب یا وکیل بن جاوے بلایا ہے بادشاہ کے تو ہوش ٹھکانے نہ تھے
ذرا سے خیال اُسکے جی مین سچ مچ جم گیا اور اُسی وقت الپ خان کے پکڑنے دھکڑنے کا
حکم دیا اور اُس بے گناہ کو ملک نائب کافور اور ملک کمال الدین گرگ نے بادشاہی قصے
مین لاکر بکری کی طرح ذبح کر ڈالا پھر کافور نے یہ سمجھا دیا کہ خضرخان کے جی پر مامون کے مارے
جانے کا بڑا ہراس ہوگا ایسے وقت مین اُسکو اپنی جگہ بھیجنا مصلحت نہین اسی وجہ سے
بادشاہ نے حکم دیا کہ خضرخان فی الحال امروہہ کی طرف چلا جاوے اور جب تک ہم نہ بلاوین
وہین سے نکلنا نہین مصروف رہے خضرخان نے مجبور ہوکر موافق حکم کے عمل کیا چند روز کے بعد
ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر بھیجی کہ مجھسے کون سی خیانت صادر ہوئی ہے جسکے سبب سے ایسے
عتاب کا سزاوار ہون اور دل تو صاف تھا خود بھی قدمبوسی مین حاضر ہوا ایکی مرتبہ باپ کی محبت نے
جوش کیا اور بے اختیار بیٹے کو چھاتی سے لگا لیا اور منھ چومتا رہا پھر مان کے سلام کو بھیجا کافور نے
پھر شک پیدا کیا کہ خضرخان پھر بے بلائے آیا بادشاہ سٹھ تو گیا ہی تھا اب کی مرتبہ پورا شک پڑ گیا

اور خضر خان اور شادی خان دونون بھائیون کو گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا جب کافور نے ان دونون کو
مار ڈالا تو موقع پاکر بادشاہ کے چھوٹے بیٹے شہاب الدین کو جو ان دونون کا سوتیلا بھائی تھا اسکو
بنایا اور اپنے لیے خوب بیکا قول قرار اُس سے لے لیا دو تین دن کے بعد بادشاہ نے عالم فانی سے

ملک جاودانی کو رحلت فرمائی ؎	ایک جاتا ہی ایک آتا ہی	یہی دستور ہی زمانے کا
جو سمجھتے ہین وہ نہین کرتے	اعتبار اُسکے کارخانے کا	اس بادشاہ نے اکیس برس

سلطنت کرکے ۷۱۷ھ سات سو سولہ مین انتقال کیا اسکے زمانے کے شاعرون مین ایک امیر خسرو تھے
جنکی نظم و نثر تمام جہان مین پھیلی ہوئی ہی انھون نے اپنا خمسہ یعنی مجموعہ پانچ کتابون کا علاء الدین کے
نام پر دو برس کی مدت مین لکھکر ۶۹۸ھ چھ سو اٹھانوے مین تمام کیا اسمین مطلع الانوار دو ہفتے مین
لکھی تھی چنانچہ خود اشارہ کیا ہی کہ ؎ سال کزین چرخ کہن گشتہ بود ۔ از پس شش صد نود و ہشت بود
از اثر اختر گردون خرام ۔ شد بدو ہفتہ مہ کامل تمام ۔ کتاب نفحات مین حضرت نظام الدین اولیا
نقل کیا ہی کہ قیامت کے دن ہر کوئی کسی چیز پر ناز کریگا اور مین اس ترک کے سینے کی آگ پر
اغلب ہی کہ امیر خسرو نے اسی مضمون کی طرف اس شعر مین اشارہ کیا ہی ؎ خسرو من گوش بر آواز سوختہ
باش شود ترک خدائی خطاب ۔ دوسرے شاعر امیر حسن تھے انکا دیوان بھی بہت مشہور ہی اگرچہ
اور بھی شاعر اُسوقت مین صاحب دیوان تھے مگر یہ دونون ایسے نامی گرامی تھے کہ انکا حال لکھکر
اور کچھ ذکر کرنے کو جی نہین چاہتا امیر خسرو کا انتقال ۷۲۵ھ سات سو پچیس مین ہوا قبر انکی حضرت نظام الدین اولیا
انکے پیر کی مزار مبارک کے قریب ہی مولانا شہاب ہمائی نے ایک قطعہ تاریخ وصال پتھر پر کندہ کرا

اُنکے مزار پر یہ نصب کردیا ہی ؎	امیر خسرو خسرو ملک سخن	آن محیط فضل و دریای کمال
شراب دلکش تر از ماہ معین	نظم او صافی تر از آب زلال	بلبل دستان سرای بے زوال
طوطی شکر مقال بے مثال	از پی تاریخ سال فوت او	چون نہادم سر بزانوے خیال
شد عدیم المثل یک تاریخ او	دیگرے شد طوطی شکر مقال	آورد جس سال سلطان محمد سے

دہلی کو ویران کرکے دکن مین دولت آباد آباد کیا امیر حسن کا وہین انتقال ہوا اور قبر انکی دولت آباد
مین مشہور ہی لوگ اسکی بطور تبرک کے زیارت کیا کرتے ہین مولوی جامی فرماتے ہین کہ ؎ آن طوطی کہ ہندوستان شکر شکن
عاقبت سنجر زاغان اکر شد ۔ اعنا مشان قفس خاک شد ند

ذکر علاء الدین کے بیٹے سلطان شہاب الدین کا

کافور نے شوال سنہ سات سو پندرہ مین شہاب الدین کو سیمین ہی مین تخت پر بٹھا دیا اور ملک مختار الدین سنبل کو گوالیار کے قلعے مین بھیجکر خضر خان اور شادی خان کی آنکھین نکلوا ڈالین اور اُنکی ماں ملکہ جہان کو لوٹ کھسوٹ کر قید کر لیا شاہزادہ مبارک خان کو بھی قید کر دیا تھا اور آنکھین نکلوانے کی فکر مین تھا مگر تقدیر سے موافق نہ ہوئی جب وہ علاء الدین کی خاندان کی تباہی پر ہی آمادہ ہو گیا تو شہاب الدین کے دو سردارون نے جو ہزار ستون قصر کے محافظون مین سے تھے اُسکا کام تمام کر دیا اور کافور ملک آخرت کی طرف کافور ہو گیا اور مبارک خان کو قید سے نکال کر بجائے کافور کے شہاب الدین کا نائب مقرر کیا۔ مبارک شاہ نے ایک دو مہینے مین سب امیرون کو گانٹھ لیا پھر شہاب الدین کو گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا اور دو سو سات سعودی مین وہین مار گیا تین مہینے اُسکی حکومت رہی بعد ازان مبارک شاہ نے اُن سردارون کو بھی جنھون نے اُسے قید سے نکالا تھا قتل کر ڈالا باقی اُنکے ساتھیون کو متفرق کر دیا یہی کابلا بدی مشہور ہے

ذکر سلطان قطب الدین مبارک شاہ علاء الدین کے بیٹے کا

مبارک شاہ شروع سنہ سات سو سترہ مین سب امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا اور اپنے مقربون کو جاگیرین اور منصب تقسیم کیے اور ایک براہو کی قوم کے بہت خوبصورت حسن نامے غلام پر جو اُسکے پکڑ آیا تھا اور ملک شادی نائب خاص اور حاجب سلطان علاء الدین نے اُسکو شفقت سے پالا تھا دل و جان سے فدا ہو گیا اور اگرچہ اسمین کچھ لیاقت نہ تھی مگر بادشاہ نے اپنی محبت کے جوش مین اُسکو خسرو خان کا خطاب دیکر وزارت کا منصب عطا کیا اور چونکہ یہ بادشاہ خود بھی قید کی مصیبت بھگت چکا تھا رسم سے تخت نشینی کے پہلے ہی دن سب قیدیون کو چھوڑ دیا اور غازی الملک کے بیٹے ملک فخر الدین کو جسکا آخر مین محمد عادل لقب ہو گیا ہے میر آخور مقرر کیا اور پہلے ہی سال مین دیوگیر عرف دولت آباد کی تسخیر کا ارادہ کیا تھا مگر امیرون نے باز رکھا سنہ سات سو اٹھارہ مین قطب الدین کوتوال کو گوالیار مین بھیجکر خضر خان اور شادی خان کو شہید کرا دیا اور دیول رانی کو اپنی حرم سرا مین داخل کیا امیر خسرو نے

اس باب مین یہ مثنوی لکھی ہے

مع القصہ نہانی وان ایں راز	ز گنج راز زین سان در کند باز	
کہ چون سلطان مبارک شاہ بے مہر	ز تلخی گشت بر خویشان ترش چہر	صلاح ملک و خویش نریز شان دید
سزاواری بہ تیغ تیز شان دید	بران شد تا کند از کین سگالی	ز انبازان ملک اقلیم خالی

نهان سوی خضرخان کس فرستاد — نمودار بعد راز دل برون داد — که ای شمعے زمجلس دور مانده
تنت بیتاب ورخ بے نور مانده — تو میدانی که از من نیست این کار — ستمکش مانده و یکسو شده ستمگار
گرت بندیست از گیتی خداوند — چو وقت آید همون بگشاید این بند — نمی شاید درین اندیشه تعجیل
بهنجار از وحل پیروا بدو پیل — کنون ما هم دربن هنجار کاریم — که با هنجار زان بندت برآریم
چو درخوردی گر باشی مسندآرائے — برافلیمی کنیمت کارفرمائے — مگر مهر کسے کا مذر دولت رست
ز درخور دعلو همت نشست — دول رانی که در شیت کنیز نیست — کنیز از مه بود هم مهل چیزیست
شنیدم کا پچهان گشت ارجمندش — که شد با بوس ابر سر و بلندش — نه بس زیبا بود کز چشمه کوتاه
بپستا بر پستاری شود شاه — که دیدست سر بلندی با چناری — که جوید سر بلندی با چناری
خسے کو بر کف دریا نهد پاے — ببرد بادش زخم سیلی از جاے — تنائی دل نامی کند خواست
که زان زانو نشین بر بادیت خاست — چو زینجا رفت باز اینجا فرستش — بیائین گاه تخت ما فرستش
چو سودای دولت گم گشت چیزے — دهیت باز ما باشد کنیزے — چو شد پیغام گوی و برد پیغام
خضرخان انماند اندر دل آرام — نخستا زدیده لب را بخون داد — پس آلوده بخون پاسخ برون داد
که شه را ملک رانی چون وفا کرد — دول رانی بمن با مادر ما کرد — دراین دولت هم از من دور جوئی
مرا بی دولت و بی نور خواهے — چو با من هست این یار جانی — سر من دور کن زان پس تو دانی
بپیام آور پیوزان جان غم فزود — ببرج شاه برد آن آتشین دود — شنیدش گرم گشت از پای تا فرق
بگرمی خیره خندی کرد چون برق — برآمد شعله کین را زبانه — بهانه جوی را نوشد بهانه
بهندی سر سلاحی را طلب کرد — که باید صد گروه امروز شب کرد — رواندر گاه این دم نه بس دیر
سر شیران ملک انگفن پشمیر — که من این شوم زان ما بر ملک — که هست این فتنه کمتر باز بی ملک
بفرمان شد روان مرد ستمگار — کبوتر پای هندو جره ناهار — شمار روزی برید آن چند و شبها
رسید و برز برکرد از ته آهنگ — رسانید انچه فرمان بود و پس ازخت — شد اهل قلعه در کار پی جان سخت
درین رفتند سرهنگان بیباک — به بیباکی دران عصمت گه پاک — بران پوشیدگان هوئی درافتاد
گزان هولی زده بر بام و در افتاد — دران برج از شغب هر تیر شد کوبک — قیامت بهمان آمد بفردوس
زکنج حجرها با صد نشاندے — برون جستند سر شیران بشمشیر — زبازو زور و زن تاب نرفت

توان بیهوش خورد و خواب فرسته — شد اندر غصه شادی خان و مالا — مدد جست از پناه حق تعالی
سبک در کوتوال آویخت تا دیر — بیفگند و بکشتن جست شمشیر — چو شیر ظفر گم گشته بودش
ازان نیروی بی حاصل چو سودش — عوانان در دویدند از چپ و راست — در افتادند و ان افتاده برخاست
بهر یک شیر دو گان سبک دراویخت — اگر سگ را کند شیران غضب تخت — زهی سگ دانی چرخ زبون گیر
گر شیران اسگان سازند نخجیر — چو بستند آن دو دو نمدرا سخت — زمانه بست دستا دولت و بخت
فتادند آن شگرفان در ربونی — برآمد سو بسو شمشیر خونی — چو جست آواز بے رحمی ز خنجر
درآمد خونے بے رحمت از در — جهانی مایه غم شادیش نام — مخالف چون خط مهر و غم وام
بفن دجال را معزول کرده — بشکل ابلیس را مشغول کرده — بهر یک جانب از زوجه سیصد
ز هر یک موی او بر رسته صد نیش — نگاهے تند چون سیصد تین فرمان
دهانش از خشمناکی شده خندان — گرفته خشم لبهایش بدندان — هر قهرے سیاست نرغبت ورزے
همه نفرین و نفرت فرق تا پاے — اشارت کرد هر سو راندن تیغ — فشند برق کسی در جنبش از میغ
عنا الله به چهار وهاے چون ما — کسی چون برکشد شمشیر کین خواه — کرا در دل نیاید سوز جانے
ز افسوس چنان عمر وفادارے — فلک را با دیار بے بینه چه باک — که بیرحمان ازو رحمت نه آموزند
بخون قصاب را رحمت چه باشد — که خواهد تیغ خود را سرخ رو لے — چو گل بندد بسر جلاد خون نیز
ز اندام چو گل نبود به پرهیز — غرض کس را ازایشان چون نشد رائے — که گردد تیغ خود را کار فرمائے
بجنبید از میان چون تند بادے — فرو تر نسبتے هندو نژادے — نه صورتے امین آثار
هزار اهرمن اندیشش به نهاد — غم افزاے چو عیش تنگ حالان — کج اندیشے چو عقل کژ سالان
چو بوم و بد یدن شوم چهرے — چو صبح دی بغز نین سرد دهرے — چو شام غم حبیبے محنت آئین
چه خوے بد طریقے لعنت انگیز — لبے چون پاسخناے جفت نادان — رخ چون بوسه جاے کج کلاهان
دران ناخوش دهان چون غاره — تبسم گونه چون کفش پاره — دراز ش سبلتے پیچیده بر گوش
ز سبلت کرده خود را حلقه در گوش — سبک زان صف ستیزان وان جست — تو گوئی خواهد ازوی موج خون جست
ز راه قهر دامن در کشیده — بخونریز آستینها بر کشیده — ز فرمان بنده تیغ گوهرین جست
کشیده کرده دامان قبا چست — شهادت خواست از خضر الله ان کاح — چو تسبیح درخت از سبزی شاخ

سیاست را فلک زاری همی کرد — شهادت را ملک یاری همی کرد — در فردوس رضوان باز کرده
همه حوران درود آغاز کرده — ازان بانگ شهادت کامداز شاه — شهادت گوے شد هم مهر و هم ماه
چو برشد خنجر و شه جعد برداشت — دران منزل فغان رعد برداشت — سپر میکرد خود شمشیر از خون خویش
ولی تقدیر یکسو کرده از پیش — کند تیغ قضا چون قطع امید — نه داند سپر گشتن نه خود شمشید
بیک ضربت که آن نامهربان کرد — سر شه در کنارش میهمان کرد — بخون شستن بران شمشیر خونریز
که سازد چشمه خورشید را آب — ولی چون در فن از جان نبود باک — برون جانب نه خون شستن چه سود
دول رانی که با فر خندگی بود — خضر خان را ز لال زندگی بود — چو خضر خیز با او در کمین گشت
همه آب حیاتش تیغ کین گشت — چو دیدم اندرین شیشه بتمیز — بسے بهتر آب حیوان خضر کرش نیز
برآمد جان عاشق خون فشانان — ولی می گشت گرد جانستان — گلے کرد سے چکیدے قطره خونے
فشاندے خون صد روی برونے — بجاے آب ازان گل خون شهیدان — نگه کن تا گلابش چون شهیدان

جب علاء الدین کے خاندان کی یہ سب تباہی ہوئی تو ایک مخبر سے کسی نے پوچھا کہ یہ تباہی
اسنے جواب دیا کہ جو آگ علاء الدین نے اپنے ولی نعمت چچا کے خاندان مین لگائی تھی وہی اسکے خاندان کے
آگے آئی قطب الدین کے وقت مین سارے وہ قاعدے اور ضابطے جو علاؤ الدین نے بڑی حکمت اور
مصلحت سے مقرر کیے تھے برہم ہوگئے اور فسق و فجور نئے سر سے زندہ ہوا بعد قتل ہو جانے
الپ خان کے کمال الدین گرگ گجرات کو گیا تھا وہ بھی وہان شہید ہوا تو بادشاہ نے
عین الملک ملتانی کو وہان بھیجا اور اسنے نہروالہ اور تمام گجرات پر قبضہ کر لیا پھر بادشاہ نے
ملک دینار کی بیٹی سے نکاح کیا اور اسکو ظفر خان کا خطاب دیکر گجرات کو روانہ کیا اور اسنے عین الملک سے
بھی زیادہ اس ملک مین کارروائی کی ۷۱۵ھ سات سو اٹھارہ مین قطب الدین نے بڑی بھاری فوج لیکر دیوگر
طرف توجہ کی وہان کے راجہ مقابلہ نکر سکے بادشاہ نے ہرپال دیو کی کہ بعد راجہ رام دیو کے دہلی کی
سلطنت مین ضعف دیکھکر اطاعت سے باہر ہو گیا تھا بیتے جی کھال نکلوائی پھر مرہٹون کے
ملک پر بھی تصرف کیا اور خسرو خان کو چتر اور دوریاش دیکر ملیبار کی طرف روانہ کیا اور ایک لکھی غلام کو دیوگر
مین اپنا نائب چھوڑکر دہلی کو مراجعت کی ساکون کی گھاٹی کے قریب بغرض خان کے بیٹے ملک سدالدین نے
جو سلطان علاء الدین کا چچازاد بھائی تھا اور اسکو ملک خموش بھی کہتے تھے بادشاہی کا خیال جی مین ٹھان کر

غدر کا ارادہ کیا کسی مخبر نے بادشاہ کو اطلاع کر دی یہ سُنتے ہی اُسنے اسد الدین کو فوراً قتل کر دیا اور اُسکے
سُننے کے بیس آدمیون کو جنکو اس واقعے کی خبر بھی نہ تھی اور بعضے اُنمین بچے تھے حکم بھیجکر مروا ڈالا جب
جھابن مین پہونچا تو شادی خان سلاح دار کو گوالیار کی طرف بھیجا اور وہ بموجب حکم شہاب الدین کو قتل
کرکے خضر خان اور شادی خان کے سارے گھر بار کے لوگون کو جو وہان باقی تھے دہلی مین لے آیا یہ بادشاہ
حضرت نظام الدین اولیا کی جناب مین بھی اس خیال سے کہ خضر خان اُنکا مرید تھا بڑا اعتقاد رکھتا اور اُنکی
ضد پر شیخ رکن الدین کو ملتان سے طلب کیا اور شیخ زادہ جام کو کہ حضرت ممدوح کے منکرون مین سے تھا
اپنا مقرب بنایا رفتہ رفتہ اس بادشاہ کا مزاج بہت خراب ہوگیا اور باپ کی طرح فوز یزیون پر کمر باندھی
ظفر خان حاکم گجرات کو بے سبب قتل کر دیا ایک لکھی نے دیوگیر مین سرکشی کے ڈھنگ ڈالے بادشاہی
سامان درست کیا جب خسرو خان دیوگیر مین پہونچا تو بعضے فوج کے سردار جنکی دیوگیر مین تعینا تی تھی اک لکھی کو
پکڑ کر خسرو خان کے پاس لے گئے اور اُسے قید کرکے دہلی کو بھیجا بادشاہ نے فوراً قتل کرا دیا پھر
ملک شاہین کو بھی جسکا خطاب تھا لوگون کے کہنے سے مار ڈالا اس زمانے مین بادشاہ کی
پھوہڑ گیون کی یہ نوبت پہونچی کہ عورتون کا لباس اور زیور پہنکر مجلسون مین آتا تھا اور شرابین پیکر طرح
طرح کے فسق و فجور علانیہ کرتا تھا اور اس مقام پر مصنف کی کتابون سے یہ بھی ٹپکتا ہے کہ شاید اُنہ کے مرض مین
بھی مبتلا تھا اور ہزارستون محل کی چھت پر بیٹھکر بھنڈیلون اور مسخرون کو اشارہ کرتا تھا تو وہ یمین الملک ملتانی
اور قرا بیگ وغیرہ بڑے بڑے امیرون کو ہنسی مذاق کرکے چھیڑتے اور اُنکی نقلین بناکر طرح طرح ذلیل کرتے تھے
اور برملا ماں زادے ننگے ہوکر بھیجا ئی کی حرکتون مین مصروف ہوتے تھے اور امیرون کے کپڑون پر اچنا
پیشاب تک چھڑکتے تھے غرض سارے سلطنت کی تباہی کے سامان موجود ہوگئے ظفر خان کے
قتل کے بعد حسام الدین کو جو خسرو خان کا رشتہ مین بھائی تھا ظفر خان کی جگہ گجرات کو روانہ کیا اور اُسنے
اپنی قوم کو جمع کرکے بغاوت کے سامان کی طیاری کی اور ظفر خان کے زمانے کے جتنے امیر تھے
سب کو قید کرکے دہلی کو بھیجدیا مگر بادشاہ نے اُنکو فوراً چھوڑ دیا اور یہ سارے ڈھنگ حسام الدین کے
خوب سمجھ گیا مگر خسرو خان کی خاطر سے کچھ نہ کہا بلکہ اور زیادہ قدر کی لیکن گجرات مین اُسکی جگہ ملک
وحید الدین قریشی کو جو اک لکھی کی گرفتاری کا باعث ہوا تھا بھیجدیا پھر خسرو خان نے تلنگانہ پر
فوج کشی کرکے وہان کے قلعے کو گھیر لیا آخر اُسکے راجہ سے بہت سا خزانہ اور مال و اسباب اور

ایک سو لکی ہاتھی پیشکش لیکر متھلی کی طرف توجہ کی اور نو سو بیس ہاتھی اور ایک ٹکڑا الماس کا جسکا وزن بقدر چھ درم کے تھا وہان سے حاصل کرکے ملیبار مین آیا سامان تو بہت سا جمع ہو ہی گیا تھا اس فکر مین ہوا کہ اسی ملک کو گھیر بیٹھے کئی امیرون کو جو ہمراہی مین تھے وہان سے مار دیا جب تلنگ تلینگہ بندہ اور ملک تلینگہ ناگوری اور ملک حاجی نائب وغیرہ بادشاہی امیرون نے اسکا زور مٹا پایا تو فوراً زبردستی سے دولی مین بٹھا کر جھٹ پٹ سات دن کے عرصہ مین دیوگیر سے دہلی مین لے آئے اور اسکا فاسد ارادہ بادشاہ سے عرض کیا مگر خسرو خان نے اپنے حاشیہ وغریقیہ بادشاہ کو تنہائی مین بلا کر راضی کر لیا اور ان امیرون کی خوب برائیان دہن مین بھر دی بادشاہ تو اسپر مرتا ہوا تھا سارے اسکے کہنے پر یقین کر گئے ان امیرون سے بہت ہی ناراض ہوا اور انکو توبیخ دلیل کیا ہر چند انھون نے سچے گواہ اپنے دعوے کے پیش کیے مگر کچھ فائدہ نہوا اور ان گواہون کو سزا ملی اور فرزدق عرب کے شاعر کا قول یہان پورا پورا صادق آگیا کہ جب اسنے اپنی بی بی کا کوئی جھگڑا ہارون رشید خلیفہ کے سامنے پیش کیا اور جعفر برمکی کی سفارش اٹھائی اور اسکی بی بی کی طرف سے زبیدہ خاتون نے صلح کی خلیفہ نے زبیدہ کا زیادہ خیال کرکے عورت کو دلایا یا تب فرزدق نے یہ شعر کہا ما نیل الشفیع الذی لا یتک مترزا + مثل الشفیع الذی یاتیک عریانا + یعنی نہین ہو وہ شفیع جو تیرے پاس زرہ پہنکر آتا ہو مانند اس شفیع کے جو تیرے پاس ننگا ہو کر آتا ہو القصہ پھر خسرو خان نے اپنی قوم کو بلانے کی بادشاہ سے اجازت لی اور یہ قصد کیا کہ وہی لوگ بادشاہی مصاحب ہون چنانچہ بادشاہ نے اسپر اور اسکی قوم پر اعتماد کرکے ساری سلطنت کا مختار کر دیا اور خود فسق و فجور مین مبتلا ہوا اور یہی کیفیت ہو گئی کہ صبح اٹھ حمام سے گذرتی ہے شب دلارام سے گذرتی ہے + عاقبت کی خبر خدا جانے + اب تو آرام سے گذرتی ہے + اراکین سلطنت نے بجز خسرو خان کی خوشامد کے کوئی چارہ نہ دیکھا تمام دربار مین برادو قوم کے لوگ بھر گئے اور یہ لوگ خسرو خان کے مکان پر اکٹھے ہو کر بادشاہ پر غدر کرنے کے مشورے کیا کرتے تھے ایک روز قاضی ضیاء الدین نے جنکا قاضی خان خطاب تھا یہ مضمون بادشاہ کے کان تک پہونچایا مگر بادشاہ اپنی عیش و عشرت کے نشے مین ایسا چور تھا کہ کچھ نیک و بد کی تمیز نہ تھی اسی وقت خسرو کو بلا کر قصہ بیان کر دیا اسنے جواب دیا کہ بادشاہ کی جو عنایتین میرے حال پر جیسے زیادہ ہین لوگ اس حسد سے یہ تہمتین کرتے ہین بادشاہ نے دل و جان سے اسکے قول کی تصدیق کرکے قوشکخانے وغیرہ کی

گنجیان بھی حوالہ کردین اسکو اسنے ایک دولتوری کی نشانی سمجھکر اپنے لیے ایک نیک فال تصور کی
اتفاقاً ایک رات بادشاہ خسرو کے ساتھ بیٹھا ہوا شراب کے دور اڑا رہا تھا اور گویا اس شعر کا مضمون
زبان حال سے ادا ہوتا تھا ؎ گر یار مے ملائے تو پھر کیون نہ پیجیے ٭ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ
ولی نہین ٭ سب چوکی کے امیر اپنی اپنی نوبت سے اٹھکر چلدیے قاضی خان ہزار ستون کی چھت کے
دروازون کی حفاظت اور چوکیداروں کی خبرگیری مین مصروف تھا اتنے مین مہول نامے خسرو کا چچا
اپنی قوم کو لیے ہوے آ پہونچا اور قاضی خان کو باتون مین مصروف کرکے غافل کیا اور دانون
پاکر ایک ایسا ہاتھ لگایا کہ اسکی روح سیدھی جنت کو چلی کسی اس واردات سے کچھ شور وغل جو ہوا تھا
بادشاہ کے پاس تو سوائے خسرو خان کے اور کوئی تھا ہی نہین اسی سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے
وہ اٹھکر گیا اور اپنی قوم کو اور زیادہ بادشاہ کے قتل پر آمادہ کر آیا اور بادشاہ سے آکر بیان کیا کہ
طویلے کے گھوڑے کھل کر لڑنے لگے تھے کچھ اسکا عوغا تھا اتنے مین جاہر نامے خسرو کا مامون اپنی جماعت
سمیت ہزار ستون کی چھت پر چڑھا اور ابراہیم اور اسحاق وہان کے محافظون کو قتل کرکے بادشاہ پر
سیدھا ہوا بادشاہ اسی نیم مستی کے عالم مین زنانے مکان کی طرف بھاگنے لگا خسرو خان نے
پیچھے سے سر کے بال پکڑ لیے بادشاہ اس سے اپنی جان چھڑا رہا تھا کہ جاہر نے آکر ایک پہلو پر
زخم لگایا پھر سر کاٹ کر چھت سے نیچے پھینک دیا جب لوگون نے یہ حال دیکھا تو ہر کوئی اپنے
ٹھکانے کو چلدیا کئی امیر اس قصر کے دروازے پر قتل ہوے پھر خسرو اپنے ساتھیون کے ساتھ بادشاہی
محل سرا مین گھس گیا اور فرید خان اور سنگو خان بادشاہ کے چھوٹے بچون کو انکی ماؤن کی گودیون مین سے
چھین کر ذبح کر ڈالا اور ظلم پر کمر باندھ کر جو چاہا سو کیا اور عزالدین اور قطب الدین کے ننگ و
ناموس کو دم بھر مین خاک مین ملا دیا ع دگرگون حال ہوجاتا ہے دم بھر مین زمانے کا جب ان سب
کامون سے نچنت ہوا تو عین الملک ملتانی اور ملک فخرالدین جونا جو آخر مین سلطان محمد تغلق ہوگیا اور
قراہیگ کے بیٹون اور ملک وحیدالدین قریشی وغیرہ کو رات مین ہی بلوایا اور صبح تک ہزار ستون کے کوٹھے
نظر بند رکھا جب دن نکلا تو شہر کے سارے ظالمون اور رئیسون کو بلاکر خسرو کے نام پر بیعت لی گئی اور
جسکو مخالف سمجھا حکمت عملی سے پکڑ کر مار ڈالا قاضی ضیاءالدین کی بی بی تو کہین کو بھاگ گئی باقی
خاندان اسکا مدہول کے سپرد ہوا حسام الدین نے جو خسرو خان کا مان کی طرف سے بھائی تھا

خانخانان خطاب پایا اور مدہول رائے رایان ہوا سب بادشاہی خاندان کی عورتین اس قوم مین تقسیم ہوگئین اور خاص بادشاہ کی بی بی سے خسرو خان نے نکاح کیا یہ حادثہ سنہ سات سو بیس مین ہوا اور قطب الدین مبارک شاہ نے چار برس اور کئی مہینے سلطنت کی

ذکر ناصر الدین خسرو خان کا

خسرو خان نے تخت سلطنت پر جلوس کرکے ناصر الدین اپنا خطاب مقرر کیا امیرون کو جبرا نا چار اطاعت کرنا پڑی اسلام کے طریقون کا تنزل شروع ہوا ہندؤن کے رسم و رواج نے ترقی پائی بت پرستی خوب ہونے لگی مسجدین خراب کرنا شروع کین خسرو خان نے تالیف قلوب کی غرض سے انعام اکرام دینے بہت شروع کیے اور سارے خزانے جو علاء الدین اور قطب الدین کے وقت سے جمع ہورہے تھے لٹا دیے مگر لوگون کے دلون سے اسکی تکریم اور بیدینی کا رنج نہ نکلا سنہ سات سو بیس مین ابوبکر خان ملی خان اور مبارک خان وغیرہ کو جو علاء الدین کی اولاد مین باقی تھے اندھا کر دیا اور عین الملک غازی امیرون کو بھی متفرق دور دور بھیجدیا ہندؤن کا بڑا غلبہ ہوا مسلمانون پر خرابی آئی خسرو خان نے ہر طرف کو فرمان بھیجکر لوگون کو اپنی طرف رجوع کرنا چاہا یوسف صوفی برادر بچہ کو صوفی خان اور اختیار الدین سنبل کو حاتم خان خطاب عنایت کیا اور قرہ تمار کے بیٹے کو عارض الملک اور کمال الدین صوفی کو وکیل دار مقرر کیا اور ملک فخر الدین جونا غازی الملک کے بیٹے کو آخور بیگی کا منصب دیا اور اسکی بہت خاطر کرتا تھا اس خیال سے کہ شاید اسکا باپ غازی الملک بھی جو علاء الدین کے وقت کا بڑا نامی امیر تھا اور مغلون کے مقابلے مین بہت لڑا بھڑا تھا دیپال پور سے آکر اسکے قابو مین پھنس جاوے پھر کوئی کھٹکا باقی نہ رہے اور عین الملک ملتانی کو عالم خان خطاب دیا تھا مگر اسنے غازی الملک کو لکھ بھیجا کہ اگر تم مقابلہ کروگے تو مین معرکے کے روز اپنے ملک بالوں کو اوڑ جاؤنگا اور جب سب امیر تمسے متنفر ہو جاوینگے تو مین بھی آملونگا بعضے امیرون نے منصب و جاگیر کے لالچ سے خسرو خان کی اطاعت اختیار کی اور بعضون نے سرکشی کی جب غازی الملک نے یہ پریشان خبرین سُنین تو اُسکے دل مین اسلام کی غیرت نے جوش مارا اور اپنے آقا کے خون اور اُسکے ننگ و ناموس کی بے عزتی کا بدلا لینے کے لیے کمر مضبوط باندھی اور ادھر اُدھر کے امیرون سے بھی مدد مانگی فخر الدین جونا نے بھی خفیہ باپ کو لکھا کہ گھوڑون کی ڈاک بٹھا دو تو مین بھاگ آؤن چنانچہ یہی ہوا اور وہ ایک رات بہرام اللہ حاکم اچھ اور ملتان کے بیٹے کو ساتھ لیکر دہلی سے دیپال پور مین

باپ کے پاس جا پہونچا باپ نے اپنے پیارے بیٹے کے آنے کی بڑی خوشی کی اس سے پہلے سرسوتی
قلعہ مین دو سو سوار بھیج چکا تھا جب خسرو خان غفلت سے چونکا تو اُسنے فخرالدین کے بھاگ جانے کو اپنی بیدولتی
نشانی سمجھی اور قرہ تمار کے بیٹے کو اُسکے پیچھے روانہ کیا وہ تلپتہ سرستی تک جاکر لوٹ آیا اور خسرو خان کو ان
سب حالون کی مفصل اطلاع دی پھر غازی الملک نے سامان مہیا کرکے بڑی دلیری اور مردانگی کے ساتھ
دہلی کا ارادہ کیا ادھر سے خسرو نے اپنے بھائی خانخانان کو چتر اور دولت خان دیکر اودھ کی صوبہ داری خان وغیرہ نالائق اور
کمینے امیرون کو ساتھ کرکے غازی الملک کے مقابلے کے لیے بھیجا غازی الملک بڑا پرانا سپہگر بھگتا یا تھا اور
مغلون کے مقابلے مین بڑے بڑے کارنمایان کرکے فتحین پا چکا تھا اور بہرام اسد حاکم اچھ اور ملتان
بھی اُسکی مدد کے لیے آملا تھا خسرو کی طرف کے سب امیر سفلے اور ناواقف تھے تھانیسر مین دونون کا
مقابلہ ہوا پہلے ہی حملے مین غازی الملک نے فتح پائی اور ادھر کے لوگ ہاتھی اور گھوڑے اور سارا سلطنت کا
سامان چھوڑکر دہلی کی طرف بھاگے اور غازی الملک بھی پیچھے سے ڈانٹا ڈپٹا دہلی پر آپہونچا خسرو خان نے
اپنے لوٹے پھوٹے لشکر کو جمع کرکے خزانے کا دروازہ کھول دیا اور تین تین چار چار مہینے کی تنخواہین پیشگی دیں
بڑے بڑے انعامون اور منصبون اور جاگیرون کا امیدوار کیا علاءالدین کے خاندان کے جتنے
جن شاہزادون کو اندھا کرکے ادھموا چھوڑ دیا تھا اب اُنکو جان سے بھی مار ڈالا اور بہت سا سامان
لیکر ایک منحوس گھڑی مین شہر سے باہر نکلا اور حوض خاص سے اندرپت تک اُسکا لشکر پڑا اور غازی الملک
سلطان رضیہ کے خطیرہ مین اُترا تھا اسوقت مین غازی الملک اپنے اقرار کے بموجب دھار اور اجین کی
طرف چلدیا اس سے اور بھی خسرو خان کا دل ٹوٹ گیا دوسرے دن لڑائی ٹھنی اول مرتبہ خسرو خان کے
لشکر کو غلبہ ہوا مگر غازی الملک شیر کی طرح میدان مین ثابت قدمی کے ساتھ جما رہا اور تین سو آدمی اُسکی فوج
جو گھات مین بیٹھے ہوے تھے یکبارگی خسرو کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور اُسکی فوج کو تتر بتر کردیا اور
ملک تلپتہ اور قرہ تمار کے بیٹے اور کئی امیر اور خسرو کے طرفدار مارے گئے مگر خسرو بھی بڑی بہادری
شام تک لڑتا رہا آخر شکست کھاکر تلپتہ کی طرف کو بھاگا اور چتر اور علم اور سارا سلطنت کا سامان
جو چندروز کے لیے برائے نام خسرو کو ملگیا تھا غازی الملک کے ہاتھ لگا پھر خسرو تلپتہ سے لوٹکر
ملک شادی کے خطیرے مین جو اُسکا پرانا رفیق تھا تن تنہا بدحواس ہوکر چھپ رہا دوسرے دن لوگ اُسکو
بڑے حالون سے پکڑکر غازی الملک کے سامنے لائے اور اُسکے بڑے کامون کی سزا دی گئی

دل دکھانا نہین چاہتا ہر کسی کا غالی ہو ظلم کا پاتے ہین آخر کو ستمگر بدلا ہو دوسرے دن غازی الملک تلپتہ سے سوار ہوکر سبز کوٹ مین اترا اور دہلی کے سب چھوٹے بڑے اسکے استقبال کو آکر سبارکباد دینے لگے اسکے دوسرے دن غازی الملک دہلی مین داخل ہوا اتنے مین یہ خبر آئی کہ خانخانان جو امور بھی کسی باغ کے کونے مین چھپا بیٹھا ہو فوراً ملک فخرالدین غازی الملک کے حکم سے اسکو پکڑ لایا اور ناک کان ہاتھ پانون کاٹ کر سارے شہر مین پھرایا یہ واقعہ ۷۲۰ھ سات سو بیس مین ہوا اور خسرو نے

چار مہینے اور کئی دن بادشاہت کی

ذکر غیاث الدین تغلق شاہ کا

غازی الملک نے سب امیرون کے اتفاق سے سنہ مذکور مین غیاث الدین تغلق اپنا خطاب مقرر کرکے تخت نشین ہوا اور سلطنت کے بگڑے ہوے کامون کو ایک ہفتے مین ایسا درست کیا کہ اور دنون برسون مین بھی نہوتا اور اپنے عزیزون قریبون کے لیئے منصب معین کیے اور سارے علاء الدین کے زمانے کے امیرون اور بعضے قطب الدین کے زمانے کے امیرون کو بڑی مہربانیون کے ساتھ باگیرین عنایت کین بعد ازان قلعۂ تغلق آباد بنایا اور وہان جشن کیا اور مدرسۂ عرشاہی سے اسکے بن چکنے کی تاریخ فاوخلوہا لکھی تھی پھر جن جن کے مشورے سے خسرو نے قطب الدین کی بی بی کے ساتھ عقد کیا تھا اور جو جو لوگ اسکی قوم کے مدد و معاون تھے سب کو سزا مین دین اور ملک فخرالدین اپنے بیٹے جسکے ڈھنگون سے بادشاہی کی لیاقت ٹپکتی تھی الغ خان خطاب اور چتر وغیرہ سب سلطنت کے لوازمے دیکر ولیعہد بنایا اور بہرام اللہ کو جسے سلطان تغلق نے اپنا بھائی بنایا تھا کشلو خان کا خطاب دیکر ۷۲۱ھ سنہ اور ملتان کا ملک سپرد کیا اور اپنے چار بیٹون کو بہرام خان اور ظفر خان اور محمود خان اور نصرت خان کا خطاب دیا ۷۲۱ھ سات سو اکیس مین الغ خان کو چندیری اور بدایون اور باقی اور پورب کے شہرون کی فوج کے ہاتھ دیوگیر اور تلنگانہ کی طرف بھیجا اور اسنے دیوگیر کی فوج بھی ساتھ لیکر قلعۂ ارنکل کا جو سات سو برس سے راے سدر صادیو اور اسکے باپ دادون کے تصرف مین تھا محاصرہ کیا اور اسکے ماہر کی کچی احاطہ فتح ہوگیا تھا اور قریب تھا کہ اندر کا قلعہ بھی جو پتھر کا بنا ہوا تھا فتح ہو جاوے اس عرصے مین کسی سبب سے دہلی کی ڈاک آنے مین دیر ہوئی مفسدون کو خوب موقع مل گیا شیخ زادۂ دمشقی اوحدی شاعر نے جو امیر خسرو کا مقابل تھا اور یہ شعر اسکا انکی نسبت مشہور ہو غلط افتاد خسرو راز خاقانی

کہ سکندر بخت و دیگ نظامی ہے اور امیر خسرو نے بھی اپنی کتابون مین اسکی اور سفلسفی کی بہت شکایتین
کی ہین یہ خبر اڑائی کہ بادشاہ کا انتقال ہوگیا اس خبر سے لشکر مین بڑا فتور مچ گیا اور عبید نے لشکر کے
امیرون کو بھی بہکایا کہ الغ خان تمھاری فکر مین ہے اس لشکر کی پریشانی مین کافرون کی خوب
بن پڑی اور قلعے سے نکل کر بہت مسلمانون کو قتل کیا اور مال و اسباب تمگین وغیرہ امیرون نے الغ خان پر غدر
کرنے کی تدبیر کی ۔ وہ پچاس سوار ساتھ لیکر جھٹ پٹ دہلی کو بھاگا اور سب امیر اپنے اپنے ملکون کو چلدیے
انمین سے ملک تمگین ملتان اور جیسلمیر کے بیچ مین سے پکڑا گیا اور تاج الدین طالقانی اسکا دادا
جو قید خانے سے بھاگ گیا تھا سرسوتی کے کنارے پر گرفتار ہوا اور عبید شاعر کو بڑی خرابیون سے قید کر
لائے اور ان سب کو مع اُنکے ساتھیون کے ہاتھی کے پانون سے کچلوا دیا جو باقی رہے تھے وہ جہان تھے
وہین مارے گئے ۱۲۹۶ سات سو ستائیس مین الغ خان نے دوبارہ تلنگانہ کی طرف توجہ کی اے سدر مہادیو
پھر قلعے مین بند ہوگیا الغ خان نے باہر کے قلعے کو فتح کرکے راجہ کو بھی مع اُسکے گروہ کے پکڑ لیا اور
وہان عامل مقرر کرکے بہت سے ہاتھی اور مال و اسباب اور جواہرات جو غنیمت مین ملے تھے راجہ سمیت
دہلی کو روانہ کیے اور ارنکل کا سلطان پورنام رکھکر خود بھی دہلی کو مراجعت کی اس عرصے مین بنگالے کے
حاکم کا کچھ چال چلن بگڑا ۱۲۹۷ سات سو چوبیس مین خود بادشاہ نے اُس طرف توجہ کی اور الغ خان کو
تغلق آباد مین جو تین سال سے کچھ زیادہ مین تیار ہوا تھا مہمات ملکی اور مالی کے انتظام کے واسطے
اپنا نائب چھوڑا جب لکھنوتی مین پہونچا سلطان ناصرالدین وہان کا حاکم اور باقی اُس طرف کے سب
راجہ اطاعت قبول کرکے استقبال کے لیے آئے بادشاہ نے سلطان ناصرالدین کو پھر اورد و دہاش
اور سب سلطنت کا سامان دیکر لکھنوتی کی حکومت ازسرنو عطا کی اور فتح نامہ دہلی کو بھیجا اور تاتار خان
حاکم ظفرآباد کو جسے بادشاہ نے اپنا بیٹا کیا تھا آگے روانہ کیا چنانچہ وہ بہادر شاہ عرف تودہ بہادر حاکم
سنارگانون کو جو چند روز سے مستقل مین بیٹھا تھا طوق و زنجیر پہنا کر مع سارے اُسکے ہاتھیون کے بادشاہ کی
خدمت مین لے آیا بادشاہ نے یہ فتحین پاکر بہادر شاہ مذکور کو ساتھ لیکر دہلی کا قصد کیا اور دو منزلین
کرتا ہوا بہت جلد آپہونچا الغ خان نے یہ سنکر تغلق آباد سے تین کوس افغان پور مین ایک بڑا بلند اور
نہایت عمدہ قلعہ تین روز مین تیار کرایا تاکہ بادشاہ اُترکر رات بھر وہین رہے صبح کو ایک اچھی
گھڑی مقرر کرکے تغلق آباد مین جاوے چنانچہ بادشاہ وہین جاکر ٹھہرا الغ خان مع تمام سردارون کے

استقبال کیلیے آیا اور بڑا سامان ضیافت کا مہیا کیا اور وہان بادشاہ کے حکم سے وہ باتھی جو
بنگالے سے آئے تھے دوڑائے گئے وہ مکان بنا بنایا ہوا تھا اُنکی دہل سے ہل گیا بادشاہ نے اُسکے اندر
کھانا کھایا اور یہ خبر تھی کہ بادشاہ کھانا کھاتے ہی فوراً سوار ہو جائینگے اس سبب سے جو لوگ دسترخوان پر
کھانے بیٹھے تھے بعد کھانے کے جھٹ پٹ بے ہاتھ دھوئے شاید سواری کے اہتمام کے لیے
باہر چلے گئے بادشاہ ہاتھ دھونے کے انتظار مین بیٹھا رہا یکایک چھت گر پڑی اور جان سے ہی
ہاتھ دھو بیٹھا یہ بات غور کرنے کے قابل ہے کہ اتنی جلدی نئے مکان بنانے کی کوئی ضرورت نہ تھی اس
مقام پر یہ بات شبہ ہوتا ہے کہ شاید یہ جو عوام مین مشہور ہے کہ الغ خان نے قصداً اُسکی دیوار اندر سے
خالی کرادی تھی سچ ہو مگر تاریخ فیروز شاہی والے نے اسکا کچھ ذکر نہین لکھا باوجودیکہ اسپر
فیروز شاہ کی ہر غذار کی کا بھی احتمال ہے یہ واقعہ ۷۵۲ھ سات سو پچپن مین ہوا اور غیاث الدین نے
چار برس کی مہینے سلطنت کی ہندوستانیون مین یہ بھی مشہور ہے کہ غیاث الدین کو حضرت شیخ
نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ سے رنج تھا اور لکھنوتی سے حضرت شیخ کے پاس پیغام بھیجا تھا
کہ جب آپ کے مرتبہ دہلی آوینگے تو وہان آپ ہی رہینگے یا مین ہی آپنے جواب دیا کہ ہنوز دہلی
دور است اُسی دن سے یہ قول ایک ضرب المثل مشہور ہے اخیر دن سب سے پہلی تصنیف تغلق نامہ ہے
جو اس بادشاہ کے نام پر لکھا تھا اور اسی سال مین جیسا کہ اول مذکور ہو چکا ہے امیر خسرو کا بھی انتقال ہوا

ذکر تغلق شاہ کے بیٹے سلطان محمد عادل کا

بعد فوت سلطان غیاث الدین کے الغ خان سلطان محمد عادل اپنا خطاب مقرر کرکے ۷۵۲ھ سات سو پچپن مین
سب امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا چالیس دن تک باپ کا ماتم رکھا بعد از ان
قصر بادشاہی مکان مین جلوس کرکے بہت سا روپیہ لٹایا ملک فیروز اپنے چچازاد بھائی کو جو آخر
سلطان فیروز ہو گیا ہے نائب مقرر کیا اسی طرح اور امیرون کے مرتبے بڑھائے خلیدیون کی مشرف معا
اور ملک سرتیز کو خواجہ الملک اور ملک خرم کو ظہیر الجیوش اور ملک بندار خلجی کو قدر خان اور ملک اعزالدین یحییٰ کو
اعزالملک کا خطاب دیا اور سنگانون کا علاقہ اُسکو جاگیر مین ملا ۷۵۳ھ سات سو ترپن مین یہ گجرات کی طرف
کوچ کیا اور برابر دہلی سے دیوگیر تک کوس کوس پر ایک ہرکارہ تھا اور ہر منزل پر ایک مکان اور خانقاہ بنا کر
ایک نائب اور کھانا پانی اور پان وغیرہ سب مہمانی کے سامان وہان مہیا رہتے تھے اور چلتے

حکم تھا کہ مسافر کسی طرح تکلیف نہ پاوین برسون تک اُسکے آثار باقی رہے اور دیوگیر کا دولت آباد نام رکھا اُسکو اپنے ملک کا وسط تصور کرکے دارالسلطنت قرار دیا اور مخدومۂ جہان اپنی ماں کو مع اہل وعیال اور امیرون اور سردارون اور لشکر اور غلامون اور خزانون وغیرہ کے دولت آباد کو بُلا لیا اور مخدومۂ جہان کے سبب سے بہت سے سیدون اور مشائخون اور عالمون کو وہان جانا پڑا بادشاہ نے سب کے انعام اور روزینے دُگنے تگنے کر دیے خانہ ویرانی کی مصیبت بُری ہوتی ہے دہلی کے بنے بنائے گھرون کو اُجاڑ کر دولت آباد جانے مین مخلوق پر بڑی تباہی آئی اور اکثر بیوہ عورتین اور بڈھیین اور بیمار و ضعیف آدمی سفر کی سختی سے راستے ہی مین مر گئے اور جو پہونچے بھی تو وہان ٹھہرنا مشکل پڑا جو کوئی اُن مصیبت زدون سے وطن کا نام پوچھتا تھا تو میر تقی کے اس قطعے کا مضمون ادا کرتے تھے ؎

دہلی جو ایک شہر تھا عالم مین انتخاب ۔ رہتے تھے منتخب ہی جہان روزگار کے
اُسکو فلک نے لُوٹ کے برباد کر دیا ۔ ہم رہنے والے ہین اُسی اُجڑے دیار کے

اسی سنہ کے آخر مین ملک بہادر گرشاسب نے دہلی مین فتنہ برپا کیا ملک احمد ایاز نے جسکا خواجۂ جہان خطاب تھا اُسکو شکست دی اور قید کرکے بادشاہ کے پاس بھیجدیا اور وہان وہ اپنی سزا کو پہونچا پھر ملک بہرام اللہ نے جسکا سلطان تغلق سے بھائی چارہ تھا ملتان مین بغاوت کی اور علی شیطی کو جسے بادشاہ نے اُسکے مٹانے کے لیے بھیجا تھا قتل کر ڈالا بادشاہ اُسکا شر رفع کرنے کے لیے دولت آباد سے کوچ کرکے دہلی مین آیا اور وہان سے رات دن کوچ کرتا ہوا ملتان پہونچا بہرام نے اول مقابلہ کیا آخر شکست کھاکر قتل ہوگیا اور سر اُسکا کٹ کر بادشاہ کے سامنے آیا بادشاہ نے چاہا تھا کہ بہرام کے گناہ مین سارے ملتان کے باشندون کو قتل کرکے خون کی ندیان بہادے مگر حضرت شیخ رکن الدین قدس سرہ نے اپنی ٹوپی اُتار کر بادشاہ سے سفارش کی تب اُن بیچارون کی جان بچی بادشاہ ملتان کو قوام الملک مقبول کے سپرد کرکے واپس آیا پھر چند روز کے بعد اُسکو بُلا کر ملتان مین ہزار گو بھیجدیا مگر اُسکو شاہو لودی پٹھان نے قتل کرکے سرکشی کی بنیاد ڈالی بادشاہ جب اُسکی تنبیہ کا قصد کرکے دیبال پور تک پہونچا شاہو پہاڑون کی طرف بھاگ گیا ۷۲۹ سنہ سات سو اُنتیس مین تمر شیریں معل نے جو قتلغ خواجہ کا جسنے پہلے ہندوستان پر حملے کیے تھے بھائی تھا دہلی پر یورش کی اور بہت سے قلعے فتح کر لیے غرض لاہور اور سامانہ اور اندری سے بدایون کی حد تک لوٹ مار کرکے قبضہ کر لیا مگر جب بادشاہ کی فوج مقابلے کے لیے آئی تو ویسے ہی اُلٹے پانون چلدیے بادشاہ نے

کلانور تک پیچھا کیا اور معز الدین ابو رجا کو وہان کا قلعہ ڈھانے کے لیے چھوڑ کر دہلی کو واپس آیا اور چونکہ
میان دوآب کی رعایا بھی سرکشیان کرتی تھی اسلیے بادشاہ کی یہ رائے قرار پائی کہ اُنپر خراج بہت سخت
مقرر کیا جاوے اور اُنپر اور بھی طرح طرح کے ظلم کیے جسکے سبب سے وہ ملک بالکل اُجڑ گیا ضعیف
آدمی تو بالکل ہی نیست نابود ہو گئے جو کچھ قوت رکھتے تھے اُنھون نے کوٹ کھسوٹ شروع کی
پھر بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ دہلی مین جو لوگ باقی رہگئے ہین اور اُسکے گرد و نواح کے قصبون کے
باشندے قافلے قافلے دولت آباد کو چلے جاوین اور اُنکے مکانات کو خرید کر خزانے سے
قیمت دلائی غرض اس طرح سے دولت آباد بڑا آباد ہو گیا اور دہلی ایسی ویران ہو گئی کہ سوائے کتے
اور بلی کے کوئی اُسمین باقی نہ رہا اور اسی طرح کی تدبیرون سے خزانہ بالکل خالی ہو گیا پھر بادشاہ نے
تانبے کے سکے کو رواج دیا اور اُسکی قیمت چاندی کے سکے کے برابر مقرر ہوئی اور ہر اُسکے لینے مین
تامل کرتا تھا اُسکو سزا ملتی تھی اس امر سے بھی طرح طرح کی قباحتین پیدا ہوئین اور جو مفسد لوگ محتاج
و مفلس تھے اُنھون نے اپنے اپنے گھرون پر ٹکسالین بنالین اور تانبے پر سکہ لگا کر بازار سے سونا
چاندی گھوڑے ہتھیار وغیرہ ہر طرح کا عمدہ اسباب خرید لاتے تھوڑے دنون مین اس تدبیر سے
مفت مین بڑی دولت جمع کر کے ایک قوت پیدا کر لی مگر غیر ملکون کے لوگ تانبے کے سکے کو ہرگز قبول
نہ کرتے تھے اس سبب سے جب مخلوق کے کاروبار بند ہونے لگے تو بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ جسکے
پاس تانبے کا سکہ ہو خزانے مین داخل کر دے اور اُسکے عوض مین چاندی کے سکے لیجاوے یہ
ہی ڈھیرون تانبا لوگون نے خزانے مین داخل کر دیا اور اُسکے بدلے چاندی کے ڈھیرے سکے
اِسی بہانے سے لوگون کو بڑی دولت ملگئی اور خزانہ بادشاہی تانبے سے مالا مال ہو گیا
بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی کے مبارک شاہ کے وقت تک تغلق آباد مین [illegible] ڈھیر
بیکار پڑے تھے اور اینٹ پتھر کے حکم مین داخل تھے ۷۱۸ھ سات سو اٹھارہ تیس ہزار سوار
کو ہمراہ چل کی تسخیر کے لیے جو چین اور ہندوستان کے بیچ مین حائل ہے اور اُسکو کوہ قراچل بھی
کہتے ہین روانہ کیے اور حکم دیا کہ تھوڑی تھوڑی دور پر کچھ لوگ رسد کے بندوبست کے لیے
چھوڑتے جاوین مگر اس پہاڑ کا یہ خاصہ ہے کہ آدمیون اور گھوڑون کے نمل شور سے بادل اور
مینھ کی بڑی کثرت ہو جاتی ہے چنانچہ جب یہ فوج پہاڑ پر چڑھی برف و بارش کی بڑی کثرت ہوئی

کھانے کو نہ ملا تو راہ دار جو بٹھائے گئے تھے وہ بھی جلد یے رسد کا سلسلہ بالکل موقوف ہو گیا اُدھر پہاڑیون نے شکست دیکر بھگایا اور یہ بھاگے تب بھی پیچھا نہ چھوڑا تیر اُنکے گویا زہر کے بجھے ہوے تھے اور پتھرون کی مار خدا کی پناہ ہزارون آدمی بادشاہی لشکر کے جان سے مارے گئے اور ہزارون کو پہاڑیون نے جیتا پکڑ لیا جو باقی رہے مدتون پہاڑون مین بھٹکتے پھرے جو کچھ لوگ باقیماندہ بُری مصیبتین اور تباہیان اُٹھا کر اپنے ملک کو آئے تو بادشاہ نے بھاگ آنے کے جُرم مین قتل کر دیا پھر کبھی ایسی فوج بادشاہ کو نصیب نہوئی اور وہ سارا روپیہ جو اُس مہم کے سامان مین صرف ہوا تھا خاک مین ملگیا ۷۳۹ھ سات سو اُنتالیس مین بہرام خان حاکم سنارگانون نے وفات پائی اور ملک فخر الدین سلاح دار نے سرکشی کی اور اپنے آپ کو بادشاہ کہلایا قدر خان حاکم لکھنوتی نے ملک حسام الدین ابوارجا اور عزالدین یحیی اعظم الملک کو اپنا متفق کر کے فخر الدین کا مقابلہ کیا اور فتح پائی اور سارا خزانہ اور اسباب جو فخر الدین نے جمع کیا تھا قدر خان کے ہاتھ لگا بعد ازان قدر خان نے بہت سا خزانہ اور ہر طرح کے نفیس اسباب کے ڈھیر بادشاہ کو پیشکش بھیجنے کے لیے اپنے گھر جمع کیے حسام الدین نے یون روپیہ اور مال علانیہ جمع کرنے سے منع کیا اور سمجھایا کہ مال کے لالچ مین لوگ دشمن ہو جاتے ہین اور طرح طرح کے فتنے پیدا ہوتے ہین مگر قدر خان نے نہ مانا آخر حسام الدین کا کہنا ہی آگے آیا ملک فخر الدین نے کچھ سامان درست کر کے پھر مقابلہ کیا اور قدر خان کے سپاہیون کو توڑ لیا چنانچہ اُنھون نے قدر خان کو جان سے مار ڈالا اور وہ سارا روپیہ اور اسباب فخر الدین کو ملگیا اور سنارگانون کی حکومت بھی ہاتھ آئی اُسنے مخلص اپنے غلام کو لکھنوتی پر بھیجا علی مبارک قدر خان کی فوج کے سردار نے اُسکو مار لیا اور خود مستقل حاکم بن بیٹھا بادشاہ کو بھی مصلحت آمیز عرضیان لکھین چنانچہ اُسنے ملک یوسف کو فخر الدین پر بھیجا مگر وہ راستے ہی مین مر گیا پھر بادشاہ کو کچھ اور معاملہ درپیش ہوا اُس طرف کی کسی نے خبر نہ لی علی مبارک فخر الدین کی ضد پر کھلم کھلا بادشاہ بن بیٹھا اور سلطان علاء الدین اپنا خطاب مقرر کیا تھوڑے دنون کے بعد ملک الیاس حاجی نے جو بڑے جتھے کا آدمی تھا لکھنوتی کے امیرون سے اتفاق کر کے علاء الدین کو قتل کر ڈالا اور سلطان شمس الدین اپنا خطاب مقرر کر کے تخت پر بیٹھا ۷۴۱ھ سات سو اکتالیس مین بادشاہ نے سنارگانون کی تسخیر کا ارادہ کیا اور فخر الدین کو پکڑ لیا اور وہان سے لکھنوتی مین لا کر قتل کیا اور شمس الدین کسی طرح

حاکم مستقل رہا اور اُسکی اولاد مین مدتون تک سلطنت قائم رہی بادشاہ کے ظلم اور خون ریزیون کے
سبب سے سید حسن کیتھلی ملک ابراہیم خریطہ دار بادشاہی کا باپ جو حسن کانکو کے نام سے مشہور تھا
علاء الدین بہمن شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے دکن مین باغی ہوا اکثر بادشاہی لشکر جو اُس طرف تھا اُس سے
ملگیا جب امیر نے جھلا کر یہ وہ مارا گیا بادشاہ اس فتنے کے انتظام کا قصد کرکے لکھنوتی سے دیوگیر کو
گیا اور وہان سے تلنگانہ تک پہونچا تھا کہ بیمار ہوگیا ناچار لوٹنا پڑا اور رات دن کوچ کرتا ہوا دہلی مین
آیا اور قتلغ خان کو دولت آباد کے انتظام کے لیے چھوڑا دکن کا فساد اُسی طرح باقی رہا ۷۴۸ھ سات سو
تینتالیس مین ملک ہلاجون اور گل چند رکھوکر اور ملک تتار خرد نے غدر کرکے حاکم لاہور کو مار ڈالا
بادشاہ نے خواجہ جہان کو اُنکی تنبیہ کے لیے بھیجا مفسدون نے مقابلہ کیا اور خوب
گوشمالی پاکر بھاگ گئے ۷۴۹ھ سات سو چوالیس مین بادشاہ نے سنام اور سامانہ سے نکل کر
کیتھل کے سیدون کے حون پر کمر باندھی اور سید حسن کیتھلی کی جلن مین سارے سیدون کا قتل
عام کیا اور اُنکی جگہ اُس علاقہ کے پٹھانون کو بساکر جاگیرین اور خلعت اور زری کے پٹکے
عنایت کیے اور چونکہ اس سال مین بڑا بھاری قحط پڑا تھا اسلیے بادشاہ نے حکم دیا کہ جسکا جی چاہے
پورب کے ملکون یہ قحط کاٹ آوے کوئی مزاحم نہوگا اور جسکا جی چاہے دولت آباد کی سکونت
چھوڑکر پھر دہلی مین جا بسے اُس سے کچھ غرض نہین اس سال مین خراسان اور عراق اور سمرقند کے آدمی
اس بادشاہ کی بخششون کی تمنا مین بڑی کثرت سے آئے تھے جدھر دیکھو اُنھین کے قافلے
پھرتے نظر آتے تھے اسی سال مین حاجی سعید مصری خلیفہ عباسی کی طرف سے جو برائے نام
مصر مین خلیفہ تھا بادشاہ کے لیے خلافت کا فرمان اور نشان اور خلعت اور خطاب نصر امیر المومنین کا
لایا بادشاہ نے اُس روز تمام شہر مین آئینہ بندی کرائی اور تمام شہر کے مشائخون اور سیدون
اور اکابر کو ساتھ لیکر حاجی سعید کے استقبال کو گیا اور پیادہ پا ہوکر حاجی سعید کے پانون کو
چوما اور پیچھے پیچھے اُنکی جلو مین چلا اور آج تک جماعت جمعہ اور عیدین کی خلیفہ کی اجازت پر موقوف
رکھی تھی سو اب بڑی خوشی سے قائم کی اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور پچھلے بادشاہون کے نام
اسلیے خطبہ سے نکال ڈالے کہ اُنکو کسی خلیفہ کی اجازت نہ تھی سلطان محمود غزنوی کا نام قائم رکھا اور حاجی
موصوف کو اسقدر زر نقد اور تحفے دیے کہ خزانہ خالی ہوگیا اور ایک نہایت عمدہ موتی جسکے مانند

دوسرا خزانے مین تھا مع اور بہت سے تحفے نفیس مصر کے خلیفہ کے لیے بھیجے اور اپنے نام مین
خود خلیفۂ برحق ہوگیا اور خلیفہ کا فرمان سامنے رکھکر اُسکے احکام سب کو سنایا کرتا تھا اور خلیفہ کے
نام پر لوگون سے بیعت لیتا تھا بعد ازان سرکدواری کی طرف جو شمشاد کے ضلع مین واقع ہے توجہ کی
اور بھی دو تین مرتبے خلیفہ کے فرمان آئے دوسری مرتبہ مخدوم زادۂ بغدادی خلیفہ کی طرف سے
آیا تھا بادشاہ نے اُسکا پالم تک پیادہ پا استقبال کیا اور جب وہ دور سے نظر آیا تو بادشاہ نے
آگے بڑھکر اپنے تخت پر برابر بٹھا لیا اور شہر گیلی اور سب وہان کے باغ اور مکانات اُسکے قبضے مین
دے دیے ۷۴۰ھ سات سو چالیس مین ملک نظام حاکم کڑے نے فتنہ برپا کیا شہر اللہ عین الملک کے
بھائی نے اودھ سے اُسپر لشکر کشی کر کے گرفتار کیا تب وہ شرد باشہاب الدین نے بیدر مین
سرکشی کی بادشاہ نے قتلغ خان کو اُدھر بھیجا شہاب الدین کچھ مقابلہ کر کے اپنے بیٹے سمیت قلعے مین
بند ہوگیا قتلغ خان نے اُسکو امن دیکر قلعے سے نکالا اور بادشاہ کے پاس بھیجدیا ۷۴۱ھ سنہ سات سو
چھیالیس مین علی شیر ظفر خان کے بھانجے نے بڑی جمعیت اکٹھی کر کے گل برگہ پر قبضہ کر لیا پھر بیدر کے
ناظم کو مار کے بہت سا مال و اسباب حاصل کیا قتلغ خان نے اُسکو بھی شکست دی چنانچہ وہ بھی بھاگکر
بیدر کے قلعے مین بند ہوگیا قتلغ خان نے گرفتار کر کے سرکدواری مین جہان بادشاہ کا لشکر تھا بھیجدیا
بادشاہ نے اول تو قیدیون کو غزنین کی طرف جلاوطن کر دینے کا حکم دیا لیکن پھر بُلا کر قتل کرڈالا
۷۴۲ھ سات سو سینتالیس مین عین الملک اودھ اور ظفرآباد سے بہت سا مال اور نفیس نفیس
تحفے سرکدواری مین بادشاہ کی نذر کے لیے لایا بادشاہ نے خوش ہوکر یہ تجویز کی کہ قتلغ خان کو
دکن سے بُلا لے اور عین الملک کو بجاے اُسکے بھیجدے مگر عین الملک کے دل مین بادشاہ کی
اس تجویز سے بڑے وہم پیدا ہوے اور موقع پاکر راتون رات کدواری سے بھاگا اور گنگا اُتر کر
اودھ کی طرف متوجہ ہوا اور اُسکا بھائی شہر اللہ بادشاہ کے ہاتھی گھوڑے جو جنگل مین چرانے کے
لیے چھوڑ دیے گئے تھے ہانک لے گیا بادشاہ عین الملک کی تنبیہ کا ارادہ کر کے قنوج تک
گیا عین الملک کو بھی اُسکے بھائیون نے اور ملک فیروز نائب بارہ بک کے آدمیون نے جو
ہاتھی گھوڑون پر متعین تھے بھگایا چنانچہ اُسنے بھی گنگا اُتر کر مقابلے مین لشکر جمایا مگر ڈانکو رون
اور گنواروں کی طرح پیادہ پا ہوکر مقابلہ کیا آخر بادشاہ کے ہاتھیون اور تیر اندازون سے وا نہ دے گیا

اور شکست کھاکر بھاگا اُسکے دو بھائی جنمین سے ایک شہر اللہ تھا اور بہت سے سردار گنگا مین ڈوب کر
مر گئے جو ڈوبتے اُچھلتے پڑے پار جا پہونچے اُنکو گنواروں نے مار لیا پھر عین الملک بھی پکڑا گیا
اور اُسکو ننگے سر ایک چارپائی پر ڈالکر بادشاہ کے سامنے لائے مگر بادشاہ نے تھوڑے دنون کے
بعد اُسکی پچھلی خدمتون کا خیال کرکے چھوڑ دیا اور اُسکے حال پر پہلی سی عنایت کرکے اُسکا ملک
پھر اُسکو سونپ دیا از خود دہلی کو مراجعت کی پھر بادشاہ نے قتلغ خان کو دکن سے بلالیا حال انکہ وہی
اُس ملک کو تھام رہا تھا اُسکے چلے آنے سے طرح طرح کے فتور پیدا ہوئے پھر بادشاہ نے عزیز خمار کو
جو ایک کمینہ تھا مالوے مین بھیجا اور اُسنے بادشاہ کے اشارے کے بموجب بہت سے صدہ یعنے
یورباشی کے امیرون کو قتل کر ڈالا جسکے سبب سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوے چنانچہ
یہ سُنکر سنہ سات سو اڑھتالیس مین گجرات مین صدہ کے امیرون نے بڑا فساد برپا کیا اور
خواجہ جہان کے غلام مقبل نامے پر جو گجرات کے وزیر کا نائب مقرر ہوا تھا اور خزانہ لیے ہوے
حضور کو آتا تھا شبخون کرکے سارا خزانہ اور اسباب اور گھوڑے اور بادشاہی سامان لوٹ لیا
بادشاہ اس فتنے کو دفع کرنے کے لیے گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور ملک علی سرجاندار اور احمد لاچین
وغیرہ امیرون کو دولت آباد مین بھیجا تاکہ وہان کے میر صدہ امیرون کو باندھ لاوے ولی محمد لاچین
جب مانک گنج کی گھاٹی مین پہونچا سب امیران صدہ نے متفق ہوکر اُسکو قتل کر ڈالا عزیز خمار امیران صدہ
کی تنبیہ کے لیے گجرات سے دیوہری اور بڑودے کی طرف گیا تھا مگر مقابلے کے وقت بدحواس
ہوکر پکڑا گیا بادشاہ یہ سُنتے ہی جل بھنکر آگ بگولا ہوگیا عزیز خمار اور مقبل کے واقعات جو مشہور ہوے
تو سب جگہ کے امیران صدہ کو بغاوت کی جرأت ہوگئی اور سب نے اپنے اپنے گروہ کو اکٹھا کرکے
کھلم کھلا بادشاہ سے مخالفت کی اور ملک عالم کے آدمیون سے دولت آباد کا قلعہ بھی چھین لیا اور
اسمعیل فتح نامے ایک امیر کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر بادشاہ مقرر کیا دیوہری اور بڑودے کے امیران صدہ
بادشاہ نے خود قصد کیا تھا وہ بھی شکست کھاکر دولت آباد ہی مین آ گئے جب بادشاہ نے دولت آباد
پر یورش کی تو اسمعیل نے کچھ مقابلہ کیا آخر شکست کھاکر دھارانگر یعنی دولت آباد کے قلعے مین پناہ لی اس
فتنے مین بھی ہزارون مسلمان دولت آباد مین قتل اور قید ہوے کچھ امیر صدہ بیدر کی طرف بھاگ کر
گئے تھے عماد الملک سترپز نے اُنکا پیچھا کیا اتنے مین خبر پہونچی کہ گجرات مین غدر ہوگیا اور ملک طغی نے

ملک مظفر وہان کے حاکم کو مار کر سارے گھوڑون اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا بادشاہ نے
ملک جوہر اور خداوندزادہ قوام الدین اور شیخ برہان بلگرامی کو دھارانگر پر چھوڑ کر خود اُس طرف
توجہ کی اسوقت سب امیران صدہ جو دولت آباد سے بھاگ گئے تھے اور جن کا نکو اُن سب کا سردار تھا
پھر اکھٹے ہو کر عماد الملک سرتیز کے مقابلے مین آئے اور اُسکو قتل کر کے دولت آباد پر حملہ کیا ملک جوہر
اور قوام الدین وغیرہ مقابلہ نہ کر سکے اور شہر کو خالی چھوڑ کر بھاگ گئے چنانچہ حسن کانکو نے شہر مین داخل
ہو کر اسمعیل فتح کو علیحدہ کر کے خود سلطان علاء الدین کے خطاب سے بادشاہ بن بیٹھا اُس وقت سے
دولت آباد کی سلطنت اُسکے خاندان مین مقرر ہو گئی اور تاریخ فتوح السلاطین بھی اُسی کے نام پر نظم مین
لکھی گئی ہے ملک طغی نے گجرات مین دوبارہ بادشاہ کا مقابلہ کیا آخر شکست کھا کر قزاقون کی طرح جا بجا
مارا پھرتا تھا مگر بادشاہ بھی اُسکے پیچھے پیچھے تھا اس مہم مین بادشاہ نے ملک فیروز کو بھی دہلی سے بلا لیا تھا
اسی سال مین ملک گیر نے انتقال کیا یہ ملک قبول کا بیٹا تھا اور سارے بادشاہی مہمات اس سے متعلق تھے
اور بادشاہ نے اُسکی طرف سے ایک خط بھی مصر کو خلیفہ عباسی کے پاس حاجی برمعی کے ہاتھ بھیجا تھا
اُس زمانے مین کہ آخر عہد سلطان محمد عادل تھا احمد ایاز خواجہ جہان اور ملک قبول قوام الملک
دہلی مین انتظام کرتے تھے اسوقت مین بغاوت اور فتنہ و فساد کی یہ کثرت تھی کہ بادشاہ ایک طرف کا
بندوبست کرتا تھا دوسری طرف غدر ہوتا جاتا تھا تاریخ فیروز شاہی اور سیار شاہی مین اس بادشاہ کے
زمانے مین ملک کی تباہی کے بہت سے سبب لکھے ہین مگر اُن سب کا خلاصہ یہ سات باتین ہین
اول یہ کہ نرمۂ شیرین مغل نے لوٹ مار کر کے ملک کو ایسا تباہ کر دیا تھا کہ پھر نہ بسا دوسرے یہ کہ میان دوآب
مین جو ہندوستان کے ایک بڑے ملکون مین سے ہے محصول دسن گنا اور بسبل گنا مقرر ہوا اور
گاؤشماری اور خانہ شماری کے اخراجات علیحدہ لگائے تھے غریب آدمی مجبور ہو کر مالداروں کے
جتھے مین شامل ہو گئے اور اُنھون نے بغاوت اور لوٹ مار کا پیشہ اختیار کیا زیادتی کے بدلے
محصول اور کم ہو گیا اور تمام میان دوآب کے ملک پر خرابی اور تباہی آگئی تیسری یہ کہ قحط بہت بڑا ہوا
اور سات برس تک ایسی خشکی ہوئی کہ ایک بوند نہ برسی مصنف نے یہ مضمون مبارک شاہی سے لکھا ہے
خدا جانے کہ اُسنے مبالغہ کیا ہے یا واقع مین یہی ہوا چوتھی یہ کہ دہلی کو اُجاڑ کر دولت آباد بسایا اور
جب دہلی بالکل اُجڑ گئی تو گرد نواح کے گنوار وہان بسائے اور پھر اُنکو بھی جبراً دولت آباد کو بھیجدیا

اور ساری ملک میراث اور اسباب دہلی والون کا اس جلاوطنی مین تلف ہوگیا اور پھر وہ مامانعیب نہوا
پانچوین یہ کہ اسی ہزار آدمی کوہ ہمالہ پر تباہ ہوے اور اُنکے گھر بار کیبار گی پٹ پر ہوگئے چھٹی یہ کہ
جان کے خوف سے ہر طرف لوگون نے بغاوتین شروع کین بہت سے آدمی لڑائیون مین مارے گئے
اور بہتون پر تہمتین لگاکر کنبے سمیت مار ڈالا ہر طرح مخلوق کی تباہی اور شہرون کی ویرانی ہوئی ساتوین
یہ کہ بادشاہ نے جلادی پر ایسی کمر باندھی تھی کہ سید اور عالم اور مشائخ اور شریف اور کمین اور پیشہ ور
اور کسان اور سپاہی بے انتہا قتل کرڈالے کسی کا مطلق خیال نہ کیا اور ہمیشہ اُسکے دروازے کے
آگے کُشتون کے پُشتے اور مردون کے تودے لگے رہتے تھے اور بھنگی لاشین اُٹھاتے
اُٹھاتے اور جلاتے مارتے مارتے تھک گئے تھے مگر نہ مخلوق فساد سے باز رہتی تھی نہ بادشاہ خونریزی سے
آخر اس فتنہ و فساد کی کثرت سے بادشاہ عاجز ہوگیا اور اسقدر سفر درپیش آئے کہ کمین دم بھر چین نہ ملا
مگر پھر بھی تلوار اپنے میان مین نہ ڈالی حالانکہ اس خونریزی سے مطلق فائدہ نہوا اور دن بدن تباہی
بڑھتی گئی اس بادشاہ کا مخلوق کو سزا دینے مین یہان تک اہتمام تھا کہ اُسنے اپنی عدالت مین چار مفتی
جدا جدا مقرر کر رکھے تھے جب کوئی کسی تہمت مین پکڑا آتا تھا اُسکی سزا پر آمادہ ہوکر مفتیون سے گفتگو
کرتا تھا اور یہ بھی اُنسے کہدیا تھا کہ تم سچ بات کے کہنے مین ہرگز قصور نہ کیجیو اگر کوئی ناحق مارا گیا تو
اُسکا سوا خدا تمھارے گردنون پر ہے اگر بہت سی گفتگو کے بعد وہ مفتی قائل ہوجاتے تو اگر آدھی رات کا
وقت بھی ہوتا تو صبح تک صبر نہوسکتا تھا اُسی وقت گردن مار کر دم لیتا تھا اور جو خود قائل ہوجاتا تو دوسرے
وقت پر موقوف رکھتا تھا اور اُن مفتیون کی باتون کے جواب خوب فرصت مین سوچ کر پھر بحث کرتا تھا
اگر قاضی لاجواب ہوجاتے تو اُسی وقت فوراً قتل کرڈالتا تھا اور جو بھی خود ہی الزام کھالیا تب
چھوڑتا تھا ایک مرتبہ قاضی کمال الدین صدر جہان کے محکمے مین پیادہ پا چلا گیا اور کہا کہ شیخزادہ جاتی نے
مجکو ظالم کہا ہے اُسکو بلاؤ کہ یا تو وہ میرا ظلم ثابت کرے ورنہ تم اُسپر حد شرعی جاری کرو چنانچہ
شیخزادہ مذکور نے حاضر ہوکر اقرار کیا کہ مین بے شک آپ کو ظالم کہتا ہون بادشاہ نے سبب
پوچھا تو اُسنے بیان کیا کہ جس کسی کو تم حق یا ناحق سزا دیتے ہو اُسکی بی بی اور بال بچون کا کیا قصور
ہوتا ہے کہ اُنکو بھی جلاد کے حوالے کردیتے ہو یہ کون سے مذہب و ملت مین روا ہے تب تو بادشاہ
ایسا چُپ ہوا کہ کچھ جواب نہ بن پڑا اور کھسیا کر اُس شیخزادہ بیگناہ کو لوہے کے پنجرے مین قید کردیا

اور اپنا سا منھ لیکر قاضی کی مجلس سے اُٹھ گیا جب دولت آباد کو گیا تو اُس مظلوم کا پنجرہ بھی ہاتھی پر رکھا ہمراہ تھا جب وہان سے لوٹکر پھر دہلی مین آیا تو اُسے دار القضا کے آگے پنجرے سے نکال کر اپنے سامنے دو ٹکڑے کرا دیے اس بادشاہ مین دو ضدین جمع تھین نام عادل تھا اور سیرت ظالم اسی وجہ سے معضون نے اسکا لقب خونی بھی لکھا ہی القصہ جب اس بادشاہ کا ظلم و جور حد سے گذرا اور سلطنت مین ایسا خلل پڑ گیا جسکی کوئی تدبیر ممکن نہ ہوئی اسی غم و غصے مین بادشاہ کو مرض دق شروع ہو گیا اور اسی حال مین ٹھٹھہ پر اس سبب سے کہ وہان ملک طغی نے پناہ پکڑی تھی یورش کی اسی زمانے مین قرغن بادشاہ خراسان کے نائب نے التون بہادر کو مع پانچ ہزار سوارون کے بادشاہ کی مدد کے لیے بھیجا اسی خوشی مین بادشاہ کو کچھ تخفیف ہوئی جب ٹھٹھہ مین پہونچا غاشورے کے دن روزہ رکھا گرمی کی بھی بڑی شدت تھی افطار کے وقت مچھلی کھائی اُس سے پھر وہی حال ہو گیا اکیسوین محرم ۷۵۲ھ سات سو باون مین اس دار فانی سے عالم جاودانی کو انتقال کیا اور مخلوق کو اُسکے ہاتھون سے نجات ملی اسکے زمانے کے مشہور شاعرون مین سے بدر شاشی تھا جسنے اسکے نام پر شاہنامہ لکھا ہی اور اُسمین تیس ہزار شعر ہین

ذکر سلطان فیروز شاہ کا

فیروز شاہ سلطان محمد عادل کا چچازاد بھائی تھا اور چونکہ اُسی کو سلطان محمد نے مرتے وقت ولیعہد کیا تھا اس سبب سے بعد انتقال سلطان محمد عادل کے سنہ مذکور مین نواحی ٹھٹھہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا یہ بھی مشہور ہی کہ باعث اُسکی سلطنت کے حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی اور مخدوم اُدہ عباسی بغدادی ہوے اور عوام مین یہ بھی افواہ ہی کہ بادشاہ کی زندگی مین ہی حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے فیروز شاہ کو بادشاہ بنانے کے ڈھنگ ڈال دیے تھے کسی نے یہ خبر بادشاہ کو پہونچا دی اُسنے حکم دیا کہ ان دونون پیر و مرید کو دہلی سے قید کر کے ہمارے لشکر مین لے آؤ چنانچہ جب ان دونون کو قید کر کے لیچلے اور نواحی ہانسی مین پہونچے تو ملک فیروز کسی طرح محافظون کو راضی کر کے حضرت شیخ بدر الدین نبیرہ حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین پہونچکر حاضر ہوا اُنکی زبان مبارک پر یہ کلمہ گذرا کہ ایک کو قید کر کے بادشاہت کے لیے جاتے ہین اور اُسکو خبر نہین القصہ جب بادشاہ کے لشکر مین پہونچے تو اُسی وقت بادشاہ نے ان دونون کے

قتل کا حکم دیا لیکن یہ حکم دیتے ہی معاً حالت نزع مین گرفتار ہوگیا محافظون نے بادشاہ کا یہ حال دیکھکر ان دونون کو چھوڑ دیا حسب اتفاق اُس روز بادشاہ کا بیٹا کہین شکار کو گیا تھا جب بادشاہ کا انتقال ہوگیا تو فیروز شاہ ارکین سلطنت کے اتفاق سے تخت پر بیٹھ گیا اور بادشاہ کے بیٹے کو علیحدہ کر دیا اور جب دہلی مین آیا تو تواابعات ہانسی سے ضلع چورا سی کو واسطے مصارف خانقاہ و لنگر حضرت شیخ بدرالدین موصوف کے وقف کر دیا یہ بھی مشہور ہے کہ حضرت شیخ ممدوح کو سلطان محمد نے اپنی جامہ داری پر مقرر کیا تھا ایک روز آپ نے اُسکے کپڑے مین گرہ لگا کر فرمایا کہ نصیر الدین بندہ خدا کشاید اُسی روز سلطان محمد کا انتقال ہوگیا بعد وفات سلطان محمد کے مغلون نے بادشاہی لشکر کو لوٹنا شروع کیا تھا اسلیے فیروز شاہ نے سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ مغلون کا گروہ لشکر سے علیحدہ اکثر کرے پھر بھی انھون نے یہ حرکت نہ چھوڑی تو بادشاہ نے بذات خود لشکر کی نگاہبانی کی اور مغلون کی گوشمالی کر کے فوج کو اس مصیبت سے چھڑایا اور سیوستان کے راستے سے متواتر کوچ کرتا ہوا دہلی مین پہونچا احمد ایاز خواجہ جہان ایک مجہول النسب لڑکے کو غیاث الدین محمود شاہ کے خطاب سے بادشاہ بنا کر خود اُسکا وکیل بن بیٹھا تھا جب سلطنت فیروز شاہ کی قرار پا گئی تو بعد بہت سی بحث اور ردوکد کے اشرف الملک وغیرہ امیرون کے ذریعے سے ننگے سر گلے مین ڈال کر نواح ہانسی مین حاضر ہوا بادشاہ نے بھی اُس سے درگذر کر کے کوتوال ہانسی کے سپرد کر دیا اور جو جو اس کام مین اُسکے ساتھ شریک تھے سب کو کسی طرف نکال دیا جبدن سرستی مین نزول تھی اُسی دن شاہزادہ فتح خان کے پیدا ہونے کی خبر آئی اور وہین گجرات سے ملک طغی کے فساد کی خبر ملی رجب کی دوسری تاریخ دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور از سر نو امیرون کو منصب تقسیم کیے ۷۵۳ سات سو تریپن مین کوہ سرمور کی طرف بطور سیر و شکار کے جا کر واپس آیا اسی سال کے ماہ رجب مین شاہزادہ محمد خان جسکا آخر مین ناصر الدین محمد خطاب ہوگیا ہی پیدا ہوا ۷۵۴ سات سو چون مین کالانور کی طرف شکار کے لیے گیا اور سرستی کے کنارے پر ایک بڑی عمارت بنوا کر شیخ صدر الدین ملتانی کو حوالہ کی ملک قبول نائب وزیر کو خان جہان کا خطاب دیا اسی سال کے آخر مین لکھنوتی کی طرف حاجی الیاس کی تنبیہ کے لیے جو شمس الدین اپنا خطاب مقرر کر کے بادشاہی کے خیال مین تھا متوجہ ہوا اُسنے قلعہ اکدالہ مین جو بنگالے مین سب سے زیادہ

مضبوط قلعہ ہے پناہ پکڑی اور کچھ تھوڑا سا مقابلہ کرکے شکست کھائی اور سب سامان سلطنت اسکا فیروز شاہ کے ہاتھ آیا چونکہ برسات کا موسم آگیا تھا اسلیے بادشاہ اس سے صلح کرکے اپنے ملک کو واپس آیا ۷۵۴ھ سات سو چون مین مانک پور کے راستے سے دہلی مین پہونچا اور جمنا کے کنارے پر فیروز آباد کا قلعہ بنایا ۷۵۶ھ سات سو چھپن مین دوآب پر گیا اور ستلج سے ایک نہر نکال کر جھجر مین جو وہان سے اڑھتالیس کوس ہے لایا ۷۵۷ھ سات سو ستاون مین ہندوی اور سرور کے پاس سے جمنا کی ایک نہر نکالی اور سات نہرین اور اسمین ملاکر ہانسی کو اور وہان سے رسل کو لے گیا اور وہان ایک قلعہ حصار فیروز کے نام سے بنایا۔ اور اسکے نیچے ایک بڑا حوض بنوایا جسمین نہر سے پانی آتا تھا اور ایک نہر کھگر سے نکال کر سرستی کے قلعے کے نیچے تک اور پھر وہان سے ہرنی کھرہ تک پہونچائی اندان دونون کے درمیان مین ایک قلعہ فیروز آباد کے نام سے بنوایا اسی سال مین عید الضحی کے روز مصر سے خلعت اور ہندوستان کی بادشاہی کا فرمان خلیفہ الحاکم بامر اللہ ابوالفتح ابوبکر بن ابوالربیع سلیمان کے پاس سے پہونچا اور اسی سال مین لکھنوتی سے حاجی الیاس کے قاصد آئے اور بہت عمدہ عمدہ تحفے لائے بادشاہ نے انپر بہت مہربانی کرکے حکم دیا کہ حاجی الیاس ان تحفون کے عوض ہمیشہ عمدہ ہاتھی بھیجا کرے اس بادشاہ کا تمام ہندوستان پر تصرف تھا مگر لکھنوتی بعد صلح کے حاجی الیاس کو قرار پاگئی تھی اور دکن مین سلطان محمد کے وقت سے حسن کانکوی متصرف ہوگیا تھا ۷۵۸ھ سات سو اٹھاون مین ظفر خان فارسی ستارگون سے دو ہاتھی بطور پیشکش کے لاکر شرف قدمبوسی سے ممتاز ہوا اور منصب نیابت وزارت پایا ۷۵۹ھ سات سو انسٹھ مین بادشاہ نے سامانہ کی طرف توجہ کی مغلون نے پیالور پر حملہ کیا تھا ملک قبول کو انکی گوشمال کے لیے روانہ کیا چنانچہ وہ بادشاہی لشکر کی ہیبت سے ولایت کو بھاگ گئے پھر بادشاہ دہلی کو واپس آیا اس سال مین بادشاہ نے بہت سے تازی گھوڑے اور ولایتی اور ہر طرح کا نفیس اسباب ہمراہ کرکے حاجی الیاس کے قاصدون کو رخصت کیا مگر اثنائے راہ مین یہ خبر آئی کہ حاجی الیاس کا انتقال ہوگیا اور اسکا بیٹا سلطان سکندر بجاے اسکے تخت نشین ہوا بادشاہ نے وہ گھوڑے وغیرہ جو تحفے مین بھیجے تھے بہار مین واپس منگا لیے اور قاصدون کو بھی کڑے مین بلوا لیا ۷۶۰ھ سات سو ساٹھ مین بادشاہ نے بہت سا لشکر ساتھ لیکر لکھنوتی کا ارادہ کیا اور خان جہان کو دہلی کے انتظام کے لیے چھوڑا اور تاتارخان یعنی ملک تتار کو غزنین کی حد سے

ستان تک کا ملک سپرد کر کے رخصت کیا اور بادشاہ نے ظفر آباد مین آکر بسبب موسم بارش کے
مقام کیا اسی مقام پر اعظم ملک شیخ زادہ بسطامی مع ملک احمد ایاز کے جسکو بادشاہ نے اپنے
سے بلوا لیا تھا خلیفہ مصر کی طرف سے ایک خلعت بادشاہ کے واسطے لیکر آیا اسکو اعظم خان خطاب
عنایت ہوا اسی جگہ سے بادشاہ نے سید رسول دار کو لکھنوتی کے آگے ہوے قاصد ہمراہ کر کے
ملک ان مکان کے پاس بھیجا اور سکندر نے بھی پانچ ہاتھی اور کچھ اور تحفے درگاہ مین روانہ کیے مگر کچھ
عرصہ کے بعد ظفر آباد سے بادشاہ نے موسم بارش کے لکھنوتی کی طرف
توجہ کی راستے مین سلطنت کا سامان اور ہاتھی اور فراش خانہ لعل جو بڑی عزت کی نشانی تھا
شاہزادہ فتح خان کو عنایت کیا اور سکہ بھی اسی کے نام کا جاری کرایا جب بادشاہ کا لشکر پنڈوہ مین
پہونچا سکندر اس کے قلعے مین جہان اسکے باپ نے پناہ لی تھی محصور ہوگیا بادشاہ کچھ دنون
قلعہ کو گھیرے رہا آخر سکندر نے سینتیس ہاتھی اور بہت سا عمدہ عمدہ تحفے بھیجکر امان چاہی ۷۶۶ سات سو
اکسٹھ مین بادشاہ پنڈوہ کے راستے سے جونپور مین آیا اور برسات کی فصل وہین بسر کی آخر سال
مین بہار کے راستے سے جاجنگر کا قصد کیا اور ہاتھیون اور خیمون وغیرہ کو کڑے مین بھیجا جب کٹک کے
پہونچا راجہ کا راجہ کپس طرف کو ٹل گیا پھر بادشاہ نے بارانسی کی طرف کوچ کیا وہان کا راجہ جو بڑا نامی تھا
تلنگانہ کی طرف بھاگ گیا بادشاہ نے کچھ اسکا تعاقب کیا آخر لوٹ آیا اور شکار کھیلتا ہوا راے پرھان کے
ملک مین پہنچا اسنے تیس ہاتھی اور کچھ اور عمدہ تحفے بطور پیشکش کے بھیجے پھر بادشاہ دہاوتی اور رم تلا کے
جنگل مین جہان ہاتھی بہت تھے شکار کھیلنے گیا اور دو ہاتھیون کو جان سے مارا اور تینتیس زندہ پکڑ لیے
ضیاء الدین برنی نے اس باب مین یہ رباعی لکھی ہے رباعی شاہی کہ زحق دولت پائندہ گرفت
اہل رافضہ جہان چو پرندہ گرفت ۔ از بہر شکار فیل در جاج نگر ۔ آمد دو بکشت سی و سہ زندہ گرفت
یہان سے بہت جلد کڑے کو مراجعت کی ۷۶۷ سات سو بہتر مین دہلی کو آیا تھوڑے دنون کے بعد
نہر سلیمی کی طرف گیا یہ نہر اکبر بادشاہ کے وقت مین ستلج سے نکل کر سلیمی مین گرتی تھی اسکو سرستی بھی کہتے ہین
اور اسکے برابر ہی ایک اور نہر جاری تھی اور دونون نہرون کے بیچ مین حائل تھا اگر وہ
کھود دیا کہ پچاس ہزار بیلدار جمع ہوکر اس ٹیلے کو کھود ڈالین چنانچہ جب اسکو کھودنا شروع کیا تو اس مین سے

ہڈیان ہاتھیون اور آدمیون کی نکلین آدمیون کے ہاتھون کی ہڈیان تین تین گز کی تھین کچھ گل گئی تھین
کچھ اسی طرح باقی تھین آخر وہ نہر نہ کھد سکی اسی عرصے مین اس ضلع سے دس کوس زمین سہرند کی جدا
علحدہ کرکے ضیاء الملک شمس الدین ابو رجا کے حوالے کی چنانچہ اسنے وہان ایک قلعہ
فیروز پور کے نام سے بنایا پھر بادشاہ وہان سے نگرکوٹ کو گیا اور لڑائی کے بعد اسکا محاصرہ
کرلیا آخر وہان کا راجہ حاضر ہوکر نوازش خسروانہ سے معزز ہوا اور بادشاہ نے نگرکوٹ کا سلطان محمد
مرحوم کے نام پر محمد آباد نام رکھا اتفاقاً اُدھر برسات کے دن مین بادشاہ کے واسطے لوگ برف لائے
بادشاہ نے فرمایا کہ اسی مقام پر سلطان محمد کے واسطے برف لائے تھے اور چونکہ مین حاضر
نہ تھا اس سبب سے بادشاہ مرحوم نے بھی اُسکا شربت نہ پیا تھا فیروز شاہ نے یہ قصہ یاد کرکے
مصری کا جو کئی ہاتھیون اور اونٹون پر لدی ہوئی ہمراہ تھی اُس برف مین شربت کرایا اور سلطان محمد
کی روح کے لیے ایک قرآن کا ختم کراکے وہ شربت سارے لشکر کو تقسیم کیا اسی حال مین
لوگون نے عرض کیا کہ سکندر ذوالقرنین جب اس ملک مین آیا تھا اسی زمانے سے یہان کے
لوگ لوشابہ کی تصویر اپنے گھرون مین رکھتے ہین اور اُسکی پرستش کرتے ہین اور یہان کے
بتخانے مین کہ جسکو جوالامکھی کہتے ہین ایک ہزار تین سو کتابین اگلے زمانے کے برہمنون کی
موجود ہین اور یہان سے آگ کے شعلے بہت بلند نکلتے ہین کہ جسپر ہزارون مشکین پانی کی پڑین
تب بھی نہ بجھینگے بادشاہ نے وہان کے برہمنون کو بلاکر وہ کتابین منگوائین اور فارسی مین ترجمہ
کرایا اُنمین ایک کتاب عزالدین خالد قاضی نے جو اُس زمانے کے بڑے شاعرون مین سے ہے علم
نجوم کے بیان مین نظم کی ہے اور دلائل فیروزی اُسکا نام رکھا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے
بھی اس کتاب کو لاہور مین سنہ ایک ہزار ہجری مین اول سے آخر تک دیکھا تھا لیکن
چنداں تعریف کے قابل نہین ہے اور یہ ہم لکھتے ہین کہ مین نے اور کتابین بھی جو سلطان فیروز کے
نام پر ترجمہ ہوئی ہین قبل اس کتاب کے دیکھنے سے دیکھی تھین یعنی اُنمین سے موسیقی کے
فن مین تھین اور بعضی کتاب مین کشتی کے داؤ پیچ لکھے تھے اور بعضی کتاب مین کچھ اور بیان تھا
مگر اکثر بیفائدہ تھین شاید بزرگی اُنکی اس سبب سے تھی کہ مطالب اچھے نہ تھے یا بیان اچھا
نہ تھا پھر بادشاہ وہان سے ٹھٹھے کو گیا اور جام وہان کا حاکم قلعہ بند ہو گیا چونکہ اُس ضلع مین

دریا بہت تھے اور بارش کی کثرت تھی اور غلہ بھی بہت مہنگا تھا اس سبب سے بادشاہ اُسکے محاصرے کو
ترک کرکے گجرات کو گیا اور نظام الملک وہاں سے حاکم کو نائب وزیر کرکے دہلی کو بھیجدیا اور اُسکی جگہ
ظفر خان کو گجرات میں مقرر کیا وہاں بہت پھر تھے کو آیا اس مرتبہ بجام امن مانگ کر حاضر ہوگیا اور سب
امیدوار وہاں سے دہلی تک ہمرکاب آیا اور وہاں بادشاہ کی نوازشوں سے مالامال ہوکر بہتو سابق
ٹھٹھے کی حکومت پر مقرر ہوا سنہ [illegible] سوبہتر میں جہان جہان وزیر نے وفات پائی اور اُسکے بیٹے
بھوندشہ کو جہان خان [illegible] اور [illegible] ہندی زبان میں لورک اور چاند اُسکے
عشق کے بیان میں اُسکا نام [illegible] ہے [illegible] کی کتاب ہے اور خدوم
شیخ تقی الدین [illegible] کرکے [illegible] لوگوں پر اُسکے سننے سے
بیہوشی اور [illegible] ہوا کرتی تھی [illegible] سے پوچھا تھا کہ اس ہندی مثنوی کے
منبر پر پڑھنے کی کیا [illegible] ہے [illegible] کے موافق اقوال اہل تصوف اور
مطابق [illegible] کرتے ہیں [illegible] اس مثنوی کو بڑے مزے سے گایا کرتے ہیں سنہ ۷۳۳
سات سو تینتیس میں ظفر خان کا انتقال ہوا اور گجرات میں اُسکا بیٹا مقرر ہوا سنہ سات سو چھیتیس میں
شاہزادہ فتح خان کے انتقال نے بادشاہ کا بہت جی دکھایا اسی سال میں شمس الدین مغانی کو کمر تنبد
اور خیمہ دولت فرمانروائی عنایت ہوا اور اُسنے گجرات کی حکومت بڑی شان سے اس شرط پر قبول کی کہ ہر سال
[illegible] اور دو سو ہاتھی [illegible] اور سوائے اسکے اور بہت سا مال اور اسباب
نقد درگاہ میں بھیجا کرونگا مگر جونکہ اسقدر وہاں سے وصول نہوا مجبور ہوکر باغی ہوگیا سنہ سات سو اناسی
میں گجرات کے امیران صمد نے اُسکو قتل کرکے سر اُسکا بادشاہ کے حضور میں بھیجدیا اُسکے
بعد گجرات کا ایک فرقہ [illegible] ملک عرف ملک مفرح سلطانی کو سپرد ہوا سنہ سات سو اناسی میں
بادشاہ نے ارادہ [illegible] کی طرف قصد کیا اور وہاں کے راجون کو مع اُنکے خاندان کے
گرفتار کرکے دہلی میں بھیجدیا اور بہت قلعے اُس ضلع میں بنائے اور فیروزپور اور تبلاہی ملک تاج الدین
ترک کے بیٹے کو اور ایک ملک افغان کو جاگیر کرکے دہلی میں آیا اس سال میں ملک نظام الدین
حاکم اودھ کا جو بادشاہ کے ہمرکاب تھا انتقال ہوا اور ملک اودھ اُسکے بڑے بیٹے سیف الدین کے
سپرد ہوا سنہ سات سو اکاسی میں بادشاہ نے ساگانے کی طرف کوچ کیا اور شاہ آباد اور انبالے سے گذر کر مشہور

پہاڑون مین گیا اور وہان کے راجون سے بہت سی پیشکشین حاصل کرکے تخت گاہ کو واپس آیا
اور نصیر خان کو کڑے اور مانکپور کے ضلع سے بلاکر مغلون کی تنبیہ کے لیے ملتان کی طرف بھیجا اور
مہوبے کا ضلع اُسکے بیٹے سلیمان کو سپرد کیا سید خضر خان سلطان علی الدین بدایونی کے داماد کو
اِس نصیر خان نے اپنا بیٹا کیا تھا ۸۰۶ سنہ سات سو بیاسی مین کیتھل کی طرف توجہ کی اُسے لکھو کر دھان نے
مقدم نے سید محمد و سید علی الدین دونون بھائیون کو جو بدایون کے حاکم تھے دھوکے سے قتل
کیا تھا اسلیے بادشاہ نے اُسکے انتقام کا قصد کیا لکھو کر مذکور کمایون کی طرف بھاگ گیا بادشاہ نے
کیتھل کو بالکل تاخت تاراج کردیا اور ملک افغان کو اسے لکھو کر کا مفسد و رفع کرنے کے لیے کیتھل
مین چھوڑا اور ملک قبول کو بدایون مین بھیجدیا چنانچہ قبول پورہ محلہ بدایون مین اسی کے نام سے
مشہور ہے ہر سال بطریق شکار کے آکر کیتھل کو لوٹ کسوٹ جاتا تھا بعد ازان بادشاہ دہلی کو واپس آیا
۸۰۷ سنہ سات سو ستاسی مین بادشاہ نے موضع بہلی مین جو بدایون سے سات کوس ہے اور اُسکو
سوا سا بھی کہتے ہین ایک قلعہ فیروز پور کے نام سے بنوایا اور چونکہ اس بادشاہ کی یہ سب سے پچھلی
عمارت ہے اس سبب سے اُسکو آخرین پور بھی کہتے ہین اب اگرچہ اُس قلعے کی عمارت باقی نہین ہے
لیکن ایک ٹیلہ اُسکی نشانی موجود ہے اس زمانے مین بادشاہ کی عمر نوے برس کی ہوچکی تھی اس سبب سے
اچھی طرح عقل سلیم نہ رہی تھی خان جہان وزیر کسی امیر کی وقعت نہ دیکھ سکتا تھا اسلیے اُسنے بادشاہ کو
بہکا کر کچھ امیرون کو نکال دیا بعضون کو قتل کرڈالا اور بعضے امیرون پر یہ تہمت لگائی کہ شاہزادہ
محمد خان سے مل گئے ہین اور اس ارادے مین ہین کہ اُسکو تخت پر بٹھادین بادشاہ ان باتون کو
سچ جان کر اُن لوگون کے قتل و قمع پر آمادہ ہوا شاہزادہ کچھ دنون ڈر کے مارے بادشاہ سے
بچا بچا رہا آخر ایک روز خلوت مین حاضر ہوکر اپنی نیک نیتی اور خان جہان کی فریب دہی بادشاہ کے
خوب ذہن نشین کردی اور اُس وقت خان جہان کا فساد بادشاہ پر قرار واقعی کھل گیا چنانچہ شاہزادہ محمد خان
اُسکی گوشمالی کے لیے گوٹہ کی طرف رخصت کیا چنانچہ شاہزادہ مذکور بہت سے اُمرائے نامی اور
عوام الناس کو ساتھ لیکر رجب ۸۰۹ سنہ سات سو نواسی مین خان جہان کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا
خان جہان بعد لڑائی کے زخمی ہوکر میوات کی طرف بھاگا اور کوکا نامے دہان کے زمیندار کے پاس پناہ
لے گیا شاہزادے نے سارا مال و اسباب اُسکا لوٹ لیا اور جو جو ہمراہی خان جہان کے شریک تھے سب کو

گوشمالی واجبی دی اس واقعہ کے بعد شاہزادہ ہر طرف سے نخبت ہوکر مطلق العنان ہوگیا اور بادشاہ نے
شعبان سنہ مذکور مین سارا پادشاہی کا سامان اور ہاتھی اور گھوڑے اور کل سلطنت کی علامتین اور
ناصر الدین والدنیا محمد شاہ خطاب عنایت کرکے تخت پر بٹھادیا اور خود عبادت الٰہی مین مشغول ہوگیا اس روز سے
جمعہ کے خطبے مین دونون بادشاہون کا نام پڑھا جاتا تھا محمد شاہ نے اور سرنوا میرون کو مناصب اور
جاگیرین تقسیم کین اور ملک یعقوب کو سکندر خان کا خطاب دیکر خان جہان کے مقابلے مین میوات کو
بھیجا کوکا جو ہان وہان کے زمیندار نے خان جہان کو باندھکر سکندر کے پاس بھیجدیا سکندر خان نے
اسکو قتل کرکے سر اسکا محمد شاہ کے پاس بھیجدیا اور خود گجرات کو روانہ ہوا سنہ سات سو نوے مین مع
محمد شاہ بتقریب شکار کے کوہ سرمور کی طرف گیا گجرات مین ملک مفرح نے امیران صدہ کے اتفاق سے
سکندر خان کو مار ڈالا اور لشکر اسکا لوٹ کھسوٹ کر سپاہ سالار کے ساتھ دہلی مین آیا جب محمد شاہ سرمور کی
طرف سے لوٹا تو غفلت اور بے پروائی کو جو جوانی کی عمر کا لازمہ ہی ایسا کام فرمایا کہ سکندر خان کے انتقام کا
کچھ خیال نہوا اور عیش و عشرت مین مشغول ہوگیا اس سبب سے ملک مین طرح طرح کے فساد برپا ہوے اور
چونکہ محمد شاہ نے سمار الدین اور کمال الدین دو سردارون کو بہت عزت بخشی تھی اسکے حسد مین فیروز شاہ
بادشاہ کے لشکر والے باغی ہوکر ایک میدان مین جمع ہوے شاہزادے نے ملک ظہیر الدین لاہوری کو
آخری نصیحت کے لیے بھیجا اُن خودسرون نے اسکو مارے پتھرون کے زخمی کردیا ظہیر الدین اسی طرح
کہولہان محمد شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا شاہزادے نے کچھ اپنی جمعیت کو اکٹھا کرکے مقابلہ کیا اور
پہلے حملہ مین شکست دیکر اس گروہ کو متفرق کردیا پھر وہ لوگ سلطان فیروز کے پاس پناہ لے گئے اور
اسکو شریک کرکے پھر مقابلہ کیا دو روز تک لڑائی رہی جب وہ لوگ عاجز ہوگئے تو فیروز شاہ کو جو بہت
ضعیف اور لاغر ہوگیا تھا بھڑکا کر محمد شاہ کے مقابلے کے لیے اپنے ساتھ میدان مین لے آئے جب محمد شاہ کی
لشکر والون اور فیلبانون نے فیروز شاہ کو دیکھا فوراً لڑائی کو موقوف کرکے فیروز شاہ سے جا ملے محمد شاہ
ساتھ کچھ تھوڑے سے آدمی رہگئے ناچار انکو ساتھ لیکر سرمور کے پہاڑون کی طرف بھاگ گیا اور بادشاہ کا
لشکر جو قریب ایک لاکھ سوار و پیادے کے تھا محمد شاہ کے مکانون مین داخل ہوا اور سارے محمد شاہ کے
مقربون کو لوٹ کھسوٹ کے تباہ کردیا اور بادشاہ نے بھی لوگون کے بہکانے مین آکر محمد شاہ کو ولیعہدی سے
موقوف کیا اور فتح خان کے بیٹے تغلق خان کو تغلق شاہ کا خطاب دیکر ولیعہد بنایا تغلق شاہ نے

میر خسرو بادشاہ کے دادا کو جو محمد شاہ کے دوستون مین تھا قتل کر ڈالا اور غالب خان حاکم ساما نہ کو
جلا وطن کر کے سامانہ کو بھیج دیا اٹھارھوین رمضان سنہ نو سو ستر مین فیروز شاہ کا انتقال ہوا اور اسکو محل خاص کے
کنارے پر دفن کر کے ایک بڑا گنبد اسکے مزار پر بنا دیا ہے اور وفات فیروز اور نقل فیروز شاہ اسکے
مرنے کی تاریخین ہین مگر دوسری تاریخ مین ایک عدد کم ہے اس بادشاہ نے اڑتیس برس اور کئی مہینے
سلطنت کی فیروز شاہ کے زمانے کے بڑے شاعرون مین ملک احمد امیر خسرو کا بیٹا تھا اور بہ بادشاہ کے
مدیحون سے بھی تھا اگرچہ اسکا کوئی دیوان مشہور نہین مگر اسنے جو قصیدے اسکے کلامون مین داخل کیا ہے
وہ اکثر لوگون نے اپنی کتابون مین نقل کیا ہے چنانچہ نلمبر کی اس بیت مین تصرف کیا ہے ؎
کلاہ گوشہ حکم تو از طریق نفاذ ۔ ربودہ از سر گردون کلاہ جباری ۔ ملک احمد نے کہا کہ پہلا مصرع
اس طرح چاہیئے تھا ؎ زہے طپانچہ قہر تو از طریق نفاذ ۔ اور مصرع ثانی مین لفظ ربودہ کے موقع نگفتہ
مناسب تھا اور ایک اس شعر مین اصلاح دی ہے ؎ این سہل سہل بود کہ گوید سرخ خواہت ۔ گریان خلق اجم
خواہے آزاد کردی ۔ ملک احمد نے یون بنایا ہے ؎ این سہل سہل بود کہ آب حیات خواہت ۔ اور ایک اس شعر کے
بدلا ہے گر مشک خواہد خاک درت را خاک مریز ۔ مریز گر گہر طلبی خریدار شکند ۔ اس شعر مین بجاے مصرع
اول کے یہ تجویز کیا ہے گر لعل خواہد سنگ درت شتری مریز ۔ جناب مصنف لکھتے ہین کہ بعضے اور شعر بھی انکی
نظر سے گذرے تھے مگر یاد نہین رہے اور چونکہ ملک احمد جناب امیر خسرو علیہ الرحمہ کے یادگار تھے
اس سبب سے انکے اس تصرفات کو بادشاہ اور امیر اور فاضل اس زمانے کے بہت پسند کرتے تھے
اور غنیمت جانتے تھے دوسرے شاعر اس زمانے کے مولانا مظہر کرہ تھے کہ انکی اولاد مصنف کے
زمانے تک لکھنوتی مین موجود تھی اور اپنے باپ دادون کے وقت سے عزت پاتی چلی آتی تھی انکا
ایک دیوان بھی پندرہ سولہ ہزار شعرون کا ہے اور چونکہ مداومت انکی شاعرت پر بندھی ہوئی تھی
اس سبب سے انکی فضیلت کے سامنے انکے شعر کا رواج بہت کم ہوا لیکن اگر غور کیجیے تو بڑے
عجب چیز ہے تیسرے شاعر اس زمانے کے قاضی عابد ہین جنکا یہ قطعہ ہے قطعہ دوستان
گویند عابد باچنین طبع لطیف ۔ چیست کاشعار و غزل از تو فزاوان بہ شناخت ۔ باکہ اشعار
غزل گویم چون در عہد ما ۔ شاہی سوزدن و مدح زرافشان بہ شناخت ۔ اور یہ قطعہ حقیقت مین ان
عربی شعرون کا ترجمہ ہے ؎ قالوا ترکت الشعر قلت ضرورۃ ۔ باب الندی لی دائما متغلق ۔

خلت الدیار فلا کریم یرتجی ✤ عنہ النوال ولا بلیغ یعتش ✤ ومن العجائب بالہ کالبشری ✤ مع الکساد بخلہ ویضیق

ذکر سلطان تغلق شاہ بیٹے فتح خان کا

تغلق شاہ سنہ سات سو نوے مین دادا کی وصیت کے بموجب امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا اور غیاث الدین تغلق اپنا خطاب مقرر کیا اور محمد شاہ کے مقابلے کے لیے فوج بھیجی محمد شاہ تھوڑی سی لڑائی بھڑائی کے بعد نگرکوٹ کو بھاگ گیا اور چونکہ وہان کا راستہ سخت تھا اسواسطے بادشاہی فوج اسکا پیچھا نہ کرسکی اس عرصے مین ابوبکر خان بادشاہ کے بھتیجے نے کچھ بغاوت کی ملک رکن الدین غیرہ کئی امیر اسکے شریک ہوگئے ابوبکر نے فیروزآباد مین جو تغلق شاہ کے رہنے کی جگہ تھی داخل ہوکر محل تغلق شاہ کے رہنے کے مکان کے دروازے پر ملک مبارک کبیر کو قتل کیا تغلق شاہ اور خان جہان وزیر دوسرے دروازے کو بھاگے ابوبکر نے انکا تعاقب کرکے قتل کیا اور انکے سر شہر کے دروازے پر لٹکا دیے یہ حادثہ سنہ سات سو اکانوے مین واقع ہوا اور تغلق شاہ نے پانچ مہینے اور اٹھارہ دن حکومت کی

ذکر سلطنت ابوبکر شاہ بن مظفر خان کا

بعد شہادت سلطان تغلق شاہ کے ابوبکر شاہ بے وقوف امیرون کے اتفاق سے تخت سلطنت پر بیٹھا ابتداے جلوس مین سب امیرون کو مناصب تقسیم کیے اور رکن الدین چندہ کو وزارت کے منصب پر سرفراز کیا آخر کو یہ معلوم ہوا کہ رکن الدین بعضے امیرون سے متفق ہوکر غدر کا ارادہ رکھتا ہے اور خود بادشاہی کے خیال مین ہے یہ سنتے ہی فوراً ابوبکر شاہ نے رکن الدین کو مع اسکے مشیرون کے قتل کیا اور سارا مال وخزانہ انکا اوت لیا روز بروز اسکی سلطنت کی قوت ہوئی اسی اثنا مین سامانہ کے امیران صمد نے ملک سلطان شہ خوشحال امیر سامانہ کو جو محمد شاہ کے مقابلے کے لیے ماموریتھا سامانہ کے حوض کے کنارے پر ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا اور سارا گھر بار اسکا لوٹ لیا اور سر اسکا شاہزادہ محمد شاہ کے پاس نگرکوٹ مین بھیجکر اسکے بلانے کا پیغام بھیجا چنانچہ محمد شاہ نگرکوٹ سے متواتر کوچ کرتا ہوا جالندھر کے راستے سے سامانہ مین پہونچا اور شان وشوکت کا سامان درست کرکے ماہ ربیع الاول سنہ سات سو اکانوے مین دوبارہ بادشاہی کا نیزہ بلند کیا اور ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور مین پچاس ہزار آدمیون کی فوج ساتھ لیکر دہلی کی طرف کوچ کرکے قصر جہان نما مین منزل کی اور امیرون کو مناسب مناسب منصب عطا کیے اور ملک سرور کو خواجہ جہان اور

ملک الشرق نصیر الدین حاکم ملتان کو خضر خان کا خطاب عنایت کیا ابوبکر شاہ نے بھی بہادر ناہر سیوائی کی
مدد پر صف آرائی کی ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین فیروز آباد کے میدان مین لڑائی ہوئی محمد شاہ
شکست کھاکر دو ہزار سوارون کے ساتھ جنبا اُتر کر میان دوآب کے ملک کو چلا گیا اور ہمایون خان
اپنے منجھلے بیٹے کو سامانہ کی طرف بھیجا چنانچہ وہ وہان سے بہت سامان اور پچاس ہزار سوار ساتھ لیکر آیا
تو محمد شاہ نے دوبارہ دہلی پر یورش کی اور ابوبکر شاہ کے مقابلے مین پھر شکست کھاکر بھاگا ابوبکر شاہ
تھوڑی دور تعاقب کرکے لوٹ آیا محمد شاہ چیتور مین جو گنگا کے کنارے ایک قصبہ ہے پہونچا اور سارا
سامان اور لشکر اُسکا برباد ہوگیا محرم سنہ سات سو بانوے مین شہزادہ ہمایون خان سامانہ سے
بہت سے امیر مدد کے لیے لایا اور تمام دہلی کے گرد و نواح کو لوٹ مار کے غارت کردیا ابوبکر شاہ نے
عماد الملک کو چار ہزار سوار دیکر مقابلے کے لیے بھیجا پانی پت مین لڑائی ہوئی ہمایون خان شکست کھاکر
پھر سامانہ کو بھاگ گیا ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین ابوبکر شاہ بھی بہت جمعیت ساتھ لیکر محمد شاہ کے
لیے چیتر کی طرف روانہ ہوا اور دہلی سے بیس کوس پر منزل کی محمد شاہ یہ سُنتے ہی دھوکا دیکر
دوسری راہ سے دہلی مین داخل ہوا اور قصر ہمایون مین اُترا سب خاص و عام شہر کے اُس سے
مل گئے ابوبکر شاہ یہ سُنکر فوراً دہلی کی طرف لوٹا اور ملک بہاء الدین جنگی کو جو محمد شاہ کی طرف سے
دروازے کا محافظ تھا قتل کرکے بے تحاشا قصر ہمایون کی طرف متوجہ ہوا محمد شاہ پہلے سے
غافل تھا یہ دیکھتے ہی گھبرا گیا اور حوض خاص کے دروازے سے نکل کر پھر چیتر کو جو اُسکی اصلی
جگہ تھی بھاگ گیا اور بہت سے اُمرا جو اُسکے مقرب ہوگئے تھے مارے گئے اگرچہ اب محمد شاہ مین
ابوبکر شاہ کے مقابلے کی طاقت نہ رہی لیکن ابوبکر شاہ کی حرکتین ایسی تھین کہ سب لوگ اُس سے
بیدل تھے ماہ رمضان سنہ مذکور مین مبشر جب اور بعضے فیروز شاہی غلامون نے جو امارت کے
مرتبے پر پہونچے تھے پوشیدہ محمد شاہ کو خط لکھے اور اپنی استدعا ظاہر کی ابوبکر شاہ اس حال سے
واقف ہوکر بہت گھبرایا اور بہادر ناہر سے مدد لینے کے لیے کوٹلہ میوات کی طرف گیا اور ملک شاہنا
اور عماد الملک اور ملک بحری اور صفدر خان کو دہلی مین چھوڑا محمد شاہ جب الطلب اُمرا کے بڑی
شان و شوکت سے پھر تیسری بار دہلی مین داخل ہوا اور قصر فیروز آباد مین تخت سلطنت پر
جلوس کیا مبشر جب کو اسلام خان کا خطاب دیکر وزارت کا منصب عطا کیا کچھ دنون کے بعد

فیروز آباد سے قصبہ جہان نما مین چلا گیا اور اُن سب فیروز شاہی غلامون کو جو اول باعث فتنہ و فساد کے ہوے تھے قتل کر دینے کا حکم دیا چنانچہ اس قتل عام مین اکثر پوربی کی طرف کے آزاد لوگ جنکی زبان مین کچی تھین غلامون کے دھوکے مین قتل ہو گئے ابوبکر شاہ کی اس حادثے کے بعد کر ٹوٹ گئی اس اثنا مین محمد شاہ نے کوٹلہ میوات کی طرف ابوبکر شاہ کے مقابلے کے لیے یورش کی مجبور ہو کر ابوبکر شاہ اور بہادر ناہر امان مانگ کر حاضر ہو گئے بہادر ناہر نے خلعت اور انعام پایا اور ابوبکر شاہ کو سیر تھ کے قلعے مین قید کر دیا چنانچہ وہ زندگی بھر وہین رہا یہ حادثہ سنہ سات سو ترانوے مین واقع ہوا اور ابوبکر شاہ نے دو برس سلطنت کی

ذکر سلطان محمد بن فیروز شاہ کا

بعد اس فتح کے محمد شاہ مست مقبل بادشاہ ہو گیا اور کوئی مدعی سلطنت باقی نہ رہا اسی اثنا مین ملک مفرح سلطانی حاکم گجرات نے کچھ تمرد کیا ظفر خان اُسکے مقابلے کے لیے نامزد ہوا سنہ سات سو چورانوے مین وہ اس سے زمینداروں کے میان دواب مین فتنہ اُٹھایا اور قصبہ بلارام کو لوٹ لیا اسلام خان نے ہر سنگھ راے اُنکے سرغنہ کو جا کر شکست دی پھر بادشاہ نے فتح اوراٹاوے کی طرف کوچ کیا اور وہان کے سرکشون کو گوشمالی دیکر اوراٹاوے کو تاخت تاراج کر کے پھر قصبہ چتیری مین جو اُسکی قدیمی ماتوس جگہ تھی آیا اور شہر محمد آباد بنا کیا اس سال مین اسلام خان کو ارادہ بغاوت کی تہمت مین قتل کیا سنہ سات سو پچانوے مین ملک مقرب الملک کو اٹاوے کے سرکشون پر بھیجا اُسنے قول قرار کر کے سب باغیون کو بلا لیا اور فوج مین لیجا کر قتل کر ڈالا اور پھر محمد آباد کو واپس آیا اور ماہ شوال سنہ مذکور مین بادشاہ بیمار ہوا اس عرصے مین بہادر ناہر نے کئی موضع لوٹ لیے بادشاہ نے اُنکی تنبیہ کی طرف یورش کی بہادر ناہر کچھ لڑائی کے بعد بھاگ گیا اور بادشاہ فتح پا کر محمد آباد کو واپس آیا اور وہان کچھ عمارت بنوانی شروع کی اس حال مین بیماری کی پھر شدت ہوئی سرشیخا کھوکر باغی ہو کر لاہور پر متصرف ہو گیا بادشاہ نے سنہ سات سو چھیانوے مین شہزادہ ہمایون خان کو اُس طرف نامزد کیا اسی اثنا مین شہر مین پہنچا کہ بادشاہ نے ملک آخرت کو رحلت کی اور بابر کے حظیرے مین حوض خاص کے کنارے دفن ہوا اس بادشاہ نے چھ برس اور سات مہینے حکومت

ذکر سلطان علاء الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ کا

بعد انتقال محمد شاہ کے اُسکا بیٹا علاء الدین سکندر شاہ جسکا ہمایون خان نام تھا انیسوین ربیع الاول سنہ سات سو پچانوے مین بموجب وصیت پدر کے تخت سلطنت پر بیٹھا اور فقط ایک مہینہ اور سولہ روز سلطنت کا مزا چکھ کر دنیاے فانی کو ترک کیا مصرع روے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

اسکے ایام شاہزادگی مین ایک فاضل نے مقامات حریری کے مقابلے مین ایک کتاب اُسکے نام پر لکھی ہے مصنف نے بھی ایک مقالہ اُسکا دیکھا ہے

ذکر سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ کا

بعد انتقال علاء الدین کے محمد شاہ کا چھوٹا بیٹا محمود شاہ سب امیرون کے مشورے سے تاریخ بیسوین جمادی الاولی سنہ مذکور کو تخت سلطنت پر بیٹھا اور سلطان ناصر الدین محمود شاہ اپنا خطاب مقرر کیا اور مقرب الملک کو مقرب خان کا خطاب دیکر ولیعہد کیا اور نصب او خطاب اور جاگیر مین سب امیرون کو خطابون اور سرکشون کی تنبیہ کے لیے جنھون نے بڑا فساد برپا کر رکھا تھا خواجہ جہان کو سلطان الشرق خطاب دیکر فتح سے بہار تک سب ملک سپرد کرکے اُس طرف روانہ کیا چنانچہ اُسنے جاج نگر تک اپنا قبضہ کرلیا اور بہت سے ہاتھی اور آسباب وہان سے حاصل کیا اور بادشاہ لکھنوتی نے بھی ہر سال ہاتھی دہلی مین بطور پیشکش کے بھیجنا شروع کیے اور حدود کڑہ اور اودھ اور سندیلہ اور ملوتا اور بھڑایچ اور نرسہٹ کے قلعے جو کافرون نے خراب کر دیے تھے ازسر نو تعمیر کیے گئے بادشاہ نے سارنگ خان کو علاقہ دیبال پور مین شیخا کھوکر کا فتنہ دفع کرنے کے لیے بھیجا اسی سال کے ماہ ذیقعدہ مین شیخا موضع سامو تحلہ مین جو لاہور سے بیس کوس ہے بڑی لڑائی کے بعد سارنگ خان کے مقابلے سے بھاگ کر کوہ جمون کی طرف گیا اور سارنگ خان لاہور اپنے بھائی عادل خان کو سپرد کرکے دیبال پور کی طرف لوٹ گیا اسی سال کے ماہ شعبان مین سلطان محمود نے مقرب خان کو بطور نیابت کے شہر مین چھوڑکر اور سعادت خان کو جو عبد الرشید سلطان کے نام سے مشہور تھا اپنے ہمراہ لیکر بیانہ اور گوالیار کی طرف کوچ کیا اور قصبہ بسادر مین ایک جامع مسجد بہت بڑی سنگین عمارت کی بنوائی جو آج تک موجود ہے جب بادشاہ گوالیار کے قریب پہونچا تو ملک علاء الدین دھاروال اور ملوخان برادر سارنگ خان اور ملک راجو سعادت خان پر غدر کا ارادہ کیا اور اُسنے اس ارادے سے واقف ہوکر ملک علاء الدین اور مبارک خان کو پکڑکر قتل کیا اور ملوخان بھاگ کر مقرب خان کے پاس دہلی مین گیا بادشاہ بھی فی الفور تختگاہ کو واپس آیا اور سواد شہر مین نزول کی اور مقرب خان اس خوف سے کہ ملوخان کو پناہ دی تھی قلعے مین پناہ گیا تین مہینے تک سعادت خان اور مقرب خان مین لڑائی قائم ہوئی ماہ محرم سنہ سات سو ستانوے مین سلطان محمود مقرب خان کے طرفدارون کے بہکانے سے سعادت خان سے جدا ہوکر قلعے مین جا کر

مقرب خان سے جا ملا اس سبب سے مقرب خان کو بڑی تقویت ہوگئی دوسرے دن سعادت خان سے
میدان مین نکل کر مقابلہ کیا اور شکست کھا کر پھر قلعے مین داخل ہوا اور سعادت خان فیروز آباد مین چلا گیا
اور بعضے امیرون کے ساتھ اتفاق کر کے فتح خان کے بیٹے نصرت خان کو میوات سے بلایا اور ربیع الاول
سنہ مذکور مین اُسکو تخت پر بٹھا کر ناصر الدین نصرت شاہ خطاب مقرر کیا نصرت شاہ فقط کہنے کو
بادشاہ تھا سارے کاروبار سلطنت کے سعادت خان نے اپنے اختیار مین رکھے بعضے غلام
فیروز شاہ کے اور فیلبان نصرت شاہ سے متفق ہو کر اور یکبارگی سے اُسکو ہاتھی پر بٹھا کر اور ایک
بڑی جمعیت ساتھ لیکر یکایک سعادت خان پر جا پڑے سعادت خان اس حملے سے بالکل
غافل تھا یکایک بدحواس و پاہو کر بھاگ نکلا اور دہلی مین مقرب خان کے پاس چلا گیا اُسنے
دغا سے بلا کر قتل کر ڈالا اور محمد مظفر وزیر اور شہاب ناصر اور ملک فضل اللہ ملتانی اور بندگان فیروز شاہی
وغیرہم امرائے نصرت شاہی نے از سر نو سلطان نصرت شاہ سے بیعت کی اور اُسنے سب کو
منصب تقسیم کیے اور دہلی مین سلطان محمود اور فیروز آباد مین نصرت شاہ بادشاہی کرنے لگے
مقرب خان نے دہلی کا پرانا قلعہ بہادر ناہر میواتی کو حوالہ کیا اور ملہ خان کو قتلمش خان کا خطاب دیا
ہر روز ان دونون بادشاہون مین شطرنج کی طرح بادشاہون کی لڑائی قائم تھی سارا ملک میان دوآب کا
اور سنبھل اور پانی پت اور رہتک اور جھجر نصرت شاہ کے تصرف مین تھا اور دو چار پرانے قلعے جیسے
دہلی اور سیری وغیرہ سلطان محمود کے قبضے مین رہے اور یہ مثل اُسی دن سے مشہور ہے کہ خداوند عالم
از دہلی تا پالم آور تمام ہندوستان مین بہت سے لوگ تھوڑے تھوڑے ملک دبا کر خود مختار
حاکم بن بیٹھے تین برس تک ملک کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی فیروز آباد والے دہلی والون پر غالب آگئے
اور کبھی یہ اُنپر سنہ سات سو اٹھانوے مین خضر خان امیر ملتان اور سارنگ خان حاکم دیبال پور مین
بڑی لڑائی ہوئی آخر کو ملک مردان کے بعضے غلام جو ملک سلیمان پدر خضر خان کا مربی تھا بیوفائی کر کے
سارنگ خان سے ملگئے اور ملتان خضر خان کے قبضے سے نکل کر سارنگ خان کے قبضے مین آگیا
اور روز بروز اُسکی جمعیت بڑھتی گئی سنہ ۹۹ سات سو ننانوے مین سارنگ خان نے غالب خان
حاکم سامانہ اور تاتار خان والی پانی پت کو نکال کر دہلی تک اپنا قبضہ کر لیا نصرت شاہ نے ملک اسد
غلام فیروز شاہی کو بہت سے ہاتھی اور لشکر دیکر تاتار خان کی مدد کے لیے روانہ کیا تاکہ سامانہ کو

سارنگ خان

سارنگ خان سے جھین کر غالب خان کے سپرد کر دی محرم سنہ آٹھ سو مین موضع کوٹلہ کے نواح مین بڑی لڑائی ہوئی آخر سارنگ خان شکست کھا کر ملتان کو بھاگ گیا اور تاتار خان تلونڈی تک خود جا کر لوٹ آیا اور آگے کو کمال الدین بھیجا کو سارنگ خان کے تعاقب مین روانہ کیا ۱۲ ربیع الاول سنہ مذکور مین میرزا پیر محمد نے جو صاحبقران امیر تیمور گورکان بادشاہ خراسان اور ماوراء النہر کا پوتا تھا سندھ ندی سے اُتر کر اچھ کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ایک مہینے تک علی ملک سارنگ خانی قلعے مین سے لڑتا رہا پھر ملک تاج الدین بختیار ہزار سوار سارنگ خان سے لیکر اچھ کے قلعے پر پہونچا تب میرزا پیر محمد نے اُس قلعے کو چھوڑ دیا اور دھوکا دیکر بیاس ندی کے کنارے پر جس جگہ ملک تاج الدین کی فوج پڑی تھی ایسے حال مین کہ وہ غافل تھے حملہ کیا اور بہت سے آدمی تاج الدین کی طرف کے قتل کر ڈالے کچھ ندی مین ڈوب کر مر گئے اس فتح کے بعد مرزا پیر محمد نے فوراً جا کر ملتان کے قلعے کو گھیر لیا سارنگ خان چھ مہینے تک لڑتا رہا آخر امن طلب کر کے حاضر ہو گیا پیر محمد تیمور کے آنے تک ملتان مین ٹھہرا رہا ماہ شوال سنہ مذکور مین اقبال جو ملو باسلطان کے نام سے مشہور تھا بہت سے عہد و پیمان کر کے نصرت شاہ کا شریک ہوا اور نصرت شاہ کو مع لشکر اور ہاتھیوں کے قصر جہان نما مین لے گیا مقرب خان اور بہادر ناہر پرانی دہلی کے قلعے مین بند ہو گئے تیسرے دن اقبال خان نے دھوکا دیکر نصرت شاہ کے لشکر پر یورش کی وہ اس دغا سے غافل تھا بدحواس ہو کر فیروز آباد مین بھاگ آیا اور وہان سے جمنا اُتر کر تاتار خان اپنے وزیر کے پاس پانی پت مین چلا گیا اور سارا سامان اور ہاتھی نصرت خان کے اقبال خان مکار کے ہاتھ لگے دو مہینے تک مقرب خان اور اقبال خان مین ہر روز لڑائی ہوتی رہی بعد ازان بعض امیرون نے درمیان مین پڑ کر دونون کو ملا دیا اور صلح کرا دی بعد چند روز کے اقبال خان نے مقرب خان سے دغا کر کے یکایک اُسکے مکان کا محاصرہ کر لیا اور جب وہ امن مانگ کر آیا تو اُسکو قتل کر ڈالا اور سلطان محمود کو پکڑ کے برائے نام بادشاہ بنا لیا اور کاروبار ملکی سب اپنے قبضے مین کیے ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور مین اقبال خان نے پانی پت کو بھی تاتار خان کے آدمیون سے چھین لیا اور سارے اُنکے ہاتھی اور سامان اپنے قبضے مین کر لیے اس سے پہلے تاتار خان نے دہلی کی طرف توجہ کی تھی یہان اُس سے خاک بھی نہو سکا بلکہ اور اپنا ملک بھی ہاتھ سے گیا مجبور ہو کر دہلی سے گجرات کو اپنے

پاس چلا گیا اقبال خان نے دہلی مین آکر تاتار خان کے داماد نصیر الملک کو جو اُس سے مل گیا تھا
بادل خان خطاب دیکر میان دوآب کا ملک حوالہ کیا ماہ صفر ۸۰۱ھ آٹھ سو ایک مین امیر تیمور
تلمبہ کو لوٹ کھسوٹ کے ملتان مین آیا اور بہت سے سارنگ خان کے لشکر والے جو مرزا پیر محمد نے
پکڑ کر قید کر لیے تھے تہ تیغ کیے گئے پھر تیمور نے وہان سے متواتر کوچ کر کے قلعہ بہت کر بھی
فتح کیا اور راجہ جلبین بھٹی کو پکڑ کے سارے قلعہ والون کے ساتھ قتل کر ڈالا وہان سے چلکر
سامانہ کو فتح کیا دیپال پور اور اجودھن اور سرستی کے سارے باشندے جان کے خوف سے
ادھر ادھر بھاگتے پھرتے تھے سلطان تیمور نے اکثر کو قتل کر ڈالا اور بعضون کو قید کر کے
اپنے ہمراہ لے لیا وہان سے کوچ کر کے جمنا کو اُتر کر میان دوآب کے ملک مین آیا اور سارے
ملک کو لوٹ کھسوٹ کر کے تباہ کر دیا پھر قصبہ لونی مین جو جمنا کے کنارے پر دہلی کے قریب
واقع ہے نزول کیا اس منزل مین تخمیناً پچاس ہزار قیدی جو گنگا کے کنارے تک سے پکڑے تھے
قتل کیے اور بعضے لوگ بڑے بڑے عمامے باندھے ہوے مولویون کی صورت بنائے ہوے
اُس لشکر کے ساتھ تھے اُنھون نے مسلمان قیدیون کو بھی ہندؤن کے حکم مین داخل کر کے
بہ نیت جہاد اپنے ہاتھ سے قتل کیا ماہ جمادی الاول ۸۰۱ھ آٹھ سو ایک مین امیر تیمور نے جمنا کو
اُتر فیروز آباد مین منزل کی اُسکے دوسرے دن حوض خاص پر ڈیرے ڈالے اقبال خان
بہت سے ہاتھی اور فوج لیکر مقابلے مین آیا مگر پہلے ہی حملے مین شکست کھائی اس لڑائی مین
بڑی مخلوق قتل ہوئی اور سارے ہاتھی تیموریون نے چھین لیے جب رات ہوئی تو اقبال خان
اور سلطان محمود شرم و حیا کو طاق مین رکھکر سارے اپنے اہل و عیال کو اُسی بلا مین چھوڑ گئے
اور سلطان محمود گجرات کی طرف بھاگ گیا اور اقبال خان جمنا اُتر کر قصبہ برن کو چلا گیا امیر تیمور نے
دوسرے دن دہلی مین داخل ہو کر شہر والون سے بہت سا مال و اسباب ٹھہرا کر امن دی
اور اُن سے وہ ٹھہرا ہوا مال اور سوا اُسکے اور بہت سی پیشکشین حاصل کین اسی اثنا مین
تیمور کے لشکر کے کئی سپاہیون کو شہر والون نے مار ڈالا تیمور نے یہ سُنکر سارے شہر والون کو
قید کر لینے کا حکم کیا اور سب کو پکڑ کر ما وراء النہر کو لے گیا منجملہ اُن قیدیون کے شیخ
احمد کٹھو بھی تھے جنکا مزار گجرات مین احمد آباد کے قریب موجود ہے وہ بھی تیمور کے لشکر کے ساتھ گئے

چنانچہ انھوں نے امیر تیمور سے ملاقات کی اور اپنا فضل و کمال ظاہر کرکے اسکو اپنا معتقد کرلیا اور وہان کے سارے عالمون فاضلون کو مباحثہ مین الزام دیا اور تیمور سے قیدیون کی سفارش کی تیمور نے انکی خاطر سے سب کو چھوڑ دیا یہ حق شیخ ممدوح کا سارے اہل ہند کی گردنون پر باقی رہا شیخ کے حالات مین یہ سارا قصہ تفصیل سے مذکور ہے اس فتح سے تھوڑے دنون کے بعد خضر خان اور بہادر ناہر میواتی جو خوف کے مارے میوات کے پہاڑون مین چھپ رہے تھے امیر تیمور کی خدمت مین حاضر ہوے سوائے خضر خان کے جو شاید کچھ پہلے شناسائی امیر تیمور سے رکھتا تھا سب کو تیمور نے قید کرلیا اور دربار ہندوستان کو لوٹا اور کوہ سوالک کے ملکون کو فتح کرکے ایک زلزلہ ڈال دیا پھر لاہور مین آیا اس فتح کی تاریخ لفظ رخا اور خار سے نکلتی ہے اور شیخ کھوکر کو جو پہلے تیمور کی خدمت مین حاضر ہوا تھا اور پھر کسی حیلے اسے لاہور کو سارنگ خان سے چھین کر خود متصرف ہوگیا تھا امیر تیمور نے مع اہل و عیال کے قید کرلیا اور سارے اہل لاہور کے لوٹ لینے اور پکڑ لینے کا حکم دیا اور خضر خان کو دیپال پور اور ملتان کا ملک حوالہ کرکے فرمایا کہ دہلی بھی ہمنے شیخ کھوکر کی پھر امیر تیمور لاہور سے کابل ہوتا ہوا سمرقند کو چلا گیا اس سال مین دہلی مین ایسی وبا اور قحط کی کثرت ہوئی کہ بالکل ویران ہوئی اور دو مہینے تک ایسی اجڑی پڑی رہی کہ کسی چرندے پرندے کا بھی نشان باقی نہ رہا نصرت شاہ جو اقبال خان کے مقابلے سے بھاگ کر میان دوآب مین چلا گیا تھا ایسے وقت مین فرصت کو غنیمت سمجھکر میرٹھ مین آیا اور وہان سے دہلی مین داخل ہوا عاول خان وغیرہ بہت سی مخلوق جو مغلون کے ہاتھ سے خلاصی پاکر ادھر ادھر گونٹون مین چھپی بیٹھی تھی سب اسکے پاس آکر جمع ہوگئی جب بہت سی جمعیت اکٹھی ہوگئی تو نصرت شاہ نے شہاب خان کو اقبال خان کے مقابلے کے لیے بدایون کی طرف بھیجا راستے مین تھوڑے سے ہندوون نے اکٹھے ہوکر شہاب خان پر شبخون کرکے اسکو قتل کرڈالا اور اقبال خان نے شدید ستی کرکے سارے اسکے اسباب اور ہاتھیون پر قبضہ کرلیا اور روز بروز اسکو تقویت ہوتی گئی اور نصرت خان کا کام درہم برہم ہوگیا بعد ازان اقبال خان نے بدایون سے دہلی کی طرف کوچ کیا یہ سنکر نصرت شاہ فیروز آباد سے میوات کی طرف بھاگ گیا اور اسی جگہ ملک آخرت کو کوچ کیا اس زمانے مین ہر طرف ہندوستان مین لوگ بادشاہ بن بیٹھے ۸۱۲ھ آٹھسو دو مین اقبال خان نے شمس خان اوحدی حاکم بیانہ پر یورش کی نوہ اور ٹپل کے جنگل مین لڑائی ہوئی آخر اقبال خان نے فتح پائی اور شمس خان

لوٹ کر بیانہ کو چلا گیا پھر اقبال خان نے کمیٹھیر پر لشکر کشی کر کے سرائے ہرسنگھ وہان کے راجہ سے
بہت سا مال بطور پیشکش کے لیا اسی سال میں خواجہ جہان سے جونپور میں انتقال کیا اور اُسکی جگہ
ملک سارنگ قرنفل مبارک شاہ کا خطاب مقرر کر کے قائم مقام ہوا ماہ جمادی الاول سنہ آٹھ سو تین میں
شمس خان بیانے والے اور مبارک خان بن بہادر ناہر خان نے اقبال خان سے صلح کر لی اقبال خان نے
انکو ساتھ لیکر صدوڈیالے میں آب سیاہ کے کنارے پر جو کالے پانی کے نام سے مشہور ہے سیر
وہان کے مقدمہ سے لڑ کر فتح پائی اور اٹاوہ تک کفار کا پیچھا کیا جب قنوج میں پہنچا تو مبارک شاہ
جونپور سے نکل کر گنگا کے اُس کنارے اپنی فوج لیکر مستعد کھڑا ہو گیا اُس کنارے پر اقبال خان کی
فوج تھی کسی کی جرأت گنگا اُترنے کی نہ ہوئی تھی آخر کو دونوں اپنے ملک کو لوٹ گئے نوے و
اقبال خان نے شمس خان اور مبارک خان کو دغا کر کے ۸۰۲ھ اسی سال میں ایک بادشاہی
غلام نے جو غالب خان والی سارنگ کا اتابک تھا بڑا لشکر جمع کر کے تاخت کر کے سنہ نو سو میں
نواحی اجودھن میں خضر خان سے مقابلہ کیا اور شکست کھا کر قصبہ بھیرہ میں چلا آیا غالب خان اور
سب امیر دنیا نے متفق ہو کر اُسکو قتل کر ڈالا سنہ آٹھ سو چار میں محمد شاہ کا بیٹا سلطان محمود
خطہ دھار سے دہلی میں آیا بقباد اقبال خان اُسکے استقبال کو گیا اور اُسکی بڑی تعظیم کر کے
کوشک جہان نما میں لایا۔ لیکن چونکہ سارا سامان سلطنت کا اقبال خان کے اختیار میں تھا اس سبب سے
محمود اس سے دل رنجیدہ ہو کر فوج کو اپنے ساتھ لے گیا اس سال میں ارک شاہ کا انتقال ہو گیا
اور سلطان ابراہیم اُسکا چھوٹا بھائی اُسکا جانشین ہوا چاہا چنانچہ اپنا لشکر لیکر سلطان محمود
اور اقبال خان کے مقابلہ کے لیے آیا لڑائی سے پہلے سلطان محمود شکار کے بہانے
اقبال خان کے لشکر سے جدا ہو کر سلطان ابراہیم سے جا ملا مگر سلطان ابراہیم اُس سے
بڑی بے پروائی سے پیش آیا سلطان محمود نے شاہزادہ فتح خان ہروی کو جو مبارک شاہ کی
طرف سے قنوج پر متصرف تھا نکال کر وہان کے قلعے پر اپنا قبضہ کر لیا اور سب وہان کی عما سلطان محمود
سے ملک ہو گئی پھر سلطان ابراہیم جونپور کو اور اقبال خان دہلی کو لوٹ گئے اور سلطان محمود نے
فقط قنوج پر قناعت کی سنہ آٹھ سو چار میں اقبال خان نے گوالیار پر جو مغلوں کے جھگڑے میں
ہرسنگھ نے غدر کر کے مسلمانوں سے چھین کر اپنے قبضے میں کر لیا تھا یورش کی اور

بیرم دیو ہر سنگھ کے بیٹے سے نکال کر اپنے تصرف میں کر لیا سنہ آٹھ سو چھ میں تاتار خان ناخلف نے
اپنے باپ ظفر خان کو دغا سے قید کر کے اسادل میں بھیج دیا اور سلطان ناصر الدین محمد شاہ اپنا
خطاب مقرر کیا اور بہت سا لشکر جمع کر کے دہلی کی طرف روانہ ہوا راستے میں کیکے چاچس خان نے
اسکو زہر دیکر مار ڈالا ظفر خان کو قید سے نکالا سارا لشکر اس سے مل گیا سنہ آٹھ سو سات میں
اقبال خان نے گجرات اور مالوے کی طرف کوچ کیا سارنگ اس طرف کے راجے اناوت کے
قلعے میں اکٹھے ہو گئے چار مہینے تک لڑائی رہی آخر ان راجوں نے چار ہاتھی اور کچھ اور پیشکش لائق
دیکر صلح کر لی اقبال خان وہاں سے فتح کر کے مالوہ میں محمود سے مقابلہ کیا اور چونکہ وہ قلعہ بہت
مضبوط تھا کچھ نہ کر سکا مجبور ہو کر پھر دہلی کو واپس آیا اور محرم سنہ آٹھ سو آٹھ میں سامانہ گیا اور
وہاں سے دوآبہ کو گیا اور بہرام خان ترک کے بچے کو جو سارنگ خان سے مخالف ہو گیا تھا کسی حیلے سے گرفتار
کر لیا اور اسکی کھال کھنچوا ڈالی اور وہاں سے ملتان کی طرف خضر خان کے مقابلے کے لیے گیا
ملتانی سے راے کمال الدین معتبر و معتمد اور کئی سردار اور کثیر لشکر لیا اور سنہ آٹھ سو دس میں
ملتان میں خضر خان سے مقابلہ ہوا چونکہ اقبال خان پر اوبار آ گیا تھا پہلے ہی حملے میں شکست ہوئی
اور گھوڑا اسکا زخمی ہو گیا اس سبب سے اس معرکے سے باہر نہ نکل سکا خضر خان کے لشکر والوں نے
اسکو پیچھا کر کے پکڑا اور سر اسکا کاٹ کر فتح پور ضلع ملتان میں بھیجدیا ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور میں
محمود امراے دہلی سے جب الطلب پھر دہلی پر آ کر متصرف ہو گیا اور سب اسیروں کو منصب
تقسیم کر کے مبارک خان کے گنبیدہ والوں کو کول کی طرف روانہ کر دیا سنہ نو سو میں
سلطان محمود نے قنوج کی طرف قصد کیا اس طرف سے سلطان ابراہیم نے گنگا اتر کر صف آرائی کی
مگر بے لڑے بھڑے دونوں اپنے اپنے ملکوں کو لوٹ گئے جب سلطان محمود کے سب امیر اپنے
اپنے ملکوں کو چلے گئے ابراہیم نے پھر آ کر قنوج کا محاصرہ کر لیا اور ملک محمود ترکی جو سلطان محمود کی
طرف سے قنوج کا ناظم تھا چار مہینے تک لڑتا رہا جب کہیں سے اسکو مدد نہ پہونچی مجبور ہو کر امن مانگ کر
سلطان ابراہیم سے مل گیا اور قنوج اسکے حوالہ کی سلطان ابراہیم نے برسات کی فصل قنوج میں گذاری
اسکے بعد قنوج اختیار خان کو حوالہ کر کے دہلی کی تسخیر کا قصد کیا سنہ آٹھ سو دس میں نصرت خان
گرگ انداز اور تاتار خان پسر سارنگ خان اور ملک مرجا اقبال خان کا غلام محمود سے باغی ہو کر

میزند مهر نسیه چون نفس سرد صبا — گل چنان رفت که گر مشرق و مغرب چینند — جز بزم شه آفاق نیابند او را
شاه محمود کز آرایش بزمش داریم — نوبهارست بهر جا مه جهان خلد نما — آنکه از تعبیه صف را چو بزم آراید
صف بدخواه هم از دیدنش آرد بصفا — دل او مشرق غیبی ست و قوی دارد — که کند سر قدر را بنظر استیفا
ای بتاجاوران ممالک وزرا را ستور — جز بدستوری امیت نه زدم مدرا — دفتری گر نه ز اخلاق تو خواهد بنوشت
ورق گل بچمن می شکند باد صبا — پیش رایت چو سهائی بنماید خورشید — پیش خورشید گهی گرچه کند وه وسها
قاتل خصمی و آرام مفضلات قائل — ملجا خلقی و بدخواه پرستت ملجا — ساقی بزم ترا جام طرب بر کف دست
قاصد صیت ترا جاری جهان در تبا — خوان معنی نتوان چرب ثنایت کندو — مهر گیاه در اختم بود بر حلوا
خسرو اگر ز رکاب تو بماند مهجور — نیستم فارغ یک ساعتی از مدح و ثنا — کار من چاکری تست چو زان ماند ما
چه دعا گویی تو کار و گر نیست مرا — تو بیندیشه برا عداو من اندر عقبت — می فرستم بمد و شام و سحر فوج دعا
پیش تا باشد شبهای دراز ایام را — بی شتا موسم نوروز بهی تا مد نا — باد خرم چمن عیش تو چون فصل ربیع
عمر بدخواه تو کوتاه تر از روز شتا — آور ایکبار دگر سید کی شعر ترا — بوی گل جنبید سوی گلستان خیزانی نیم
باد گر کهنه طلب یاد آر ازان یار قدیم — شاخ گل چون نخل عیسی دم پر شد ز بنا غ — زان همی جنبانش مریم صفت هر دم نسیم
شاخ شد سبز بجمل کی کشید از کلام — خضر در صحبت تواند صبر کرد زان جوی کلیم — شاخ تر را از هوا گر هست میلی لیک چیست
میرود از محمد لشکر بصراط المستقیم — با دبر جو حرف کش چون قلم اندر دبیر — چشم نرگس در هوا چون وصف بستن حکیم
طوطیان را خط سبز نامه سفید — زاغ زین تشریف عاری کو سیه دارد گلیم — زان امم کاندر ته خاکند گوئی نسخه
نرگس آرد در هستان تک کی اندوه — سنبل و نرگس ز چشم و زبان خوبان نشانهاست — زان همی افتاد مظلومان گزاند مستقیم
نیمه شب گلبانگ زد مرغ آزمی گفت — هم بآسیبی کسی کو را دلی باشد سلیم — لاله باداغ سیه کاندر دل از ظلم خزان ست
هندوی گوئی فروزانست بازم چهر — تا بیکیا ایستاده است بالا دو چشم — حضرت شد را بقا باد و بخواهد از زمین برم
آنکه با بخت جوانش آسمان پیر بکوست — وز پی تعلیم رایش عقل کل طفل فهیم — تا زبانی یافته از تیغ تیزش نامیه
خسته خصمش اندر خاک میاز د دو نیم — کوکب دولت که سوی حضرتت دارد رجوع — استقامت یابد از گردد بدو گاهت نقیم

فی الحقیقت قاضی نظیر کے بعد کوئی شاعر کامل ہندوستان مین نہین ہوا بعد انتقال سلطان محمود کے
سبا بندخان اور ملک ادریس والی ربتک وغیرہ ہندوستان کے امیرون نے خضرخان کے
مقابلے مین دولت خان سے موافقت کر لی خضرخان اس سال مین فتح پور مین ہی رہا کسی طرف کو

کوچ نہین کیا محرم ۸۱۶ آٹھ سو سولہ مین دولت خان کتہیر کی طرف بطریق شکار کے گیا اور وہان کے سارے راجون کو پکڑ کر تبالی کی طرف توجہ کی اس مقام پر مہابت خان حاکم بدایون اُس سے آملا اسی سال مین سلطان ابراہیم نے تاتار خان ابن محمود خان کا کالپی مین محاصرہ کیا اور چونکہ دولت خان کے پاس جمعیت تھوڑی تھی اس سبب سے اُسنے تغافل کیا اور ان دونون مین سے کسی کو مدد نہ دی اسی سال کے ماہ ذی قعدہ مین خضر خان فیروز آباد مین آیا اور ادھر کے سب امیر اُس سے آملے ملک ادیس رہتک کے قلعے مین بند ہو گیا پھر خضر خان میوات کی طرف گیا اور جلال خان میواتی بہادر ناہر کے بھتیجے کو ساتھ لیکر سنبھل مین آیا اور اُسکو خوب لوٹا کھسوٹا ذی الحجہ سنہ مذکور مین دہلی کے قصد پر شہر سے باہر منزل کی دولت خان جو چار مہینے تک قلعے مین بند رہا تھا ملک لونا وغیرہ خضر خان کے طرفداروں کی بے اتفاقی کے سبب سے مجبور ہوا اور بڑی عاجزی سے امن طلب کر کے خضر خان کی خدمت مین حاضر ہوا خضر خان نے اُسکو قید کر کے قوام خان کے سپرد کیا اور قوام خان نے حصار فیروزہ مین لیجا کر اُسکو قتل کروالا

یہ واقعہ تیرھوین ربیع الاول ۸۱۶ آٹھ سو سولہ مین واقع ہوا

ذکر سلطنت خضر خان بن ملک اشرف کا

خضر خان بعد فتح دہلی کے سامان سلطنت کا درست کر کے تخت سلطنت پر بیٹھا خضر خان کے دادا ملک سلیمان کو ملک نصیر الملک مروان نے فیروز شاہ کے زمانے مین مینا کر کے پالا تھا ایک روز حضرت مخدوم جہانیان شیخ جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کسی ضرورت سے ملک مروان کے گھر تشریف لائے وقت کھانا کھانے کے ملک سلیمان آفتابہ اور طشت لیکر حضرت ممدوح کے سامنے ہاتھ دھولانے کے واسطے آیا آپ نے ملک مروان سے فرمایا کہ اس سیزادے سے ایسی خدمتین لینا مناسب نہین اُس روز سے معلوم ہوا کہ ملک سلیمان اصیل نجیب سید ہے اور واقع مین اُسکی عادات اور اخلاق بھی سیدون کے سے تھے ملک مروان کا مجمل حال یہ ہے کہ وہ فیروز شاہ کے زمانے مین ملتان کا حاکم تھا اور اُسکے انتقال کے بعد وہ ملک اُسکے بیٹے ملک شیخ کے پاس رہا جب وہ بھی مر گیا تو وہ حکومت ملک سلیمان کو نصیب ہوئی اُسنے بھی تھوڑے دنون کے بعد وفات پائی تب ولایت ملتان مع کل تابعات کے فیروز شاہ کی

طرف سے خضر خان کو ملی اور رفتہ رفتہ اب اُسکی نوبت بادشاہی پر پہونچی لیکن اُسنے بادشاہی کا
خطاب اپنے واسطے تجویز نہ کیا اور رایات اعلیٰ لقب مقرر کیا القصہ سنہ مذکور مین دہلی مین جاکر
سلطان محمود کے محل مین فروکش ہوا اور سب خاص و عام کو بڑے بڑے انعام و اکرام دیکر
خوش کیا اور سب اپنے مقربون کو منصب اور خطاب عنایت کیے سال اول جلوس مین ملک سنجر کو
تاج الملک کا خطاب دیکر یورب کے ملکون کی طرف بھیجا چنانچہ جب وہ گنگا اُتر کر کمیتھہ مین آیا راے
ہرسنگھ وغیرہ اُدھر کے مفسدون نے آنولہ کے جنگل مین پناہ پکڑی تاج الملک نے کمیتھہ کو
لوٹ کھسوٹ کے تباہ کر دیا مہابت خان حاکم بدایون نے بھی آکر اُس سے ملاقات کی
راے ہرسنگھ بھی بیجور ہوکر حاضر ہوا اور بہت کچھ خراج ہر سال دینا قبول کیا پھر تاج الملک مہابت خان وہان سے کوچ کرکے رہب ندی کے کنارے کنارے سرکدواری تک
اور وہان گنگا کو اُتر کر کھور کہ جواب شمس آباد کے نام سے مشہور ہے اور کنپلہ اور پیالی سے
مفسدون کی خوب گوشمالی کی پھر قصبہ سکینہ اور پادھم مین ہوتے ہوے راپری مین گئے وہان
حسن خان اور اُسکا بھائی ملک حمزہ جنکے پاس راپری کی حکومت تھی اور راے سرحا چندوار
مع گوالیار کے سردارون کے حاضر ہوے اور مطیع ہوکر محصول اپنے ذمے قبول کیا تاج الملک
وہان سے قصبہ جلیسر مین آیا اور اُسکو چندوار کے ہندوون کے قبضے سے نکال کر ایک
مسلمان کو شتہ اپنا مقرر کیا پھر آب سیاہ کے کنارے کے ملکون کو فتح کرتے اور اودے
کانرون کی گوشمالی کرکے دہلی کو لوٹا سنہ آٹھ سو اٹھارہ مین خضر خان نے اپنے چھوٹے بیٹے
مبارک کو جسکے چہرے پر بادشاہی کے آثار ابتدا سے ہویدا تھے فیروز پور اور سہرند اور اُس طرف کا
تمام ملک جو بیرم خان ترک بچہ کے قبضے مین تھا سپرد کرکے کل اُن اضلاع کا نائب و بست
اُسکی راے پر چھوڑا اور ملک سدھنا درہ اُس شاہزادے کا نائب مقرر ہوا اور اُسی سال مین
شاہزادہ مذکور سدھنا درہ اور زیرک خان امیر سامانہ اور اور امیرون کی مدد سے اُس ضلع کا
بخوبی انتظام کرکے پھر دہلی کو واپس آیا سنہ آٹھ سو انیس مین خضر خان نے ملک تاج الملک کو
بہت سا لشکر دیکر گوالیار اور بیانہ کی طرف بھیجا اور ملک کریم الملک شمس خان اودی کا بھائی
بھی اُس سے آملا تاج الملک نے تمام اُن اضلاع کو کفر سے پاک کرکے مراجعت کی اسی سال مین

بعضے بیرم خانی ترک جنون نے ملک سارنگ دھنادرہ کو جو شاہزادے کی طرف سے سہرند مین ناظم تھا
دغا سے پکڑ کر قتل کر ڈالا اور خود سہرند پر قابض ہو گئے خضر خان نے زیرک خان کو اس فتنے کے
انتظام کے لیے بھیجا چنانچہ وہ وہان کا بخوبی انتظام کر کے لوٹا اسی سال مین سلطان احمد حاکم گجرات نے
ناگور کا محاصرہ کیا مگر جب خضر خان کے آنے کی خبر سنی تو چھوڑ کر چلدیا خضر خان جھجھر
آیا اور الیاس خان وہان کے حاکم کو مطیع کیا پھر گوالیار کا قصد کیا اور وہان کا
قلعہ اگرچہ فتح نہوا لیکن بہت سا محصول اور پیشکش حاصل کیا پھر وہان سے بیانہ کو گیا
اور شمس خان اوحدی نے بھی اطاعت قبول کی ۸۲۲ آٹھ سو بیس مین طوغان رومی ترک جنون کے
سرحدداروں نے جنھوں نے ملک سدھو کو قتل کیا تھا پھر خروج کیا زیرک خان نے پھر جا کر
انکو متفرق کر دیا ۸۲۳ آٹھ سو بائیس مین خضر خان کٹیہر مین آیا ہرسنگھ دیو انولہ کے جنگل مین
جو چوبیس کوس کے احاطہ مین بن تھا چلا گیا اور وہان سے کچھ دنون لڑتا رہا آخر
شکست کھا کر کماون کی طرف بھاگا تاج الملک رہب بندی کو اتر کر پہاڑون تک اسکا پیچھا کر کے
بدایون کو آیا اور مہابت خان حاکم بدایون کو ساتھ لیکر بجلانہ کے گھاٹ گنگا اتر وہان سے
مہابت خان کو رخصت کیا اور خود اٹاوے تک گیا اور بہت سا مال و اسباب غنیمت کا لیکر دہلی کو
واپس آیا اسی سال مین خضر خان نے پھر کٹیہر کی طرف لشکر کشی کی اور کول کے راستے سے
جیتالی کو گیا اور وہان گنگا اتر کر بدایون کا قصد کیا اب کی مرتبہ مہابت خان ڈر کر قلعہ مین بند ہو گیا
اور چھ مہینے تک محاصرہ رہا قریب تھا کہ خضر خان اس قلعہ کو فتح کر لے اتنے مین قوام خان
اور اختیار خان وغیرہ امرائے محمود شاہی نے جو دولت خان سے بگڑ کر خضر خان سے مل گئے تھے
خضر خان پر غدر کرنے کا ارادہ کیا مگر خضر خان اس مشورہ سے واقف ہو گیا اور فوراً بدایون کو
چھوڑ کر دہلی کو واپس آیا ۸۲۴ آٹھ سو چوبیس مین گنگا کے کنارے اُن سب کو قتل کر ڈالا
اسی سال مین بجوارہ کے علاقے مین ایک مجہول شخص نے اپنے آپ کو سارنگ خان ظاہر کیا
حالانکہ سارنگ خان بہت مدت ہوئی کہ مارا گیا تھا ادھر اُدھر سے بہت سے لوگ اُسکے
شریک ہو گئے خضر خان نے سلطان شہ لودی کو اُسکے مقابلے کے لیے بھیجا سہرند کے
علاقے مین بڑی لڑائی ہوئی آخر وہ جھوٹا سارنگ خان شکست کھا کر پہاڑون کی طرف بھاگ گیا

اس سال مین خضرخان نے تاج الملک کو پھر اٹاوہ کی طرف بھیجا راے سیر وہان کا زمیندار قلعہ مین محصور ہوگیا اور پھر اُسنے امان مانگ کر وجہ روپیہ اپنے ذمے کا ادا کرنا قبول کیا تاج الملک وہان سے چندوار کو گیا اور اُسکو خوب لوٹ کھسوٹ کر کتیھر مین آیا پھر وہان سے دہلی کو واپس گیا اسی سال مین تاج الملک کا انتقال ہوا اور اُسکا بڑا بیٹا ملک سکندر وزیر مقرر ہوا طوغان نے پھر سہرند مین فتنہ برپا کیا اب کی مرتبہ ملک خیرالدین نے جاکر اُسکا شر مٹایا ۸۲۴ھ آٹھسو چوبیس مین خضرخان نے میوات مین جاکر کوٹلہ کے قلعہ کو فتح کیا پھر وہان سے گوالیار مین آیا اور وہان سے راجہ سے بہت سا مال و اسباب پیشکش لیکر اٹاوہ کو گیا اور وہان جاکر راے سیر کو قتل کیا اُسکے بیٹے نے اطاعت قبول کی وہین سے خضرخان بیمار ہوکر دہلی کو آیا اور ستائیسوین جمادی الثانی سنہ مذکور مین دہلی مین انتقال کیا اس بادشاہ نے سات برس اور کئی مہینے حکومت کی جہانداری اور بہادری مین اپنے باپ دادا کے قدم بقدم چلتا رہا

ذکر سلطان مبارک شاہ بن خضرخان کا

بعد انتقال سلطان خضرخان کے مبارک شاہ اُسکا بیٹا ولیعہد ۸۲۴ھ آٹھسو چوبیس مین امیرون کے اتفاق سے تخت پر بیٹھا اور انتظام ملک مین مشغول ہوا اسی سال مین [illegible] کرنے جسرت کھوکر نے بغاوت کی اور اُسکی ابتدا یہ ہوئی کہ کشلو خان کے بادشاہ [illegible] نے ٹھٹھہ کی تسخیر کے ارادے پر فوج کشی کی تھی جسرت نے پہاڑون کی کھائی مین [illegible] سارا سامان لوٹ لیا اور اس فتح کے گھمنڈ پر دہلی لینے کا قصد کیا اور [illegible] ستلج ندیون کو اُتر کر بلوندی پر آیا وہان راے فیروز اُسکے سامنے سے ٹل گیا پھر جسرت کھوکر آیا اور ستلج کے کنارے کے شہرون کو اوپر تک لوٹ مار کے تباہ کردیا [illegible] زیرک خان وہان کے قلعہ مین بند ہوگیا جسرت سرستی کے کنارے پر اُترا اور دل صلح کی اور پھر دغا سے زیرک خان کو قید کرلیا یہ واقعات سُنکر خود مبارک شاہ نے جسرت کے مقابلے کے لیے سہرند کی طرف کوچ کیا جسرت کو جب یہ خبر ملی تو اُسنے زیرک خان کو چھوڑ دیا پھر وہان سے مبارک شاہ کی خدمت مین حاضر ہوا پھر مبارک شاہ لُدھیانہ کو گیا جسرت لُدھیانہ کی ندی اُتر کر مقابلے مین آیا ساری کشتیان جسرت کے اختیار مین تھین اس سبب سے مبارک شاہ کا لشکر دریا نہ اُتر سکا جب تھوڑے دنون کے بعد پانی پایاب ہوا تو مبارک شاہ کے لشکر نے دریا سے عبور کیا جسرت مقابلے

بھاگا اور چناب کو اُتر کر پہاڑ پر بھیمبر میں چلا گیا مبارک شاہ نے اُسکا تعاقب کیا جسرت سے کہ بہت سے سوار اور پیادے مارے گئے اور مال و اسباب بھی بہت لُٹا راے بھیم جموں کا زمیندار مبارک شاہ کی ملازمت میں حاضر ہو کر لشکر کے ہمراہ ہوا پھر مبارک شاہ لاہور میں آیا اور ۸۲۵ھ آٹھ سو پچیس میں ایک مہینے تک راوی کے کنارے پر پڑا رہا اور شہر لاہور کو جو پچھلے غدروں میں تباہ اور ویران ہو گیا تھا از سر نو آباد کیا قلعہ کی بھی مرمت کرائی اور ملک محمود کو جسکا ملک الشرق خطاب تھا وہاں چھوڑ کر دہلی کو مراجعت کی پانچ مہینے کے بعد جسرت بہت سا لشکر لیکر پھر لاہور میں آیا اور حضرت شیخ حسن دسنجانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب لشکر ڈالا ہر روز لاہور پر حملہ کرتا تھا اور شکست پاتا تھا مجبور ہو کر کالانور کو چلا گیا وہاں راے بھیم سے لڑائی ٹھنی آخر کو صلح ہو گئی مبارک شاہ نے ملک سکندر تحفہ کو دہلی سے ملک محمود حسن کی مدد کے لیے بھیجا اور وہ بوہی کے گھاٹ بیاس کو اُتر کر لاہور میں داخل ہوا جسرت یہ سُنتے ہی چناب کو اُتر کر تلہ ارہ پہاڑ کی طرف چلا گیا اور مبارک شاہ کا لشکر اُس فتنے کو دفع کر کے پھر دہلی کو لوٹا ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس میں مبارک شاہ کٹیہر کو گیا اور مہابت خان بدایونی جو خضر خان سے باغی ہو گیا تھا آ کر حاضر ہوا مبارک شاہ نے اُسکو اپنی بڑی بڑی عنایتوں سے مخصوص کیا پھر گنگا اُتر نواحی کھور عرف شمس آباد میں ہنواروں کے ملک کو لوٹ مار کر کے تباہ کر دیا اور ملک مبارز خان اور زیرک خان اور کمال خان کو وہاں کے سرکشوں کے انتظام کے لیے بہت سا لشکر دیکر کنپلہ کے قلعہ میں چھوڑا اور خود دہلی کو واپس آیا اسی سال میں الپ خان حاکم دھار نے گوالیار پر یورش کی مبارک شاہ بھی یہ سُنکر گوالیار کو آیا جب بیانہ کے قریب پہونچا تو وحد خان احمدی کا بیٹا حاکم بیانہ جسنے اپنے چچا مبارک خان کو غدر کر کے مار ڈالا تھا اس خوف کے سبب سے باغی ہو گیا اور بیانہ کو خراب کر کے قلعہ میں بند ہوا مگر آخر کو اطاعت قبول کر لی مبارک شاہ وہاں سے گوالیار کی طرف روانہ ہوا الپ خان نے بادشاہ کے لشکر کو روکنے کے لیے چنبل کے کنارہ گھیر لیا مگر مبارک شاہ نے ایک اور گھاٹ کو اُتر کر الپ خان کے لشکر کو غارت کیا آخر صلح قرار پا گئی اور الپ خان بہت سی پیشکشیں بھیجکر اپنے ملک کو گیا اور مبارک شاہ بھی دہلی کو چلا آیا ۸۲۷ھ آٹھ سو ستائیس میں پھر کٹیہر اور کمایوں کی طرف قصد کیا اور وہاں سے لوٹ کر میوات کو تاخت تاراج کیا اس سال میں ہندوستان میں بڑا قحط پڑا ۸۲۹ھ آٹھ سو انتیس میں پھر میوات کو گیا اور اندور اور الور کے قلعہ کو

فتح کیا ۸۳۱ھ آٹھ سو تیس مین بیانہ کو محمد خان اوحدی سے نکال لیا اور سارے اُسکے خاندان کو بیانہ سے اُٹھا کر کونک جہان نما مین بسایا اور بیانہ ایک اپنے غلام ملک مقبل خان اور سیکری ملک خیرالدین تحفہ کو حوالہ کی اور خود کوالیار کا قصد کیا وہان کے سارے راجون نے اطاعت قبول کی ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس مین قادر خان حاکم کالپی کے قاصد دہلی مین یہ خبر لائے کہ ملک شرقی نے کالپی کا محاصرہ کر لیا ہے مبارک شاہ یہ سنتے ہی اُس طرف روانہ ہوا اتنے مین خبر ملی کہ ملک شرقی جونپور کا نون مین آگیا ہے اور وہان سے اب بدایون کا ارادہ رکھتا ہے مبارک شاہ نوڈپل کے گھاٹ جمنا اُتر کر موضع جرولی مین اور پھر وہان سے اُترولی مین گیا وہان یہ خبر ملی کہ مخلص خان ملک شرقی کا بھائی بہت سا لشکر اور ہاتھی لیکر اٹاوہ کی حد پر پہنچا مبارک شاہ نے ملک اشرف محمود حسن کو دس ہزار سوار دیکر مخلص خان کے پیچھے بھیجا مخلص خان یہ سنکر اپنے بھائی ملک شرقی سے جا ملا ملک شرقی اب سیاہ عرف کالے پانی کے کنارے کو گھیر کے قصبہ برہان آباد کے قریب جو اٹاوے کے متعلقات مین سے ہے فروکش ہوا مبارک شاہ اُترولی سے کوچ کر کے کوئل مین آیا ملک شرقی نے مقابلہ کیا اور وہان سے قصبہ راپری کو گیا اور وہان جمنا اُتر کر بیانہ مین آیا اور وہان کنٹیر کے کنارے مقام کیا مبارک شاہ اُسکا پیچھا کر کے خیدوار مین آیا اور دونون لشکرون مین چار کوس کا فاصلہ رہا ہر روز دونون طرف صف آرائی ہوتی تھی بیس دن تک یہی کیفیت رہی آخر ملک شرقی نے ایک روز حملہ کیا دوپہر سے شام تک خوب لڑائی ہوئی دوسرے دن ملک شرقی اپنے ملک کو لوٹ گیا اور مبارک شاہ اس سبب سے کہ دونون طرف مسلمان ہین اُسکا تعاقب نہ کیا اور آگالی کی طرف توجہ کی اور اُس ملک کو تسخیر کر کے چنبل کے کنارے کو لیتا ہوا بیانہ مین آیا محمد خان اوحدی اس خیال سے کہ ملک شرقی مل گیا تھا مخالف ہو کر قلعہ بند ہو گیا اور پھر امن مانگ کر مبارک شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا بعدہٗ ان مبارک شاہ دہلی کو آیا ۸۳۳ھ آٹھ سو تینتیس مین ملک اشرف حسن محمود وجہ بیانہ مین رہ گیا تھا اُس ضلع کا بخوبی بندوبست کر کے اور اُن لوگون کو جو محمد خان کے پاس جمع ہو گئے تھے قرار واقعی گوشمالی کر کے دہلی مین آیا مبارک شاہ نے اُسکو اپنی عنایتون سے ممتاز کر کے حصار فیروزہ جاگیر مین عطا کیا اسی سال مین ملک رجب نادرہ حاکم ملتان کا انتقال ہوا اور ملک محمود حسن عماد الملک خطاب پا کر ملتان کو گیا ۸۳۴ھ آٹھ سو چونتیس مین مبارک شاہ بیانہ کے رستے سے کوالیار مین آیا اور

راپری کو حسن خان کے بیٹے سے نکال کر ملک حمزہ کے سپرد کیا پھر دہلی کی طرف توجہ کی راستے مین
سید سالم نے جو تیس برس سے خضر خان کا خدمتگار تھا اور جسے خضر خان کا خدمتگار تھا اور جسے
مبارک شاہ نے اسکے ایک بیٹے کو سید خان اور دوسرے کو شجاع الملک خطاب دیا سید سالم کا
ایک غلام ترک بچہ فولاد نامے باغی ہوکر سید سالم کے سارے مال و اسباب پر جو سرہند مین تھا قابض ہوگیا
مبارک شاہ نے سید سالم کے بیٹون کو قید کرکے ملک یوسف سرور اور راے سنبھل کو فولاد کے
مقابلے مین بھیجا فولاد نے شبخون کرکے انکے لشکر کو تباہ کیا اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کا
اسکے ہاتھ آیا پھر مبارک شاہ نے سرہند پر لشکر کشی کی فولاد قلعہ مین بند ہوگیا مبارک شاہ نے عماد الملک کو
ملتان سے بلاکر فولاد کے پاس بھیجا چنانچہ وہ امان طلب کرکے قلعہ سے نکل کر عماد الملک کے پاس آیا
لیکن چونکہ اسکو اعتماد نہوا اس سبب سے پھر قلعہ مین چلا گیا اور وہان سے لڑتا رہا مبارک شاہ نے
عماد الملک کو ملتان کی طرف رخصت کیا اور فولاد کے مقابلے مین فوج چھوڑ کر خود دہلی کو واپس آیا
فولاد چھ مہینے تک مبارک شاہ کی فوج سے لڑتا رہا آخر شیخ علی نسل حاکم کابل کو بہت سا زر نقد
پیشکش بھیجکر بلایا چنانچہ وہ بہت سا لشکر لیکر فولاد کی مدد کے لیے آیا ہزارون پنجابی کے لوگ بھی
اسکے ساتھ ہولیے شیخ علی فولاد کو مع اسکی قوم کے ساتھ لیکر سرہند سے لاہور مین آیا ملک اشرف
ملک اسکندر حاکم لاہور ہر سال کچھ پیشکش شیخ علی کو بھیجا کرتا تھا اب بھی اسنے وہی معمول ادا کرکے
اپنا بیچا چھڑایا شیخ علی نے وہان سے قصور مین آکر دیپال پور کا قصد کیا عماد الملک ملتان سے
اسکے مقابلہ کے لیے آیا شیخ علی راوی کے کنارے کنارے طلبنہ تک گیا اور وہان سے خوشاب کو
لوٹا اور عماد الملک کو مقابلہ کرکے شکست دی ملک سلیمان شاہ لودی عماد الملک کی طرف سے
اس لڑائی مین مارا گیا پھر شیخ علی خسرو آباد مین آیا اور مدتون تک عماد الملک سے ہر روز لڑائی ہوتی رہی
۸۳۵ھ آٹھ سو پینتیس مین مبارک شاہ نے ایک بڑا بھاری لشکر فتح خان بن سلطان مظفر خان گجراتی کے
ساتھ عماد الملک کی مدد کے لیے بھیجا شیخ علی اس فوج کا مقابلہ نہ کرسکا اور کوٹ کرا اس حصار مین
جو اسنے اپنے لشکر کے گرد بنا لیا تھا داخل ہوا عماد الملک نے اس حصار کو بھی گھیر لیا تب
شیخ علی مجبور ہوکر بھاگا جب جہلم پر پہونچا تو بہت سے آدمی اسکے لشکر کے دریا مین ڈوب گئے
اور پیچھے سے عماد الملک کا لشکر بھی دبائے چلا آتا تھا چنانچہ اس مقام پر ایک جماعت کثیر شیخ علی کی

طرف کی قتل ہوئی اور کچھ لوگ قید ہو گئے شیخ علی اور امیر مظفر تھوڑے سے آدمیوں کے ساتھ قصبہ شعور مین پہونچے اور وہین تک عماد الملک کے لشکر نے تعاقب کیا اور امیر مظفر ایک قلعہ مین بند ہو گیا پھر شیخ علی اپنی جان بچا کر کابل کو بھاگا اور بادشاہی لشکر بھی اُس علاقہ سے اُٹھکر دہلی کو آ گیا پھر مبارک شاہ نے ملتان عماد الملک سے نکال کر خیر الدین خانی کے حوالہ کی اس سبب سے بہت سے فتنے ملتان مین پیدا ہو گئے حبرت نے پھر پہاڑون مین فساد برپا کیا تھا ۸۱۳ھ آٹھ سو تیرہ مین ملک سکندر حاکم لاہور اُسکے بندوبست کے لیے گیا حبرت نے سکندر کو غافل کر کے اُسکی فوج پر حملہ کیا چنانچہ نواحی جالندھر مین سکندر گرفتار ہو گیا پھر حبرت نے سکندر کو ساتھ لیکر لاہور کا محاصرہ کیا نجم الدین نائب سکندر اور ملک خوشخبر غلام سکندر اُس سے لڑائیان لڑتے رہے اتنے مین شیخ علی بھی سامان درست کر کے حدود ملتان پر آ پہونچا اور خوط پور پر یورش کی اور اکثر جیلم کے علاقے کے رہنے والون کو قید کر لیا پھر طلبہ کو خوب لوٹا کھسوٹا اور سارے باشندے وہان کے قید کر لیے بہت کو قتل کر ڈالا باقی سب چھوٹے بڑون کو پکڑ کے اپنے ملک کو لے گیا اتنے مین فولاد ترک بچہ تبرہندہ سے رائے فیروز کے ملک پر حملہ کیا رائے فیروز اُسکے مقابلے مین مارا گیا فولاد نے سر اُسکا کاٹ کر تبرہندہ کو بھیجدیا اس سال مین مبارک شاہ نے پھر لاہور اور ملتان کی طرف کوچ کیا جب نواحی سامانہ مین پہونچا حبرت لاہور سے پہاڑون کی طرف اور شیخ علی اپنے ملک کو چلا گیا مبارک شاہ لاہور و جالندھر کو شمس الملک سے نکال کر نصرت خان گرگ انداز کے حوالہ کیا اور شمس الملک کے ساری اہل و عیال کو لاہور سے دہلی مین بھیجدیا پھر خود بھی دہلی کو واپس آیا ۸۱۴ھ آٹھ سو چودہ مین مبارک شاہ نے پھر حبرت کے بندوبست کے لیے سامانہ کی طرف کوچ کیا تھا جب پانی پت مین پہونچا تو اپنی والدہ مخدومہ جہان کے انتقال کی خبر سُنی لشکر کو وہین چھوڑا اور خود تنہا دہلی کو واپس آیا دیر تک ماتم کی رسمین ادا کین بعد ازان لشکر مین جا ملا اور ملک یوسف سرور الملک کو تبرہندہ کی طرف فولاد کی گوشمالی کے لیے روانہ کیا اور لاہور اور جالندھر کو نصرت خان سے نکال کر ملک الہداد لودہی کے حوالہ کیا جب الہداد جالندھر کے قریب پہونچا حبرت نے بیاس ندی کو اُتر کر بجوارہ مین اُس سے مقابلہ کیا اور ملک الہداد شکست کھا کر پہاڑون کی طرف بھاگا اسی سال مین مبارک شاہ نے میوات مین جلال خان پر یورش کی اور وہان سے فوج گوالیار اور رانا وے کی طرف بھیجکر خود دہلی کو چلا آیا

اس سال مین شیخ علی نے پھر پنجاب مین آکر فساد برپا کیا مبارک شاہ نے اُدھر کے امیرون کی مدد کے
عماد الملک کو روانہ کیا شیخ علی شیور سے بیاس کے کنارے تک خوب لوٹ کھسوٹ کے اور سیکڑون
آدمیون کو قیدی کرکے لاہور مین آیا اور زیرک خان وغیرہ اُمرا جو لاہور مین تھے قلعہ بند ہوگئے اور
وہین سے مدت تک لڑتے رہے آخر ایک رات مخالفون کو غافل پاکے ملک یوسف سرور الملک اور
ملک اسمعیل زیرک خان کے اتفاق سے قلعہ سے باہر نکلے مگر لڑائی شکست کھاکر بھاگے شیخ علی نے
اُنکا تعاقب کرکے اکثر کو قتل اور اکثر کو قید کیا دوسرے دن شیخ علی لاہور مین آیا اور وہان کے اکثر لوگون کو
قتل اور اکثر کو اسیر کیا کچھ دنون وہان رہکر دیبال پور مین آیا ملک یوسف سرور الملک نے دیبال پور سے بھی
چلے جانے کا ارادہ کیا تھا عماد الملک نے یہ سُنکر تبر ہندہ سے ملک احمد اپنے بھائی کو دیبال پور کے
قلعہ کی محافظت کے لیے بھیجا شیخ علی یہ خبر سنکر اُدھر سے لوٹ آیا سلطان مبارک شاہ اس فتنے کے
انتظام کے لیے سامانہ تک گیا اور وہان سے تلوندی مین آیا اور تلوندی سے کوچ کرکے پوہی کے
گھاٹ بیاس کو اُترکے دیبال پور مین پہونچا اور وہان راوی کے کنارے منزل کی شیخ علی یہ سُنکر
جھلم اُتر گیا مبارک شاہ اُسکا پیچھا کرتا ہوا شیور کے قلعہ تک پہونچا اور طلبنہ کے نزدیک سے راوی سے
عبور کیا شیخ علی کا بھتیجا مظفر کسی قلعہ مین محصور ہوگیا تھا ایک مہینے تک مبارک شاہ سے لڑتا رہا آخر اُس
امن مانگ لی اور اپنی بیٹی بہت سے جہیز کے ساتھ شاہزادہ کے حوالہ کی اور کچھ شیخ علی کے آدمی جو لاہور کے
قلعہ مین رہگئے تھے شمس الملک سے امان مانگ کر قلعہ سے باہر نکل آئے مبارک شاہ جب مہم شیور اور
فتح لاہور سے فارغ ہوا تو جریدہ طور پر ملتان مین اولیا اللہ کے مزارون کی زیارت کے لیے گیا اور بہت جلد
وہان سے لوٹکر دیبال پور مین آیا کچھ دنون وہان مقام کیا اور شیخ علی کے خیال سے لاہور اور دیبال پور وغیرہ
عماد الملک کے سپرد کیا اور بیانہ کو عماد الملک سے نکال کر شمس الملک کے حوالہ کیا پھر وہان سے تنہا
کوچ کرکے بہت جلد عید قربان کے دن دہلی مین داخل ہوا اور وزارت کا منصب سرور الملک کو تفویض
کیا اور ملک کمال الملک کو بھی جو نائب لشکر تھا مہمات ملکی مین اُسکا شریک کیا مگر ان دونون مین باہم موافقت
نہوئی اور سرور الملک کو دیبال پور نہ ملنے کا بہت رنج ہوا تھا اور اب اس سے بالکل مایوس ہوگیا اسلیے
مبارک شاہ سے بہت آزردہ ہوکر غدر کرنے کی فکر مین ہوا اور کانکوی اور کنجوی کھتریون کے بیٹیون پر جو صبیح
نائب عرض جو باپ دادون کے زمانے سے مبارک شاہ کے خاندان سے پرورش پاتا چلا آتا تھا

اور بڑے بڑے عہدہ منصب حاصل کیے تھے اور کچھ اور حرام خور مسلمانون کو اپنا شریک کرکے بادشاہ کے قتل کا ارادہ کیا ۸۳۷ آٹھ سو سینتیس مین مبارک شاہ نے ایک شہر جمنا کے کنارے مبارک آباد کے نام سے آباد کیا مگر حقیقت مین وہ نحوست آباد تھا اُسکی عمارتون کے اہتمام مین مصروف تھا کہ قلعہ تبر ہند کے فتح ہو جانے کی نوید اور فولاد ترک بچہ کا سر حضور مین پہونچا بادشاہ اس خوشی مین پھولے نہ سمایا اور جھٹ پٹ تبر ہندہ کو جاکر پھر مبارک آباد مین آیا اسی سال مین خبر پہونچی کہ سلطان ابراہیم شرقی ولد الپ خان حاکم کالپی مین جیسکا سالانہ خطاب تمار رائی ہورہی ہے بادشاہ نے یہ سنکر ہر طرف کو فرمان بھیجے کہ کالپی کے ارادے پر ہر جگہ سے لشکر جمع ہوکر دہلی مین حاضر ہو ایک روز بادشاہ اپنی عادت کے موافق دو چار آدمی ساتھ لیکر نئی عمارتون کے دیکھنے کو گیا اور نماز جمعہ کی تیاری ہو رہی تھی اتنے مین امیران صدر وغیرہ نمکحرام جو سرور الملک کے بہکانے سے ہمیشہ گھات مین رہتے تھے کسی بہانے سے مبارک شاہ کے محل مین چلے آئے اور سدھپال کچھی کہ تمی کے پوت قدمے نے بادشاہ کو شہید کیا یہ واقعہ ۸۳۷ آٹھ سو سینتیس مین واقع ہوا مبارک شاہ نے چھ برس اور تین مہینے اور سولہ روز حکومت کی

ذکر سلطان محمد شاہ بن فرید خان کا

بعد شہادت مبارک شاہ کے اُسکا بھتیجا امیر شاہ جبکہ مبارک شاہ نے اپنا بیٹا کہا تھا سنہ کو تخت سلطنت پر بیٹھایا سرور الملک نے بھی بظاہر اُسکی سے بیعت کی مبارک شاہ نے اُسکی ساری حرکتون سے چشم پوشی کرکے خان جہانی کا خطاب اور خلعت اُسکو عنایت کیا اور میران صدر کو سعید الملک کا خطاب دیا کمال الملک نے بھی جو سرور الملک کے ساتھ وزارت مین شریک تھا محمد شاہ سے بیعت کی اور شہر سے باہر رہنا اختیار کیا مگر سرور الملک نمکحرام اپنے ارادون سے باز نہ آیا اور جلوس کے دوسرے دن اُسنے بعضے مبارک شاہی غلامون کو کسی بہانے سے پکڑکر قتل کر ڈالا اور جاگیرین لوگون کو اپنی طرف سے تقسیم کرنا شروع کین چنانچہ بیانہ اور امروہہ اور نارنول اور کہرام اور کئی پرگنے میان دوآب کے سدھپال اور سدھارن مبارک شاہ کے قاتلون کو دیے رانون سے یہ غلام سدھپال کا بیانہ مین پہونچا اور اس فکر مین تھا کہ قلعہ مین داخل ہو اتنے مین یوسف خان اوحدی چند دن سے آپہونچا اور رانون سے مقابلہ کرکے فتح پائی اور ہمت سے اُسکے ساتھیون کو قتل کیا اور

سب زن و بچہ اُسکے مسلمانون کے ہاتھ لگے رانون کا سر کاٹ کر قلعہ کے دروازے پر لٹکا دیا جب سرور الملک وغیرہ نے اپنا قبضہ شروع کیا خضر خانی اور مبارک شاہی جتنے امیر ہر طرف کے ملکون مین پھیلے ہوے تھے باغی ہو گئے اور ہر طرف فتنہ و فساد برپا ہوا اور ملک الہداد کالا لودی حاکم سنبھل اور ملک چمن حاکم بدایون اور امیر علی گجراتی وغیرہم مبارک شاہ کے خون کا بدلا لینے کے لیے دہلی پر چڑھے اور سید سالم کا بیٹا سید خان جہاں کا اعظم خان خطاب تھا اور کمال الملک بادشاہ کی طرف سے اُنکے مقابلہ کے لیے نامزد ہوے اور سرور الملک کا بیٹا ملک یوسف اور سدھارن اور کانکو بھی کمال الملک کے ساتھ جب دہلی کا لشکر کیچھ کے گھاٹ سے اُتر کر یمن آیا تو ملک الہداد وغیرہ سب امیرون نے جو قصبۂ اہار تک آئے تھے یہ ارادہ کیا کہ محمد شاہ کے لشکر سے نہ لڑین اور اپنے ملکون کو چلے جاوین مگر جب اُنکو یہ معلوم ہوا کہ کمال الملک کا بھی دلی ارادہ یہی ہے کہ سرور الملک سے مبارک شاہ کے قتل کا عوض لے اس سبب سے جانے مین توقف کیا سرور الملک کو بھی کمال الملک کے اس ارادے سے خبر ہو گئی اور اُسنے ملک شیار اپنے نائب کو کمال الملک کی مدد کے بہانے سے یوسف خان اپنے بیٹے کی حفاظت کے لیے بھیجد یا یوسف خان وغیرہ کو بھی کمال الملک کی طرف سے وہم پیدا ہو گیا تھا اس سبب سے ایک دن موقع پاکر یوسف خان اور ملک شیار اور سدھارن کمال الملک کے لشکر سے جدا ہو کر دہلی کو بھاگ آئے اور سنبھل اور بدایون وغیرہ کے امیر کمال الملک سے متفق ہو گئے اور بڑی جمعیت کے ساتھ کیچھ مین آئے سرور الملک نے بھی قلعہ بند ہو کر لڑنے کا سامان درست کیا دوسرے دن یہ سب امیر جمنا اُتر کر ایک باغ مین اُترے سرور الملک کے لوگ شہر سے باہر آکر لڑنے لگے لیکن پہلے حملہ مین شکست کھا کر پیچھے کو لوٹے اور لوٹتے وقت بہت آدمی مارے گئے اور بہت قید ہو گئے دوسرے دن اُن مبارک شاہی امیرون نے قلعہ سیری کے پاس منزل کی اور حصار شہر مین سے بھی اکثر امیر اُن سے آکے مل گئے تین مہینے تک لڑائی ہوتی رہی اس سال کے آخر مین زیرک خان خاکم سامانہ نے وفات پائی اور وہ ملک اُسکے بیٹے محمد خان پر مقرر ہوا محمد شاہ بادشاہ اگرچہ بظاہر سرور الملک کا شریک تھا مگر دل اُسکا مبارک شاہی امیرون سے ملا ہوا تھا سرور الملک بھی اس امر سے مطلع ہو کر اُسکی فکر مین تھا چنانچہ آٹھوین محرم سنہ آٹھ سو اڑتیس مین سرور الملک اور میر ان صدر کے بیٹے محمد شاہ کے قتل کے ارادے پر بادشاہی سراپردے کے اندر گھس گئے

محمد شاہ نے قبر اکمال الملک کے پاس آدمی بھیجا اگر اسکے خدمتگاروں نے ہی سرور الملک
اور میران صدر کو پکڑ کر مار لیا اور باقی اور امرا تھے اپنے اپنے گھروں میں بند ہو گئے
اکمال الملک مع سب امیروں کے ابدالی دروازے سے شہر کے اندر داخل ہوا سدھپال کو جیسا
کہ پہلے لکھا ہے اکمال الملک ہر ساری اپنے گھر کی عورتوں کو آگ میں جلا کر لڑائی میں مصروف ہوا آخر مارا گیا
اور سید دلاور خان کو اکمال الملک نے مع اور کھتریوں کے پکڑ کر مبارک شاہ کے خطیرے کے قریب قتل کیا اور تمام شہر
اور مبارک کی تلوار کو بھی انھیں کے ساتھ گردن مار دیا دوسرے روز اکمال الملک وغیرہ امیروں نے
مبارک شاہ سے سر زمینت کی اور اکمال الملک نے عہد نامہ لکھا اور اکبر چین بہادر نے غازی الملک کا
خطاب پایا اور بہادروں کی قدیمی کوشش کے سوا اور امیروں کی جاگیر میں اضافہ کیا گیا ایک امداد نے
خود کو نئی خطاب قبول نہیں کیا مگر اپنے بھائی کو دریا خان کا خطاب دلوایا اسکے بعد محمد شاہ کی سلطنت
مستقل ہو گئی اور کوئی خدشہ باقی نہ رہا ۱۷۱۹ء آخر سنہ ۱۷۱۹ء میں محمد شاہ ملتان کا ارادہ کر کے چند روز
مبارکپور میں ٹھہرا رہا جب سب طرف کے امیر اسکے پاس آکر جمع ہو گئے تو ملتان کو گیا اور وہاں کے
بزرگوں کی زیارت کر کے دہلی کو واپس آیا اسی سال میں سادات کی طرف فوج کشی کی اور شیخ فتح کو
متعین کی اور اس ملک کو خراب کر کے دہلی کو لوٹا ۱۷۲۰ء آخر سنہ ۱۷۲۰ء میں یہ خبر سنی کہ ناصر خاں
ملتان میں سرکشی کی ہے اسی اثنا میں سلطان ابراہیم شرقی نے دہلی کے بعض پرگنات پر اپنا قبضہ کر لیا
گوالیار والے نے بھی زر مالگزاری ادا کرنا موقوف کیا محمد شاہ کی طرف سے سستی ہوئی ہر طرف فتنہ
فساد قائم ہو گیا میوات کے خان زادوں نے جو حسن خان میواتی کے باپ دادے تھے محمود خلجی کو
دہلی کی سلطنت کے لیے مالوے سے بلایا سنہ آٹھ سو چوالیس میں محمود دہلی پر پہونچا محمد شاہ نے
فوج آراستہ کر کے اسکے مقابلہ کے لیے اپنے بیٹے سید علاء الدین کو شہر سے باہر بھیجا
اور ملک بہلول لودی کو اس لشکر کے آگے آگے روانہ کیا محمود نے بھی اپنے بیٹوں غیاث الدین
اور مدن خان کو مقابلہ کے لیے بھیجا بڑی لڑائی ہوئی آخر کو صلح ہو گئی محمود نے اسکو غنیمت سمجھا
اور اسنے ظاہر کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ مالوے کے ملک پر تباہی آگئی ہے اسی بہانے سے
راتوں رات مالوے کی طرف کوچ کیا بہلول لودی نے اسکا پیچھا کر کے بہت سا مال و اسباب اسکا
لوٹ لیا محمد شاہ نے اس فتح کے انعام میں بہلول لودی کو لاہور اور دیپال پور کا ملک جاگیر میں دیا

سنہ آٹھ سو پینتالیس مین محمد شاہ سامانہ کو گیا اور بہلول کو جسرت کے مقابلہ پر بھیجکر دہلی کو لوٹا جسرت نے بہلول سے سازش کرکے اُسکو یون بھڑکایا کہ تو دہلی کی سلطنت پر قبضہ کرلے چنانچہ بہلول نے اسی خیال پر آمادہ ہوکر اپنی برادری کے پٹھانون کو سب طرف سے بُلا لیا اور کئی پرگنون پر زبردستی تصرف کیا اور بے کسی سبب ظاہر کرکے محمد شاہ سے باغی ہوکر دہلی پر لشکر کشی کی اور مدت تک محاصرہ رکھا مگر نتیجہ کچھ نہوا مجبور ہوکر لوٹ گیا اس عرصہ مین محمد شاہ سخت بیمار ہوا اور دہلی سے بیس میل کوس کے امیر بھی اطاعت سے نکل گئے محمد شاہ نے اپنے بیٹے علاء الدین کو جسکی جاگیر بدایون مین تھی اور اُن دنون مین پہاڑ کی طرف شکار مین مشغول تھا بُلا کر ولیعہد کیا بعد ازان سنہ آٹھ سو پینتالیس مین اس جہان فانی سے رحلت کی اِس بادشاہ نے چودہ برس اور چار مہینے سلطنت کی

ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کا

بعد انتقال محمد شاہ کے اُسکی وصیت کے بموجب علاء الدین اُسکا بیٹا تخت پر بیٹھا اور ملک بہلول نے مع اور امیرون کے اُس سے بیعت کر لی لیکن چونکہ اُسکو باپ سے بھی زیادہ غافل پایا اپنے سلطنت کے خیال نے اُسکے جی مین پہلے سے بھی زیادہ جوش مارا سنہ آٹھ سو پچاس مین سلطان علاء الدین نے بیانہ کا قصد کیا راستے مین کسی نے یہ خبر اُڑا دی کہ بادشاہ جون پور دہلی کے ارادے پر آتا ہی علاء الدین نے اس جھوٹی خبر کو تحقیق نہ کیا اور فوراً دہلی کو واپس آیا سنہ آٹھ سو اکاون مین بدایون کو گیا اور اُسی کو سکونت کے لیے پسند کرکے ایک عمارت کی بناڈالی اور پھر دہلی کو آیا سنہ آٹھ سو باون مین ایک اپنے سالے کو کوتوال اور دوسرے کو میر گبرے مقرر کرکے پھر بدایون کو گیا ان دونون بھائیون نے بڑے فتنے برپا کیے چنانچہ شہر والون نے اُن دونون کو قتل کرڈالا احسام خان عمدۃ الملک جو بادشاہ کے سامنے حق بات بے تکلف کہدیا کرتا تھا اور اسی سبب سے بادشاہ کی نظرون سے گرا ہوا تھا بلکہ اپنے عہدہ سے بھی معزول تھا اور حمید خان وزیر مملکت جو بادشاہ کی سیاست کے خوف سے بھاگ کر دہلی مین آیا تھا ان دونون نے متفق ہوکر بہلول لودی کو بادشاہ بنایا اور اُسنے سرہند مین جاکر بادشاہی کا خطاب اپنے لیے تجویز کرکے خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور جمعیت کثیر اپنے ساتھ لیکر دہلی پر آکر قابض ہوا اور وہان ایک اپنا نائب چھوڑکر دیپال پور کو گیا اور لشکر جمع کرنے کی فکر مین مصروف ہوا اور نفاق کے طور پر ایک عرضی علاء الدین کو لکھی کہ مین آپ کا فرمان بردار ایک غلام ہون اور آپ کی ہی خیر خواہی کے لیے مین نے یہ سب کچھ کیا ہے

اُسنے جواب مین لکھا کہ محمد شاہ مرحوم نے مجکو بھی بیٹا کیا تھا میرے پاس سامان بادشاہی کا نہین
اسلیے مین نے بدایون پر ہی صبر کیا اور باقی سلطنت سب تجھپر چھوڑی سلطان بہلول دیبال پور سے
آکر بے لڑائی جھگڑے کے دہلی کے تخت پر بیٹھ گیا اور سلطان علاء الدین بہلول کی اجازت سے بدایون مین گنگا کے
کنارے تک اور دوآب کو دے خیر آباد تک کے پرگنات پر قابض ہوا اور اُن ملکون مین اپنے نام کا
خطبہ پڑھتا رہا یہان تک کہ سات برس اور کئی مہینے سلطنت کر کے سنہ آٹھسو پچپن مین عالم فانی کو وداع کیا

ذکر سلطان بہلول بن کالالودی کا

سلطان بہلول کا محمد شاہ کے زمانے مین خان خانان خطاب تھا سنہ آٹھسو پچپن مین حمید خان کے
اتفاق سے جسنے بعد مارے جانے حسام الدین کے علاء الدین کے ہاتھ سے علاء الدین کے اہل عیال پر
دہلی مین قبضہ کر لیا تھا اور قلعہ کی کنجی لاکر سلطان بہلول کے حوالے کر دی تھی تخت سلطنت پر بیٹھا
تھوڑے دنون کے بعد اُسنے حمید خان کو بھی قید کر دیا اور اُسی سال مین ملتان کے انتظام کرنے کے
لیے کوچ کیا سنہ آٹھسو چھپن مین سلطان محمود شرقی نے علاء الدین کے امیرون کے اغوا سے
دہلی کا محاصرہ کیا بڑی لڑائی ہوئی اور فتح خان ہروی جو محمود کے بڑے معتبر امیرون مین سے تھا
مارا گیا آخر سلطان محمود مقابلہ کی طاقت نہ دیکھکر جونپور کو لوٹ گیا دوسرے سال مین پھر جونپور سے
دہلی پر آیا آخر اس بات پر صلح قرار پا گئی کہ دہلی کے پرگنون مین سے جو مبارک شاہ کے قبضہ مین تھا
سلطان بہلول کے پاس رہے اور جو پر سلطان ابراہیم شرقی قابض تھا اُسپر محمود متصرف ہو
شمس آباد مین محمود کی طرف سے [illegible] خان نائب رہتا تھا اُسکی نسبت یہ قرار پایا کہ بعد موسم برسات کے
بہلول کو حوالہ کر دیا جاوے اسی قرارداد پر راضی ہوکر فریقین اپنے اپنے ملک کو لوٹے اور اسی گفتگو کے
موجب برسات کے بعد بہلول نے شمس آباد مین جاکر اپنا قبضہ کر لیا اور وہان کی حکومت رکن خان حاکم
بھوگانون کے حوالہ کی مگر محمود کو یہ امر ناگوار ہوا اور شمس آباد کی حدود پر آکر بہلول سے لڑنے لگا
مگر اسی عرصے مین اُسکا انتقال ہوگیا اور اُسکا بیٹا محمد شاہ جونپور کا بادشاہ ہوا اُسی صلح پر جو پہلے
تھہری تھی راضی ہوکر اپنے ملک کو واپس گیا مگر بہلول کا چچا قطب خان محمد شاہ کی قید مین پھنس گیا
اس سبب سے بہلول نے اپنے عہد سے منحرف ہوکر دوبارہ محمد شاہ پر لشکر کشی کی یہ سُنکر محمد شاہ بھی چلا
اور شمس آباد کو [illegible] سے چھین کر اپنے قبضہ مین کر لیا راپری کی حد پر بہلول سے مقابلہ ہوا آخر

محمد شاہ شکست کھاکر قنوج کی طرف بھاگا بہلول اُسکے پیچھے پیچھے ہوا اسی سال مین محمد شاہ کا بھائی
حسین شاہ جونپور مین امیرون کو متفق کرکے تخت پر بیٹھ گیا اور اُسنے ایک بڑا بھاری لشکر بھیجکر راجہ گنگا کے
علاقے مین گنگا کے کنارے محمد شاہ کو قتل کرا دیا بعد ازان سلطان حسین نے بہلول کے چچا قطب خان کو
جونپور سے بُلا کر گھوڑا اور خلعت وغیرہ سلطان بہلول کے پاس بھیجدیا اور اُس سے صلح کرلی اور
جونپور سے قنوج کی طرف کوچ کیا بہلول نے بھی اُسکے بھائی جلال خان کو جو قطب خان کی عوض پکڑ رکھا تھا
بڑی تعظیم و تکریم سے سلطان حسین کے پاس بھیجدیا کئی سال کے بعد پھر سلطان حسین نے چندوار کی
حد پر بہلول سے مقابلہ کیا آخر کو یہ ٹھہر گیا کہ تین برس تک صلح رکھین اور اُسکے بعد پھر لڑینگے اس مرتبہ
احمد خان جلوانی حاکم بیانہ نے سلطان حسین کے نام کا خطبہ پڑھا جب مدت صلح کی گذر چکی تو سلطان حسین
ایک لاکھ سوار اور ہزار ہا پیادے ساتھ لیکر دہلی کی طرف متوجہ ہوا بھتوارہ کی حد پر مقابلہ ہوا مگر پھر فریقین مین صلح
ہوگئی اور سلطان بہلول دہلی کو اور سلطان حسین اٹاوے کو چلے گئے سات منزل کے فاصلے پر
ان دونون بادشاہون کی حکومت تھی یہ بات بھی مضحکہ سے خالی نہ تھی اسی سال مین سلطان علاء الدین کا
جسکی بیٹی ملکہ جہان سلطان حسین کے نکاح مین تھی بدایون مین انتقال ہوا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اور
سلطان بہلول اور سلطان حسین ملک پر قابض رہے بعد انتقال سلطان علاء الدین کے سلطان حسین بدایون
مین آیا اور اُس ملک کو بھی علاء الدین کے بیٹون کے قبضہ سے نکال کر اپنے تصرف مین کرلیا پھر
سنبھل مین آیا اور تاتار خان وہان کے حاکم کو قید کرکے ساران مین بھیجدیا اور بڑا بھاری لشکر اور
بہت سے ہاتھی ساتھ لیکر ماہ ذی الحجہ ۸۶۸ آٹھ سو اسی مین دہلی کا قصد کیا اور جمنا کے کنارے
کیتھل کے گھاٹ کے قریب منزل کی سلطان بہلول یہ سُنتے ہی سہرند سے دہلی کو روانہ ہوا اور خان جہان کے
بیٹے حسین خان کو میرٹھ سے بُلا کر سلطان حسین کے مقابلہ پر بھیجا اس مرتبہ بھی قطب خان نے بیچ مین
پڑکر صلح اس طور پر ٹھہرادی کہ گنگا کے اس کنارے تک سلطان حسین اور اُس کنارے تک
سلطان بہلول کا قبضہ رہے جب اس صلح پر رضامند ہوکر سلطان حسین اپنے ملک کو لوٹا تو صلح کے
اعتماد پر بہت سا مال و اسباب منزل پر چھوڑ دیا مگر سلطان بہلول نے دغا دی اور وہ سارا مال و اسباب
لوٹ لیا اور کچھ خزانہ بھی جو ہاتھیون اور گھوڑون پر لدا ہوا تھا سلطان بہلول کے ہاتھ لگا اور قاضی عبد اللہ
مخاطب بہ قتلغ خان جو اپنے وقت کا بڑا عالم تھا اور اسی طرح کل چالیس امیر سلطان حسین کی طرف کے

بہلول کی تدبیر پھیس گئے بہلول نے فتح خان کو طوق و زنجیر پہنا کر قطب خان کے حوالہ کیا اور خود
سلطان حسین کا تعاقب کرتا ہوا سیان دوآب میں شمس آباد تک گیا شمس آباد پہلے سلطان حسین کے قبضہ میں تھا
اب اس پر بھی بہلول نے قبضہ کر کے اپنا عامل مقرر کیا یہ واقعہ سنہ آٹھ سو چوراسی ہجری میں ہوا اور نوید خرابی اس
سال کی سنائی جب سلطان حسین نے دیکھا کہ بہلول پیچھا نہیں چھوڑتا تو راپری کی جدید مقابلہ پر کمر باندھی
پھر وہاں صلح ٹھہر گئی اور یہ ٹھہرا کہ فریقین اپنے اپنے قدیمی ملکوں پر قابض ہو جاویں اس صلح کے بعد
سلطان حسین نے شمس آباد کے علاقہ میں پھر جمعیت اکٹھی کر کے سلطان بہلول پر حملہ کیا موضع سوہنہارے
قریب بڑی لڑائی ہوئی لیکن سلطان حسین نے شکست کھائی اور بہت سا مال غنیمت لودیوں کے
ہاتھ آیا اور اس فتح سے انکی قوت بہت بڑھ گئی اسی عرصہ میں خان جہان کا دہلی میں انتقال ہو گیا اس
تقریب سے سلطان بھی دھولپور سے دہلی میں آیا اور اسکے بیٹے کو خان جہان کا خطاب دیکر پھر راپری میں آ کر
سلطان حسین سے لڑا اور پھر فتح پائی بھاگتے وقت سلطان حسین کے کچھ عیال و اطفال جنابیں پڑ گئے سلطان
بھاگ کر گوالیار کی طرف گیا ادھر قوم بھدوریہ کے سردار بھی اسکی فوج کو خوب لوٹ مار کے بعد گنگھ عالم گوالیاری
کی پناہ میں گئے اور بہت سا نقد جنس دریا تھی اور گھوڑے اور ڈیرے بطور پیشکش کے دیئے اور
بہت سی فوج اسکے کالپی تک ساتھ گئی سلطان حسین بھی بھاگتا ہوا کالپی پہنچا کالپی کے حدود پر ملقب بہ
کالپی ہوئی تک مقابلہ ہوا مگر میں اسکے چند حاکم سلطان حسین کی خدمت میں آیا اور اسکے لشکر کو
ایک مقام پر گنگا پایاب ملا وہاں سے پھر سلطان حسین نے مقابلہ کی قوت نہ پا کر پٹنہ کو چلا گیا وہاں کا راجہ
استقبال کو آیا اور بہت سا نقد و جنس اور ہاتھی پیشکش کیا اسکے جونپور تک پہونچا دیا پھر بہلول نے جونپور کی
تسخیر کا ارادہ کیا سلطان حسین جونپور کو چھوڑ کر بھاگ کر بھرائچ کے راستہ سے قنوج میں آیا اور وہاں رہنے لگا
کچھ عرصہ کے بعد سلطان بہلول سے مقابلہ کیا مگر پھر ہار گیا اس مقابلہ کے وقت جب شکست پائی اس مرتبہ سارا اسکا
سلطنت کا سامان اور دیوان کے لوٹ لیا اور کئی جرم ملکہ جہان بی بی خوندزادہ علاء الدین کی بیٹی تھی گرفتار
ہو گئی بہلول نے اسکو بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ رکھا اور جب بہلول پھر جونپور کی طرف متوجہ ہوا
تو اس بی بی کو بھی ساتھ لیتا گیا جونپور کے قریب پہونچ کر سلطان بہلول نے جونپور میں آ کر اپنا قبضہ
کر لیا اور ملکہ جہان کو خوانی کو سپرد کر کے دہلی میں آیا اس وقت سلطان حسین موقع پا کر پھر جونپور میں
داخل ہوا بہلول کے بھیجے جونپور کو چھوڑ کر معہ لی میں قطب خان کے پاس چلے گئے اور سلطان حسین نے

صلح و مدارا کی باتین بناتے رہے اتنے مین سلطان بہلول نے اپنے بیٹے بارمک شاہ کو انکی مدد کے لیے بھیجا اور خود بھی پیچھے سے جونپور کو روانہ ہوا سلطان حسین گھبرا کر بہار کو چلا گیا جب بہلول قصبہ بلدی مین پہونچا تو قطب خان کی وفات کی خبر آئی چنانچہ بہلول اسکی تعزیت کے لوازم ادا کرکے جونپور مین داخل ہوا اور بارمک اپنے بیٹے کو جونپور کے تخت پر بٹھا کر کالپی کو آیا اور اُس ملک کو اپنے بھتیجے اعظم ہمایون کے جسکا نام اصلی خواجہ بایزید تھا حوالہ کیا اور خود دہلی پور مین آیا اور وہان کے راجہ سے کئی من سونا پیشکش لیا پھر باری مین ہوکر پالھن پور علاقہ رنتنبھور مین گیا اور اُس ملک کو غارت کرکے دہلی مین آیا تھوڑے دنون کے بعد حصار فیروزہ کو گیا کچھ روز وہان مقام کرکے پھر دہلی مین آیا بعد اسکے گوالیار کی طرف کوچ کیا اور وہان کے حاکم راجہ مان سے اسی لاکھ ٹنکے جو اُس وقت مین رائج تھے پیشکش لیے اور گوالیار کی حکومت اُسی کو دیکر اٹاوے مین آیا اور وہان سے دہلی کا قصد کیا جب قصبہ سکیٹ مین پہونچا تو بیمار ہوگیا اور سنہ آٹھ سو چوراسوے مین وفات پائی اس بادشاہ نے اڑتیس برس اور آٹھ مہینے اور آٹھ دن سلطنت کی

قطعہ تاریخ — بہشصد و نود و چار رفت از عالم — خدیو ملک سنان و جہان کہ بہلول
بہ تیغ ملک سنان بود لیک دفع اجل — بود مسبب ظاہر و خنجر معقول

ذکر سلطان سکندر بن سلطان بہلول کا

جب سلطان بہلول کے بیٹے نظام خان کو باپ کے مرنے کی خبر پہونچی تو فوراً دہلی سے کوچ کرکے قصبہ جلالی مین لشکر سے آملا اور باپ کی نعش دہلی کو روانہ کی اور جمعہ کے دن سلطان فیروز کے کوشک مین جو کالی ندی کے کنارے پر بنا ہوا ہے سلطان سکندر اپنا خطاب مقرر کرکے تخت سلطنت پر بیٹھا مشہور ہے کہ دہلی سے چلتے وقت حضرت شیخ حماد الدین کنبو کی خدمت مین حاضر ہوا یہ حضرت شیخ جمالی کے پیر تھے اور اس زمانہ مین بڑے عالمون اور بزرگون مین سے تھے شاہزادہ نے صرف ہوائی کے سبق کے بہانے سے اسعد کَ اللہ کے معنی پوچھے جب انھون نے فرمایا کہ تمکو محبت کرے تمکو اللہ تعالیٰ تو شاہزادے نے عرض کیا کہ تین مرتبہ یہی لفظ زبان مبارک سے فرمائیے جب شیخ ممدوح نے تین مرتبہ اس لفظ کی تکرار کی تو شاہزادے نے اٹھکر عرض کیا کہ میرا مطلب حاصل ہوگیا اور شیخ سے اپنے حق مین دعا کی لشکر کی طرف متوجہ ہوا جب سلطان سکندر کی سلطنت مستقل ہوگئی تو دہلی سے راپری اور اٹاوہ کی طرف کوچ کیا اور سات مہینے اُسی ملک مین رہکر اسمعیل خان نوخانی کو صلح کے

اپنے بھائی بابک شاہ بادشاہ جونپور کے پاس بھیجا اور خود عیسیٰ خان حاکم تبالی پر یورش کی عیسیٰ خان نے
مقابلہ مین زخمی ہوکر اطاعت قبول کرلی مگر اُسی زخم کے صدمہ سے انتقال کیا تبالی کا راجہ راے گنیش بھی
جو بابک شاہ سے موافق تھا سکندر سے آملا چنانچہ سکندر نے تبالی کی حکومت اُسی پر بحال رکھی بابک شاہ
جونپور سے قنوج مین آیا وہین فریقین مین لڑائی ہوئی اس لڑائی مین سارنگ خان نوخانی بابک کا طرفدار
اسیر گرفتار ہوگیا بابک بھاگ کر بدایون کو گیا سکندر نے اُسکا بھی محاصرہ کرلیا بابک مجبور ہوکر حاضر ہوگیا سکندر
اُسکے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا اور اُسکی تسلی کرکے اپنے ساتھ جونپور کو لیگیا اور سابق حکومت
شرقی اُسکے حوالہ کی لیکن اُدھر کے سب پرگنے اپنے امیرون کو تقسیم کردیے اور ہر جگہ فوج اپنی متعین
کردی کالپی کو بھی اعظم خان ہمایون سے نکال لیا پھر جھترہ مین آیا اور وہان سے گوالیار مین پہونچا اور
خواجہ محمد فرملی کو مع خلعت خاص کے اپنا وکیل بناکر راجہ مان کے پاس بھیجا راجہ نے بھی اپنے بھتیجے کو بادشاہ کے
پاس بھیجا اور اطاعت اختیار کی اور اُسکا بھتیجا بیانہ تک بادشاہ کے ہمراہ گیا سلطان شرق حاکم بیانہ جو
سلطان احمد جلوانی کا بیٹا تھا حاضر ہوا اور اُسکا یہ ارادہ ہوا کہ قلعہ کی کنجی بھی سکندر کے وکیلون کے سپرد کردے
مگر پھر اُسکی راے بدل گئی اور بیانہ مین جاکر قلعہ کو بند کرلیا پھر سلطان سکندر آگرے کو گیا ہیبت خان جلوانی جو
سلطان الشرق کے متعلقون مین سے تھا آگرہ کے قلعہ مین بند ہوگیا سکندر نے چند امیر آگرہ مین چھوڑے
اور خود بیانہ کو چلا گیا سنہ آٹھ سو ستانوے مین سلطان الشرق نے مجبور ہوکر پناہ مانگ لی اور بیانہ کا
قلعہ سکندر کو حوالہ کیا سکندر نے وہ ملک خان جہان فرملی کو عطا کیا اسی سال مین جونپور مین بگلہ تیون کی
قوم نے قریب ایک لاکھ سوار و پیادے کے جمع ہوکر فساد برپا کیا بادشاہ یہ سُنکر اس طرف گیا بابک نے بھی
اُس طرف سے آکر ملاقات کی وہان سے اودھ مین جاکر کچھ دنون سیر و شکار مین مشغول رہا پھر جونپور کو
گیا جب بہار کے قلعہ پر پہونچا سلطان حسین شرقی کے امیر اُس قلعہ مین تھے اُن سے مقابلہ ہوا
آخر سکندر نے اُنکو شکست دی اور اُسکے محاصرے کا خیال نہ کرکے بارمل مین حوالہ آباد کے قریب آکر
آیا اور اُس نواح کو بالکل خراب کرکے کڑہ اور مانک پور کے رستے سے دلمؤ کو گیا اور وہان سے
شمس آباد مین آیا اور چھ مہینے تک وہان رہا پھر سنبھل کو گیا اور وہان سے پھر شمس آباد کو لوٹ گیا
اور برسات کے بعد سنہ نو سو مین پٹنہ کو روانہ ہوا اور وہان کے مفسدون کی خوب گوشمالی کرکے جونپور
مین آیا اسی سفر مین گھوڑے اسقدر تلف ہوے کہ دس مین ایک زندہ رہا پٹنے وغیرہ کے زمینداروں نے

یہ خبر سلطان حسین مرزا کو لکھ بھیجا یا سلطان حسین نے بہت جمعیت فراہم کر کے اُدھر کا قصد کیا سکندر بھی یہ سنکر گنگا اُتر کر جونپور میں پہونچا اور وہان سے بنارس میں آیا سلطان حسین ابھی بنارس سے اٹھارہ کوس پر تھا کہ سکندر جھپٹ پٹ اُسکے سر پر جا پہونچا راستہ میں سالباہن پٹنہ کا راجہ سلطان حسین سے قطع تعلق کر کے سکندر سے آملا سلطان حسین نے لڑائی میں شکست پاکر ٹھینے کا راستہ لیا سکندر نے بھی ایک لاکھ سوار ساتھ لیکر تعاقب کیا راستہ میں معلوم ہوا کہ سلطان حسین بہار کو چلا گیا تو تین روز سکندر پھر اپنے لشکر میں آملا اور بہار کی طرف متوجہ ہوا یہ سُنکر سلطان حسین بہار میں اپنا نائب چھوڑ کر کھل گانون متصل لکھنوتی میں چلا گیا اور بہار پر بھی جاکر سکندر نے اپنا قبضہ کر لیا پھر وہان سے جاکر ترہت کو تسخیر کیا سنہ نو سو ایک میں خان جہان نے وفات پائی اور اُسکے بڑے بیٹے احمد خان نے اعظم خان ہمایون کا خطاب پایا پھر سلطان سکندر ترہت میں حضرت شیخ شرف الدین یحیی منیری رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو گیا پھر درویش پور میں آیا اور وہان سے علاء الدین بادشاہ بنگالے پر فوج کشی کی نواحی بہار میں علاء الدین کا بیٹا دانیال نام اُسکے مقابلہ کیلیے آیا آخر صلح ہوگئی اور دونون اپنے اپنے ملک کو لوٹ گئے اس سال میں بادشاہ کے لشکر پر قحط و غسرت کی شدت ہوئی ہر طرف بادشاہ نے فرمان بھیجدیے کہ غلہ کی زکوٰۃ موقوف ہو پھر وہان سے سکندر سارن میں آیا اور اُسکو اپنے امیرون پر تقسیم کر دیا پھر مہلی گڈھ کے راستے سے جونپور میں آیا اور چھ مہینے وہان رہکر پٹنہ کی طرف قصد کیا سنہ نو سو چار میں پٹنہ سے باندھو گڈھ تک تمام ملک کو تاخت تاراج کیا مگر چونکہ اُدھر کے قلعے بہت مستحکم تھے اسلیے کسی قلعے کے کھولنے کا پابند نہوا بعد ازان جونپور میں آیا وہان کے امیر کسی کھیل کھیلنے میں باہم لڑنے لگے یہان تک کہ مقابلہ پر نوبت پہونچی سکندر اُن سب سے بدظن ہوگیا اور اپنی نگاہبانی کے لیے بڑے معتمد لوگون کو مقرر کیا چنانچہ وہ متھیار باندھے ہوے رات بھر حفاظت کرتے تھے جو جو امیر کہ مردود اور معزول ہوے اُنھون نے سلطان مہمود کے بیٹے فتح خان کو تخت پر بٹھانے کی تحریک کی مگر فتح خان نے سادہ لوحی سے اپنی مان پر اور شیخ طاہر وغیرہ اُن امیرون پر جو بادشاہ کے بڑے معتمد تھے اس بھید کو ظاہر کیا اور جن جن امیرون نے اس امر پر ترغیب دی تھی اُن سب کے نام بھی بتلا دیے اُنھون نے فتح خان کو اس خیال فاسد سے منع کیا اور بہت نصیحتین کین اور اپنے وفاداری کرنے کے لیے سلطان سکندر کو بھی اس مضمون سے

مطلع کردیا چنانچہ سکندر نے اُن سب امیرون کو حکمت عملی سے متفرق کردیا ۹۰۵ھ یا نسو نوین سکندر
سنبھل کو آیا چار برس تک وہان مقام کیا اور اوقات اپنی عیش و عشرت اور سیر و شکار مین بسر کی
سنہ ۹۰۹ نو سو دو مین اصغر حاکم دہلی نے بغاوت کی سکندر نے سنبھل سے خواص خان حاکم ماچھی وارہ کے
نام فرمان بھیجا کہ اصغر کو گرفتار کرکے حضور مین بھیجدے مگر اصغر اس سے پہلے خود ہی
سنبھل مین آکر قید ہوگیا اور خواص خان دہلی کا حاکم مقرر ہوا اسی سال مین خانخانان فرملی
حاکم بیانہ کی وفات ہوئی کچھ دنون وہان کی حکومت عماد الملک سلطان اسکے بھتیجے دہلی بھیجدئے دنون
حضور مین بلائے گئے اور وہ قلعہ خواص خان کے حوالہ ہوا اعظم خان اگرہ مین متعین ہوا
خواص خان نے عالم خان حاکم میوات اور خانخانان نوحانی کی مدد سے دھول پور پر یورش کی
وہان کے راجہ نے مقابلہ کیا اس لڑائی مین مسلمان بہت شہید ہوئے سکندر خود دھول پور
مین پہونچا تب مانک دیو راجہ دھول پور قلعہ چھوڑ کر گوالیار کو بھاگ گیا اس سال مین غازی شرقی
سکندر ایک مہینے تک وہان رہا پھر گوالیار کی طرف متوجہ ہوا دھول پور کو ہمایون قلی کے سپرد کرکے
اُتر گیا اور بیانہ کی کے کنارے منزل کی وہان کی آب و ہوا خراب ہونے سے لشکر مین بیماری پھیل گئی
گوالیار کے راجہ نے بھی صلح کرلی اور سعید خان اور بابو خان اور راجہ گوالیار کو بادشاہ کے لشکر سے
بھاگ کر گوالیار مین پناہ لے گئے تھے اپنے قابو سے نکال دیا اور راجہ گوالیار کو بادشاہ کی خدمت مین
بھیجا چنانچہ بادشاہ نے گھوڑا اور خلعت دیکر اسکو رخصت کیا اور خود آگرہ کی طرف اور ہمایون قلی دھول پور کی
حکومت پھر راے مانک دیو کو عطا کی برسات بھر آگرہ مین رہا سنہ نو سو اس مین سکندر ایل کی طرف
متوجہ ہوا راے مندرایل نے اس سن مانک کر قلعہ خالی کردیا سکندر قلعہ مین داخل ہوکر وہان کے
سارے بتخانے توڑے جب وہان سے لوٹا تو دھول پور کے قلعہ کو از سر نو تعمیر کیا پھر آگرہ مین
آیا اور سب امیرون کو اپنی اپنی جاگیرون پر رخصت کیا اسی سال مین سید محمد جونپوری رحمہ اللہ علیہ
وفات پائی یہ بڑے ولی کامل تھے اور انھون نے امام مہدی ہونے کا بھی دعوے کیا تھا
سفر حج سے لوٹتے وقت شہر فرہ مین جان بحق تسلیم کی قاضی حسین زرگر قندھاری نے انکی تاریخ لکھی ہے
گفتا کہ بروز شیخ کن آتشبار + اور شیخ مبارک نے لفظ مضامندی سے تاریخ نکالا ایسی تیسری
ماہ صفر سنہ نو سو گیارہ مین تمام ہندوستان مین ایسا زلزلہ آیا کہ جسکے صدمے سے

تمام پہاڑ بھی لرز گئے اور بڑی بڑی عمارتین گر گئین جا بجا زمین دہل گئی درخت اپنی اپنی جگہ سے اکھڑ کر دور جا پڑے لوگ اس زلزلہ کو دیکھکر یہ سمجھتے تھے کہ گویا قیامت قائم ہوگئی اور تاریخ بابری وغیرہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ ہندوستان سے ہی خاص نہ تھا بلکہ اُس روز اور ملکون مین بھی ایسا ہی زلزلہ آیا تھا لفظ قاضی ۹۱۱ حادثہ کی تاریخ ہے قطعہ در نہصد واحدی عشر از زلزلہ ہا ✤ گردید سواد آگرہ چون مرحلہا ✤ با آنکہ بناہاش بسے عالی بود ✤ از زلزلہ شد عالیہا سافلہا ✤ سنہ نوسو بارہ ۹۱۲ مین سلطان سکندر نے قلعہ اونٹ گڈھ کا محاصرہ کیا ہر چند اُسکی طرف کے آدمی بہت مارے گئے مگر اُس قلعہ کو فتح کر کے چھوڑا اور وہان کے بہت ہندوون کو قتل کیا جو باقی رہے وہ مع اہل وعیال کے خود جل مرے تمام وہان کے بتخانے توڑ کر مسجدین بنا دین سنہ نوسو تیرہ ۹۱۳ مین نزور کے قلعہ کی طرف توجہ کی راستے مین جلال خان لودی نے جو بہت سی جمعیت سوار و پیادے کی اپنے پاس جمع کی تھی ملاحظہ کی سکندر کو یہ فوج جمع کرنا اُسکا ناگوار ہوا اور ساری اُسکی جمعیت کو پریشان کر کے جلال خان کو قید کر کے قلعہ اوسکر مین بھیجدیا نزور والون نے امن مانگ کر صلح کر لی سنہ نوسو چودہ مین ایک اور احاطہ قلعہ نزور کے گرد مضبوطی کے لیے بنوایا اسی عرصہ مین نعمت خاتون قطب خان کی بی بی سکندر سے ملنے کے لیے آئی تھی سلطان سکندر نے دو سو گھوڑے اور پندرہ ہاتھی شہزادہ جلال خان کو دیکر نعمت خاتون کے ساتھ کالپی کو روانہ کیا اور وہ ملک شہزادہ مذکور کو جاگیر مین عطا ہوا سنہ ۹۱۵ نوسو پندرہ مین سکندر لھاجہ سے کوچ کر کے ہنکات مین آیا اور جا بجا تھانے مقرر کرتا ہوا آگرہ مین پہونچا ولہ الحکم والیہ ترجعون اُس سال کی تاریخ ہوئی اسی عرصہ مین سلطان ناصر الدین مالوی کا نواسہ اپنے نانا سے خائف ہو کر سکندر کے پاس پناہ لایا چندیری اُسکی جاگیر مین مقرر ہوئی اور شہزادہ جلال خان کو حکم ہوا کہ ہر طرح اُسکا مدد و معاون رہے اسی سال مین آگرہ سے دھول پور تک جا بجا عمارتین اور باغ تیار کرائے تاکہ شکار کھیل کر وہان آرام لیا کرے اس سال مین محمد خان ناگوری نے بھی اس سبب سے کہ اُسکی ساری قوم سلطان سکندر سے مل گئی تھی اطاعت قبول کی اور خطبہ سلطان سکندر کے نام کا اپنے ملک مین جاری کیا یہ ملک بے لڑے بھڑے سکندر کے قبضہ مین آگیا خانخانان فرملی کے بیٹے سلیمان کو اونٹ گڈھ کی مہم مین سلطان سکندر نے نوپر کی طرف متعین کیا تھا اور اُسنے قبول نہ کیا تھا اس جرم مین سکندر نے اس سال مین اُسکو خدمت سے

سفر ول کیا اور پرگنہ اندری کرنال کا اُسکی وجہ معاش مین مقرر کیا چنانچہ اُسنے وہین جاکر سکونت قبول کی اور چونکہ سلطان محمود مالوی کی سلطنت مین ضعف آگیا اس سبب سے محبت خان مالوی نے چندیری کا ملک بھی سلطان سکندر کے حوالہ کیا اور اُس ملک مین خطبہ سلطان سکندر کے نام کا پڑھا ہر طرف اس خبر کے فرمان اور فتح نامے بھیجے گئے اور سلطان سکندر نے سلطان ناصر الدین مالوی کے پوتے محمود خان کو اول چندیری مین شہر بند کر دیا تھا مگر پھر وہ ملک اُسی کے حوالہ کیا اور اپنے اُسپر گماشتے مقرر کیے تاکہ اُس سے خبردار رہین اور خود مختار نہونے دین اور خود بطریق سیر و شکار کے بیانہ کی طرف آیا اور وہان کے عالمون اور بزرگون کی خدمت مین حاضر ہوتا تھا خصوصاً سید نعمت اللہ حسینی سے جو بڑے ولی اور صاحب کشف و کرامت تھے بہت صحبت رکھتا تھا شاہزادہ دولت خان حاکم قلعہ رنتھنبھور نے بھی جو سلطان محمود مالوی کا محکوم تھا علی خان ناگوری کے وسیلہ سے ملازمت حاصل کی اور قلعہ کی کنجی حوالہ کر دینے کا وعدہ کیا اتنے مین علی خان ناگوری کی نیت مین فساد آیا اور وہ اس امر سے مانع ہوا مگر بادشاہ اس حرکت کو ٹال گیا اور دولت خان سے بیٹون کی طرح محبت کی اور خاصہ خاص اور کئی گھوڑے اور ہاتھی اُسکو عنایت کیے پھر سلطان سکندر قلعہ تھنکر کو گیا اور وہان سے سیر کرتا ہوا قصبہ باری مین آیا اور وہان سے آگرہ مین آکر بیمار ہوا اور اتوار کے دن سترھوین ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ھ نو سو تیئیس مین جہان فانی سے رحلت کی وَحَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا اُسکی تاریخ ہوئی اس بادشاہ نے اٹھائیس برس اور پانچ مہینے سلطنت کی یہ بادشاہ شاعرون سے بہت صحبت رکھتا تھا اور خود گلرخ تخلص مقرر کرکے کبھی کبھی کچھ شعر ہندوستانیون کے قدیم طریقے پر لکھتا تھا اسی سبب سے شیخ جمالی سے اُسکو بڑی موافقت تھی یہ کئی شعر اس بادشاہ کی تصنیف ہین ؎ سوریکہ سیمین بن گل بدنشست ؎ روحی ست مجسم کہ دران پیرہنشست ؎ مشک ختنی چیست کہ صد ملکت چین ؎ در حلقۂ آن زلف شکن شکن دَرشکنش ؎ گلرخ چہ کند جوہر دندان ترا وصف ؎ ہمچون دُر سیراب سخن در دہنش ؎ در سوزن مژگان بکشم رشتۂ جان را تا چاک بدوزم کہ دران پیرہنشست ؎ اُسکے زمانے کے شاعرون مین سے ایک برہمن تھا اگرچہ ہندو تھا مگر ساری درسی کتابین پڑھا تھا یہ ایک مطلع اُسنے مسعود بیگ کی زمین پر لکھا ہے ؎ دل خون نشد ے چشم تو خنجر نشد ے گرہ ؎ رہ گم نشد ے زلف تو ابتر نشد ے گرہ ؎ اور اُس زمانے کے بڑے عالمون مین سے شیخ عبداللہ طلبنی دہلی مین اور شیخ عزیز اللہ طلبنی سنبھل مین تھے جب

ملتان خراب ہوگئی تو یہ دونون ہندوستان مین تشریف لاے اور اُس ملک مین علم معقول کو
ان دونون نے رواج دیا اس سے پہلے فقط شرح چغمینی اور شرح صحائف کا منطق اور کلام مین
بیان رواج تھا استادون سے سُنا ہے کہ شیخ عبداللہ کے شاگردون مین سے چالیس آدمیون سے
زیادہ علامہ متبحر ہوگئے میان لادن و جمال خان دہلوی اور میان شیخ گوالیاری اور میر ان سید جلال
بدایونی بھی انھین مین سے تھے مشہور ہے کہ سلطان سکندر شیخ عبداللہ کے درس کے وقت آتا تھا
اور چپکا ایک کونہ مین بیٹھ جاتا تھا کہ طالب علمون کے سبق کا حرج نہو جب وہ درس سے
فارغ ہوتے تھے اسوقت سلام علیک کیا کرتا تھا اور پھرون اُنکی خدمت مین بیٹھا کرتا تھا
شیخ عزیز اللہ طیبی بھی بڑے صاحب ارشاد و ہدایت تھے مشکل مشکل کتابین بے دیکھے اچھی طرح پڑھاتے
تھے لوگون نے امتحان کے طور پر مشکل مشکل سوال اُن سے پوچھے ہین اور اُنھون نے
فی البدیہہ حل کردیے ہین اُنکے شاگردون مین سے ایک میان حاتم سنبھلی تھے جنھون نے
اپنی عمر مین ۱۲ بار سے زیادہ شرح مفتاح اور چالیس بار مطول اول سے آخر تک پڑھائی تھی
دوسرے شیخ المدیہ جونپوری تھے جنکی تصنیفات بہت مشہور ہین اُنمین سے ایک ایک نقہ مین ہدایہ
حاشیہ کئی جلدون مین لکھا ہے اور کافیہ کی شرح کی بھی تعریف نہین ہوسکتی ہے تفسیر مدارک وغیرہ پر
جو حواشی لکھے ہین جواب تک درس مین ہین سلطان سکندر نے سب عالمون کو جمع کرکے ایک طرف
شیخ عبداللہ اور شیخ عزیز اللہ اور دوسری طرف شیخ المدیہ اور اُنکے بیٹے بھکاری کو مناظرے
مین مقابل کیا آخر معلوم ہوا کہ شیخ عبداللہ اور شیخ عزیز اللہ تقریر مین اور شیخ المدیہ اور اُنکے
بیٹے تحریر مین لاجواب تھے شیخ عبداللہ نے ۹۴۵ نو سو بائیس مین وفات پائی اُولئک نجوم زخارف
العُلے اُنکے انتقال کی تاریخ ہے اور اُس زمانے کے شاعرون مین سے ایک شیخ جمالی کنبوہ
دہلوی تھے کہ سلطان سکندر انکے شعر سُنا کرتا تھا اور شیخ جمالی بہ صفت موصوف تھے
سیر بھی جہان کی اُنھون نے بہت کی تھی اور مولوی جامی صاحب کی خدمت مین بھی مدتون رہے تھے
اور اُن سے اپنے شعرون مین اصلاح لی تھی یہ کلام اُنکا ہے ؎ مارا زخاک کوبت پیرانہی ست تربت
وانھم زآب دیدہ صدچاک تا بدامن ✤ ایضاً عشق را طی ثانی ست کہ صد سالہ سخن
دوست با دوست بیک چشم زدن میگوید ✤ یہ غزل بھی اُنکی ہندی طرز پر بڑے مزے کی ہے ؎

طال شوقی الی منازلکم + ایها الغافلون عن نظری + روز و شب مونس خیال شمائل
فاسئلوا عن خیالکم خبری + شیخ جمالی نے ایک تذکرہ سیر العارفین نام ہندی میں بزرگون کے
حال مین لکھا ہی یہ نظم اور نثر نقص سے خالی نہین شیخ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر سے
شروع کیا ہی اور شیخ سماء الدین کنبوے دہلوی کے ذکر پر ختم کیا ہی اور سوائے اسکے
اور بھی نظم و نثر مین اُنکی کتابین ہین دیوان اُنکا آٹھ نو ہزار شعرون کا مشہور ہی +

ذکر سلطان ابراہیم بن سلطان سکندر لودی کا

بعد انتقال سلطان سکندر کے سلطان ابراہیم اُسکا بیٹا امیرون کے اتفاق سے سنہ نو سو
تیئیس مین آگرہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا شاہزادہ جلال خان بھی جسکو سلطان سکندر نے جونپور کا
حاکم مقرر کیا تھا سلطنت کے نام سے موسوم ہوا اسی عرصے مین خان جہان خان نوخانی حاکم
راپری آگرہ مین آیا اور اُسنے سب امیرون کو جلال خان کے سلطنت مین شریک کر دینے پر
بڑی ملامت کی اور سب پورب کے امیرون کے نام فرمان جاری ہوے کہ جلال خان کو پکڑ کر دربار
مین حاضر کرین جلال خان جونپور سے کالپی مین آیا اور وہان بڑی جمعیت اکٹھی کر کے سکہ اور
خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور سلطان جلال الدین اپنا خطاب مقرر کیا اعظم ہمایون سروانی چند روز
جلال خان کا شریک رہا بعد ازان سلطان ابراہیم کی ملازمت مین حاضر ہوا سلطان ابراہیم نے
اسمعیل خان اور حسین خان وغیرہ شاہزادون کو جو قید تھے قلعہ ہانسی مین بھیجدیا اور سب کے لیے
کھانا اور کپڑا اور دودھ خدمتگار مقرر کیے بعد ازان سلطان ابراہیم پورب کی طرف کوچ کر کے
بھون گانون تک پہونچا اور اُس ملک کو بالکل پاک صاف کر کے قنوج مین آیا اور بہت سے امیرون کو
جلال خان کے مقابلہ کے لیے بھیجا جلال خان نے تیس ہزار سوار اور کئی حلقے ہاتھیون کے ساتھ لیکر
آگرہ کی طرف کوچ کیا ملک آدم کاکر سلطان ابراہیم کی طرف سے آگرہ کی حفاظت کے لیے آیا اور
کئی اور امیر بھی اُسکی مدد کے لیے پہونچے سب نے باتین بنا کر جلال خان سے گفتگو کی کہ تو سب سامان
بادشاہی سلطان ابراہیم کے حوالہ کر دے تو ہم تیری تقصیرین معاف کرا کے کالپی کو جاگیر مین دلادین
جلال خان نے یہ بات قبول کی اور فوراً چتر آفتاب گیر اور نقارہ وغیرہ ملک آدم کے سپرد کیا چنانچہ
اُسنے حدود اٹاوہ مین بادشاہ کے سامنے پیش کیا سلطان اُس صلح پر راضی نہوا اور فوج

جلال خان کے نکالنے کے لیے بھیجے جلال خان مضطر ہوکر گوالیار کو بھاگا اس عرصے مین سب سکندری
امیرون نے جو باعث تنزل سلطنت کے ہوے تھے سلطان ابراہیم کی اطاعت قبول کی مگر
ابراہیم کو میان بھوہ سے جو سکندر کے زمانہ کا بڑا نامی امیر اور اُسکا وزیر مشیر تھا دلی رنج پیدا ہوگیا
چنانچہ اُسکو طوق و زنجیر پہناکر ملک آدم کے حوالہ کیا اور اُسکے بیٹے کو باپ کا منصب عطا کیا میان
بھوہ کا قید مین ہی انتقال ہوا پھر سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون سروانی حاکم کڑہ کو تین ہزار سوار
اور سو ہاتھی دیکر گوالیار کی تسخیر کے لیے بھیجا جلال خان وہان سے بھاگ کر مالوہ مین سلطان محمود مالوی کے
پاس گیا جب بادشاہی فوج گوالیار پر پہونچی تو راے مان سنگھ کا بیٹا راے بکرماجیت جو باپ کو قتل کرکے
گوالیار کا حاکم بن بیٹھا تھا مقابلہ کی قوت نہ لاسکا اور قلعہ کی حفاظت اچھی طرح نہو سکی قلعہ بادل گڈھ
جو گوالیار کے قلعہ کے نیچے ایک بڑی عمارت تھی مسلمانون کے قبضہ مین آگیا وہان سے ایک کانسے کی
مورت ملی جسکی ہندو پرستش کیا کرتے تھے اعظم ہمایون نے اُسکو آگرہ مین سلطان ابراہیم کے پاس بھیجدیا
اور سلطان ابراہیم نے اسکو دہلی مین بھیجکر شہر کے دروازے پر ڈال دیا اور اُس مورت کو اس کتاب
منتخب التواریخ کے جمع ہونے سے دس برس پہلے فتح پور مین اُٹھا لائے تھے مصنف صاحب نے
بھی اُسکو دیکھا تھا اور ناقوس اور گھنٹا وغیرہ اُسپر سجایا جاتا تھا اس زمانہ مین سلطان ابراہیم نے
امیرون سے بدظن ہوکر اکثر کو قید کرکے اِدھر اُدھر بھیجدیا جلال خان اور محمود مالوی مین بھی موافقت
نہ آئی تب جلال خان وہان سے بھاگ کر کڑہ کنگہ کو چلا گیا اور وہان اُسکو گوندون کی جماعت نے
پکڑکر سلطان ابراہیم کے پاس بھیجدیا سلطان ابراہیم نے حکم دیا کہ اُسکو قلعہ ہانسی مین اور شاہزادون کے
ساتھ مقید رکھین مگر کسی نے راستے مین ہی اُسکو شہید کردیا اعظم ہمایون گوالیار کے قلعہ کا
محاصرہ کیے ہوے تھا اور قریب تھا کہ فتح ہوجاوے اتنے مین بادشاہ کا فرمان پہونچا اور وہ
حکم کے بموجب اُس قلعہ کا محاصرہ چھوڑکر آگرہ مین آیا سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون اور اُسکے
بیٹے فتح خان کو قید کرلیا اعظم ہمایون کے دوسرے بیٹے اسلام خان کو سارا باپ کا مال ہاتھ آیا
اور اُسنے اُسکی قوت پر کڑہ مین بہت سی جمعیت اکٹھی کرکے اکثر اُدھر کے امیرون کو اپنا شریک کرلیا
اور احمد خان حاکم کڑہ سے مقابلہ کرکے اُسکو شکست دی سلطان ابراہیم نے اعظم ہمایون اور اُسکے
بھائی احمد خان کو ایک بڑے گروہ اور جتھے کا آدمی سمجھکر اور بہت سے نامی سردار مثل خانخان شیلی میوہ

اُسکے ساتھ کرکے اُن امیرون کے مقابلہ کے لیے بھیجا جو بادشاہ کی طرف سے باغی ہوکر اسلام خان سے جا ملے تھے قنوج کے قریب مقابلہ بانگر ہوئی میان اقبال خان خاص خیل اعظم خان ہمایون نے گھات سے نکل کر بادشاہی لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ بادشاہی لشکر درہم برہم ہوگیا سلطان ابراہیم نے اور لشکر احمد خان کی مدد کے لیے بھیجا مخالف بھی قریب چالیس ہزار کے سوار اور پانسو ہاتھی لیکر مقابل ہوئے بڑی لڑائی ہوئی اُدھر نصیر خان لودی نے بہار کی طرف سے آکر باغیون پر حملہ کیا دونون طرف سے اُنپر یورش ہوئی بڑی جانفشانیون کے بعد باغیون نے شکست کھائی اور اسلام خان مارا گیا اور سعید خان قید ہوگیا تب وہ فتنہ دبا ہر چند ایسی فتح عظیم نصیب ہوئی مگر سلطان ابراہیم کا دل امیرون کی طرف سے صاف نہوا اس سبب سے امیرون نے بھی ہر طرف مخالفت شروع کی بہت سے نامی گرامی امیر مثل اعظم ہمایون سروانی اور میان بھوہ وزیر سلطان سکندر کے قبیلہ سے بھی ہر گئے میان حسن فرملی چندیری میان سلطان ابراہیم کے اشارہ کے موجب دھان کے اوباش شیخ زادون کے ہاتھ سے مارا گیا دریا خان لوحانی حاکم بہار اور دریا خان جہان لودی بھی مخالف ہوکر باغی ہوگئے دریا خان بعد چند روز کے مرگیا بہادر خان اُسکا بیٹا اُسکی جگہ قائم مقام ہوا سارے پرگنہ کے امیر اُس سے متفق ہوگئے بہادر خان نے نواحی بہار میں ایک لاکھ سوار جمع کرکے سارے اُس طرف کے ملکون پر قبضہ کرلیا اور سلطان محمد اپنا خطاب مقرر کرکے سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا اور اُسکے لشکر نے سنبھل تک آکر اپنا قبضہ کیا بہت تک بہار و غورہ مین خطبہ اُسکے نام کا جاری رہا اسی عرصہ مین دولت خان لودی کا بیٹا خان خانان لاہور سے آگرہ مین سلطان ابراہیم کے پاس آیا مگر اُسکے دل مین بادشاہ کی طرف سے وہم پیدا ہوا وہان سے بھاگ کر اپنے باپ کے پاس پہونچا دولت خان نے سلطان ابراہیم کے چنگل سے جب رہائی کی صورت کوئی نہ دیکھی تو اُسی اپنے بیٹے کو کابل مین بھیجا چنانچہ وہ ظہیر الدین بابر کو اپنے ساتھ ہندوستان پر لایا خان خانان نے آخر کو اپنے باپ کی شکایت ظہیر الدین بابر سے کی تھی اور اُسکے مزاج کو دولت خان کی طرف سے منحرف کردیا تھا چنانچہ یہ قصہ انشاءاللہ تعالیٰ آگے مذکور ہوگا یہ خانخانان شیر شاہ کے وقت تک زندہ رہا اور اُسی کی قید مین مرا محمد خان نے بہار مین انتقال کیا اور سارے امیرون نے سلطان ابراہیم سے بگڑ کر ہر طرف فتنہ و فساد برپا کیا ایسے وقت مین بابر کے اقبال نے یاوری کی مجملاً اُسکا بیان یہ ہے کہ دولت خان اور اُسکے بیٹے غازی خان اور رائے سوا اور سلطان ابراہیم کے امیرون نے عالم خان لودی کے ہاتھ کابل مین

ظہیر الدین بابر کے پاس عرضیان بھیجیں اور اُسکو ہندوستان کی تسخیر پر ترغیب دی بابر شاہ نے کئی امیرون کو عالم خان کے ساتھ روانہ کیا تاکہ ہندوستان مین جاکر اپنا تصرف شروع کرین اُن لوگون نے لاہور اور سیالکوٹ وغیرہ کو فتح کرکے اپنے تصرف مین کیا اور یہ ساری کیفیت سلطان بابر کے حضور مین عرض کی

اس فتح کی تاریخ یہ ہے	ظہیر الدین محمد شاہ بابر	سکندر دولت و بہرام صولت
بہ دولت کرد فتح کشور پنجاب	کہ تاریخ آمدش فتح بدولت	بابر شاہ بھی یہ سنکر تواضع کرکے نامہ

سندھ کے کنارے پر پہونچا اس منزل مین اسکی ساری جمعیت دس ہزار تھی اُدھر دولت خان اور غازی خان منحرف ہوکر تیس ہزار سوار پٹھان وغیرہ ساتھ لیکر قصبہ کلانور پر متصرف ہوگئے اور امرائے بابری کے مقابلہ کے لیے لاہور کی طرف کوچ کیا غازی خان سیالکوٹ مین پہونچا امیر خسرو بابری امیر اُس قلعہ کو خالی کرکے بابر کے لشکر مین چلا گیا چند روز کے بعد سلطان بابر سیالکوٹ مین آیا اور اُس بستی کو ویران کرکے دھولپور آباد کیا سلطان ابراہیم کی طرف سے دہلی پر سلطان ابراہیم کے مقابلہ مین آیا اور بادشاہی لشکر کو شبخون کیا جلال خان وغیرہ بھتیجے سلطان ابراہیم کی طرف کے امیر اُس شب مین عالم خان سے مل گئے سلطان ابراہیم نے صبح تک اپنی جگہ سے حرکت نہ کی عالم خان کا لشکر فتح کے گمان پر صبح کو ہر طرف متفرق ہوگیا تھوڑے سے آدمی عالم خان کے ساتھ رہ گئے سلطان ابراہیم نے ایسے وقت مین ایک ہاتھی آگے کرکے گھوڑے والون کی فوج پر حملہ کیا اس حملہ مین دشمنون کے پانون اُکھڑ گئے عالم خان بھاگ کر سیان دوآب سے گذر کر سرہند مین پہونچا اور وہان سے کنگوہ کے قلعہ مین جو ملوت کے توابعات سے پہاڑ پر واقع ہے پناہ لی دلاور خان لوحانی عالم خان سے جدا ہوکر بابر شاہ سے جاملا اور اُسکے دلبخواہون مین داخل ہوا عالم خان بھی چند روز مین بابر شاہ کی ملازمت مین حاضر ہوا سلطان بابر نے پہلے سے بھی زیادہ اُسکی عزت کی اور اُسکی تعظیم کے لیے کھڑا ہوگیا اور خلعت دیکر معزز کیا جب سلطان بابر کا لشکر کلانور کے ضلع مین پہونچا محمد سلطان مرزا وغیرہ اُمرا ابھی لاہور سے آکر مل گئے قلعہ ملوت کے حوالی مین جہان سے غازی خان بھاگ گیا تھا دولت خان بھی ملازمت مین حاضر ہوا پچھلے گناہ اُسکے عفو ہوئے دربار عام مین لوگ اُسکو باندھکر اور دو تلوار اُسکی گردن مین ڈالکر حضور مین لائے بابر نے اس ہیئت سے منع کیا اور اُسکو بڑی تعظیم سے بلایا اور بیٹھنے کی اجازت دیکر اپنے قریب جگہ دی مگر سارا مال اسباب اُسکا سپاہیون کو تقسیم کر دیا بابر کا قبضہ ہوگیا دولت خان چند روز کے بعد قید مین ہی مرگیا

پھر بابر بشاہ غازی خان کا تعاقب کرکے کوہ سوالک کی طرف گیا اور نادون مین منزل کی وہان غازی خان
ہاتھ نہ آیا وہان سے لوٹا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا سہرند کے ضلع مین کھکر کے کنارے منزل کی ہان سے
سامانہ اور سنام کی طرف گیا سلطان ابراہیم عالم خان کو شکست دیکر دہلی مین ہی پڑا رہا بابر نے امیر کنہ بیگ کو
بھیجا تاکہ اُسکے لشکر کی کیفیت دیکھ آوے اُسی منزل مین مین افغان باغی ہوکر پھر آملا حمید خان
خاص خیل سلطان ابراہیم حصار فیروزہ سے جمعیت فراہم کرکے لڑائی کے ارادے پر آتا تھا بابر نے
شاہزادہ محمد ہمایون میرزا خواجہ کلان وغیرہ امیر ساتھ کرکے اُسکے مقابلے کے لیے بھیجا بڑی لڑائی کے
بعد حمید خان کو شکست ہوئی اور بہت سے اُسکے ساتھی مارے گئے کچھ پکڑے گئے حصار فیروزہ
شاہزادہ ہمایون کی جاگیر مین مقرر ہوا بابر شاہ نے کوچ کرکے شاہ آباد سے دو منزل پر جمنا کے کنارے
منزل کی داؤدخان وغیرہ سلطان ابراہیم کے کئی امیر پانچ چھ ہزار سوار ساتھ لیکر جمنا کو اُتر گئے تھے
بابر نے سید محمد مہدی اور خواجہ محمد سلطان میرزا اور سلطان جنید برلاس کو اُسکے مقابلے کے لیے
بھیجا چنانچہ اُنھون نے پٹھانون کی خوب گوشمالی کی اور بہت لوگون کو قتل اور قید کیا جو بچے وہ سلطان
ابراہیم کے لشکر سے جاملے بابر نے وہان سے کوچ کرکے سامان لڑائی کا درست کیا اور سیاہ مینہ
اور میسرہ تیار ہوکر ملاحظہ سے گذری اُسی دن آٹھ سو گاڑیان ایک دن مین بنالی گئین استاد علی قلی
آتشباز نے موافق حکم کے توپخانہ روم کی طرح سب گاڑیون کو زنجیرون اور تسمون سے باہم جکڑ دیا اور ہر جگہ
دو دو گاڑیون کے بیچ مین چھ سات توپ بڑے خاک سے بھر کر قائم کیے تاکہ اُسکی پناہ مین سپاہی بندوقین
چلاوین اور یہ ٹھہرا کہ یہان سے کوچ کرکے پانی پت کو لشکر کے پیچھے کرکے منزل کرین اور سب سوار و پیادے
اُن گاڑیون کی صف کے پیچھے رہین اور ادھر اُدھر سے نکل کر مقابلہ کرین اور ضرورت کے وقت
پھر اُسی پناہ مین آجاوین پنجشنبہ کے دن جمادی الآخر کی تیسوین تاریخ سنہ نوسو تیس ہجری مین پانی پت کے قریب
منزل ہوئی اور وہان سے سلطان ابراہیم کا لشکر چھ کوس پر تھا بابر شاہ کی طرف فقط پندرہ ہزار سوار و
پیادے اور ابراہیم کے ایک لاکھ سوار اور ہزار ہاتھی تھے ہر روز بابر کے سپاہی سلطان ابراہیم کے
لشکر پر اِدھر اُدھر سے حملہ کرکے بہت لوگون کے سر کاٹ کر لیجاتے تھے مگر سلطان ابراہیم نے اپنی جگہ سے
حرکت نہ کی آخر ایک رات مین مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا وغیرہ اور امیرون نے پانچ ہزار آدمیون کی
جمعیت سے ابراہیم کے لشکر پر شبخون کیا اور بہت آدمیون کو قتل کرکے سلامت نکل گئے جمعہ کے دن

آٹھوین رجب سنہ مذکور مین سلطان ابراہیم نے فوج کو درست کر کے میدان مین صف باندھی بابر شاہ نے بھی بڑی شان و شوکت سے اپنی فوج کو ترتیب کیا اور یہ تجویز کی کہ داہنی طرف سے امیر قراقوچی و امیر شیخ علی غیرہ اور بائین جانب سے ولی قزل اور باقشقہ تمام منغلون کی جماعت کو ساتھ لیکر دو ٹکڑے ہو کر مخالفون کے پیچھے سے حملہ کرین اور باقی فوج سمنہ میسرہ کی اور لشکر امیر محمدی کوکوکلتاش اور امیر یونس علی اور میر شاہ منصور برلاس وغیرہ کا سامنے سے لڑین اور چونکہ پٹھانون کا داہنی طرف زیادہ ہجوم تھا امیر عبدالعزیز بھی حسب الحکم اسی طرف گیا اور یکبارگی مخالفون کے لشکر پر تیرون کا مینھ برسایا بڑی سخت لڑائی ہوئی کشتون کے پشتے لگ گئے خون کی ندیان بہنے لگین مصنف لکھتے ہین کہ اس زمانے تک کہ اس لڑائی کو مدت دو قرن کی گذری لیکن آج تک راتون کو اس میدان سے مار مار کی آواز آتی ہے اور ایک مرتبہ سنہ نوسو ستانوے مین صبح کے وقت لاہور سے فتح پور کی طرف جاتا تھا اسی میدان سے گذرا چار دن طرف سے یہی آواز آنے لگی جو لوگ ہمراہ تھے انکو شبہ ہوا کہ شاید کوئی غنیم آپہونچا القصہ اس لڑائی مین سلطان ابراہیم کا بھی سر کاٹ کے بابر شاہ کے سامنے پیش کیا جس مقام پر ابراہیم قتل ہوا پانچ چھ ہزار آدمیون کا اسی جگہ ڈھیر ہوا بابر شاہ بعد اس فتح کے اسی دن دہلی مین داخل ہوا اور خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور شاہزادہ محمد میرزا کو بہت سے امیرون کے ساتھ آگرہ کی طرف بھیجا اور سارا خزانہ سلطان ابراہیم کا جو حد سے زیادہ تھا اپنے قبضے مین کر کے سپاہیون پر تقسیم کر دیا یہ واقعہ سنہ نوسو تیس مین ہوا اور تاریخ اسکی شہید شہدن ابراہیم ہندیون نے لکھی ہے اب پٹھانون کی سلطنت تمام اور تیموریون کی بادشاہت شروع ہوئی

سلطان ابراہیم نے نو برس سلطنت کی

ذکر سلطان ظہیر الدین محمد بابر کا

بعد ازان بابر بادشاہ نے تخت سلطنت کو اپنے جلوس سے زینت بخشی اور بڑی سخاوت و کرم کو کام فرما ہوا اور اس فتح کے شکر مین سمرقند اور کاشغر اور عراق اور خراسان کے لوگون کو انعام بھیجے اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بزرگون کے مزارون پر نذرین روانہ کین اور سارے بدخشان اور کابل کے باشندون کے لیے جدا جدا زر نقد ہندوستان کے خزانون کا روانہ کیا سارا ہندوستان اسکے لطف و کرم سے گلزار ہو گیا ہر چند باجے ہندوستانی امیرون کی بڑی تسلی کی مگر وہ اچھی طرح اطاعت قبول کرتے تھے اور قلعون مین پناہ لیتے پھرتے تھے چنانچہ قاسم سنبھلی سنبھل مین اور نظام خان بیانہ مین

اور حسن خان میواتی الور میں اور تاتار خان سارنگ خانی گوالیار میں قلعہ بند ہو گئے اتاوہ قطب خان کے پاس
اور الہی عالم خان کے پاس تھی قنوج اور سارے پورب کے ملک پٹھانوں کے قبضہ میں تھے اور انھوں نے
بہار خان کے بیٹے کو سلطان محمد لقب دیکر بادشاہ بنایا تھا بہار تک اسی کا قبضہ تھا اور نصیر خان لوہانی
اور معروف فرملی وغیرہ امیروں نے اسکی اطاعت اختیار کی تھی اور مرغوب نامے ایک غلام سلطان ابراہیم کا
قصبہ مہابن پر متصرف تھا بابر شاہ نے ان سب ملکوں پر لشکر روانہ کیے فیروز خان اور سارنگ خان اور
شیخ بایزید مصاحب [illegible] کا بھائی اور کچھ پٹھان داخل اطاعت میں آئے اور انھوں نے ملازمت میں حاضر ہو کر
جاگیریں پائیں اور شیخ گدائی بھی میاں دوآب کی جمعیت کے ساتھ خدمت میں حاضر ہوا یہ شخص ہندوستان کا
نامی امیر اور بڑا فرزانہ تھا فن [illegible] میں بڑا کمال رکھتا تھا سنبھل شاہزادہ ہمایوں کی جاگیر میں مقرر ہوا چنانچہ
اسنے قاسم سنبھلی کو گرفتار کر کے بابر کے حضور میں بھیجدیا اسی طرح ایک لشکر نے جا کر بیانہ میں نظام خان کا
محاصرہ کیا اسی ہنگام میں ابراہیم خان نے نواحی متھرا میں قلعہ کندھار کو حسن ولد مکھن سے چھین کر اپنے
تصرف میں کر لیا ابراہیم خان چونکہ بیحد بہادر اور ہزار آدمیوں کے قنوج سے آگے بڑھ آئے تھے بابر نے
شاہزادہ ہمایوں کو مع جماعت امرا کے جو دھول پور کی طرف متعین تھے اُنکے مقابلہ کے لیے بھیجا
اور سید محمد بارہ اور محمد سلطان مرزا بھی جو آگرہ کی تسخیر کے لیے گئے تھے ہمایوں کے ہمراہ ہو گئے
شاہزادے نے تمام پورب کے ملکوں کو جونپور تک فتح کیا اسی اثنا میں ابراہیم خان لوہانی نے
سلطان سکندر لودھی کے بیٹوں میں سے سلطان [illegible] کو شاہ بنایا اور بہت سا لشکر جمع کر کے بادشاہ کی
راہ سے فتح پور تک آ پہنچا ہمایوں نے [illegible] حاکم بیانہ نے بہت سی عرضیاں بابر شاہ کے نام
میں بھیجیں [illegible] شیخ صفوی کے [illegible] بھی ملازمت میں حاضر ہوا سید صفوی بلخ کے
سادات عظام میں سے تھے علم حدیث کو خوب آتا تھا سکندر لودھی کے عہد میں ہندوستان میں
آئے تھے اور [illegible] کی کتاب ملا [illegible] جب ابراہیم خان نے قلعہ کندھار پر قبضہ کیا تھا اور اس
طرف ہندوؤں کا زور ہوا تھا تو تاتار خان سارنگ خانی نے کئی عرضیاں بابر شاہ کے حضور میں بھیجیں
کہ قلعہ گوالیار میں [illegible] کے پیر کرتا ہوں جب خواجہ رحیم داد اور شیخ گدائی وغیرہ امیر قلعہ لینے کے لیے
پہونچے تو اسکی رائے بدل گئی اور اپنے لکھنے سے پشیمان ہوا یہ امیر شیخ محمد غوث گوالیاری عامل کے
وسیلے سے قلعہ میں داخل ہوئے اور طوعاً کرہاً تاتار خان سے قلعہ لے لیا اور حکمت عملی سے

اُسکو بادشاہ کے حضور مین بھیجدیا اسی طرح محمد زیتون افغان نے بھی دھول پور کا قلعہ بابری امیرون سے حوالہ کیا اور خود حاضر ہوگیا رانا سانگا نے بیانہ مین دست اندازی شروع کی اور چند روز وہان توقف کر فتح پور مین آیا بابر شاہ جسقدر فوج آگرہ مین موجود تھی ساتھ لیکر لڑائی پر مستعد ہوا اور ہمایون کے نام فرمان بھیجا کہ جونپور کو کسی امیر کے سپرد کرکے جلد تر یہان پہونچے اور اس لڑائی مین شریک ہو شاہزادہ بزرگوار نے جونپور کی ولایت فرمانروا اور سرداس کو بھی نصیر خان لوہانی سے فتح کرلیا تھا امیر شاہ حسن اور امیر حیدر برداس کو جونپور کی حکومت دیکر کالپی مین آیا اور عالم خان وہان کے حاکم کو صلح سے یا لڑائی سے غرض اپنی اطاعت مین داخل کرکے جلد تر بادشاہ کی ملازمت مین پہونچکر نوازشہاے خسروانہ سے سرفراز ہوا انھین دنون مین خواجہ خاوند محمود بدخشی جو بڑے بزرگ صاحب کمال تھے کابل سے ہندوستان مین آئے چونکہ لشکر رانا سانگا کا بہت زیادہ تھا اسلیے بابری امیرون کی یہ راے ہوئی کہ آگرہ کے قلعہ مین مناسب نہین چلکر بادشاہ خود پنجاب کی طرف چلا جاوے مگر بابر نے یہ قبول نہ کیا اور مرنے پر کمر باندھی سب امیرون سے قرآن شریف اپنا ہاتھ رکھکر اس جنگ مین لڑ مرنے یا فتح کرنے کی قسم کھائی یہ لڑائی بھی بڑی سخت ہوئی دونو طرف کے امیرون نے بڑے بڑے جراتون کے جوہر دکھلائے آخر فتح پائی حسن خان میواتی کی پیشانی پر ایک تیر لگا جسکے صدمے سے اُسکی جان نکل گئی لوگون نے اُسکی نعش ایک کنوین مین ڈال دی باقی سب فوج بھاگ گئی مصنف لکھتے ہین کہ بعد فوت سلیم شاہ کے سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ مین ایک بڑے لمبے چوڑے میواتی نے دعوی کیا تھا کہ مین حسن خان ہون اور کچھ پوشیدہ علامتین میواتیون کو بتلائی تھین بہتون کو یقین بھی آگیا تھا مصنف نے بھی سنہ ۹۶۵ نو سو پینسٹھ مین آگرہ مین اُسکو دیکھا تھا مگر کچھ سرداری کے آثار اُسکے چہرے پر نہین پائے جاتے تھے اور خان خانان بیرم خان مرحوم بھی کہتے تھے کہ وہ حسن خان بڑے رعب داب کا آدمی تھا اور شاعر بھی تھا شعر اُسکے لوگون مین مشہور ہین یہ تو کوئی گنوار مدبشکل معلوم ہوتا ہے مگر حسن خان نہین چند روز کے بعد میواتی خانزادون نے غیرت کھاکر اُسکو قتل کردیا بالقصہ اس فتح سے چند روز کے بعد بابر شاہ کو بیماری عارض ہوئی اور سنہ ۹۳۷ نو سو سینتیس مین اس عالم فانی سے کوچ کیا عمر اُسکی پچاس کی ہوئی بارہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھا تھا اور کل مدت سلطنت ماوراء النہر اور بدخشان اور کابل اور کاشغر اور ہندوستان کی اڑتیس برس ہوئی اُسکے مرنے کی تاریخ یہ ہے ع تاریخ وفات شاہ بابر + در نہ صد و سی و ہفت بود + اور

لفظ شش شوال بھی مادۂ تاریخ ہی اور اُسکی ولادت کی تاریخ یہ ہی ؎ چون رشش محرم زادآن شہ مکرم
تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم ٭ خواجہ کلان بیگ نے بابر کے مرثیہ مین یہ شعر لکھا تھا ؎
بے تو زمانہ و فلک بیدار حیف ٭ باشد زمانہ و تو نباشی ہزار حیف ٭ بابر کے زمانے کے عمدہ فاضلون
مین سے ایک شیخ زین خان تھے جنھون نے تاریخ واقعات بابری کا جو بابر بادشاہ نے لکھی تھی بڑی
اچھی عبارت مین ترجمہ کیا ہی یہ شعر اُنھین کی تصنیف ہین ؎ آرمیدی بر رقیبان و رمیدی از ما
ما چہ کردیم و چہ دیدی چہ شنیدی از ما ٭ بہر دل بردن ما حاجت بیداد نبود ٭ می سپردیم اگر می طلبیدی از ما
ایضاً ؎ بسکہ گشتم تنگ دل در آرزوے آن دہن ٭ تنگ شد بر جان من راہ برون رفتن زتن ٭
ہست شعر من ز عقل و نقل خواہم شنود ٭ جامع المعقول و المنقول مولانا حسن ٭ ایک فاضل اُس عہد کے
مولانا بقائی تھے اُنھون نے ایک مثنوی مخزن کی بحر مین لکھی ہی ایک عالم اُس زمانہ کے مولانا
شہاب الدین معمائی تھے فن معما مین اُنکی فضیلت ایسی مشہور ہوئی تھی کہ اور سب کمالات چھپ
گئے تھے جس زمانہ مین درویش خان شاہ اسمعیل صفوی کی طرف سے خراسان کا حاکم ہوا تھا
تو ایک روز سید جمال الدین محدث نے اپنی وعظ مین آیہ کریمہ اِنَّ رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ اور اُس حدیث صحیح کا جسکا مضمون یہ ہی کہ پیدایش عالم کی سات دن مین ہوئی
تناقض دو تقریرون سے دفع کیا تھا مولانا شہاب الدین نے ان دونون تقریرون کو رد کرکے
اور کئی عمدہ وجہین اُنکی تطبیق مین لکھی تھین اور اُس رسالہ پر اکثر علما نے تقریظین لکھی تھین
اُنمین سے مصنف نے بھی کچھ نظم و نثر لکھی تھی جسمین سے ایک رباعی یہ ہی ؎ این نسخہ کہ
آمدہ ست چون سحر حلال ٭ نظم و نثرش پاک تراز آب زلال ٭ نورے ست ز انوار
شہاب ثاقب ٭ کز تبتبش زبان فکرت شدہ لال ٭ یہ سما اسم کاشف کا مولانا شہاب الدین
مذکور کی تصنیف ہی ؎ از بہر فریب دل ما خستہ دلان ٭ ہر لحظہ ز ناز آن صنم غنچہ دہان ٭
بر صفحۂ گل کرد رقم آن سر زلف ٭ وانگہ رخ سہ کرد زیک گوشہ عیان ٭ جب ہمایون بادشاہ نے
نوسو بیالیس مین سفر گجرات سے مراجعت کی تھی اُسی عرصہ مین مولانا بقائی کا انتقال ہوا اور میر اخوند مورخ نے
شہاب الثاقب مادۂ تاریخ نکالا بابر بادشاہ کی ایجادون مین سے ایک خط بابری تھا
چنانچہ قرآن اُس خط مین لکھکر کہ معمہ کو بھیجا تھا اور ایک دیوان بھی اُسکا ترکی اور

فارسی کے شعروں مین مشہور ہی اور اس بادشاہ نے فقہ حنفی مین بھی ایک کتاب مُبین نام بفتح یاے
مثنا تحتانی بصیغہ مفعول لکھی تھی اور شیخ زین نے اُسپر ایک شرح مبین نام بکسر یاے تحتانی بصیغہ
فاعل لکھی ہی فن عرض مین بھی اُس بادشاہ کے رسالے مشہور ہین

ذکر نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا

ہمایون باپ کے مرنے کی خبر سُنکر جھٹ پٹ سنبھل سے کوچ کرکے دار الخلافت مین داخل ہوا
اور امیر جنیفہ کے مشورے سے جو وکیل اور وزیر مطلق تھا ۹۳۷ھ نو سو سینتیس مین تخت سلطنت پر جلوس
کیا شاعرون نے اُسکے جلوس کی تاریخ یہ لکھی تھی ؎ محمد ہمایون شہ نیک بخت ؎ کہ خیر الملوک ست اندر سلوک ؎
چو بر سند بادشاہی نشست ؎ شدش سال تاریخ خیر الملوک ؎ اور چونکہ اُسنے وقت جلوس پُر زر
کشتیان انعام مین بانٹین اس مناسبت سے کشتی زر بھی تاریخ جلوس لکھی گئی جب ہمایون نے
مہمات سلطنت سے فراغت پائی تو کالنجر کی طرف فوج کشی کی اور اُسکو فتح کیا سکندر لودی کے بیٹے
سلطان عالم نے جونپور مین سرکشی کی تھی اُس فساد کو بھی مٹایا بعد ازان آگرہ کو مراجعت کی اور وہان پہنچکر بڑا
بھاری جشن کیا چنانچہ اُسمین بارہ ہزار آدمیون کو خلعت ملی اُسی زمانہ مین محمد زمان میرزا جو چند روز سے باغی ہو گیا تھا
گرفتار ہوا ہمایون نے اُسکو بیانہ کے قلعہ مین بھیجکر اندھا کر دینے کا حکم دیا لیکن تپلیان اُسکی سلامت
رہین چند روز مین اُسنے قید سے بھاگ کر سلطان بہادر گجراتی کے پاس پناہ لی مشہور ہی کہ جب محمد زمان میرزا
سلطان بہادر کے پاس گیا وہ اُس زمانہ مین چتور کا محاصرہ کر رہا تھا اور ہوا بڑی گرم تھی اتفاقاً محمد زمان میرزا کے
قلب مین درد پیدا ہوا طبیبون نے اُسکی علاج کے لیے فقط گلقند تجویز کیا محمد زمان میرزا نے سلطان بہادر کے
پاس سے ذرا سا گلقند منگایا سلطان بہادر نے شربت دار کو بُلاکر پوچھا کہ کسقدر گلقند لشکر کے ساتھ ہی
اُسنے عرض کیا کہ بیس سے زیادہ چھکڑے گلقند کے بھرے ہوے موجود ہین سلطان بہادر نے
فوراً وہ سب کے سب چھکڑے محمد زمان میرزا کے پاس بھیجدیے اور عذر کیا کہ یہان سفر مین لشکر کے
ساتھ فقط اسی قدر گلقند موجود تھا معاف کیجیے آخر کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان بہادر کے لیے گلقند کا
عرق کھینچتا تھا اسی سبب سے اسقدر گلقند ہمیشہ اُسکے ساتھ رہتا تھا اُسی عرصہ مین محمد سلطان میرزا
اپنے دونون بیٹون الغ میرزا اور شاہ میرزا کے ساتھ قنوج مین جاکر فساد برپا کیا ہمایون نے
کئی مرتبہ محمد زمان میرزا کی طلب مین سلطان بہادر کو خط لکھے مگر اُسنے ہمیشہ نامناسب جواب بھیجے

تب ہمایون نے گجرات کی تسخیر کا ارادہ کیا سلطان بہادر نے اُس زمانہ مین رانا سانگا پر لشکر کشی کر کے
قلعہ چتور کا محاصرہ کیا تھا تاتارخان لودی نے اُسکی طرف سے آکر بیانہ کے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور آگرہ تک
دست اندازی شروع کی پھر تاتارخان نے تین ہزار آدمیون کی معیت سے میرزا ہندال پر حملہ کیا اور اس
لڑائی مین تاتارخان مارا گیا اور جس زمانہ مین کہ سلطان بہادر نے دوبارہ چتور کا محاصرہ کیا تھا
اُسی زمانہ مین ہمایون نے آگرہ سے گجرات کا قصد کیا اُسی عرصہ مین میرزا کامران نے لاہور سے
قندھار کی طرف یورش کی اور شاہ طہماسپ کے بھائی سام مرزا کو جسنے اُن دنون مین خواجہ کلان بیگ کا
محاصرہ کیا تھا شکست دی یہ مصرع اُس فتح کی تاریخ مین ہے ؎ زدہ باشہ کامران سام را + اور
مولانا بیکسی نے یہ تاریخ لکھی ہے ؎ آن دم کہ تاج و کاسۂ زر زد رقم فرود + دیرم وزرم شکل سراجی نقش جام +
پرسیدم از خرد کہ چراتاج زر فشان + افگندہ ہمچو لالۂ حمرا درین مقام + گفتا سپہر از پی تاریخ این مصاف
افگندہ تاج زر ز شکست سپاہ سام + ہمایون نے یہ خیال کیا سلطان بہادر آج کل چتور کا محاصرہ کیے ہوئے
ایسے وقت مین اُسپر فوج کشی کرنا اور اُسکا وہ محاصرہ موقوف کرا کے اپنی طرف متوجہ کر لینا بڑے نامی کام
بات ہے اسی لحاظ سے چند روز سارنگ پور مین توقف کیا سلطان بہادر نے جھٹ پٹ چتور کے قلعہ کو
فتح کر کے ہمایون کے مقابلہ کا سامان کیا چنانچہ نواحی مندسور مین دو مہینے تک لڑائی رہی اس
عرصہ مین سلطان بہادر کی طرف غلہ کی رسد بند ہو گئی اور آدمی اور جانور بھوکے مرنے لگے مجبور ہو کر
سلطان بہادر پانچ امیر معتبر ہمراہ لیکر سراپردے کے پچھواڑے سے نکل کر مندسور کی طرف بھاگا اس
فتح کی تاریخ مین یہ نقطہ لکھا گیا ہے ؎ ہمایون شاہ غازی آنکہ او راست + ہزاران بندہ چون خورشید در خور +
بفیروزی چو آمد سوے گجرات + مظفر گشت فخر آل تیمور + بہادر چون ذلیل و خوار گردید +
شدہ تاریخ آن ذل بہادر + ہمایون نے اُسکا تعاقب کیا چنانچہ ایک روز مغلون نے اُسکو ستوا
جا پایا قریب تھا کہ گرفتار کر لین مگر سلطان بہادر فرتی کر کے پانچ چھ سواروں کے ساتھ گجرات کی طرف
بھاگا سلطان عالم لودی پکڑا گیا اور اُسکے پانوؤن کی کوچین کاٹ ڈالین ہمایون نے سلطان بہادر کے
تعاقب مین احمد آباد کو خوب تاخت تاراج کیا سلطان بہادر احمد آباد سے بھاگ کر کھنبایت کو گیا اور
وہان سے بندر دیب مین پہونچا اُسی عرصہ مین قلعہ جانپانیر پر بھی ہمایون کا قبضہ ہو گیا اور وہان سے
بہت سا خزانہ ہاتھ آیا اس سال کی تاریخ یہ ہے ؎ تاریخ ظفر یافتن شاہ ہمایون + می جست خرد یافت نہ شہر مظفر بود +

پھر بہادر نے سورت کے زمیندارون کے اتفاق سے جمعیت اکٹھی کرکے احمد آباد کا قصد کیا ہمایون بادشاہ
اُن دنون مین احمد آباد میرزا عسکری کو حوالہ کرکے برہان پور کو چلا گیا تھا اور میرزا عسکری نے امیر مندو بیگ
قوچین کے اتفاق سے یہ ارادہ کیا تھا کہ خطبہ اپنے نام کا پڑھے مگر یہ میسر نہوا اور بہادر خان کی فوج سے
کچھ جنگ کرکے جاپانیر کی طرف چلا گیا تردی بیگ وہان کا حاکم قلعہ مین بند ہوگیا اور عسکری میرزا کے ارادے
ہمایون کو بذریعہ عرضی کے اطلاع دی اور جب کہ ہمایون مندو سے آگرہ کی طرف جاتا تھا عسکری اسّے مین آکر
ملا نوست مین پہونچا سلطان بہادر نے تردی بیگ سے صلح کرکے جاپانیر پر اپنا قبضہ کرلیا اسی سال مین
جمالی کنبوہ دہلوی کا انتقال ہوا اور خسرو مہندبودہ اُسکے مرنے کی تاریخ ہوئی اسی سال مین شاہ طہماسپ
عراق سے سام میرزا کا بدلا لینے کے لیے قندھار پر آیا خواجہ کلان بیگ نے شہر کو خالی کردیا اور جو اسباب
جو عمدہ عمدہ فروش اور آلات اور جمیع سامان مجلس سے آراستہ تھا اُسی طرح مقفل کرکے باہر ہوا شاہ نے
اُسی دیوانخانہ مین اُترا اور جب اُس مکان کو بالکل تیار دیکھا تو خواجہ بیگ کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ
کامران میرزا نے نوکر تو بہت اچھا رکھا ہے شاہ طہماسپ نے بداغ خان نامے ایک امیر کو قندھار حوالہ کی اور خود
عراق کو واپس گیا پھر مرزا کامران نے لاہور سے جاکر قندھار کو فتح کیا سلطان بہادر نے محمد زمان میرزا کا فتنہ و فساد
برپا کرنے کے لیے ہندوستان مین بھیجدیا تھا چنانچہ جب مرزا کامران نے لاہور سے کوچ کیا
محمد زمان میرزا نے لاہور کا محاصرہ کرلیا مگر جب بادشاہ کے لوٹنے کی خبر سُنی تو پھر گجرات کو چلا گیا
اور چونکہ ہمایون نے ایک مدت تک آگرے سے حرکت نہ کی اس سبب سے شیر خان افغان تمام صوبہ کو
بڑی تقویت ہوگئی اور ملک گورا بہار اور جونپور اور قلعہ چنار پر اپنا قبضہ کرلیا تب ہمایون بادشاہ اُسکے
دفع کے لیے متوجہ ہوا اور تاریخ چودھوین ماہ صفر سنہ نو سو تینتالیس مین قلعہ چنار سے باہر منزل کی
شیر شاہ کے بیٹے جلال خان نے جسکا آخر مین اسلام شاہ خطاب ہوگیا ہے مقابلہ کیا مگر تھوڑی مدت مین رومی خان
آتش باز کی مدد سے وہ قلعہ فتح ہوگیا یہ وہی رومی خان ہے جسکے نام کا سلطان بہادر نے یہ معما لکھکر
بھیجا تھا ؎ حیف باشد نام آن سگ بر زبان ۔ میخ در جانش و نامش سنجوان ۔
جلال خان شکست کھاکر کشتی کی راہ سے چلا گیا اور شیر خان سے جو اُن دنون مین نصیب شاہ
حاکم بنگالہ سے لڑ رہا تھا بلا حاکم بنگالہ شیر خان کے مقابلہ مین زخمی ہوکر ہمایون کی ملازمت مین
آگیا اور اُسکے لشکر کے ساتھ ہولیا اسی اثنا مین ہمایون نے امیر الامرائی کا منصب اور جونپور کی حکومت

اور ایک کرسی زرین ہندو بیگ توچین کو عطا کی اور خود گڈھی کی راہ سے بنگالے مین داخل ہوا یہ گڈھی بہار
اور بنگالے کے بیچ مین ایک گھاٹی بہت تنگ ہے جسکی شیر خان کے بیٹے قطب خان اور شیر خان کے غلام
خواص خان نے بہت مضبوطی کی تھی القصہ جب بادشاہ بنگالے مین پہونچا تو شیر خان جھارکھنڈ کے
راستے سے قلعۂ رہتاس پر آیا اور وہان کے راجہ کو یہ پیغام دیا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی تمام اہل حرم کو
اس محفوظ اور مضبوط قلعہ مین چھوڑ دون راجہ رہتاس کو یہ طمع دامنگیر ہوئی کہ اسکی عورتین اور بہت سا
مال و اسباب مفت ہاتھ آویگا اس خیال سے اس بات پر راضی ہوگیا اور دروازۂ قلعہ کا کھول دیا شیر شاہ نے
دو ہزار سپاہیون کو ڈولون مین بٹھا کر قلعہ کے اندر بھیجدیا جب وہ قلعہ مین داخل ہوگئے تو انھون نے
ڈولون مین سے نکل کر سارے اہل قلعہ کی تلوار سے خبر لی اور اس دھوکے سے شیر شاہ رہتاس کے
قلعہ پر قابض ہوگیا ہمایون کو بنگالے کی آب و ہوا بہت پسند آئی چنانچہ اسنے گور کا جنت آباد نام رکھا
اور دو تین مہینے تک وہین توقف کرکے مراجعت کی شیر شاہ نے اس فرصت مین بہت سی جمعیت اکٹھی
کرکے بادشاہ ہمایون کو عرضی لکھی کہ یہ سارے پٹھان حضور کے زمان بردار اور غلام ہین اور جاگیرون کی
آرزو رکھتے ہین اگر حضور سے انکو جاگیرین عطا ہوگئین تو بہت مناسب ہو ورنہ کیا عجب ہے کہ بھوکے ہوکر
سرکشی کرنے لگین اب تک مین انکو اپنی تدبیرون سے روکے رہا ہون آئندہ حضور کی مرضی بادشاہ اس
مضمون کو دیکھکر اسکا اصلی مطلب سمجھ گیا ان سفرون مین ہمایون کے لشکر کا سامان خراب ہوگیا تھا
اکثر گھوڑے اور اونٹ مرگئے تھے اور جو باقی تھے وہ بھی سب بہت لاغر اور ضعیف تھے ہمایون اسکی درستی کی
فکر مین تھا اسی عرصہ مین محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور شاہ میرزا جو بھاگ کر دہلی پہونچے تھے وہان انھون نے
فتنہ و فساد برپا کیا ہمایون نے میرزا ہندال کو جو منگیر تک ہمایون کے ہم رکاب تھا آگے کو شمالی کے لیے
متعین کیا چنانچہ وہ اس مہم کے بہانے سے رخصت ہوکر آگرہ کو چلا گیا سلطان بہادر کو فرنگیون نے
دھوکے سے سمندر مین غرق کردیا اور اسکے بعد محمد زمان میرزا سے جب کچھ نہ ہوسکا تو ہمایون کے پاس
پناہ لایا ۹۴۵ نو سو پینتالیس مین میرزا ہندال نے شیخ بہلول شیخ محمد غوث گوالیاری کے بڑے بھائی کو
قتل کیا یہ شیخ بڑا عامل تھا اور بادشاہ بھی اسکا بڑا معتقد تھا فقہ مات شہیدا اسکی شہادت کی
تاریخ ہوئی بعد ازان اسی سال مین میرزا ہندال نے آگرہ مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا ہمایون نے پانچ ہزار سپاہی
استخابی جہانگیر بیگ مغل کی مدد کے لیے چھوڑے اور بنگالہ کی حکومت اسی کو سپرد کی اور ضرورت کے وقت

اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی بھی اجازت دی بعد ازاں خود ہمایون نے آگرہ کا قصد کیا اور اُسی بے سامانی مین
جو سہ تک جوگنگا کے کنارے ایک قصبہ ہی پہونچا وہان سب جونپور اور بنارس کے امیر ملازمت مین حاضر ہوے
شیر خان کو ہمایون کے لشکر کی بے سامانی کا حال معلوم ہوگیا تھا اسلیے اُسنے بادشاہی فوج کا راستہ
اور ساہی ندی جو گنگا سے ملی ہوئی ہی اور برسات کے پانی سے اُن دنون مین خوب لبریز تھی اُن دونون
لشکرون کے درمیان مین رہی تین مہینے تک مقابلہ رہا مشہور ہی کہ ایک دن ہمایون نے
ملا محمد غزنوی کو جسکی شیر خان سے پہلے ملاقات تھی اُسکے پاس قاصد بناکر بھیجا جب یہ پہونچا اُسوقت ہوا
بہت گرم تھی اور شیر خان آئینہ مین چڑھائے ہوے پھاوڑہ ہاتھ مین لیکر خندق کھود رہا تھا
ملا محمد کو دیکھکر اُسنے ہاتھ دھوئے اور اُنکے لیے شامیانہ کھڑا کیا اور خود بے تکلف زمین پر بیٹھ گیا
اور جب بادشاہ کا پیغام سن چکا تو اُسنے کہا کہ میری طرف سے بادشاہ کو فقط یہ جواب بھیجو کہ تمہارا خود تو لڑائی مین
تمہارے لشکر کو منظور نہین اور مجکو لڑنا نہین منظور ہی مگر میرے لشکر کو منظور ہی بعد ازان شیر خان نے شیخ خلیل کو جو
شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے اور شیر خان کے پیر و مرشد تھے بادشاہ کے پاس بھیجکر
صلح کا التماس کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ بنگالہ کے سوائے کسی ملک سے مجکو غرض نہین اور بنگالہ مین بھی
خطبہ اور سکہ بادشاہ کے نام کا جاری رکھون گا اور اس امر پر کلام ربانی کی قسم بھی درمیان مین تھی
بادشاہ اُسکے قول کا یقین کرکے اس صلح پر راضی ہوگیا اور اُسکی طرف سے خاطر جمع ہوگئی اور
مطمئن ہو پل باندھنے کا حکم دیا مگر شیر خان بالکل فریب پر تھا چنانچہ اُسنے صبح کو ہمایون کے لشکر پر
یکایک حملہ کیا یہ لوگ بالکل غافل تھے اُس اضطراب مین فوج کی صفین بھی نہ بندھ سکین اور تھوڑی سی
لڑائی مین ہمایون کے لشکر کو شکست ہوئی پٹھانون نے پل بھی توڑ دیا اور اُنکے توپچیون اور تیراندازون نے
کشتیون مین بیٹھکر ہمایون کے لشکر پر گولی اور تیر کا مینھ برسا دیا محمد زمان مرزا بھی اسی معرکہ مین مارا گیا
ہمایون نے گھبراکر دریا مین گھوڑا ڈال دیا اور کوئی شخص پاس نہ تھا جب ڈوبنے کا خوف ہوا تو ایک
سقے نے دوڑکر مدد کی اور اُس دریا سے پار اُتار دیا شیر خان نے اُس وقت مین یہ شعر کہا
فریدون را نوشاہی دہی ✻ سپاہ ہمایون بساہی دہی ✻ اگرچہ یہ دوسرا مصرع اُستاد کا ہی
یکی را بزاری دہی شاہی دہی ✻ سپاہ ہمایون بساہی دہی ✻ یہ واقعہ ۹۴۶ نو سو چھیالیس مین
ہوا اور اُسکی تاریخ یہ ہی ✻ سلامت بود پادشاہ کسے ✻ شیر خان اس فتح کے بعد

یہ سنتے ہی ہمایون لاہور کی ندی سے پار اُتر گیا میرزا کامران اپنے عہد و پیمان سے منحرف ہو کے تھوڑی دور تک کسی مصلحت سے ساتھ رہا خواجہ کلان بیگ بھی سیالکوٹ سے مراجعت کر کے اس لشکر مین آملا انواجی بیرہ مین میرزا کامران اور میرزا عسکری لشکر سے جدا ہو کر خواجہ کلان بیگ کے ساتھ کابل کو چلدیے اور ہمایون سندھ کی طرف متوجہ ہوا میرزا ہندال اور میرزا یادگار ناصر بھی کئی منزل کے بعد ہمایون سے جدا ہو گئے مگر امیر ابوالبقا نے سمجھا کر پھر لوٹایا دریاے سندھ کے کنارے ہمایون کے لشکر مین ایسا قحط پڑا کہ ایک سیر غلہ ایک اشرفی کو بھی میسر نہ آتا تھا اور پانی بھی دور تک نہ ملا ان صدمون مین اکثر فوج مرگئی بہت سے آدمیون کے ساتھ ہمایون ولایت بیسلمیر اور مارواڑ مین پہنچا اور وہان بھی طرح طرح کے حادثہ واقع ہوے آخر عراق کو گیا اور شاہ طہماسپ کی مدد سے قندھار اور کابل کو فتح کیا اور وہان سے جمعیت فراہم کر کے دوبارہ ہندوستان کو فتح کیا

چنانچہ اسکی تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ مذکور ہوگی

ذکر شیر شاہ بن حسن سور کا

بعد ان واقعات کے سنہ مذکور مین شیر شاہ ہندوستان کے تخت سلطنت پر متمکن ہوا خرابی ملک دلی اسکے جلوس کی بھی تاریخ ہے اسکا نام شیر شاہ کا فرید خان اور خطاب شیر خان تھا اور اسکی جوانمردی اور تدبیر اور شجاعت کے وسیلے سے سلطنت مذکور پہونچی اسکا دادا ابراہیم سور ولد عیسی افغان سلطان بہلول کا نوکر ہوا تھا اور مدت تک حصار فیروزہ اور نارنول مین متعین رہا جب ابراہیم مر گیا تو اسکے بیٹے حسن شیر خان کے باپ نے سلطان سکندر کے امیرون مین سے جمال خان نامی ایک امیر کی ملازمت کی اور پرگنہ سہسرام اور خواص پور ٹانڈہ رہتاس کے تولیابت سے جاگیر مین پایا پانسو سوار اسکے ساتھ رہتے تھے فرید خان یعنی شیر خان پسر حسن خان مذکور کے سات بھائی حقیقی اور تھے مگر فرید خان کے باپ اور بھائیون سے موافقت نہ ہوئی جمال خان کی نوکری چھوڑ کر مدت تک جونپور مین رہا وہان کچھ دنون طالب علمی کی اور کتاب کافیہ مع اسکے حواشی کے اور چند مختصر رسالے اور پڑھے اور فارسی کی کتابون مین گلستان اور بوستان اور سکندر نامہ یاد کیا اکثر وہان کے مدرسون اور خانقاہون مین جاکر عالمون اور بزرگون کی صحبت کے فیض سے تہذیب اخلاق مین مشغول رہتا تھا تھوڑے دنون مین پھر باپ سے صلح ہو گئی چنانچہ

حسن خان نے اپنی جاگیر کے انتظام کے لیے اسکو روانہ کیا شیر خان نے وہان بڑے انصاف و
عدالت سے کام کیا اور عمدہ تدبیروں کے وسیلے سے سارے مفسدوں کی تنبیہ کی پھر کچھ ایسے
معاملات پیش آئے کہ فرید خان باپ سے ناراض ہوکر ایک اپنے بھائی کے ساتھ آگرہ کو چلا گیا
اور وہان سلطان ابراہیم کے ایک سردار دولت خان نامے کی نوکری کی اور اپنے باپ بھائیوں کی
شکایت سلطان ابراہیم کے سامنے پیش کی مگر سلطان نے اس بات کو پسند نہ کیا اور کہا کہ یہ بہت برا آدمی
ہے کہ باپ اسکا اس سے ناراض ہے اور یہ بھی باپ کی شکایت کرتا ہے جب حسن خان مرگیا تو دولت خان نے
اُسکے پرگنہ شیر خان کو جاگیر میں دلوادیے ایک مدت تک وہان رہا مگر بھائیوں کی مخالفت اُسی طرح
باقی رہی جس زمانہ میں کہ سلطان ابراہیم پانی پت میں مارا گیا اور بابر نے فتح پائی اور دریا خان کے
بہار خان نے بہار میں خطبہ اور سکہ اپنے نام کا پڑھکے سلطان محمد اپنا خطاب مقرر کیا اُن دنوں میں
فرید خان نے جاکر سلطان محمد کی ملازمت اختیار کی ایک روز سلطان محمد کے حضور میں ایک شیر
شکار کیا اُسی وقت سلطان محمد نے اُسکو شیر خان خطاب عنایت کرکے اپنے بیٹے جلال خان کا
اتالیق مقرر کیا محمد خان سور حاکم ولایت چوندے نے شیر خان کے بھائیوں کی طرفداری کی اور سلطان محمد کو
شیر خان کی طرف سے منحرف کرکے اُسکے بھائیوں کو بھی جاگیر میں شریک کرادیا اور سلیمان اُسکے بھائی کو
ایک غلام شادی نامے کے ساتھ کرکے خواص پور کی طرف بھیجا وہان شیر خان ایک غلام بھگتا نامے جو خواص خان
کا باپ مشہور تھا سلیمان سے مقابلہ کرکے مارا گیا باقی اُسکے آدمی بھاگ کر سہسرام میں شیر خان کے پاس آئے
شیر خان نے جو اپنے آپ میں محمد خان کے مقابلہ کی طاقت نہ پائی تو اُس جاگیر کو چھوڑ کر سلطان جنید برلاس کے پاس
جو بابر شاہ کی طرف سے کڑہ اور مانک پور کا حاکم تھا چلا گیا اور اُسکے سامنے بہت سے تحفے پیش کیے اور
جنید برلاس سے مدد لیکر محمد خان سے مقابلہ کیا اور پرگنہ چوندہ وغیرہ بھی اُس سے چھین کر اپنے قبضہ میں کرلیے
محمد خان نے بھاگ کر قلعہ رہتاس میں پناہ لی شیر خان نے بھائیوں سے اپنا بدلا لے کے محمد خان سے
اس گستاخی کا عذر کیا اور اُسکو اپنا چچا کہکر اُسکی جاگیر کے پرگنے پھر اُسکو حوالہ کیے بعد ازاں شیر خان
اپنے بھائی نظام کو جاگیر کے انتظام کے لیے چھوڑ کر پھر سلطان جنید کے پاس چلا گیا سلطان جنید
اُن دنوں میں بابر شاہ کے حضور میں جاتا تھا شیر خان کو بھی ساتھ لیے گیا تھا اور بابر شاہ سے
اُسکی تقریب کرکے بادشاہی دولت خواہوں میں داخل کیا چنانچہ شیر خان چندیری کے سفر میں

بادشاہ کے ہمرکاب تھا مگر اسنے جو غور کیا تو بادشاہ کو مہمات ملکی سے بڑا بے پروا پایا اور اہل علم کی کیفیت یہ دیکھی
کہ رشوتین لیکر معاملات خلائق کے درہم برہم کر دیتے تھے ان باتون کو دیکھکر یہ امر شیر خان کے
ذہن نشین ہوگیا کہ ان لوگون سے ملک چھین لینا سہل ہے چنانچہ شیر خان اسی قسم کی تدبیرون میں مصروف
ہوا ایک روز بادشاہ نے کھانا کھاتے وقت کوئی حرکت گستاخی کی شیر خان سے ملاحظہ کی اس
وقت سب اہل مجلس نے موقع پاکر شیر خان کی بدخواہی کے خیالات اور اسکے بغاوت کے آثار
بادشاہ کے سامنے عرض کیے شیر خان اس امر سے خائف ہوکر بادشاہی لشکر سے بھاگکر حیدرآباد کی
جاگیر سے پرگنون میں چلا گیا اور جنید برلاس کو یہ لکھ بھیجا کہ محمد خان کو جو مجھسے دلی عداوت تھی اسنے میری
مغلون کی ملازمت کی تقریب پر سلطان محمد کو بھکا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ میری جاگیر پر یورش کرے اس
اضطراب مین مجکو بادشاہ سے اجازت لینے کی نوبت نہ آئی اور بے پوچھے مین اپنے پرگنہ مین چلا آیا مگر میری خیر خواہی مین
کسی قسم کا قصور نہین بعد ازان شیر خان سلطان محمد کا مقرب ہوکر انعامات لائقہ سے معزز ہوا اور پھر اسکے
بیٹے جلال خان کا وکیل مقرر ہوکر سارے اسکے کاروبار کا منتظم ہوا اور جب سلطان محمد کا انتقال ہوگیا
تو کل بندوبست سرکار بہار کا اسی سے متعلق ہوا پھر شیر خان کی مخدوم عالم حاکم جانپور سے جو
والی بنگالہ کے امیرون مین سے تھا بڑی دوستی ہوگئی پھر کچھ ایسے واقعات ہوئے کہ والی بنگالہ نے
مخدوم عالم کے مقابلے کے لیے قطب خان نامے ایک امیر کو روانہ کیا شیر خان نے مخدوم عالم کی
مدد کر کے قطب خان سے مقابلہ کیا اور قطب خان کو قتل کر کے سارا خزانہ اور ہاتھی اور مال و اسباب
اسکا لوٹ لیا جلال خان وغیرہ لوحانیون نے بہار کو حاکم بنگالہ کے سپرد کر کے اسکی اطاعت
قبول کر کے اور شیر خان کو بلامین پھنسا کر خود سلامت بچ گئے پھر بنگالیون نے ابراہیم خان ولد
قطب خان کو اسکے باپ کا انتقام لینے کے لیے شیر خان پر بھیجا شیر خان قلعہ کے اندر سے ایک
مدت تک اُنسے لڑتا رہا بنگالیون کی اور مدد آگئی اور شیر خان کو بھاگنے کا موقع بھی نہ رہا مجبور ہوکر
باہر آکر مقابلہ کیا اور بڑی کوشش کر کے فتح پائی ابراہیم بھی اس لڑائی مین مارا گیا اور سارا اسکا اسباب
اور فیل خانہ اور توپخانہ شیر خان کے ہاتھ آیا اس فتح مین اسکو بڑی قوت اور شوکت حاصل ہوگئی
اور ساری بہار کی حکومت حاصل کر کے سلطنت کی اسمعہ اوپیدا کی قلعہ چنار پر جمال خان
سارنگ خانی کے بیٹون کی طرف سے تاج خان نامے ایک امیر برسون سے قابض تھا اسپر بھی

شیر خان نے قبضہ کر لیا اور وہان سے بہت خزانے اور دفینے ہاتھ آئے اور اُسکی بی بی سے جو خوبصورت اور بڑی مالدار تھی نکاح کر لیا ان اسباب سے بھی شیر خان کی شوکت بہت بڑھگئی اور سلطنت کے ارادے روز بروز اُسکے ترقیون پر تھے اسی اثنا مین سلطان محمود لودی جسکو حسن خان میواتی اور رانا سانگا بادشاہ بنا کر بابر شاہ کے مقابلہ مین لائے تھے وہ بابر شاہ کے مقابلہ سے شکست کھا کر ایک مدت تک قلعہ چیتور مین رہا لودی امیرون نے اسکو وہان سے بلا کر پٹنہ کی حکومت پر بٹھایا بعد ازان محمود نے بہار کو بھی شیر خان سے چھین کر اپنے قبضہ مین کر لیا مجبور ہو کر شیر خان نے اُسکی اطاعت اختیار کی بعد ازان شیر خان [illegible] سے رخصت ہو کر سہسرام مین آیا پھر چند روز کے بعد محمود سہسرام مین ہو کر گذرا اُسوقت اُسنے ولایت بہار کا عہد نامہ لکھکر شیر خان کے حوالہ کیا اور اپنی اور عنایتون کا امیدوار کر کے جونپور کی تسخیر کا قصد کیا اور ہمایون کے سرداردن سے اُس ملک کو فتح کر کے لکھنؤ تک اپنے قبضہ مین کر لیا اور ہمایونی [illegible] اپنے آپ مین مقابلہ کی قوت نہ دیکھکر نواحی کالنجر مین ہمایون بادشاہ سے جا ملے پھر ہمایون سلطان محمود اور بایزید اُسکے ساتھی کے دفع کے لیے بذات خود متوجہ ہوا شیر خان محمود کے لشکر سے چند روز علیحدہ رہا بعد تھوڑے دنون کے پھر شامل ہو گیا جب دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا تو شیر خان نے ہندو بیگ قوچین مغلون کے لشکر کے امیر الامرا کو پیغام دیا کہ مین لڑائی کے وقت طرح دیکر جدا ہو جاؤنگا سلطان محمود اور مین بایزید کا سردار ہونا مجکو بہت ناگوار ہے چنانچہ اُسنے ایسی کیا اور سلطان محمود شکست کھا کر پھر پٹنہ کو چلا گیا اور سنہ نو سو اُنچاس مین اُڑیسہ کی سرحد مین دریائے گنگا پر ہمایون نے اس فتح کے بعد ہندو بیگ کو وکیل بنا کر شیر خان کے پاس بھیجا اور قلعہ چنار اُس سے طلب کیا شیر خان نے اُسکے جواب مین حیلے بہانے کر دیے تب ہمایون نے کئی امیرون کو اُس قلعہ کے محاصرہ کے لیے روانہ کیا اور پیچھے سے اُنکے خود بھی اُس طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا اتنے مین شیر خان کی ایک عرضی بڑی اطاعت اور خلوص کے مضمون کی پہونچی اور اُسمین بابر شاہ کی خدمتون کا حال اور اپنے پچھلے حقوق خصوصاً سلطان محمود سے طرح دے جانے کا ذکر لکھا اور یہ عرضی شیر خان نے اپنے بیٹے قطب خان کے ہاتھ بہت سی فوج اُسکے ساتھ کر کے بھیجی تھی اور عیسیٰ خان حاجب کو بھی جو وکیل اور وزیر تھا اُسکے ہمراہ کر دیا تھا قطب خان گجرات سے بھاگ کر پھر شیر خان کے پاس پہونچا اور جب تک ہمایون گجرات سے لوٹا اس عرصہ مین شیر خان نے بڑی قوت حاصل کر لی تھی چنانچہ ہمایون کو شکست دی

جسکی تفصیل پہلے مذکور ہوچکی اب شیر شاہ نے تخت نشینی کے بعد قنوج قدیم کو اپنی جگہ سے ویران کرکے
گنگا کے کنارے آباد کیا اور اب وہ شیر گڈھ کے نام سے مشہور ہے اسی طرح شمس آباد کا قلعہ
خراب کرکے دوسری جگہ بنایا اور رسول پور اسکا نام رکھا مگر اسے وہ قدیم جگہ پر آباد ہوگیا ہے اور پرانی دلی
علاء الدین کی بسائی ہوئی کو اجاڑ کر تین کوس لمبا ایک شہر فیروز آباد بسایا اور قلعہ کا دروازہ پتھر اور گچ کا
بڑا بلند تعمیر کرایا پھر متواتر کوچ کرتا ہوا سلطان پور مین پہونچا وہان ہمایون کے بھائی باہم مخالفت کر رہے تھے
جیسا کہ پہلے مذکور ہوا شیر شاہ نے وہان پہونچکر ان کو اس ملک مین جمنے نہ دیا اسی سال مین شیر شاہ نے
حکم عام دیا کہ بنگالہ سے رہتک تک جو چار مہینے کا راستہ ہے اور آگرہ سے ملتان تک ہر کوس پر ایک سرائے
اور مسجد اور پختہ کنوان بنوا دیا جاوے اور سب مسجدون مین ایک موذن اور ایک امام مسلمان درستقا وان مین
پانی بھرنے کے لیے ایک ہندو مقرر کیا اور سڑک پر دو رویہ درخت لگوا دیے تاکہ مسافر انکے سایہ مین
آرام و فرحت کرین چنانچہ یہ سڑک مصنف کے زمانہ تک جو شیر شاہ کے زمانہ سے باون برس بعد تھا باقی تھا
اور انصاف اسکا ایسا تھا کہ بڑھیا عورت سونے کا طباق جہان چاہے لیے پھرے اور جنگل مین اسکو
رکھکر سو رہے کسی کی مجال نہ تھی جو اس سے تعرض کرتا مصنف صاحب اس مقام پر بڑا شکر ادا کرتے ہین
کہ ایسے مصنف بادشاہ کے زمانہ مین تاریخ شہر دین ماہ ربیع الثانی سنہ نوسو ستالیس مین پیدا
ہوے تھے بعد ازان شیر شاہ نے کوہ بالنات پر جاکر رہتاس کا قلعہ بنایا اور اپنے نزدیک مغلون کے
لشکر روکنے کے لیے ایک بڑی پناہ سمجھا بعد ازان خواص خان کو ہمایون کے تعاقب مین روانہ
کرکے مراجعت کی راستہ مین سنا کہ خضر خان سرگ تالے ایک سردار نے بنگالہ مین سرکشی کرکے
سلطنت کے ڈھنگ ڈال دیے ہین یہ سنتے ہی شیر خان نے اس طرف توجہ کی خضر خان مقابلہ مین
پکڑا گیا شیر شاہ نے اس ملک کو ضبط کرکے اپنے امیرون کی جاگیرون مین تقسیم کر دیا اور
اپنے لشکر کے قاضی کو جسکا نام قاضی فضیلت تھا مگر عوام نے اسکا نام اسم بامسمی قاضی فضیحت
رکھا تھا رہتاس شرقی کے قلعہ کا ناظم مقرر کیا بعد ازان شیر شاہ ۹۴۳ھ نوسو اڑھتالیس مین آگرہ مین
آیا اور ۹۴۴ھ نوسو اونچاس مین مالوہ کی تسخیر کے ارادہ پر گوالیار کی طرف گیا ابوالقاسم بیگ جو ہمایون کا
ایک امیر اس قلعہ مین تھا حاضر ہوگیا اور اسنے کنجی قلعہ کی شیر شاہ کے حوالہ کی اور ملوخان حاکم
مالوہ جو خلجی بادشاہون کا غلام اور اس طرف بڑا ذی اقتدار تھا شیر خان کی ملازمت مین آیا

اور شیر خان نے اُسکو اپنی عنایتوں سے سرفراز کرکے بہت انعام دیکر اور خلعت دیکر اپنے خیمہ کے نزدیک اُسکا خیمہ برپا کرایا اور ایک سو ایک گھوڑے اور باقی اور سامان قبل اُسکو دینے کے لیے بھیجا مگر ملا خان اپنے دل میں شیر خان کی طرف سے ہراساں ہوکے علاسون کی طرح رات کو خیمہ بھاڑ کر بھاگ گیا اور اُسکے باپ بہرام خان نے یہ معاملہ دیکھا تو بیٹے کو بلا بھیجا مگر وہ بیٹا ملا خان گیدی تھا نہ آیا اور شیر خان کو بدبختی سے بھاگ گیا اور شیر خان نے ہاجی خان کو اور حاجی خان نے سلطانی کو اور سلطانی نے ابراہیم کی طرف اور سلیمان خان کو سکندر شاہ کی طرف تعین کیا مگر خان ان دونوں کے مقابلہ میں شکست کھاکر بھاگا اسی عرصہ میں خانخانان نے بنگالہ کا قلعہ شیر خان کے حوالہ کردیا اور خود مع اپنے اہل وعیال کے قصبہ پٹنہ میں چلا آیا مشہور ہے کہ وہاں اُسکو کسی نے زہر دے دیا تب اُسکی پٹنہ سے باہر بڑی فضا کی جگہ پر ہی سنہ ۱۰ میں بہ مقدم راے سین نے چندیری کو غارت کرکے اکثر لوگوں کو قتل کیا اور دو ہزار عورتیں ہندو اور مسلمان اپنے حرم میں داخل کیں شیر شاہ نے یہ خبر سنکر راے سین کے قلعہ پر لشکر کشی کی اور اُسکا محاصرہ کرلیا تاریخ اُسکے محاصرہ کی یہ ہے ع قیام بارگہ باشد مبارک ۱۰ چند روز کے بعد شیر شاہ نے سبب یہ ہوکر صلح کرلی اور شاہزادہ عادل خان اور قطب خان کے وسیلہ سے پورنمل کو عہد و پیمان کرکے بلوایا اور بڑی عزت سے اپنے لشکر میں ٹھہرایا اور سو گھوڑے اور خلعت اور بہت سا زر نقد اُسکو انعام عطا کیا مگر پھر اپنے عہد سے منحرف ہوکر سید رفیع الدین صفوی کے فتوی کے بموجب پورنمل کو مع اُسکے اہل وعیال اور اطفال کے ہاتھیوں کے پانوں کے نیچے کچلوا دیا اور اُسکے ساتھی ہندو وغیرہ میں سے جو قریب دس ہزار کے تھے ایک شخص کی بھی جان نہ بچی سب زن و مرد کو قتل ہوئے کچھ آگ میں جل کر مرگئے یہ واقعہ سنہ ۹۴۷ پچاس میں ہوا بعد چند روز کے شیر شاہ نے آگرہ سے راجہ مالدیو کے ملک کی طرف قصد جہاں پر بٹہ نامی گڑھی راجہ ناگور اور جودھپور کا حاکم تھا اور اُدھر کے سلطانوں پر غالب ہوا تھا شیر شاہ کا معمول تھا کہ خواہ مخواہ مخالف بہت ہوں خواہ تھوڑے مگر اپنے لشکر کے گرد قلعہ ضرور بنالیتا تھا جب نواحی راجپوتانہ میں راجہ مالدیو پچاس ہزار سوار عمدہ ساتھ لیکر شیر شاہ کے مقابلہ میں آیا اُس میدان میں بالکل پتا تھا قلعہ اور خندق بنانا ہرگز ممکن نہ تھا شیر خان نے سارے اپنے کارآزمودہ امیروں سے اس باب میں مشورہ کیا سب حیران ہوے مگر شیر شاہ کا پوتا شاہ عالم جو ایک خرد سال بچہ تھا بول اُٹھا

اپنے چاروں کو حکم دیکھے کہ اپنی گونوں کو رسیوں سے بھر کر لشکر کے آگے رکھیں شیر شاہ نے اُس پہنچی یہ تدبیر نہایت پسند کی اور اُسی وقت اپنی پگڑی اُسکے سر پر رکھکر اپنا ولیعہد کیا مگر سلطنت اُسکی قسمت میں نہ تھی اور سلیم شاہ نے اپنے ایام حکومت میں سب سے پہلے اُسی لڑکے کو قتل کیا القصہ شیر شاہ کو اپنے لشکر کے پٹھان بہت عزیز تھے اسی سبب سے اکثر لڑائیوں کو ٹال کر حکمت عملی سے کام نکالتا تھا چنانچہ اُسنے راجہ مالدیو کے سرداروں کی طرف سے بہت سے جعلی خط اپنے نام لکھے اور اُنکا مضمون یہ تھا کہ لڑائی کے دن آپ کو مقابلہ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہم خود راجہ مالدیو کو زندہ گرفتار کرکے آپ کے پاس حاضر کردینگے بشرطیکہ فلانے فلانے ملک آپ ہمکو جاگیر دیں میں عنایت فرماویں اور شیر خان نے ایسی تدبیر کی کہ وہ خط راجہ مالدیو کے ہاتھ میں پہنچ گئے اسی وقت مالدیو اپنے تمام سرداروں سے بدگمان ہوگیا اور رات کے وقت تنہا اُس طرف کو ایسا بھاگا کہ پیچھا بھی نہ دیکھا ہر چند سب امیروں نے سمجھایا کہ ہم ہرگز دغا نہیں کرسکتے پیارے شیر شاہ کے شعبدے ہیں مگر اُسنے ایک نہ مانی مجبور ہوکر گویا نامی ایک سردار مالدیو کا زبردست کے جوش میں آکر جان پر کھیل گیا چنانچہ اس حرکت پر مالدیو کو سخت گالیاں دیکر اپنے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ شیر شاہ کے لشکر پر شبخون کا ارادہ کیا چنانچہ رات کو شیر شاہ کے لشکر کی طرف حملہ کیا مگر راستہ بھٹک گئے رات بھر بھٹکتے پھرے شیر شاہ کا لشکر نہ ملا جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ کسی اور طرف کو بہت دور نکل گئے تھے مگر چونکہ اُن سب نے مرجانے کا ارادہ مصمم کرلیا تھا جب شیر شاہ کا لشکر سامنے نظر آنے لگا تو گھوڑوں سے اُتر کر سب نے از سر نو قول و قسم کیا اور ہر ایک نے دوسرے کی کمر سے اپنا کمربند باندھ دیا اور ہاتھوں میں ہاتھ پکڑ کر جھکی اور تلواریں لیے ہوئے شیر شاہ کے لشکر پر ٹوٹے شیر شاہ نے ہاتھیوں کو اُنپر چھوڑ دیا چنانچہ اکثر وہ لوگ پائمال ہوئے جو باقی رہے اُنپر تیروں اور بندوقوں کی بوچھاڑ کی غرض اُنمیں سے ایک جیتا نہ بچا اور مسلمانوں میں سے ایک شخص بھی اُس لڑائی میں نہ مارا گیا پشاوری شاعر نے جو فیضی تخلص کرتا تھا یہ بیت اُس باب میں لکھی تھی ؎

تا گمان گشت شہی بر سر مالدیو رسید ۔ راست بود ارشدی نرگہ گو پانصری ؟ بعد اس فتح کے شیر شاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ بڑی خیر ہوگئی ورنہ تمام ہندوستان کی سلطنت ایک مٹھی جوار کے دانوں کے بدلے میں بیچ تھی بعد ازاں تنبھور کا قلعہ اپنے بیٹے عادل خان کو حوالہ کرکے چند روز کے واسطے رخصت کیا تاکہ اُسکا انتظام کرکے واپس آوے جناب مصنف لکھتے ہیں میں نے ثقہ آدمیوں سے سنا ہے

کہ سید رفیع الدین محدث نے جنکا ذکر پہلے ہوچکا ہی اسی سفر مین ایک دن شیر شاہ سے کہا کہ میرے
باپ دادے سب صاحب تصانیف تھے اور حرمین شریفین مین وعظ کہا کرتے تھے اپنے سارے گھر مین
ایک مین ہی نالایق ہون جو روپیہ کے لالچ سے ہندوستان مین آوارہ پھرتا ہون اور بالکل جاہل ہوگیا ہون
اب حضور مجکو رخصت فرماوین تاکہ اپنے ملک مین جاکر اپنے باپ دادون کا چراغ روشن کرون شیر شاہ نے
کہا کہ تجکو اسمین کچھ عذر نہ تھا مگر مین نے تجکو ایک مصلحت کے واسطے ٹھہرایا ہی اور وہ یہ ہی کہ میرے دل مین یہ
آرزو ہی کہ ہندوستان مین جتنے قلعہ جو ہندوون کے قبضے مین باقی رہ گئے ہین انکو بھی تھوڑی سی
توجہ مین صاف کرلون پھر قزلباشون کی خبر لون جو سفر حج کے مسافرون کو لوٹتے کھسوٹتے اور
قتل کرتے ہین پھر ایران تجکو وکیل بناکر شاہ روم کے پاس بھیجون اور اس سے موافقت پیدا کرکے
حرمین شریفین مین سے ایک کی خدمت مین حاصل کرون اب قزلباشون کی یہ کیفیت ہی کہ جب
انکو شاہ روم دباتا ہی تو اس طرف چلے آتے ہین اور جب وہ اپنے ملک کو لوٹ جاتا ہی تو پھر اپنے
اپنے مقامون پر پہونچتے ہین اگر جو تدبیر مین نے سوچی ہی بن پڑی تو ادھر سے شاہ روم اور ادھر سے
مین دونون قزلباشون کی گوشمالی پر کمر باندھینگے پھر انکو کہین امن نہ ملیگی اور مین جو غور کرتا ہون
تو سوائے تمہارے اور کوئی اس وکالت کے قابل نہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ کیا عجب ہی
کہ جسمین نیت ہی اسکی مغفرت کا سبب ہوگیا ہو سنہ ۹۵۲ نوسو باون مین شیر شاہ نے کالنجر کے
قلعہ کا محاصرہ کیا یہ ہندوستان کے بڑے مضبوط قلعون مین سے ہی شیر شاہ نے اسکے
گرد خندقین کھدوائین جب وہ اندر تک پہونچ گئین تو مسلمانون نے انکے راستے سے داخل ہوکر
قلعہ والون پر آفت ڈھائی شیر شاہ نے ایک مقام پر کھڑے ہوکر بارود کے بھرے ہوے گولے
قلعہ کے اندر پھینکنا شروع کیے اتفاقا ایک گولہ قلعہ کی دیوار مین ٹکر کھاکر لوٹا اور شیر شاہ کے لشکر مین ہی
گرکر پھٹ گیا اسکے ٹکڑون سے جتنے گولے وہان موجود تھے سب مین آگ لگ گئی شیر شاہ کا سارا
بدن جل کر کوئلہ ہوگیا شیخ خلیل پیرزادہ اور مولانا نظام الدین دانشمند پر بھی آگ کا صدمہ پہونچا مورخ
قریب ایک چھوٹا ڈیرہ شیر شاہ کے لیے برپا کیا تھا شیر شاہ اسی حال مین جون توں دوڑکر اس
ڈیرہ مین داخل ہوا جب کچھ ہوش ہوتا تھا چلا چلاکر لوگون کو قلعہ فتح کرنے کی ترغیب دیتا تھا اور جو کوئی اسے
دیکھنے کو ڈیرہ کے اندر آتا تھا اس سے شیر شاہ لڑائی کا ہی اشارہ کرتا تھا چنانچہ اوا اسکے پیچھے سامنے سے

بھی زیادہ جانفشانیان کرکے قلعہ والون پر ٹوٹ پڑے اور خنجر اور تلوار سے اُن لوگون کا کام تمام کیا
مصنف لکھتے ہین کہ مین نے ایک بڑے معتبر آدمی سے سُنا ہے کہ اُس روز ایک شخص سیاہ کپڑے اور
سیاہ عمامہ سر پر باندھے ہوے لوگون کو لڑائی پر بڑھاوے دے رہا تھا سب نے اُسکو دیکھا مگر کوئی
اُسکو پہچانتا نہ تھا اور وہ بھی سب کے ساتھ قلعہ کے اندر داخل ہوا بعد فتح کے جو ڈھونڈھا تو اُسکا پتا نہ ملا
اسی طرح اور طرف کے سورچہ والون نے بھی بیان کیا کہ اسی لباس کے سوا لشکر کے آگے آگے جاتے تھے
جب سب لوگ قلعہ کے اندر داخل ہوگئے تو وہ غائب ہوگئے یہ بات بہت مشہور ہے کہ اُس روز
مسلمانون کی مدد کے لیے غیب کے لوگ آئے تھے شیر شاہ اُسی بیقراری مین بار بار فتح کی خبر پوچھتا تھا
ہوا بھی اُس روز بڑی گرم تھی لوگون نے صندل اور گلاب اُسکے بدن پر لگایا مگر اُسکا مدد مدبدم بڑھتا جاتا تھا
اور فتح کی خبر سُنتے ہی دم نکل گیا یہ قطعہ اُسکی تاریخ وفات مین لکھا ہے
شیر و بزآب را بہم می خورد ۔ از جہان رفت و گفت پنجہ و نہ سال تاریخ اوز اُشس
باپ دادون کا قبرستان سہسرام مین تھا اسلیے اُسکی نعش کو بھی وہین لیجاکر دفن کیا اُس
بادشاہ نے پندرہ برس حکومت اور پانچ برس سلطنت کی مشہور ہے کہ جب آئینہ دیکھتا تھا کہا کرتا تھا
کہ افسوس شام کے وقت تجھ پر بادشاہی ملی

ذکر سلیم شاہ بن شیر شاہ کا

جب شیر شاہ کا انتقال ہوگیا تو امیرون نے اُسکے بیٹے سلیم خان کو نواحی چنیوٹ سے بلایا چنانچہ وہ
جلد جلد کوچ کرکے لشکر مین داخل ہوا اور پندرھوین ربیع الاول سنہ نو سو بارہ مین عیسی خان جلوانی
وغیرہ امیرون کے اتفاق سے سلیم شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے تخت سلطنت پر بیٹھا ملا احمد بھی نے
سنہ جلوس اس آیہ کریمہ سے نکالا وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِن بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا
عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ۔ بعد تخت نشینی کے سلیم شاہ نے اپنے بڑے بھائی عادل خان کو
جو رنتھنبھور مین تھا اس مضمون کی عرضی لکھی کہ ہرچند ولیعہد تم مجھے مگر چونکہ تم لشکر سے بہت دور تھے اور
یہان فتنہ اُٹھنے شروع ہوے تھے اسلیے مین چند روز تمھارا نائب بنکر لشکر کی محافظت کرتا ہون اور
جب آپ تشریف لے آوینگے تو مین ہر طرح مطیع اور فرمان بردار ہون بعد ازان سلیم شاہ نے کالنجر سے آگرہ کی طرف
توجہ کی جب قصبہ کورہ گھاٹم پور مین پہونچا تو خواص خان نے اپنی جاگیر کے ملک سہرند سے آکر بظاہر سلیم شاہ سے

بیعت کی مگر باطن مین وہ عادل خان کا طرفدار تھا غرض دہان آیا سب امیرون نے ترتیب دیکر نو سلیم شاہ کے
اجلاس کیا پھر ایک مدت تک عادل خان اور سلیم شاہ مین خط کتابت رہی آخر کار عادل خان نے
اپنا آتا قطب خان نائب اور عیسی خان نیازی اور خواص خانی اور جلال خان جلوانی یہ چار امیرون کی
راے پر جو اس سلطنت کے بڑے رکن تھے موقوف رکھا سلیم شاہ نے ان چارون سے عہد و
قول کرکے عادل خان کو لے آنے کے لیے بھیجا اور یہ وعدہ کیا کہ پہلی ہی لڑائی مین عادل خان کو
جاگیر پر رخصت کر دیا جاویگا اور اسکو اختیار ہو کہ تمام ہندوستان مین جہان چاہے اپنے لیے
جاگیر تجویز کرلے غرض عادل خان ان چارون امیرون کے ساتھ آگرہ سے سیکری مین آیا سلیم شاہ نے
بھی شکار پور تک استقبال کیا وہان دونون کی ملاقات ہوئی اول فریقین نے تعزیت کی رسمین ادا کین
بعد ازان دونون آگرہ کو روانہ ہوے سلیم شاہ کے دل مین جو تھا اس سبب سے اسنے یہ تجویز کی تھی
کہ عادل خان کے ساتھی دو تین آدمیون سے زیادہ قلعہ مین داخل ہونے پاوین مگر یہ تدبیر پیش
نہ گئی اور اسکے ساتھ ایک بڑی جماعت قلعہ مین داخل ہوئی جب یہ دیکھا کہ سلیم شاہ نے اپنی طرف سے
بدگمانی مٹانے کے لیے حد سے زیادہ عادل خان کی خوشامد اور چاپلوسی کی اور کہا کہ اب یہ آپ کے تخت پر بیٹھنے مین کو
مین نے بڑی مشکل سے آج تک روکا ہو اب یہ آپ کے حوالہ ہے اور عادل خان کو تخت پر بٹھا کر خود فرمانبردار
کی طرح نیچے کھڑا ہوا اور دنیا داری کے طور پر بڑی خصوصیت اور خلایت کی باتین بنا رہا عادل خان اگرچہ
ایک نوجوان آدمی بڑا دلاور تھا اور اسکے زور کی حکایتین بہت مشہور ہین مگر چیتے دیدا کا نہ تھا اور سلیم
اسکے سلیم شاہ کے فریبون سے بخوبی واقف تھا اسلیے تخت سے اتر کر سلیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور خود
نیچے کھڑا ہو کر بادشاہی کی مبارکبادی دی اس پر فریب ساجنی سونا کٹایا گیا سلیم شاہ نے بموجب
وعدہ کے بیانہ جاگیر مین دیکر اور عیسی خان اور خواص خان کو ہمراہ کرکے عادل خان کو رخصت کیا اور
بعد غازی ملی کو جو محرم خاص تھا عادل خان کے قید کر لینے کے لیے بھیجا عادل خان یہ خبر سنکر بیانہ سے
بھاگا اور میوات مین خواص خان کے پاس چلا گیا خواص خان نے غازی ملی کو بلا کر اسی سونے کی
زنجیر مین جو عادل خان کے لیے لایا تھا اسکو قید کر دیا اور سب امیرون کو اپنا شریک کرکے بڑا بھاری
لشکر لیکر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا قطب خان اور عیسی خان بھی جو بڑے نامی گرامی امیر تھے عادل خان کا
قول و قرار انھی کے اعتماد پر ہوا تھا سلیم شاہ کی بدعہدی سے ناراض ہو گئے اور انھون نے عادل خان سے

کہلا بھیجا کہ شب برات کی صبح کو اول وقت آگرہ میں داخل ہوتا کہ ہم سب تمکے بیعت کر لیں عادل خان
اور خواص خان شب برات کی رات میں سکری میں آئے اور وہاں حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی
خدمت میں رات بھر نوافل وغیرہ پڑھتے رہے اس سبب سے آگرہ جانے میں توقف ہوگیا اور مقررہ
وقت پر وہاں نہ پہنچ سکے بلکہ قریب دوپہر کے نواحی آگرہ میں پہونچے سلیم شاہ نے گھبرا کر قطب خان وغیرہ
امیروں سے مالا میت کی بنیاد ڈالی اور ان سب کو عادل خان کے پاس بھیجنے کی تجویز کی اور اس سے
اسکی غرض یہ تھی کہ سب مخالف لوگ وہاں سے چلے جاویں تو خود تنہا قلعہ چنار کی طرف چل دے اور
وہاں کے خزانوں اور دفینوں کو اپنے قبضہ میں کر کے سامان لشکر کا درست کرے اور پھر عادل خان سے
آکر مقابل ہو مگر عیسیٰ خان اس تدبیر کی بہت سی قباحتیں سمجھا کر وہاں کے جانے سے مانع ہوا تب سلیم شاہ
اپنے مقربان امیروں کو اور ان دو تین ہزار آدمیوں کو جو اسکے اعتمادی قدیمی نوکر تھے ساتھ لیکر عادل خان کے
مقابلہ کے لیے شہر سے باہر نکلا اور جو امیر اول عادل خان کے پاس قاصد بھیجا کر
بھیج چکا تھا ان سے بھی یہ کہلا بھیجا کہ مجکو ہرگز عادل خان کا اعتبار نہیں خدا نے تمھارے ساتھ
کیا معاملہ کرے اسلیے مصلحت یہ ہے کہ تم سب امیر اسی آدھی رات کے وقت میرے اردو کے وہاں میں ربان تیغ سے
پیغام ادا ہوگا یہ سنکر وہ سب امیر اسی آدھی رات کے وقت آئے اور سلیم شاہ کے لشکر میں داخل ہوئے غرض آگرہ کے
قریب بڑی لڑائی ہوئی آخر عادل خان کو شکست ہوئی اور تغلقہا بھتیہ کی طرف بھاگ گیا خواص خان اور
عیسیٰ خان نیازی نے [illegible] ان دونوں میں باہم موافقت بہت تھی سلیم شاہ کا کچھ لشکر بھی آگے
آگے روانہ ہوا جنہوں نے قصبہ [illegible] میں انسے مقابلہ ہوا اس لڑائی میں خواص خان اور
عیسیٰ خان غالب آئے مگر پھر سلیم شاہ کی قوت سے کوہ کمایون کے راجون کے پاس پناہ لی سلیم شاہ نے
قطب خان کو انکے مقابلہ کے لیے بھیجا چنانچہ وہ مدت تک پہاڑون میں لوٹ مار کرتا رہا پھر سلیم شاہ
بنارس کو گیا اور وہاں کے سارے خزانے گوالیار کو روانہ کیے جب وہاں سے لوٹ کر قصبہ کوڑہ گھاٹم پور
میں آیا تو وہاں جلال خان جلوانی کو چوگان بازی کے بہانہ سے اپنے خیمہ میں لے آیا جلال خان پٹھانون میں بڑے
جتھے اور گروہ کا آدمی تھا اور باطن میں عادل خان کا طرفدار تھا اسلیے سلیم شاہ ہمیشہ اسکی فکر میں تھا اب
قابو پاکر اسکے اور اسکے بھائی خداداد نامے کو طوق و زنجیر پہنا کر ایک ایسے پٹھان کے حوالہ کیا جو کسی خون کا
دعوی دار تھا آخر سلیم شاہ نے قصاص کے بہانہ سے جلال خان کو قتل کر دیا اور خود آگرہ میں آیا

بعد ازاں

بعدازان سلیم شاہ نے گوالیار کو تخت بنایا و مقرر کیا اور عادل خان کے طرفداروں کے قیت نابود کر دینے پر
کمر مضبوط باندھی ایک ایک کو مختلف طرح سے مروانے کی طرح ڈالنا شروع کیا قطب خان بھی مخالف ہو کر
کوہ کمایون سے لاہور میں ہیبت خان نیازی کے پاس چلا گیا جسکو شیر شاہ نے اعظم ہمایون کا خطاب دیا تھا
ہیبت خان نے حسب الطلب سلیم شاہ کے قطب خان کو باندھکر بھیجدیا سلیم شاہ نے قطب خان کو مع شہباز خان
اور تیرہ چودہ اور نامی امیرون اور امیرزادون کے گوالیار کے قلعہ میں قید کر کے بھیجدیا اکثر انمین کے باروت سے
اُڑا دیے گئے انھین میں سے عادل خان کا بیٹا محمود خان تھا جسنے سات برس کی عمر میں شیر شاہ کو لشکر کے
گرد ریتے کا قلعہ بنانے کی تدبیر بتلائی تھی اور شیر شاہ نے اُسکو اپنا ولیعہد کیا تھا چنانچہ پہلے اس قصہ کا ذکر
ہو چکا اسی سال میں سلیم شاہ نے اعظم ہمایون کو لاہور سے طلب کیا مگر اُسنے خود آنے میں عذر کیا
اور سعید خان اپنے بھائی کو جو بڑا بہادر اور عقلمند تھا سلیم شاہ کے پاس بھیجدیا سلیم شاہ نے ظاہر میں
اُسپر بڑی عنایت کی اور اپنا مقرب بنایا مگر باطن میں اُسکے دفع کرنے کی فکر میں تھا ایک روز اُسکو
تنہا محل کے اندر لے گیا اور بعضے امیرون کے سر کھلائے جنکو جیتا دیوار میں چنوا دیا تھا اور اُس سے
پوچھا کہ تو انکو پہچانتا ہے یہ کون ہین سعید خان نے جن جن کو پہچانتا تھا اُنکا نام لیا اور اُس سے پہلے
اُن اسیرون کو گوالیار کے قلعہ میں بھیجکر باروت سے اُڑوا دیا تھا مگر کمال کھکر کی معتقد آئی تھی اس سبب سے
بچتا بچ رہا اور سبب اُسکے بچ جانے کا یہ مشہور ہے کہ کمال خان کی بہن کے ساتھ سلیم شاہ نے نکاح
کر لیا تھا جب اُسنے یہ سُنا کہ رات کو قیدی باروت سے اُڑائے جاوینگے تو اُسنے اس مضمون سے
اپنے بھائی کمال خان کو مطلع کر دیا اور چار [illegible] سوئی سے بھرے ہوئے اور کئی مشک پانی اُسکے
پاس بھیجدیا کمال خان نے غسل کے بہانے [illegible] پانی مین بھگویا اور انکو اوڑھکر سب سے
علیحدہ ایک کونے مین پڑ رہا جب وہان آگ لگائی گئی [illegible] قیدی جل کر خاک ہو گئے مگر کمال خان
کافون کے اندر سلامت بچ رہا صبح کو سلیم شاہ قیدخانہ کا تماشا دیکھنے جو آیا اُسکو سلامت دیکھکر کہنے لگا
کہ تیرا اخلاص میرے ساتھ درست تھا اس سبب سے تجھ مین آگ نے اثر نہ کیا پھر سلیم شاہ نے قسم کھائی
کہ اب تیرے ساتھ کبھی مخالفت نہ کرونگا اور اُسکو قید سے رہا کر کے حاکم پنجاب کے ساتھ کھکرون کی ولایت
متعین کیا اور وہان اُسکو پھر بڑا مرتبہ حاصل ہوا غرض ان کیفیتون کے دیکھنے سے سعید خان کے دل پر
ہراس غالب ہوا اور گھوڑون کی ڈاک آگرہ سے لاہور تک بٹھا کر تین شبدن مین لاہور پہونچا

پھر اعظم ہمایون نے بڑی قوت پیدا کرکے لاہور مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا سلیم شاہ نے ہر طرف سے ملا کر
آگرہ مین اپنا لشکر جمع کیا اور ایک جمعیت کثیر ہمراہ لیکر لاہور کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ مین نزاول خان نے
مالوہ سے آکر ملازمت حاصل کی اور سلیم شاہ نے اسپر بڑی مہربانی کی بعد ازان نزاول خان بعضی اپنی مہمات کی
ضرورت سے اجازت لیکر رخصت ہوا پھر سلیم شاہ نے دہلی مین پہونچکر چند روز توقف کیا اور وہان لشکر کو
اچھی طرح ترتیب دیکر لاہور کی طرف کوچ کیا خواص خان اور عیسی خان نیازی بھی کوہ کمایون سے
اعظم ہمایون کے پاس آگئے تھے چنانچہ وہ سب اپنے اپنے لشکر لیکر سلیم شاہ کے مقابلہ کے لیے
روانہ ہوے اُن دنون مین جاڑون کا موسم شروع تھا قصبہ انبالہ مین دونون لشکرون کا مقابلہ ہوا جسمین
صبح کو لڑائی ہوگی اُس روز شب مین اعظم ہمایون نے خواص خان سے پوچھا کہ بعد فتح کے تخت پر کون بیٹھے گا
اُسنے جواب دیا کہ عادل خان شیر شاہ کا بڑا بیٹا سلطنت کے قابل ہے نیازیون نے اس بات کو نہ مانا اور
کہا کہ جانفشانی تو ہم کرین پھر ملک غیر کو کیون دین سلطنت کچھ میراث نہین ہے بلکہ قوت بازو سے حاصل
ہوتی ہے خواص خان کو جو بجان و دل شیر شاہ اور اُسکی اولاد کا ہوا خواہ تھا یہ بات پسند نہ آئی صبح کو بہت سی
لڑائی بھڑائی کے بعد طرح دیگر عیسی خان کے ساتھ کسی طرف کو چلدیا نیازیون نے اپنی دلاوری مین کمی
نہین کی مگر فتح قسمت مین نہ تھی آخر کو شکست کھائی اعظم ہمایون کے بھائی سعید خان نے اُس حال مین
ایسی صورت بنائی کہ کوئی اُسکو نہ پہچانے اور چند سوارون کے ساتھ سلیم شاہ کے لشکر مین آیا ہر کسی سے
پوچھتا تھا بادشاہ کدھر ہے مین اُسکو فتح کی مبارکباد دونگا اور دلی ارادہ یہ تھا کہ اس بہانہ سے سلیم شاہ تک
پہونچکر اُسکا کام تمام کردے سلیم شاہ نے ہاتھیون کے حلقہ کے بیچ مین اپنا مقام کیا تھا اتفاقاً اُسی
حلقہ کے کسی فیلبان نے سعید خان کی آواز پہچان لی اور ایک نیزہ اُسکے مارا مگر سعید خان اُس وار سے
جان بچاکر سلامت نکل آیا ساری نیازیون کی فوج قصبہ دھنکوٹ مین جو روہ کے قریب ہے بھاگ گئی جو
باقی رہی اُنکو گکھڑون نے لوٹ مار کرکے تباہ کردیا کچھ انبالہ کی ندی نالون مین ڈوب کر مرگئے سلیم شاہ نے
رہتاس تک خود تعاقب کیا اور وہان سے خواجہ ویس شروانی کو بڑے بھاری لشکر کے ساتھ اُنکے پیچھے روانہ
کرکے خود آگرہ کی طرف لوٹا اور وہان سے گوالیار کو چلا گیا عیسی خان اور خواص خان جو معرکہ مین طرح دیگر
علیحدہ ہوگئے تھے اُنمین سے عیسی خان تو بہاڑ کی طرف چلا گیا اور خواص خان پانسو سوارون کے ساتھ
بھاگکر لاہور مین آیا شمس خان لوحانی جو سلیم شاہ کی طرف سے لاہور کا حاکم تھا اتفاقاً کسی ضرورت سے

لاہور سے تیس کوس پر کہین گیا تھا خواص خان مع اپنے سواروں کے لاہور کی تسخیر کے ارادہ پر مرزا کامران کے
باغ مین اُترا شہر کے آدمی قلعہ بند ہو گئے اور شمس خان کے آنے تک اُس بلا کی حفاظت کرتے رہے
خواص خان نے اُس باغ مین سے بلند بلند پیڑ کاٹ کر زینہ بنانے کا ارادہ کیا اتنے مین خبر
آئی کہ راے حسین جلوانی وغیرہ سلیم شاہی امیر تیس ہزار سوار ساتھ لیے ہوے بہت قریب
آپہونچے خواص خان نے عیسیٰ خان سے مشورہ کر کے لاہور سے قطع نظر کی اور پانچ چھ کوس
وہان سے لوٹ کر سلیم شاہی امیرون سے مقابلہ کیا اور اُسکے سوار بلا سے ناگہانی کی طرح سلیم شاہی
لشکر پر جا پڑے آخر راے حسین نے اپنے آدمیون سے کہا کہ رستہ چھوڑ دو اور اِس
آفت کو ٹالو خواص خان اُس فوج کو چیر کر نکل گیا اور پھر پیچھے سے حملہ کر کے پریشانی ڈالی اس مرتبہ ایک
زخم اُسکے زانو پر لگا اور اُسکے صدمہ سے گھوڑے سے نیچے گر پڑا مگر کسی کی یہ جرأت نہوئی کہ اُسوقت
بھی اُسکو گرفتار کرے اُسکے آدمی اُسکو علانیہ چارپائی پر ڈال کر لے گئے راے حسین نے اپنے
آدمیون کو اُنکا تعاقب کرنے سے منع کیا خواص خان اُس جگہ سے صحیح سلامت نگرکوٹ کی طرف گیا
اور وہان سے کوہ کمایون کو چلا گیا اعظم ہمایون کے ساتھیون نے کشمیر کا ارادہ کیا اور کشمیریون کے
دھوکے مین اگر وہان کے پہاڑون کی گھاٹیون مین نیست نابود ہو گئے سزاول خان نے عثمان نامی
ایک پٹھان کا کسی سبب سے ہاتھ کاٹ ڈالا تھا اُسنے ایک روز موقع پا کر سنہ نو سو چورانوے مین
سزاول خان کے ایک تلوار کا ہاتھ مارا وہ زخمی ہو کر اپنے گھر پہونچا مگر اُسکے ذہن مین یہ آیا کہ سلیم شاہ کے
بہکانے سے اُسنے یہ حرکت کی ہے اس خیال سے اُسنے مالوہ کا رستہ لیا سلیم شاہ نے بانس واڑہ تک
اُسکا تعاقب کیا سرور کے زمینداروں مین سزاول خان ایسا غائب ہو گیا کہ پتا نہ ملا تب سلیم شاہ نے
عیسیٰ خان سور کو بیس ہزار سواروں کے ساتھ اُنھین چھوڑا اور خود گوالیار کو واپس آیا سلیم شاہ نے ابتداے سلطنت
مین ہی یہ انتظام کیا تھا کہ پانچ پانچ ہزار سوار ساری ہندوستان کی بڑی سرکارون مین متعین رہین اُنھین سے
نظام سوار کے بیٹے مبارز خان کو جو سلیم شاہ کا چچازاد بھائی اور سالا بھی تھا اور اسی کا آخر مین سلطان محمد
عدلی خطاب ہو گیا ہے فواحی احمد آباد سرکار سنبھل مین بست ہزاری کر کے بھیجا تا کہ خواص خان وغیرہ کوئی
اُس طرف سرکشی نہ کر سکے اور پائندہ خبرگ کو اُسکا نائب مقرر کیا اسی طرح شروع سلطنت مین یہ حکم جاری کیا
کہ شیر شاہ نے جو سرائین بنوائی تھین اُنمین ہر جگہ دو دو سرائون کے بیچ مین ایک ایک اور سرائے

اور مسجد اور خانقاہ اور پانی کا سقا بھی اسی طرح بنا لیا جاوے اور عام لنگر جاری رہے مسلمانون کو پختہ اور ہندوون کو کچا کھانا ملا کرے اور جن جن لوگون کے روزینہ شیر شاہ کے وقت سے مقرر ہین وہ اسی طرح رہین کم ہون نہ زیادہ اور شیر شاہ نے جو باغ اور سرائین وغیرہ بنائین ہین وہ بھی اسی طرح قائم رہین اور جن جن امیرون کے گھر باترون کے اکھاڑے تھے جیسا کہ ہندوستان مین مشہور ہے وہ سب اون سے لے لی گئین اسی طرح سب امیرون سے ہاتھی بھی لے لیے کمزور دبلی متھنیان جو فقط باکشی کے لائق تھین چھوڑ دین اور یہ بھی حکم کیا کہ سرخ سرا پردہ سوا بادشاہ کے اور کسی کا نہو اور تمام ولایت کو اپنا خالصہ مقرر کیا سپاہیون کی تنخواہ کسی طریقہ پر جو شیر شاہ نے نکالا تھا تقسیم ہوتی تھی اور حکمنامے ہر سرکار مین بھیجدیے جسمین سب قوانین معاملات دینی و دنیوی وجزئی وکلی ومالی وملکی درج تھے اور جو جو معاملہ کہ سپاہی اور رعیت اور سوداگر اور ہر قسم کے لوگون کو بہتے چاہیین اور جن جن طریقون کی حکام کو تعمیل چاہیے وہ سب اسمین لکھے تھے خواہ شریعت کے موافق ہون یا خلاف اور انکو دیکھکر کچھ قاضی اور مفتی سے پوچھنے کی حاجت نہ رہتی تھی اور سلیم شاہ نے ایک کنش اور ترکش اپنے ہر سردار کو حوالہ کی تھی چنانچہ ہر جمعہ کے دن سب امیر بست ہزاری اور دو ہزاری اور پنج ہزاری خیمہ بلند ہشت سرغہ برپا کرتے تھے اور سلیم شاہ کی کنش اور ترکش کو ایک کرسی پر رکھتے تھے سب سے پہلے لشکر کے سردار پھر منصف یعنی امین پھر اور سردار موافق ترتیب کے جھک جھک کر اسکو سلام کرتے تھے اور بڑے ادب کے ساتھ اپنے اپنے موقع پر نیچے بیٹھتے تھے پھر منشی آکر اس حکمنامہ کو جو کم وبیش اسی بند کاغذ پر ہوتا تھا اول سے آخر تک پڑھتا تھا ہر مسئلہ مشکل مع جمیع متعلق کے اسمین بتفصیل مذکور ہوتا تھا اسی کے موافق سب عملدرآمد کرتے تھے اور اگر اتفاقاً کوئی امیر ایک امر بھی اسکے خلاف کرتا تھا تو فوراً منشی سلیم شاہ کو اسکی اطلاع دیتا تھا اور وہ امیر مع اپنے فیل وتبار کے سزا پاتا تھا سلیم شاہ کے آخر زمانہ تک یہی دستور رہا جناب مصنف مرحوم کہتے ہین کہ مین سنہ ۹۵۵ نو سو پچپن مین صغیر سن لڑکا تھا جو اپنے نانا کے ہمراہ فرید تارن پنج ہزاری کے لشکر کے ساتھ بجوارہ مین جو توابعات بیانہ سے ہے گیا تھا تو مین نے یہ کیفیت اپنی آنکھ سے دیکھی تھی اور اس سے پہلے سنہ ۹۵۲ نو سو چون مین بھی مین نے یہ معاملہ دیکھا واللہ اعلم خواجہ ویس شروانی نے جو اعظم ہمایون کی گوشمالی کے لیے متعین تھا دھنکوٹ کی حدپر نیازیون کے مقابلہ مین شکست پائی اور اعظم ہمایون نے قوت پاکر سہرند تک اسکا تعاقب کیا سلیم شاہ نے دوبارہ ایک بڑا بھاری لشکر اسکے مقابلہ کے لیے بھیجا

اُسی مقام پر لڑائی ہوئی اس مرتبہ نیازیون نے شکست کھائی اور اُنکی بیشمار عورتین بھی قید ہوئین
سلیم شاہ نے اُنکو بے عزت کرکے گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا اور عظم اوکے سردار و وزیر تمام اسباب
سلطنت نیازیون کا جو لوٹ مین آیا تھا وہ سلیم شاہ نے غلامون کو عنایت کیا اور اُن رنڈیون مین سے
کسی کو اعظم ہمایون اور کسی کو سعید خان اور کسی کو شہباز خان غلام دیا اُنکے دروازون پر نوبت کے وقت
نقارے بجتے تھے اور دماغ اُنکے آسمان پر تھے اور ہر شب جمعہ کو موافق دستور کے سلیم شاہ کے
سلام کے لیے جایا کرتی تھین تو قیب آواز بلند سے کہتے تھے کہ بادشاہ تندرست رہے اعظم ہمایون خان
نیازی اور سعید خان نیازی اور شہباز خان نیازی دعا کہتا ہے مگر یہ بات بٹھانون کو بہت ناگوار ہوتی تھی
کیونکہ وہ سب ایک ہی برادری اور قبیلہ کے تھے بعضے کہتے ہین کہ یہ خطاب اور علم اور نقارے رنڈیون نے
اول مرتبہ کی ہی فتح مین دیے گئے تھے اعظم ہمایون کی اس شکست کے بعد کرانہ کی اور پھر مقابلہ کی
جرأت ہوئی اور تمام جمعیت نیازیون کی پراگندہ ہوگئی اول اُنھون نے فراری رہتاس مین کھکرون کے پاس
پناہ لیکر کشمیر کے پہاڑون کو جاے اس ٹھہرایا سلیم شاہ نے بہت سا لشکر ساتھ لیکر اُنکی قمع قمع کے
ارادہ پر کوچ کیا جب پنجاب مین پہنچا تو شمال مین مناسب مقامات تجویز کرکے مانکریٹ اور
رشید کوٹ وغیرہ پانچ قلعہ تعمیر کرنے کے لیے بنائے اور برس تک لشکر کے پٹھان چوکنے اور قلعہ
ڈھوتے رہے اور چند بادشاہ اُس قوم سے بڑا بدگمان ہوگیا تھا اسلیے اُنکی بڑی ذلت اور خواری
مین رکھا اور اس مدت مین ایک جبہ تنخواہ کا بھی نہ دیا جنھون نے اس مصیبت سے خلاصی پائی تھی
اُنکو کھکرون کے مقابلہ پر نامزد کیا کھکر موافق اپنی عادت کے دن بھر پٹھانون سے لڑتے تھے اور رات کو
چوردن کی طرح اُنکے لشکر مین آکر جو سامنے پڑتا تھا عورت ہو یا مرد باندی ہو یا غلام اُٹھا لیجاتے تھے
اور چند روز بڑی مصیبت کے قید مین رکھکر کہین بیچ ڈالتے تھے سارے پٹھان ان روسیاہیون اور
ذلتون سے عاجز آگئے تھے مگر سلیم شاہ کے سامنے کچھ عرض کرنے کی کسی کو مجال نتھی آخر ایک دن
شاہ محمد فرملی نے جو ایک نامی امیرون مین سے تھا اور اُسکے مزاج مین خوش طبعی اور ہزل اور گستاخی
بہت تھی سلیم شاہ سے کہا کہ مین نے رات کو خواب مین دیکھا ہے کہ آسمان سے تین تھیلیان اُترین ایک
مین سونا اور ایک مین کاغذ اور ایک مین خاک بھری ہوئی تھی زرہ فقری ہندوون کے گھر گیا کاغذ بادشاہی
خزانہ مین رہا اور خاک سپاہیون کے سرون پر پڑی سلیم شاہ کو یہ لطیفہ پسند آیا اور حکم کیا کہ اب جو گوالیار کو

لوٹینگے تو مہینے حساب کرکے سپاہیون کی دو برس کی تنخواہ ادا کرینگے مگر اس حکم کی تعمیل نہ ہونے پائی تھی کہ سلیم شاہ کا انتقال ہوگیا نیازیون کا انجام یہ ہوا کہ اول انکو کشمیریون نے جو بڑے مکار اور غدار ہوتے ہین دھوکا دیکر بلایا اور رستہ بہکا کر پہاڑون کی گھاٹیون مین ڈالدیا اور سلیم شاہ کے اشارہ سے انکا رستہ روک کر لڑنا شروع کیا یہان تک نیازیون کی عورتین بھی اپنے ننگ و ناموس کے خوف سے لڑ کر مرگئین چنانچہ اعظم ہمایون کی ماں اور بی بی بھی مقابلہ کرکے پتھرون کے نیچے دب مری ایک بھی انمین کا سلامت نہ رہا مشہور ہے کہ شیر شاہ کے زمانہ مین ان نیازیون نے عہد و پیمان کرکے قوم سنبل کے پٹھانون کو بلایا تھا اور پھر اپنے عہد سے منحرف ہوکر شیر شاہ کے اشارہ سے اس قوم کے دو ہزار آدمیون کو مع زن و بچہ کے قتل کر ڈالا تھا سو وہی معاملہ اب انکے آگے آیا غرض کشمیریون نے اُن تینون بھائیون کو قتل کرکے سر انکے سلیم شاہ کے پاس بھیجدیے جس زمانہ مین سلیم شاہ نے کھکرون وغیرہ کے مقابلہ پر فوج روانہ کی تھی اور خود مال گڈھ کا قلعہ بنوا رہا تھا اسی زمانہ مین کامران مرزا ہمایون سے شکست کھاکر کالپی سے ہندوستان مین اس توقع سے آیا کہ سلیم شاہ سے مدد لیکر پھر مقابلہ کرے سلیم شاہ نے اپنے سارے لشکر مین سے ہیمو بقال کو چھانٹ کر پٹھانون کی ایک جماعت ساتھ کرکے کامران کے استقبال کے لیے بھیجا ہیمو بقال ابتدا مین بازار کا شحنہ تھا مگر لوگون کی چغلیان اور مخبریان کرکے اب اعتبار کے مرتبہ پر پہونچ گیا تھا اگرچہ سلیم شاہ نے پٹھانون پر بے اعتمادی اور ہیمو پر اعتماد ہونے کے سبب سے اس امر کو میرزا کے اعتبار کا سبب تصور کیا تھا مگر میرزا اسمین اپنی خفت سمجھکر اپنے آنے سے بہت پشیمان ہوا باوجود اسکے بھی میرزا کا گمان یہ تھا کہ سلیم شاہ ملاقات کے وقت کچھ تعظیم و تکریم سے پیش آویگا مگر سلیم شاہ دربار عام کے روز بڑے تکبر اور فرعونیت سے تخت پر بیٹھا اور سرمست خان افغان داؤد زئی نے جو باربکی کا منصب رکھتا تھا سب تعظیمات معمولی کے ادنیٰ لوگون کی طرح مرزا کو تکلیف دی اور نا انسانیت کو کام فرما کر مرزا کی گردن کو بڑے زور سے دبایا اور کئی مرتبہ چلا کر کہا کہ بادشاہ نظر دولت کو کامران مقدم زادہ کابل دعا کرتا ہے سلیم شاہ نے بڑی بے پروائی سے مرزا کی طرف دیکھکر جھوٹ موٹ کہا کہ خوش آمدی اور اپنے سرا پردہ کے نزدیک ایک ڈیرہ اور شامیانہ اسکے واسطے کھڑا کرایا اور ایک خلعت اور ایک کنیز اور ایک خواجہ سرا مرزا کے احوال سے خبردار رہنے کے لیے بھیجدیا کبھی کبھی مرزا کو بلاکر کچھ شعر و سخن سنا کرتا تھا مگر صحبت بڑی ناخوشی مین گذرتی تھی

اور مرزا اُن تکلفات اور تواضعات سے نہایت تنگ بلکہ اپنی زندگی سے بیزار تھا اور بھاگ جانے کا موقع ڈھونڈھتا تھا پٹھان ہندی زبان مین اُسکو چھیڑا کرتے تھے اور جب وہ دربار مین آیا کرتا تھا تو کہتے تھے کہ مور آتا ہی مرزا نے سلیم شاہ کے حضور مین ایک امیر سے پوچھا کہ مور کسیکو کہتے ہین اُس نے جواب دیا کہ مور مرد عظیم الشان کو کہتے ہین مرزا نے کہا تو سلیم شاہ بہت اچھا مور ہی اور شیر شاہ اس سے بھی اچھا زیادہ مور تھا اُسوقت سلیم شاہ نے حکم دیا کہ اب آیندہ کوئی مرزا سے یہ لفظ نہ کہے اور نہ اُس سے ہنسی کرے ایک روز سلیم شاہ نے مرزا سے کسی شعر پڑھنے کی فرمایش کی مرزا نے فی البدیہہ یہ مطلع پڑھا گردش گردون گردان گر دمان اگر دکرد ۔ بر سر اہل تمیزان ناقصان را مرد کرد ۔ سلیم شاہ اُسکے کنایہ کو سمجھکر ٹال گیا اور خفیہ مغلون کو حکم دیا کہ مرزا کہین جانے نپائے مرزا نے زمینداروں کے وسیلے سے ہمارے کسی راجہ کو بہت سے وعدہ کرکے اس بات پر راضی کیا کہ اُسنے چنار سے کنارہ تک گھوڑون کی ڈاک بٹھادی مرزا رات کے وقت چادر اوڑھکر کوٹھہ سے نکل گیا نگاہبانون نے یہ سمجھا کہ کوئی عورت مرزا کے محل سرا سے جاتی ہی بعد ازان مرزا گھوڑے پر سوار ہوا اور دریا پار کرکے اُس راجہ کے پاس پہنچا اور وہان سے برقع اوڑھکر اور ایک جلودار ساتھ لیکر راجہ کے آدمیون کے ساتھ چلدیا جب موضع گہری مین بہت کے کنارہ پر پہنچا رات کو وہان مقام کیا وہ موضع سلطان پور کے قریب رہتاس کے قلعہ سے تین کوس پر واقع ہی کسی نے سلطان آدم حاکم سلطان پور کو خبر کی کہ ایک مغل کی عورت فلانی جگہ تنہا ایک جلودار کے ساتھ ٹھہری ہوئی ہی صبح کو وہان سے چلدیگی سلطان آدم نے کیفیت دریافت کرنے کے لیے آدمی بھیجے جب تحقیق حال معلوم ہوگیا تو خود مرزا کی ملاقات کے لیے آیا مرزا نے سلطان آدم سے بڑی خوشامد کرکے عہد و قول اس بات پر لیا کہ مجکو میرے مقام پر پہونچادے سلطان آدم نے اس امر کو قبول کرلیا ہمایون بھی وہان سے قریب آگیا تھا سلطان آدم نے ہمایون کو اس مضمون کی عرضی لکھ بھیجی اور مرزا کی جان بخشی چاہی ہمایون نے فرمان اُسکے التماس کے موافق لکھ بھیجا اور دو برس کے بعد مرزا کو بلاکر عنقریب اُسکی آنکھون مین لگاکر مکہ معظمہ کو رخصت کیا اور لفظ نشتر ہی اس واقعہ کی تاریخ ہوا یہ سارے قصہ تاریخ اکبر نامہ اور تاریخ نظامی مین تفصیل سے مذکور ہین سلیم شاہ کے زمانہ کے واقعات مین سے ایک شاہ محمد دھوی کا واقعہ ہی جسکا مجملاً بیان یہ ہی کہ شاہ محمد شیر شاہ کے زمانہ مین ولایت سے ہندوستان مین آیا اپنے آپ کو سید کہتا تھا مگر لوگون کو اُسکی سیادت مین

کچھ کلام تھا اُسنے اپنی وضع اور ڈھنگ مشائخ کے سے بنائے تھے اور حقیقت مین بالکل کرتھا مگر شیر شاہ اُسکی
ولایت کا قائل تھا سلیم شاہ بھی ایام شاہزادگی سے اُسکا بڑا معتقد تھا اور اُسکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے لیے
سلطنت کی فال لیا کرتا تھا اور یہان تک ارادت رکھتا تھا کہ اُسکی جوتیان اُٹھاتا تھا مشہور ہے کہ ایک روز
ایک ٹوکرا خربوزون کا بھرا ہوا کوئی شخص شاہ محمد کے واسطے لایا تھا اتفاقاً اُسی وقت سلیم شاہ بھی پہونچ گیا
شاہ محمد نے اُس سے کہا کہ اس ٹوکرے کو چیرا دشاہی اعتبار کرکے ہمنے تجھکو دیا اُٹھ سر پر رکھ اور چل
سلیم شاہ نے اُسکو بخوشی اُٹھا لیا اور اپنے لیے نیک فال سمجھی مگر آخر مین اس قسم کی باتین اُسکے
ناگوار معلوم ہوتی تھین اور ہمیشہ اُس سے ناراض رہتا تھا اُسکے زمانہ مین اور دو سید عالی نسب ہندوستان
مین آئے یہ دونون بڑے عابد و زاہد اور خوش خلق اور وجیہ تھے اُنمین سے ایک جو خادم تھا اُسکا نام
امیر علی تھا اور دوسرا اُسکا بھتیجا امیر حسین تھا یہ دونون ملتان مین مقیم تھا یہ دونون ولایت عراق سے پنجاب مین
اسلام شاہ کے لشکر مین پہونچے اور وہان سے دہلی مین آکر کسی محلہ مین ٹھہرے سب خاص و عام اُنکی طرف
رجوع ہوے میر ابوطالب فرقلب مین ایسا کامل تھا کہ اگر مریضون کو اُسکے علاج سے شفا ہوتی تھی اور
قطع نظر اوضیم کی کرامات کے اس طور پر بہت سی نذر و نیاز اُنکو حاصل ہوتی تھی اور یہ مشہور تھا کہ مین حضرت
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نواسہ ہون اور اُسکا یہ قاعدہ تھا کہ جسکے دل مین شک ہوتا تھا اُسکو اُس
مکین کے ساتھ اپنی طرح نظر نہین آتا تھا واللہ اعلم محمد شاہ کی اُنسے پہلے بھی جان پہچان تھی اس سبب سے
اُسنے یہ چاہا کہ اپنی بیٹی کا میر ابوطالب کے ساتھ نکاح کردے مگر میر ابوطالب نے یہ امر قبول نہ کیا
اس سبب سے لوگ شاہ محمد کے ستیہ ہونے مین اور زیادہ بدگمان ہوگئے آخر شاہ محمد نے
اُن دونون کو اپنی ہی حویلی مین بلاکر ایک محفوظ جگہ مین ٹھہرایا اور اُنکی خدمت شروع کی ایک مدت تک
یہی کیفیت رہی بعد چند روز کے پچھلی رات کو چند آدمی مسلح شاہ محمد کے بالاخانہ سے اُترے اور اُن
دونون کو جو اُسوقت تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے شہید کیا صبح کو حاکم شہر نے آکر شاہ محمد سے صورت حال
دریافت کی اُسنے بالکل انکار کیا اور کہا کہ مین اس معاملہ سے محض ناواقف ہون خدا جانے اُنکے
قاتل کون ہین اور اسی مضمون کا ایک محضر اکابر کی مہرون سے مرتب کرکے سلیم شاہ کے پاس بھیجدیا
سلیم شاہ نے مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطان پوری کو جو شیخ الاسلام اور صدر الصدور تھے
اس معاملہ کی تحقیقات کے لیے دہلی مین بھیجا اور ہر طرف فرمان بھیجکر اُس زمانہ کے علما کو مثل میان حاجم منبھلی

اور میان جمال خان مفتی وغیرہ کے ہر طرف سے بلوایا دو مہینے تک اس معرکہ کی تحقیقات درپیش رہی
آخر بعد بہت سی قیل و قال کے قیاس و قرینہ سے یہی معلوم ہوا کہ شاہ محمد نے ہی لوگون کو اُنکے قتل کے لیے
مقرر کیا چنانچہ اُنھون نے اس کیفیت سے سلیم شاہ کو مطلع کیا شاہ محمد کو جو اُس عزت سے اس خواری
پہونچا تھا اس کشاکش کا تحمل نہوا اور جواب آنے سے پہلے ہی اُسنے فصد کھلوائی اور اُسپر وہی پیکر مر گیا
بعضے کہتے ہین اور بھی کہتے ہین سب پر یہ بات کھل گئی کہ ساری اُسکی عیاد تین اور ریاضتین مکر کی تھین یہ حادثہ
۹۵۶ نو سو چھپن مین واقع ہوا دوسرا واقعہ اُس زمانہ کا شیخ علائی مہدوی بیانہ کا حال ہے اور وہ یہ
سید مولہ کے قصہ کے مطابق ہے جسکا ذکر سلطان جلال الدین فیروز شاہ کے احوال مین ہو چکا مجملا
بیان اس قصہ کا یہ ہے کہ شیخ علائی کا باپ حسن نامی بنگالہ کے مشائخ مین تھا اتفاقا وہ اور
اُسکا چھوٹا بھائی شیخ نصر اللہ جو بڑا عالم تھا کعبۃ اللہ کی زیارت کو گئے اور وہان سے لوٹ کر جب
ہندوستان مین آئے تو بیانہ مین اقامت کی بہار قصر اللہ و الفتح اُس سال کی تاریخ ہوئی بڑا بھائی
مریدون کی ارشاد و ہدایت مین اور چھوٹا بھائی درس و تدریس مین مشغول ہوا شیخ علائی شیخ حسن کی
ساری اولاد مین نہایت زیادہ ذہانت و تقوی اور صلاحیت کے آثار بچپن مین ہی اُسکے چہرہ سے ٹپکتے تھے
چند روز مین اُسنے تمام علوم ظاہری اور باطنی باپ کی خدمت مین حاصل کیے اور قوت طبع اور صفائی ذہن سے
سرمایہ کامل پیدا کر کے تدریس و افادہ مین مشغول ہوا بعد انتقال باپ کے علوم ظاہری کی بحث کو ترک کر کے
سجادہ نشین اور زہد اور عبادت اور ارشاد اور تلقین مین اپنی اوقات صرف کرنے لگا مگر ابھی تک کسی قدر
لتقاضائے نفس امارہ اُسکی طبیعت مین باقی تھا اور یہ بات چاہتا تھا کہ کسی اور شیخ کا رتبہ اُسکے مرتبہ سے
بڑھ نہ جاوے چنانچہ اُسنے ایک مرتبہ عید کے روز ایک ظاہری صوفی کو محفوظ سے اُتار کر بڑا ذلیل کیا اور اُس وقت
تک مقصد دلی شیخ علائی کا یہ تھا کہ سب مین ایک مین ہی مرجع خاص و عام رہون شیخ علائی کے اور بھائی
اگرچہ عمر مین اُس سے بڑے تھے مگر شیخ مذکور کی بزرگی کے سبب سے سب نے اُسکی اطاعت
اختیار کی تھی اور اُسکے سبب سے فخر کیا کرتے تھے اسی اثنا مین میان عبد اللہ نیازی سنبھلی جو حضرت
شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفون مین سے تھے اور آخر کو اُنسے اجازت لیکر سفر حج کو گئے تھے
وہان اُنھون نے ہر قسم کے ذکر اور شغل اور طریقون کا برتاؤ کیا اور میر سید محمد جونپوری کے جنھون نے
امام مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا معتقد ہوے اور مہدوی مذہب اختیار کر کے ہندوستان مین

تشریف لائے اور بیانہ مین آبادی سے دور ایک باغ کے گوشہ مین حوض کے کنارہ سکونت اختیار کی اور
پانی کے گھڑے بھر کر اپنے سر پر رکھکر لیجایا کرتے تھے جب نماز کا وقت ہوجاتا تھا تو جو لکڑہیرے اور
کسان وغیرہ لوگ اُدھر کو رستہ چلتے تھے سب کو اکٹھا کرکے جماعت سے نماز پڑھا کرتے تھے اور
جس کسی کو کچھ تامل ہوتا تھا اُسکو کچھ اپنے پاس سے دیکر جماعت کی ترغیب دیتے تھے غرض یہ ثواب ہاتھ سے
نہ کھوتے تھے شیخ علائی نے اُنکا طریقہ بہت پسند کیا اور اپنے خادمون سے کہا کہ دین و ایمان اسی کا
نام ہے جو میان عبداللہ نیازی کا برتاو ہے اور جس روش مین ہم گرفتار ہین وہ محض بت پرستی اور
زنّاری ہے اُسی وقت باپ دادون کا طریقہ چھوڑ دیا اور دکان مشیخت اور مقتدائی کی درہم برہم کردی اور
وہ سارا اپنا غرور و تکبر بالاے طاق کیا اور جو جو لوگ اُنکی پچھلی عادتون سے ناراض ہوگئے تھے اُن سب کو
خوشامد اور عاجزی کرکے راضی کیا اور سب لنگر اور خانقاہ وغیرہ چھوڑکر آزادی اختیار کی اور جسقدر اسباب نیستی
مہیا تھا یہان تک کہ کتابین بھی غرض سب کچھ محتاجون کو دے دیا اور بی بی سے کہا کہ اگر فقر و فاقہ تجکو منظور ہو
تو بسم اللہ میرے ساتھ رہو ورنہ اپنا حصہ اس مال مین سے لے لے اور تو مختار ہے جہان چاہے وہان رہ مگر
وہ اُسی فقر و فاقہ پر نہایت خوشی سے رضامند ہوگئی غرض شیخ مذکور نے میان عبداللہ کی خدمت مین جاکر
طریقہ پاس انفاس کا سیکھا اور جس ذکر کا اُنکے خاندان مین برتا ہوتا تھا شغل کیا اور قرآن شریف کے معانی
اور اُسکے نکتے اور دقیقے بہت جلد آپہ کھل گئے سارے اُنکے خادم جو بعضے گھر بار کی آدمی اور بعضے
مجرد تھے محض توکل پر ثابت قدم ہوکر اُنکی خدمت مین مصروف ہوے اور طریقہ ذکر و شغل تعلیم پانے لگے
اُنمین تین سو آدمی خانہ دار تھے اکثر یہ لوگ کوئی پیشہ یا تجارت نہ کرتے تھے اور جب کچھ کہین سے کسی کو
ملجاتا تھا سب برابر بانٹ کھاتے تھے اور اگر شاذ و نادر کوئی شخص کچھ کسب بھی کرتا تھا تو وہ سوا ان حصہ اسکا
ضرورخدا کی راہ مین صرف کردیتا تھا بعد نماز فجر کے اور ایک اور وقت کسی نماز کے بعد ہر روز دو وقت سب
چھوٹے بڑے ایک دائرہ مین جمع ہوکر قرآن کے معانی سُنا کرتے تھے شیخ علائی کی وعظ مین ایسا اثر تھا کہ جو کوئی ایک
مرتبہ بھی سُن لیتا تھا سارے گھر بار اور بال بچون کو چھوڑکر اُنکی خدمت مین آجاتا تھا اور پھر کسی کسب و کار کے گرد
نہ پھٹکتا تھا یہ سب لوگ ایسے متوکل تھے کہ اگر بھوک کے مارے دم بھی نکل جاتا تو دم نہ مارتے تھے
جو شخص غیر بھی اُنکی صحبت مین جا بیٹھتا تھا تو اگر زیادہ توفیق نہ ہوتی تھی تو اپنے گناہون سے توبہ ضرور تو
کرلیتا تھا اکثر کو یہ دیکھا گیا کہ رات کو اپنے کھانے پکانے اور استعمال کے برتن اُلٹے کرکے رکھ دیتے تھے

یہان تک کہ نمک اور آٹا بلکہ پانی بھی اُنکے پاس نہوتا تھا اور محض اللہ کی رزاقی پر بھروسا کر لیتے تھے صبح کو جو کچھ کہین سے پہونچا دیتا تھا مگر بدانیمہ ہتھیار اور لڑائی کا سامان مخالفون کے دفع کرنے کے لیے ہمیشہ اُنکے پاس موجود رہتا تھا اسی سبب سے جو غیر شخص اُنکو دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ مالدار ہین محتاج نہین یہ لوگ جس جگہ شہر و بازار مین کوئی باخلاف شرع دیکھتے تھے جبراً و قہراً روکتے تھے اور کچھ کام کا خیال نہ کرتے تھے اور اکثر غالب ہی رہتے تھے شہر کے حاکم جو اُنکے معتقد تھے وہ تو ہر طرح اُنکی مدد و معاونت ہی کرتے تھے اور جو منکر تھے وہ ڈر کے مارے کچھ نہ کہتے تھے یہان تک نوبت پہونچی کہ باپ بیٹے کو اور بھائی بھائی کو اور خاوند بی بی کو چھوڑ کر اُس مہدوی دائرہ مین داخل ہوے شیخ علائی کے ان معاملات اور ہجوم سے میان عبداللہ کی اوقات مین خلل ہونے لگا اور وہ اُس غوغا کے متحمل نہو سکے تو ایک مرتبہ اُنھون نے شیخ مذکور سے ملامت اور نصیحت کے طور پر کہا کہ یہ باتین ہمیشہ نہین رہتین اور اس زمانہ کے لوگون کو حق بات کڑوی معلوم ہوتی ہے تمکو اور لوگون کے روک ٹوک سے کیا غرض ہے یا تو خاموش ہو کر ایک گوشے مین بیٹھ رہو یا سفر حج پر کمر باندھو تب شیخ علائی اپنی اُسی وضع اور حالت کے ساتھ چھ سو سات سو آدمی اپنے ساتھ لیکر اس غرض سے گجرات کی طرف روانہ ہوے کہ شاید وہان طریقہ مہدویہ کے کسی معتقد کی صحبت حاصل ہو جب وہ بیانہ سے کوچ کر کے قصبہ بسوار مین پہونچے تو مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میرے والد مرحوم مجکو بھی اُنکی خدمت مین لے گئے تھے اور چونکہ مین اُس زمانہ مین بہت بچہ تھا اس سبب سے اب مجکو اُنکی صورت کچھ دھم و خیال سی یاد ہے جب شیخ علائی جودھپور کے قریب خواص پور مین پہونچے تو خواص خان جو اُس سرحد پر متعین تھا استقبال کے لیے آیا اور اُنکے معتقدون مین داخل ہوا مگر چونکہ خواص خان صوفیون کے جلسہ مین راگ سنا کرتا تھا اور کچھ سپاہیون کا حق غصب کر لیا کرتا تھا شیخ علائی کل منہیات کے مانع تھے اسواسطے اُس سے موافقت نہوئی اور کچھ ایسے سبب واقع ہوے کہ شیخ علائی پھر بیانہ کو واپس آئے جب سلیم شاہ آگرہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور شیخ کا قصد اُسکے کانون تک بھی پہونچا تو اُسنے مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطان پوری کے بہکانے سے میر سید رفیع الدین محدث اور ابوالفتح تھانیسری وغیرہ علما کو جمع کر کے شیخ علائی کو بیانہ سے بلوایا چنانچہ وہ اپنے چند خاص مریدون کے ساتھ جو ہر وقت زرہ پہنے اور ہتھیار باندھے رہتے تھے درگاہ مین آئے اور جو بادشاہون کے دربار مین آداب کے طریقے ہین کسی کے پابند نہوے اور موافق طریقہ مسنون کے السلام علیکم کہا سلیم شاہ نے

بڑی کراہیت سے جواب دیا اور یہ حرکت شیخ کی سلیم شاہ کو اور سارے امیرون کو ناگوار ہوئی مخدوم الملک نے
اس سے پہلے بادشاہ کو یون بہکایا تھا کہ شیخ علائی مہدویت کا دعوی کرتا ہی اور امام مہدی تمام جہان کے
بادشاہ ہونگے تو ضرور ہی کہ اسکا ارادہ بھی خروج و بغاوت کا ہوگا اسلیے یہ شخص واجب القتل ہی
عیسی حجاب نے جو پہلے ایک مقرب امیر تھا شیخ علائی کو شکستہ حال پھٹے ہوے کپڑے ٹوٹی ہوئی جوتیان پہنے
دیکھا تو کہنے لگا کہ یہ شخص اس حال اور ہیئت سے ہمسے بادشاہی لینا چاہتا ہی کیا ہم پٹھان مرگئے ہین
غرض شیخ علائی نے گفتگو شروع ہونے سے پہلے اپنی عادت کے موافق قرآن کی چند آیتون کا ایسی اچھی
تقریر سے وعظ کہا اور اسمین دنیا کی مذمت اور احوال قیامت اور اپنے زمانہ کے علماے دنیا دار
کے عمل کی حالت بیان کی کہ سلیم شاہ اور اسکے مقربون کے دلون پر باوجود سنگدلی اور شقاوت قلبی کے
ایسا اثر ہوا کہ آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے پھر سلیم شاہ اٹھکر اندر محلسرا کے چلا گیا اور وہان سے
شیخ علائی اور انکے ساتھیون کے لیے کھانا بھیجا مگر شیخ علائی نے نہ وہ کھانا کھایا جب سلیم شاہ آیا تو اسکی
تعظیم کی اور اپنے یارون سے کہدیا کہ جس کسی کا جی چاہے یہ کھانا کھاے جب سلیم شاہ نے انسے پوچھا
کہ تمنے کھانا کیون نہ کھایا تو انھون نے جواب دیا کہ تمنے جو اپنے حق سے زیادہ خرچ کیا ہی یہ خلاف شرع
اپنے تصرف مین کیا ہی درحقیقت یہ سب مسلمانون کا حق ہی تمھاری ملکیت نہین اور کھانا بھی تمھارا
اسی قسم کا ہی سلیم شاہ یہ سنکر بھی غصہ کو ٹال گیا بعد ازان علمانے شیخ علائی سے مہدویت کے مسئلہ مین
گفتگو شروع کی مگر شیخ علائی اپنی قوت تقریر سے سب پر غالب رہے میر سید رفیع الدین متقوی نے جنکا انتقال
۹۵۴ نو سو چون مین ہوا ہی وہ حدیثین بیان کین جنمین حضرت امام مہدی موعود کی علامتین مذکور ہین شیخ نے
جواب مین کہا کہ تم شافعی مذہب ہو اور ہم حنفی مذہب ہین ہمارے تمھارے اصول مین بڑا فرق ہی اور
تمھاری توجیہین اور تاویلین ہمکو تسلیم نہین پھر کیونکر تمھارے استدلال کو ہم قبول کرین اور ملا عبداللہ تو
بات بھی نہین کر سکتا تھا اور شیخ نے اُس سے کہا کہ تو دنیا دار فاسق ہی اور عدالت کے دائرہ سے خارج ہی
علانیہ تیرے گھر سے باجون کی آوازین لوگ سنتے ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہی کہ جو کھی نجاستون پر بیٹھتی ہی
وہ بدرجہا اس علم سے بہتر ہی جو بادشاہون اور امیرون کی خوشامدون مین مصروف ہو اور اسی قسم کی
بہت سی اہانتین بے عمل عالمون کی بیان کین اور آیتون اور حدیثون سے اُسکو ثابت کیا یہان تک کہ ملا عبداللہ کو
دم مارنے کی مجال نہ رہی اتفاقاً ایک روز اسی بحث مین ملا جلال ہیم دانشمند ساکن آگرہ نے وہ حدیث جسمین

امام مہدی علیہ السلام کا حلیہ مذکور ہی پڑھی اور اسمین لفظ اجل بکسہ جیم کے فتحہ اور لام کی تشدید سے
جو جلال سے مشتق جلیل کی تفصیل ہی پڑھا یہ سنکر شیخ علائی نے تبسم کیا اور کہا کہ عوام الناس مین تو اپنے
آپ کو بڑا عالم مشہور کرتا ہی حال آنکہ عربی کی عبارت بھی صحیح نہین پڑھ سکتا پھر حدیث کے نکتون اور دقیقون
اور اشارون کو کیا خاک سمجھیگا یہ لفظ صحیح اجلی بکسہ جیم جلی کی تفصیل ہی نہ تیرے نام جلال کی چنانچہ وہ
ایسا شرمندہ ہوا کہ پھر دم نہ مارا اور مشہور ہی کہ شیخ مبارک بھی اس مجلس مین موجود تھا اسی سبب سے اسکو بھی مہدوی
مذہب کہنے لگے تھے سلیم شاہ شیخ علائی کی تقریر پر فریفتہ ہوگیا اور اُنسے کہا کہ تم ہمیشہ قرآن کا وعظ مجلسون مین کہا کرو
مگر مہدوی مذہب کو چھوڑ دو اور آہستہ میرے کان مین اس سے انکار بیان کردو تو مین تمکو تمام اپنے ملک کا
محتسب مقرر کرون اور آج تک تم امر معروف اور نہی منکر بے میری اجازت کے کیا کرتے تھے آیندہ کو تم میری
اجازت سے کیا کرو ورنہ علمانے تمھارے قتل کا فتوی دیا ہی مگر مین لحاظ کرتا ہون اور تمھارا خون بہانا
نہین چاہتا شیخ اس فضول دعوی مین جو ضروریات دین سے بھی نہ تھا ایسا متعصب تھا کہ ہرگز سلیم شاہ کا کہنا قبول نہ کیا
اور جواب دیا کہ تمھاری باتون مین آکر مین اپنا اعتقاد کیونکر بدلدون اسی اثنا مین ہرروز سلیم شاہ کو یہ خبرین
پہونچی تھین کہ آج فلانا سردار شیخ کا مرید ہوا اور آج فلانا سردار انکے معتقدون مین داخل ہوا اور دنیا کے تعلقات
ترک کردیے اور بلا عبداللہ وبندم سلیم شاہ کو شیخ علائی کے قتل پر ترغیب دیتا تھا آخر سلیم شاہ نے شیخ کو بلکر کہا
کہ تم اس ملک سے چلے جاؤ اور دکن مین سکونت اختیار کرو چونکہ ملک دکن مین مہدوی مذہب کا بہت رواج تھا
اور شیخ مدت سے وہان جانے کا شائق تھا یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا اور بے تکلف اُس ملک کی طرف
روانہ ہوا اور سرحد دکن پر بیدر مین پہونچا وہان کا حاکم بہادر خان جسکا لقب اعظم ہمایون شروانی تھا اسکا
معتقد ہوکر اُسی طریقہ مین داخل ہوا اور ہرروز اُنکا وعظ سُنا کرتا تھا اور اُسکا آدھا لشکر بلکہ زیادہ شیخ کا معتقد
ہوگیا مخبرون نے سلیم شاہ کو یہ خبرین پہونچائین اُسکو یہ بات بہت ناگوار ہوئی مخدوم الملک کو تو شیخ علائی
دلی عداوت ہمیشہ سے تھی اُسنے اور بہت سی جھوٹی باتین ملاکر سلیم شاہ کو بہت بھڑکایا چنانچہ سلیم شاہ نے
شیخ علائی کے بلانے کا فرمان صادر کیا اسی اثنا مین سلیم شاہ آگرہ سے پنجاب کو نیازیون کا فتنہ دفع کرنے
لیے گیا جب یہ خبر آگرہ مین پہونچا تو مخدوم الملک نے سلیم شاہ سے کہا کہ شیخ علائی کا تو ایک دنیا معتقد
اُس سے تو نجات ملی ہی مگر بڑا فتنہ شیخ عبداللہ نیازی کا ہی شیخ کا مرید اور سارے نیازیون کا پیر ہوا ہو
ہمیشہ تین سو چار سو آدمیون کے ساتھ مسلح بیابانون کے پہاڑون مین قیام کرتا ہی ابھی اُسی طرح قائم ہی

یہ سُنکر سلیم شاہ کے دل مین جو نیازیون کے خون کا پیاسا تھا آگ لگ گئی اور اُسی وقت میان بہوہ حاکم بانیہ کو حکم بھیجا کہ شیخ عبداللہ کو فوراً حضوری مین روانہ کرو میان بہو شیخ عبداللہ کے بڑے معتقدون مین سے تھا اُسنے جاکر شیخ سے کہا کہ مصلحت یہ ہی کہ آپ اس ملک سے کسی طرف کو ٹل جاوین تو شاید بادشاہ پھر تمھارا خیال بھول جاوے گا اور مین بھی یہان سے کوئی عذر معقول لکھ بھیجونگا مگر شیخ عبداللہ نے یہ بات قبول نہ کی اور کہا کہ یہ بادشاہ میرے خیال کو کبھی نہین بھولیگا اور مخدوم الملک ہمیشہ موقع کا منتظر رہتا ہی پھر اگر کسی دور جگہ سے بادشاہ مجکو بُلاوے اور مجکو سفر عظیم کی مصیبت اُٹھانی پڑے اس سے بہتر یہی ہی کہ اب جو بادشاہ یہان سے دس کوس پر ہی یہین حاضر ہو جاؤن اور جو خدا کا حکم ہوگا وہ ضرور ہوکر رہیگا غرض اتون اتہ شیخ عبداللہ روانہ ہوکر لشکر مین پہونچے اور صبح کو جسوقت کہ سلیم شاہ کوچ کے ارادہ پر سوار ہوتا تھا شیخ عبداللہ نے سلام علیک کی میان وہ نے دبدبہ سے انکی گردن ٹیڑھی کردی اور کہا اے شیخ بادشاہون کو اس طرح سلام کیا کرتے ہین شیخ نے بہوہ کی طرف تندی کی نظر سے دیکھا اور کہا کہ جو سلام کہ سنت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو کیا کرتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ کو کیا کرتے تھے وہی طریقہ ہی جو مین نے کیا سوا اسکے مین اور کوئی سلام نہین جانتا سلیم شاہ نے غصہ ہوکر پوچھا کہ علائی کا پیر یہی ہی ملا عبداللہ جو موقع کی گھات مین تھا کہنے لگا کہ یہی ہی تب سلیم شاہ کے اشارہ سے لوگون نے اُس بیچارے کے بہت سی لات اور گھونسے اور لکڑیان اور کوڑے مارے شیخ کو جب تک ہوش رہا یہ آیت پڑھتے رہے رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۔ سلیم شاہ نے پوچھا کہ کیا کہتا ہی ملا عبداللہ نے کہا کہ تجکو اور تمکو کافر کہہ رہا ہی سلیم شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا اور انکو اور زیادہ ایذا دی غرض سلیم شاہ ایک گھنٹہ سے زیادہ سوار کھڑا رہا اور اُس مظلوم کو یہی سزا دیتا رہا جب جان لیا کہ اُنکا دم نکل گیا تب چھوڑ کر چلدیا شیخ مین کچھ جان باقی تھی اُسی وقت لوگون نے اُنکو چٹائی مین لپیٹ کر ایک رات دن تک آگ کی گرمی مین رکھا تب اُنکے حواس ٹھکانے ہوئے یہ حادثہ ۹۵۰ نو سو پچاس مین ہوا بعد اذان شیخ مذکور نے بیانہ کو چھوڑ کر سیاحت قبول کی اور ایک مدت تک افغانستان روہ مین اور ایک مدت تک پٹن مین بجوارہ کی بہوجپورا اور اجمیر کے درمیان مین رہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اہل قیل وقال کی صحبت کا یہ ثمرہ ہوا آخر سہرند مین آکر طریقہ مہدویہ سے توبہ کی اور سارے مہدوی مذہب والون کو اس عقیدے سے باز رکھا اور جس زمانہ مین اکبر اٹک کی طرف جاتا تھا تو اُسنے شیخ مذکور کو سہرند مین بلا کر اُنکے اور اُنکے بیٹون کے نام کچھ زمین

بطور معاش کے مقرر کردی تھی شیخ مذکور نے نوے برس کی عمر پاکر ننانوے ہزار مین انتقال کیا اور جب سلیم شاہ نیازیون پر فتح پاکر آگرہ مین واپس آیا تو پھر ملا عبد اللہ نے شیخ علائی کی طرف سے بادشاہ کو بھڑکایا اور کہا کہ شیخ علائی کی نسبت اس ملک سے نکل جانے کا حکم ہوا تھا مگر وہ ہنڈیہ مین موجود ہی اور بہار خان اُسکا مرید و معتقد ہی اور سارا لشکر اُسکا شیخ علائی کا فرمان بردار ہی کیا عجب جو کوئی فساد پیدا کرے تب سلیم شاہ نے پھر شیخ علائی کو بلوایا اور اب کی مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ اس قضیہ کے فیصل کرنے کی طرف توجہ کی مگر سلیم شاہ ملا عبد اللہ کو تو اہل غرض سمجھ گیا تھا اور اور کوئی عالم دہلی سے اور آگرہ مین اس بحث کے قابل نہ تھا اسلیے یہ حکم دیا کہ شیخ علائی کو بہار مین شیخ بدھ طبیب دانشمند کے پاس لیجاؤ اور جو وہ حکم کرین اُسپر عمل کرو شیخ بدھ بڑے نامی عالم تھے اور ارشاد قاضی پر ایک شرح اُنھون نے بڑی معتبر لکھی ہی جو مشہور ہی اور شیر شاہ اُنکا ایسا معتقد تھا کہ جو تیان سیدھی کرکے اُنکے سامنے رکھا کرتا تھا غرض شیخ علائی جب وہان پہونچے تو شیخ بدھ طبیب کے گھر مین سے گانے بجانے کی آواز آرہی تھی اور بعضی اور خلاف شرع باتین بھی جنکا ذکر نامناسب ہی اُنکی مجلس مین دیکھین بے اختیار شیخ بدھ کو ان حرکتون پر ملامت کی شیخ بدھ اُس زمانہ مین بڈھے ہوگئے تھے کلام کرنے کی بھی اچھی طرح قوت نہ تھی اُنکے بیٹون نے یہ جواب دیا کہ بعضی جگہین ہندوستان مین ایسی رائج ہین کہ اگر اُنسے منع کیا جاوے اور اتفاقاً اُس قوم مین کوئی نقصان جان کا یا بدن کا یا مال کا عائد ہووے تو ہندوستان کی بیوقوف عورتین یہ سمجھتی ہین کہ یہ نقصان اُس لہر کے منع ہونے کے سبب سے عائد ہوا اور اس صورت مین بالکل کافر ہو جاتی ہین اور ظاہر ہی کہ کافر ہو جانے سے اُنکا فاسق رہنا ہی غنیمت ہی شیخ علائی نے کہا کہ یہ گمان فاسد ہی کیونکہ جب اعتقاد اول سے یہ ہی کہ گناہ کے چھوڑنے سے کوئی نقصان جان یا مال کا ہو جاتا ہی اور موافق سنت کے عمل کرنے سے آدمی مرجاتا ہی تو وہ ابتدا سے ہی کافر ہین پھر اُنکے اسلام کا لحاظ کرنا کیا ضرور ہی بلکہ صحت نکاح مین کلام ہی چنانچہ وجب اس تقریر سے قائل ہوگئے شیخ بدھ طبیب نے انصاف کرکے اُن سب باتون سے استغفار کیا اور شیخ علائی کی بہت تعریف کرکے اُنکی بڑی تعظیم کی اور اول اُسنے اس مضمون کا خط سلیم شاہ کو لکھا تھا کہ مہدویت کے مسئلہ پر کچھ ایمان موقوف نہین ہی اور امام مہدی علیہ السلام کے علامات متعین کرنے مین بہت سا اختلاف ہی اس وجہ سے شیخ علائی کے کفر یا فسق کا حکم نہین ہوسکتا کمال یہ کہ یہ شبہہ اُنکا مٹا دینا چاہیے یہان کتاب کیا ہی اور یہان کے عالمون کے کتب خانون مین بہت سی کتابین ہونگی اسلیے اس مسئلہ کی وہین

تحقیق کرنا چاہیے مگر شیخ بدہ طبیب کے میٹون نے سمجھایا کہ ملا عبداللہ مخدوم الملک صدر الصدور ہی آپ
اسکی مخالفت کرتے ہین بیشک بادشاہ اس صورت مین آپ کو طلب کریگا اور اس ضعیفی مین بیغرغلہ و شوار
ہوگا اس سبب سے وہ خط بھیجنا موقوف رہا اور انھون نے شیخ بدہ سے پوشیدہ انکی طرف سے سلیم شاہ کو
ملا عبداللہ کی خوشامد کا خط لکھ بھیجا اور اسمین یہ لکھا کہ آج ملا عبداللہ مخدوم الملک بڑا عالم محقق ہی جو وہ
فتوی دے وہی ٹھیک ہی اس زمانہ مین سلیم شاہ پنجاب مین تھا مقام بن مین پھر شیخ علائی اسکے پاس پہونچے اور
وہ خط بھی پہونچا سلیم شاہ نے اس خط کو پڑھکر شیخ علائی کو پاس بلا کر کہا کہ مہدویت کے دعوی سے تو بہ میرے
گمان مین کہدو پھر جہان چاہو وہان رہو مگر شیخ علائی نے زنہار نہ سلیم شاہ سے کہا کہ اب تمکو
اختیار ہی یہ کہکر اپنے سامنے شیخ علائی کے کوڑے مارنے کا حکم کیا اتفاقا شیخ علائی کی گردن مین طاعون کا پھوڑا
تھا چنانچہ اسمین ایک بڑی تبی رکھی جاتی تھی اور ان دنون مین یہ وبا عام تھی اور سوائے اسکے مشقت سفر سے
بھی بہت علیل ہوگئے تھے غرض تیسرے کوس مین انکی جان نکل گئی بعد ازان انکی نعش کو ہاتھی کے
پانون مین باندھکر پھرایا اور دفن کرنے کی ممانعت کی اتفاقا اسی وقت آندھی اس زور کی چلی کہ لوگون کو
قیامت آجانے کا گمان ہوا تمام لشکر مین انکے ماتم کا شور ہوا اور لوگون کو یقین ہوگیا کہ اب سلیم شاہ کی
دولت کو زوال آیا اور اسقدر انکے جنازہ پر لوگون نے پھول ڈالے کہ انکا بدن اسکے نیچے چھپ گیا
گویا پھولون کی قبر بن گئی اور اسکے بعد سلیم شاہ کا زمانہ دو برس بھی قائم نہ رہا اور یہ قصہ بعینہ مثل قصہ
جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے ہوگیا کہ سیدمولا کے قتل کرنے سے بھی بہت جلد سزا پائی تھی بلکہ سلیم شاہ کو
اس سے بھی جلدی سزا مل گئی یہ سارا فساد ملا عبداللہ کا تھا اور وہ واقع مین فقیرون سے بڑی عداوت
رکھتا تھا یہ حادثہ ۹۵۳ نو سو ستاون مین ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میری اس زمانہ مین دس برس کی عمر تھی
اور اسی عمر مین مین نے یہ دو تاریخین کہ انکی شہادت کی لکھی تھین اول ذاکر اللہ اور دوسری
سقر رہم شرابا اور ایک واقعہ سلیم شاہ کے زمانہ کا خواص خان کا قتل ہونا ہی مجملا اس قصہ کا
بیان یہ ہی کہ جب خواص خان لڑائی مین نیازیون سے ہاتھ سے بھاگ کر پہاڑون کی طرف چلا گیا
تو سلیم شاہ نے تاج خان کرانی کو جو سلیمان کرانی کا بھائی تھا اور پٹھانون مین بڑا عالم و فاضل تھا
اس طرف متعین کیا اور مقام بن سے اسکو یہ لکھ بھیجا کہ اگر اور طرح ممکن نہو تو دھوکا دیکر
اور قول و قسم کرکے خواص خان کو بلاؤ اور قتل کردو چنانچہ تاج خان سے جب اور کوئی تدبیر اس طرف کے انتظام کی

ممکن نہوئی تو اُسنے سلیم شاہ کی طرف سے قول وقسم کا فرمان خواص خان کے پاس بھیجا خواص خان جو سیدھا سادا مسلمان تھا اُس قول وقسم پر اعتماد کرکے تاج خان کے پاس آگیا تاج خان نے فوراً اسکو قتل کرکے سر اسکا سلیم شاہ کے پاس قصبۂ بن مین بھیجدیا لوگون نے اول اُسکے جسم کو قصبۂ سرستی مین جو قنوج سے متصل ہے دفن کرکے پھر دہلی مین لاکر دفن کیا یہ حادثہ ۹۵۲ نوسو اُنسٹھ مین واقع ہوا اور مصیبت بعالم شد اسکی تاریخ ہے خواص خان کی عالی ہمتی کا ایک قصہ یہ ہے کہ جب شیر شاہ کے ساتھ وہ کالپی مین پہونچا تو اُسنے دو لاکھ روپیہ وہان کے حلوائیون کو دیے تاکہ ہمیشہ رنتنبھور پر مصری بھیجتے رہین اور اسی طرح بیانہ مین جتنے آمون کے باغ تھے سب کا روپیہ اُنکے مالکون کو دے دیا اور یہ حکم دیا کہ ہمیشہ وہ آم امیرون اور غریبون کے گھر بطور تحفہ کے جایا کرین اسی اثنا مین شیر شاہ کا انتقال ہوگیا اور سلیم شاہ نے پچیس ہزار روپیہ اسی حساب کی بقایا کے خواص خان سے واپس کرکے اپنے خزانہ مین داخل کیے اسی سال مین شیخ جمالی کنبوے دہلوی کے بیٹے شیخ عبدالحی کا جو بڑے فاضل اور شاعر تھے اور سلیم شاہ کے مخصوص مصاحب تھے انتقال ہوا سید شاہ میر متوطن آگرہ نے اُنکی وفات کی یہ تاریخ لکھی تھی ؎ گفت نام مہی شود تاریخ + بندہ مُلّیکہ درمیان نبود اور ایک واقعہ سلیم شاہ کے زمانہ کا یہ ہے کہ جس زمانہ مین سلیم شاہ قصبۂ بن مین مقیم تھا تو ایک روز عصر مغرب کے درمیان مین اپنی عادت کے موافق تنہا کسی سواری مین بیٹھا ہوا قلعۂ مان گھر کی سیر کو جو وہان سے پانچ کوس تھا جاتا تھا اتفاقاً کسی فریادخواہی کے بہانہ سے قریب آکر راستہ روکا اور تلوار اُسکی بغل مین چھپی ہوئی تھی فوراً سلیم شاہ کے ایک ہاتھ لگایا سلیم شاہ نے فرقی سے اُسکو گھوڑے پر روکا چنانچہ ہستہ اُسکا کٹ گیا اور سلیم شاہ کے کچھ زخم بھی آیا وہ دوسرا وار کرنا چاہتا تھا کہ سلیم شاہ چالاکی سے کود کر اُسکو لپٹ گیا اور تلوار اُسکی چھین نے لگا اتنے مین سزاول خان کا بیٹا دولت خان جو سلیم شاہ کا بڑا پیارا معشوق تھا آپہونچا اور فوراً اُس شخص کے تلوار ماری پھر اور بہت لوگ جمع ہوگئے اور اُسکو پکڑ لیا لوگ اُس سے پوچھنے لگے کہ تجکو یہ حرکت کس نے تعلیم کی تھی سلیم شاہ نے اُس دریافت کرنے سے منع کیا اور کہا کہ خدا جانے یہ مردک کتنون کے گھر ویران کریگا اور فوراً اُسکو قتل کردیا مگر اُسکی تلوار کو جو دیکھا تو وہی تلوار تھی جو سلیم شاہ نے اقبال خان کو دی تھی یہ اقبال خان ایک شخص کمینہ تھا مدت تک شیر شاہ کی خدمت مین رہا اور چونکہ بہت بدصورت اور بے وقوف اور نالائق تھا اس سبب سے اکثر لوگ اُسکو رحمۃ الٰہی کہتے تھے جو کنایہ ہے لائق سلیم شاہ نے خدمتگاری سے اُسکو اپنا مقرب بنالیا تھا چنانچہ سارے نامی گرامی امیرون کو اُسپر

حسد ہوتا تھا مگر جس روز سے سلیم شاہ نے اُس تلوار کو پہچانا اُس روز سے اُس مرتبہ سے اُسکو گرا دیا ہر چند
لوگون نے سلیم شاہ کو اُسکے قتل پر ترغیب دی مگر اُسنے کہا کہ اپنے پروردہ کے مارنے سے مجکو شرم
آتی ہے سلیم شاہ کو پٹھانون نے بدگمانی تو پہلے ہی سے تھی اب یہ دو چند بڑھ گئی تب اُسنے پٹھانون کے
قوت نابود کر دینے پر زیادہ کمر باندھی بعد ان واقعات کے سلیم شاہ نے اپنی تختگاہ یعنی گوالیار کی طرف
توجہ کی جب دہلی مین پہونچا تو خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ ہندوستان کی تسخیر کے ارادہ پر اٹک کے کنارے آپہنچا
سلیم شاہ نے جسوقت یہ خبر سنی اُسوقت جنکین گے پر لگائی تھین اُسی وقت چھاؤنی مین اور ایسی جلدی کی کہ نہانا بھی
تھین اور کپڑے کو کپڑا باندھ فوراً سوار ہوگیا اور ہمایون کے مقابلہ کے ارادہ پر پھر پیچھے کو لوٹ کر شہر سے تین کوس کے
منزل کی سارے لشکر کے خراب خستہ شکستہ حال آدمی بھی مجبور ہوکر اُسکے پیچھے روانہ ہوے و نخواہون نے
عرض کی کہ غنیم قوی مقابلہ پر آیا ہے اور تمھارے سپاہی بہت شکستہ حال ہو رہے ہین اگر ایسے وقت مین اُنکی تنخواہین
دیجاوین تو بہت مناسب ہے سلیم شاہ نے جواب دیا کہ اگر ایسے وقت مین اُنکی تنخواہ دونگا تو میری فوج بھی بھاگ جاویگی
اسلیے بہتر یہ ہے کہ اس فتح کے بعد دونون برس کی تنخواہ اکٹھی کر دونگا لشکر والے یہ سنکر دل سے آہ کھینچکر
اسی بے سامانی مین روانہ ہوے پھر امیرون نے عرض کیا کہ توپین یہان ہیں اور گولے اُنکے کھینچنے کے لیا
مین چھوڑ دیے ہین اُنکا کیا جاوے سلیم شاہ نے کہا کہ اتنے ہزار سپاہی کس مرض کی دوا ہین توپین
جاتے ہین غرض پیادون سے بھی اور گدھون کی طرح توپون کی گاڑیان کھینچوائین تو اس ایسی سامان سے
کہ ایک ایک کو ہزار ہزار بلکہ دو دو ہزار آدمی کھینچتے تھے اور بہت جلدی کی مسافت روزکے
اور ہمایون بادشاہ اس مرتبہ خود ہی کی سلامت سے کشتی پر بیٹھا تمام اٹک آیا اور پھر وہان سے کابل کو لوٹ گیا
چنانچہ اسکا حال انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا سلیم شاہ بھی یہ خبر سنکر کہ ہمایون کابل کو پھر آیا اسی اثنا مین قصبہ
نرہری مین شکار کو گیا تھا وہان کچھ بدمعاشون نے بعضے امیرون کے بہکانے سے فساد کے ارادہ پر
جب سلیم شاہ کو یہ خبر پہونچی تو اُس رستہ کو چھوڑکر دوسرے رستہ سے شہر مین داخل ہوا اور بہاء الدین اور محمود
اور مداوہ غیرہ مفسدون کے مرغنہ لوگون کو قتل کیا اور جن جن لوگون سے بدگمان تھا اُنمین سے کچھ کو قتل
کر ڈالا اور کچھ کو قید کر لیا پھر خزانہ کا دروازہ کھول کر حکم کیا کہ دو برس کی تنخواہین سب سپاہیون کو دیدی جاوین
اسی مضمون کے فرمان سارے پنجہزاری اور دہ ہزاری امیرون کو ہر طرف لکھے اور تھوڑے سے آدمیون کے
تنخواہ پائی تھی کہ بادشاہ مرض الموت مین گرفتار ہوا اور اکثر لوگ تنخواہ سے محروم رہ گئے مشہور ہے کہ

کہ سلیم شاہ کے حوالی مقعد مین ذنبل نکلا تھا اور بعضے کہتے ہین کہ سرطان کا مرض عارض ہوا تھا درد کے صدمے
بیقرار تھا فصد بھی کھولی گئی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا حالت اضطراب مین کبھی کبھی اُسکی زبان سے یہ
نکل جاتا تھا کہ مین خدا کو اتنا غالب نہین جانتا تھا نعوذ باللہ من ذالک مگر اس حال مین جب تک ہوش
درست رہے دولت خان اپنے پیارے معشوق کو ہر وقت سامنے بٹھائے رکھتا تھا اور اُسکی صورت دیکھتا
رہتا تھا اور رنج سے جو غفلت آنکھ کھل جاتی تھی یہی کہتا تھا کہ دولت خان کہان ہے اور اگر ضعف سے
یہ کیفیت تھی کہ کہہ نہین سکتا تھا لیجاتی تھی لیکن اگر دولت خان دوسری طرف بیٹھتا تو اُسکو یہ گوارا نہوتا تھا کہ
دولت خان کو اپنے سامنے آنے کی تکلیف دے بلکہ لوگون سے کہتا تھا کہ میرا ہی منھ اُسکی طرف کر دو
ایک روز دولت خان حاضر نہ تھا سلیم شاہ نے پوچھا کہ وہ کہان ہے لوگون نے کہا کہ کسی کی ملاقات کو گیا ہے
سلیم شاہ بھانپ گیا کہ اب اسکا دل مجھ سے پھر گیا ہے تو اور دن سے بھی زیادہ سازی شروع کی ہر ہفتے مین دولت خان
آگیا سلیم شاہ نے شعر پڑھا ۔۔۔ قدر مین می شناسی کہ چنین بوفا بہ باشی تا صحبت یاران دگر در یابی
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ معتبر اور معتمدون کی زبانی معلوم ہوا کہ سلیم شاہ نے خزانچی کو یہ حکم دیا تھا کہ ہر روز
ایک [illegible] دولت خان کو دیدیا کرے اور اگر وہ اس سے زیادہ درخواست کرے
[illegible] بادشاہ کا بگڑ گیا اور طبیب معالجے سے عاجز ہو گئے یہان تک کہ
[illegible] نوکر ہی ہر [illegible] سلیم شاہ نے
[illegible] شیر شاہ کی قبر کے برابر دفن کی اور حسب اتفاق اسی [illegible]
[illegible] بادشاہ اور [illegible] بابر نامے خدمتگارنے تمہید کیا اور [illegible]
[illegible] بادشاہ دکن [illegible] فائدہ پایا [illegible] اور اور اور

لطیفے سنکر بہت خوش ہوتا تھا اور علما اور فضلا کا بڑا معتقد تھا مشہور ہے کہ جب وہ پنجاب کو جاتے ہوئے
الور میں ٹھہرا تو ایک روز دور سے ملا عبداللہ سلطان پوری کو آتے دیکھا اپنے مقربون سے مخاطب ہوکر
کہنے لگا کہ تم جانتے ہو یہ کون آتا ہے سب نے جواب دیا کہ حضور ہی بتلاوین سلیم شاہ نے کہا کہ بابر بادشاہ کے
پانچ بیٹے تھے جنمین سے چار تو ہندوستان سے نکل گئے مگر پانچوان یہ باقی ہے مرمست خان نے کہا کہ پھر ایسے
متنفنی کو آپ نے کیون رکھ چھوڑا ہے تو سلیم شاہ نے جواب دیا کہ کیا کرون اس سے بہتر اور کوئی شخص مجکو
نظر نہین آتا اور جب ملا عبداللہ آئے تو انکو اپنے تخت پر بٹھایا اور تسبیح مروارید جس ہزار روپیہ کی
قیمت کی جو اسی وقت کہین سے بطور پیشکش کے آئی تھی ملا کو حوالہ کی سلیم شاہ کی کبھی جماعت کی نماز
فوت نہوتی تھی اور کسی شے کے پاس بھی نہ پھٹکتا تھا

ذکر فیروز شاہ بن سلیم شاہ کا

بعد انتقال سلیم شاہ کے اسکا بیٹا فیروز خان دس برس کی عمر مین فیروز شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے
تخت پر بیٹھا مگر اسکی سلطنت نہ چلی سلیم شاہ کے سالے مبارز خان ولد نظام خان نے تیسرے دن اسکے
قتل کا ارادہ کیا بی بی اسکے لڑکے کی ماں مبارز خان کی بہن اسکے پانون پر گر پڑی اور کہنے لگی کہ بھیا
خدا کے واسطے اس معصوم بچہ کے خیال سے ٹپڑ یہ اب کبھی بادشاہی کا نام بھی نہ لیگا اور مین اسکو لیکر
کہین ایسی جگہ چلی جاؤنگی کہ پتا بھی نہ ملیگا مگر اس ظالم بے رحم نے ایک نہ سنی اور بحکم اسکے اندر جاکر
ماں کے سامنے اس بچہ کا سر کاٹا اور جس طرح اسنے سلیم شاہ کی نسل منقطع کردی اسکی نسل بھی آگے کو
نہ چلی مشہور ہے کہ سلیم شاہ نے کئی مرتبہ مبارز خان کے قتل کا ارادہ کرکے اپنی بی بی سے کہا کہ اگر تو اپنے
بیٹے کی زندگی چاہتی ہے تو بھائی کے خیال سے درگذر اور اگر بھائی بھی تجکو عزیز ہے تو اس بچہ کے جینے سے
ہاتھ دھو بیٹھ تو اسنے اپنے بھائی کی سفارش کرکے یہی جواب دیا کہ سر ابھائی لہوا ولعب اور لغویات مین مصروف ہے
بادشاہی سے اسکو کیا علاقہ پھر ایسے کا عدم وجود برابر ہے اور سلیم شاہ کی یہ نیت تھی کہ جو وقت مبارز خان
دیکھتا تھا بی بی سے کہتا تھا کہ دیکھ انجام کو تو بڑی پشیمان ہوگی اور کچھ فائدہ نہوگا چنانچہ آخر کو وہی ہوا

ذکر سلطان محمد عادل عرف عدلی کا

مبارز خان سلطان محمد عادل اپنا خطاب مقرر کرکے امیرون کے اتفاق سے تخت پر بیٹھا مگر عوام اسکو
عدلی کہنے لگے بلکہ اسکو بھی بگاڑ کر اندھلی کہدیا کرتے تھے اس بادشاہ نے سلطان محمد عادل بن تغلق شاہ کا ذکر

سُنکر اُسی کے قدم پر قدم رکھا اور ابتداے سلطنت مین خزانہ کا دروازہ کھول کر خوب روپیہ اشرفیان لُٹانا شروع کین اور اپنی عارضی سخاوت سے سب خاص و عام کو رضامند کر لیا مگر کیفیت اُسکی فقط چند روز رہی اُسنے وزارت اور وکالت کا عہدہ شمشیر خان نامے غلام کو جو خواص خان کا چھوٹا بھائی تھا اور دولت خان نومسلم کو جسے لوحانیون نے پالا تھا عنایت کیا اور ہیمو بقال میوات مین قصبہ ریواڑی کے رہنے والے کو جسے سلیم شاہ نے بازار کی کوتوالی سے بڑے عالی منصب پر پہونچایا تھا محمد عادل نے اُسکو مطلق العنان کر کے جمیع مہمات مالی اور ملکی مین دخیل کیا اور چونکہ یہ بادشاہ راگ اور ناچ اور عیش و عشرت کا بڑا شائق تھا اس سبب سے سپاہی گری سے اُسکو مناسبت کم تھی اور فیروز خان کے قتل اور ہیمو کی ترقی سے بھی سب کو رنج ہوا سارے نامی گرامی پٹھان امیر اطاعت سے باہر ہو گئے ایک مہینا اسکے جلوس کو گذرا تھا کہ ہر طرف بغاوت قائم ہو گئی اور اُمراے خود مختار حاکم بن بیٹھے اور سارا شیر شاہی اور سلیم شاہی انتظام درہم برہم ہو گیا ایک روز محمد عادل گوالیار کے قلعہ مین بیٹھا ہوا امیرون کو جاگیرین تقسیم کر رہا تھا اُسی مجلس مین سرکار قنوج سے محمد فرلی سے تغیر کر کے سرمست خان کے حوالہ کی شاہ محمد کا بیٹا سکندر جو ایک جوان خوبصورت اور بڑا بہادر تھا اس تغیر باپ مین سختی کی گفتگو کرنے لگا شاہ محمد ملامت اور نصیحت کر کے اس گفتگو سے اُسکو منع کرتا تھا سکندر نے باپ سے بھی کہا کہ تجکو شیر شاہ نے لوہے کے پنجرے مین قید کر دیا تھا اور سلیم شاہ نے تیرے ساتھ احسان کر کے تیری سفارش کی اور اُس قید سے چھٹایا اب یہ سور پٹھان ہمارے نکالنے کا ارادہ رکھتے ہین اور تو اس قباحت کو نہین سمجھتا اور اسی گفتگو مین سرمست خان کو گالیان دیکر کہا کہ یہ سگ فروش چاہتا ہے کہ ہماری جاگیر پر متصرف ہو سرمست خان نے جو بڑا قوی اور جسیم آدمی تھا سکندر کے گرفتار کرنیکا ارادہ کیا اور اُسکے کندھے پر ہاتھ رکھکر کہنے لگا کہ اے فرزند اتنی سختی کیون کرتا ہے مگر سکندر اُسکے مطلب کو سمجھ گیا اور ایسا خنجر کا زخم اُسکے شانہ پر لگایا کہ سرمست خان کا کام تمام ہو گیا اور اُس مجلس مین کئی اور امیرون کو بھی قتل کیا یہ بات مشہور ہے کہ جب سے خنجر نے ہندوستان مین رواج پایا ہے کسی نے اُس سے ایسا کام نہین لیا جیسا کہ سکندر نے لیا اس معرکہ کا بڑا غل شور مچا عدلی بھاگ کر محل سرا مین گھس گیا اور اندر سے کواڑ بند کر لیے سکندر نے کچھ امیرون کو قتل اور کچھ کو زخمی کر کے عدلی کا ارادہ کیا اور اُسکے اوپر ایک تلوار کا ہاتھ چھوڑا مگر عدلی نے محل سرا کے کواڑ جھٹ پٹ بند کر لیے اور وہ تلوار کواڑ کے تختون پر پڑی جتنے امراے عدلی تھے اول تو سب تلوارین چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے مگر آخر سب نے جمع ہو کر اُن دونون

باپ بیٹیون کو گھیر لیا دو تین گھنٹہ تک لڑائی ہوئی آخر سکندر ابراہیم خان سور کے ہاتھ سے اور شاہ محمد
دولت خان لوحانی کے ہاتھ سے مارا گیا اسی روز اس معرکہ سے پہلے تاج خان کرانی عماد اور سلیمان کا بھائی حضرت
اعلیٰ اپنا خطاب مقرر کرکے عدلی کے دیوانخانہ سے عدول کیے ہوے قلعہ سے باہر جاتا تھا راستہ مین
شاہ محمد سے جو عدلی کے دربار مین آتا تھا ملاقات ہوئی دیر تک باہم گفتگو ہوتی رہی تاج خان نے کہا
کہ آثار برے نظر آتے ہین اور مین تو عدلی کی اطاعت سے نکل کر بغاوت کا ارادہ رکھتا ہون تم بھی میرے
ساتھ آؤ تو اور قوت دو چند ہو جاوے مگر شاہ محمد کی تو موت کھینچے لیے جاتی تھی ہرگز نہ مانا اور دربار مین گیا اور جو
ہونا تھا سو ہوا تاج خان دن دہاڑے گوالیار سے بنگالہ کو چلدیا عدلی نے فوج اسکے پیچھے روانہ کی اور خود بھی
اسکی طرف کوچ کیا چھ مہینے دونون کی فوجون کا مقابلہ ہوا بڑی لڑائی کے بعد تاج خان نے شکست کھاکر جھاڑ
کا راستہ لیا جہان کہین عدلی کے خالصہ کے عامل پاتا تھا تنبیہ کرلیتا تھا اور جو کچھ نقد و جنس پاتا تھا سب پر قابض
و متصرف ہو جاتا تھا اسی لوٹ کھسوٹ مین سو ہاتھی بھی اسکے ہاتھ لگے بعد ازان تاج خان سلیمان اور الیاس اور
عماد اپنے بھائیون سے جو گنگا کے کنارون کے پرگنون پر حاکم تھے جا ملا عدلی جنھار مین پہونچا کرانی گنگا کے
کنارے اسکے مقابلہ پر آئے ہیمو نے سو ہاتھیون کا حلقہ عدلی سے لیکر ان پر حملہ کیا اور بڑی سخت لڑائی کے بعد
فتح پائی جنھار مین عدلی کا یہ ارادہ ہوا کہ غازی خان کے بیٹے ابراہیم خان کو جو شیر خان کے بھائی بندون
مین سے تھا گرفتار کرلے مگر عدلی کی بہن نے جو ابراہیم خان کی بی بی تھی اس امر سے اسکو مطلع کر دیا
چنانچہ ابراہیم خان نے اپنا لباس اور ہیئت بدل لی اور خفیہ قلعہ سے اتر کر بیانہ اور ہندون کی طرف جو
اسکے باپ کی جاگیر مین تھین روانہ ہوا عدلی نے عیسی خان نیازی کو اسکے پیچھے روانہ کیا کالپی کی حد پر
فریقین کا مقابلہ ہوا آخر ابراہیم خان نے فتح پائی اور وہان سے اور بہت سی جمعیت اکٹھی کرکے اپنی
موروثی جاگیرون پر مستقل حاکم بن بیٹھا عدلی کرانیون سے قطع نظر کرکے ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہوا
جب جمنا کے کنارے پر پہونچا ابراہیم خان نے آشتی کے ڈھنگ ڈالے اور یہ پیغام بھیجا کہ اگر رائے حسین
جلوانی اور بہار خان شروانی جسکو سلیم شاہ نے اعظم ہمایون کا خطاب دیا تھا اور سوا اسکے اور کئی نامی
امیر آکر میری تسلی اور اطمینان کرین تو انکے قول و قسم کے اعتماد پر مین البتہ آپ کی اطاعت مین آجاؤن گا
چنانچہ عدلی نے ان سب امیرون کو اس گفتگو کے واسطے روانہ کیا مگر ان امیرون نے
ابراہیم خان کے پاس پہونچتے ہی اسکی بیعت کرکے اور سلطان ابراہیم اسکا خطاب مقرر کرکے

بادشاہ بنایا اور آگرہ اور اور کئی شہرون مین خطبہ بھی سلطان ابراہیم کے نام کا پڑھا گیا عدلی نے اُسکے مقابلہ سے عاجز ہوکر گوالیار سے بھتہ کی طرف اور وہان سے بیجاپور کی طرف مراجعت کی بہت سا خزانہ اور ہاتھی اور لشکر اُسکے پاس موجود تھا احمد خان نے جسکے ساتھ عدلی کی دوسری بہن کا نکاح ہوا تھا اور وہ بھی شیر شاہ کے بھائیون مین سے ایک بڑا بہادر آدمی تھا پنجاب کے امیرون کے دل مین عدلی کی بڑائیان بیٹھکر تاتار خان کاشی اور حبیب خان اور نصیب خان طغرچی کی مدد سے سلطان سکندر اپنا خطاب مقرر کرکے خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور بہت سی جمعیت اکٹھی کرکے دہلی اور آگرہ کی طرف روانہ ہوا ابراہیم بھی بہت سا لشکر لیکر آگرہ سے دس کوس پر مقام اوہین سکندر سے مقابل ہوا اکثر نامی امیر جیسے خان سلطانی حاکم اودھ جسکی شان و شوکت بادشاہون کی سی تھی اور راے حسین جلوانی اور مسعود خان اور حسین خان غلزی وغیرہ ابراہیم کے شریک تھے اور ابراہیم نے دو سو امیرون کو سرپردہ اور علم اور طوق اور نقارے عنایت کیے اور اکثر یہ کیا کہ جو امیر دس پندرہ سوار بھی ساتھ لیکر گیا اُسکو تالیف قلوب کے لیے ایک بانس کا جھنڈا بنا کر اور سرخ کپڑا اُسمین باندھکر عنایت کیا اور منصب اور جاگیر کا فرمان لکھدیا اسی طرح اسّی ہزار آدمی اُسکے پاس جمع ہوگئے جس روز حاجی خان اور سے اُسکی ملازمت مین آیا تھا اُس روز ابراہیم کو بڑی تقویت ہوگئی تھی اور اُسکو ایک بڑا وسیع اور بلند سرپردہ جسمین باہر کی جانب پر تکالی سقرلاط اور اندر کی جانب فرنگستانی مخمل لگی ہوئی تھی اور بنا ہی تیار ہوا تھا مع فرش عمدہ اور چاندی سونے کے برتنون کے عنایت کیا اور حاجی خان بے توقف اُسمین جاکر ٹھہرا اور اس امر پر سارے پٹھان امیرون کو بڑا رشک ہوا سکندر کی طرف فقط دس بارہ ہزار آدمیون کی جمعیت تھی جب اُسنے ابراہیم کے سپاہ کی یہ کثرت دیکھی تو صلح کی گفتگو درمیان مین ڈالی اور عہدنامہ اس مضمون کا لکھا گیا کہ دہلی سے پورب کے ملک جس قدر اب قبضہ مین ہین اور آیندہ کو فتح ہون ابراہیم خان سے متعلق رہین اور اُدھر پنجاب اور ملتان وغیرہ یہ جہان جہان قبضہ ممکن ہو سکندر کے پاس رہین اور مغلون کی فوج کشی کا وہی ذمہ دار رہے چونکہ دونون لشکر کے پٹھان اکثر آپسمین رشتہ دار تھے سب اس صلح سے بہت خوش ہوے سکندر نے بھائی کا لاپہاڑ اور پنج بھتیہ امیرون نے جو پانچ بھائی بڑے بہادر تھے اتنی تیاری اور بڑھاوی کہ جب ابراہیم عدلی کا خزانہ اور ملک بھتہ فتح کرے تو اُن دونون مین بھی اُسکو شریک کرے ورنہ صلح فسخ ہوجاویگی سکندر نے بھی اس بات کو پسند کیا ابراہیم کو بھی امیرون نے اس امر کے قبول کرنے پر اس طرح رضامند کر لیا کہ اب تو دفع الوقت کیجیے جب عدلی کا ملک اور خزانہ فتح ہوگا دیکھا جائیگا سکندر لے سکیگا تو لے لیگا

مگر مسعود خان اور حسین خان غلزی وغیرہ بعضے نئے امیرون نے یہ کہا کہ آخر سکندر سے بھی پھر ایک دن لڑائی ہوگی
اس سے بہتر یہی ہو کہ ابھی پٹ لین اور اسوقت صلح کر لینے مین ہماری کمزوری پائی جاتی ہو اور دشمنون کے
دل بڑھینگے عدلی بھی مقابلہ کو مستعد ہوگا غرض ان گفتگویون مین صلح درہم برہم ہوگئی ابراہیم خان نے
میان یحییٰ تارن حاکم سنبھل کے آنے تک لڑائی موقوف رکھی یحییٰ ایک بڑا بہادر اور عقلمند امیر تھا
سنہ ۹۶۱ نوسو اسٹھ مین اسنے عدلی کے بیس امیرون سے جو سنبھل پر آتے تھے بدایون کے میدان مین
مقابلہ کیا اور فتح پائی پھر راجہ تہرسین کٹھیریہ سے جو پہلے سنبھل پر بھی قابض تھا اور اب پھر اُسکو بڑی
قوت ہوگئی تھی قصبہ گنور کھی کے میدان مین لڑا اور راجہ کو شکست دی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین
اُس زمانہ مین بارہ برس کی عمر مین اپنے باپ کے ساتھ سنبھل مین تحصیل علم کے لیے گیا تھا تو مین نے
یہ تاریخ پائی ؎ چہ بس خوب کردہ اند + اور میرے حاضر ہونے سے پہلے میان حاکم سنبھلی بھی یہ قصہ
سُن چکے تھے جب مین اُنکی خدمت مین کنز کا سبق پڑھنے کے لیے حاضر ہوا تو اُنھون فرمایا کہ فتحہا آسمانی
شد ہمنے فی البدیہہ تاریخ لکھی ہی حساب تو کرو اسمین کتنے عدد نکلتے ہین جب مین نے حساب کیا
تو اُسمین نوسو ساٹھ عدد نکلتے تھے مین نے عرض کیا کہ اسمین ایک عدد کی کمی ہی تو اُنھون نے
فرمایا کہ ہمزہ اضافت موافق املاے قدما کے ظاہر ہو سکتا ہی اور فتحہا آسمانی شد تاریخ پوری ہوگئی بعد ازان
اُنھون نے دعاے خیر کرکے میرا سبق شروع کرایا اور چند ورق کتاب ارشاد قاضی کے اپنے ہاتھ کے
لکھے ہوے مجکو بطور یادگار کے عنایت کیے اور پھر میرا سبق میان شیخ ابوالفتح آکمدیہ خیرآبادی سے
جو اس کتاب منتخب التواریخ کے تصنیف کے وقت اپنے باپ کے سجادہ نشین تھے متعلق کر دیا جب
میان یحییٰ نے ولایت کانٹ اور کرا کو فتح کر لیا اور بدایون کے رستہ سے گذر کر قصبہ اٹمار مین گنگا کا
پل باندھا تو مین اپنے باپ کے ساتھ امروہہ تک جاکر لشکر سے جدا ہوگیا اور میر سید محمد میر عدل کی
خدمت مین جاکر پڑھنا شروع کیا الغرض جس روز میان یحییٰ ابراہیم خان کے پاس پہونچا اُسکی صبح کو
ابراہیم خان نے اپنا لشکر ترتیب دیا اور میان یحییٰ کو سامنے اور حاجی خان کو داہنی طرف اور رائے حسین
جلوانی کو مع نمکریون کے بائین طرف کرکے قلب مین اپنے لیے جگہ تجویز کی اُس طرف سے سکندر نے بھی
صفین باندھین سکندر کی فوج کے داہنی طرف والون نے جو پنج بھیہ تھے ابراہیم کے بائین کی فوج پر
حملہ کرکے غلبہ پایا اور اُنکو آگرہ تک بھگایا بعد ازان آگرہ مین داخل ہوکر خوب شہر کو لوٹا اور سکندر کے نام کی

منادی آگرہ مین کی اور ابراہیم خان کی داہنی طرف کی فوج نے سکندر کی فوج کے بائین طرف والون کو بھگا دیا
اور قصبہ ہودل اور پلول تک اُنکا پیچھا کیا حاجی خان لڑائی کے وقت اپنے سراپردہ کی طرف جو گذرا تو دیکھا
کہ غارتگرون نے اُسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے فوراً ٹال کر چلدیا اور سیدھا الور کو روانہ ہوا یکبئی تاران کچھ دیر
لڑتا رہا اُسکے ہاتھ مین زخم آیا ایک دو انگلی بھی قلم ہوگئی بعد ازان وہ بھی سنبھل کو چلدیا اور وہین
جاکر دم لیا ابراہیم خان پانچ چار آدمیون کے ساتھ کسی نشیب مین سر نیچے کیے ہوے سکندر کے مقابلہ پر
کھڑا تھا گویا اُسکے سر پر سے گذرتی تھین جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ اُسکے مقابلہ کی فوج مین سکندر بذات خود
موجود ہے ناچار باگ پھیر کر اٹاوہ کی طرف روانہ ہوا اور چتر اور سارا اسباب سلطنت اُسکا برباد ہوگیا سکندر
اُسکے تعاقب مین اٹاوہ تک گیا وہان یہ سُنا کہ ہمایون ہندوستان کے ارادہ پر پنجاب مین آپہونچا یہ
سُنتے ہی اُس طرف کو روانہ ہوا اور سہند مین جاکر مقابلہ کیا آخر شکست پائی ابراہیم وہان سے سنبھل مین آیا
اور از سر نو وہان کچھ جمعیت اکٹھی کر کے ایک چتر مرصع اپنے لیے بنایا اور ایک ہاتھی کے بعد ہزار سوار ساتھ
لیکر کمیتی کے راستہ سے عدلی سے مقابلہ کرنے کے لیے کالپی کی طرف روانہ ہوا عدلی نے
ہیمو بقال کو جو اُسکا وزیر اور وکیل مطلق تھا بہت سے امیر ساتھ کر کے اور یافہ ہاتھی اور بیشمار خزانہ
حوالہ کر کے آگرہ اور دہلی کی طرف روانہ کیا ہیمو نے اول ابراہیم کا مقابلہ کیا ابراہیم نے اُس لڑائی مین ایسی
بہادری کی کہ شاید رستم بھی اُس سے زیادہ نہ کرتا مگر فتح تقدیر مین نہ تھی ابراہیم مین جتنی صفت تھین
بادشاہون کو چاہیین سب موجود تھین خوبصورت خوش تقریر صاحب تواضع خلیق بہادر سخی گو فتح نصیبی
تقدیر سے متعلق ہے اور اپنی کوشش کو اُسمین کچھ دخل نہین ابراہیم خان اس دو برس کے
عرصہ مین سولہ سترہ لڑائیان لڑا لیکن ہر مرتبہ اول غالب ہوکر آخر مین مغلوب ہوگیا القصہ ابراہیم جانپور
وہان شکست کھاکر بیانہ کی جانب روانہ ہوا ہیمو بھی اُسکے پیچھے پیچھے وہین پہونچا ابراہیم نے وہان سے
پٹھانون اور زمینداروں کو جمع کر کے پھر مقابلہ کیا مگر اپنی عادت کے موافق پھر شکست پائی ناچار بیانہ کے
قلعہ مین جو ایک بڑا مضبوط قلعہ ہے بند ہوگیا اور قلعہ کے اندر سامان بہت تھا وہین سے لڑنا شروع کیا
غازی خان ابراہیم خان کا باپ اُن پہاڑون کے راستہ سے جو بیانہ سے قبلہ کی جانب ہے ہندوان کے
رسد پہونچاتا تھا ہیمو تین مہینے تک اُس قلعہ کو گھیرے رہا اور تمام بیانہ کی اطراف و جوانب کو
لوٹ مار کے تباہ کر دیا مصنف صاحب کے والد مرحوم کی کتابین بھی قصبہ بساور مین لُٹ گئین

اس سال مین تمام پورب اور آگرہ اور دہلی اور بیانہ مین ایسا قحط عظیم پڑا کہ جسکا حد و حساب نہین اکثر غنی دار آدمی گھرون کے دروازہ بند کرکے اندر پڑے رہے اور ایک ایک گھر مین بیس بیس بلکہ زیادہ زیادہ مرکر رہ گئے نہ گور ملی نہ کفن لوگ کیکر کے پیڑون کے بیچ اور ڈھورون کے چمڑے جو اسیر آدمی ذبح کرنے کے بعد پھینک دیتے تھے کھا کر جیتے تھے اور اسکے کھانے سے چند روز مین ہاتھ پاؤن پر ورم آجاتا تھا اور مرجاتے تھے خشم ایزد اس سال کی تاریخ ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے کہ آدمی آدمی کا گوشت کھانے لگے تھے اور اُن لوگون کی صورتین ایسی مہیب تھین کہ اُنکی طرف دیکھا نہین جاتا تھا وہ تمام ملک اُس قحط کے سبب سے اور دو برس تک اُس کشاکش کے سبب سے بالکل تباہ اور ویران ہوگیا نہ کسان رہے نہ رعایا ہندو لٹیرے اِدھر اُدھر سے آکر مسلمانون کو لوٹ کھسوٹ جاتے تھے ایک نیا حادثہ جو ۹۶۷ھ نو سو باسٹھ مین واقع ہوا یہ تھا کہ آگرہ کے قلعہ مین آگ لگ گئی تھی تفصیل اُسکی یہ ہے کہ جب عدلی کے لشکر سے آگرہ کا قلعہ خالی ہوگیا تو غازی خان سور کے امیرون نے چاہا کہ غلہ اور سامان لڑائی وغیرہ کا اُس قلعہ مین جمع کردین اور اسی اہتمام مین جاکر اُسکی کوٹھریون کو دیکھ رہے تھے ایک کوٹھری مین بارود بھری ہوئی تھی چراغ کی گل سے اُسمین آگ لگ گئی اور دم بھر مین اُسکے شعلے آسمان تک پہونچے اُسکے صدمہ سے زلزلہ عظیم واقع ہوا شہر والے یہ سمجھے کہ گویا قیامت آگئی پتھرون کے ٹکڑے اور سنگ اُس قلعہ کے کئی کئی کوس تک اُڑ اُڑکر جاتے تھے نہ ارہا آدمی اُس بلاے ناگہانی مین تلف ہوگئے اور آدمیون اور جانورون کے ہاتھ پانون بھی کئی کوس تک اُڑ اُڑکر جا پڑتے تھے چونکہ اس قلعہ کا اصل مین بدل گڑھ نام تھا اسی سبب سے آتش بدل گڑھ اسکی تاریخ ہوئی جس زمانہ مین کہ ہیمو بیانہ کے قلعہ کو گھیرے ہوے تھا قحط کی یہ شدت تھی کہ لوگ روٹی کے نام پر جان دیتے تھے مگر ہیمو کے پاس ہو پانسو ہاتھی تھے چاول اور گھی شکر ہی رات مین پاتے تھے اور ہیمو ایک وقت سارے پٹھان امیرون کو اپنے دسترخوان پر بلاکر کھانا کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ بڑے بڑے لقمہ کھاؤ اور اگر کسی کو دیکھتا تھا کہ کچھ سستی سے کھاتا ہے تو اُسکو گالیان دیکر کہتا تھا کہ ای فلانے تو آج ایسے سست نوالے کھاتا ہے کل کو اپنے جنوائی مغلون سے کیا خاک لڑیگا مگر پٹھان لوگ سب کچھ سنتے تھے اور دم نہ مارتے تھے اور ساری اپنی آن بان بالاے طاق رکھدی تھی

اتنے مین ہیمو کو یہ خبر پہونچی کہ محمد خان سور حاکم بنگالہ نے سلطان جلال الدین اپنا خطاب مقرر کرکے اور بہت سا لشکر ساتھ لیکر جونپور تک تسخیر کر لیا اور اب کالپی اور آگرہ کی طرف متوجہ ہی اسی اثنا مین عدلی کا فرمان ہیمو کی طلبی مین آیا کہ نعیم قوی نے ارادہ کیا ہی جھٹ پٹ یہان پہونچو چنانچہ ہیمو بیانہ کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر اُس طرف کو روانہ ہوا جب موضع منڈاگر مین جو آگرہ سے چھ کوس ہی پہونچا ابراہیم نے قلعہ کے اندر سے نکل کر پھر ہیمو کی فوج پر حملہ کیا اور وہی معمولی شکست کھا کر الور کو چلدیا تاکہ حاجی خان سے مدد لیکر پھر کچھ سامان درست کرے ہیمو نے تہربال اپنے بھتیجے کو کچھ فوج دیکر اُسکے تعاقب مین روانہ کیا چنانچہ وہ دو منزل تک ابراہیم خان کا پیچھا کرکے پھر ہیمو کے لشکر سے جا ملا ابراہیم خان جب الور مین پہونچا تو حاجی خان اُسکے آنے سے کچھ خوش نہوا اور نہ اُسکو مدد دی ناچار وہان سے بھی ابراہیم خان مایوس ہوکر چلا آیا اور اپنے باپ اور بھائیون اور سب عزیز قریبون کو ہندون مین چھوڑ کر خود تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ ملک ٹھٹھہ کا قصد کیا چند روز کے بعد حیدر خان جنجہ نے قول و قسم کرکے ابراہیم خان کے باپ غازی خان کو بیانہ مین بُلایا اور اپنے عہد سے منحرف ہوکر اُسکو مع سب چھوٹے بڑون کے قتل کر ڈالا اور ایک آدمی بھی اُس خاندان کا باقی نہ رہا چونکہ ابراہیم کی حکومت سے سب لوگ بدل و جان رضامند تھے اس سبب سے پھر اُسکے پاس بہت سی جمعیت اکٹھی ہوگئی چنانچہ اُسنے رام چند حاکم ٹھٹھہ سے مقابلہ کیا اس لڑائی مین ابراہیم خان شکست کھا کر گرفتار ہوگیا مگر راجہ نے اُسکی بڑی تعظیم و تکریم کی اور موافق طریقہ زمینداروں کے گمان اُسکے سامنے بطور نذر کے پیشکش کی اور سرایردہ اور تمام اسباب سلطنت اُسکے لیے مہیا کیا اور اُسکو تخت پر بٹھا کر خود نوکرون کی طرح سامنے کھڑا ہوتا تھا ایک مدت تک ابراہیم خان اسی طرح وہان رہا اسی اثنا مین بازبہادر حاکم مالوہ کا پٹھانون سے کچھ جھگڑا ہوا پٹھانون نے ابراہیم خان کو اپنا سردار بناکر بازبہادر سے مقابلہ کیا رانی درگاوتی گڑہ کنگنہ کی حاکم بھی ابراہیم خان کی مدد کے لیے آئی بازبہادر نے رانی سے کچھ صلح کا پیغام بھیجکر ابراہیم کی مدد سے باز رکھا چنانچہ رانی اپنے ملک کو لوٹ گئی پھر ابراہیم خان نے بھی ٹھہرنا مصلحت نہ سمجھکر اوڑیسہ کی طرف کوچ کیا اور وہان کے زمینداروں سے موافقت کی اُسی زمانہ مین سلیمان کرانی وہان کے راجہ پر غالب آیا اور اُسنے ابراہیم خان کو قول و قسم کرکے اپنے پاس بُلایا اور پھر قتل کر ڈالا یہ حادثہ ۹۷۵ھ نوسو پچھتر مین ہوا جب ہیمو رات دن کوچ کرتا ہوا عدلی کی پاس پہونچا تو اُس وقت مین

عدلی اور محمد خان گوریہ دونون موضع چھپر گھٹہ مین جو کالپی سے پندرہ کوس ہے جمنا کو بیچ مین کر کے باہم
مقابل ہو رہے تھے اور چونکہ محمد خان کا سامان اور لشکر بہت تھا اسلیے اُسوقت تک اُسی کا پلہ غالب تھا
اور وہ اسی خیال مین تھا کہ اب کوئی دم مین فتح ہو جاویگی مگر ہیمو کے پہونچ جانے سے معاملہ دگرگون
ہو گیا چنانچہ ہیمو نے رات کے وقت جمنا کو پایاب اُتر کر محمد خان کے لشکر پر جو اُس امر سے غافل تھے
شبخون کیا وہ سب کے سب یکایک اس بلاے ناگہانی کے آجانے سے گھبرا گئے اور ہوش
و حواس جاتے رہے اس معرکہ مین محمد خان کے طرفدار اسیر اکثر قتل ہوے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے
اور محمد خان خدا جانے کس طرف کو چلدیا کہ پھر اُسکا پتا نہ ملا اور وہ سارا سامان سلطنت اُسکا ہیمو کے
ہاتھ آیا اس فتح کے بعد عدلی چنہار کو گیا اور ہیمو کو بہت سا سامان اور خزانہ اور ہاتھی اور لشکر دیکر مغلون کے
مقابلہ کے لیے بھیجا جو آگرہ اور اٹاوہ تک قابض متصرف ہو گئے تھے چنانچہ بقصہ انشاء اللہ تعالی آیندہ
مذکور ہوگا اسی عرصہ مین محمد خان گوریہ کے بیٹے خضر خان نے باپ کے قائم مقام ہو کر سلطان محمد بہادر
اپنا خطاب مقرر کر کے خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور باپ کا بدلا لینے کے لیے ایک بڑا بھاری لشکر
عدلی کے مقابلہ پر بھیجا عدلی نے اُس مقابلہ مین ایسی بہادری کی جسکی کسی سے توقع نہ تھی اور بڑی سخت
لڑائی لڑ کے مارا گیا یہ حادثہ ۹۶۲ھ نوسو باسٹھ مین ہوا اور گوریہ کی پشت اُسکی تاریخ ہے عدلی گانے بجانے
اور ناچنے کے فن مین بڑا کامل تھا یہان تک میان تانسین کا نوٹ جو ہندوستان مین اس فن کا اوستاد
مشہور ہے اُسکی شاگردی کا اقرار کیا کرتا تھا اور بازبہادر بن سزاول خان بھی جو اس فن مین اپنا نظیر
نہ رکھتا تھا فخریہ کہا کرتا تھا کہ مین نے یہ فن عدلی سے سیکھا ہے ایک روز دکن کا ایک ساز ندہ
ایک پکھاوج اتنی بڑی لایا جو آدمی کے قد کے برابر تھی کسی کے ہاتھ اُسکے دونون طرف نہ پہونچتے تھے اسی
سے سب اُسکے بجانے سے عاجز تھے مگر جب وہ پکھاوج عدلی کی مجلس مین آئی تو وہ اُسکی ترکیب کو سمجھ گیا
اور ترکیبہ لگا کر ایک طرف ہاتھون سے اور دوسری طرف پانون سے بجانے لگا سب مجلس والے حیران
ہو گئے عدلی اپنے اسیری کے زمانہ مین جب بست ہزاری جاگیر رکھتا تھا تو ایک بھگتیے کے لڑکے نے
جو بڑا خوبصورت اور ناز نین تھا اور اپنے فن مین لاثانی تھا بدایون کے علاقہ کے کسی گانون سے آکر
عدلی کی مجلس مین تماشا کیا عدلی نے اُسکی صورت و سیرت پر فریفتہ ہو کر اُسکو اپنے ہی پاس نوکر
رکھ لیا اور محمد خان اُسکا خطاب مقرر کیا جب عدلی بادشاہ ہو گیا تو اُسکو دو ہزاری کا منصب دیا

یہ لڑکا اسقدر نازک تھا کہ ایک مرتبہ اجاون کے میدان مین چوگان بازی کے شغل مین مصروف تھا جب وہان سے لوٹا تو غازی خان سور کے ڈیرہ مین جو سر راہ تھا آیا اور کہا کہ مجکو بھوک کی خواہش ہے غازی خان نے کہا کہ حاضر تیار ہے جب کھانا سامنے آیا تو قلیہ کی بو سونگھتے ہی اسکو غشیان شروع ہوا اسی طرح اٹھکر چلدیا اسکے طہارت خانہ مین کافور کا اسقدر استعمال ہوتا تھا کہ بھنگی دو تین سیر کافور ہر روز چن لیا کرتے تھے جب پاخانہ کی حاجت سے فارغ ہوتا تھا تو رنگ اسکا سرخ اور زرد اور سبز ہو جاتا تھا اور حالت بدن اچھی تھی مگر باوجود اس نزاکت اور آسودگی کے کبھی روزہ و نماز اسکی قضا نہوتی تھی اور کسی نشہ کی چیز بھی نہ کھاتا تھا مگر فلک کی نیرنگیان دیکھیے کہ جسدن وہ مراد و گزکفن کو سیر نہ آیا یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ جسم اسکا کہان گیا

ان واقعات کے بعد سلطنت پٹھانون کے خاندان سے منتقل ہوکر مغلون کے خاندان مین آئی

ہمایون کا ہندوستان سے جانا اور پھر دوبارہ ہندوستان کا فتح کرنا

جب ہندوستان کا ملک ہمایون کے ہاتھ سے نکل گیا اور اسکے بھائیون کی نااتفاقیان حد سے زیادہ ہوئین چنانچہ کچھ اسکا ذکر پہلے ہو چکا ہمایون نے پنجاب کو چھوڑکر بکر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور قصبہ سوہری مین نزول کیا مرزا ہندال سند کوٹ کر قصبہ پاتر مین جو بکر سے پچاس کوس ہے اس سبب سے کہ وہان غلہ سستا تھا چلا گیا ہمایون نے مرزا شاہ حسین ارغون حاکم تتہ کو گھوڑا اور خلعت بھیجکر یہ پیغام بھیجا کہ بعضی ضرورتون سے ہمارا اس طرف آنے کا اتفاق ہوا اور گجرات کی فتح کا مصمم ارادہ ہے مگر یہ امر فقط تمھارے مشورہ اور اعانت پر موقوف ہے مرزا شاہ حسین نے پانچ مہینہ یون ہی باتون مین ٹال دیے اور بادشاہ کو حیلے بہانون سے بکر سے تتہ مین بلایا تاکہ بعد اسکے جو کچھ مصلحت ہو وہ کیا جاوے یہ معاملہ ۹۴۳ھ نو سو تینتالیس مین ہوا تھا ہمایون نے اسی سال مین حمیدہ بانو بیگم کے ساتھ نکاح کیا پھر پاتر کو چلا گیا اور وہان سے پھر سوہری کو واپس آیا مرزا ہندال کے قراچہ بیگ حاکم قندھاری نے بلایا چنانچہ وہ وہان کو چلا گیا یادگار ناصر مرزا نے بھی جو ہمایون کے لشکر سے دس کوس پر قندھار جانے کا ارادہ کیا ہمایون نے مرزا ابوالبقا کو جو بڑا عالم تھا اسکے پاس بھیجا اور اس ارادہ سے منع کیا جب وہ میرزا کشتی مین بیٹھا ایک جماعت نے بکر کے قلعہ مین سے نکل کر تیر مارنے شروع کیے چنانچہ وہ مرزا اور بہت آدمی جو اس کشتی مین سوار تھے شہید ہوگئے یہ واقعہ ۹۴۴ھ نو سو اڑھتالیس مین ہوا اور سرور کائنات اسکی تاریخ ہے مرزا یادگار نے بھی قندھار کا جانا موقوف رکھا پھر ہمایون نے تتہ کے جانے کا قصد کیا اور بہت سے آدمی ہمایون کے لشکر سے جدا ہوکر مرزا کے لشکر سے ملگئے جس سے آمدنی محصول کی زیادہ تھی

اس وجہ سے مرزا کی اوقات فراغت سے گذرنے لگی اور روز بروز قوت بڑھتی گئی ہمایون نے دریا کو اتر کر قلعہ
سیاہون کا محاصرہ کیا مرزا حسین قلعہ والون کو رسد پہونچاتا تھا اور خود بھی کشتی مین سوار ہوکر ہمایون کے
لشکر کا سد راہ ہوا ہمایون سات مہینے تک اُس قلعہ کو گھیرے رہا آخر فتح نہ ہوا اُن دنون مین قحط کی بھی بڑی شدت
ہوئی اور لشکر والون کو غلہ بالکل میسر نہ آتا تھا جانورون کو ذبح کرکے کھاتے تھے آخر وہ بھی تمام
ہوگئے پھر ہمایون نے مرزا یادگار ناصر کو بکر سے بلایا تاکہ اُسکی مدد سے مرزا شاہ حسین کو دفع کرکے
قلعہ کو فتح کرے مگر وہ خود نہ آیا اور تھوڑی مدد بھیجدی جس سے کچھ کام نہ چلا مرزا شاہ حسین نے یادگار ناصر سے
بادشاہ بنادینے اور سکہ اور خطبہ اُسکے نام کا جاری کردینے کا وعدہ کیا اور اپنی بیٹی سے نکاح کردینے کا بھی
اقرار کیا غرض مرزا اُسکی باتون مین آکر ہمایون کا کھلم کھلا مخالف ہوگیا اور سب بادشاہی کشتیون پر اپنا
کرلیا بادشاہ مجبور ہوکر اُس قلعہ کا محاصرہ چھوڑ کر پھر بھکر کو لوٹا کئی روز تک کشتیان نہ ملین آخر دو زمیندارون
وسیلہ سے اُن کشتیون کو جو مرزا نے ڈبو دی تھین پھر نکالا اور بھکر مین آیا یادگار ناصر نے ہمایون سے
ملنے سے پہلے اپنی شرمندگی مٹانے کے لیے مرزا شاہ حسین پر حملہ کیا اور اُسکے بہت سے لوگون کو قتل کرکے
خوار اور شرمندہ ہمایون کی خدمت مین حاضر ہوا اور بہت سے مخالفون کے سر پیش کیے ہمایون نے
اُسکی پچھلی تقصیرین معاف کردین مگر پھر کچھ ایسے سبب واقع ہوے کہ یادگار ناصر نے شاہ حسین کے دھوکے مین
آکر پھر ہمایون سے مخالفت کا ارادہ کیا اور منعم خان بھی جسنے آخر مین خانخانان کا خطاب پایا ہی بھاگنے کی
فکر مین تھا مگر آخر یہ دونون اپنے ارادون سے باز رہے اسی اثنا مین مالدیو راجہ مارواڑ نے جو سارے
زمینداروں مین قوت اور شوکت زیادہ رکھتا تھا کئی عرضیان ہمایون کی طلب مین بھیجین ہمایون نے
بھی بھکر اور تتہ مین اپنا رہنا مناسب نہ سمجھا اور جیسلیر کے راستہ سے مارواڑ کو چلدیا راجہ جیسلیر نے راستہ مین
اور تھوڑی لڑائی کے بعد شکست پائی اُس جنگل مین دور تک پانی نہ ملا اس سبب سے سارے
اہل لشکر نے بڑی مصیبت اُٹھائی اگر کسی کنوے پر پہونچ جاتے تھے تو پانی کے اوپر لوگ ایسے لڑتے تھے
کہ خون ریزی پر نوبت پہونچتی تھی اور اتنے آدمی پیاس کی بیتابی سے کنوین کے اندر کود پڑتے تھے کہ کنوان
پٹ جاتا تھا اُسی حال مین ہمایون نے یہ طلع پڑھا ؎ چنان زدم چاکہا گردون لباس ور دمندان را
کہ نے دست آستین می ماند و نے سر گریبان را بعد ازان ہمایون جیسلیر سے گذر کے مارواڑ کے قریب
پہونچا تو اتکہ خان کو راجہ مالدیو کے پاس بھیجا اور خود اُسکے لوٹنے کی انتظار مین جودھپور مین ٹھہرا رہا

اسی عرصہ مین ناگور شیر شاہ کے تصرف مین آگئی تھی اور اُسنے ہمایون کی مدد دینے پر مالدیو کو بہت تہدید
کی تھی اس سبب سے مالدیو ہمایون کے بُلانے سے بہت پشیمان ہوا اور چند روز اتکہ خان کو حیلہ بہانہ
کرکے روکا اور پھر ہمایون کے استقبال کے بہانہ سے ایک فوج حقیقت مین اُسکے گرفتار
کرنے کے لیے روانہ کی اتکہ خان اُسکے دلی مطلب کو پاگیا اور بے اجازت وہان سے کوچ کرکے
ہمایون کو اس مضمون سے مطلع کیا ہمایون اُسی وقت وہان سے امرکوٹ کی طرف چلدیا مالدیو اُسی
منزل مین دوجاسوس مالدیو کے آگئے تھے ہمایون نے اُن دونون کے قتل کا حکم دیا جب وہ اپنی زندگی سے
مایوس ہوگئے تو ایک اُنمین کا چھری اور دوسرا خنجر لیکر ہمایون کے لشکر مین پھیل پڑے اور مرد عورت
گھوڑا اُنٹھو جو کوئی سامنے آیا اُسکو قتل کرنا شروع کیا اسی طرح بہتون کو مار ڈالا اُسی معرکہ مین ہمایون کا
گھوڑا بھی مارا گیا اُسوقت ہمایون نے ترددی بیگ سے دو تین گھوڑے اور اونٹ مانگے مگر اُسنے اُس وقت بڑی
سختی کی اور نہ دیے مجبور ہوکر بادشاہ ایک اونٹ پر سوار ہوا تب ندیم کوکہ نے وہ گھوڑا جسپر اُسکی مان سوار تھی
اور خود اُس گرم میدان مین جو آگ کا تنور تھا پیادہ چلتا تھا ہمایون کو دیا اور اپنی مان کو اُسکے اونٹ پر چڑھایا
غرض وہ منزل جو بڑی کٹھن تھی اور ہر دم مالدیو کی آمد آمد کی خبر تھی بڑی مصیبت سے طے ہوئی رات کو ایک
امن کی جگہ تجویز کرکے ٹھہرے رات بھر مالدیو کے آدمی راستہ بھٹکر اُنکی تلاش مین پھرتے رہے صبح کو جب
ہمایون نے کوچ کیا تو حسب اتفاق خود مع چند آدمیون کے جو کُل بائیس تھے اور منعم خان اور روشن بیگ کہ
بھی اُنمین تھا لشکر سے جُدا ہولیا تھا مالدیو کے آدمی اُنپر آپہونچے فقط اِن بائیس آدمیون نے ہی مقابلہ پر کمر
باندھی پہلے ہی حملہ مین ہندوون کے سردار کے ایک ایسا تیر لگا کہ اُسکا دم نکل گیا اور اور بہت ہندو اُس
لشکر کے مارے گئے اس فتح کی بدولت ہمایون کو ایک گونہ فارغ البالی حاصل ہوئی اور بہت سے
اونٹ غنیمت مین ملے اُس منزل مین بہت سا پانی ساتھ لیکر کوچ کیا تیسرے دن ایک مقام پر پہونچے
جہان پانی اتنا گہرا تھا کہ کنوے پر ڈھول بجاتے تھے چرس کھینچنے والے بیلون تک آدمی پہونچتے تھے
ہمایون کے لشکر کو اُس منزل تک پانی نہ ملا تھا اور پیاس کے مارے بُرا حال تھا وہان جو پانی ملا تو
آدمیون اور گھوڑون اور اونٹون نے حرص کے مارے اتنا پانی پی لیا کہ بے انتہا ہلاک ہوگئے اور
چونکہ اُس بیابان کی کچھ انتہا نہ تھی نا چار لوٹکر امرکوٹ کا جو تتہ سے سو کوس ہے ارادہ کیا وہان کا راجہ
رانا نام مع اپنے بیٹون کے استقبال کے لیے آیا اور خصوصاً المقدور ہمایون کی بڑی تواضع اور

تعظیم کی ہمایون نے جو کچھ خزانہ مین موجود تھا سب لوگون کو تقسیم کردیا اور جو لوگ رہ گئے اُنکو تردی بیگ وغیرہ سے قرض لیکر دیا اور بہت سا زر نقد اور پٹکے اور خنجر رانا کے بیٹون کو انعام مین دیے چونکہ رانا کے باپ کو مرزا شاہ حسین ارغون نے قتل کر ڈالا تھا اسلیے رانا نے بہت جمعیت اکٹھی کرکے ہمایون کو اُمید فوج کشی کرنے کی ترغیب دی چنانچہ ہمایون نے سارا اپنا اسباب اور سامان بیگم بادشاہ کے بھائی خواجہ معظم کے سپرد کرکے امرکوٹ مین چھوڑا اور خود بھکر کی طرف کوچ کیا یکشنبہ کے دن تاریخ پانچوین جب ۹۴۳ نو سو تینتالیس مین شاہزادہ اکبر امرکوٹ مین پیدا ہوا تردی بیگ نے اُسی منزل مین جاکر ہمایون کو یہ خوشخبری سُنائی ہمایون نے خوش ہوکر اکبر اُسکا نام رکھا بعدازان جب ہمایون چول مین پہونچا تو بیٹے کو بُلا کر اُسکے دیدار سے اپنی آنکھون کو ٹھنڈا کیا ہمایون کے لشکر کی یہ کیفیت ہوئی کہ ایک ایک کرکے بھاگنا شروع ہوے یہان تک کہ منعم خان بھی بھاگ گیا انھین دنون مین بیرام خان نے گجرات سے آکر ملازمت حاصل کی پھر ہمایون نے اس ملک مین زیادہ ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا اور قندھار کی طرف جانے کا مصمم ارادہ کیا میرزا شاہ حسین سے کچھ کشتیان اور اونٹ طلب کیے اُسنے ہمایون کے ٹل جانے کو بہت غنیمت سمجھکر فوراً تیس کشتیان اور تین سو اونٹ بھیجدیے ہمایون سندھ کے پار اُتر گیا اُن دنون مین قندھار مرزا کامران نے مرزا ہندال سے لیکر مرزا عسکری کو حوالہ کردیا اور مرزا ہندال کو غزنین کی حکومت دی تھی اور اُس تمام ملک مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا تھا اور چند روز کے بعد مرزا ہندال کو وہان سے بھی علیحدہ کردیا تھا اور مرزا ہندال نے سلطنت کو ترک کرکے کابل مین آکر فقیری اختیار کرلی تھی مرزا شاہ حسین نے کامران کو لکھا کہ ہمایون اُس ملک مین آیا ہے جس طرح ممکن ہو گرفتار کرنا چاہیے چنانچہ جب ہمایون شال مشانگ مین پہونچا تو مرزا عسکری نے راستہ روکنے کے لیے اُس طرف سے کوچ کیا اور چولی بہادر اُزبک کو خبر گیری کے لیے بھیجا چولی بہادر نے آدھی رات کے وقت ہمایون کے لشکر مین آکر بیرام خان کو اس حال سے مطلع کیا بیرام خان نے اُسی وقت ہمایون کے سرایردہ کے پیچھے جاکر یہ ساری کیفیت عرض کی ہمایون نے اُسی وقت سے کابل و قندھار کا ارادہ کو فسخ کرکے فقط بائیس آدمیون کے ساتھ کہ بیرام خان اور خواجہ معظم بھی اُنھین مین سے تھے عراق کا ارادہ کیا اور بیرام خان اور خواجہ معظم کو بیگم بادشاہ اور شاہزادہ اکبر کے لے آنے کے لیے متعین کیا تردی بیگ سے دو چار گھوڑے طلب کیے اُسنے پھر گھوڑون کے دینے مین خست کی بلکہ ساتھ بھی چھوڑ دیا جو شاہزادہ کی عمر اُس زمانہ مین ایک برس کی تھی اور اُن دنون مین ہوا بہت گرم تھی اور

پانی بھی کم ملنے کا گمان تھا اسلیے شاہزادہ کو اتکہ خان کے سپرد کرکے لشکر مین ہی چھوڑا اور بادشاہ بیگم کو اپنے ہمراہ لے گیا جب ہمایون اُس طرف کو روانہ ہوا تو مرزا عسکری نے ہمایون کے لشکر مین آکر سارا مال اسباب لوٹ لیا اور ترددی بیگ کو بھی گرفتار کیا اور شاہزادہ اکبر کو بھی اپنے ساتھ قندھار مین لیجا کر سلطان بیگم اپنی بی بی کو سپرد کیا اس سفر مین بھی ہمایون کو عجیب عجیب واقعات پیش آئے یہ سارا قصہ شاہ نور سے بیان ہوا واقع ہوا القصہ ہمایون سیستان سے گذر کر خراسان مین آیا اور وہان شاہ طہماسپ کے بڑے بیٹے سلطان محمد میرزا سے ملاقات کی اور سب سامان سلطنت اور ضروریات سفر وہان سے لیکر مشہد مقدس گیا ہر منزل مین شاہ طہماسپ کے حکم سے وہان کے حکام استقبال کو آتے تھے اور ہر منزل بمنزل دعوت کا سامان مہیا کرتے تھے ہمایون نے بیرام خان کو اول طہماسپ کی خدمت مین بھیجدیا اور اُسکے ہاتھ شاہ طہماسپ نے ہمایون کے نام ایک خط تشریف آوری کی تہنیت مین لکھکر بھیجا لیلاق سورتق مین دونون بادشاہون کی بڑے تپاک سے ملاقات ہوئی اثنائے گفتگو مین طہماسپ نے باعث شکست کا پوچھا ہمایون نے جواب دیا کہ اصل سبب اسکا بھائیون کی مخالفت ہے شاہ طہماسپ کا بھائی بہرام میرزا اس بات کو سنکر آزردہ ہوا اور اُسی وقت سے ہمایون کی عداوت اُسکے دل مین جمی اور اُسنے طہماسپ سے کہا کہ یہ اُسی باپ کا بیٹا ہے کہ کئی ہزار ایرانی قزلباشون کو اپنے ساتھ مدد کے لیے لیجا کر اُوزبکون کے مقابلہ مین تباہ کرادیے اور یہ مراد اُسکی اُس قصہ سے تھی کہ بابر بادشاہ نے شاہ اسمٰعیل سنجم اول سے سترہ ہزار سوار قزلباش اُوزبکون سے مقابلہ کے لیے بطور مدد کے لیے تھے اور جب بخشب کے قلعہ کا محاصرہ کیا تھا تو عرف کش نے یہ شعر تیر پر لکھکر قلعہ کے اندر بھیجا تھا ؎ صرف راہ ازبکان کن یکمشت شاہ را گر گناہے کردہ بودم پاک کردم راہ را + دوسرے روز جب لڑائی ہوئی تو بابر علیحدہ ہوگیا اور قزلباشون نے بڑی تباہی آئی یہ قصہ بہت مشہور ہے مگر شاہ طہماسپ کی بہن نے جسکو امام مہدی کی نذر کے لیے رکھا تھا اور ایسی عقلمند تھی کہ سارا سلطنت کا انتظام اُسکی رائے پر ہوتا تھا ہمایون کی سفارش کی ہمایون نے ایک رباعی شاہ طہماسپ کے پاس لکھکر بھیجی جسکا آخر شعر یہ تھا ؎ شاہان ہمہ سایۂ خدایند چون بندگرہ بجا آرد و سایہ تو + اور یہ شعر قطعۂ سلمان کا تضمین کرکے بھیجا ؎ از خدا امید دارم شاہ ما با آن کند + آنچہ با سلمان علی در دشت ارزن کردہ بود + یہ شعر شاہ طہماسپ کو بہت پسند آیا مدت تک جشن اور سیر شکار کے جلسے رہے پھر شاہ طہماسپ نے بہت سامان جلوس ہمایون کے لیے مرتب کرکے

بے دنبگ گرفت ملک کابل از دست کامران نخرمین میں بھی نہ ٹھہر سکا اور فوراً بھاگکر کوردانہ ہوا مرزا شاہ حسین نے جسنے اپنی بیٹی کا نکاح کامران کے ساتھ کر دیا تھا اُسکی مدد کی مرزا یادگار ناصر بھی بھاگنے کا ارادہ رکھتا تھا اسلیے ہمایون نے اُسکو قتل کر ڈالا پھر ہمایون نے بدخشان کی تسخیر کے لیے کوچ کیا سلیمان مرزا نے کچھ مدت مقابلہ کیا آخر شکست کھائی اس عرصہ کامران نے کابل کو خالی پاکر اپنا قبضہ کر لیا اور ہمایون کی بیگمات اور شاہزادہ اکبر کو بھی قید کر لیا پھر ہمایون نے بدخشان کی حکومت مرزا ہندال سے لیکر مرزا سلیمان کو حوالہ کی اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا کامران شکست کھاکر قلعہ کے اندر بند ہو گیا اور جب اُسپر بہت تنگی ہوئی تو بڑی بے مہری کو کام فرما کر شاہزادہ اکبر کو قلعہ کے کنگرہ پر جو بند وقون اور توپون کا نشانہ تھا بٹھا دیا مگر فضل الٰہی اُسکا نگاہبان رہا فریقین کے اُمرا باہمی نفاق کی وجہ سے کبھی اِدھر اُدھر ہو جاتے اور دونون طرف کے لوگ بہت مارے گئے آخر کامران قلعہ کو توڑ کر اور اپنا لباس درست بدل کر باہر نکلا حاجی محمد خان اُسکے تعاقب کے لیے متعین ہوا جب حاجی محمد خان اُسکے قریب پہونچا تو کامران نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا کہ تیرے باپ یا بابا قشقہ کو کیا میں نے ہی قتل کیا ہے حاجی محمد خان پُرانا آدمی تجربہ کار تھا اِس بات کو سُنکر ٹال گیا اور لوٹ آیا اور ہمایون نے اپنے بیٹے اکبر کو صحیح و سلامت پا لیا پھر کامران نے پیر محمد حاکم بلخ کے پاس پناہ لی اور اُس سے مدد لیکر بدخشان کے بعضے ملکون پر بے لڑے بھڑے سلیمان مرزا اور اُسکے بیٹے ابراہیم مرزا سے چھین کر قابض ہو گیا قراچہ بیگ نے جو بڑے بڑے کام کیے تو بعضے بے وقوف امیرون سے متفق ہو کر ہمایون سے کچھ ایسی درخواستیں کین جنکا پورا ہونا ممکن نہ تھا اور جب وہ مطلب اُسکے نہ بر آئے تو سب اُن امیرون کے بدخشان کو چلا گیا چونکہ اُس زمانہ مین مدت تک قلعہ مین تنزل اور تذبذب رہا اسلیے ایک ظریف نے اُسکی نسبت یہ شعر لکھا تھا

ع قلعہ کابل کہ در رفعت زکیوان برترست ۔ چون غلیوازی کہ شش ماہ در شش سہ ماہ در شش سہ رست

کامران نے کئی مرتبہ مخالفت کی اور پھر حاضر ہو کر عفو تقصیر چاہی مگر ہمایون نے اپنی ذاتی مروت سے ہر مرتبہ اُسکے قصور معاف کر دیئے اور اُسکی طرف سے صاف ہو گیا پھر کامران نے مکہ معظمہ کو چلے جانے کی اجازت چاہی ہمایون نے یہ قبول نہ کیا اور بدخشان کی حکومت اُسکو دی اور خود بلخ کی طرف متوجہ ہوا اور وہان پیر محمد اور عبداللہ خان بادشاہ اُزبک کے بیٹے عبدالعزیز خان کو شکست دی اور چونکہ باہم امیرون مین نفاق تھا اور کامران کی طرف سے بھی اطمینان نہ تھا اس سبب سے پھر کابل کو واپس آیا کامران نے

پھر عہد شکنی کرکے مخالفت کی اور شکست کھاکر سلیم شاہ کے پاس ہندوستان میں دلینے آیا آخر وہاں سے مایوس پھرا اور پھر آدم کھکر کے وسیلہ سے گرفتار ہوا اور ہمایون نے پھر بھی اسکی جان بخشی کی مگر اندھا کردیا چنانچہ یہ قصہ پہلے مذکور ہوچکا ہے بعد ازان کامران مکہ کو ہجرت کرگیا اور وہان حج کیے اور وہین انتقال ہوا مولانا قاسم کاہی نے اسکے وفات کی یہ تاریخ لکھی تھی ؎ کامران آنکہ بادشاہے را

کس ندیدست ہیچ او در خورد — شد ز کابل بہ کعبہ و آنجا — جان بحق داد تن بخاک سپرد
گفت تاریخ او چنین کاہی — بادشہ کامران بہ کعبہ برد — آور دیسی شاعر نے یہ تاریخ لکھی تھی
شہ کامران خسرو نامدار — کہ در سلطنت سر بکیوان رساند — مجاور شد اندر حرم چار سال
بکلی دل از قید عالم رہاند — ز بعد وقوف حج چار مین — باحرام حج جان بجانان فشاند
چو در خواب دیسی در آمد بشب — عنایت نمود و سوے خویش خواند — بگفت ار بیر سندت از فوت ما

بگو شاہ مرحوم در مکہ ماند — مرزا کامران بڑا بہادر اور عالی ہمت اور سخی اور خوش طبع اور خوش اعتقاد تھا ہمیشہ عالمون فاضلون کی صحبت مین بیٹھتا تھا شاعر بھی تھا شعر اسکے مشہور ہین ایک زمانہ مین ایسا متقی ہوگیا تھا کہ اپنے ملک مین انگور کے پیڑ بونے کی بھی ممانعت کردی پھر چند روز کے بعد خود بھی بہت سی شراب پینے لگا مگر آخر کو تائب اور پارسا ہوکر مرا یہ واقعہ ۹۶۳ نو سو چونسٹھ مین ہوا کابل کی آخیر لڑائی مین قراچہ خان مارا گیا اور مرزا عسکری گرفتار ہوگیا خواجہ جلال محمود دیوان نے اسکو بخشان مین بھیجا کر مرزا سلیمان کے سپرد کیا چند روز وہان رہا پھر چھوٹ گیا بعد ازان مرزا سلیمان نے بلخ کی طرف بھیجا اور وہ وہین سے مکہ معظمہ چلدیا اور اس جنگل مین جو شام اور مکہ کے بیچ مین واقع ہے مرگیا اور اسکے سنہ وفات کا مادہ یہ ہے ؎

عسکری بادشاہ دریا دل — اور انجام مرزا ہندال کا یہ ہوا کہ جب کامران نے آخر مرتبہ شکست کھاکر پٹھانون کے پاس پناہ لی اور اسی عرصہ مین حاجی محمد خان کو ہمایون نے قتل کیا تھا ایک مرتبہ کامران نے ہندال کے لشکر پر شبخون کیا ہندال اسی معرکہ مین مارا گیا یہ واقعہ ۹۵۸ نو سو اٹھاون مین ہوا اور شبخون اسکی تاریخ ہے ؎

شبخون چون قضا انگیخت از دور — کہ از خون شد شفق گون اوج گردون — ز عالم رفت ہندال جہانگیر
جہان بگذاشت بادشاہ ہمایون — شبستان فلک ابو د چون شمع — نہان قامت آن مخمل موزون
خرد تاریخ فوتش جست گفتند — در یغا مرد شمعے از شب خون — آور مرزا امانی نے یہ تاریخ لکھی تھی ؎
شاہ ہندال سرو گلشن ناز — چون ازین بوستان بخلد رفت — گفت تاریخ قمری نالان

سرو ازبوستان دولت رفت + اورمولانا حسن علی قراسب نے یہ تاریخ نکلی ہی سام ہندال محمد

شہ فرخندہ لقب	تا کہ زقضا شہید شد در دل شب
تاریخ شہادتش زشنجون بطلب	شنجون بشہادتش چو گردید سبب

ہمایون نے مرزا ہندال کا سارا اسباب اور مال تاراج اکبر کو عنایت کیا اور ملک غزنین بھی مع توابعات کے اُسکی جاگیر مین دیا ہمایون نے جب سُنا کہ سلیم شاہ کے مرنے کے بعد ہندوستان مین بڑا فتنہ وفساد برپا ہی اور ہر طرف طوک طوائف قائم ہوگئے ہین تو پھر ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ مصمم کیا اسی اثنا مین لوگون نے چغلیان کھاکر بیرام خان کی طرف سے ہمایون کے مزاج کو منحرف کردیا چنانچہ ہمایون نے قندھار کی طرف یورش کی بیرام خان استقبال کے لیے آیا اور اُسکی خیرخواہی ظاہر ہوگئی اہل غرض نے جو اُسکی طرف سے باتین بنائی تھین سب جھوٹی ٹھہرین اس مرتبہ ہمایون نے مولانا زین الدین محمود کاشغری سیدانی رحمہ اللہ علیہ سے بیرام خان کی معرفت ملاقات کی مولانا ممدوح خراسان کے توابعات مین سے موضع بیدا کے رہنے والے تھے اور اکثر بزرگون سے اُنکی ملاقات ہوئی تھی چنانچہ مولوی جامی اور مولوی عبدالغفور رحمہ اللہ علیہما کی صحبت کا بھی اتفاق ہوا تھا اور مولانا مذکور نے نقاشی کے کام مین اپنے کمالات کو چھپایا تھا بیرام خان اُنکا شاگرد تھا اور ہمیشہ اُنکے درس مین جایا کرتا تھا کبھی کبھی بیرام خان کچھ یوسف زلیخا مین دخل کرتا تھا تو مولانا فرماتے تھے کہ بیرام خان کیا تو نے اپنے لیے جہان مین کوئی اور یوسف زلیخا پیدا کی ہی ایک روز ہمایون نے کھانا حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے لیے بکوایا اور مولانا کی دعوت کی ہاتھ دھلانے کے وقت آفتابہ خود ہمایون نے اپنے ہاتھ مین لیا اور طشت بیرام خان نے لیا مولانا نے سید جمال الدین محدث کے پوتے سید حبیب اللہ کی طرف اشارہ کرکے ہمایون سے کہا کہ اسکو بھی جانتے ہو کہ یہ کون ہی ہمایون ناچار اُنکے سامنے بھی آفتابہ لے گیا سید موصوف نے گھبراکر تھوڑا سا پانی جھٹ پٹ اپنے ہاتھون پر ڈال لیا بعد ازان مولانا نے اچھی طرح اطمینان سے ہاتھ دھوئے اُسی وقت ہمایون نے پوچھا کہ کسقدر پانی سے ہاتھ دھونا مسنون ہی مولانا نے فرمایا کہ جسقدر پانی سے ہاتھ اچھی طرح دھل جائین باقی کچھ اہل مجلس کے ہاتھ بیرام خان نے اور کچھ کے حسین خان مرحوم قاسم خان کے داماد نے دھلوائے اُسکے بعد سب نے کھانا کھایا ہمایون مولانا کی صحبت سے بہت خوش ہوا اور بہت سا مال اُٹھائے بعد ازان کچھ نقد بیرام خان کے ہاتھ بطور نذر کے بھیجا مولانا کی عادت کسی سے

تحفہ لینے کی نہ تھی بہت انکار کیا آخر بیرام خان کی اصرار کے سبب بڑی کراہیت اور ناراضامندی سے
قبول فرمایا اور اُس سے زیادہ قیمت کی کمانین اپنے ہاتھ کی بنی ہوئین ہمایون کے پاس بھیجدین کیونکہ
تحفہ جانبین سے چاہیے ایک روز بہرام خان ایک شال کشمیری نہایت عمدہ اُنکے لیے تحفہ لے گیا آپنے
اُسکو ہاتھ مین لیکر فرمایا کہ بہت نفیس ہی بیرام خان نے کہا کہ یہ کپڑا درویشانہ ہی اسلیے آپکے واسطے
لایا ہون مولانا نے اپنی دونون انگلیون سے اشارہ کرکے فرمایا کہ مجکو اپنی ہی دو ہر کافی ہی کیسی ایسے
شخص کو جو مجھسے زیادہ مستحق ہو دینا چاہیے مولانا ممدوح کی کرامتین بھی بہت مشہور ہین مولانا معین
واعظ کے پوتے شیخ معین نے جو اکبر کے زمانہ مین چندروز لاہور مین قاضی رہا ہی ایک رسالہ مین اُنکی کرامتین جمع
کی ہین منجملہ اُنکے ایک یہ ہی کہ جب ہمایون کے سپاہی تیراندازی کی مشق کرتے تھے تو وہ بھی اپنی عادت کے
خلاف وہان آجاتے تھے اور سپاہیون کو تیراندازی کے سکھانے پر ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے
کہ ایک دن یہ کام آویگا آخر ماچھی واڑہ کی لڑائی پر جو اول ہی شکست پٹھانون کو نصیب ہوئی اُس روز
تیراندازی کے ہی وسیلہ سے فتح ہوئی تھی اغلب ہی کہ مولانا کا اشارہ اسی دن کی طرف تھا ایک اور مین
یہ ہی کہ جب بیرام خان قندھار کو علی قلی خان سیستانی کے سپرد کرکے کابل مین آیا تو اُسنے اپنی طرف سے
ایک گماشتہ بڑا ظالم مقرر کیا تھا ہر روز اُسکے ظلم کی خبرین مولانا کی مجلس مین پہونچتی تھین اتفاقاً وہ بیمار ہوا
تو چند روز کے لیے لوگون کو اُسکے ہاتھ سے نجات ملی ایک روز کسی نے آپ کی مجلس مین کہا کہ اب وہ
بیماری سے پھر اُٹھا مولانا نے اُسکی طرف تیز نگاہ سے دیکھکر تندی سے فرمایا کہ شاید قیامت ہی کے دن
اُٹھیگا چنانچہ دو چار روز کے بعد وہ مرگیا الغرض ہمایون نے لوٹتے وقت یہ ارادہ کیا کہ قندھار کو بیرام خان سے
نکال کر منعم خان کے حوالہ کردے مگر منعم خان نے عرض کیا کہ اب آپ ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ رکھتے ہین
ایسے وقت مین یہ تغیر و تبدل باعث رنج اور بیدلی لشکر کا ہوگا ہندوستان کی فتح کے بعد بمفائقہ یہ بین
چنانچہ ہمایون نے قندھار بیرام خان کے پاس اور دادر بہادر خان کے پاس پھر بحال رکھی اور لشکر کا
سامان درست کرکے ماہ ذی الحجہ ۹۶۱ھ نو سو اکسٹھ مین کابل سے ہندوستان کی طرف سوار ہوا اور یہ مقطعہ
اُسکی تاریخ مین لکھا گیا جسمین صوری اور معنوی دونون تاریخین نکلتی ہین ۹۶۱ خسرو غازی نصیر الدین ہمایون شاہ
گوے سبقت ببرد از شاہان چین پیشگی ۹۶۱ بہر فتح ہند از کابل عزیمت کرد و شد ۹۶۱ سال تاریخ تو دہ بمصد و شصت و یک
پیر شاہد کی منزل مین بیرام خان نے بھی قندھار سے آکر ملازمت حاصل کی غرض ہر روز کوچ کرکے

سندھ کی ندی اُتر آئے بیرام خان وخضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اُزبک فوج کے
ہراول بنکر آگے آگے آتے تھے تاتار خان کاسی رہتاس کا حاکم قلعہ کو خالی چھوڑکر جلد یا آدم کھکر بھی اس مرتبہ
حاضر نہ ہوا جب لاہور مین پہونچے تو وہان کے پٹھان بھی مقابلہ کی قوت نہ پاکر بھاگ گئے اور آرام سے متصرف ہوئے
اور تھانیہ اور جلندھر اور سرہند کی طرف کو جلد یے شہباز خان اور نصیر خان افغان نے دیپال پور کے قریب
شاہ ابوالمعالی اور علی قلی شیبانی سے مقابلہ کرکے شکست پائی مغلون کا رعب ایسا غالب تھا کہ کئی کئی ہزار
پٹھان اگر اپنے مقابلہ مین دس سوار بھی بڑی بڑی پگڑیان باندھے ہوے دیکھ لیتے تھے گو وہ لاہور ہی کے
ہون تو ایسے بھاگتے تھے کہ پیچھا پھر کر دیکھتے بھی نہ تھے جن دنون مین بادشاہ سندھ نہ اُترا تھا سکندر سور نے
ابراہیم سور پر غلبہ پاکر عدلی پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اتنے مین خبر پہونچی کہ ہمایون بادشاہ سندھ بھی اُتر آیا پٹھانون کی
یہ کیفیت تھی کہ ہر شخص اپنی اور اہل وعیال کی جان بچانے کی فکر مین تھا اور سب کو یقین تھا کہ یہ
اسلیم شاہ ہی کا کام تھا جو مغلون سے ور لیجاتا تھا اب کوئی اُنکے مقابلہ کے قابل نہین سکندر نے
باوجود ان سب اُمور کے اپنے اور اراودن کو منسخ کرکے مغلون کے مقابلہ کا ارادہ کیا کچھ فوج ہمایون کی
حدود جلندھر مین جمع ہوگئی تھی سکندر نے اُسکے مقابلہ کے لیے حبیب خان اور نصیب خان طغوچی
اور تاتار خان کاسی کو نامزد کیا اور خود بھی پیچھے سے آگیا یہ سُنکر حاجی خان امیر ستلیج کے پار اُتر گئے
پٹھانون نے اُنکا پیچھا کیا شام کے وقت دونون فوجون کا آمنا سامنا ہوا بڑی لڑائی ہوئی مغلون نے
تیر مارنے شروع کیے پٹھانون کی ضرب اُن تک کم پہونچتی تھی آخر پٹھانون نے ایک ویران گانون
مین آکر پناہ لی پھر پٹھانون نے بہت سی آگ جلائی تاکہ مغلون کا لشکر نظر آنے لگے مگر اس سے معاملہ
اور اُلٹا ہوگیا یعنی پٹھان روشنی مین ہوگئے اور مغلون پر اندھیرا ہی رہا اور اُنھون نے
تاک تاک کر خوب پٹھانون پر تیر مارنے شروع کیے آخر پٹھان شکست کھاکر بھاگ گئے یہ فتح مغلون کو
بڑی آسانی سے حاصل ہوگئی اور اُنکی طرف کے آدمی اس لڑائی مین بہت کم ضائع ہوے اور
بہت سا اسباب اور گھوڑے اور ہاتھی غنیمت مین ہاتھ آئے یہ خبر ہمایون کو لاہور مین پہونچی
پھر تمام پنجاب اور سرہند اور حصار فیروزہ تک سارا ملک مغلون کے قبضہ مین آگیا ہمایون جلد جلد
کوچ کرکے دہلی کے قریب پہونچا پھر سکندر نے ادھر اُدھر سے بھاگے بھوگے پٹھانون کو جمع کرکے
اسی ہزار سوار اور بہت سے ہاتھی اور توپخانہ ساتھ لیکر سرہند پر حملہ کیا اور شیر شاہ کی طرح

اپنے لشکر کے گرد خندق اور قلعہ تیار کیا مغلون نے سرہند کو شہر بند کر لیا اندر سے لڑتے رہے اور ہمایون کو
اپنی مدد کے لیے بلایا ہمایون یہ سنتے ہی جھٹ پٹ سرہند مین داخل ہوا ایک مدت تک ہر روز لڑائی ہوتی رہی
آخر جس روز شاہزادہ اکبر کی سرداری کا نمبر تھا اُس روز بہت بڑا معرکہ ہوا ایک طرف سے شاہزادہ اور ایک
طرف سے بیرام خان اور سکندر خان اور عبداللہ خان اوزبک اور شاہ ابوالمعالی اور علی قلی خان اور بہادر خان نے
حملہ کیا اور بہادری اور مردانگی کمال کو پہونچا دی پٹھانون نے بھی اپنے حوصلہ سے بڑھ کر دلیری کی مگر فتح
نہ ہوئی آخر بھاگ نکلے مغلون نے اُنکا پیچھا کیا تمام راستہ مین کشتون کے ڈھیر ہو گئے اور گھوڑے
اور ہاتھی اور ہر قسم کا اسباب بے انتہا غنیمت مین ہاتھ آیا اور اس قدر پٹھانون کے سر جمع ہو گئے
کہ اُنسے مینار چنوا لیے اسی وجہ سے بیرام خان نے اُس مقام کا نام سرمنزل رکھا تھا جو آج تک موجود ہے
شمشیر ہمایون اس فتح کی تاریخ ہے منشی خرد طالع میمون طلبید + انشاے سخن ز طبع موزون طلبید
تحریر چو کرد فتح ہندستان را + تاریخ ز شمشیر ہمایون طلبید + سکندر اس لڑائی مین شکست کھا کر کوہ
سوالک کی طرف بھاگ گیا سکندر خان اوزبک بہت سا لشکر ساتھ لیکر سامانہ کے رستہ سے دہلی مین آیا
جو پٹھان دہلی مین باقی رہ گئے سب متفرق ہو گئے ہمایون نے شاہ ابوالمعالی کو سکندر کے تعاقب مین
روانہ کیا اور ماہ رمضان سنہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ مین خود بھی دہلی مین داخل ہوا اور اکثر ہندوستان مین دوبارہ
خطبہ اور سکہ اُسکے نام کا جاری ہوا یہ بات اور بادشاہون کو بہت کم نصیب ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ شکست
ہو کر دوبارہ سلطنت نصیب ہوئی ہو اس سال مین ہمایون نے اکثر ملک امیرون کو جاگیرون مین تقسیم کیے
اور پرگنہ مصطفےٰ آباد جسکا محصول تیس چالیس تنکہ ہر سال تھا بصدق روح جناب سواد اضاء اصلی اللہ علیہ وسلم
مقرر کیا اور حصار فیروزہ اکبر کی جاگیر مین دیا بابر نے بھی ابتداے فتح سے یہی جاگیر ہمایون کو دی تھی اور
تمام پنجاب کا ملک شاہ ابوالمعالی کو دے کر سکندر کے مقابلہ پر نامزد کیا سکندر نے بھاگ کر شمالی پہاڑ مین پناہ لی
ابوالمعالی کی مدد کے لیے جو امیر مقرر کیے گئے تھے اُنکی جاگیرون پر بلکہ سرکاری خزانہ اور خالصہ کے پرگنون پر بھی
سکندر نے دست اندازی شروع کی اس وجہ سے وہ سب امیر بدل ہو گئے اور سکندر نے پھر قوت پیدا کر لی
تب ہمایون نے بیرام خان کو شاہزادہ اکبر کا اتالیق مقرر کر کے سکندر کے مقابلہ پر بھیجا اور شاہ ابوالمعالی کو
حصار فیروزہ کے لیے مقرر کیا اور اُسکے وہان جانے سے پہلے ہی تنبا خان کنگ کو آگرہ پر اور علی قلی خان کو
سیرٹھ اور سنبھل پر اور قنبر دیوانہ کو بدایون پر اور حیدر محمد خان آنبیگی کو بیانہ پر نامزد کیا حیدر محمد خان نے

ابراہیم سور کے باپ غازی محمد خان کو بیانہ کے قلعہ مین محصور کیا ہر چند لوگون نے غازی خان کو محاصرہ سے
پہلے بھی اور بعد بھی سمجھایا کہ بیانہ سے دستبردار کرا اور وہان سے گجرات کو چلا جاوے مگر اُسنے ہرگز نہ مانا اور آخر
مچھلی کی طرح جال مین پھنس گیا بیانہ کے زمیندار امن مانگ کر حاضر ہوگئے حیدر محمد خان نے عہد و پیمان کر کے
غازی خان کو مع اُسکے اہل و عیال کے بُلا لیا اور ایک محفوظ مکان اُسکے رہنے کے لیے مقرر کیا دوسرے دن
وہان کے خزانون اور دفینون کی تحقیقات کر کے عہد سے منحرف ہوگیا اور غازی خان کو مع اُسکے تمام اہل و
عیال کے یہان تک کہ شیر خوار بچون کو قتل کر ڈالا اور سر اُنکے ہمایون کے پاس بھیجدیے مگر ہمایون نے
یہ حرکت پسند نہ کی اور میر شہاب الدین نیشاپوری بخشی کو جسکا شہاب الدین احمد خان خطاب تھا غازی خان کے
مال و اسباب کی تحقیقات کے لیے بیانہ کو روانہ کیا حیدر محمد خان نے جواہرات وغیرہ نفیس اسباب کو چھپا ڈالا
اور کم قیمت اسباب ظاہر کر دیا قنبر دیوانہ نے نواحی سنبھل مین بہت سی جمعیت فراہم کر لی اور جب علی قلی کو وہ خاکسار
مین ملا تو کہتا تھا کہ یہ وہی مثل ہے کہ پیر کسی کے اور گانون کسی کا اور علی قلی خان کے سنبھل جانے سے
پہلے ہی قنبر بدایون کو چلا گیا اور وہان سے کانٹھ اور کولہ مین جا کر برکن خان پٹھان سے مقابلہ کیا اور
فتح پائی اور ملانوہ تک اپنا قبضہ کر لیا مگر پھر پٹھانون کے مقابلہ مین شکست کھائی اور وہان کے قلعہ مین بہت سا
کشت و خون کر کے بدایون مین آیا اور وہان بھی ظلم و تعدی حد سے زیادہ شروع کی ہر چند علی قلی خان نے
اُسکو اپنے پاس بُلایا مگر اُسنے نہ مانا اور کہا کہ بہ نسبت تیرے مین بادشاہ کا زیادہ مقرب ہون اور میرا
سر بادشاہی کے تاج سے ملا ہوا ہے تب علی قلی خان نے اُسپر فوج کشی کی اور بدایون کا محاصرہ کر لیا وہ دیوانہ
اُس وقت مین بھی شہر والون پر حد سے زیادہ ظلم کرتا تھا اور کسی کی جورو کسی کی بیٹی کسی کا مال اسباب بے روک
چھین لیتا تھا اور کسی پر اُسکو اعتماد نہ تھا راتون کو بذات خود مورچون پر گشت کرتا تھا اور باوجود دیوانگی کے
ایسا ڈرتا تھا کہ ایک روز قلعہ کے ایک خالی گھر مین آدھی رات کے وقت گیا اور ایک مقام پر ذرا کھڑا ہوا
پھر دو چار قدم آگے بڑھ کے کچھ غور کیا پھر یکبارگی پہلی جگہ پر آکر بیلدارون کو اُسی وقت بُلا کر اُس زمین کو
کھودنے کا حکم دیا اور کہا کہ یہان سے کچھ آواز میرے کان مین آتی ہے جب اُسکو کھودا تو معلوم ہوا
کہ علی قلی خان نے قلعہ کے باہر سے سُرنگ لگائی تھی جن لوگون نے اُس سرنگ کو دیکھا تھا وہ بیان
کرتے تھے کہ ابتدا مین قلعہ کی جس طرف سرنگ کھودنا شروع کی تو معلوم ہوا کہ بنیاد قلعہ کی پانی تک ہے
اور لوہے کے سینچے اور سال کے لٹھے اُسمین مضبوطی کے لیے رکھے تھے مگر خاص ایک موقع خالی

مل گیا تھا وہین سے یہ سُرنگ کھودی گئی تھی علی قلی خان بھی قنبر کی اس دانائی سے حیران رہگیا پھر سارے شہر والون نے اتفاق کرکے علی قلی خان سے کہلا بھیجا کہ فلانی رات مین فلانے برج پر حملہ کیجیو ہم قلعہ کے اوپر سے کمندین اور سیڑھیان ڈال دینگے چنانچہ یہی ہوا اور علی قلی خان کے سپاہیون کو شیخ حبیب بدایونی نے اُن شیخ زادون کے برج کی طرف سے جو شیخ سلیم چشتی کے رشتہ دارون مین سے تھے اوپر چڑھا لیا چنانچہ اُنھون نے شہر مین داخل ہوکر آگ لگادی قنبر دیوانہ ایک کالا کمل اوڑھکر شہر سے باہر بھاگ گیا مگر لوگ اُسکو پکڑکر علی قلی خان کے سامنے لائے علی قلی خان نے اُس سے بہت ملامت کی گفتگو کی اور کہا کہ تو اطاعت قبول کر تو تیری جان بخشی کردون مگر وہ دیوانہ بڑی سخت گفتگو کرتا رہا اور کسی طرح نہ مانا تب علی قلی خان نے اُسکو قتل کروایا قبر اُسکی بدایون مین مشہور ہے قنبر کی عادت تھی کہ بہت سا کھانا پکاکر لوگون کی دعوت کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ کھاؤ مال خدا کا ہے اور جان خدا کی ہے اور قنبر دیوانہ بکا دل خدا کا ہے جب اُسکا سر علی قلی خان نے اپنی عرضی کے ساتھ ہمایون کے پاس بھیجا تو ہمایون کو بہت رنج ہوا اسی اثنا مین ایک روز ہمایون قلعہ دین پناہ مین کتاب خانہ کی چھت پر چڑھا تھا اُترتے وقت اذان کی آواز آئی ہمایون اذان کی تعظیم کے لیے وہین بیٹھ گیا اُٹھتے وقت عصا پھسلا اور اس سبب ہمایون کئی زینون کی سیڑھیون پر لڑکتا ہوا زمین تک پہونچا جب کچھ آرام ہوا تو شیخ چولی کی پیشکش کے واسطے شاہزادہ اکبر کے پاس پنجاب مین نذر بھیجی اور حقیقت حال سے مطلع کیا آخر پندرھوین ماہ مذکور کو اس عالم فانی سے انتقال کیا اور اُسکے مرنے کی یہ تاریخ ہے ؎ چو گشت از رحمت حق ساکن اندر روضۂ رضوان ✻ بہشت آمد مقام پاک او تاریخ ازان باشد ✻ اور مولانا قاسم نے یہ تاریخ لکھی ہے ؎ ہمایون بادشاہ ملک معنی ✻ ندارد کس چو او شاہنشہی یاد ✻ زبام قصر خود افتاد ناگہ ✻ وزان عمر عزیزش رفت برباد ✻ پی تاریخ او کاہی رقم زد ✻ ہمایون بادشاہ از بام افتاد ✻ اور ایک تاریخ یہ ہے ؎ شنو غافل ز سال فوت این گنج ✻ ہمایون کجا رفت و اقبال او ✻ اور ایک تاریخ یہ ہے ع اہ آہ بادشاہ من از بام افتاد ✻ اس بادشاہ کی عمر اکاون برس کی ہوئی پچیس برس سے کچھ زیادہ سلطنت کی اس بادشاہ کے کمالات ظاہری اور باطنی حد سے زیادہ تھے نجوم اور ہیئت اور تمام شریف علمون مین بے نظیر تھا اور عالمون فاضلون اور بزرگون اور شاعرون کی بڑی قدر کرتا تھا اور خود بھی شعر خوب کہتا تھا ہر وقت باوضو رہتا تھا اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام کبھی بے وضو نہ لیتا تھا اور اگر کسی ایسے نام کے جو لفظ عبد اور اور اللہ کے کسی نام سے مرکب ہوتا تھا زبان پر لانے کی ضرورت ہوتی تو فقط عبد پر اکتفا کرتا تھا مثلاً عبد الحی کو فقط عبدل کہتا تھا اور رقعہ

وغیرہ کی پیشانی پر بجاے لفظ ہوے کے گیارہ کا ہندسہ جو لفظ ہوے کے عدد ہین لکھ دیتا تھا اور ہر طرح کے
ادب ہمیشہ خیال رکھتا تھا تمام رات صحبتون مین بسر کرتا تھا اور سستی نہ کرتا تھا اور سخاوت اسکی ایسی تھی کہ
تمام ہندوستان کا خراج بھی وفا نہ کرتا تھا اور اسی وجہ سے وکلا اسکے سامنے روپیہ پیش
نہ کرتے تھے کبھی گالی کا لفظ اسکی زبان پر نہ آتا تھا جب بہت ہی غصہ آتا تھا تو فقط اسقدر کہ ہی
اور گھر مین اور مجلس مین کبھی بھولے سے بھی بانیان پانون پہلے نہ رکھتا تھا بلکہ اسکی مجلس مین کوئی
وقت کوئی اور شخص بھی اکڑا پانون پہلے نہ رکھتا تھا اور اگر کوئی یہ حرکت کرتا تو اسکو پتھر پیچھے سے
کھینچ مارتا تھا اور حیا ایسی تھی کہ کبھی قہقہہ سے نہ ہنستا تھا اور کسی کی طرف تیزی سے نہ دیکھتا تھا مشہور ہے کہ
جب اسنے دوبارہ تسخیر ہندوستان کا ارادہ کیا تو شیخ حمید بنبھلی سفیر کابل تک اسکے استقبال کو گیا ہمایون نکا
بڑا معتقد تھا ایک روز شیخ نے ہمایون سے کہا کہ مین آپ کے سارے لشکر کو رافضی پاتا ہون ہمایون نے
پوچھا کیسے انھون نے جواب دیا کہ اب کی مرتبہ آپ کے سارے سپاہیون کے نام یا علی اکبر یا علی اصغر یا
حیدر علی وغیرہ ہین اور کسی خلیفہ کے نام پر کسی کا نام بھی نہین ہمایون کو یہ سنکر ایسا غصہ آیا کہ قلم ہاتھ
مین سے زمین پر ڈال دیا اور کہا کہ میرے دادا کا نام خود عمر شیخ تھا یہ کہکر محل سرا مین اٹھکر چلا گیا اور پھیر
آکر بڑی ملایمت کے ساتھ شیخ کو اپنے اچھے عقیدون سے مطلع کیا اگر ہمارے فضائل اسکے لکھے
جاوین تو ایک دفتر علیحدہ چاہیے اور چونکہ یہ بادشاہ قدردان بڑا تھا اسلیے اسکے زمانہ مین شاعر بھی
بہت ہوے منجملہ انکے ایک مولانا جنوبی بدخشی معمائی بدخشان مین تھے اور اسنے ہمایون کی شاہزادگی کے
زمانہ مین ایک قصیدہ اسکی تعریف مین اڑھتیس شعرون کا لکھا تھا اور اسمین ایسا کمال تھا کہ ذوالفقار
شروانی کے قصیدہ سے جو اسنے خواجہ رشید قدر کی تعریف مین لکھا تھا اور سلمان ساوجی کے قصیدہ سے
جو اسنے خواجہ غیاث کی تعریف مین لکھا تھا جو مشکل صنعتین برگزیدہ تھین وہ مولانا جنوبی نے اپنے
اس قصیدہ مین ختم کردین جیسے معما اور الغاز مضمر اور تاریخ وغیرہ حقیقت مین وہ قصیدہ لاجواب لکھا ہے
شہنشاہا رخ تو لالہ و نسرین لب تو جان ✤ ہمی بینم لب تو غنچہ رنگین شدہ خندان ✤ نمی گویم خط تو سبزہ و
ریحان خد تو گل ✤ شود ظاہر قد تو فتنہ دوران دم جولان ✤ اگر اس قصیدہ کے ہر مصرع کے اول سے ایک ایک حرف
لیا جاوے تو یہ مطلع پیدا ہوتا ہے شہنشاہ دین بادشاہ زمان ✤ نرخت ہمایون شد کامران ✤ اور اگر پہلی دو حرف
درمیانی حرفون کو سرخی سے لکھین تو یہ مطلع پیدا ہوتا ہے رخ تو لالہ و نسرین خط تو سبزہ و ریحان

لب تو غنچۂ رنگین قد تو فتنۂ دوران ✻ اور اگر اُسکے درمیانی فقروں کو دوسری طرف سے لوٹ کر پڑھیں تو یہ مطلع دوسری ردیف و قافیہ کا پیدا ہوتا ہے جو تین بحروں میں پڑھا جاتا ہے ؎ خطِ تو سبزۂ دوریحان رخ تو لالۂ نسرین ✻ قد تو فتنۂ دوران لب تو غنچۂ رنگین ✻ اور جو اس سرخی درسیاہی کے بعد سیاہی کے لفظ باقی رہے وہ بھی ایک مطلع ہے اور اس مطلع میں اور بھی بہت سی صنعتیں ہیں اور اس قصیدہ کے اوچار شعروں کے اگر بعضے کلمات کو سرخی سے لکھیں تو یہ قطعہ تاریخ فتح بخشان کا حاصل ہوتا ہے ؎ تو ئی شاہ شاہان دوران کہ شد ✻ ہمیشہ ترا کار فتح و ظفر ✻ نگر فتی بدخشان تاریخ شد ✻ محمد ہمایون شہ بحر و بر ✻ اور یہ قطعہ مضمر بھی ہوتا ہے اور اس رباعی سے جو اس قصیدہ کے آئندہ شعروں سے نکلتی ہے اظہار مضمر ہوتا ہے ؎ تا خاک درش گشت تن زار گداز ✻ دل از غم و غصہ خود افتاد جداز ✻ جان میں یار از غم یار رفت ✻ غم شد زحد این دم و ہر آن شاہ نداز ✻ اور گو شوارہ اُسکا یہ ہے ؎ گو بدخشہ فتح شہ دین ماہ ✻ ایک شاعر اُسکے عہد کے شیخ زین الدین خان تھے جنکا وفائی تخلص تھا بابر بادشاہ نے اُنکو تمام ہندوستان کا صدر مقرر کر دیا تھا ایک مسجد اور مدرسہ بھی اُنھوں نے آگرہ میں جنمکے پاس بنایا تھا فن منطق اور تاریخ اور فی البدیہہ شعر لکھنے میں اور نظم و نثر کے جمیع کمالات میں بے نظیر تھے مشہور ہے کہ جب یہ اول مرتبہ بابر بادشاہ کی خدمت میں آیا تو بابر نے پوچھا کہ تمھاری کیا عمر ہے اُسنے فی البدیہہ یہ جواب دیا کہ میں پانچ برس پہلے چال سالہ تھا اور اب چال سالہ ہوں اور دو برس کے بعد چال تمام ہونگے مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ میری بھی کسی نے عمر پوچھی تھی تو میں نے جواب دیا کہ میں ایک سال پہلے پنجہ سالہ تھا اور اب پنجاہ سالہ ہوں اور دس برس کے بعد پنجہ سال تمام ہونگے مشہور ہے کہ شیخ زین ایک مرتبہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مزار پر گئے اور وہاں یہ حکایت شیخ کی سُنی کہ الہدیا مشترک تنہا خوشترک تو اُنھوں نے یہ قطعہ لکھا ؎ شیخنا باد ترا از حق ہدایا بزرگوار ✻

آن کدامم من کہ گویم الہدایا مشترک	گوئی تنہا خوشترک از انسان گفتی این سخن	مشترک سازار مگوئی کہ تنہا خوشترک
اور یہ قطعہ بھی اُنھیں کی تصنیف ہے ؎		
اے گریبانم ز شوقت پارہ دامن چاک چاک	غم گریبان گیر شد سر در گریبان چون کشم	شوق دامنگیر آمد پا بدامان چون کشم
	نے تو پا دارد من و سر در گریبان چون کشم	شیخ زین نے ہندوستان کے

حالات اور اُسکی فتح کے بیان میں ایک تاریخ بھی لکھی ہے اور اُسمیں اپنی سخنوری کو ختم کر دیا ہے شیخ مذکور نے صد و چہار میں سنہ ۹۴۰ نو سو چالیس میں انتقال کیا اور ایک مدرسہ جو اُنھوں نے بنایا تھا اُسمیں دفن ہوے ایک شاعر اُس زمانہ کے مولانا ماندری سمرقندی ہیں جو اُس زمانہ کے بڑے فاضل اور جامع کمالات تھے اور ایک خوبصورت شخص نظام نامے پر عاشق تھے اور یہ اظہار مضمر اُسکے لیے لکھا تھا ؎

من دل شکستہ گویم صفت نظام نامی — کہ نداشت بے وصالش ان ناتوان لطامی — رنجورم و در دل از تو دارم صد غم
بے لعل لبت حریف دردم ہمہ دم — زین غم ملولم من مسکین و غریب — خواہم شود آرام گہم کوے عدم
گوشوارہ صفت سنبل شاہد گویم — یہ کلام انکی نتایج طبع سے ہے — وہ چہ خرام ست قد یار را
بندہ شوم آن قد و رفتار را — یار سوے ما بترحم ندید — داشت مگر جانب اغیار را
سوے خرابات گذر نادری — در سر مے کن سر و دستار را — تا کویت کہ عمرے بودم آنجا
بعد خود کجا آسودم آنجا — بقصد سجدہ ہر جا سر نہادم — تو بودی کعبۂ مقصودم آنجا
جہانے محرم و من ماندہ محروم — ہمہ مقبول و من مردودم آنجا — چہ پرسی نادری چونی دران کو

اور یہ قصیدہ انھون نے ہمایون کی تعریف مین لکھا تھا

الحمد للہ کہ بجمعیت خاطر — باعیش نشستند حریفان مساعد — گلزار تماشا گہ خلق ست کہ انجا
در حضرت گل بلبل غالب شد و جا یافت — عریان ز خزان بود مگر شاہد بستان — کز خرقہ صد پارہ و گل دوختہ ساتر
یکجا ست گل و یاسمن و سنبل و ریحان — سلطان بہار آمدہ با فیل و عساکر — مرغان صفت شاہ فلک مرتبہ خوبان
بر شاخ درختان چو خطیبان منابر — خاقان معظم شہ جم قدر ہمایون — کش ہست قوی ہست دل از قدرت قادر
از دانش او دانش ارباب بصیرت — وز بینش او بینش ارباب بصائر — منہی چو حرام ست در احکام شریعت
اقبال نماید بمراعات آوامر — جمع آمدہ بہر ظفر لشکر اسلام — آحاد سپاہش ز دلیران عساکر
زیر علم فتح بمیدان سعادت — بادش کرم لم یزلی حافظ و ناصر — اے باکف جود تو قوام ہمہ اشیا
قائم بدم تیغ تو اعراض و جواہر — در روز ازل بود خداوند جہان را — مقصود وجود تو در ین چند دوائر
جبریل اگر یار دگر وحی بیارد — در شان تو ظاہر شود آیات مظاہر — ہر نکتۂ حکمت کہ لب لعل تو فرمود
مشہور جہان شد چو حدیث نبوی ست — نبنی ست کہ شرح کتب فن ہا ہمہ دارد — تصنیف متین تو ز اسیجاز دواتر
کس دانش بسیار ترا چون کند انکار — انکار بدیہی نکند غیر مکابر — احصاے کمالات تو کردن نتواند
کاندر ہمہ فنہا شدۂ کامل و ماہر — با عقل حکیمانہ و اقبال تو دارد — نفس ملکی نسبت اجناس مشاہر
جود تو بہ نوعیست کہ در ساعت بخشش — ناخواستہ دانی ہمہ حاجات ضمائر — آور یہ تمام اسنے اسم کیا کا لکھا تھا
مصحف ست آن رو و آن خطہ بہشت ست — عارض آن دلستان بے بدل از خال خط — مولانا نادر نے نسخہ فوسو چھپا تھا

مین انتقال کیا اور مرزا امانی کابلی نے یہ تاریخ انکے وفات کی لکھی ہے

آن نادری کہ داد سخن داد در جہان | جستم بسم تعمیہ تاریخ فوت او | گفتا خرد کہ رفت یکی از سخنوران

ایک شاعر اُس زمانہ کے شیخ ابوالوا حد فارغی تھے اِنکی درویشانہ وضع تھی اور شیرین زبانی مین مشہور تھے یہ اُنکا کلام ہے

ازبسکہ آن جفا جو آزار می نماید | اندک ترحم او بسیار می نماید | اور یہ چند شعر واسوخت کے

مضمون مین لکھے ہین ؎

چو ساغر از برائے جرعۂ لب بر لب کسی | صراحی وار مہر ساغرے مائل بہر بوئے | اور چند شعر اُنکے یہ ہین ؎

عمری کہ دل بوصل تو ہم بہرمند بود | نمود آنقدر کہ تو ان گفت چند بود | القصہ در فراق بسر شد شمار عمر

سرمایۂ وصال کہ داند کہ چند بود | اغیار دوش پیش تو بودند و فارغے | ازدور ہا بآتش حرمان سپند بود ایضاً

رشتۂ جمعیت اے یاران ہمدم گسلید | در پریشانی پریشانی ست از ہم گسلید | ایضاً چو تیر خدنگی از سینہ ام بگذار یکبار

مرا دل دہ کہ نامردانہ در راہت دہم جان را | شیخ مذکور کا شتہ ۹۰۰ نو سو چالیس مین انتقال ہوا اور اگرد مین شیخ زین حافی

قبر کے برابر خانقاہ مین دفن ہوے اور اُن دونون مین باہم اتفاق بہت تھا اور اتفاقات سے یہ ہوا کہ ایک ہی

سال مین دونون کا انتقال ہوا مشہور ہی کہ جب ان دونون نے ہندوستان کی طرف توجہ کی تو ایسے مفلس تھے

کہ بجز ایک کہنہ پوستین کے اور کچھ اُنکے پاس نہ تھا شیخ زین نے شیخ ابوالوا حد سے کہا کہ مین اسکو بیچنے کے لیے

کابل کی بازار مین اس شرط پر لیے جاتا ہون کہ تم اگر خوش طبعی کو کام نہ فرماؤ اُنھون نے قبول کیا غرض

شیخ زین اُس پوستین کو بازار مین بیچنے کے لیے لے گئے ایک شخص خریدار پیدا ہوا قیمت مین جھگڑا اٹھا شیخ

پانچ شہرخی دیتا تھا شیخ زین زیادہ مانگتے تھے شیخ ابوالوا حد بے غرضانہ طور پر رہان آکر دلالی کرنے لگے

اور بہت سی حصیں بعد کہنے لگے کہ اے بے انصاف اس پارہ پارہ پوستین مین پانچ شہرخی کے

تو فقط پسو اور جوئین ہین غرض اس گفتگو سے معاملہ درہم برہم ہوگیا اور شیخ زین بہت خفا ہوکر کہنے لگے

کہ ہم تو ایک روٹی کے محتاج ہین تم اس وقت مین بھی ہنسی سے نہین چوکتے ایک شاعر اُس زمانہ کا جاہی تھا

بخارا کسی تھا جس زمانہ مین ہمایون کابل سے ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ رکھتا تھا اُنھین دونون مین جاہی

ملازمت مین آیا اور جب ہمایون نے شاہ محمد خان شاپور کو کابل مین بطور سزا ولی کے مقرر کیا اُسنے اور

عوام کی طرح ملا جاہی کو بھی بہت ایذا دی ملا نے ایک ترکیب بند شاپور کی ہجو مین لکھا چونکہ ایک بیٹی شاپور کی

ہمایون کے نکاح مین تھی اسلیے اُس سے تو کچھ تعرض نہ کیا اور اُسکے سارے خاندان کی نسبت بڑی فحش باتین

لکھین اور کسی مرد و عورت کو خالی نہ چھوڑا جو کہ بادشاہ کو بھی شاپور سے کچھ رنج تھا اسلیے اُس ہجو کو دربار عام مین

شاہپور کے سامنے ملا کی زبان سے سُنا اور بہت ہنسکر صلہ معقول شاہپور سے دلوایا مصنف صاحب نے بسبب فحش کے اُس ہجو کے فقط اس ایک بند پر اکتفا کیا ہے ؎ شاعر شاہ ہمایون نم خاک درگہ

سیر ندکرہ کہ شاعرم لعنت بمہ	خسر و شعرم و ابیات خوشم خیل دوبیت	دیدم از تجربہ زنے ظلمۃ از جرم و گنہ
پارۂ کاغذ اگر از زہر یان گشتہ سیہ	سوے ہجو ش اگر اندیشہ روے برو	غرض آنست کہ این خرصفتان اہلم
غوث و حرمت این طائفہ دارند نگہ	وائے آنکس کہ بتخیل شعر استیزد	ہر کہ با ما بستیزد بہ بلا بستیزد

ہمایون نے اس مصرع مین دخل دیکر کہا کہ یون ہی کیون نہین کہتے کہ + ہر کہ با ما بستیزد بخدا بستیزد یہ کلام اُسکا ہے ؎ تا بودہ ایم عاشق و بدنام بودہ ایم ❊ امازعاشقان باندام بودہ ایم ❊ ایضاً

خوبرویان ہمہ بے مہر و وفا اید شما	با اسیران ز پئے جور و جفا اید شما	وعدہ کردید و وفا طور دگر و عمی خصید
راست گوئید کہ این طور چرا اید شما	ما درین شہر نہ از بہر شما ایم رسوا ایم	ہمہ جا باعث رسوائی ما اید شما
چند پرسید کہ مقصود تو در عالم چیست	راست گوئم کہ شما اید شما اید شما	جاے از دست شما جان بتواند بردن
کہ بلائے ز بلاہاے خدا اید شما	ایضاً	دوش ما عید بر شکل مصلی آمد
کز بخارا روزہ بود آئینہ دل اغبار	یا مہ نو بود یا نبود ار ضعف بدن	استخوان پہلوے لب تشنہ کمان دہ دار
یار تا رشید مہر تا قوۂ لیلی حطب	یا تن خم گشتہ مجنون شد از غم زرد و نزار	خویش را در سلک خدام تو منجواہد فلک
زان کمان حلقہ آورد و ہست بہر گدا	بلکہ بیکت بستہ رنگ و یک سر بر زدہ	سیر و دار زروم تا آرد خبر از زنگبار

ملا جاہی نے یہ شعر ؎ خویش را در سلک خدام تو منجواہد فلک

استنباط کیا ہے ؎ نظام استرآبادی کے اس شعر سے

ایک رباعی ملا جاہی کی یہ ہے ؎ از براے پیشکش انجم کمان آوردہ اند برسر بیعلطت بنشستہ شاہنگبار

آن کاکل مشکین پریشانی ماست خط گرد رخت باعث حیرانی ماست زلفت سبب بے سر و سامانی ماست

زآنست کہ دی دراز ہلال کجاست اینہا ہمہ اسباب پریشانی ماست ایضاً یہ ایک بہر نقیب ابی تو ساخت فلک

عقد کبک ربود خدنگ تو از جا ہراج خان نے اسی قافیہ مین بحر بدل کر ایک قصیدہ لکھا جسکا مطلع یہ ہے ؎

کرد از ہلال صورت پروین شہاجک آن دونون مطلع کا ماخذ شاعری تو ہی

کے قصیدہ کا مطلع ہے ملا جاہی کو سنہ ۹۵۶ نو سو چھپن مین ایک غلام نے زہر کھلا کر مار ڈالا ایک شاعر اُس زمانہ کا حیدر قوینائی ہے یہ ایک بڑا لائق آدمی تھا موسیقی کے فن مین بے نظیر تھا اکثر اوقات اُسکی ہندوستان مین گذری یہ ایک مطلع اُسکا اکثر مرثیون کی مجلس مین پڑھا کرتے ہین ❊ ماہ محرم آمد و شد گریہ فرض عین

گر یکدم خون بیاد لب تشنۂ حسین	رباعی	آنی کہ ز رشک مہر و ماہت گویند
مہر و یان را خیل و سپاہت گویند	تو لائق آنی کہ بدین حسن و جمال	شاہان زمانہ بادشاہت گویند
ولہ دلا چون عشق مہربانے نداری	بجز درد ش آرام جانے نداری	ولہ ہر لحظہ نازنین مرا نازے دیگرست
نازش بجان کشم چہ کنم نازپرورست	باغنچہ نسبت دہن یار چون کنم	تنگ ست غنچہ لیک سخن جای دیگرست

حیدر تونی کا بیٹا نہایت حیز اور بیدل تھا چنانچہ ۹۵۸ھ نو سو پچاسی مین بادشاہ کی ملازمت مین آیا اور جہانگیر بیٹھنے کی مصیبتین اور تکلیفین بیان کرتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ شاید تم حج کے جانے سے بہت پشیمان ہوے ہوگے اور وہی کیفیت جو قدسی شاعر سے لوگون نے کہا تھا از رنج رہ بادیہ خارمغیلان ✽ از آمدن کعبہ پشیمان شدہ باشی ✽ اُسنے فوراً جواب دیا کہ فی الحقیقت یہی تھا بادشاہ نے کہا کہ کعبہ جانے سے پشیمانی کیون ہوئی البتہ کشتی مین بیٹھنے سے پشیمانی ہوئی ہوگی اتنے مین مٹھن خان نقال نے بادشاہ کے اشارہ سے ایسی صورت بنائی کہ بالکل کتے نے کاٹا ہے اور کتے کی طرح بھونکتا ہوا اُسکے اوپر دوڑا اُسکی یہ کیفیت ہوئی کہ پگڑی کہین رہی اور جوتیان کہین ہر طرف دوڑتا پھرتا تھا آخر گر پڑا سب اہل مجلس کا ہنستے ہنستے بُرا حال ہوا جب اسکو اس معاملہ کی اصلیت معلوم ہوئی تو بہت شرمندہ ہوا اور پھر بادشاہ نے ہر چند تسلی کی مگر وہ ہندوستان مین نہ رہا ایک شاعر اُس زمانہ کا طاہر خواندی دکنی چھوٹا بھائی شاہ جعفر کا ہے پچھلے عالمون نے خواندون کے نسب مین بہت کلام کیا ہے اور پہلے ایک مضمر بھی اس باب مین مرتب کیا گیا تھا چنانچہ کتاب کامل التواریخ ابن اثیر جزری اور لب التواریخ قاضی یحیی قزوینی مین مسطور ہے چونکہ طاہر مذکور اپنے آپ کو شاہ طہماسپ کے عزیزون مین بتلاتا تھا اسلیے رافضی مشہور تھا اور اسی سبب سے میر جمال الدین صدر استرآبادی نے اُسکو بہت تنگ کیا چنانچہ وہ دکن کو چلا گیا نظام شاہ وہان کے حاکم سے بڑی موافقت آئی اور شاہ طاہر نے مرتبۂ عالی پر ترقی پائی یہان تک کہ جملۃ الملکی کے منصب پر پہونچا اور اُسی کے سبب سے شیعہ مذہب کا اُس ملک مین رواج ہوا اتفاقاً نظام شاہ کسی سخت بیماری مین مبتلا ہوا شاہ جعفر نے اُسکے لیے کوئی عمل پڑھا چنانچہ اُسکو صحت ہوگئی یہ بات شاہ جعفر کی بڑی کرامت سمجھی گئی اور شاہ جعفر کے بہکانے سے نظام شاہ نے سنیہ مذہب جو مہدویہ کے طریقہ پر رکھتا تھا چھوڑ کر شیعہ مذہب اختیار کیا اور اُن دونون کی وجہ سے اُس ملک کے بزرگون کو بڑی ایذائین پہونچین چنانچہ انجام کو سُنّی لوگ اکثر وہان سے چلے آئے اور شیعون کی بڑی کثرت ہوئی الغرض شاہ طاہر نے ایک قصیدہ انوری کے قصیدہ در ہمایون کی تعریف مین لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہین

محمل مہر جو آید بشبستان عمل — لالہ فانوس بر افروزد و نرگس مشعل — گو واز مدد سر بہمن و دی ست کنون

شوید از ناصیہ اش ابر بہاری صندل — ایک مطلع اسکا یہ مشہور ہی — در غم آباد جہان عیش ازو ل نا شاد رفت

خوبہ غم کردیم چندانی کہ عیش از یاد رفت — ایضاً — با جرم عشق بد نامیم و زاہد از ریا

ہر دو بد نامیم اما کجا و او کجا — وله — بیرون میا کہ شہرہ ایام میشوی

با کشتہ میشویم و تو بدنام میشوی — ایک قصیدہ اُسنے بہت اچھا لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہی

ہر آن کس کہ بر کام گیتی بہند دل — نیز دیک اہل خرد نیست عاقل — شاہ طاہر ملک بکن میں ۹۰۶ھ نو سو باون

مین مرگیا اور تابع اہل بیت اُسکی تاریخ ہی ایک شاعر اُس زمانہ کا خواجہ ایوب ابن خواجہ ابوالبرکات ہی ہر چند
کہ یہ بزرگون کی اولاد مین تھے اور دونون باپ بیٹے علم و فضل مین بھی یکتا تھے مگر یہ دونون بے قیدی مین
بھی نہایت مشہور تھے ایک مرتبہ خواجہ ابوالبرکات نے یہ مطلع اپنا اُس زمانہ کے فاضلون کو سُنایا
خشک شد کشت امید و تازہ شد قحط وفا ٭ تر آتش دل یاد ابر چشم ما باران نماند ٭ لوگون نے یہ اعتراض کیا کہ لفظ یا
دوسرے مصرع مین محض بے معنی ہی یہان لفظ تا کا مناسب تھا خواجہ نے فی الفور یہ قطعہ اُسکی مذمت ہی مین لکھا
ہر چہ آید بہ پیش اہل نظر ٭ بگمان خطاش خط نکشند ٭ نقطہا گر فتند زیر و زبر ٭ عقل را پیر و نقطہ نکشند ٭ یا نخوانند
و نیک فکر کنند ٭ یا نخوانند تا غلط نکنند ٭ اور ایک قصیدہ اُسنے سلمان ساوجی کی زمین مین لکھا ہی جسکا مطلع یہ ہی

شب غم دارم و دور سر ہجران ہمہ — آمد جان لب و نامدہ جانان ہمہ — تا گرفت آتش دل در تن من جان نوس

دل نم چاک شد و چاک گریبان ہمہ — اور یہ دو تین شعر اُنکے اُس قصیدہ کے ہین جو اُسنے قاضی نیشاپور کی ہجو
مین لکھا تھا — خلاف شرع پیمبر نوشت قصہ گر — کہ ہیچ زان نبود در کتابہا مسطور

عسل حرام نوشت و شراب کرد حلال — کہ این عصارہ تاک ست و آن نی زنبور — زنیکہ لشکر شہر ہر پیش قاضی بُرد

کہ خط نفس من از وی نمیشد منظور — جواب داد کہ گر او قوی ضعیف شد است — روا بود کہ در آرد بجای خود مزدور

خواجہ ایوب کبھی ایوب اور کبھی فراقی اپنا تخلص کرتا تھا اور یہ غزل اُسکی ہی

ای شاخ گل کہ ہمچو سہی قد کشیدہ — بر گرد لب خطے ز زمرد کشیدہ — وز ابروان فراز الف مد کشیدہ

بر حرف دیگران ز سر ناز قد قبول — بر حرف عاشقان قلم رد کشیدہ — تشویش مکش دلکش ای نقشبند چین

تا دید چشم او رقش اگر صد کشیدہ — از دوستان وصال فراقی طمع مبر — جور و جفاے یار چو بسیار کشیدہ

اگرچہ خواجہ ایوب کی وضع بہت بری تھی مگر پھر بھی ہمایون کی اُسکے حال پر بڑی توجہ تھی اور دل و جان سے

اُسکی صحبت کا طالب تھا چنانچہ ایک اپنے خاندان کی بیگم کے ساتھ خواجہ کا نکاح بھی کر دیا تھا مگر خواجہ کی وہ وضع نہ چھوٹی بلکہ اُسکے نتیجہ اور زیادہ خراب ہوے ایک روز ہمایون کی مجلس مین خواجہ سے ایک ایسی حرکت سرزد ہوئی کہ ذکر کرنے کے قابل نہین ہمایون نے پھر بھی کچھ خیال نہ کیا فقط اسی قدر پوچھا کہ اے خواجہ یہ کیا حرکت تھی پھر خواجہ نے سفر مکہ معظمہ کا قصد کیا اور سارا سامان درست کر کے سب سے رخصت ہو کر جب کشتی مین بیٹھے تو رفیقون سے پوچھا کہ مکہ جانے کا فائدہ کیا ہوگا اُنھون نے جواب دیا کہ گناہ پاک ہو جائینگے یہ سُنکر خواجہ نے کہا تو اتنی ہی گناہ کر کے حج کرینگے تاکہ سب گناہون سے پاک ہو جاوین پس اُس ارادہ کو فسخ کر دیا اور علانیہ فسق و فجور مین مبتلا ہوا سلطان بہادر گجراتی نے ایک اشرفی ہر روز اُسکے خرچ کے لیے مقرر کر دی تھی ایک روز سلطان بہادر سوار ہو کر احمد آباد کی بازار مین ہو کر گذرا خواجہ کوترپولیہ کی مسجد مین دیکھکر رُک گیا اور اُسی کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اب تو اچھی اوقات اچھی طرح گذرتی ہے خواجہ نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ نے روزینہ مقرر کر دیا ہے وہ میرے ایک مہینہ کے خرچ کو بھی کافی نہین ہوتا اگرچہ خواجہ نے ایسا سخت جواب دیا مگر سلطان بہادر نے کچھ اسکا خیال نہ کر کے اُس روز سے اُسکے روزینہ کو دوچند کر دیا اُنھین دنون شاہ طاہر دکنی نظام شاہ کی طرف سے قاصد بنکر بڑے جلوس اور سامان سے گجرات مین آیا تھا اور چونکہ اُسنے خواجہ کی بڑی تعریف سُنی تھی اسلیے خود اُسکے گھر گیا مگر خواجہ کے گھر کی کیفیت کہ آبخورہ اور بوریا بھی سلامت نہ تھا شاہ طاہر خواجہ کی صحبت سے بہت خوش ہوا اور اپنے شعر بھی پڑھے کہ سکے بھی سُنے دوسرے روز شاہ طاہر نے خواجہ کی اپنے گھر دعوت کی اور خلعت اور گھوڑا اور کچھ زر نقد وغیرہ اُسکے دینے کے لیے تیار کیا اُس روز کی صحبت مین کچھ مذہب کی گفتگو شروع ہو گئی خواجہ نے شاہ طاہر سے پوچھا کہ شیعہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی خطاب مین کیون گستاخیان کیا کرتے ہین شاہ طاہر نے جواب دیا کہ ہمارے مجتہدون نے صحابہ کی لعن کو جزو ایمان ٹھہرایا ہے خواجہ نے کہا کہ جس ایمان کا جزو لعن ہو اُس ایمان پر لعنت ہے شاہ طاہر کو بہت ناگوار ہوا اور وہ صحبت درہم برہم ہو گئی اور وہ جو کچھ اُسنے خواجہ کی خدمت کا ارادہ کیا تھا سب ملتوی رکھا پھر چند روز کے بعد خواجہ دکن کو گیا اور وہان نظام شاہ سے ملاقات کی اُسنے بھی بہت خاطر کی اور سارا ضروری اور تجمل کا اسباب مہیا کر کے خواجہ کے لیے بھیجدیا مگر خواجہ اپنی کج خلقیون کی وجہ سے

وہان بھی نہ ٹھہر سکا اور چند روز کے بعد رہگرائے عالم باقی ہوا

ذکر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کا

ہمایون کے انتقال کے بعد اُسکا بیٹا جلال الدین محمد اکبر بیرام خان خانخانان کے مشورہ سے جمعہ کے روز

تاریخ دوسری ماہ ربیع الاول ۹۶۳ھ نوسو ترسٹھ مین باغ کلانور مین تخت سلطنت پر بیٹھا تسلی اور دلاسے کے
فرمان سرحد کے امیرون کو بھیجے دہلی مین خطبہ اپنے نام کا پڑھا اور ع ازہمہ شاہزادہ اشرف ٭ تاریخ
جلوس ہوئی اور ایک تاریخ یہ ہے ع جلال الدین محمد اکبر آن شہزادہ دوران ٭ بتاریخ پدر می گفت شاہنشاہ دوراں ٭
اور کام بخش بھی مادہ تاریخ ہے جلوس سے پہلے بیرام خان نے پیر محمد خان شروانی کو جو اپنی فوج کے ساتھ
سکندر کے تعاقب مین متعین تھا اور کوہ سوالک مین موضع دھمیری تک پہونچ گیا تھا حیلہ بہانہ کرکے اس غرض سے
بلوا لیا کہ ہمایون کے مرنے کی ابھی خبر مشہور نہو شاہ ابوالمعالی کا شعر کا سیدزادہ بہت خوبصورت اور بہادر تھا
ہمایون کو اُس سے نہایت محبت تھی یہان تک کہ اُسکو اپنا بیٹا کیا تھا چنانچہ بیرام خان نے ایک قصیدہ
صنعت توشیح مین لکھا تھا جسکا قافیہ عظیم اور قدیم وغیرہ تھا اُسکے چوبیس شعر تھے اور ہر شعر کے اول مصرع کا
اگر ایک ایک حرف لیا جاتا تو اُسمین حضرت محمد ہمایون بادشاہ نکلتا تھا اور اگر ہر شعر کے دوسرے مصرع کے
اول کا حرف لین تو اُسمین شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر اور ہر شعر کے اول مصرع کے آخر کا حرف لین تو میرزا
شاہ ابوالمعالی نکلتا تھا اور اگر اُسکے قافیہ کے سب سیمون کو جمع کرین تو ۹۶۱ نوسو اکسٹھ تاریخ نظم
قصیدہ کی نکلتی تھی اور معتبر سُنا ہے کہ جب ہمایون دوبارہ قندھار مین آیا تو ابوالمعالی نے شراب پیکر
نشہ کی حالت مین ایک مرتبہ ایک رافضی تبرائی کو تعصب کے سبب سے قتل کر ڈالا مقتول کے وارثون نے
دعوی کیا ہمایون نے ابوالمعالی کو طلب کیا ابوالمعالی سیاہ مخمل کے کپڑے پہنے ہوے جسکا استر سرخ
زربفت تھا اور وہی تلوار جس سے قتل کیا تھا اُن کے نیچے چھپائے ہوے اُسی مستی کے حال مین بڑے
کروفر سے مجلس مین آیا اور اس جرم سے بالکل انکار کیا بیرام خان نے اُسوقت یہ شعر پڑھا ٭ نشان
شیر دران دارد سر زلف پریشانش ٭ دلیل روشن بست اینک چراغ زیر دامانش ٭ ہمایون کو یہ شعر بہت پسند آیا
اور خون اُس بیچارہ کا سفت ضائع گیا کسی پر ثابت نہوا الغرض جب امیرون نے ابوالمعالی کو اکبر کے
جلوس کے وقت بلوایا تو اُسنے کہلا بھیجا کہ مجکو کچھ عذر ہے اس سبب سے نہین آسکتا دوبارہ کہلا بھیجا
کہ خاص ایک شور تمھاری رائے پر موقوف ہے پھر اُسنے کچھ عذر کیا اور کچھ اپنی ایسی درخواستین ظاہر
کین جنکا پورا ہونا بہت مشکل تھا بیرام خان نے مصلحت وقت سمجھکر وہ ساری آرزوئین اُسکی قبول کین
اور جب وہ آیا تو تولک خان قدرچی نے جو بڑا پہلوان تھا بیرام خان کے اشارہ سے پیچھے سے جاکر
گانٹھ لیا اور اُسکو مارے ڈالتا تھا مگر اکبر نے کہا کہ اول ہی دن کسی بے گناہ کی خونریزی کرنا مصلحت نہین

اور اُسکو قید کرکے لاہور کو بھیجدیا ابو المعالی وہان قید سے بھاگ کر کمال خان کھکر کے پاس چلا گیا اُن دنون مین ملک کمال خان کھکر کے چچا آدم کھکر کے قبضہ مین تھا اُسنے ابو المعالی کی بڑی تعظیم کی اور بہت سی جمعیت اکٹھی کرکے کشمیر کی تسخیر کا ارادہ کیا سنہ ۹۶۵ نو سو پینسٹھ مین غازی خان چک حاکم کشمیر سے مقابلہ ہوا آخر ابو المعالی نے شکست پائی پھر کمال خان بھی اُس سے جدا ہوگیا پھر ابو المعالی نے ہیئت بدل کر دیبال پور مین جاکر تولک نامے بہادر خان کے ایک نوکر کے پاس پناہ لی تولک نے اُسکو اپنے گھر مین چھپا لیا ایک روز تولک سے اور اُسکی بی بی سے لڑائی ہوئی اُسنے فوراً بہادر خان کو جاکر اطلاع کی کہ تولک نے ابو المعالی کو اپنے گھر مین چھپایا ہے اور دونون متفق ہوکر غدر کا ارادہ رکھتے ہین بہادر خان اُسی وقت سوار ہوا اور ابو المعالی کو قید کرکے بیرام خان کے پاس بھیجدیا اور تولک کو قتل کردیا بیرام خان نے ابو المعالی کو ولی بیگ ترکمان کے سپرد کرکے بھکر کو روانہ کیا ولی بیگ نے اُسکو راستہ مین بڑی ایذا دی اور گجرات کی طرف بھیجدیا تاکہ وہین سے مکہ کو چلا جاوے ابو المعالی نے وہان بھی ایک خون کیا اور وہان سے بھاگ کر علی قلی خان کے پاس چلا گیا بیرام خان نے یہ سُنکر علی قلی خان کو فرمان بھیجا کہ ابو المعالی کو قید کرکے آگرہ مین بھیجدے چنانچہ جب وہ حسب الحکم آگرہ مین آیا اُسی عرصہ مین بیرام خان کے کچھ جھگڑے واقع ہوے جنکی تفصیل آیندہ مذکور ہوگی اور بیرام خان نے بادشاہ کی بدگمانی مٹانے کے لیے چند روز اُسکو بیانہ کے قلعہ مین قید رکھا اور جب خود حج کا ارادہ کیا تو اُسکو بھی ساتھ لے لیا تھوڑے دنون کے بعد ابو المعالی اُس سے بھی جدا ہوکر اکبر کی ملازمت مین آیا اور نہایت غرور کے سبب سے سواری مین سے ہی ملاقات کی اکبر کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور ابو المعالی کو دوبارہ قید کردیا باقی قصہ اُسکا انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا جس روز وہ لاہور مین قید سے بھاگا تھا پہلوان گل گرز نے جو اُسکا محافظ تھا بادشاہ کے خوف سے اپنی جان کو ہلاک کیا الغرض جب اکبر کی سلطنت مستقل ہوگئی تو پہاڑون کی طرف سکندر کے مقابلہ مین فوج بھیجی سکندر تین مہینہ تک لڑتا رہا آخر مغلوب ہوگیا انھین دنون مین راجہ رام چند نگرکوٹ سے اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا پھر اکبر نے برسات کا موسم بسر کرنے کے لیے جالندھر کی طرف کوچ کیا اور پانچ مہینہ وہین رہا ہمایون کی وفات اور اکبر کے جلوس کی خبر سُنتے ہی تردی بیگ خان حاکم دہلی نے میرزا ابو القاسم کامران کے بیٹے کو مع کارخانجات شاہی اور عمدہ عمدہ ہاتھیون کے ہمراہ خواجہ سلطان علی وزیر خان اور میر منشی اشرف خان کے اکبر کے حضور مین بھیجدیا اسی سال مین مرزا سلیمان نے

ابراہیم میرزا کو ساتھ لیکر کابل کی تسخیر کا ارادہ کیا منعم خان نے وہان کے قلعہ مین بند ہوکر اکبر کی حضور مین
اس مضمون سے مطلع کرنے کے لیے عرضیان بھیجین اکبر نے فوراً محمد قلی خان برلاس اور اتکہ خان اور
خضر خان ہزارہ کو بیگم بادشاہ اور ساری بیگمون کے لے آنے کے لیے کابل کو بھیجا اس گروہ کے پہونچنے سے
پہلے ہی مرزا سلیمان نے قاضی نظام بدخشی کو جو بڑا عالم تھا اور آخر مین اُسکا خطاب قاضی خان ہوگیا تھا
منعم خان کے پاس اپنا وکیل بناکر بھیجا اور صلح کی گفتگو کی اور یہ شرط کی کہ منعم خان فقط ایک مرتبہ اُسکا نام بھی
خطبہ مین پڑھ دے چنانچہ منعم خان نے مصلحت سمجھکر اس امر کو قبول کرلیا اور مرزا سلیمان اتنی ہی بات پر
خوش ہوکر بدخشان کو چلا گیا سال اول جلوس مین علی قلی خان نے خان زمان خطاب پایا اور سنبھل کی طرف
شادی خان پٹھان پر جو عدلی کے امیرون مین سے تھا فوج کشی کی رہب کے کنارہ بڑی لڑائی ہوئی آخر
خان زمان نے شکست پائی ابھی وہ دوبارہ لڑائی کے سامان مین تھا کہ اتنے مین دہلی اور اٹاوہ اور آگرہ سے
خط پہونچے کہ عدلی کی طرف سے ہیمو بقال نے بڑے سامان سے لشکر کشی کرکے اکثر ملک فتح کرلیے
اور دہلی کے قریب تک پہونچ گیا چنانچہ سکندر خان اوزبک آگرہ سے اور قباخان گنگ اٹاوہ سے اور
عبداللہ خان اوزبک کالپی سے اور حیدر محمد خان بیانہ سے اور باقی اور امیر اپنے اپنے ملکون سے آکر
دہلی مین تردی بیگ خان کے پاس جمع ہوگئے خان زمان جمنا کے پرلے ہی کنارہ رہا اُن تک پہونچ سکا
تغلق آباد کے قریب بڑی لڑائی ہوئی عبداللہ خان اوزبک اور لعل خان بدخشی نے جو داہنی طرف کی
فوج مین تھے حملہ کرکے ہیمو کی فوج کو بھگا کر قصبہ ہودل اور پلول تک اُنکا تعاقب کیا اور غنیمت کا مال بھی بہت
ہاتھ آیا ہیمو بہت سے ہاتھیون کے ساتھ اپنے لشکر سے جدا ہوگیا اسنے اسوقت غل مچایا کہ حاجی خان الور سے آپہونچا
اور تردی بیگ خان پر جسکے پاس اُس وقت تھوڑی سی جمعیت تھی حملہ کیا اور ایک ہی حملہ مین ہیمو نے تردی بیگ خان کو
بھگا کر فتح پائی اور اس خیال سے کہ شاید مغل دھوکا دیکر پھر نہ لوٹین اُنکا تعاقب نہ کیا جو امیر کہ ہیمو کے بھاگے ہوے لشکر کے
تعاقب مین گئے تھے جب شام کو لوٹے تو اُنھون نے اپنی جگہ پر ہیمو کو دیکھا ناچار آہستہ آہستہ دہلی سے نکل کر
بھاگ نکلے ہیمو نے اپنے آدمیون کو اُنکے تعاقب سے منع کیا خان زمان بھی میرٹھ کے راستہ سے سرہند مین
اِن لوگون سے آملا اکبر نے جب یہ خبر سُنی تو خضر خان خواجہ کو جسکے نکاح مین گلبدن بیگم اکبر کی پھوپھی تھی سکندر کے
مقابلہ مین متعین کرکے خود ہیمو کا فساد مٹانے کے لیے دہلی کی طرف متوجہ ہوا سرہند مین منزل ہوئی جو امیر کہ
ہیمو کے مقابلہ سے بھاگ کر گئے تھے اُسی منزل مین ملازمت مین پہونچے خانخانان کو تردی بیگ خان سے

کچھ پہلا رنج تھا مگر بظاہر اُسکو طوفان یعنی بڑا بھائی کہا کرتا تھا اب اُسنے موقع پاکر اکبر کو یہ سمجھا دیا کہ باعث اس شکست کا تردی بیگ خان ہے اور خان زمان وغیرہ اور امرا سے اپنے مدعا پر گواہی دلوائی غرض طوعاً و کرہاً اُسکے قتل کی اجازت لی پھر سیر کرتا ہوا تردی بیگ خان کے ڈیرے مین آیا اور اُسکو اپنے خیمہ مین لے آیا مغرب کی نماز کے وقت خود تو طہارت کے بہانہ سے اُٹھ گیا اور اپنے آدمیون کو جنھین پہلے سے ہی اس کام کے لیے آمادہ کر رکھا تھا اشارہ کیا چنانچہ اُنھون نے آکر تردی بیگ خان کو قتل کر ڈالا خانخانان دوسرے دن دربار مین بھی نہ آیا تردی بیگ خان کے داماد خنجر بیگ اور خواجہ سلطان علی میر منشی کو بھی اسی تہمت مین قید کر دیا مگر یہ چند روز کے بعد چھوٹ گئے ہیمو نے دہلی مین بڑی قوت پیدا کرکے راجہ بکرماجیت اپنا خطاب مقرر کیا اور اسلام کے احکام بالکل بدل دیے جب اُسنے اکبر کے متوجہ ہونے کی خبر سُنی تو ایک ہزار پانسو ہاتھی اور بہت سا خزانہ اور بے انتہا لشکر ساتھ لیکر خود بھی پانی پت تک آیا اور اپنے پہونچنے سے پہلے اُسنے توپخانہ وہان پہونچا دیا تھا اکبر کی طرف کے کئی امیر مثل خان زمان اور اسکندر خان وغیرہ کے لشکر سے آگے بڑھ آئے تھے اُنھون نے پیشدستی کرکے تھوڑی سی لڑائی مین وہ توپخانہ اُسکا پانی پت مین چھین لیا ہیمو نے اپنی طرف کے پٹھان امیرون کو جنکا سردار شادی خان میواتی تھا منصب اور جاگیرین بڑھانے کا امیدوار کرکے خزانہ کا دروازہ کھول دیا اور بہت سے انعام اور اکرام دیکر سارے لشکر کا تسلی اور دلاسا کیا مگر پٹھانون کا ہیمو کے ہاتون سے ناک مین دم تھا اور اُسکے زوال دولت کی بدل آرزو رکھتے تھے غرض ہیمو ہوائی نامے ایک ہاتھی پر سوار ہوکر راتون رات کوچ کرکے پانی پت سے گذر کر موضع کھرسندہ مین پہونچا اور صبح کے وقت جمعے کے روز دسوین محرم سنہ ۹۶۴ نو سو چونسٹھ مین خان زمان اور سکندر خان غنیرہ اُن امیرون سے جنھون نے اُسکا توپخانہ چھین لیا تھا لڑائی شروع ہوئی اکبر بھی اُس موکہ سے تین کوس آگیا تھا اور اپنے امیرون کو مدد بھیج رہا تھا چونکہ ہیمو کی طرف کے سارے امیر بدیل تھے اسلیے اُسکو فقط ہاتھیون کی لڑائی پر بڑا بھروسا تھا چنانچہ اُسنے ایک ہاتھیون کا حلقہ ساتھ لیکر اکبر کی فوج پر حملہ کیا اور بڑا زور دل اور الغلاب ڈال دیا مگر پھر اودھر والون نے بھی ہوش و حواس درست کرکے تیرون کا مینھ برسایا اور اُس بلا کو اپنے اوپر سے ٹالا پھر ہیمو نے خاص اُس طرف جہان خان زمان تھا اپنے ہاتھی چھوڑے اودھر سے بھی تیرون کی بوچھار ہوئی ہیمو اُسوقت ننگے سر باولے کُتے کی طرح چلا رہا تھا کبھی مار و مار و کا غل مچاتا تھا کبھی کچھ منتر پڑھتا تھا اسی حال مین اُسکے ایک تیر آکر لگا جسکے صدمہ سے بیہوش ہوگیا جو لوگ اُسکے ساتھ تھے

یہ حال دیکھکر متفرق ہوگئے اُدھر والون نے تعاقب کرکے بُرا کُشت وخون کیا شادی خان ہیموکی بھی اس معرکہ مین مارا گیا شاہ قلی خان محرم ہیمو کے ہاتھی پر پہونچا فیلبان نے کہا کہ مجکو کیون مارتے ہو ہیمو بھی تو اسی ہاتھی پر ہے چنانچہ اُسی حال مین ہیمو کو اُٹھاکر اکبر کے روبرو لائے شیخ گدائی بکبود وغیرہ کئی امیرون نے عرض کیا کہ چونکہ یہ پہلا ہی جہاد ہے اسلیے حضور بھی اس کافر پر اپنی تلوار آزماوین مگر اکبر نے جواب دیا کہ یہ مردہ ساپڑا ہے اگر کچھ رمق بھی حس وحرکت ہوتی تو البتہ مین تیغ آزمائی کرتا آخر سب سے پہلے خانخانان نے تلوار ماری پھر شیخ گدائی نے پھر اورون نے ہاتھ صاف کیے اور اُسکے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے اس فتح کی یہ تاریخ ہے ؎ زروے مکر وتزویر وہ غاگر حضرت دہلی ٭ بدست افتاد ناگہ از قضا ہیمون بندورا ٭ جلال الدین محمد اکبر آن شاہ فلک رفعت ٭ بعون لطف حق بگرفت ہندوے سیہ ورا ٭ دبیر صنع بروح بقا با خامۂ قدرت ٭ رقم زد بہر سال فتح آن بگرفت ہیمورا ٭ ایک ہزار پانسو ہاتھی اور بے انتہا خزانہ اور اسباب غنیمت مین ہاتھ آیا پیر محمد خان اور حسین خان داماد مہدی قاسم خان وغیرہ مغلون نے بھاگے ہیمو کا تعاقب کیا ہیمو کی بی بی بہت سا خزانہ ہاتھیون پر لادے ہوئے لیے جاتی تھی اور کے پرلی طرف یہ لوگ اُسکے قریب پہونچے رانی خزانہ کو وہین چھوڑکر کوا اور بجوارہ کے پہاڑون مین بھاگ گئی وہ خزانہ کچھ گنوارون نے لوٹا جو باقی رہا وہ مغلون کے ہاتھ آیا اور وہ بھی اسقدر تھا کہ ڈھالون مین بھر بھر کر سب نے تقسیم کیا جس راستہ سے رانی گذری تھی وہان اشرفیان اور سونے کی اینٹین زمین مین گڑی تھین کہ مدت تک راہگیرون نے پائین اور جو خزانہ کہ شیر شاہ اور سلیم شاہ اور عدلی نے برسون مین جمع کیا تھا وہ یون برباد گیا الغرض جب اکبر فتح کے دوسرے دن پانی پت مین آیا تو وہان ایک پھولون کا منارہ چنوایا اور فوراً وہان سے کوچ کرکے دہلی مین داخل ہوا اور از سر نو سنبر کواکے خطبہ سے زینت دی مہینہ بھر تک وہان رہا اور آگرہ اور سنبھل کی طرف امیرون کو روانہ کیا پھر یہ خبر آئی کہ موضع چپیاری مین جو لاہور سے بیس کوس ایک گانون ہے خضر خان سکندر کے مقابلہ مین شکست کھاکر لاہور مین بھاگ آیا یہسنکر اکبر نے پھر اُس طرف توجہ کی جب وہ جالندھر تک پہونچا سکندر پھر کوہ سوالک کی طرف بھاگ گیا اکبر اُسکے تعاقب مین دیسوہہ اور دھمیری تک گیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اس مقام سے یہ قصد کیا ہے کہ آیندہ جزئی واقعات کو حذف کرکے اُن بڑے بڑے حادثون کو جو اکبر کی سلطنت کے چالیس برس مین واقع ہوے ہین مجمل طور پر لکھدون الغرض اس سال مین سکندر قلعۂ مانکوٹ مین بند ہوگیا مغل ہر روز لڑکر اُسکی جان عذاب مین

کر دیتے تھے خصوصاً محمد حسین خان داماد مہدی قاسم خان نے ان معرکوں میں بڑی دلیریاں کیں اور اسکا بھائی حسن بیگ مارا بھی گیا حسین خان کی ان جانفشانیوں کی اکبر نے بڑی قدر کی اور روز بروز اسکے رتبہ کو بڑھایا اور عمدہ عمدہ جاگیریں اسکے لیے مقرر کیں یہاں تک کہ آخر میں حکومت لاہور کی اسکو عطا ہوئی القصہ جب محاصرہ کو بہت مدت گذری اور اہل قلعہ میں غلہ کی کمی ہوئی تو سکندر کے امیر ٹوٹنا شروع ہوے سید محمود بارہہ وغیرہ سکندر سے جدا ہو کر اکبر سے آملے سکندر نے مجبور ہو کر صلح کی گفتگو درمیان میں ڈالی اور اپنے بیٹے عبدالرحمن کو غازی خان سور کے ساتھ کر کے اتکہ خان اور پیر محمد خان کے وسیلہ سے اکبر کی حضور میں بھیجا چنانچہ وہ ستائیسویں رمضان ۹۶۴ھ نو سو چونسٹھ کو ملازمت میں حاضر ہوا اور کئی ہاتھی پیشکش کیے اور قلعہ بھی حوالہ کر دیا اکبر نے اس مضمون کا فرمان لکھوایا کہ بالفعل جونپور سکندر کی جاگیر میں مقرر رہو اور جب وہ اگلے ملکوں کو فتح کرلے تو خان زمان اسکا قائم مقام ہو چنانچہ سکندر پہاڑوں کے راستہ سے جونپور میں پہونچا اور جب خان زمان نے جونپور پر قبضہ کر لیا تو سکندر کا یہ ارادہ تھا کہ فرمان کے موجب ولایت گورکھپور پر تصرف کرے مگر وہاں طرح طرح کے حادثہ پیش آئے اور چند روز کے بعد سکندر نے اس عالم فانی سے کوچ کیا جن دنوں میں اکبر نے قلعہ مانکوٹ کا محاصرہ کیا تھا اسی عرصہ میں محمد قلی خان برلاس اور اتکہ خان اور سوا ان دونوں کے اور کئی امیر بیگم بادشاہ وغیرہ بادشاہی عورتوں کو کابل سے اکبر کے لشکر میں لے آئے دوسری شوال ۹۶۴ھ نو سو چونسٹھ کو اکبر نے لاہور کی طرف کوچ کیا اس سفر میں خانخانان کو اتکہ خان سے کچھ بدگمانی ہو گئی اور سبب اسکا یہ ہوا کہ ایک مرتبہ بادشاہی ہاتھی خانخانان کے سراپردہ کے پاس کو دوڑتا ہوا گذر گیا خانخانان نے سمجھا کہ یہ حرکت عمداً اتکہ خان نے کی جب لاہور میں پہونچے تو اتکہ خان مع اپنے سب بیٹوں کے خانخانان کے ڈیرہ میں آیا اور اس حرکت سے اپنی برئیت پر کلام مجید کی قسم کھائی تب وہ شبہ رفع ہو گیا اسی سال میں سلطان آدم کھکھر ملا عبداللہ سلطان پوری کے وسیلہ سے لاہور میں اکبر کی ملازمت میں حاضر ہوا خانخانان سے اسکا بڑا ربط ضبط بھائی چارہ ہو گیا اور سلطان آدم اور اسکے بھتیجے کمال خان میں جو کچھ جھگڑا تھا وہ اکبر نے فیصل کر دیا سلطان آدم بڑی عزت اور احترام سے اپنے وطن کو واپس گیا جب برسات کا موسم گذر گیا تو اکبر نے دہلی کا قصد کیا جالندھر میں خانخان کا نکاح سلیمہ سلطان بیگم ہمایوں کی بھانجی میرزا نورالدین محمد کی بیٹی کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے ہوا اس تقریب میں ایک بڑا جشن ترتیب دیا اور دونوں طرف سے بہت سا روپیہ لوٹایا گیا پچیسویں جمادی الثانی ۹۶۵ھ نو سو پینسٹھ میں اکبر دہلی میں پہونچا

اُن دنوں میں خانخانان ہر ہفتہ میں دو بار دیوانخانہ میں آکر سب امیروں کے اتفاق سے مقدمات فیصل کیا کرتا تھا
اکبر کے زمانہ کے مشہور واقعوں میں سے خان زمان کا شاہم بیگ کے ساتھ عشقبازی کا قصہ ہے تفصیل
اُسکی یہ ہے کہ وہ خوش رو اور خوش خلق لڑکے ہمایون کے توپچیوں میں نوکر تھے ایک کا نام خوشحال بیگ اور دوسرے کا
نام شاہم بیگ تھا شاہم بیگ شاہ طہماسپ کے ایک ساربان کا لڑکا خوبصورتی اور حسن خلق اور بہادری میں یکتا تھا
خان زمان کو تسخیر بنگال پر متعین ہونے کے پہلے سے ہی اُن سے دلی محبت تھی جب ہمایون کی وفات کے بعد
خان زمان اکبر کی ملازمت کے لیے دہلی میں آیا تو شاہم بیگ سے قول و قسم اپنے پاس آجانے کا لیا اور غیبانہ اپنے آدمی
لکھنؤ سے دہلی میں اُسکے بلانے کے لیے بھیجے چنانچہ شاہم بیگ دہلی سے بھاگ کر خان زمان کے پاس آگیا خان زمان کو
اُسکے ساتھ حد سے زیادہ محبت تھی بادشاہ کہنے اُسکو پکارا کرتا تھا شب و روز مبدل و جان اُسکی خدمت میں مصروف
رہتا تھا اکثر خدمتگارون کی طرح رکاب پکڑ کر اُسکی سواری کے ساتھ دوڑتا تھا [illegible] لکھتے ہیں کہ میں نے
میر ابوالفتح بخاری دہلوی رحمہ اللہ علیہ سے سُنا ہے کہ جس زمانہ میں کہ شاہم بیگ [illegible] تھا اُن دنوں
میں اُسکے مزاج میں تقوی اور پرہیزگاری بہت تھی نماز جماعت کا پابند تھا اور تلاوت کلام [illegible] درود شریف اور
ورد و وظائف کا ہمیشہ شغل رکھتا تھا ہر وقت باوضو رہتا تھا اور خلاف شرع کوئی [illegible] تھا شاہم بیگ کی خاطر سے
خان زمان نے بھی تقوی اختیار کیا تھا اور اپنے لشکر میں محتسب مقرر کیے تھے پھر خان زمان [illegible] سید محمد مکی کو جو
سات قراتون سے کلام مجید پڑھتے تھے اور مصنف صاحب نے بھی سفر میں کسی قاری سے قرآن شریف اُنسے
پڑھا تھا شاہم بیگ کی تعلیم کے لیے مقرر کیا اور کسی طرح اُسکی خاطرداری میں قصور نہ کرتا تھا چونکہ لڑکون کے زہد
و تقوی کا اعتبار نہیں ہوتا اور اُنکے مزاج مستقل نہیں ہوتے چند روز میں بالکل اُسکی کیفیت بدل گئی اور فسق و
فجور میں مبتلا ہو گیا اور آرام جان نامے ایک رنڈی پر طبیعت آگئی وہ رنڈی بھی اُسپر دل و جان سے فدا
تھی باوجودیکہ وہ عورت پہلے سے خان زمان کے نکاح میں تھی مگر اُسنے اسکا کچھ خیال نہ کرکے شاہم بیگ کے حوالہ کر دی
شاہم بیگ نے کچھ دنون اُسکے ساتھ خوب مزے اُڑائے بعد ازان وہ عورت عبدالرحمن بیگ ایک اپنے دلی دوست کے
حوالہ کر دی جب یہ ساری خبریں بادشاہ نے سُنین تو شاہم بیگ کی طلب میں خان زمان کے نام جونپور میں فرمان
بھیجا اور دوسرا فرمان اُس ضلع کے جاگیردارون کے نام آیا کہ اگر خان زمان شاہم بیگ کے بھیجنے میں کچھ توقف
کرے تو سب جمع ہو کر اُسکی گوشمالی کریں خان زمان نے برج علی ایک اپنے معتمد کو اس غرض سے دربار میں
بھیجا کہ ان حکموں کے ٹلنے کی کوئی تدبیر نکلے برج علی سب سے پہلے خانخانان کے نائب میر محمد خان کے پاس گیا

وہ اتفاقاً اُسوقت ایک برج پر بیٹھا تھا برج علی نے خان زمان کا پیغام ادا کیا اور شاید باتون باتون مین کچھ گفتگو سخت درمیان مین آگئی پیر محمد خان نے برج علی کو اُس برج کے اوپر سے نیچے ڈال دیا اور اُسکے صدمہ سے اُسکا بدن چور چور ہو گیا پیر محمد خان سنگدل قہقہہ لگاکر کہنے لگا کہ برج علی نے خوب اپنے نام کا اثر ظاہر کیا خان زمان نے جب یہ خبر سُنی تو چار و ناچار شاہم بیگ کی مفارقت پر کمر باندھی اور مصلحت سمجھکر اُسکو گرفتار کرنے کی تدبیر مین جونپور سے اٹھارہ کوس عبدالرحمن بیگ کی جاگیر مین تھا بھیجدیا چند روز شاہم بیگ وہان عبدالرحمن بیگ کے ساتھ جلسہ کرتا رہا ایک روز شراب کا دور چل رہا تھا مستی کی حالت مین شاہم بیگ نے عبدالرحمن بیگ سے آرام جان کو طلب کیا اُسنے یہ عذر کیا کہ وہ عورت میرے نکاح مین ہے اسوجہ سے اُسکا حاضر ہونا ممکن نہین شاہم بیگ یہ سُنکر بہت آزردہ ہوا غرض اُن دونون مین محبت کے بدلے عداوت پیدا ہو گئی اور شاہم بیگ کے حکم سے لوگون نے عبدالرحمن بیگ کو باندھ لیا اور آرام جان کو اُسکے گھر مین سے نکال لائے عبدالرحمن بیگ کے چھوٹے بھائی مؤید بیگ نے اپنی ننگ و ناموس کی غیرت سے کسی قدر جمعیت ساتھ لیکر اُس بالاخانہ جہان شاہم بیگ آرام جان کو لیے بیٹھا تھا حملہ کیا شاہم بیگ بھی مقابلہ مین آیا تھوڑی لڑائی ہوئی آخر شاہم بیگ کے ایک تیر لگا اور اُسکے صدمہ سے وہ مر گیا یہ مصرع اُسکے قتل کی تاریخ ہے ○ برداشت آہ و گفت کہ شاہم شہید شد ۹۲۰ عبدالرحمن بیگ قیدی چھوٹا بادشاہی دربار مین حاضر ہوا اور اکبر نے اُسکی دلجوئی کی خان زمان نے ماتم کا لباس پہنکر گنگا کے کنارہ تک عبدالرحمن بیگ کا پیچھا کیا مگر وہ ہاتھ نہ آیا مجبور ہو کر لوٹ گیا خان زمان نے ان کئی سالون مین پٹھانون کے مقابلہ مین بڑی بڑی فتحین حاصل کین اُسکی لڑائیان زمانہ مین ہمیشہ یادگار رہینگی چنانچہ اُنمین سے ایک لکھنؤ کی لڑائی ہے جو حسن خان سکیوتی بیس ہزار آدمی لیکر چڑھ آیا تھا اور خان زمان کے پاس تین چار ہزار آدمیون سے زیادہ نہ تھے جبتک غنیم کر دی ندی کو اُتر کر بہادر خان سے مقابلہ کرتا رہا خان زمان کھانا کھانے مین مشغول رہا جب خبر آئی کہ غنیم بہت قریب آپہنچا تو خان زمان نے بڑی اطمینان سے شطرنج کھیلنا شروع کیا آخر جب لوگون نے اُس سے یہ آکر کہا کہ مخالفون کی فوج نے ہمارے آدمیون کو چکہ سے ہٹا دیا اُسوقت ہتھیار طلب کیے اور جب یہ نوبت پہونچی کہ اُسکی چھاؤنی کے ڈیرہ دن کو پٹھان لوٹ چکے اور ساری فوج اُسکی پریشان ہو گئی اُسوقت لڑائی کے لیے نکلا اور بہادر خان کو رخصت کر کے تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر ایسا دلیرانہ حملہ کیا کہ مخالف پس پا ہو گئے آٹھ سات کوس تک اُنکا تعاقب کیا اور کشتون کے پشتے لگا دیے اسی طرح جب کوریہ نے جسنے سلطان بہادر اپنا لقب مقرر کر کے بنگالہ مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری

کیا تھا تیس چالیس ہزار آدمی ساتھ لیکر جونپور پر حملہ کیا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ خان زمان کی تمام چھاونی اور اُسکا سارا مال و اسباب لوٹ لیا خان زمان بے تکلف کھانا کھانے مین مشغول رہا اور جسوقت دسترخوان سے اُٹھا غنیم اُسکے ڈیرے کے اندر داخل ہوے اور دسترخوان اُٹھانے کی بھی نوبت نہ پہونچی آخر خان زمان نے تھوڑے سے آدمی ساتھ لیکر حملہ کیا اور پٹھانون کو شکست دی اور بہت لوگون کو قتل اور قید کیا اور اسقدر غنیمت ہاتھ آئی کہ اُسکی ساری فوج مستغنی ہوگئی غرض خان زمان اور اُسکے بھائی نے پورب کے ملک مین ایسے ایسے کارنمایان کیے کہ سب پر غلبہ لے گئے مگر اُنکی سرکشی نے وہ ساری کوشش اُنکی خاک مین ملادی باقی احوال اُنکا انشاءاللہ تعالیٰ آیندہ مذکور ہوگا اسی سال مین خانخانان نے مصاحب بیگ پسر خواجہ کلان بیگ کو جو بڑا شریر اور نالائق تھا قتل کر ڈالا ستر ھوین محرم ۹۶۵ھ نو سو پینسٹھ ہجری موافق سال سوم جلوس کے اکبرآگرہ مین داخل ہوا اور اسی سال مین پیر محمد خان کے ترقی اور تنزل واقع ہوئی بیان اُسکا یہ ہے کہ پیر محمد خان جو ایک ملا تھا خانخانان کے نیابت کی بدولت اُس مرتبہ پر پہونچا کہ سب ارکان دولت اُسکے گھر جاتے تھے اور اکثر سے ملاقات نہوتی تھی اور اُسکے سامان کی یہ کثرت کہ جب دہلی سے آگرہ کو جاتے تھے تو ایک روز خانخانان پیر محمد خان کے ساتھ شکار مین مشغول تھا اتفاقاً خانخانان کو بھوک کی خواہش ہوئی اور پیر محمد خان کے باورچیخانہ سے کھانا آیا تو تین سو کاسۂ شربت کے اور سات سو کا بیان نقرئی اُسکے رکابخانہ آئین خانخانان سامان دیکھکر حیران ہوگیا اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا مگر باطن مین اُسی وقت سے اُسکی فکر مین ہوا جب آگرہ مین پہونچے تو چند روز طبیعت پیر محمد خان کی کچھ علیل ہوگئی ایک روز خانخانان عیادت کے لیے آیا دربان نے روکا اور کہا کہ اجازت کے بعد اندر جانا ہوگا خانخانان کو یہ بات نہایت ہی ناگوار ہوئی جب پیر محمد خان کو اطلاع ہوئی تو باوجود ضعف اور بیماری کے خود دروازہ تک دوڑکر آیا اور عذر کیا کہ دربان نے آپ کو پہچانا نہ تھا اس سبب سے یہ قصور ہوا غرض خانخانان ایک ساعت بیٹھکر چلا گیا اور دو تین روز کے بعد خواجہ امینا اور میر عبداللہ بخشی وغیرہ کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ ہمنے طالب علمی کی وضع سے تجھکو اس مرتبہ پر پہونچایا لیکن چونکہ تیرا ظرف اس رتبہ کے لائق نہین اور اب تیری وضع سے فتنہ و فساد کا احتمال ہے لہذا ہم چند روز کے لیے پھر یہ اسباب غرور تجھسے واپس کرتے ہین تاکہ پھر تیرے مزاج کی اصلاح ہوجاوے مناسب کہ علم و نقارہ فوراً ہمارے آدمیون کو حوالہ کردے پیر محمد خان نے فوراً سارا اسباب اپنا خانخانان کے آدمیون کے حوالہ کردیا اور پھر وہی ملا پیر محمد بلکہ اُس سے بھی بدتر بن گیا خانخانان نے اُسکو قید کرکے بیانہ کے قلعہ مین بھیجدیا پیر محمد خان نے

وہان سے ایک رسالہ برہان تمالغ مین جو آیہ کریمہ لو کان فیہما الہۃ الا اللہ لفسدتا سے مستنبط ہے اور متکلمین مین اُسکی بحث مشہور ہے خانخانان کے نام پر لکھکر بھیجا اور اپنی شفاعت کا وسیلہ ٹھہرایا مگر کچھ موثر نہوا بعد چند روز کے خانخانان نے پیر محمد خان کو بیانہ سے مکہ معظمہ کی طرف چلے جانے کی اجازت دی چنانچہ وہ گجرات تک پہونچا تھا کہ خانخانان کی بغاوت کا جھگڑا شروع ہوا یہ سُنکر پیر محمد خان پھر واپس ہوکر اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکو ناصر الملک خطاب دیکر خانخانان کے تعاقب مین متعین کیا چنانچہ یہ قصہ انشاء اللہ تعالے آیندہ مذکور ہوگا پیر محمد خان کے بعد حاجی محمد خان سیستانی خانخانان کا نائب مقرر ہوا اور شیخ گدائی کنبوہ سے جمال کنبوہ دہلوی کی خانخانان سے راہ و رسم بہت بڑھ گئی تھی اس سبب سے خانخانان نے اسے دارونہ اسکو مرتبہ مین غالب کر دیا اور صدر الصدوری کا منصب عنایت کیا اُسنے اپنے مکر و تزویر کا جال پھیلانے کے لیے صدر خانہ وضع اختیار کی تھی اور اکثر خانخانان بلکہ کبھی کبھی خود اکبر بھی اُسکے مکان پر جاکر راگ کی مجلس مین شریک ہوتے تھے لوگون کو شیخ گدائی کے علو نسب مین بھی کلام تھا اور سب امیرون کو اُسکے اس مرتبہ سے ایسا حسد ہوا تھا کہ گویا گھر گھر ماتم برپا تھا شیخ گدائی کی کیفیت ہوئی کہ اُسنے سب بزرگون اور پیرزادون کی جاگیرین ضبط کرلین اور جو کوئی اُسکے دربار مین جانے کی ذلت گوارا کرتا تھا اُسی کو جاگیر دیتا تھا میر سید نعمت نے ایک شعر اُسکی ہجو مین لکھکر بہت مشہور کیا تھا چنانچہ کسی نے یہ شعر شیخ گدائی کی مسجد مین بھی لکھدیا تھا شیخ گدائی نے اُسکو دیکھکر محو کرڈالا وہ شعر یہ ہے ؎ نام گدائی ببرنان گدائی مخور ۔ زانکہ گدائی بدست روے گدائی سیاہ ۔ سنہ ۹۶۲ نوسو ترسٹھ مین میر عبد اللطیف عراق سے ہندوستان مین آئے تھے اس سال مین اکبر نے اُنسے دیوان حافظ کا سبق شروع کیا سنہ ۹۶۳ نوسو چھیاسٹھ مین گوالیار کا قلعہ فتح ہوا اور بھیل خان نامے عدلی کا غلام جو اُس قلعہ مین بند تھا امن مانگ کر حاضر ہوگیا اور اُسنے کنجی قلعہ کی بادشاہی آدمیون کے حوالہ کردی اور فتح باب قلعہ گوالیار اُسکی تاریخ ہوئی اسی سال مین سنکرام خان نامے عدلی کے غلام نے رنتھبھور کا قلعہ اسے سرحن کے حوالہ کردیا تفصیل اُسکی یہ ہے کہ اکبر نے آگرہ مین آنے سے پہلے ہندو بیگ وغیرہ کئی سرداروں کو رنتھبھور کے قلعہ پر متعین کیا تھا اُنھون نے سنکرام خان حاکم قلعہ سے مدت تک مقابلہ کیا اور اُس قلعہ کے گرد و نواح کو خوب لوٹا مگر وہ قلعہ فتح نہوا جب بیانہ حبیب علی خان اور بیسا اور تودہ بھون چغتائی خان کی جاگیر مین مقرر ہوا تو اکبر نے حبیب علی خان کو سردار اور باقی اور امرا کو اُسکے تابع مقرر کرکے رنتھبھور پر روانہ کیا اُنھون نے سال بھر تک قلعہ کا محاصرہ رکھا آخر اہل قلعہ عاجز آئے تو سنکرام خان نے صلح کی گفتگو شروع کی اور حبیب علی خان وغیرہ کو

یہ پیغام بھیجا کہ ایک اپنا وکیل قلعہ کے اندر بھیجو تو اُسکی معرفت جو جو گفتگو صلح کے باب مین کرنا ہی بیان کرون چنانچہ
ان لوگون نے مصنف صاحب کے والد کو اور حاجی بھیگن کو اس امر کے لیے تجویز کرکے بھیجا بعد بہت سی گفتگو کے
سنکرام خان نے کئی شرطون پر قلعہ کا خالی کر دینا منظور کیا ایک یہ کہ کسی قدر زر نقد اور کچھ اسباب اُسکو حوالہ کیا جا
اور ایک یہ کہ اُسکی معاش کی بھی کوئی صورت بادشاہی دربار مین تجویز کی جاوے مگر چونکہ حبیب علی خان
وغیرہ کے پاس سر دست روپیہ سنکرام خان کو دینے کے لیے موجود نہ تھا اور علاوہ اسکے یہ بھی
توقع تھی کہ ہم زبردستی قلعہ کو فتح کر لینگے اس سبب سے یہ لوگ اس صلح پر راضی نہوے تب سنکرام خان نے
وہ قلعہ رائے سرجن کے حوالہ کر دیا اور اُسکی عوض مین بہت کچھ اُس سے لیا اور خود حاجی خان لودی کے
ساتھ گجرات کو چلا گیا رائے سرجن نے سب سامان درست کرکے قلعہ کا خوب استحکام کر لیا اور قلعہ کے
گرد و نواح کے بعض پرگنون پر بھی قابض ہو گیا حبیب علی خان وغیرہ کی ساری کوششین برباد گئین آخر
چندروز کے بعد یہ سب لوگ اپنی اپنی جاگیرون کو چلے گئے اسی سال مین جمال خان عدلی کے غلام نے جو قلعہ
چنار پر متصرف تھا اکبر کے حضور مین پیغام بھیجا کہ اگر کوئی ہوشیار وکیل اپنا بھیجدو تو مین قلعہ اپنا سپرد
کر دون خانخانان نے مہر علی بیگ سلہ وز کو جو آخر مین چتور کے قلعہ کا حاکم ہو گیا ہی اس کام کے لیے تجویز
کرکے ایک فرمان جمال خان کی تسلی و دلاسا کے مضمون کا لکھکر حوالہ کیا اتفاقاً اُسی زمانہ مین مصنف صاحب
بھی بطور طالب علمی کے آگرہ مین آ گئے تھے اور مہر علی بیگ کے ہی مکان پر رہتے تھے مہر علی بیگ نے
مصنف صاحب کے اس سفر مین ہمراہ لیچلنے پر بہت سا اصرار کیا اور اُنکے اُستاد شیخ مبارک ناگوری اور اُنکے
والد ملوک شاہ سے سفارش اُٹھوائی اور یہان تک مبالغہ کیا کہ اگر تم میرے ہمراہ نہ چلوگے تو مین یہ قصبہ ہی
ترک کر دونگا غرض مجبور ہو کر مصنف صاحب بھی اُسکے ہمراہ ہوے اور قنوج اور لکھنؤ اور جونپور اور بنارس کی
سیر کرتے ہوے ذی قعدہ ۹۶۶ نوسو چھیاسٹھ مین گنگا اُتر کر چنار مین پہونچے جمال خان نے اپنے آدمیون کو
استقبال کے لیے بھیجا اور بڑی تعظیم سے مہر علی کو قلعہ کے اندر لے گیا اور سب شیر شاہی و سلیم شاہی کاغذات مملا
اور سب اسباب قلعہ کا ملاحظہ کرایا اور مہمان داری اچھی طرح کی مگر جب اُسنے فرمان کا مضمون معلوم کیا اور مہمین
دیکھا کہ پانچ پرگنہ نواحی جونپور کے چنار کے قلعہ کے بدلے مین عطا ہوے تو اسقدر پر جمال خان راضی نہ ہوا اور
اسقدر خواہشین ظاہر کین جنکا پورا ہونا ممکن نہ تھا اور یہ ارادہ کیا کہ جب تک اُسکی عرضداشت کا جواب حضور سے
نہ آوے تب تک مہر علی بیکار رہے اس اثنا مین اُسنے خانزمان سے بھی کچھ گفتگو شروع کی اور فتح خان

پنے سے جو رہتاس کے قلعہ پر قابض تھا جدا وعدہ قلعہ حوالہ کردینے کا کر رکھا تھا مہر علی نے جب اُسکے یہ کروفریب دیکھے تو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں جمال خان اور فتح خان متفق ہوکر میرا کام تمام نہ کردیں چنانچہ ایک روز سیر کے بہانہ قلعہ سے باہر آیا اور گنگا اُتر کر چلدیا سب رفیق اُسکے قلعہ مین ہی رہگئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے جب یہ کیفیت دیکھی تو جمال خان سے چاپلوسی کی باتین شروع کین اور یہ حیلہ کرکے کہ مین پھر مہر علی کو واپس لاتا ہون شام کے وقت کشتی مین سوار ہوا اتفاقاً اُس پہاڑی کے نیچے جو قلعہ کے قریب تھی کشتی کسی کنڈ مین جا پڑی اور اُس وقت آندھی بھی ایسی تیز چلنا شروع ہوئی کہ کشتی مین تزلزل شروع ہوا خدا خدا کرکے اُس بلا سے نجات پائی اور بہت دیر کے بعد کشتی کنارہ پر پہونچ گئی رات کو اُسی جنگل مین شیخ محمد غوث گوالیاری کے مکان پر پہونچے شیخ ممدوح بڑے ولی کامل اور عامل تھے صبح کو اُنکے کسی مرید نے ایک نارد کھلایا جسمین شیخ ممدوح نے بارہ برس تک عبادت کی تھی اور اُس مدت مین فقط جنگل کے میوون اور پتون ہی کی غذا پر اکتفا کیا تھا اور اُنکے اعمال کا یہ اثر تھا کہ سارے بادشاہ اُنکی بڑی تعظیم اور تکریم کرتے رہے مہر علی کے چلے آنے کے بعد فتونامے ایک عدلی کے غلام نے چنار کے قلعہ پر قبضہ کرلیا تھا ۹۶۰ نو سو چھیاسٹھ مین شیخ محمد غوث مع اپنے مریدون اور معتقدون کے گجرات سے آگرہ مین آئے اکبر اُنکا بڑا معتقد ہوگیا مگر شیخ گدائی کو اس بات کا بڑا حسد ہوا اور وہ یہ سمجھا کہ اب میری دکان پھیکی ہوجائیگی اور چونکہ خانخانان کو شیخ گدائی سے بڑا ربط ضبط تھا اس سبب سے وہ بھی شیخ محمد سے اچھی طرح نہ ملا بلکہ اپنی مجلسون مین مٹھیکر اُنکو بُرا بھلا کہا کرتا تھا اور وہ رسالہ شیخ محمد کا پڑھ پڑھ کر لوگون کو سُنایا کرتا تھا جسمین شیخ مذکور نے اپنے کمال کا حال لکھا ہے اور اُسمین بیان کیا ہے کہ حالت بیداری مین خدا نے اپنی مجلس مین بُلاکر مجھسے گفتگو کی اور حضرت پیغمبر صلعم پر مجکو ترجیح دی اسی قسم کی بہت سے خرافات اُسمین تھے اور خانخانان اسی حیلہ سے طرح طرح کی ملامت شیخ کی نسبت کیا کرتا تھا آخر آزردہ ہوکر شیخ گوالیار کو چلا گیا اور وہی ایک کرور کی جاگیر جو اُسکو دی گئی تھی اُسی پر قناعت کی اسی سال مین خان زمان کا بھائی بہادر خان بازبہادر پسر عزاول خان کے مقابلہ پر گجرات کی طرف نامزد ہوا قصبہ سیری تک پہونچا تھا کہ یہان خانخانان کی لڑائیان شروع ہوئین چنانچہ وہ پھر دربار مین واپس آیا اسی سال مین حسین خان رندری سے آگرہ مین آیا اور چند نامی سردار اپنے ہمراہ لیکر رنتھنبھور کی طرف گیا اور سوپر مین جاکر بڑے بڑے کارنمایان کیے اور وہان سے رنتھنبھور کے قلعہ پر حملہ کیا چنانچہ کئی لڑائے سو جن کو مقابلہ سے ہٹاکر قلعہ کے اندر داخل ہوا مگر چونکہ اسی اثنا مین خانخانان کے معاملات درہم برہم ہونے یہ خبر سُنکر حسین خان اُس مہم کو ویسی ہی ناتمام چھوڑکر گوالیار مین آیا اور وہان سے مالوہ کا ارادہ رکھتا تھا

کہ خانخانان نے اُسکو آگرہ مین بُلالیا اس عرصے مین سب ارکین سلطنت خانخانان سے رنج رکھتے تھے اور فی الحقیقت اکبر بھی اُسکے ہاتون سے تنگ تھا کیونکہ اُسکی سلطنت برائے نام تھی اور اختیار کُلی خانخانان کے قبضہ مین تھا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بعضے ضروری خرچون سے بھی اُسکا ہاتھ بند ہوتا تھا خزانہ بالکل خالی تھا جتنے بادشاہی نوکر تھے سب بڑی پریشانی مین تھے اور اُنکی جاگیرین بھی بڑی خراب تھین اور جتنے خانخانان کے نوکر تھے سب خوش و خرم تھے اور اُنکا سامان سب درست تھا غرض ان سببون سے سب سردار خانخانان کے زوال دولت کی آرزو رکھتے تھے اور موقع کی گھات مین تھے اتفاقاً بیسوین جمادی الثانی ۹۶۷ھ نوسو سڑسٹھ کو اکبر جمنا پار شکار کھیلنے کو گیا وہان ادہم خان نے جو ماہم انکہ کی فرزندی کے سبب سے بڑا مقرب تھا اور صادق محمد خان وغیرہ نے فرصت پاکر خانخانان کی برائیان خوب اکبر کے گوش زد کین جب اکبر سکندرہ راہ مین پہونچا تو وہان ماہم انکہ نے اطلاع دی کہ بیگا بادشاہ دہلی مین آج کل بہت بیمار ہین اور حضرت بادشاہ کو بار بار یاد کرتی ہین یہ سُنکر اکبر نے دہلی کا قصد کیا شہاب الدین احمد خان حاکم دہلی استقبال کے لیے آیا اور سب نے ملکر خانخانان کی طرف سے اکبر کو لگانا بجھانا شروع کیا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ سب نے متفق ہوکر اکبر سے عرض کیا کہ حضور کے دہلی مین تشریف لانے کا باعث خانخانان ہم لوگون کو سمجھیگا اور بیشک اسکا عوض ہمسے نکالیگا چونکہ ہم مین اُسکے مقابلہ کی طاقت نہین اسلیے بہتر یہ ہے کہ حضور ہمکو مکہ معظمہ کی طرف چلے جانے کی اجازت دین چونکہ اکبر کو ماہم انکہ کی مفارقت گوارا نہ تھی اسلیے اُن سب کی تسلی کی اور خانخانان کو یہ پیغام بھیجا کہ ہم جو بے تمھاری اجازت کے دہلی تک چلے آئے تمام ہمارے ملازم تمھاری طرف سے ہم رکھتے ہین تمکو چاہیے کہ ان سب کی تسلی کردو تاکہ ان سب کی خاطر جمع ہو خانخانان نے خواجہ امینا اور حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون محمد خان کو اکبر کے حضور مین بھیجا چنانچہ اُنھون نے خانخانان کی طرف سے بڑی عذرخواہی کی اور اُسکے اخلاص اور خیرخواہی کو اچھی طرح بیان کیا مگر اکبر نے اُن باتون پر کچھ دھیان نہ کیا اور اُن لوگون کو بھی اجازت لوٹنے کی نہ دی سارے مہمات ملکی شہاب الدین احمد خان اور ماہم انکہ کے اہتمام سے ہونے لگے اور اُنھون نے اس بات کو بہت مشہور کردیا کہ بادشاہ کا مزاج خانخانان کی طرف سے متغیر ہوگیا ہے اور سب امیر ایک ایک کرکے آگرہ سے دہلی مین چلے آئے سب سے پہلے قیام خان گنگ آیا جو اسیر آتا تھا شہاب الدین احمد خان وغیرہ اُسکے منصب کا اضافہ کردیتے تھے اور ان لوگون نے دوراندیشی کرکے قلعہ کی مضبوطی کا بھی بخوبی اہتمام کرلیا خانخانان نے آگرہ مین اپنے مصاحبون کو جمع کرکے اس باب مین مشورہ کیا شیخ گدائی وغیرہ کی یہ رائے ہوئی کہ فی الفور دہلی مین جاکر

بادشاہ کو اپنے قبضہ مین کرلو زیادہ فرصت نہ دو مگر خانخانان نے اس تجویز کو پسند نہ کیا اور کہا کہ اکبر کا مزاج میری طرف سے منحرف ہوگیا ہے اس سبب سے اب میری اُسکی صحبت درست نہوگی قطع نظر اسکے تمام عمر میری خیرخواہی مین گذری ہے اب بوڑھاپے مین نمکحرامی کا داغ لگانا بڑی بدنامی کی بات ہے ناچار خانخانان سفر حج کا ارادہ کرکے بیانہ کی طرف متوجہ ہوا اور سب سرداروں کو اس ارادہ سے مطلع کرکے دہلی کی طرف رخصت کیا اور بہادر خان کو بھی مالوہ سے بلوا کر اُن لوگون کے ساتھ کردیا محمد امین دیوانہ کو بیانہ کی قید سے چھوڑ دیا یہان اُمرا نے اکبر کو یہ سمجھائی کہ خانخانان شاید پنجاب کا ارادہ رکھتا ہے چنانچہ اکبر نے میر عبداللطیف قزوینی کے ہاتھ خانخانان کو یہ پیغام بھیجا کہ اب ہمنے سارے کاروبار ملک کے اپنے اختیار مین لے لیے تمھارا مدت سے سفر حج کا ارادہ تھا خدا مبارک کرے کسی قدر ملک اپنی جاگیر کے لیے تجویز کرلو تمھارے گماشتہ اُسکی آمدنی وہین تمھارے پاس بھیجدیا کرینگے خانخانان کا تو پہلے ہی سے یہ ارادہ تھا اس حکم کو قبول کرکے سیوات سے ناگور کی طرف متوجہ ہوا اور سرداروں مین سے سوائے ولی بیگ ذوالقدر اور حسن قلی خان جو آخر مین خان جہان ہوگیا ہے اور اسمٰعیل قلی خان اور اُسکے بھائی شاہ قلی خان اور حسین خان خویش مہدی قاسم خان کے کوئی اُسکے ساتھ نہ رہا اور ناگور سے سب سامان جلوس اور نقارہ اور علم وغیرہ حسن قلی خان کے ہاتھ دربار مین بھیجدیا جاوے بیکانیر مین شیخ گدائی بھی جدا ہوگیا اکبر نے دہلی سے پنجاب کا ارادہ کیا جس دن قصبہ جھجر مین منزل تھی حسن قلی خان مع سب سامان کے حاضر ہوا اسی منزل مین شاہ ابوالمعالی ملازمت مین حاضر ہوا اور اُسنے قصد کیا کہ حالت سواری مین ہی تسلیمات بجالائے اکبر نے اُسی وقت تاخی پر قید کرکے شہاب الدین احمد خان کے حوالہ کیا اُسی منزل مین پیر محمد خان شیروانی خانخانان کے معاملات درہم برہم ہوجانے کی خبر سُنکر گجرات سے اُلٹا پھر کر اکبر کی خدمت مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکو ناصرالملک خطاب اور سرداری کا سب سامان عنایت کرکے خانخانان کے تعاقب مین متعین کیا تاکہ فی الفور مکہ کو روانہ کردے ہندوستان مین توقف کی فرصت نہ دے پیر محمد خان فی الفور روانہ ہوا مگر ناگور کے قریب جاکر ٹھہر گیا اور ایک دو منزل سے یہ شعر رقعہ مین لکھکر خانخانان کے پاس بھیجدیا ؎ آمدم در دل اساس عشق محکم ہمچنان ٭ باغمت جان بلا فرسودہ ہم ہمچنان ٭ خانخانان نے اُسکے جواب مین لکھ بھیجا کہ آمدن مردانہ اما نزدیک رسیدہ توقف کردن نامردانہ جب اکبر نے پھر دہلی کو مراجعت کی تو کالنجر کے منعم خان کو کابل سے بلایا خانخانان کو پیر محمد خان کے تعاقب سے بہت رنج ہوا اور مالدیو راجہ جودھپور کے خوف سے جو بڑی جمعیت کے ساتھ گجرات کا راستہ گھیرے ہوے تھا ناگور سے بیکانیر مین چلا آیا

اور بعضے آدمیون کے بھگانے سے پنجاب کا ارادہ کیا اور اپنے سارے اہل وعیال کو مع مرزا عبدالرحیم اپنے بیٹے کے جو تین برس کا تھا تبر ہند کے قلعہ مین جو شیر محمد خان دیوانہ کی جاگیر مین تھا بھیجدیا شیر محمد خان مذکور کو خانخانان نے بٹھا کیا تھا اور اسی اعتماد پر اپنے اہل وعیال کے لیے وہ جگہ تجویز کی تھی مگر شیر محمد خان نے کچھ لحاظ نہ کیا اور تمام مال واسباب اُسکا لوٹ لیا اور طرح طرح کی اہانت کی خانخانان نے دیبال پور مین جب یہ خبر سُنی تو خواجہ نظر علی دیوانہ اور درویش محمد اوزبک کو شیر محمد خان کے پاس بھیجا تاکہ اُسکو فہمائش کرکے اِن حرکتون سے باز رکھین مگر شیر محمد خان نے ہرگز نہ مانا بلکہ خواجہ نظر علی کو باندھکر اکبر کے حضور مین بھیجدیا اسسے زیادہ خانخانان کو یہ صدمہ پہونچا بعدازان خانخانان نے جالندھر کی طرف توجہ کی شمس الدین اتکہ خان اور اُسکے بیٹے یوسف محمد خان اور حسین خان داماد شہاب خان وغیرہ بہت سے پنجاب کے امیرون نے اکبر کے اشارہ سے رستہ روکا موضع کنور پھلور پر گنہ دکھدار مین مقابلہ ہوا بڑی لڑائی ہوئی خانخانان کی طرف سے حسین خان داماد مہدی قاسم خان بڑی مردانگیون کے بعد زخمی ہوکر گرفتار ہوا چنانچہ اُسکو ولی بیگ اور اُسکے بیٹے اسمٰعیل قلی خان وغیرہ کے ساتھ حضور مین بھیجدیا خانخانان شکست کھاکر بھاگ گیا اس لڑائی مین اُسکا مال واسباب بہت لُٹ گیا منجملہ اُسکے ایک عَلَم مُرصع تھا جسمین موتی اور جواہر جڑے ہوے تھے اور ایک کرسی لاگت مین خانخانان نے مشہد مقدس مین حضرت امام علی بن موسی رضا رضی اللہ عنہ کے روضۂ منورہ پر بھیجنے کے لیے تیار کرایا تھا قاسم اسلان نے علم امام ششم اُسکی تاریخ نکالی تھی اتکہ خان نے مع اور غنیمتون کے اُسکو بھی حضور مین بھیجدیا حسب اتفاق اسی سال مین خانخانان نے ہاشمی قندھاری کی ایک غزل اپنے نام سے مشہور کی اور اُسکے عوض مین ساٹھ ہزار تنکہ نقد اُسکو بھیجدیے اُسنے جواب مین لکھا کہ بضمت کم ست تب خانخانان نے چالیس ہزار اور بھیجکر لاکھ پورے کردیے اور وہ غزل یہ ہے ؎

من کہ بیتم عنان دل از دست داده	وز دست دل براه غم از پا فتاده	دیوانه وار در کمر کوه گشته
بے اختیار سر به بیابان نهاده	گاهی چو شمع ز آتش دل در گداخته	گه چون فتیله با دل آتش فتاده
بیرم ز فکر اندک و بسیار فارغم	هرگز نه گفته ایم که یاری ندارم	اور ایک مطلع ہاشمی کا یہ ہے ؎
لبست خندان بود از چشم گریانی که دارم	دلت جمع ست از حال پریشانی که دارم	اسی طرح خانخانان نے باوجود

کمی خزانہ کے رام داس کلانوت کو جو سلیم شاہی گویّون مین سے تھا ایک لاکھ کی قیمت کا انعام وجنس عنایت کیا اسی طرح حجاز خان بدایونی کو جو پٹھانون کے زمانہ مین امیر صاحب عَلَم ونقارہ تھا اور اب آخر عمر مین بیچارہ ہے

تھوڑی سی معاش پر قناعت کرکے زہد و عبادت کا طریقہ شروع کیا تھا ایک قصیدہ کے صلہ میں جو اُسنے
خانخانان کے نام پر لکھا تھا ایک لاکھ تنکہ انعام عطا کیے اُس قصیدہ کا مطلع یہ ہے ؎ چون مہرۂ نگین سمانند
در وبہ آب ؎ پر کار خاتمش بہ زمین داد بعل ناب ؎ غرض خانخانان ایسا سیر چشم تھا کہ لاکھ کو خاک کے برابر
سمجھتا تھا جب آنکہ خان پنجاب کی طرف متعین ہوا تو اسی سال کے ماہ ذی قعدہ میں اکبر نے خواجہ عبد المجید ہروی کو آصف خان کا
خطاب دیکر دہلی کا حاکم مقرر کیا اور حسین قلی خان کو اس سبب سے کہ اُسکا باپ ولی بیگ اور بھائی اسمٰعیل قلی خان
خانخانان کے ساتھ تھا آصف خان کے سپرد کرکے پنجاب کو متوجہ ہوا منعم خان حسب الطلب مقیم خان خواہرزادہ
تردی بیگ خان کے ساتھ کابل سے روانہ ہوکر لودھیانہ کی منزل میں ملازمت میں حاضر ہوا اکبر نے اُسکو خانخانان
کا خطاب عنایت کرکے وکالت کے منصب پر مقرر کیا اسی منزل میں اتکہ خان کے فتح پانے اور خانخانان کے
بھاگ جانے کی خبر پہونچی اور سب قیدی نظر سے گذرے اکبر نے سب کو قید خانہ میں بھیجدیا اُنمیں سے
ولی بیگ جو بہت زخمی تھا دہلی میں مرگیا اُسکے سر کو کاٹ کر دہلی کو روانہ کیا اور حسین خان کو اُسکے سالہ ملک
محمد خان ولد مہدی قاسم خان کے سپرد کیا آخر میں اُسکی پرورش کی اور پیتالی کو اُسکی جاگیر میں مقرر کیا
خانخانان نے شکست کے بعد ملتان کے قلعہ میں پناہ لی تلوارہ پنجاب کے شمالی پہاڑوں میں بیاس کے کنارہ ایک موضع ہے
راجہ گوبند چند وہاں کا حاکم تھا اکبر کی فوج وہیں مقابلہ کے لیے پہونچی لڑائی ہوئی اِس لڑائی میں سلطان حسین جلایر
جو ایک جوان نہایت خوبصورت اور بہادر تھا اکبر کی طرف سے مارا گیا لوگ اُسکا سر کاٹ کر خانخانان کے پاس
لے گئے اور بہت رویا بہت کہی مگر خانخانان اُسکی پچھلی خدمتوں کو یاد کرکے رومال مُنہ پر رکھکر بہت رویا اور کہا میری
ایسی زندگی پر لعنت ہے جو میرے سبب سے ایسے ایسے جوان ضائع ہوتے ہیں ہر چند وہاں کے ہندوؤں نے
خانخانان کی تقویت کی مگر اُسکے دل میں خدا کا خوف طاری ہوا اور جمال خان نامے اپنے ایک غلام کی معرفت
اپنی تقصیروں کا عذر کیا اُدھر سے ملا عبد اللہ سلطان پوری مخاطب بہ عبد الملک خانخانان کی تسلی کے لیگیا
اور ابھی معرکہ لڑائی کا اُسی طرح قائم تھا اور وکیلوں کی آمد و رفت جاری تھی کہ منعم خان تھوڑے سے آدمی
لیکر خانخانان کے پاس گیا اور اُسکو اپنے ساتھ لے آیا سب امیر اُسکے استقبال کو گئے اور بدستور
سابق تسلیمات بجا لائے اکبر نے سب اُسکی تقصیریں معاف کرکے خلعت اور گھوڑا عنایت کیا بعد ازاں
منعم خان اُسکو اپنی منزل میں لے گیا اور سب سامان اُسکے لیے مہیا کیا بعد دو روز کے خانخانان نے
خرچ مناسب راہ کے ساتھ لیکر مکہ معظمہ کا قصد کیا سب امیروں نے اپنے اپنے حوصلہ کے موافق

بطور رہنیوتہ کے نذر دین حاجی محمد خان سیستانی اُسکی ہمراہی کے لیے مقرر ہوا وہان سے خانخانان دہلی کو آیا اور اکبر حصار فیروزہ کی طرف سیر و شکار مین مصروف ہوا اور چوتھی ربیع الاول سنہ ۹۶۸ نو سو اڑسٹھ کو دہلی مین پہونچا اور وہان سے کشتی مین بیٹھکر بارھوین ربیع الثانی کو آگرہ مین پہونچا مشہور ہی کہ خانخانان ناگور کے راستہ سے گجرات کو جاتا تھا وہان کسی جنگل مین کیکرون کے کانٹون مین اُسکی پگڑی اُلجھ کر گر پڑی اس امر کو خانخانان نے اپنے حق مین بدفالی سمجھی اور ایسی خفت ہوئی کہ اُسکے چہرہ کا رنگ بدل گیا حاجی محمد خان نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا ؎ در بیابان چون ز شوق کعبہ خواہی زد قدم ۔ سر ز نشتہا گر کند خار مغیلان غم مخور ۔ اس شعر کو سنکر وہ اُسکا رنج جاتا رہا جب خانخانان پٹن گجرات مین پہونچا تو موسی خان فولادی حاکم پٹن اور حاجی خان اور سی نے بڑی تعظیم و تکریم سے اُسکی مہمانی کی ایک روز خانخانان بہنس لنگ نامے حوض کی سیر کر رہا تھا ایک شخص مبارک خان نامے پٹھان جسکے باپ کو ابتداے فتح ہندوستان مین خانخانان نے قتل کرایا تھا اپنے باپ کا عوض لینے کے لیے آیا شام کے وقت خانخانان کشتی مین سے اُترتا تھا مبارک خان مع چند اوباشون کے ملاقات کے بہانہ سے قریب آیا اور ایک زخم خنجر کا ایسا لگایا کہ خانخانان کا کام تمام ہوگیا تاریخ اُسکی شہادت کی یہ ہی ؎ بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام ۔ در راہ شہید گشت نایافتہ کام ۔ تاریخ شہادتش ز دل پرسیدم ۔ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ۔ اور مصنف صاحب نے بطور تتمیہ کے یہ تاریخ لکھی تھی ؎ گفت گل گلشن خوبی نماند ۔ خانخانان کا دل بڑا رزم تھا اور بزرگون کے اقوال کا بڑا معتقد تھا اُسکی مجلس مین ہمیشہ خدا و رسول کے کلام کا ذکر رہتا تھا ایک روز سیکری مین ایک فقیر گوشہ نشین کے پاس گیا اور اُس سے معنی آیت تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ کے پوچھے فقیر تفسیر نہ جانتا تھا اس سبب سے چپ رہا تب آپ ہی خانخانان نے کہا تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ بِالْقَنَاعَۃِ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِالسُّؤَالِ یعنی عزت دیتا ہی تو جسکو چاہتا ہی ساتھ قناعت کے اور ذلت دیتا ہی تو جسکو چاہتا ہی ساتھ سوال کے اور کبھی جمعہ اور جماعت کی نماز اُس سے فوت نہوتی تھی مگر تفضیل کی طرف مائل تھا اور حافظ محمد امین خطیب سے کہتا تھا کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے خطاب مین بنسبت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے چند کلمہ تعظیم کے بڑھانے چاہیین اُسی تاریخ مین میان جائم سنبھلی کا انتقال ہوا اور عِنْدَ ذٰلِکَ مُقْتَدِرٌ اُنکی تاریخ ہی اسی سال کی بارھوین رجب کو سنہ اول خان کا بیٹا بازبہادر حاکم مالوہ بہت سے ہاتھی اور لشکر ساتھ لیکر سارنگ پور سے سات کوس پر ادہم خان اور پیر محمد خان وغیرہ کے مقابلہ کے لیے آیا آخر بڑی لڑائی کے بعد بازبہادر نے شکست پائی اور سارا اُسکا سامان اور

حرم غنیمت مین ہاتھ آیا جس روز یہ فتح میسر ہوئی اُس دن یہ دونون سردار اپنے ڈیرون مین مٹھے تھے اور قیدیون کو اُنکے سامنے لالاکر قتل کرتے تھے اور میر محمد خان طنز کے طور پر کہتا تھا کہ اس مقتول کی کیا بلا گردن موٹی تھی اور اُس شانہ مین سے کسقدر خون نکلا اور آدمی جو اشرف المخلوقات ہے اور خدا کی بنائی ہوئی بیادہ ہے اُس روز اُسکی نظر مین کھیرے لکڑی کے مانند تھا وہان کے سید اور مشائخ قرآن ہاتھون پر رکھکر امن مانگتے ہوئے آئے مگر میر محمد خان نے سب کو قتل کر ڈالا ادہم خان نے ساری حقیقت فتح کی اکبر کو لکھی اور تھوڑے سے ہاتھی غنیمت کے صادق محمد خان کے ہاتھ حضور مین بھیجدیے اور اکثر عمدہ عمدہ ہاتھی اور بازبہادر کے حرم کی عورتین اور پاتریں اور رنڈیان اپنے لیے رہنے دین اکبر یہ خبر سُنکر بذات خود اکیسوین شعبان ۹۶۸ھ نوسو اڑسٹھ کو آگرہ سے کوچ کرکے سارنگ پور مین پہونچا اور ساری غنیمتین ادہم خان سے وصول کرکے وہان کے مہات کا بندوبست کیا اور اُنتیسوین رمضان کو پھر آگرہ مین واپس آیا اسی سال مین عدلی کے بیٹے شیر خان نے جو باپ کے بعد چنھار مین قائم مقام ہوا تھا بہت سی فوج ساتھ لیکر جونپور پر چڑھائی کی خان زمان نے ابراہیم خان اور بک اور مجنون خان قاقشال اور شاہم خان جلایر کے ساتھ متفق ہوکر اُسکو شکست دی اور بڑی فتح نمایان حاصل کی اسکے بعد اکبر کو کچھ خان زمان کی سرکشی کا وہم پیدا ہوا اسلیے خود بھی اُس طرف روانہ ہوا جب کالپی تین پہنچا تو عبداللہ اوزبک وہان کے حاکم کی مہمانی قبول کی بعد ازان کڑہ کو گیا اور خان زمان اور بہادر خان بھی جونپور سے چل کر ملازمت مین حاضر ہوے اور عمدہ عمدہ ہاتھی اور طرح طرح کے نفیس تحفہ پیشکش کیے اکبر نے اُن دونون کو گھوڑے اور خلعت دیکر جاگیرون کو رخصت کیا اَلصُّلحُ خَیرٌ اس قضیہ کی تاریخ ہوئی مگر ایک عدد زیادہ ہے منشی اقبال درین کہنہ پرد غلغلہ انداخت کہ الصلح خیر اسی سال مین ستروین ذی الحجہ کو اکبر پھر آگرہ مین واپس آیا آٹھوین جمادی الاول ۹۶۹ھ نوسو اُنہتر مین اکبر نے حضرت خواجہ معین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے اجمیر کا قصد کیا اور وہان کے مجاورون کو بہت سے انعامات دیے قصبہ سانبھر مین راجہ پہاڑا مل حاکم انبیر اور اُسکا بیٹا رائے بھگوان داس ملازمت مین حاضر ہوا اور اُسنے اپنی ایک بیٹی بھی اکبر کے نکاح مین دی بعد ازان اکبر نے مرزا شرف الدین حسین کو جسکی جاگیر نواحی اجمیر تھی میڑتہ کے قلعہ پر جو اجمیر سے بیس کوس پر جیمل راجپوت کے قبضہ مین تھا نامزد کیا اور خود دار الخلافت کو واپس آیا مرزا شرف الدین نے اہل قلعہ کو اس شرط پر امن دی کہ سب قلعہ خالی چھوڑکر باہر چلے جاوین اور مال واسباب اپنے ساتھ کچھ نہ لیجاوین چنانچہ جیمل قلعہ کو خالی کرکے چلا گیا مگر دیودس نامے جیمل کے ایک سپاہی اور کچھ لوگون کو اپنا

شریک کر کے قلعہ سے نکلتے وقت سارے مال و اسباب مین آگ لگادی اور شرف الدین کے مقابل ہو کر بہت سے آدمی
قتل کیے آخر خود بھی مارا گیا اور دو سو آدمی اور اُسکے ساتھ مارے گئے آخر و قلعہ شاہ بداغ خان اور اُسکے بیٹے عبدالمطلب خان
وغیرہ اور اُمرا کے اتفاق سے فتح ہو گیا ادہم خان کے دربار مین چلے آنے کے بعد پیر محمد خان کا مستقل قبضہ مالوہ مین ہو گیا
بعد ازان اُسنے بہت سا لشکر جمع کر کے برہان پور اور بیجاگڑھ کے قلعون کو فتح کیا اسی طرح مزیدہ پار اُتر گیا اور اُن تمام
ملکون کو قتل عام کر کے گویا آدمیون سے خالی کر دیا اتفاقاً ایک مرتبہ پیر محمد خان اپنی فوج سے جدا ہو گیا تھا بازبہادر جو اُس
ملک کے اور کئی حاکمون کے ساتھ اُس طرف بھاگا پھرتا تھا موقع پا کر اُسکے سر پر آ پہونچا پیر محمد خان گھبرا کر سندر کی طرف بھاگا
اور زمدہ مین مع اپنے ساتھیون کے پایاب گھوڑے ڈال دیے اتفاقاً اُسوقت کچھ اونٹ بھی دریا اُترتے تھے اُنمین سے
ایک اونٹ اُسکے گھوڑے پر گر گیا پیر محمد خان نے اُس صدمہ سے دار الخیر اکبر کوچ کیا مالوہ کے سردار بعد ازان
وہان توقف مناسب نہ سمجھکر بھاگ کر اکبر کی حضور مین آئے چند روز قید رہے آخر چھوٹ گئے بازبہادر نے پھر مالوہ پر
قبضہ کر لیا عبداللہ خان اوزبک نے معین الدین احمد خان فرنخودی وغیرہ کے اتفاق سے پھر اُس ملک کو اُس سے نکال لیا
بازبہادر چند روز چتوڑ اور اُدے پور مین رانا اُودے سنگھ کی پناہ مین رہا اور چند روز گجرات مین بسر کرتا ہوا آخر دربار مین حاضر ہو کر
اکبر کے دولتخواہون مین داخل ہوا پھر چند روز قید رہکر خلاصی پائی لیکن موت کے چنگل سے خلاصی ملی عبداللہ خان
اوزبک مانڈیہ مین اور اُسکے مددگار امیر اپنی اپنی جاگیرون کو چلے گئے معین الدین احمد خان دربار مین حاضر آیا
اسی سال مین خواجہ عبداللہ مروارید وزیر کا پوتا خواجہ محمد صالح صدارت کے منصب پر مقرر ہوا لیکن انعامات اور اوقاف
اور معافیات کے دینے مین اُسکا حکم مستقل نہ تھا بالکل اختیار دیوانی والون کا تھا اسی سال مین سید بیگ بن معصوم بیگ
شاہ طہماسپ کی طرف سے وکیل مقرر ہو کر ہمایون کی تعزیت مین ایک نامہ لایا اکبر نے اُسکی بڑی تعظیم و تکریم کی
اور مبلغ سات لاکھ تنکہ اور ایک گھوڑا اور خلعت انعام دیا اور سوائے اسکے سب امیرون نے بہت کچھ اُسکی
نذر کیا اور بہت سے تحفہ ساتھ لیکر وہ ہندوستان سے واپس گیا اُسی زمانہ مین اکبر نے اتکہ خان ملقب
بہ اعظم خان کو پنجاب سے بُلا کر وکیل مطلق مقرر کیا دوشنبہ کے روز بارھوین رمضان ۹۶۹ھ نو سو اُنہتر مین
ادہم خان نے منعم خان و شہاب الدین احمد خان وغیرہ کے بہکانے سے اُسکو بہت زخمی کیا اور اسی طرح
شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیے ہوے حرم سرا کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا جب اکبر تلوار لیے ہوے گھر مین سے نکلا تو
اُس سے پوچھا کہ یہ تو نے کیا حرکت کی تو اُسنے کہا کہ ایک نادہ تنخواہ کو سزا دے دی اُسوقت اکبر نے حکم دیا کہ
اسکو باندھکر دولت خانہ کی چھت پر سے گرا دو چنانچہ جب اُسکو گرایا تو کچھ جان اُسمین باقی رہی اسلیے اکبر نے

حکم دیا کہ دوبارہ گراد و اعظم خان کا اُس سے ایک روز بعد جنم نکلا۔ دوخون بند۔ اُسکی تاریخ ہے مگر اسمین ایک عدد زیادہ ہے اور دوسری تاریخ بطریق تعمیہ کے یہ ہے ؎ رفت از ظلم سر اعظم خان ۔ اور ایک تاریخ یہ ہے ؎ خان اعظم سپاہ اعظم خان ۔ کہ چو او کس درین زمانہ ندید ۔ شب شہادت سید و ماہ صیام ۔ شربت موت روزہ او چشید ۔ کاش سال دگر شہید شدے ۔ کہ شدے سال فوت خان شہید ۔ اُسکے چہلم کے روز ماہم آنکہ اعظم خان کا باپ بھی بیٹے کے رنج مین مرگیا اور اسی سال مین ستائیسوین رجب کو آگرہ مین مصنف صاحب کے والد مرحوم ملوک شاہ نے انتقال کیا بسا در مین لیجاکر اُنکے جنازہ کو دفن کیا تاریخ اُنکے وفات کی مصنف صاحب نے یہ لکھی ہے ؎ سرور فقرا فاضل دوران ملوک شاہ ۔ آن بحر علم و معدن احسان کان فضل ۔ چون بود در زمانہ جہانی ز فضل ازان ۔ تاریخ سال فوت وی آمد جہان فضل ۔ حسب اتفاق اسی سال مین اُنکے پیر شیخ پنجو سنبھلی کا انتقال ہوا اُنکے وصال کی تاریخ یہ ہے ؎ کمال الحق والدین شیخ پنجو ۔ کہ آمد جنت فردوس جایش ۔ ز روے تعمیہ تاریخ فوتش ۔ شود حاصل ز نام ال کشایش ۔ اور ایک سادہ تاریخ یہ ہے ۔ درویش دلشمند ۔ اسی سال مین خانخانان اور محمد قاسم خان میر بحر اس خوف سے کہ ادہم خان کے بہکانے مین شریک تھے اور بعضی اور وجہین بھی تھین سیر کے بہانہ سے کشتی مین بیٹھے اور تھوڑی دور جاکر بعضے مفلس زمینداروں کے مشورہ سے دو تین سو ارسا تھ لیکر شام کے وقت رویہ اور بجوارہ کے قصد پر بہاڑ کی طرف بھاگے اور وہان سے کابل کا ارادہ کیا کیونکہ وہان منعم خان کا بیٹا غنی خان حاکم تھا جب یہ پرگنہ سروت مین پہونچے تو قاسم خان سیستانی انکی وضع دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ بھاگے ہوے ہین فوراً وہ کچھ سپاہی اپنے ساتھ لیکر ان دونون کو باندھ لایا اور سید محمود بارہہ کے آدمیون کو جو کہین قریب تھے مطلع کیا سید محمود نے اپنے بیٹون کو اُنکے استقبال کے لیے بھیجا اور بڑی تعظیم و تکریم سے آگرہ کی طرف روانہ کیا اکبر نے بھی کئی امیرون کو استقبال کے لیے بھیجا اور پھر منصب وکالت کا خانخانان کو حوالہ کرکے پہلے سے بھی زیادہ قدر کی اسی سال مین میر محمد خان انکے جسکا خطاب خان کلان تھا بہت سا لشکر ساتھ لیکر کمال خان کھکر کی مدد کے لیے کھکرون کے ملک مین گیا اور وہان مقابلہ کرکے کمال خان کے چچا سلطان آدم کو گرفتار کیا اور اُسکا بیٹا لشکری نامی کشمیر کو بھاگ گیا چند روز کے بعد وہ دونون باپ بیٹے اپنی موت مرگئے پیر محمد خان اُس تمام ملک کو کمال خان کے سپرد کرکے پھر آگرہ کو واپس آیا ایک روز اکبر نے ایک بڑا جشن عالی ترتیب دیا تھا خان کلان نے اس

مجلس مین بہت سے شاعرون اور فاضلون اور امیرون کے سامنے ایک قصیدہ جو اپنے گمان مین نہایت عمدہ لکھا تھا پڑھنا شروع کیا پہلا ہی مصرع اُسکے مطلع کا یہ تھا مصرعہ بحمد اللہ کہ دیگر آمد فتح کھکر کردہ اکبر بھی متوجہ ہوکر اُس قصیدہ کو سُن رہا تھا اور خان کلان کو بہت بڑے صلہ کی اُمید تھی ایسے حال مین جبھی پہلا مصرع خان کلان نے پڑھا اُسکا دادا عبد الملک خان چلّا اُٹھا کہ ای خان دیگر آمد کی جگہ دیگر آمدیم پڑھو کیونکہ اِس مہم مین بعضے نامراد بھی آپ کے شریک تھے تمام اہل مجلس ہنستے ہنستے لوٹ گئے خان کلان نے اپنی پگڑی زمین پر پٹک دی اور اکبر سے کہنے لگا کہ اِس مردک کے ہاتھ سے حضور ہی میری داد دلائینگے جسنے میری ساری محنت ضائع کردی طرفہ یہ ہی کہ عبد الملک خان نے اپنے نام کا سجع یہ تجویز کیا تھا عبد راجون بالملک افزون کنی پس الف لامے در واندرون کنی ملا شیری نے ایک قصیدہ اُسکی تعریف مین لکھا تھا جسکا ایک شعر یہ ہی اگر گوارا یاید مقابل لوگر یزد تو صاحبی و مقابل نیشتوی بہ گوارد اسی سال مین مولانا علاء الدین لاری جنھون نے شرح عقائد نسفی پر حاشیہ لکھا ہی خان زمان کے پاس سے آگرہ مین آئے اور وہان اُنھون نے چھپر ڈال کر ایک مکان مدرسہ کے لیے بنایا مدرسہ جس اُسکی تاریخ ہوئی بعد ازان مولانا ممدوح حج کو تشریف لے گئے اور وہین اُنکا انتقال ہوگیا اِس سال مین کابل مین طرح طرح کے خلل پیدا ہوے اور تھوڑے عرصہ مین کئی حاکمون کا تغیر تبدل واقع ہوا مانخانان منعم خان حیدر خان آختہ بیگی کو کابل مین اپنا نائب مقرر کرایا تھا لیکن چونکہ اُسنے لوگون کے ساتھ بدسلوکی کی اِس وجہ سے خانخانان نے اُسکو معزول کرکے اپنے بیٹے غنی خان کو وہان کا نائب مقرر کیا مگر اُس سے بھی کئی حرکتین ناشایستہ واقع ہوئین چنانچہ اُسنے تولک خان قوچین کو جو بڑے نامی گرامی امیرون مین سے تھا باندھ لیا آخر قابو پاکر تولک خان نے اُسکو قید کرلیا انجام کو بڑی مشکل سے غنی خان نے عہد و پیمان کرکے اُس قید سے نجات پائی اور بدعہدی کرکے تولک خان پر حملہ کیا تولک خان بے لڑے بھڑے ہندوستان کو چلا آیا ماہم بیگ ہمایون بادشاہ کی دی ہی اور شاہزادہ میرزا محمد حکیم کی ماں نے جو اُس زمانہ مین دس برس کا تھا شاہ ولی بیگ اتکہ اور فضائل بیگ کو منعم خان کے بھائی جسکو مرزا کامران نے اندھا کردیا تھا اور اُسکے بیٹے ابو الفتح بیگ سے اتفاق کرکے غنی خان کو اندر نہ آنے دیا اور قلعہ کابل کا دروازہ بند کرلیا مجبور ہوکر غنی خان ہندوستان کو چلا آیا اور چونکہ اُسکا باپ منعم خان اُس سے بہت ناراض تھا اِس وجہ سے دربار مین دخل نہ پایا چند روز جونپور وغیرہ مین رہا پھر آخر مرگیا فضائل بیگ بیگم کی طرف سے اور ابو الفتح بیگ اپنے باپ کی طرف سے نائب مقرر ہوکر کابل

قابض و متصرف ہوے اور ان دونون نے عمدہ عمدہ جاگیرین اپنے لیے تجویز کرلین اور برابر ملک مزا کے لیے چھوڑا آخر شاہ ولی اتکہ نے علی محمد اسب کے ساتھ اتفاق کرکے ایک شب بیگم کے اشارہ سے حالت مستی مین ابوالفتح بیگ کو قتل کرڈالا اُسکا باپ سارا اپنا سامان لیکر کابل سے ہزارہ کی طرف چلدیا بیگم کے نوکرون نے تعاقب کرکے رستہ مین اُسکو بھی قتل کرڈالا شاہ ولی بیگ نے بیگم کے اتفاق سے عادل شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے سارا انتظام اپنے اختیار مین لیا تب اکبر نے منعم خان کو شاہزادہ مرزا محمد حکیم کا اتالیق اور کابل کا حاکم مقرر کرکے اُس طرف روانہ کیا اور اور بھی کئی امیر اُسکے ساتھ کیے بیگم بھی مقابلہ کے ارادہ پر مرزا کو ساتھ لیکر مع تمام اپنے لشکر کے کابل سے جلال آباد مین آگئی منعم خان نے پہلے ہی حملہ مین مع اپنے مددگار امیرون کے جو محمد قلی خان برلاس اور حسن خان برادر شہاب خان وغیرہ تھے شکست فاش کھائی اور سارا اُسکا سامان لُٹ گیا آخر بہت بُرے حالون سے بھاگ کر اکبر کی درگاہ مین آیا پھر بیگم نے عذر کی تہمت رکھکر شاہ ولی بیگ کو بھی قتل کردیا اسی سال مین شاہ ابوالمعالی مکہ سے واپس آیا اتفاقاً مرزا شرف الدین حسین اُن دنون مین آگرہ سے باغی ہوکر بھاگ گیا تھا اور حسین قلی خان اور صادق محمد خان اُسکے تعاقب مین متعین ہوے تھے مرزا شرف الدین مذکور کے بھکانے سے شاہ ابوالمعالی نے بھی نواحی جالور مین غارتگری شروع کی اسمعیل قلی خان اور احمد بیگ اُسکے تعاقب مین متعین ہوے آخر شاہ ابوالمعالی نے قلعۂ نارنول مین آکر سارے خزانہ کو لوٹ کر اپنی فوج پر تقسیم کردیا بعدازان ابوالمعالی کے بھائی خان زادہ نامے کو جسے شاہ لونڈا بھی کہتے تھے محمد صادق خان اور اسمعیل قلی خان نے گرفتار کرلیا تب شاہ ابوالمعالی بے دست و پا ہوکر کابل کی طرف بھاگا اور پنجاب مین جاکر اُسنے اسکندر بیگ اور احمد بیگ دونون سردارون کو جو اور امیرون سے جدا ہوگئے تھے اُنکے نوکرون سے متفق ہوکر قتل کرڈالا بعدازان اُسنے کابل کو بیگم کے پاس عرضی بھیجی اور اپنا خلوص اور اعتقاد ہمایون کے ساتھ بہت سا ظاہر کیا اور عرضی کے عنوان پر شعر لکھا ؎ مابدین درنہ پُر حشمت و جاہ آمدہ ایم ۔ از در خانہ اپنجا بہ پناہ آمدہ ایم ۔ بیگم نے اُسکے جواب مین لکھ بھیجا مصرع کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست اور بیگم نے اپنی بیٹی کے ساتھ اُسکا نکاح بھی کردیا اور سارا انتظام شاہ ابوالمعالی کے ہاتھ مین آگیا بعدازان اُسنے شکوکرن سے خواجہ خان وغیرہ کے بھکانے سے بیگم کو بھی قتل کرڈالا اور حمید رقاسم کوہ بر کو بھی جو بعد شاہ ولی بیگ کے وکیل مقرر ہوا تھا شہید کیا اور اُسکے بھائی محمد قاسم کوہ بر کو قید کرلیا پھر بہت سی جماعت نے

متفق ہوکر بیگم کے انتقام پر کمر باندھی قلعہ کے اندر بڑی لڑائی ہوئی آخر ابوالمعالی نے سب کو پس پا کر دیا محمد قاسم
قید سے چھوٹ کر بدخشان کو گیا اور وہان اُسنے میرزا سلیمان کو شاہ ابوالمعالی پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور
میرزا محمد حکیم نے بھی اُسکے پاس یہی پیغام بھیجا چنانچہ قصہ انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اسی سال مین
مرزا اشرف الدین حسین جو چار واسطون سے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ العزیز کی اولاد مین تھا
جب اُسکا باپ خواجہ معین الدین بن خواجہ خاوند بن خواجہ یحیی بن حضرت خواجہ احرار حج سے پھر آیا
اور عزت و آبرو بہت پائی تو مرزا اشرف الدین مذکور اسی زمانہ مین ناگور سے آگرہ مین آیا اور بعضے بدطینت
آدمیون کے بہکانے سے اکبر کی طرف سے کچھ وہم اُسکے دل مین پیدا ہوا چنانچہ اُسنے اگرہ سے بھاگ کر پھر ناگور کا
رستہ لیا اکبر نے صادق محمد خان اور حسین قلی خان کو اُسکے پیچھے نامزد کیا اور حکم دیا کہ اوّلاً اُسکی تسلی و دلاسا
کیجاوے اور جب نہ مانے تو گوشمالی قرار واقعی دیجاوے مرزا نے کو اجمیر کے قلعہ کو تیرخان دیوانہ کے سپرد کرکے ناگور کو
چلدیا دیوانہ قلعہ کو خالی چھوڑ کر اُسکے پیچھے ہولیا مرزا اشرف الدین حسین کی جالور مین شاہ ابوالمعالی سے ملاقات ہوئی
جیسا کہ اول مذکور ہوچکا اور اِن دونون مین یہ قرار پایا کہ شاہ ابوالمعالی حسین قلی خان کے آدمیون پر جو حاجی
پور مین تھے حملہ کرے اور اُسی رستہ سے کابل کو چلا جاوے اور وہان سے شاہزادہ میرزا محمد حکیم کو ساتھ لاوے
اور اُسکے آنے تک مرزا ایمان ملتمہ پانون مارتا رہے مگر شاہ ابوالمعالی نے جب سُنا کہ صادق محمد خان وغیرہ اُمرا
اُسپر فوج لارہے ہین اسلیے اُس قرارداد سے عدول کرکے نارنول کو چلا گیا اور وہان کے حاکم میر گیسو شقدار کو
باندھ کر کچھ روپیہ وصول کیا اور وہان سے کابل کو چلدیا احمد بیگ اور اسکندر بیگ صادق محمد خان اور اسمعیل قلی خان
لشکر سے جدا ہوکر اُسکے پیچھے ہولیے اور مرزا اشرف الدین کے چند آدمیون کو ان دوسردارون نے نوکر رکھکر
اُنپر بڑا اعتماد کرلیا تھا اُنھین آدمیون نے زمانہ قلی نامے ایک مفسد کی زبانی شاہ ابوالمعالی کو یہ پیغام بھیجا
کہ تم فلانی جگہ توقف کرو جسوقت یہ دونون سردار وہان پہونچینگے ہم اِنکا کام تمام کردینگے چنانچہ جب
یہ دونون سردار وہان پہونچے تو اُدھر سے تو شاہ ابوالمعالی یکایک گھات مین سے نکلا اور اِدھر سے اُن ظالمون نے
اُن دونون کو قتل کرڈالا اُنکے تندیمی نوکر یہ حال دیکھکر اِدھر اُدھر متفرق ہوگئے جب یہ قصہ مفصل اکبر کے گوش زد
ہوا تو اُسنے اس فتنہ کے انتظام کے لیے دہلی کی طرف توجہ کی وہان ایک اور جھگڑا پیدا ہوا اور وہ یہ ہے
کہ اکبر نے قصد کیا کہ دہلی کے امیرون اور شریفون کی بیٹیون کے ساتھ اپنے نکاح کرے عورتین اور
خواجہ سرا لڑکیون کے پسند کرنے کے لیے لوگون کے گھرون مین جانے لگین تمام شہر مین ہول پڑگیا

یہ سارا قصہ شیخ بدا اور بہرہ امرائے آگرہ کے اغوا سے ہوا آخر ایک عورت پر اکبر مائل ہوا اُسکے شوہر عبدالواسع سے اُسکی خواہش کی چنانچہ عبدالواسع نے اپنی بی بی کو طلاق دی اور وہ حرم سرائے بادشاہی مین داخل ہوگئی عبدالواسع ندامت کے سبب سے دہلی کو چھوڑ کر دکن مین شہر بیدر کو چلا گیا اسی عرصہ مین ایک روز اکبر سیر کرتا ہوا مدرسۂ بیگم کی طرف کو گذرا تو لڑکے نے جو مرزا شرف الدین حسین کا غلام تھا مدرسہ کی چھت پر سے ایک تیر مارا اکبر کے بدن پر اُچٹتا ہوا لگا خیر ہوگئی ہرچند امیرون کی یہ رائے ہوئی کہ مقدمہ کی تحقیقات تک اُس لڑکے کو قید رکھین تاکہ اُن سب لوگون کا حال معلوم ہوجاوے جو جو اُسکے اغوا مین شریک ہین مگر اکبر اس امر پر راضی نہوا اُسی وقت اُسکو قتل کر ڈالا اکبر وہان سے سوار ہوکر قلعہ دین پناہ مین آیا طبیب معالجہ مین مشغول ہوے چند روز مین وہ زخم اچھا ہوگیا پھر اکبر نے آگرہ کا قصد کیا اور پندرھوین جمادی الثانی سنہ ۹۷۰ نو سو ستر مین وہان پہونچ گیا اسی سال مین شاہ ابوالمعالی کا جھگڑا تمام ہوا تفصیل اُسکی یہ ہے کہ محمد قاسم کوہ بر کی تحریک سے مرزا سلیمان نے کابل پر فوج کشی کی ادھر سے ابوالمعالی بھی میرزا محمد حکیم کو ساتھ لیکر مقابل ہوا غوربند کے کنارہ لڑائی ہوئی شاہ ابوالمعالی کی ایک طرف کی فوج کو شکست ہوئی تو ابوالمعالی مرزا محمد حکیم کو سلیمان میرزا کے مقابلہ مین چھوڑ کر خود اُس طرف روانہ ہوا مرزا محمد حکیم اپنے خاص آدمیون کے ساتھ دریا اُتر کر سلیمان مرزا کے پاس پہونچا ابوالمعالی بھی پھر ٹھہر نہ سکا مقابلہ سے بھاگا کچھ لوگون نے اُسکا تعاقب کیا آخر جاریکارون کے گانون سے گرفتار کرکے کابل مین سلیمان میرزا کے پاس لائے سلیمان میرزا نے اُسکو اسی طرح پابزنجیر مرزا محمد حکیم کے پاس بھیجدیا مرزا محمد حکیم نے فوراً اُسکو پھانسی دیکر مارڈالا یہ واقعہ ستروین شب کو ماہ رمضان سنہ ۹۷۰ نو سو ستر مین ہوا اسکے بعد مرزا سلیمان نے اپنی بیٹی کے ساتھ مرزا محمد حکیم کا نکاح کر دیا اور سید غنی نام ایک اپنے معتمد کو کر اُسکا وکیل مقرر کرکے خود بدخشان چلا گیا اسی سال مین جمال خان نامے عدلی کے غلام نے چنبار کا قلعہ فتو نامے ایک دوسرے غلام کو حوالہ کیا اور اُسنے اپنی عرضی اکبر کے پاس بھیجی چنانچہ شیخ محمد غوث جنکا فتو مرید تھا اور آصف خان جسکا نام خواجہ عبدالمجید ہروی تھا اکبر کی طرف سے گئے اور فتو سے صلح کرکے وہ قلعہ لے لیا اور حسن خان ترکمان کے حوالہ کر دیا اور فتو کو اکبر کے دربار مین لے آئے یہان اُسنے بڑی عزت پائی اسی عرصہ مین شیخ محمد غوث کا انتقال ہوگیا اور ملا اسمٰعیل عطائی معمائی نے "بندۂ خدا شد" اُنکی وفات کی تاریخ نکالی اسی سال کی بیسوین رمضان کو مخدوم اشرف مصنف صاحب کے نانا نے انتقال کیا "فاضل جہان" اُنکے وفات کی تاریخ ہے سنہ ۹۷۰ نو سو اکھتر مین خواجہ مظفر علی تربتی نے خان کا

خطاب اور منصب وزارت کُل پایا اور ظاہر اُسکے تقرر کی تاریخ ہوئی لیکن راجہ ٹوڈرمل سے اور اُس سے موافقت نہ ہوئی ذرا ذرا بات پر ہر روز باہم جھگڑا ہوتا تھا کسی حریف نے اس بیت قدیم کو کہ سنگ کاشی یا صفاہانی گرچہ صد بار سنگ زکاشی ہے اس طور پر تضمین کیا ؎ سنگِ راجہ بہ از مظفر خان ۔ گرچہ صد بار سنگ زر اجہ ہے امیرون نے راجہ کی شکایت اکبر سے کی اور اُسکے تغیر کا التماس کیا اکبر نے جواب دیا کہ تم سب اپنی اپنی کارون مین مبتلا رہتے ہو ان کو نوکر رکھتے ہو یہ ہماری سرکار کا بندہ ہے پھر اس سے کیون تعرض کرتے ہو ایک شخص نے راجہ کی نسبت یہ تجویز کیا تھا ؎ آنکہ شد کار ہمہ از دخل ۔ راجہ راجہ است ٹوڈرمل ۔ اسی سال مین اکبر نے قاضی لال کو جو ایک اشرف تھا قصبہ برن سے طلب کر کے کسی جرم مین قتل کیا قاضی لال اُسکی تاریخ ہوئی اسی سال مین غازی خان سید جو عدل بڑے امیرون مین سے تھا اور کئی بار اکبر کے دربار مین حاضر ہوا تھا اور پھر بھاگ گیا تھا نواحی گڑہ مین بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے آصف خان سے مقابل ہوا آخر لڑائی مین مارا گیا اس فتح سے آصف خان کو بڑی قوت حاصل ہوئی چنانچہ اسکے بعد اُسنے گڑہ کنٹاکے ملک پر جسمین اُس زمانہ مین ستر ہزار گانون آباد تھے اور قلعہ چوڑاگڈھ اُسکا دارالریاست تھا حملہ کیا وہانکی حاکم رانی درگاوتی جو بڑی خوبصورت ایک عورت تھی بیس ہزار سوار اور پیادہ اور سات سو جنگی ہاتھی ساتھ لے کر مقابل ہوئی اس لڑائی مین فریقین نے بڑی کوشش کی آخر رانی کے ایک تیر لگا جس سے وہ قریب ہلاکت ہوئی اُسپر بھی اُسنے ننگ و ناموس کے خوف سے اپنے فیلبان کو اشارہ کیا چنانچہ اُسنے ایک خنجر لگا کر بالکل اُسکا کام تمام کر دیا مگر ایک کمبخت بدمعاش پھر بھی نہ چوکا اور اُس مردہ سے بھی زندہ کا کام لیا بعد ازان آصف خان چوراگڈھ کو گیا اُس رانی کا بیٹا بھی کچھ لڑائی کے بعد مارا گیا اس فتح مین اسقدر خزانہ آصف خان اور اُسکے لشکر والون کو ملے جو حد شمار سے باہر ہین چنانچہ آصف خان کو اُس مال کے غرور مین بڑی نخوت پیدا ہو گئی آخر خاک مین مل گیا اسی سال کی بارھوین ذی قعدہ کو مین موسم برسات مین اکبر نے ہاتھیون کے شکار کے لیے نرور کی طرف کوچ کیا اور نئے نئے طریقہ ہاتھیون کے شکار کے نکالے پھر سارنگ پور کے راستہ سے ولایت مندو مین پہونچا عبداللہ خان اوزبک کچھ پہلے اپنے قصورون کے خوف سے مندو سے بھاگ کر گجرات کو چلدیا ہر چند مقیم خان نے جسکا اس پورش مین شجاعت خان خطاب ہو گیا تھا جا کر اُسکی تسلی کی اور ہر طرح سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا اکبر کی ہراول فوج سے کچھ عبداللہ خان کی لڑائی بھی ہوئی آخر جب اکبر قریب پہونچا تو عبداللہ خان اپنے سارے مال و اسباب اور اہل و عیال کو وہین چھوڑ کر کچھ ضروری آدمیون کے ساتھ لیکر گجرات مین چنگیز خان کے پاس پناہ لے گیا چنگیز خان سلطان محمود گجراتی کا ایک غلام تھا اللہ

سلطان محمود

سلطان محمود کے وہان کا حاکم ہوگیا تھا اکبر کے لوگ گجرات کی حد تک عبداللہ خان کے پیچھے گئے اور اسکے
اہل حرم اور ہاتھیون وغیرہ کو پکڑ لائے جو باقی رہے وہ گنوارون کے ہاتھ لگے مشہور ہی کہ چنگیز خان کے زمانہ مین
گجرات ایسی آباد تھی کہ پہلے کبھی نہ تھی اور علم وفضل کا بھی اُسکے زمانہ مین حد سے زیادہ رواج تھا جس غریب سپاہی نے
اُسکی نوکری کرلی پھر اسکو کسی سے احتیاج نہوتی تھی ہر روز چنگیز خان پانچ چھ جوڑے کپڑے اپنے پہننے کے لوگون کو
دیتا تھا اور ہر جوڑا اسپچاس یا ستر یا اسی اشرفی سے کم قیمت کا نہوتا تھا ایک اُسکی اونی سخاوت تھی کہ ایک روز
اپنے ملازمون کے ساتھ سیر کرتا تھا عبداللہ خان اونٹ بھی ساتھ تھا اتفاقاً اُسی وقت دو تین کشتیان نقد اور
اسباب کی بھری ہوئین اُسکی نذر گذرین فوراً وہ سب عبداللہ خان کے حوالہ کردین منجملہ اُسکی سخاوتون کے
ایک یہ ہی کہ شاہ عارف صفوی جو جہانگیر کی تسخیر مین مشہور ہی اور مصنف صاحب کے زمانہ مین لاہور مین موجود تھا
اُسکی یہ عادت تھی کہ لوگون کو خزانہ کے خزانہ بخش دیتا تھا اور اسقدر مال اُسکو وہین سے ملا تھا اور اُنکی شیرینون
بھی چنگیز خان کا سکہ ہوتا تھا اسی عرصہ مین میران مبارک شاہ برہان پوری نے قاصدون کو بھیجکر اطاعت قبول کی
اکبر کی طرف سے اعتماد خان خواجہ سرا اُن قاصدون کے ساتھ گیا اور میران شاہ کے بیٹے کو سمع اور بہت سے
تحفون کے اکبر کے لیے لایا اسی سال مین دکن کے امیرون مین سے مقرب خان نے اکر اطاعت قبول کی
محرم ۹۷۹ نوسو بہتر مین اکبر نے سندھ سے قصبہ نالجہ کی طرف کوچ کیا اور قراجہار خان کو اُس نواحی کی حکومت
عنایت کی پھر وہان سے شکار کرتا ہوا جیسن اور سارنگ پور اور گوالیار کے رستہ سے قصبہ ربیع الاول سنہ
اگرہ مین پہنچا اسی سال مین اکبر کے دو بیٹے توام حسن اور حسین نامے کسی حرم کے بطن سے پیدا ہوئے مگر ایک
مہینے کے عرصہ مین دونون مرگئے اسی سال مین اکبر نے شہر نگرچین کو تعمیر کیا ابوالفضل نے اکبرنامہ کی تصنیف کے
وقت چند سطرین اُسکی تعریف مین مصنف صاحب سے لکھوائی تھین وہ بجنسہ نقل کی جاتی ہین
چون مہندس کارخانۂ ابداع اندیشۂ بلند شہریار کا مگار را کہ معمار معمورۂ گیتی خصوصاً بنائے مقصورۂ ہندوستان
از آغاز فطرت اختراع آئین ایجاد فرمودہ تا بمقتضائے جاماند از اند جہان و اشتن یکی را بر بدین دگر گاشتن
ہر منزل و ہر گل زمینے را کہ ہوائے آن معتدل و فضائے آن فسیح و آبش گوارا و سوادش مسطح باشد تعمیر بخشیدہ محل
نزول اجلال موکب اقبال سازد چہ اختیار اماکن منزہ و مساکن طیبہ و منازل مروحہ و میاہ عذب بہر ابقائے
نعمت صحت بدنی و احتمال اعتدال مزاج انسانی کہ وسیلۂ معرفت و طاعت یزدانی ہمان تواند بود از جملہ بستہ
ہر مورد یہ بہت خصوصاً و قشلہ بعضے از مصالح ملکی نیز مثل سیر و شکار وغیرہ بآن متضمن گردد و بنابران و

درین سال خجستہ فال بعد از معاودت از سفر مالوہ کہ اولیاے دولت منصورہ و اعداے ملک مقہور شدہ بود پیش دید
ہمت والا نہضت و اقتضاے رای جہان آرای چنان افتاد کہ موضع گھراولی را کہ بیک فرسنگی آگرہ واقع شدہ باعتبار
لطافت آب و نظافت ہوا بر خیلے امکنہ رجحانے و مزیتے تمام داشتہ معسکر حشم ہمایون و مخیم دولت ابد پیوند گردانیدہ
و از مضائق مداخل و مخارج شہر خاطر قدسی مآثر را فراغتے حاصل گشتہ اوقات فرخندہ سمات را گاہی بچوگان بازی
و گاہے بہ دواندن سگان تازی و پراندن جانوران گوناگون مصروف سازند و بناے آن معمورہ بلند
اساس را بشگون استحکام مبانی قصر سلطنت بیزوال و تفاول از دیاد جاہ و جلال گرفتہ زمان نافذبران گونہ
عز اصدار یافت کہ باریافتگان قرب منزلت و منظوران نظر عاطفت ہر کدام از براے خود دران مکان مرفہ
عمارات عالی و مناظر رفیع بنیاد نہند و در اندک مدت سواد آن بقعہ لطیف از پرتو توجہ حضرت ظل الٰہی خال رنج
نوعروس عالم شد و نگرچین کہ عبارت ست از اسن آباد نام یافت ۵ للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر خواہ است بآخر
رسید پس بودہ تقدیر بدیدہ طرفہ یہ ہی کہ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اب اُس عمارت کا کچھ اثر بھی باقی نہین ہا اسی
سال مین یا سال گذشتہ مین اکبر نے شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ عبدالنبی محدث کو قصبہ
اندری کرنال سے طلب کر کے صدر الصدور مقرر کیا اور یہ اجازت دی کہ مظفر خان کے اتفاق سے لوگون کی مدد معاش
مقرر کیا کرے بعد چند روز کے وہ متقل ہوگیا ابتدا مین اُسنے اسقدر انعامات اور روزینہ لوگون کو عطا کیے
کہ اگر سب گذشتین پچھلے بادشاہون کی جمع کیجاوین تو اُسکے برابر نہون لیکن آخر کو بالکل اسکے برخلاف ہوگیا
چنانچہ انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اسی عرصہ مین اکبر کے خالو خواجہ معظم سے بعضے امور ناشایستہ سرزد ہوے
تھے ایک روز اکبر اُسکے سمجھانے اور ایسی حرکتون سے منع کرنے کے لیے اُسکے گھر جاتا تھا مگر اُسکے دل مین اکبر کے
آنے کی خبر سُنکر بدگمانی پیدا ہوئی اور اُسی وقت اُسنے اپنی بی بی کو قتل کر دیا اکبر نے اس حرکت پر اُسکی
بڑی گوشمالی کی بعد ازان قید کر کے گوالیار کے قلعہ مین بھیجدیا چنانچہ وہ وہین مرگیا اِس سال مین مرزا سلیمان
اور مرزا محمد حکیم مین بعضے معاملون پر نوبت بجنگ و جدال پہونچی اور مرزا سلیمان بڑا بھاری لشکر لیکر مقابلہ کے
لیے آیا مرزا محمد حکیم عاجز ہوکر جلال آباد کو بھاگ آیا مرزا سلیمان نے تعاقب کیا آخر محمد حکیم جلال آباد سے بھی کوچ کر
ہندوستان کے حدود مین داخل ہوا اور ایک عرضی باستدعاے امداد اکبر کو بھیجی مرزا سلیمان قنبر نامے
ایک اپنے نوکر کو جلال آباد مین چھوڑ کر پشاور کے راستہ سے کابل کو چلا گیا اِسی اثنا مین اکبر کے حکم کے
بموجب محمد قلی خان برلاس اور لنگہ خان مع تمامی اپنی قوم کے اور مہدی قاسم خان اور کمال خان لشکر و عیسیٰ

سارے اُمرائے پنجاب کے مرزا محمد حکیم کی معاونت کے لیے جمع ہوے اور جلال آباد مین قنبر کو مع تین سو آدمیون کے قتل کر ڈالا مرزا سلیمان یہ خبر سُنکر بدخشان کو بھاگ گیا اور مرزا حکیم بخاطر جمع کابل مین داخل ہوا خان کلان مرزا محمد حکیم کی اتالیقی کے لیے کابل مین رہا باقی سب اُمرا اپنی اپنی جاگیرون کو رخصت ہوے تھوڑے دنون کے بعد مرزا محمد حکیم نے اپنی بیوہ ہمشیرہ کا جو شاہ ابوالمعالی کی بیوی تھی بے مشورہ خان کلان کے خواجہ حسن نقشبندی کے ساتھ نکاح کر دیا اور خواجہ حسن کو وکیل مستقل مقرر کرکے سارا انتظام اُسکے اختیار مین دیا کسی ظریف نے اُسکی نسبت یہ شعر تصنیف کیا تھا ؎ گر خواجہ ما خواجہ حسن خواہد بود ۔ مارا نہ جوال دنے رسن خواہد بود ۔ خان کلان جو بالکل بیکار تھا مجبور ہوکر بے رخصت مرزا محمد حکیم کے لاہور مین چلا آیا اور ساری کیفیت سے اکبر کو مطلع کیا اسی سال مین شیخ الاسلام فتح پوری نے ایک خانقاہ جدید بنائی جو خوبی عمارت مین بے نظیر اور بے مثال تھی شیخ مذکور ۹۷۸ نو سو اکہتر مین سفر حج سے واپس آیا تھا اُسکی تہنیت مین مصنف صاحب نے ایک خط عربی مین لکھا تھا اور اسمین اُسکے آنے کی یہ تاریخ لکھی تھی ؎ شیخ الاسلام مقتدائے انام ۔ رفع اللہ قدرہ السامی ۔ از مدینہ چو سوے ہند آمد ۔ آن ہدایت پناہی نامی ۔ ہند از مقدم ہمایونش ۔ یافت از سر خجستہ فرجامی ۔ گیر حرفے و ترک کن حرفے ۔ بہر سالش و شیخ اسلامی دوسری تاریخ اسی طور پر یہ تھی ؎ شیخ اسلام ولی کامل ۔ آن مسیحا نفس و خضر قدم ۔ لامع از جبہاء و سر ظلال ۔ طالع از ذرہ او نور قدم ۔ از مدینہ چو سوے ہند شتافت ۔ آن مسیحا نفس و خضر قدم ۔ بشمر حرفے و شمر حرفے ۔ بہر تاریخ زخیر المقدم ۔ اسی سال مین آگرہ مین محل نگالی کی عمارت تمام ہوئی اور ایک اور قصر عالی اکبر نے بنایا قاسم اسلان نے اسکی تاریخ یہ لکھی تھی ؎ چون زدی عشرت شہ زیبا منظر ۔ فرمود بناء خانۂ فیض اثر ۔ تاریخ یکی ز عشرت آمد بیرون ۔ شد خانۂ بادشاہ تاریخ دگر ۔ پہلی رجب ۹۷۹ نو سو بیاسی کو اکبر نے ہاتھیون کے شکار کے لیے نرور اور کرہرہ کی طرف کوچ کیا اور لوگون کو وہان ہاتھی پکڑنے کے لیے متعین کرکے خود گوالیار مین آیا چند روز وہان بسبب گرمی ہوا کے بخار رہا بعد از ان صحت پاکر آگرہ کو واپس آیا اس سال سے پہلے آگرہ کا قلعہ اینٹون سے بنا ہوا تھا اسی سال مین اکبر نے اُسکو توڑ کر از سر نو قلعہ کی بنیاد ڈالی اور اُسکے صرف کے لیے نی جریب تین سیر غلہ تمام ملک سے وصول کیا پانچ برس کے عرصہ مین قلعہ بن چکا ہر دیوار اُسکی پتھر کی بنی ہوئی دس گز چوڑی اور چالیس گز اونچی تیار ہوئی اور اُسکے گرد ایک خندق بنوایا چوبیس گز چوڑا اور دس گز گہرا تھا اور جمنا کا پانی اُسمین چھوڑ دیا یہ ایسا عمدہ قلعہ ہے کہ ہندوستان مین اُسکے مثل دوسرا نہین فیضی نے اُسکے دروازہ کی تاریخ بناے درشت نکالی تھی تخمیناً تین کروڑ روپیہ اُس قلعہ کی تعمیر مین صرف ہوا اور چونکہ خزانہ تمام ہندوستان کا اُسی قلعہ مین رہنے لگا اس وجہ سے

شد بنائے قلعہ بہرز بھی اُسکی تاریخ ہوئی اسی سال مین خان زمان اور ابراہیم خان اور اسکندر خان اوزبک نے
بغاوت کی تفصیل اُسکی یہ ہے کہ عبداللہ خان اوزبک کی سرکشی کے بعد اکبر کو سب اوزبکون سے بدگمانی پیدا ہوئی
چنانچہ اُسنے اشرف خان میر منشی کو زور سے بُلا کر سکندر خان اوزبک کے بُلانے کے لیے اودھ کو جو اُسکی
جاگیر مین تھا بھیجا سکندر خان اشرف خان کو بلطائف الحیل اپنے ساتھ لیکر ابراہیم خان اوزبک کے پاس جو
اپنی ساری قوم مین بڑا تھا سرپور مین جہان اُسکی جاگیر تھی گیا اور وہان سے سب اکٹھے ہوکر خان زمان کے
پاس جونپور مین گئے سب کی رائے مخالفت پر قرار پائی چنانچہ اشرف خان کو مجرمون کی طرح قید کرلیا اور سکندر خان
اور ابراہیم خان نے لکھنؤ مین اور خان زمان اور بہادر خان نے کڑہ مانک پور مین سرکشی شروع کی شاہم خان
جلایر اور شاہ بداغ خان وغیرہ خان زمان کے مقابلہ مین شکست کھاکر نیم کھار کے قلعہ مین بند ہوگئے محمد امین
دیوانہ کو خان زمان نے اُس معرکہ مین گرفتار کرلیا اور مجنون خان قاقشال شکست کھاکر مانک پور کے
قلعہ مین بند ہوگیا یہ خبر سُنکر آصف خان ولایت کڑہ کشمنہ مین اپنا نائب چھوڑ کر جو بہت سا خزانہ
اور لشکر ساتھ لیکر مجنون خان کی مدد کو پہونچا اور خزانہ کا دروازہ کھول کر بے انتہا روپیہ تمام فوج کو تقسیم کیا
اور مجنون خان کو بھی بہت سا خزانہ دیا الغرض ایسا دونون نے خان زمان کے مقابلہ مین قائم ہوکر
اکبر کو عرضیان بھیجین اور یہ شعر اپنی عرضی مین لکھا ؎ ای شہسوار معرکہ آرا بے روز رزم ٭ از دست
رفت معرکہ پادر رکاب کن ٭ جب اکبر نے مالوہ سے لوٹتے وقت یہ خبر سُنی فوراً منعم خان خانخانان
کو روانہ کیا تا کہ گنگا کو قنوج کے گھاٹ اُتر کر فوراً وہان پہونچے اور اُسکے پیچھے خود بھی اکیسویں شوال
سنہ ۹۷۲ نو سو بہتر مین اُس طرف روانہ ہوا جب قنوج مین پہونچا تو قباخان گکھڑ جو مخالفون سے متفق
ہوگیا تھا ملازمت مین حاضر ہوا اور خانخانان کی سفارش سے اُسکی تقصیرین معاف کین وہان سے
بہت جلد جلد کوچ کرکے اکبر لکھنؤ مین پہونچا سکندر خان بے لڑے بھڑے خان زمان اور بہادر خان کے پاس
چلا آیا اور اُن سب نے آصف خان اور مجنون خان کا مقابلہ چھوڑ کر جونپور کا راستہ لیا اور مع اپنے
اہل و عیال کے زمین ندی کے پرلے پار مقام کیا اکبر نے یوسف محمد خان ولد اتکہ خان کو اُنپر نامزد
کیا اور خود بھی اُسکے پیچھے پیچھے روانہ ہوکر جون پور پہونچا آصف خان اور مجنون خان نے مع پانچ ہزار
سوارون کے ملازمت مین حاضر ہوکر بہت تحفہ پیشکش کیے وہ سب قبول ہوگئے جمعہ کے دن
بارھوین ذی الحجہ سنہ مذکور کو قلعہ جون پور مین منزل کی اور آصف خان کو سردار لشکر کا مقرر کرکے

زمین کے گھاٹ پر خان زمان کے مقابلہ مین متعین کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو رسالت کے طور پر سلیمان خان کرد انی حاکم بنگالہ کے پاس بھیجا تاکہ اُسکو سمجھا کر خان زمان کی مدد سے باز رکھے جب حاجی محمد خان ہتاس کے قلعہ مین پہونچا وہان کے پٹھان خان زمان کے شریک تھے فوراً اُنھون نے حاجی محمد خان کو گرفتار کر کے خان زمان کے پاس بھیجدیا چونکہ حاجی محمد خان اور خان زمان مین باہم قدیم سے ربط ضبط تھا اسی سبب سے حاجی محمد خان کی خان زمان نے بہت تعظیم کی اور یہ ٹھہرایا کہ اپنی والدہ کو حاجی محمد خان کے ساتھ اکبر کے حضور مین شفاعت کے لیے بھیجے اور اپنی تقصیرین معاف کرائے اسی عرصہ مین اکبر نے حسن خان جرنجی اور مہاپاتر بھاٹ کی معرفت جو شیر شاہ اور سلیم شاہ کے درباریون مین سے تھا اور ہندی شعر کہنے مین اور فن موسیقی مین بڑا کامل تھا راجہ اڑیسہ کے پاس جو بڑا نامی گرامی راجہ تھا یہ پیغام بھیجا کہ خان زمان کی ہرگز مدد نہ کرے اور اپنے ملک مین پناہ نہ دے اور یہ بھی اُنکو حکم دیا کہ سلیمان کو بھی یہ امر سمجھا دین چنانچہ سلیمان نے چاز جا اسکو قبول کیا اور عمدہ عمدہ ہاتھی اور کچھ اور نفیس تحفے بطور ہدیہ کے بھیجے اور یہ دونون وکیل اُن دونون کامون سے فارغ ہو کر آگرہ مین ملازمت مین حاضر ہوے اسی عرصہ مین بعضے امیرون نے آصف خان سے مخالفت شروع کی اور چورہ گڈھ کے اسباب کا مطالبہ کیا آصف خان زمین کے گھاٹ خان زمان کے مقابلہ مین متعین تھا آخر تنگ آکر آدھی رات کے وقت وزیر خان اپنے بھائی کے ساتھ اپنی جمعیت کو لیکر ملک کڑہ کو چلا گیا اکبر کو جب یہ معلوم ہوا تو منعم خان خانخانان کو لشکر کا سردار مقرر کیا اور شجاعت خان کو آصف خان کے تعاقب مین نامزد کیا شجاعت خان کشتیون مین بیٹھکر گنگا اُترتا تھا آصف خان کو جو یہ خبر پہونچی فوراً گنگا کے کنارہ پر آکر لڑائی شروع کی الغرض شجاعت خان کی کشتیون کو گنگا نہ اُترنے دیا مجبور ہو کر شجاعت خان رات کے وقت پھر اسی طرف واپس آیا پھر آصف خان بہت سی جمعیت ساتھ لیکر اپنی جاگیر کو چلدیا تب شجاعت خان میدان خالی پاکر اُس رستہ کو چھوڑ کر کڑہ کے قریب گنگا اُترا کچھ دور آصف خان کا تعاقب کیا مگر چونکہ وہ بہت دور نکل گیا تھا اس سبب سے جونپور مین واپس آیا انھین دنون مین حسن خان اپنے بھائی فتح خان حاکم قلعہ رہتاس کی طرف سے آیا اور بہت سے تحفہ پیشکش کر کے یہ پیغام دیا کہ حضور کسی سردار کو بھیجدین تاکہ وہ قلعہ اُسکے سپرد کر دیا جاوے چنانچہ اکبر نے قلیچ خان کو اُسکے ہمراہ کیا مگر فتح خان کی اسی عرصہ مین نیت بدل گئی اور اپنے بھائی کے بھیجنے سے بہت پشیمان ہوا اُسکو یہ پیغام بھیجا کہ یہان سامان بہت جمع ہو گیا ہے جس طرح ممکن ہو تو میرے پاس چلا آ چنانچہ اُسنے قلیچ خان کو چند روز حیلہ حوالون مین ٹالنا شروع کیا اگرچہ ظاہر مین اطاعت بہت کرتا تھا مگر قلیچ خان اُسکے نفاق کو سمجھ گیا اور نے حصول

مطلب کے واپس آیا یہ رہتاس کا قلعہ بہار کے توابعات سے ہی طول اُسکا چودہ کوس ہی اور عرض تین کوس اور بلندی پانچ کوس قلعہ کے اندر کھیتی ہوتی ہی اور پانی کی اُسکے اندر یہ کثرت ہی کہ جہان مینھ گاڑو وہین پانی نکل آتا ہی جب سے کہ وہ قلعہ شیر شاہ نے لیا تھا تب سے پٹھانون کے قبضہ مین تھا چنانچہ اسی طرح فتح خان تک پہونچا اس عرصہ مین زمین کے گھاٹ منعم خان خان زمان کے مقابلہ مین تھا خان زمان نے بہادر خان کو سردار مقرر کرکے سکندر خان کے ساتھ میان دوآب کے ملک کو روانہ کیا تاکہ جہان تک ممکن ہو اپنے قبضہ مین کرلے یہ سُنکر اکبر نے شاہ بداغ خان اور اُسکے بیٹے عبد المطلب خان اور قبا خان اور سعید خان اور محمد معصوم خان فرنخودی وغیرہ کو میر معز الملک مشہدی کے ساتھ اُنکے مقابلہ کے لیے متعین کیا مگر معز الملک اس سرداری کے قابل نہ تھا منعم خان اور خان زمان مین باہم پہلے بہت ملاقات تھی اسی سبب سے وہ پانچ چار مہینہ تک باہم صلح کی گفتگوؤن مین ایام گزاری کرتا رہا آخر اکبر نے خواجہ جہان اور دربار خان کو جونپور سے بھیجا تاکہ صلح یا لڑائی کا کچھ انجام معلوم کرے تب ایک روز اُس طرف سے خان زمان تین چار آدمیون کے ساتھ اور اِس طرف سے خانخانان اور دربار خان بھی دو تین آدمیون کے ساتھ بیچ مین بھیجکر روانہ ہوے دربار مین دونون کی ملاقات ہوئی آخر بہت سی گفتگوؤن کے بعد یہ بات طے ہوئی کہ خان زمان اپنی والدہ اور اپنے چچا ابراہیم خان اوزبک کو بہت سے ہاتھیون کے ساتھ درگاہ مین بھیجے اور اپنی تقصیرون کا عفو چاہے جب اُسکی تقصیرین معاف ہوجاوین تو سکندر خان اور بہادر خان بھی حاضر ہوجاوین بعد ازان دربار خان رخصت ہوکر دربار مین آیا اور یہ خبر اکبر سے بیان کی دوسرے روز خان زمان کی والدہ اور ابراہیم خان کو خانخانان اور خواجہ جہان مع ہاتھیون کے اپنے ہمراہ لائے اور اُنھون نے عفو جرائم کی گفتگو شروع کی ابھی یہ بحث ناتمام تھی کہ یکایک خبر پہونچی کہ میر معز الملک نے مقابلہ مین شکست پائی یہ خبر سُنکر اکبر بہت آزردہ ہوا اور وہ صلح سب درہم برہم ہوگئی تفصیل اُسکی یہ ہی کہ جب میر معز الملک کی فوج سکندر خان اور بہادر خان کے مقابلہ مین پہونچی تو سکندر خان وغیرہ جہان تک سمگنے تھے وہین ٹھہر گئے اور میر معز الملک کو یہ پیغام بھیجا کہ اکبر کے حضور مین ہمارے گناہون کا شفیع بنے اور یہ درخواست کرے کہ اگر اجازت ہو تو جسقدر ہاتھی وغیرہ ہمارے پاس ہین سب پیشکش کرین اور جب ہماری مطلقاً معافی ہوجاوے تو ہم بھی حاضر ہوجاوین معز الملک نے کج خلقی شروع کی اور لڑائی پر آمادہ ہوا اسی اثنا مین شیخ گنجی اور راجہ ٹوڈرمل دربار سے پہونچے تاکہ لڑائی یا صلح جو کچھ قرار پاوے اُسکو فیصل کردین اُسی

ایک روز بہادر خان انکے لشکر کے قریب تنہا چلا آیا اور معز الملک کو مع چند امیرون کے بلا کر صلح کی گفتگو شروع کی اور کہا کہ خان زمان اپنی والدہ اور ابراہیم خان کو دربار مین بھیجنا چاہتا ہے بلکہ بھیجدیا ہوگا اور امید ہے کہ اُنکے وسیلہ سے ہمارے گناہ معاف ہوجاوینگے جب تک وہان کا جواب آوے تب تک لڑائی موقوف رکھو معز الملک کا دماغ آسمان پر تھا ہرگز نہ مانا ٹوڈرمل بھی بہت تیز ہوا آخر گفتگو بہت سخت ہوئی مجبور ہوکر بہادر خان اور سکندر خان نے بھی لڑائی کا سامان کیا اس طرف معز الملک نے لڑائی کی صفین آراستہ کین اور میر محمد امین دیوانہ کو لشکر کا مقدمہ کیا اور خود مع عبد المطلب خان اور سلیم خان اور کاکر علی خان وغیرہ کے قلب سپاہ مین ٹھہرا اور باقی امیرون کو میمنہ اور میسرہ فوج متعین کیا اور دوسری طرف بھی سکندر خان اور اُسکے داماد محمد یار اور بہادر خان نے فوج کو ترتیب دی آخر لڑائی شروع ہوئی اور دونون فوجین دو بہاڑون کی طرح ٹکرانے لگین محمد یار اس معرکہ مین قتل ہوا اور سکندر خان گھبرا کر کالی ندی مین جو اُسکی فوج کے پیچھے تھی جا پڑا اور خود تو پار اُتر گیا مگر اُسکے ساتھی بہت سے دریا مین ڈوب گئے جو باقی رہے وہ مارے گئے معز الملک کی تمام فوج لوٹ مین مصروف ہوئی معز الملک تھوڑے سے سردارون کے ساتھ تنہا رہ گیا بہادر خان بھی اپنی جگہ پر قائم تھا فرصت پاکر حملہ آور ہوا معز الملک مقابلہ سے بھاگا اور شاہ بداغ اُس کشمکش مین گھوڑے پر سے گر پڑا اُسکے بیٹے عبد المطلب خان نے ہرچند چاہا کہ باپ کو لے بھاگے مگر ممکن نہ ہوا آخر بیٹا اپنی جان بچا کر نکل گیا اور باپ گرفتار ہوگیا راجہ ٹوڈرمل اور لشکر خان شام تک لڑتے رہے پھر متفرق ہوگئے دوسرے دن سب اکٹھے ہوکر شیر گڈھ مین آئے اور اکبر کو حقیقت حال سے مطلع کیا یہ قصہ تمام ہوا الغرض جب خانخانان والدہ خان زمان خان اور ابراہیم خان کو مع میر ہادی صدر اور نظام آغا کے جو خان زمان کے معتمد علیہ تھے درگاہ مین لایا اور ہاتھی نظر سے گذرانے ابراہیم خان سر برہنہ تلوار اور کفن گردن مین ڈالے ہوے زبان حال سے یون کہنے لگا مصرع قتل کریا درگذر کر بندۂ فرمان ہین ہم ۔ خانخانان نے بھی سفارش کی اور خان زمان کی پچھلی خدمتین یاد دلائین اکبر نے اُنکے گناہ معاف کیے اور جاگیرین بحال رکھین اور حکم دیا کہ اُنکے وکیل آگرہ مین جاکر فرمان درست کرالین اور موافق فرمانون کے عملدرآمد کرین خان زمان کی ماں نے یہ خبر اپنے بیٹون کو بھیجی بہادر خان اور سکندر خان نے بھی کوہ پارہ اور صف شکن ہاتھی جنپر جھگڑا تھا درگاہ کو روانہ کیے اسی اثنا مین راجہ ٹوڈرمل اور لشکر خان کی عرضی پہونچی اور لڑائی کا حال اور شکست کی

کیفیت اور امیرون کا اتفاق معلوم ہوا اکبر نے کہا کہ ہم خانخانان کی خاطر سے خان زمان کے گناہ معاف کر چکے اب سب امیر درگاہ مین چلے آوین مگر پھر معز الملک اور راجہ ٹوڈرمل پر عتاب ہوا اور جن جن امیرون نے لڑائی کے وقت طرح دی تھی وہ بھی ایک مدت تک سلام سے محروم رہے مگر بعد کو اُن سب کی تقصیرین معاف ہوئین پھر اکبر قلعۂ چنار کی سیر کرتا ہوا اور ہاتھیون کا شکار اُسی کے جنگل مین کھیلتا ہوا لشکر مین آملا جس زمانہ مین کہ چنار مین اکبر کا لشکر تھا خان زمان گنگا اُتر کر اپنے عہد سے منحرف ہو گیا اور محمد آباد مین جو قصبۂ مئو کے توابعات مین سے ہے داخل ہوا اور اپنے گماشتے غازی پور اور جونپور پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجے اکبر کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی اور اشرف خان میر منشی کو جونپور مین بھیجا تاکہ خان زمان کی مان کو قلعہ مین نظر بند رکھے اور جو کوئی باغیون مین سے ہاتھ آوے اُسکو گرفتار کر لیوے اور خواجہ جہان اور مظفر خان کو اپنا نائب چھوڑ کر خود اکبر نے خان زمان پر فوج کشی کی آخر خان زمان کوہ سوالک کی طرف بھاگ گیا اکبر نے یہ سُنکر اُسکا تعاقب موقوف کیا اسی اثنا مین بہادر خان کچھ لوگ اپنے ساتھ لیکر جونپور مین پہونچا اور کمند ڈال کر قلعہ مین داخل ہوا اور اپنی مان کو وہان سے نکال کر اشرف خان کو بھی قید کر لیا اور زمہن کے گھاٹ گنگا اُتر کر جلد پانچوین روز جب ۹۶۳ نو سو تہتر کو پرگنہ نظام آباد تو ابع جونپور مین اکبر کی سالگرہ ہوئی یہ معمول تھا کہ ہر سال دو بار بحساب تاریخ شمسی اور قمری کے اکبر سونے اور چاندی سے اپنا وزن کیا کرتا تھا اور اُسکو برہمنون پر تقسیم کر دیا کرتا تھا اکثر شاعر اس تہنیت مین قصیدہ لکھا کرتے تھے پھر وہان سے کوچ کر کے اکبر قلعۂ جونپور مین داخل ہوا خان زمان نے جب یہ خبر سُنی تو میر زا میرک کو خانخانان کے پاس اپنے گناہون کی عذر خواہی مین بھیجا اور اُس سے دوبارہ شفاعت کی درخواست کی میرک خان زمان کی والدہ کو بھی اپنے ساتھ لایا خانخانان نے میر عبد اللطیف قزوینی اور ملا عبد اللہ مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی صدر کو ساتھ لیکر دوبارہ خان زمان کی سفارش کی اکبر نے پھر اُسکی تقصیرین معاف کین اور میر قضی شریفی کو جو میر سید شریف کی اولاد مین تھے اور مخدوم الملک کو خان زمان سے توبہ کرانے کے لیے بھیجا خان زمان اُنکے استقبال کے لیے آیا اور موافق اُنکی درخواست کے عہد و پیمان کیے پھر خان زمان نے سب اپنے عزیزون کو بڑی تعظیم اور تکریم سے رخصت کر دیا آخر ۹۶۳ نو سو تہتر مین اکبر نے آگرہ کی طرف کوچ کیا اور جمعہ کے دن ساتوین رمضان سنہ مذکور کو وہان داخل ہوا پھر وہان سے نگرچین کو جسے نیا آباد کیا تھا گیا اور وہان جانوروں کے اُڑانے اور چوگان بازی اور سگ تازی وغیرہ مین مشغول ہوا اور ایک گولہ نئی طرح کا ایجاد کیا جسکہ

اندھیری رات مین چھوڑا کرتے تھے اس عرصہ مین محمد یوسف خان بسبب کثرت شراب کے بیمار ہوکر مرگیا اسی سال مین مہدی قاسم کو مع حسین خان اسکے داماد اور خالدی خان وغیرہ امیرون کے تین چار ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھ ولایت کڑہ کنکنہ کی طرف آصف خان کے مقابلہ کے لیے نامزد کیا آصف خان نے یہ سُنکر قلعہ چوڑاگڈھ کو چھوڑ دیا اور ایک عرضی اپنے عفو تقصیرات کی امید مین روانہ کی مگر اکبر نے منظور نہ کیا تب آصف خان نے خان زمان کو خط لکھا بعد ازان خود بھی اپنے بھائی وزیر خان کو ساتھ لیکر جونپور مین خان زمان کے پاس گیا مگر خان زمان نے پہلی ہی ملاقات مین اُس سے ایسی بے پروائی کی کہ آصف خان اپنے آنے سے بہت پشیمان ہوا مہدی قاسم خان نے ملک کڑہ کو ضبط کرکے تمام جاگیرداروں پر تقسیم کردیا اور آصف خان کا تعاقب چھوڑکر منڈیہ کے راستہ سے مکہ معظمہ کا قصد کیا حسین خان قلعہ سنگواس تک جو ملک دکن کے قریب ہی اُسکو پہونچانے گیا اسی اثنا مین ایک نیا حادثہ پیش ہوا اور وہ یہ ہی کہ شاہزادہ سلطان محمد میرزا کو جسکا سلسلہ باپ کی طرف سے امیر تیمور سے اور مان کی طرف سے سلطان حسین میرزا سے ملتا تھا اور اُس زمانہ مین بہت بوڑھا ہوگیا تھا بادشاہ کی طرف سے پرگنہ اعظم پور اُسکی جاگیر مین تھا اُنھون اُسکے بیٹون ابراہیم حسین میرزا اور شاہ میرزا اور محمد حسین میرزا نے ولایت سنبھل مین سرکشی شروع کی اُس زمانہ مین اکبر نے مرزا محمد حکیم کا فتنہ دفع کرنے کے لیے پنجاب کی طرف توجہ کی تھی خانخانان منعم خان نے اِنکا مقابلہ کیا چنانچہ یہ اُسکے مقابلہ سے بھاگکر میان دوآب مین گئے اور وہان سے دہلی پہونچے پھر وہان سے مالوہ کے ملک مین جاکر بغاوت کی بنیاد ڈالی پھر وہان سے شاہ میرزا اور محمد حسین میرزا ہنڈیہ مین گئے اور ابراہیم حسین میرزا نے سنگواس پر فوج کشی کی حسین خان اور مقرب خان وغیرہ امرائے دکن نے سنگواس کے قلعہ مین بند ہوکر لڑنا شروع کیا مگر چونکہ ذخیرہ قلعہ مین نہ تھا اس سبب سے چند روز مین یہ نوبت پہونچی کہ لشکر کے گھوڑون اور اونٹون اور بیلون کو کھانے لگے اور کسی طرف سے کچھ مدد نہ آئی مگر اس حال پر بھی ہر چند ابراہیم حسین میرزا نے صلح کی گفتگو درمیان مین ڈالی لیکن اہل قلعہ ہرگز راضی نہ ہوے اور لڑائی مین تقصیر نہ کی میرزا ابراہیم حسین نے مقرب خان کے بھائی برق دم خان کو منڈیہ مین قتل کیا تھا اور اُسکے تمام اہل وعیال کو قید کرلیا تھا آخر ایک روز اُسنے برق دم خان کا سر نیزہ پر رکھکر مقرب خان کو دکھلایا اور اُسکی ماں کو بھی جو قید مین تھی اُسکے سامنے کرکے کہنے لگا کہ منڈیہ فتح ہوگیا اور سارے تیرے اہل وعیال قید ہین اب تو کس اعتماد پر لڑنے مین کوشش کرتا ہی یہ معاملہ دیکھکر مقرب خان کے

حواس جاتے رہے ناچار امن مانگ کر حاضر ہوگیا بعد ازان حسین خان کو بھی عہد و پیمان کرکے باہر بلا لیا
میرزا یون نے اُسکو نوکری کی تکلیف دی جب اُسنے قبول نہ کیا تو اُسکو سلامت چھوڑ دیا چنانچہ سنہ
نو سو چوہتر مین اکبر لاہور سے آگرہ مین آیا [illegible] ملازمت مین حاضر ہوا پہلے سے تپالی
اُسکی جاگیر مین تھی اب پرگنہ شمس آباد کو اور اُسپر اضافہ کر دیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی
تپالی مین جاکر حسین خان سے ملاقات کی تھی نہایت خلیق اور متواضع اور درویش سیرت اور بہادر
اور سخی اور اہل سنت و جماعت اور علم پرور اور فضل دوست تھا مصنف صاحب کی اُسنے بڑی خاطر کی
چنانچہ دس برس تک اُسکی صحبت مین رہے آخر کسی بات پر رنج ہوگیا ہرچند حسین خان نے عذر کیا
اور بہت سے لوگون کو وسیلہ ڈالا یہان تک کہ ہرایون مین جاکر مصنف صاحب کی والدۂ مرحومہ سے
بھی سفارش کرائی لیکن کچھ فائدہ نہوا اور مصنف صاحب پھر وہان سے اکبر کی ملازمت مین چلے گئے
الغرض خان زمان نے آصف خان اور بہادر خان کو پٹھانون کے بعضے ملکون پر نامزد کیا اور
وزیر خان کو کسی بہانہ سے اپنے پاس نظر بند رکھا مگر ان دونون بھائیون نے خط کتابت کے
وسیلہ سے بھاگنے کا ایک دن مقرر کیا چنانچہ اُسی مقررہ رات مین وزیر خان خان زمان کے
پاس ہی سے بھاگا اور آصف خان بہادر خان سے جدا ہوکر مانک پور کی طرف چلدیا بہادر خان نے
اُسکا تعاقب کیا جونپور اور مانک پور کے درمیان مین بڑی لڑائی ہوئی آخر آصف خان گرفتار ہوگیا
بہادر خان کو سکو ہاتھی پر عماری مین بٹھاکر روانہ ہوا اسی اثنا مین وزیر خان جونپور سے یہ خبر سنکر بہادر خان کے لشکر
جا پہونچا اُس وقت سب لوگ لشکر کے لوٹ کھسوٹ مین متفرق تھے اس سبب سے بہادر خان
وزیر خان کا مقابلہ نہ کرسکا فوراً حکم دیا کہ آصف خان کو عماری مین قتل کر ڈالین اُسکی ناک پر ایک زخم بھی
لگا تھا دو تین اُنگلیان بھی کٹ گئی تھین مگر وزیر خان نے مبالغہ کرکے آصف خان کو چھڑا لیا اور
دونون بھائی متفق ہوکر کڑہ کو چلدیے وزیر خان نواحی لاہور مین جس زمانہ مین اکبر محمد حکیم کے تعاقب
مین گیا تھا اور وہان قمرغہ کے شکار مین مصروف تھا حاضر ہوا اکبر نے آصف خان کے نام بھی ایک فرمان
عنایت کے مضمون کا بھیجا اسی سال مین مرزا محمد حکیم لاہور مین آیا اور سبب اُسکے آنے کا یہ ہوا کہ
جب مرزا سلیمان تیسری مرتبہ بھی کابل سے لوٹ گیا اور مرزا محمد حکیم قابض متصرف ہوگیا سارے بادشاہی
امیرون کو خصومت کیا اور خواجہ حسن نقشبندی کو وکیل مطلق مقرر کیا اُسی عرصہ مین خان کلان خفا ہوکر

چلا آیا مرزا سلیمان نے موقع پاکر اپنی بی بی ولی نعمت بیگم کو ساتھ لیکر چوتھی بار پھر کابل پر حملہ کیا محمد حکیم محمد معصوم کو کابل مین چھوڑ کر خود مع خواجہ حسن نقشبندی کے غوربند کو چلا گیا جب مرزا سلیمان زور سے کابل کو نہ لے سکا تو اُسنے اپنی بی بی ولی نعمت بیگم کو قراباغ مین جو کابل سے دس کوس غوربند کی سرحد پر ہی بھیجدیا چنانچہ اُسنے حیلہ و مکر سے صلح کی گفتگو شروع کی اور قسمین سخت کھائین چنانچہ مرزا تھوڑے سے آدمیون کو ساتھ لیکر اُس سے ملنے کو گیا خواجہ حسن بھی اس صلاح مین شریک تھا مگر اور سب لوگ ناراض تھے وہ کہتے تھے کہ یہ عورت مکارہ ہی اسکا قول و فعل ہرگز اعتبار کے قابل نہین ہی مگر مرزا نے نہ مانا جب مرزا محمد حکیم قراباغ کو چلا مرزا سلیمان نے بہت سا لشکر لیکر اُس طرف کسی کمین گاہ مین قیام کیا لوگون نے یہ خبر مرزا محمد حکیم کو پہونچائی چنانچہ وہ فوراً غوربند کو لوٹ گیا اور وہان سے کوہ ہندوکش کو چلدیا خواجہ حسن یہ چاہتا تھا کہ اُسکو پیر محمد خان اوزبک حاکم بلخ کے پاس لیجاوے اور وہان سے مدد لے مگر اور سردار اس امر پر راضی نہ ہوے ناچار میرزا نے ہندوستان کا ارادہ کیا اور پنجہیر کے راستہ سے جلال آباد مین اور وہان سے چل کر اٹک کو اُتر گیا پھر وہان سے اکبر کو عرضی بھیجی خواجہ حسن اپنی جماعت کو لیکر بلخ کو چلا گیا اور چند روز مین وہین نیست نابود ہوگیا سلیمان نے تھوڑی دور محمد حکیم کا تعاقب کیا تھا جو کچھ لوگ اُسکے لشکر کے پیچھے رہ گئے اُنکو پکڑ لیا جو اسباب ہاتھ آیا اُسکو لوٹ لیا محمد معصوم نے اسوقت مین سلیمان کے لشکر پر حملہ کرکے تاخت تاراج کردیا محمد قلی نامے اس لشکر کا سردار چار باغ مین بند ہوگیا پھر سلیمان نے قاضی خان بدخشی کو وکیل بناکر صلح کی گفتگو کے لیے محمد معصوم کے پاس بھیجا وہ اول صلح پر راضی نہوا مگر چونکہ قاضی خان اُسکا اُستاد تھا اس سبب سے چارناچار اُسکو ماننا پڑا مرزا سلیمان برائے نام تھوڑی سی مشکیش اُدھر سے لیکر بدخشان چلا گیا محمد حکیم کے قاصد کے پہونچنے سے پہلے اکبر نے یہ سارے جھگڑے سُنکر ایک گھوڑا مع زین اور لجام مرصع اور بہت سے تحفہ اور بہت سے خزانہ کے خوش خبر خان کے ہاتھ محمد حکیم کو بھیجا اور سب پنجاب کے امیرون کو مدد کے لیے متعین کیا محمد حکیم استقبال کے لیے آیا اور دربار مین حاضر ہونے کا ارادہ رکھتا تھا اسی اثنا مین فریدون خان اُسکا ماموں جا پہونچا اکبر نے اُسکو محمد حکیم کے معاملات کی درستی کے لیے بھیجا تھا مگر اُس کمبخت نے جاکر اور بہکایا اور بغاوت پر آمادہ کیا شہاب خان کا بھائی حسن خان جو کابل مین تھا اور سلطان علی نامے ایک امیر جو ہندوستان سے بھاگ گیا تھا اور اسی قسم کے واقعون کا منتظر تھا فریدون خان سے متفق ہوگئے اور محمد حکیم کو سمجھایا کہ لاہور کا لے لینا نہایت آسان ہی غرض سب کی راے مخالفت پر قرار پائی اور یہ تجویز کی کہ خوشخبر خان کو گرفتار کرلیجیے مگر چونکہ مرزا محمد حکیم کے

مزاج مین مروت بہت تھی اس سبب سے اُسنے خوشخبر خان کو بُلا کر بہت آہستگی سے رخصت کر دیا آخر وہ
اِسی سال مین جن دنون اکبر لاہور کے قریب شکار قمرغہ مین مصروف تھا راوی ندی مین ڈوب گیا کسی شخص نے
اُسی باب مین یہ دو شعر لکھے ہین ؎ خوشخبر خان بد خبر کہ نبود ✤ در جہان بد قیامتے چون بود ✤ مُرد در آب گرچہ می گوید ✤
وَمِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ✤ القصہ محمد حکیم نے بغاوت پر کمر باندھی اور لوٹتا کھسوٹتا لاہور کے قریب تک پہونچا
اور مہدی قاسم خان نے باغ مین راوی ندی کے کنارہ منزل کی اور گویا یہ شعر مصداق حال تھا ؎ چون
منزل ما کنار راوی ست ✤ ناآمدہ آمدہ مساوی ست ✤ میر محمد خان اور تمام امرا سے آنکہ خیل بڑے
سامان سے لاہور کے قلعہ مین جمع ہوگئے ہر چند مرزا محمد حکیم نے حملے کیے مگر شہر مین داخل ہونے کی مجال
نہوئی جب اکبر کو اُن امیرون کی عرضیان پہونچین تو اُسنے خانخانان اور مظفر خان کو آگرہ کی حفاظت کے لیے
چھوڑا اور خود تیسری جمادی الاول ۹۸۴ نوسو چوراسی کو دہلی کے رستہ سے پنجاب کا ارادہ کیا محمد حکیم نے
یہ خبر سُنتے ہی کابل کا رستہ لیا لاہور سے قطب الدین محمد خان اور کمال خان گکھر مرزا کے تعاقب مین
متعین ہوئے چنانچہ وہ تھوڑی دور پیچھا کر کے لوٹ آئے اسی عرصہ مین باقی ترخان بن میرزا محمد عیسی حاکم
ولایت سندھ کی عرضی آئی اُسمین اُسنے اپنی اطاعت ظاہر کی تھی اور سلطان محمود حاکم بکر کی شکایت تھی
کہ وہ مُلک سندھ اور لاہور سے تعرض کرتا ہے اکبر نے حسب مدعاے باقی ترخان کے سلطان محمود کے نام
فرمان صادر کیا اسی اثنا مین کہ اکبر لاہور مین مقیم تھا خانخانان کی عرضی آئی کہ الغ میرزا اور شاہ بیرزا جنکی
جاگیر مین پرگنہ ہنٹور اور اعظم پور تو ابعات سنبھل سے تھا اپنے چچا ابراہیم حسین مرزا اور محمد حسین مرزا سے
متفق ہوکر باغی ہوگئے اور بعضے خالصہ کے پرگنون پر قبضہ کر لیا جب اُنکا تعاقب کیا گیا تو مالوہ کی طرف
بھاگ گئے اسی عرصہ مین اکبر نے لاہور سے پانچ کوس پر ایک میدان مین قمرغہ کے شکار کا تماشا دیکھا
اور ہر جانب چالیس چالیس کوس سے گھیر کر شکار کے جانورون کو اُس میدان مین جمع کیا تخمیناً
پندرہ ہزار جانور ہر قسم کے وہان جمع ہوگئے خاص و عام کو شکار کا حکم ہوا اُس سے فراغت پاکر یکبارگی
راوی ندی مین گھوڑے ڈال دیے ایک دو آدمی کہ خوشخبر خان بھی اُنمین سے تھا ڈوب گئے باقی سب
پیر کر سلامت نکل گئے جس زمانہ مین کہ اکبر قمرغہ کے شکار مین مصروف تھا مظفر خان آگرہ سے آکر ملازمت
مین حاضر ہوا وزیر خان کو بھی ہمراہ لایا اکبر نے ایک فرمان آصف خان اور مجنون خان کے نام جاری کیا
کہ دونون متفق ہوکر کڑہ اور مانک پور کے حدود کی محافظت کرین اسی عرصہ مین یہ خبر پہونچی کہ خانمان اور

بہادر خان اور سکندر خان اپنے عہد سے منحرف ہوکر پھر باغی ہوگئے اور انھون نے مرزا محمد حکیم کے بلانے کو آدمی بھیجے ہین اور یہ ارادہ ہی کہ خطبہ اور سکہ جونپور مین اُسکے نام کا جاری کرین اور ملا غزالی شاعر مشہدی نے یہ سمع اُسکے نام کا تجویز کیا ؎ بسم اللہ الرحمن الرحیم ✣ وارث ملک ست محمد حکیم ✣ اکبر نے یہ سُنتے ہی میرزا سمیرک رضوی کو جو خان زمان کا وکیل تھا باقی خان کے سپرد کیا اور ملک پنجاب کے انتظام کو خان کلان اور انکے خیل کے سپرد کرکے بارھوین رمضان ۹۷۳ھ نوسو چوہتر کو خود آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اثنائے راہ مین تھانیسر کے تیرتھ کرکھیت کا تماشا دیکھا ہندوون کا اعتقاد یہ ہی کہ چار ہزار برس سے کچھ زیادہ مدت گذری کہ اُس مقام پر کوروون اور پانڈوون کی لڑائی ہوئی تھی اور ستر یا اسی کرور آدمی مارے گئے تھے ہر سال وہان بڑا میلا ہوتا ہی ہندو لوگ سونا چاندی جواہرات اور ہر طرح کا اسباب وہان پُن کرتے ہین اُس مقام پر جوگی اور سنیاسیون کی لڑائی ہوا کرتی ہی اکبر نے اُنکی لڑائی کا خوب تماشا دیکھا سنیاسی قریب تین سو آدمیون کے تھے اور جوگی پانسو تھے اسلیے اکبر نے یہ حکم دیا کہ کچھ سپاہی بھبوت بدن پر ملکر سنیاسیون مین جا ملین جب سپاہیون کی مدد پہونچی تو بعد بہت سی لڑائی کے سنیاسی غالب آئے جوگی فریقین مین سے بہت لوگ مارے بھی گئے جب اکبر دہلی مین پہونچا تو میرزا سمیرک رضوی موقع پاکر باقی خان کی دہشت سے بھاگ کر اپنے موقلعون مین پہونچا اِس سبب سے باقی خان کو بڑا خوف پیدا ہوا آخر وہ بھی جان کے ڈر سے اُنھین مین جا ملا جب اکبر آگرہ مین پہونچا تو یہ خبر آئی کہ خان زمان نے میرزا یوسف خان مشہدی کا قنوج مین محاصرہ کرلیا ہی اسلیے اکبر نے خانخانان کو آگرہ کی حفاظت کے لیے چھوڑا اور خود شوال ۹۷۳ھ نوسو چوہتر کو جونپور کی طرف متوجہ ہوا اُس وقت گرمی ایسی تھی کہ جانورون کی کھوپڑیان پگھلی جاتی تھین جب قصبہ سکندرہ مین پہونچا تو خبر آئی کہ خان زمان قنوج سے بھاگ کر مانکپور مین اپنے بھائی بہادر خان کے پاس پہونچا پھر اکبر نے قصبہ بھوج پور سے محمد قلی خان برلاس اور مظفر خان اور راجہ ٹوڈرمل اور شاہ بداغ خان اور اُسکے بیٹے عبد المطلب خان اور حسین خان سرداروں کے ساتھ چھ ہزار سوار کرکے سکندر خان کے مقابلہ کے لیے اودھ کی طرف نامزد کیا اور اس لشکر کا ہراول حسین خان مقرر ہوا لیکن چونکہ حسین خان اُسی عرصہ مین بمقام اناس سے آیا تھا اور وہان قلعہ بندی کے سبب بہت مفلس اور پریشان حال ہوگیا تھا اِس سبب سے اُس لشکر کے ساتھ نہ جاسکا اور شمس آباد کو جو اُسے نئی جاگیر ملی تھی کچھ روپیہ تحصیل کرنے کے لیے چلا گیا اِس سبب سے بجاے اُسکے قباخان کو ہراول مقرر کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اُن دنون

حسین خان کے ساتھ تھا جب وہ شمس آباد سے آگے کو چلا مین وہین رہ گیا وہان کے عجائبات مین سے یہ ہے
کہ وہان کے بڑے معتبر آدمیون نے یہ بیان کیا کہ یہان چند روز پہلے کسی دھوبی کا ایک چھوٹا سا لڑکا گنگا کے
کنارہ ایک کڑاڑے پر سو رہا تھا اتفاقاً وہ دریا کے اندر جا پڑا اور قصبۂ بھوج پور تک جو وہان سے دس کوس ہے
بہتا چلا گیا وہان پھر کنارہ پر جا پڑا اور اُسی طرح سلامت رہا اتفاقاً وہان کوئی اور دھوبی اُسکا رشتہ دار تھا
اُسنے اُس لڑکے کو پہچانا اور دوسرے دن اُسکے ماں باپ کے پاس پہونچا دیا جب اکبر قصبۂ راے بریلی مین
پہونچا تو خبر آئی کہ خان زمان اور بہادر خان گنگا اُتر کر کالپی کا ارادہ رکھتے ہین یہ سُنتے ہی اکبر نے لشکر کو خواجہ جہان کے
ساتھ کڑہ کی طرف روانہ کیا اور خود مانک پور کا قصد کیا اُس روز اکبر ہاتھی پر سوار ہو کر گنگا اُترا اُسوقت
پندرہ سولہ آدمیون سے زیادہ اُسکے ہمراہ نہ تھے اور مجنون خان اور آصف خان جو ہراول تھے گھڑی گھڑی
مخالفون کی خبر پہونچاتے تھے اتفاقاً اُس روز خان زمان اور بہادر خان نے تمام رات شراب پی اور
رنڈیون کا ناچ دیکھا اور لڑائی کی خبر نہ سُنکر یہ سمجھتے تھے کہ مجنون خان لڑ رہا ہے اور اُسکی اپنے نزدیک
کچھ اصل نہ سمجھتے تھے اسلیے کچھ خیال نہ ہوتا تھا اکبر کے آنے کی مطلق خبر نہ تھی اکبر اُس روز سُندر نامے
ایک ہاتھی پر سوار ہوا اور مرزا کوکہ کو جسکا اعظم خان خطاب تھا اپنے ساتھ عماری مین بٹھایا خود قلب مین رہا اور
آصف خان اور تمام تکہ خیل کو میمنہ مین اور مجنون خان کو ایک جماعت کے ساتھ میسرہ مین متعین کیا خان زمان
جو اس حال سے غافل تھا صبح کے وقت لشکر کو کوچ کا حکم دیکر خود سو رہا تھا جب اُسکی آنکھ کھلی اور اُسنے
اس لشکر کے ساتھ سامان اور جلوس بہت سا دیکھا تو یقین ہوا کہ بیشک اکبر بھی اس لشکر کے ساتھ ہے جھٹ پٹ
صفین آراستہ کین اور تھوڑے سے بھروسے کے آدمی چھانٹ کر اکبر کی فوج کے ہراول کے مقابلہ مین متعین کیے
بابا خان قاقشال نے تیرون کی بوچھار کر کے اُنکو خان زمان کے لشکر تک ہٹا دیا اسی حال مین کسی
بھاگے ہوے کا گھوڑا خان زمان کے گھوڑے پر جا پڑا اور اُس کشمکش مین اُسکی پگڑی سر سے گر کر اُسکے
گلے مین پھندے کی طرح لپٹ گئی بہادر خان نے ایسے وقت مین بڑی مردانگی کی اور حملہ کر کے بابا خان کو
مجنون خان کی فوج تک ہٹا کر لے گیا پھر مجنون خان اور بہادر خان مین لڑائی شروع ہوئی اتفاقاً ایک تیر
بہادر خان کے گھوڑے کے لگا اُس صدمہ سے گھوڑا گر پڑا اُس حال مین بہادر خان گرفتار ہو گیا اُسوقت اکبر
ہاتھی سے اُتر گھوڑے پر سوار ہوا اور جنگی ہاتھیون کا حلقہ خان زمان کی فوج پر چھوڑ دیا ہیرا نندنامے ایک ہاتھی اکبر کی طرف کا
اودیا نامے مخالفون کے ہاتھی سے لڑنے لگا اُسی حال مین ایک تیر خان زمان کے گھوڑے کے لگا خان زمان اُس تیر کو

نکالنے لگا ایک تیر اور لگا تب وہ گھوڑا گر پڑا اور اسکے ساتھ خان زمان بھی زمین پر گرا اس حال مین ایک فیلبان نے جو سنگینہ نام ہاتھی پر سوار تھا خان زمان کی طرف اپنے ہاتھی کو اشارہ کیا ہر چند خان زمان نے کہا کہ مین بڑا نامی سردار ہون مجکو اکبر کے سامنے گرفتار کرکے زندہ بیجا تو بہتیرا بڑا انعام ملیگا مگر وہ نہ مانا اور خان زمان کے بدن کو اپنے ہاتھی کے پاؤن سے کچلوا دیا تمام ہندیان سلیمان اسکی چور چور ہوئین جب وہ لڑائی ختم ہوئی تو نظر بہادر نے بہادر خان کو اکبر کے حضور مین پیش کیا اکبر اس حال مین بھی اسکے قتل پر راضی نہ تھا اکبر نے اس سے پوچھا کہ بہادر تیرا کیا حال ہے اسنے جواب دیا کہ ہر حال مین اللہ کا شکر ہے بعد ازان اکبر نے خاص اپنے خاصہ مین سے کھانا اسکو کھلایا سارے امیر بہادر خان کے زندہ رکھنے سے ناراض تھے آخر سب نے باعث ہوکر اسکو قتل کرا دیا تھوڑی دیر کے بعد خان زمان کا سر بھی سامنے آیا ابھی تر و تازہ تھا کہ یہ خان زمان کا سر ہے یا اور کسی کا ناگہان راے ارزانی ہندو خان زمان کا وکیل جو منجملہ قیدیون کے تھا اس سر کو اپنے سر سے لگا کر جلد جلد اکبر رونے لگا خواجہ دولت خواجہ سرا جو پہلے خان زمان کے پاس نوکر تھا اور اب چند روز سے اکبر کی ملازمت مین تھا اور اکبر نے اسکو دولت خان کا خطاب دیا تھا کہنے لگا کہ خان زمان کے سر کی علامت یہ ہے کہ وہ اکثر داہنی طرف پان کھایا کرتا تھا اگر فی الواقع یہ سر خان زمان کا ہے تو اسکے داہنی طرف کے دانت سیاہ ہونگے دیکھا تو یہ علامت موجود تھی یہ واقعہ دوشنبہ کے روز پہلی ذی الحجہ سنہ ۹۷۳ نو سو چہتر بارھوین سال جلوس کو موضع سنگرداں مین جو توابع الہ آباد سے ہے واقع ہوا جو لوگ خان زمان سے موافق تھے انھون نے یہ تاریخ لکھی تھی ؎ چون خان زمان ازین جہان رفت بباد + بنیاد فلک سراسر از پاے فتاد + تاریخ وفاتش ز خرد جستم گفت + فریاد ز دست فلک بے بنیاد + اور جو مخالف تھے انمین سے قاسم ارسلان نے یہ تاریخ لکھی ہے مگر اسمین ایک عدد کم ہے ؎ قتل دو نمک حرام بے دین + اور ایک شخص نے یہ تاریخ لکھی تھی ؎ قتل علی قلی دہادر زدور چرخ + جانان سپرد ازمن بیدل کہ چون شدہ + جسم ز پیر عقل چو سال وفات شان + آہے ز دل کشیدہ و گفتا و خون شدہ + اس معرکہ کے مقتولون مین سے ایک خوشحال بیگ تھا کہ جس سے مالہ ہین مصنف صاحب کی بھی ملاقات ہوئی تھی نہایت خوبصورت آدمی تھا اسکی تاریخ یہ ہے ؎ خوشحال کہ بود و دیدہ اہل خرد + گشت ز دشاہ راہ طالع مقتول چو شد بصحبت خان زمان + تاریخ آمد کہ گل رخ زیبا قد + اسی سال مین علامۂ عصر سید مرتضی شریفی نے انتقال کیا اول انکو امیر خسرو علیہ الرحمہ کے مقبرہ مین دفن کیا بعد ازان صدر اور قاضی اور شیخ الاسلام نے عرض کیا کہ امیر خسرو ہندی ہے اور سنی اور سید مرتضی عراقی ہے اور رافضی امیر خسرو کی روح کو اسکی صحبت

نہایت ناگوار ہوگی اکبر نے حکم دیا کہ وہان سے اُکھیڑ کر اُسکو کہین اور دفن کردو ایک شخص نے تاریخ اُنکے وفات کی
یہ نکالی تھی ؎ علم از علما رفتہ و اور کسی اور شخص نے اِنھین حرفون کو دوسرے مادہ مین نکالا ہی ؎ علامہ زعالم رفت ؎
اِسی سال مین مصنف صاحب کے ایک دوست شیخ ابوالفتح ولد شیخ مبارک نے جو بیانہ کے بڑے بزرگون مین سے
تھے انتقال کیا اُنکے وفات کی تاریخ یہ ہی ؎ ابوالفتح آن دیدۂ اہل بینش ؎ کہ در دور گردون نظیرش نیابی ؎
چو رفت از جہان سال تاریخ فوتش ؎ طلب از حروف فضائل مآبی ؎ ایک عجائبات مین سے یہ ہی کہ
میرزا نظام الدین علیہ الرحمۃ مصنف صاحب سے بالمشافہہ کہتے تھے اور خود اُنھون نے تاریخ نظامی مین بھی
مضمون لکھا ہی کہ جن دنون مین خان زمان کی لڑائی ہو رہی تھی آگرہ کے پوستی اور افیونی اپنے نشہ کے
جلسون مین بیٹھکر بڑی بڑی موشگافیان بیان کرتے تھے ایک روز ہم بھی دو تین جلسہ کے یار باہم بیٹھکر
یون کہنے لگے کہ بڑی سیر ہو اگر ہم یون مشہور کردین کہ خان زمان اور بہادر خان قتل ہوگئے اور اُنکے
اسپ آگرہ کو لاتے ہین چنانچہ ہمنے یہ خبر دو چار آدمیون سے بیان کی رفتہ رفتہ تمام شہر مین مشہور ہوگئی اتفاقاً
جس روز یہ خبر مشہور ہوئی تھی اُسی روز خان زمان اور بہادر خان قتل ہوے تھے اور اُس سے تیسرے روز
عبداللہ نامے مراد بیگ کا والد اُن دونون کے سرون کو آگرہ مین لایا پھر وہان سے دہلی کو پھر وہان سے
لاہور کو پھر کابل کو لے گیا ؎ جو مشہور امر ہوتے ہین وہ آخر ہو کے رہتے ہین ؎ زبان خلق نقارۂ خدا کا
لوگ کہتے ہین ؎ اِس فتح کے بعد اکبر الہ آباد کو چلا گیا اور جو جو لوگ اِس طرف سے منحرف ہو کر باغیون سے
جا ملے تھے اُنکو قرار واقعی سزا دی اور میرزا میرک رضوی کو جو پہلے دہلی سے بھاگا تھا ہاتھی کے پانون تلے
نیچے ڈال دیا چنانچہ اُسکو ہاتھی نے اپنی سونڈ سے دو چار جھٹکے دیے آخر اکبر نے اُسکے سیادت کی رعایت
کرکے جان بخشی کی اُس معرکہ مین بہت فتنہ انگیز جان سے مارے گئے ؎ چو خونہا شد اُس معرکہ کی تاریخ ہی
بعضے خان زمان کے طرفدارون نے بہت سی عاجزی کی اُنکی جانین معاف کین پھر اکبر نے دو روز کے
بعد وہان سے جون پور کو اور پھر وہان سے بنارس کو کوچ کیا تین روز وہان رہا بعد ازان تین چار روز کے
عرصہ مین پانچ چار آدمیون کے ساتھ کڑہ مانک پور کے گھاٹ گنگا کے کنارہ پر آیا سب لشکر وہین پڑا ہوا تھا
وہان سے کشتی مین بیٹھکر کڑہ کے قلعہ مین داخل ہوا جب خان زمان کے آدمی قتل کیے جاتے تھے تو قاضی علاء الدین
جو بڑا مستدین اور حق گو تھا عرض کیا کہ جب فتح ہوگئی اور باغیون کے مال و اسباب پر قبض و تصرف ہوگیا
تو پھر اِن لوگون کا قتل کرنا موافق شرع شریف کے جائز نہین اِس بات سے اکبر بہت رنجیدہ ہوا

اور منصب قضا سے اُسکو معزول کیا اور بجاے اُسکے قاضی یعقوب ساکن کڑہ کو جو فقہ اور اُصول کا بڑا عالم
اور قاضی فضیلت شیر شاہی کا داماد تھا مگر باین خوش طبعی اور ہزل سے خالی نہ تھا مقرر کیا اسی ثنا میں خانخانان
جسکی طلب میں فرمان پہلے صادر ہوا تھا آگرہ سے چلکر ملازمت میں حاضر ہوا اکبر نے خان زمان اور بہادر خان کی جاگیر میں
جونپور اور بنارس سے غازی پور تک اور قلعہ چنار اور زمانیہ سے جو سہ ندی کے گھاٹ تک اُسکو عنایت کیں اور خلعت
اور گھوڑا دیکر اُس طرف رخصت کیا پھر اکبر نے ذی الحجہ سنہ مذکور کو میں برسات کی شدت میں وہاں سے کوچ کیا
اور محرم سنہ نوسو پچھتر میں آگرہ میں داخل ہوا اسی سال میں محمد قلی خان برلاس اور مظفر خان وغیرہ اُمرا نے جو
سکندر اوزبک کے مقابلہ کے لیے ملک اودھ میں متعین ہوے تھے وہاں کے قلعہ میں اُسکا محاصرہ کیا ہر روز
لڑائی ہوتی رہی جب اُسنے خان زمان اور بہادر خان کے قتل کی خبر سُنی تو بہت پریشان حال ہوا اور صلح کی
گفتگو درمیان میں ڈالی اور اس حیلہ سے قلعہ سے نکل کر کشتی میں بیٹھکر سرو ندی کے پار اُتر گیا پھر وہاں سے
صلح کی گفتگو ہوئی آخر اس طرف کے کئی امیروں کو اُسنے تنہا بُلایا اور اُس طرف سے خود بھی تین چار آدمیوں کے ساتھ
کشتی میں بیٹھکر آیا دریا میں ملاقات ہوئی فریقین میں اس بات کے عہد و پیمان ہوے کہ اُسکو اکبر کے حضور میں
حاضر کرکے صفائی کرا دینگے آخر سکندر کو اعتماد نہوا اور وہاں سے بھاگ کر چٹانوں میں جا ملا امیروں نے
گورکھپور تک اُسکا تعاقب کیا پھر اکبر کو اطلاعی عرضی بھیجی یہاں سے فرمان اُنکی طلب میں صادر ہوا چنانچہ
سب امیر محمد قلی خان برلاس کو اودھ میں چھوڑ کر آگرہ کو چلے آئے اسی سال میں اکبر نے قلعہ چتور کی تسخیر کا ارادہ
کیا اور بیانہ کو حاجی محمد خان سیستانی سے تسخیر کرکے آصف خان کی جاگیر میں مقرر کیا اور بسوا اور وزیر پور اور
مانڈل گڈھ بھی اُسی کے حوالہ کی تاکہ آگے بڑھ کر لشکر کا سامان کرے پیچھے سے خود بھی اکبر نے کوچ کیا اور بانڈی کے
رستہ سے شکار کھیلتا ہوا مندسور میں اور وہاں سے سویر میں پہونچا راے سرجن کے آدمیوں نے قلعہ سویر کو
خالی کر دیا نظر بہادر کو وہاں کی حکومت حوالہ کی اور شاہ محمد خان قندھاری کو قلعہ کوتہ بلایہ کی حراست کے لیے
متعین کیا پھر اکبر وہاں سے کوچ کرکے قلعہ کاکرون میں پہونچا اور شہاب الدین احمد خان اور شاہ بداغ خان کو
مالوہ میں جاگیر دیکر محمد سلطان کے بیٹوں میرزا الغ اور شاہ میرزا کی تنبیہ کے لیے متعین کیا جب وہ اوجین میں پہونچے
تو وہ دونوں میرزا اُنکے آنے کی خبر سُنکر مالوہ کو چھوڑ کر سلطان محمود کے غلام چنگیز خان کے پاس گجرات میں بھاگ
گئے اور مالوہ بے لڑے بھڑے ہاتھ آگیا رانا اودے سنگھ قلعہ چتور کو راے جیمل نامے ایک بڑے بہادر سردار کی حفاظت
میں چھوڑ کر خود اودے پور کے پہاڑوں اور جنگلوں میں بھاگ گیا اُسی نواح میں آصف خان نے راہپور کے

قلعہ کو فتح کرکے تمام ملک کو تاخت و تاراج کیا حسین قلی خان نے اودے پور پر حملہ کیا رانا وہان سے بھی بھاگ گیا چتور کے
قلعہ مین سے ہندوون نے لڑنا شروع کیا اکبر نے قلعہ کے اندر جانے کے لیے سرنگین کھدوائین ہر سرنگ اسقدر چوڑی تھی
کہ دس سوار برابر چلے جاوین اور اسقدر گہری تھین کہ سوار نیزہ ہاتھ مین لیے بے تکلف چلا جاوے اس لڑائی مین قریب
بہت سے آدمی مارے گئے بہت دنون مین وہ سرنگین قلعہ کے نیچے تک پہونچین تب اُس قلعہ کے دو برجون کو جو قریب تھے
اندر سے خالی کرکے اُسمین بارود بھردی اور اُنکے شتابون مین آگ لگاکر سب اِسکے منتظر کھڑے تھے کہ جب یہ دونون
برج اُڑجاوین تو اسی رستہ سے قلعہ کے اندر داخل ہوین اتفاقاً ایک برج کا شتابہ چھوٹا تھا وہ جھٹ پٹ اُڑ گیا
اور قلعہ کے اندر جانے کا ایک بڑا رستہ کھل گیا دوسرے بُرج کے اُڑنے مین دیر ہوئی لوگون نے دوسرے برج کا
انتظار نہ کیا اور اسی ایک برج کے رستہ سے جو اُڑ گیا تھا قلعہ کے اندر جانے لگے کچھ لوگ قلعہ کے اندر داخل ہوگئے تھے
کچھ درمیان مین تھے کہ ناگاہ دوسرے برج مین آگ لگی اُسکے قریب فریقین کے بہت سے لوگ جمع تھے سب اُڑ گئے سو سو من
اور دو دو سو من کے پتھر اُسکے ہر طرف اُڑ اُڑ کر جاتے تھے سیکڑون آدمی اُنکے نیچے دب کر مر گئے اس معرکہ مین دونون لشکر
تباہ ہوگئے تمام ہندوستان کے چیل کوون کی روزی فراخ ہوگئی مسلمانون کے پانسو سپاہی جنمین سے اکثر کو خود اکبر بھی
پہچانتا تھا مارے گئے راتون رات ہندوون نے زور مار کر دو دیوارین اُن برجون کی جگہ بنالین اس واقعہ سے تخمیناً
چھ مہینہ کے بعد شب شنبہ بیسویں شعبان سنہ مذکور کو پھر کافرون نے حملہ کیا اور قلعہ کی دیوار توڑ کر بادشاہی فوج کے
مقابل ہوے چونکہ توپون کے چھوٹنے کے سبب کسی قدر روشنی ہوگئی تھی جیل کا منھ صاف نظر آتا تھا مسلمانون مین سے
کسی نے تاک کر اُسکے بندوق ماری وہ اُسی دم ٹھنڈا ہوگیا یہ حال دیکھکر سب ہندو اِدھر اُدھر بھاگ گئے اور اپنے
اہل و عیال کو مارنے اور جلانے لگے جسکو اُنکی اصطلاح مین جوہر کہتے ہین غرض جو باقی رہے وہ تلوار سے مارے گئے
اُس روز تمام رات بلکہ دن مین دوپہر تک لڑائی رہی آٹھ ہزار راجپوت اس واقعہ مین مارے گئے پیمصرع اُس فتح کی
تاریخ کا ہے ع دل گفت کہ بکشاد و زد فتح چتور ۔ تین روز اکبر نے وہان مقام کیا اور فتح نامہ ہر طرف کو روانہ کیے
بعد ازان آصف خان کو وہان کی حکومت دیکر بیسویں رجب ماہ مذکور کو آگرہ کی طرف کوچ کیا اور چونکہ اکبر نے
اول نذر کی تھی اسلیے وہان سے پیادہ پا روانہ ہوا اور اسی طرح چلتا ہوا یکشنبہ کے روز تاریخ ساتوین رمضان المبارک کو
اجمیر مین پہونچا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کی زیارت سے مشرف ہوا اور وہان بہت سی
خیرات کی دس روز وہان مقام رہا میر علاء اللہ قزوینی صاحب تذکرۃ الشعرا نے یہ تاریخ لکھی تھی ؎
شاہ دین پرور و جمشید سریر ۔ خسرو عہد محمد اکبر ۔ ساخت بے شبہ پی فتح چتور ۔ دیگ رو مین تن اژدر پیکر ۔

بہر تاریخ وی از عالم غیب ؎ دیگ چشتی کشاشد یکسر ؎ جب اکبر اجمیر سے کوچ کرکے حدود الور مین پہونچا تو وہان
شیر کا شکار کھیلا اور عادل محمد خان بیٹا شاہ محمد خان قندہاری کا جو بڑا بہادر تھا تنہا شیر سے مقابل ہوا آخر دونون
مارے گئے پھر اکبر لشکر سے جدا ہوکر جریدہ طور پر نارنول کو گیا اور وہان حضرت شیخ نظام نارنولی سے جو بڑے بزرگ تھے
ملاقات کی اور پھر وہان سے کوچ کرکے آگرہ مین پہونچا اسی سال مین مصنف صاحب نے بدایون مین اپنا نکاح کیا
اسکی تاریخ یہ لکھی ؎ چون مرا از عنایت ازلی ؎ اتصالے بماہ چہری شد ؎ عقل تاریخ گفت خدائی را ؎ بگفت ماہے قرین مہری شد ؎
اسی سال مین حضرت شیخ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اکابر دہلی مین سے تھے انتقال کیا انکے وفات کی تاریخ یہ ہے
؎ عزیز جہان شیخ عبد العزیز ؎ کہ عالم ہمہ قطب دہلیش خواند ؎ سوئے عرصۂ آخرت تاخت رخ ؎ وزین تنگنا سر بہت جاں بلب
طلب کرد از دل چو تاریخ او ؎ بگفتا کہ قطب طریقت نماند ؎ شیخ مرحوم کی عادت تھی کہ اپنا نام یون لکھا کرتے تھے ذرہ ناچیز
عبد العزیز حسب اتفاق روز ناچیز مین بھی تاریخ انکے وفات کی نکلی تشنہ نوسو پنتیس مین اکبر نے تمام انکا خیل کو اور کمال خان
کھکر کو پنجاب سے طلب کرلیا اور انکی جاگیر حسین قلی خان اور اسکے بھائی اسمعیل قلی خان کو عطا کی حسین قلی خان نے حسین قلی خانجہان
اور اسکے بھائی رستم بھوکی فتح کے بعد ناگور سے آگرہ مین آئے اور وہان سے پنجاب کی طرف رخصت ہوے اور
سرکار سنبھل اور بریلی خان کلان کو حوالہ کی محمد سلطان میرزا کے دونون بیٹے جو گجرات مین چنگیز خان کے پاس پناہ لیے گئے تھے
انکی موافقت وہان بھی نہ آئی اور انھون نے وہان بھی دست درازی کی اسی سال مین وہان سے بھی بھاگکر پھر مالوہ مین
آئے محمد مراد خان اور مرزا عزیز اللہ شہدی اجین کے قلعہ مین بند ہوگئے اشرف خان میر منشی اور صادق محمد خان نے
جو بہت سی فوج کے ساتھ رنتھنبھور کے قلعہ پر متعین ہوے تھے یہ خبر سنکر اکبر کو اطلاعی عرضی بھیجی اور پھر جو جب حکم ہوا
دونون مع قلیچ خان کے ان دونون مرزا کے مقابلہ کے لیے اجین کی طرف متوجہ ہوے سرونج مین شہاب الدین احمد خان
اور سارنگ پور مین شاہ بداغ خان بھی انکے ساتھ آملا اور بڑی جمعیت اکٹھی ہوگئی یہ خبر سنتے ہی دونون
مرزا اجین سے بھاگکر مانڈو کی طرف چلدیے جب وہ دونون نزدیک آرہے تو انھون نے یہ سنا کہ حیدر خان
حبشی نے چنگیز خان کو احمد آباد کی ترپولیہ کے میدان مین غافل پاکر قتل کرڈالا اور گجرات آج کل خالی ہے یہ سنتے ہی
وہ دونون گجرات کی طرف متوجہ ہوے اور پہلے ہی حملہ مین چنپانیر کے قلعہ کو لے لیا پھر انھون نے بروچ کے
قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک بدت کے بعد رستم خان رومی کو جو اس قلعہ مین بند تھا کسی حیلہ سے پکڑ کر قتل کر ڈالا
اور اس قلعہ پر بھی اپنا قبضہ کرلیا قلیچ خان اور صادق محمد خان نزدیک تک انکا تعاقب کرکے واپس آئے
جن جن کی جاگیر مانڈو مین تھی وہ وہین رہ گئے باقی سب اپنی اپنی جاگیرون کو رخصت ہوگئے اسی سال کی

پہلی تاریخ رجب کو اکبر دہلی مین پہونچا اور چند روز نواحی پرگنہ پالم مین قمرغہ کا شکار کھیلا پھر وہان سے کوچ کرکے
آخر ماہ شعبان مین رنتھنبھور پہونچا اور پندرہ ضرب توپ جنمین گولہ پانچ پانچ اور سات سات من کا آتا تھا سات
یا آٹھ سو کہارون نے کروہ زن پر بکار رستہ بڑا دشوار گزار تھا پہونچائین پہلے ہی دن تمام قلعہ کے اندر کے مکان
صفا صفا ہوگئے راے سرجن وہان کا حاکم قلعہ چتور کا حال سُن چکا تھا اس سبب سے اُسنے صلح مین مصلحت
دیکھی اور اپنے دو بیٹون دودا اور بھوج کو بعضے زمیندارون کے وسیلہ سے درگاہ مین بھیجکر امن مانگی ادھر سے
حسین قلی خان اور خان جہان دونون قلعہ مین گئے اور اُسکی تسلی و دلاسا کرکے درگاہ مین لے آئے اُسنے
کنجی قلعہ کی حوالہ کی چہارشنبہ کے روز تیسری شوال سنہ مذکور کو وہ قلعہ فتح ہوگیا اور فتح قتنی اُسکی تاریخ ہے دوسرے
روز اکبر نے تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ اندر جاکر قلعہ کی سیر کی پھر اُسکو مہتر خان سلطانی کے حوالہ کیا
اور خواجہ جہان اور مظفر خان کو لشکر کا سردار کرکے آگرہ کی طرف کوچ کا حکم دیا اور خود جریدہ طور پر اجمیر مین آکر
حضرت خواجہ صاحب رح کی زیارت کی اور پھر وہان سے کوچ کرکے چہارشنبہ کے روز چوبیسوین ذیقعدہ سنہ مذکور کو
آگرہ مین داخل ہوا شاہ فتح اللہ شیرازی کے بھائی میر فارغی نے اُس فتح کی یہ تاریخ لکھی تھی ؎
چون گل نصرت شگفت در چمن فتح شاہ ٭ منہی تاریخ گفت قلعہ گرفتند زود ٭ اور ملا شیری نے یہ تاریخ لکھی تھی
؎ قلعہ کفر چو از دولت شہ یافت شکست ٭ شہ کفار شکن یافتہ شیری سالش ٭ اسی سال مین آگرہ کے قلعہ کا
دروازہ ہتیاپول بنکر تمام ہوا اُسکی تاریخ یہ ہے ؎ کلک شیری پی تاریخ نوشت ٭ بے مثال آمد دروازہ فیل ٭ چونکہ
اکبر کے کئی بیٹے پیدا ہوے اور سب چھوٹی ہی عمر مین مر گئے اسلیے اس سال مین جو ایک حرم کو حمل رہا تو اُسنے
حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے استمداد کی اور اُس حرم کو بھی سیکری مین شیخ ممدوح کے مکان پر
بھیجدیا شیخ نے اُس سے پہلے اکبر کو بیٹے ہونے کی بشارت بھی دی تھی اکبر اُس مژدہ سے بہت خوش ہوا اور
کبھی کبھی آپکی خدمت مین بھی جایا کرتا تھا اور شیخ کی خانقاہ قدیم کے قریب جو سیکری کی پہاڑی پر تھی اکبر نے ایک اور
خانقاہ جدید اور ایک مسجد بہت بڑی بنوائی پانچ برس مین اُسکی عمارت تمام ہوئی اور بازار اور حمام اور تر پولیہ وغیرہ
بھی وہان بنوایا اور اُس بستی کا نام فتح پور رکھا اور سب امیرون نے بھی وہان اپنے محل بنوالیے مصنف صاحب نے اُس
مسجد اور خانقاہ کے تیار ہونے کی یہ تاریخ لکھی تھی ؎ ہذہ البقعۃ قبۃ الاسلام ٭ رفع اللہ قدرہا بہا ٭ قال روح الامین
تاریخہ سلامۃ ہی فی البلاد دہا ہا ٭ دسری تاریخ یہ ہے ؎ بیت معمور آمدہ از آسمان ٭ اور اشرف خان نے یہ تاریخ لکھی تھی ع
ثانی المسجد الحرام آمد ٭ اور حضرت شیخ اکبر کو بے پردہ اپنی عورتون کے سامنے لیجاتے تھے آخر اُنکے بیٹون نے کہا کہ ہمارے میان

ہمسے بیگانہ ہوگئین تب حضرت نے فرمایا کہ تم سب امیر ہو عورتین بھی جہان مین بہت ہین تم اور بیان کرو ایک عجیب قصہ جو اس سال مین واقع ہوا یہ ہی کہ ایک شخص بہت حسین سہ جسین سید موسی ولد سید گدی کالپی کا سندی سید اکبر کی ملازمت مین رہتا تھا اتفاقاً آگرہ مین ایک سُنار کی عورت موہنی نام پر جو حُسن صورت مین لاثانی تھی فریفتہ ہوگیا اور نقد دل اُسکے نذر کر دیا اِسکے دل مین بھی اُسکی محبت پیدا ہوگئی ؎ عشق صادق کا اگر فریاد رتبہ ہو حصول ٭ یار کے دل مین بھلا دیکھین اثر کیونکر نہو ٭ جب لشکر رنتھبھور کی طرف گیا سید موسی آگرہ مین ہی رہے اور آگرہ کے قلعہ کی حکومت چھوڑ کر جمنا کے کنارہ اپنی معشوقہ کے مکان کے قریب مکان بنالیا اور یہان تک عشق کا غلبہ ہوا کہ رفتہ رفتہ جنون پر نوبت پہونچی ؎ رفتہ رفتہ جنون ہوا پیدا ٭ اشک مین رنگ خون ہوا پیدا ٭ ایک دو مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ اُس اپنی محبوبہ کو اپنے معتمدون کی معرفت بلوایا مگر ہر مرتبہ یا کوتوال نے پکڑ لیا یا اُسکے برادری کے زرگرون کو خبر ہوگئی ؎ مین نے یارون سے بھی پوشیدہ بلایا تھا انھین ٭ کسی غماز نے کر دی خبر اغیارون کو ٭ غرض دو برس اور چار مہینہ یون ہی مفارقت مین گذرے مگر کبھی کبھی دو سے آنکھین دو چار ہوجایا کرتین اور چشم سخنگو کے واسطہ سے پیغام محبت ادا ہوجایا کرتے تھے ؎ چھپ چھپ کے جھانک لیتے ہین ہمارے کوبھی ٭ یہ اہتمام ہی کہ کسی کو خبر نہو ٭ آخر ایک روز سید موسی اُس پری پیکر کے اشارہ سے کمند ڈال کر اُسکے کوٹھے پر پہونچے ؎ آیا ہون اُنکے کوٹھے پہ مین ڈال کر کمند ٭ غماز تیری کور ہون آنکھین خدا کرے دیر تک باہم صحبت رہی مگر ننگ و ناموس کا پردہ چاک نہوا عفت و عصمت مین خلل نہ آیا مثنوی و نقریب نام جو سید موسی کے بھائی سید شاہی نے اسی عشق کے قصہ مین لکھی ہی اُسکے اِن شعرون سے بھی یہی معلوم ہوتا ہی

؎ ہر چند ہوائے دل زوی خوش	می کرد حیا ندا کہ خاموش	در پیش نظر زلال حیوان
یکدم نہ مجال خوردن آنش	دلہا ز کمال تشنگی گرم	لبہا شدہ مہر بستہ از شرم
یک خانۂ خلوت و دو مشتاق	دلہا شدہ جفت ماندہ تن طاق	ماندند دو خستہ دل افروز
در بازی طاق جفت تا روز	این ست بنزد ما محبت	کز دل ببرد خیال شہوت
چون دل ز ہوائے نفس میرد	کی عشق دران قرار گیرد	نبود بجہان بے سر و پائے
جز در دل پاک عشق را جائے	عشق ست انیس جان پاکان	عشق ست رفیق در دناکان
القصہ بصد لطافت و ناز	بگشادہ ہزار دفتر راز	دیدند قریب چون سحر را

کردند وداع یکدگر را ٭ جب تھوڑی سی رات رہی اور سید رخصت ہونے لگے تو وہ پری اُدھی آئے

خانمان کو چھوڑ عزیز و بیگانون سے مُنھ موڑ اُنکے ساتھ ہولی ۔ کیون ہو کے مضطرب ہو رہے ہمراہ ہو لیے ۔ کہتے تھے
تم تو جذبہ دل مین اثر نہین ۔ سید موسیٰ نے اُس محلہ سے دور جاکر کسی اپنے دوست کے گھر مین ورنہ تک اُسکو پوشیدہ
رکھا اُسکے عزیز اقربا نے سید موسیٰ کا گھر گھیر لیا اور بڑا شور و غل مچایا سید موسیٰ کے چھوٹے بھائی سید شاہی کچھ پیت و لعل
حیلہ حوالہ کرتے رہے جب اُس نازنین کو یہ خبر ہوئی تو اُسکو یہ خیال ہوا کہ کہین اس جھگڑے مین سید موسیٰ پر کوئی
آفت نہ آوے ناچار وہ اسی خیال سے خفیہ پھر اپنے گھر کو چلی گئی اور اپنے عاشق سے عہد و پیمان کرکے پھر مٹے کا سید
گر گئی اور اپنے گھر کے لوگون مین رسوائی کے خوف سے یہ حیلہ کیا کہ مین فلانی شب مین جو سوئی تو مین نے خواب مین دیکھا
کہ ایک شخص نہایت خوبصورت میرا ہاتھ پکڑ کر مجکو لیچلا جب میری آنکھ کھل گئی تو جاگتے مین بھی یہ سانحہ نظر آیا کہ ایک جوان
نہایت حسین ہے اور ایک تاج جواہر کا جڑا ہوا اُسکے سر پر ہے اور اُسکے دو شہپر بھی ہین اُنکے وسیلے سے اُڑتا ہے اور مجکو
بھی اُڑائے اپنے ساتھ لیے جاتا ہے پھر مجکو ایک شہر مین لے گیا جسکی تعریف نہین ہو سکتی اور وہان ایک نہایت عمدہ
مکان مین مجکو رکھا جسمین بڑے بڑے حسینون کا ایک گروہ جمع تھا ہر چند کہ وہان آرام بہت تھا مگر مجکو عزیزون کی
مفارقت سخت ناگوار تھی رات دن اسی غم سے مین آہ و بکا کرتی تھی آخر اُن لوگون نے رحم کھاکر پھر مجکو یہین پہنچا دیا
وہ سادہ لوح اس فقرہ کو سچ جان گئے ۔ راز کھلنے نہین دیتے ہین کبھی اہل تیز ۔ حیلے ہوتے ہین بہت بات بنانے کے
لیے ۔ مگر مصلحت وقت سمجھکر چند روز اُسکے بانون مین پڑیان ڈال دین ۔ پنھا دین پڑیان اُس
نازنین کے ساق سیمین مین ۔ یہ سچ ہے سانپ کے ہی قبضے مین ہوتا خزانہ ہے ۔ سید موسیٰ کا اُسکے فراق مین روز بروز
حال بدتر تھا جب بہت گھبراتا تو یہ غزل فریاد کی زبان پر لاتا ۔ کبھی اُس دل کا بھی پورا کوئی ارمان ہوگا

کبھی یہ غنچہ بھی یارب گل خندان ہوگا	خوب الفت کا مزا اے دل ناداں پایا	پھر بھی اب شیفتہ روے حسینان ہوگا
دیکھیان کس کی اُڑاوگے پھر اے جنون	جب نہ یہ جیب نہ دامن نہ گریبان ہوگا	صبر کر دل کہ کبھی صبح بھی ہو جائیگی
کبھی آخر بھی یہ طول شب ہجران ہوگا	نیم بسمل مین تڑپتا رہون کب تک صاحب	ہاتھ اک اور لگا دیجے احسان ہوگا
اُنکے گیسوے مسلسل کا نہ چھیڑو قصہ	دل دیوانہ مرا اور پریشان ہوگا	راز بے پردہ کرینگے یہ سر شک غماز
کب نہان دل مین غم پردہ نشینان ہوگا	چھوڑیے الفت یاران وطن اے فریاد	سفر آخر تو سوے گور غریبان ہوگا

رفتہ رفتہ تمام شہر مین یہ قصہ مشہور ہوا ہر جگہ یہی مذکور ہوا ۔ جب سے ہمارے عشق کا چرچا ہے در مین ۔ فرہاد و قیس کا
کوئی نام آشنا نہین ۔ جب اُس نازنین نے یہ حال سُنا تو ایک مشاطہ کی زبانی یہ پیغام کہلا بھیجا کہ مین نے
بہزار حیلہ و بہانہ بات بنائی تھی طعنہ زنون کے مُنھ مین خاک ڈالی تھی مگر تمھاری بیقراری اور بے صبری نے

تمام مین فضیحت کیا خدا کے لیے ع خود بھی رسوا نہو مجکو بھی نہ بدنام کرو ٭ مصلحت یہی ہی کہ اب اس شہر مین نہ رہو کہین کو نکل جاؤ چند روز کے لیے ٹل جاؤ مگر ایک ایسی محرم راز یہان چھوڑو کہ تمھاری مجکو میری تمکو خبر ہوتی رہے سید موسی نے جب یہ سنا بہت سر دھنا مجبور چھاتی پر پتھر رکھکر رنتنبھور کا ارادہ کیا ٭ تفرقہ ایسا بھی کیا کم ہی ای ہمدم کہین ٭ دل کہین اور جان کہین اور تم کہین اور ہم کہین ٭ آخر اُس نازنین کو بھی جدائی کی تاب نہ رہی اور اُس محرم راز کو یہ پیغام بھیجا کہ رات کے وقت فقیری کے لباس مین آکر میرے دروازہ پر صدا کرو مین تمھارے ساتھ ہو جاؤنگی گھر والون سے ہاتھ اُٹھاؤنگی چنانچہ اسی طرح اُسنے ایک روز آکر اُسکے دروازہ پر سوال کیا وہ تو وقت کی منتظر بیٹھی تھی فوراً کچھ دینے کے بہانہ آئی اپنی محافظ کنیز کو کسی بہانہ سے ٹالا اور اُسکے ساتھ ہولی کچھ دیکھا نہ بھالا تین روز وہ دونون رہے بعد ازان فتح پور کا رستہ لیا مگر ٭ کبھی ہلجاتے ہین گر عاشق و معشوق آسمین ٭ تو پھر دونون سو سو طرح فتنہ اُٹھاتا ہی ٭ اتفاقاً اُس نازنین کا کوئی رشتہ دار شل بلاے ناگہان کے سامنے آیا اُسکو پہچانا بہت سا شور اُٹھایا پہلوان جمال جو وہان کا کوتوال تھا اُسکے سپاہی آئے بہت سا پیچھے چلائے نازنین کو اُسکے گھر پہونچایا بھگانے والے کو قید مین پھنسایا مدتون اُسنے قید خانہ کی مصیبت اُٹھائی بڑی مشکل سے رہائی پائی سید موسی کو جب یہ خبر آئی بالکل صورت یاس نظر آئی ٭ خون تمناؤن کے کیا کیا کیجیے حرمان نے ٭ دل ویرانہ ہی اک گنج شہیدان اپنا ٭ جی مین کہنے لگا کہ ایسی زندگی پر ہزار بار موت کو ترجیح ہی اب جانا جینا سر سے ناکامی ہی رسوائی ہی تفضیح ہی جب اپنی مایوسی پر نظر کرتا آہ سرد بھرتا کبھی یہ جرأت کی غزل پڑھنے لگتا ٭

بیکس ہون وہ کہ نکلی نہ حسرت کبھو مری	رونے کی بعد مرگ مجھے آرزو مری		ہمدم ہوس نہ پوچھ دم نزع تو مری
جو تھی سو زیر خاک چلی آرزو مری	حال اُسکی دوستی مین ہوا یہ کہ اطلب		حق سے دعاے خیر کرے ہی عدو مری
جلتا دیکھے پاک محبت کا جرم ہی	گردن نہ کیجو تن سے جدا بے وضو مری		ٹپکے نہ کیونکہ چشم سے پھر خون آرزو
بیکسی حسرتین جو ہون دل مین لہو مری	پیاسے کچھ اور مجکو نہین ہی ہوس مگر		خواہش رکھا کرون مین تری ورنہ مری
یارب کبھی تو دیکھون مین انقلاب عشق	میری طرح سے وہ بھی کرے جستجو مری	ق	مائل تھا ایک شہرۂ آفاق پر جو میں
صحبت نہ گور پر تمھی اُس سے کہو مری	پرتمس ہون بعد فنا تجھسے مین کہ خاک		لیجائیو اُڑا کے صبا یار سو مری
شفقت کے اُسکی بدھون ہون کیا کیا خیال	جرأت خفا ہی شکل سے وہ ماہ رو مری		آخر بصبر ہو کر اگرہ کو بھاگ آنے کا ارادہ

کیا مگر دوست مانع ہوے کچھ خوشامد کچھ ملامت کی کچھ سمجھایا کچھ دھمکایا غرض آنے نہ دیا جب پھر آگرہ مین اکبر کا لشکر آیا تو اُسکے ساتھ ہی وہ سوختہ جان خاک بسر آیا مگر اب کی مرتبہ وہ معشوقہ ایسی قید مین تھی کہ انکو دیدار بھی نصیب نہوا

ہم جنھین دیکھکے جیتے تھے غضب ہی فریاد ہے اُنکے دیدار کی بھی اب کوئی تدبیر نہین ہے جب سید موسی بہت بیقرار ہوے تو قاضی جمال نامے ایک شاعر مضافات کالپی سے سیو کنپور کا رہنے والا اُنکا دلی دوست تھا اُسنے کشتی سے رات کے وقت اُس نازنین کو اُسکے گھر سے لگا اور اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کرکے جمنا کے کنارہ کنارہ لیچلا اُسکے عزیز واقربا کو خبر ہوگئی وہ بھی پیچھے پیچھے ہوے تماشائیون کا بھی ہجوم اکٹھا ہوگیا چونکہ جمنا کے کنارہ جابجا گڈھے تھے اور گولین بہت سی تھین رستہ صاف نہ تھا اُس سبب سے گھوڑا چل نہ سکا اور ایک مقام پر ایسے پھنس گئے کہ نہ پیچھے کو لوٹ سکتے تھے نہ آگے کو جاسکتے تھے مجبور ہوکر وہ نازنین گھوڑے سے کود پڑی اور قاضی سے کہا کہ مصلحت یہی ہے کہ تو اپنی جان بچاکر بھاگ جا اُس کم نصیب کو میرا سلام کہدیجیو اور کہیو کہ مین نے حتی المقدور بہت تدبیرین کین مگر تقدیر سے مجبوری ہے سید موسی نے جب یہ ماجرا سُنا آگرہ کے قلعہ مین جس جگہ رہتے تھے دروازہ بند کرکے پڑ رہے اور تڑپ تڑپ کر جان نکل گئی جان کا جانا ہی بس انجام عشق ہے کوئی بھولے سے نہ لیوے نام عشق سُنا ہے کہ مرتے وقت تین مرتبہ یہ شعر پڑھا از یار دلم ہزار جان یافت یارے بہ ازین نمیتوان یافت حسب اتفاق اُسکا جنازہ اُسی نازنین کے مکان کے سامنے کو لے گئے وہ بھی بالاخانہ کی کھڑکی مین سے بیٹھی ہوئی دیکھتی تھی جنازہ کو دیکھتے ہی اُسکا سکتہ کا سا عالم ہوگیا آخر بیقرار ہوکر کود پڑی زنجیرون بھی پانون کی ٹوٹ گئین دیوانون کی طرح ننگے سر ننگے پانون سیدھی سید موسی کے محلہ مین گئی وہان اب کیا خاک تھا چند روز تک جابجا دیوانی پھرتی رہی ماں باپ نے بھی بادلی سمجھکر ہاتھ اُٹھا لیا آخر سید جلال متوکل کے پاس گئی وہ ایک بزرگ کامل تھے اُنکے سامنے مسلمان ہوئی پھر اپنے عاشق کی قبر پر آکر گر گئی آخر دم نکل گیا چنانچہ سید شاہی نے اپنی مثنوی مین لکھا ہے این واقعہ چون شنید آن ماہ

آمد سوے مادو دیدہ ناگاہ	آورد بہ لب کلام ایمان	شد پیش جماعتے مسلمان
چون یافت شرف ز دین اسلام	بربست بطوف خلد احرام	با خوبی او چو عشق شد جمع
پروانہ صفت بسوخت آن شمع	کرد از سر شوق وجذبہ فریاد	موسی بہ زبان گرفت و جان داد
در یک نفس آن دو سرور عشق	گشتند شہید خنجر عشق	تا آنکہ میان باغ رضوان
باشند بہم ز خلق پنہان	آن ہر دو مصاحبان جانی	رفتند ازین جہان فانی
از دیدہ و غم فراق رستند	پنہان ز ہمہ بہم نشستند	مصنف صاحب نے لکھا ہے

کہ اسی کے مثل ایک قصہ عشق کا پہلے بھی ہوچکا ہے کہ گوالیار کے شیخ زادون مین سے ایک شخص شیخ محمد غوث گوالیاری کے عزیزون مین بڑا متقی اور پارسا تھا اتفاقاً آگرہ مین ایک ڈومنی پر عاشق ہوگیا یہ خبر اکبر کو پہنچی

اکبر نے وہ ڈومنی مقبل خان کو جو ایک مقرب سرداروں مین سے تھا حوالہ کردی شیخ زادہ تو اپنی جان پر کھیل گیا تھا کمند ڈال کر رات کے وقت مقبل خان کے مکان پر چڑھ گیا اور اس اپنی معشوقہ کو نکال لیگیا اکبر نے شیخ ضیاء الدین ولد شیخ محمد غوث کے نام حکم بھیجکر دونون کو طلب کیا اور اکبر کا ارادہ تھا کہ ان دونون کا نکاح کردے مگر شیخ ضیاء الدین وغیرہ مانع ہوے تب اس بیچارہ کو ضبط نہوا اور اپنے پیٹ مین خنجر مار کر مرگیا اسکی تجہیز و تکفین کے باب مین علما کو اختلاف ہوا شیخ ضیاء الدین وغیرہ یہ کہتے تھے کہ حدیث مین آیا ہے کہ من عشق وعف وکتم ثم مات مات شہیدا یعنی جو شخص کسی پر عاشق ہوا اور باوجود اسکے اسنے پارسائی کو ہاتھ سے نہ دیا اور اسکی محبت کو چھپایا اور اسی غم مین مرگیا تو وہ شہید ہے تو اس حدیث کے بموجب یہ شخص شہید ہے اسکو اسی طرح دفن کردینا چاہیے اور شیخ عبد النبی صدر وغیرہ کہتے تھے کہ یہ فسق و فجور مین مبتلا تھا اور ناپاک مرا واللہ اعلم بہرحال وہ ڈومنی بھی فقیر ہوکر اسکی قبر پر بجا و رہن بیٹھی چند روز کے بعد اسی غم مین مرگئی اسی سال مین گدائی کنبوہ دہلوی نے جو برے نام کو قوال تھا لیکن تکبر اور غرور اسکو حد سے زیادہ تھا وفات پائی مرثیہ خوک کلان اسکی تاریخ ہے ۹۷۷ نو سو ستتر مین جو چتوڑ اور رنتھنبھور کے فتح ہونے کی خبر ساتھ ہی پہنچی تھی اور قلعہ الور کی بھی ہمتین پت ہوگئین رام چند حاکم بھٹہ نے بھی دراندیشی کرکے اپنی ہی طرف سے کالنجر کے قلعہ کی کنجی جو بجلی خان بہار خان شروانی کے تبنی اسے بہت سے پیسون کو خریدی تھی بہت سے تحفون کے ساتھ درگاہ مین بھیجدی اس قلعہ کی حراست مجنون خان قاقشال کو جسکی جاگیر بھی اسی طرف تھی سپرد ہوئی اور راجہ کے نام بڑی تسلی اور دلاسا کا فرمان گیا اور پرگنہ ارہل جو الہ آباد کے قریب ہے اسکو جاگیر مین عطا ہوا اسی سال مین سترہوین تاریخ ربیع الاول کو سات گھڑی دن چڑھے شاہزادہ سلطان سلیم فتح پور مین شیخ محمد سلیم چشتی کے مکان پر پیدا ہوا اکبر نے بہت خوش ہوکر تمام قیدی چھوڑ دیے اور سات روز تک بڑا جشن رہا شاعرون نے بہت سے قصیدے اس تہنیت مین پیش کیے منجملہ اسکے خواجہ حسین مروی نے ایک قصیدہ پیش کیا جسمین ہر شعر کے پہلے مصرع سے اکبر کے جلوس کی اور دوسرے مصرع سے شاہزادہ کے ولادت کی تاریخ نکلتی تھی اکبر نے دو لاکھ تنکہ انعام اسکو صلہ مین عنایت کیے وہ قصیدہ یہ ہے

حمد اللہ الحمد از ذی جاہ و جلال شہریار	گوہر محمد از محیط عدل آمد بر کنار	طائرے از آشیان جاہ و جود آمد فرود
کوکبے از اوج عز و ناز کرد آہنگ سکار	گلبنے این گونہ نمود و نمد بر دور حسین	لالہ زنگیگونہ نکشود از میان لالہ زار
دایۂ ابر بہار از مہربانیہائے فضل	سبزہ با گل ہمزبان لولو بگوہر کرد یار	مہر میگوید کہ می زیبد کہ آن مہ پارہ را
از پی زیب جمال افزا زہرہ سازم گوشوار	مقدم مولود می افزود زیبے دیگر	لولوے لالا فزودے زیب دیگر شاہوار
شاد و خندان لب کہ باز از آسمان عدل داد	باز دنیا زندہ شد کز مہر ایام بہار	آن ہلال برج قدر و جود و جاہ آمد پدید

وان نہال آرزوے جان شاہ آمد بار — شاہ اقلیم وفا سلطان ایوان صفا — شمع جمع بیدلان کام دل امیدوار
عادل کامل محمد اکبر صاحبقران — بادشاہ نامدار و کامجو و کامگار — کامل دانائے قابل عدل شاہان جہان
عادل اعلیٰ و عاقل بعدیل روزگار — از کلام او بیان حال معنی مستفاد — وز کمال او بناے دین و دنیا استوار
سایۂ لطف الٰہی آن لائق تاج و نگین — بادشاہ دین پناہ آن عادل عالم مدار — برزبان گاہ از نجوم قہر آرد الامان
باعدو گاہ از زبان رمح گوید السفر — مجلس وے را سماے چارمین آن عرصہ — مرکب وے را سماک رمح آمد نیزہ وار
مرکب منصور وے ز انجا کہ راند عالمے — یمن گوید از یمین یا یسر و انداز یسار — حکم آن گلگیر دارد حکم بر آب و ان
بر سپیدی یا سیاہی میر و دلیل نہار — اے چو صنع لایزالی آفتاب تابناک — پایہ افزاے معانی سایۂ پروردگار
والی والاعلم عالم دل و کیوان سریر — والی والا آمد اے عادل عالی تبار — مالک ملک جہان اے بادشاہ بحر و بر
با محیان مہربانی از کریمان ماگذار — شاہ صبح عدل و دادی ماہ شام جاگذار — برق گاہ عزم و رعدے کوہ گاہ حلم و بار
معدن عدل و احسان منبع لطف و کرم — با بہا و با دل و دین پرور و پرہیزگار — حامی دین نبی اے ماحی آثار بد
والی والاعلم کان کرم کوہ وقار — تیر برج وجودے گوہر دریاے جود — از ہواے اوج دولتہا شہاز جان شکار
کی بجودت ماند ابر اے از حیا پیش سحاب — با وجودت می نزیبد جود از ابر بہار — بادشاہا سلک لولوے نفیس آوردم
ہدیہ کان آمد گرامی باز جوی و گم مشو — کس ندارد ہدیۂ زین بہ اگر دارد کسے — ہر کہ دارد گو بیا چیزے کہ دارد گو بیار
یک بیک اشعار مروی بسکہ بے عیب و ریب — ہر یکے چوئے ز دے مقصود دریا بے دو ما — مصرع اول ز دے سال جلوس با دشاہ
از دوم مولود نور دیدۂ عالم برآر — تا بود باقی حساب روزہاے ماہ و سال — وان حساب از سال و ماہ و روز و وان نامدار
شاہ ما پایندہ باد و باقی آن شہزادہ ہم — روزہاے بیحساب دہر اہلے مستعار — شیخ امم شیخ یعقوب کشمیری نے

بھی ایک قصیدہ اسی طرح کا لکھا تھا مگر صلہ وہ پہلا ہی لے اُڑا ایک شخص نے یہ تاریخ نکالی تھی ع در شاہوار
نجۂ اکبر اور ایک مادۂ تاریخ یہ ہے ع روے نمود از مطلع اقبال شاہ کامیاب + اکبر نے اپنی نذر پوری کرنے کے لیے
جمعہ کے روز بارھویں شعبان سنہ مذکور کو آگرہ سے پیادہ پا اجمیر کی طرف سفر کیا ہر روز چھ سات کوس راہ طے کرتا تھا اسی طرح اجمیر تک
گیا وہان کی زیارت سے فارغ ہو کر ماہ رمضان مین دہلی مین آباد چند روز وہانکے اولیا کی زیارت مین مشغول رہا پھر جمنا
اُتر کر شکار کھیلتا ہوا آگرہ مین آیا اسی سال مین مرزا مقیم اصفہانی اور میر یعقوب کشمیری کو رفض کے جرم مین قتل کیا
مجملاً بیان اُسکا یہ ہے کہ مرزا مذکور مدت تک لکھنؤ مین حسین خان کے پاس رہا خان مذکور سیدون کا بڑا معتقد تھا
اس سبب سے اُسکی بڑی تعظیم کرتا تھا یہان تک کہ اُسکو وکیل اپنی سرکار کا مقرر کیا تھا لیکن جب حسین خان کو

یہ معلوم ہوا کہ یہ افضی ہی تب اسکا مزاج مرزا کی طرف سے پھر گیا پھر مرزا مذکور نے اکبر کی ملازمت اختیار کی اکبر نے بھی اسکے ساتھ بڑی رعایت کی اور وکیل مقرر کرکے حسین خان حاکم کشمیر کے پاس بھیجدیا اتفاقاً انھین دنون مین کشمیر کے صدر قاضی حبیب کو جو بڑے متعصب سُنّی تھے اسی تعصب مذہبی کے سبب سے زخمی کیا تھا ابھی قاضی موصوف زندہ تھے کہ حسین خان نے علماء کے فتوی کے بموجب اُس افضی قاتل کو قتل کر ڈالا مرزا محمد مقیم نے باعث ہوکر اُن مفتیون کو اس جرم مین کہ ایسے شخص کے قتل کا فتوی کیون دیا ایک بڑے کڑے افضی کے حوالہ کیا چنانچہ اُسنے اُنمین سے تین چار کو قتل کر ڈالا اسی عرصہ مین مرزا مذکور اور میر یعقوب وکیل حسین خان دختر حسین خان کو پیشکش کے طور پر اکبر کے حضور مین لائے یہ قصہ بھی اکبر کے کانون تک پہونچا شیخ عبد النبی وغیرہ علمانے اُن دونون کے قتل کا فتوی دیا چنانچہ اکبر نے فتح پور کے میدان مین اُن دونون کو قتل کر دیا اسی سال مین اکبر نے لکھنؤ کے پرگنہ کو حسین خان سے تغیر کرکے مہدی قاسم خان کو جسنے سفر حج سے لوٹ کر رتنبھور مین ملازمت حاصل کی عنایت کیا حسین خان کو اس امر پر بہت رنج ہوا مہدی قاسم خان کی بیٹی حسین خان کے نکاح مین تھی اور اُن دونون مین محبت بھی بہت تھی اب اُسنے اس ضد پر اپنے چچا غضنفر بیگ کی بیٹی سے ایک نکاح کیا پھر چند روز کے بعد اُسکو پیتالی مین اور پہلی بی بی کو خیر آباد مین اُسکے بھائیون کے پاس بھیجدیا اور چونکہ اُسنے سُنا تھا کہ کوہستان سوانک پر بہت سے تنکا نہ سونے چاندی کی اینٹون کے بنے ہوے اور سوا اسکے وہان مال بہت ہی اسی سبب سے اُسنے ادھر کا راستہ سے کوہستان سوانک کا قصد کیا پہاڑی تھوڑی سی لڑائی کے بعد اپنی عادت قدیم کے بموجب بڑے بڑے پہاڑون پر جنکا راستہ خطرناک تھا چلے گئے حسین خان اُس جگہ گیا جہان پر محمد خان کا بھانجا سلطان محمود شہید ہوا تھا وہین مقبرہ شہیدون کا بنا ہوا تھا حسین خان نے فاتحہ اُنکی ارواح طیبہ پر پڑھی اور اُس مقبرہ کو جو کچھ شکستہ ہوگیا تھا پھر درست کرایا وہان سے آگے بڑھ کر قصبہ جرایل تک جو راجہ رنگا کی عملداری مین تھا تمام ملک کو تاخت تاراج کیا وہان سے اجمیر راجہ مذکور کا پایتخت جو سونے اور چاندی اور ابریشم اور مشک وغیرہ تبت کے تحفون کی کان تھا دو دن کا راستہ رہ گیا تھا کہ ناگاہ اُس پہاڑ کی خاصیت قدیم کے بموجب گھوڑون اور نقارون اور آدمیون کی آوازون کے شور وغل سے بادل اور بارش کی بڑی کثرت ہوئی غلہ اور گھاس بالکل نایاب ہوگئی لشکر کے لوگ بھوکے مرنے لگے ہرچند حسین خان نے آگے بڑھنے کی غیرت دلائی اور وہان کے مال و اسباب کی طمع دی مگر لشکر والون کی ہمت نہ پڑی مجبور ہوکر وہان سے لوٹے لوٹتے وقت پہاڑیون نے مقابلہ کیا اور بہت سے بھوکے ہوے تیر مارنے شروع کیے علاوہ اسکے پتھر بہت سے برسائے ان صدمون سے حسین خان کے لشکر کے

بہت سے لوگ شہید ہوے اور جو زخمی ہوے وہ بھی زہر کی تاثیر سے پانچ چھ مہینہ کے عرصہ مین سب مرگئے نعیمہ کے طور پر یہ تلخ بے مزہ اس واقعہ کی تاریخ ہے پھر حسین خان اکبر کے حضور مین آیا اور بدلا لینے کی غرض سے کانٹ کوٹہ کے ملک مین جو دہن کوہ مین واقع ہے جاگیر کی استدعا کی چنانچہ یہ درخواست قبول بھی ہوئی پھر کئی مرتبہ حسین خان نے پہاڑون پر حملہ کیے لیکن کبھی کامیاب نہوا اور وہ اور اُسکا تمام لشکر وہین تمام ہوگیا چنانچہ قیصہ آیندہ مذکور ہوگا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اس سفر مین حسین خان سے رخصت ہوکر بدایون مین آیا اور وہان مین نے اپنے چھوٹے بھائی شیخ محمد کا جسکو مین نے جان کی برابر بالا تھا ایک جگہ مناسب تجویز کرکے نکاح کیا اتفاقاً اُس سے تین مہینہ کے بعد اُس بھائی اور ایک اور میرے بیٹے عبد اللطیف کا انتقال ہوگیا یہ ترکیب بند اُسکے مرثیہ مین لکھا تھا ؎

یارب این روزچہ روزیست کہ افتاد مرا — وین چہ جانکاہ بلائیست کہ برداد مرا
ہیچکس نیست کہ فریاد من او را رسد — نرسد ہیچکسی لیک بفریاد مرا
ماہ من آخر شب رفت بپرید و بخواب — بین کزین حادثہ غیب چہ غم زاد مرا
بعد ازین دل بچہ امید شود دشاد مرا — مایۂ شادی و امید دلم رفت بخاک
آن کسی را کہ کنم یاد بروز سے صبا — گرچہ بنیاد من از صبر قوی بود دبے
سیل غم آمد و انداخت ز بنیاد مرا
داد خود از کہ ستانم کہ دہد داد مرا — وہ کہ یکبار بسالے نہ کند یاد مرا
چرخ بیداد چہ غمہا کہ بمن داد کنون
ای فلک وہ کہ دلم خستہ و ویران کردی — حال دل ہیچ ندانم بکہ گویم چہ کنم
چارۂ درد دل خود ز کہ جویم چہ کنم
آشکارا ز نظر بردمی و پنہان کردی — خاطر جمع مرا باز پریشان کردی
گوہرے کان بکفم بود ز اغیار نہان
یوسفم را بکف گرگ سپردی و مرا — مہر من مہ دہی ازین باغ بزندان بردی
باغ را بر من ماتم زدہ زندان کردی
روز من با شب تیرہ ز چہ یکسان کردی — در گل تیرہ نہادی گل نورستہ من
آن برادر کہ درین شہر غریب آمدہ بود — حاصل از کس کہ ازو بود مرا سر سامانی
بردی او را و مرا بے سر و سامان کردی
جاے آنست کہ از غصہ کنم بر سر خاک — جاش در دشت بپہلوے غریبان کردی
وقت گل آمد و شد جاے محمد در خاک
چشم تاریک مرا روشنی از روی تو بود — آخر ای دیدہ چہ دیدی کہ ز عالم رفتی
دیدہ پوشیدہ ازین دیدۂ پر نم رفتی
روشنی رفت ز دل تا تو ز چشم رفتی — بود دیدۂ چشم مرا ہمچو نگین در خاتم
چون نگین عاقبت الامر ز خاتم رفتی
جان پاکت درین مرحلہ بس غمگین بود — دلت از ہیچ مرم شاد نشد در عالم
حیف صد حیف کہ ناشاد ز عالم رفتی
رفت بستی و ازین مرحلۂ غم رفتی — ہر دل از کار جہان ہیچ نبودت بارے
بارے از کار جہان خوشدل و خرم رفتی
بودم از عہد تو ما مونس و ہمدم ہمہ — در لحد بہر چہ بے مونس و ہمدم رفتی
رفتی و حسرت تو زین دل حیران نرود — [illegible]

غمت از دل نرود تا ز غمت جان نرود — کیست آن کس که نشان تو بمن گوید باز — خبر جان و از آن شسته بتن گوید باز
قصهٔ گل که نرویدش ز آسیب خزان — کیست القصه که با مرغ چمن گوید باز — قاصدی کو که غم و درد مرا روی برو
یک بیک پیش تو بر دوخته چون گوید باز — با تو گوید سخنم را به زبانی دانگاه — بهر تسکین ز زبان تو سخن گوید باز
تنگدل غنچه صفت گشتم و کس نیست که پرسد — کز تو حرفی بمن ای غنچه دهن گوید باز — هست صد هیچ و تسکین دلم از ماتم تو
که بتو زین دل پر هیچ و شکن گوید باز — دور رفتی و نیامد ز دیار تو کسے — که ز احوال تو یک شمه بمن گوید باز
روم و بر سر گور تو قیامے بکنم — تا جوابے شنوم از تو سلامے بکنم — گویم ای گوهر نایاب چه حال ست ترا
با تن خسته و دل تاب چه حال ست ترا — تو بخواب اجل و بستهٔ قیامت بر خاست — خیز و سر بر کن ازین خواب چه حال ست ترا
از جدائی تو احباب بسے بد حالند — ای جدا مانده از احباب چه حال ست ترا — شده از دوریت اصحاب غریب و بیمار
دور از صحبت اصحاب چه حال ست ترا — بود جاے تو بمحراب و کنون می نگرم — مانده خالی ز تو محراب چه حال ست ترا
میخورم خون جگر بے تو مرا پرسش کے — که درین خوردن خونناب چه حال ست ترا — بر گلت صد گل سیراب رسید از اشکم
در سر گل ای گل سیراب چه حال ست ترا — درین منزل غمناک نبودیک تو کسے — مونس و دز انیس شب تاریک تو کیست
ای منم از رخ خوب تو جدا افتاده — در فراق تو بصد گونه بلا افتاده — تو بصحرائی و من مانده درین شهر غریب
الله الله تو کجا من به کجا افتاده — بار گل هم نه کشیدی و ندانم این بار — بر تو صد شیشه خس و خار چرا افتاده
قدر وصل تو ندانستم و این بود جزا — که ملاقات تو ما را روز جزا افتاده — کردے جان سیر و کار تو لیکن چه کنم
که سر و کار تو با حکم خدا افتاده — سال تاریخ تو شد گفت چه سرو ناگاه — آن سهی سرو چه ناگاه ز پا افتاده
فادری ناله و فریاد نسیار دسود — در دعا کوش که نوبت بدعا افتاده — از خدا خواه که کارش همه محمود بود
هم خدا از وے و هم او ز تو خشنود بود — یارب اندر چمن خلد گذارش بادا — قصر فردوس برین جاے قرارش بادا
در گلستان جنان چون گذرد جلوه کنان — حور و غلمان ز یمین و ز یسارش بادا — در شب تار چو عزم سفر عقبی کرد
نور اسلام چراغ شب تارش بادا — بر مزارش چو کسی نیست که افروزد شمع — پرتو لطف خدا شمع مزارش بادا
از عروس کهن دهر چو بگرفت کنار — نوعروسان بهشتی بکنارش بادا — هیچ هاے چو فتد همدم ابد از گرد
دمبدم رحمت حق همدم و یارش بادا — مردمان قطرهٔ اشکی که فشاند بدرو — گردد آن قطره در نابه ثمارش بادا
تا ابد مسکن او ذروهٔ علیین باد — این دعا از من و از روح امین آمین باد — اسی سال مین ہمایون کے مقبرہ کی

عمارت تمام ہوئی یہ ایک نہایت عمدہ مقبرہ دہلی مین جمنا کے کنارہ میر کے مرزا غیاث کے اہتمام سے اٹھ نو برس سے

عرصہ مین تیار ہوا پنجشنبہ کے روز تیسری محرم ۹۷۸ نو سو اٹھتر کو دوسرا شاہزادہ سلطان مراد بدستور سابق
فتح پور سیکری مین شیخ سلیم چشتی کے مکان پر پیدا ہوا اُس سال مین بھی اکبر نے اسی طرح کا جشن کیا مولانا قاسم رسلان نے
ایک قطعہ اس نسبت مین لکھا تھا جسکے ہر شعر کے پہلے مصرع سے شاہزادہ سلطان سلیم اور دوسرے مصرع سے شاہزادہ سلطان مراد کی
ولادت کی تاریخ نکلتی تھی وہ قطعہ یہ ہے ؎ ایا بین شہزادہ آن تابندہ ماہ ٭ ماہ وار از اوج عزت شد عیان ٭ آن دوم فرزند اکبر
بادشاہ ٭ آیتے نازل شد از آسمان ٭ اسی طرح اکثر شعرا نے اسی التزام سے لکھا گیا ہے وہ یہ ہے ؎ زلور پاک چہ سلطان سلیم شد نازل ٭
لوائے شاہراد ابن اکبر عادل ٭ خواجہ حسین مروی نے بھی ایک قطعہ سات شعرون کا لکھا تھا اسمین بھی اسی طرح دو دو
تاریخین نکلتی ہین ؎ داد دو شہزادہ بشاہ این سپہر ٭ چہر آن ہر دو بہ از آفتاب ٭ اول از ثانی شاہ جہان ٭ ثانی
از دو دلبر عالی جناب ٭ وان یکی از زمین بشاہ سریر ٭ مژدہ رسان بود بصد فتح باب ٭ آن دگرے باعث امن و
امان ٭ مہر زمہ داد و باد مہد خواب ٭ مژدہ کہ مولود شہ از اول ست ٭ گفتہ از و مصرع اولی جواب ٭ از دو مین مصرع بیات
ہم ٭ مولد شہزادہ ثانی بیاب ٭ باد مدام آن شہ و شہزادہ را ٭ جاہ سکندر فر و افراسیاب ٭ پھر اکبر بھی اگرہ سے فتح پور مین آیا
اور بارہ روز وہان توقف کر کے اسی سال کی بیسوین بیع الآخر کو اپنی نذر پوری کرنے کے لیے اجمیر کا ارادہ کیا اور وہان ایک
قلعہ کی تعمیر ڈالی اور امیرون نے بھی حسب الحکم وہان بڑی بڑی عمارتین بنوائین جمعہ کے روز چوتھی جمادی الآخر کو وہان سے
کوچ کر کے بارہ روز کے عرصہ مین ناگور مین پہونچا اور وہان ایک بڑا حوض کھودنے کی تجویز کی کسی قدر حصہ اُسکا ہر ایک امیر کے
ذمہ مقرر کر دیا اور شکر تلاؤ اُسکا نام رکھا اسی سال مین چند رسین بہ رالدیو حاکم مارواڑ ملازمت مین حاضر ہوا اور راے
کلیان مل راجہ بیکانیر بھی مع اپنے بیٹے راے سنگھ کے حاضر ہو کر دختر اپنی بطور پیشکش کے لایا وہ دختر حرم مین داخل ہوئی
راجہ کو بیکانیر کی طرف رخصت کیا اور اُسکے بیٹے راے سنگھ کو اکبر نے لشکر کے ساتھ رکھا اس راستہ مین اکبر نے گورخر کا
شکار بھی کھیلا پھر حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے پٹن کو گیا مرزا عزیز کوکہ ملقب بہ اعظم خان نے جسکی جاگیر
اس طرف تھی ایک جشن عالی ترتیب دیا اور بہت سے تحفہ پیشکش کیے ایسی دھوم کی ضیافت اس سے پہلے کم ہوئی ہوگی اُس جلسہ کی
تاریخ یہ ہے مع میہمانان عزیز شہ و شہزادہ ٭ پھر اکبر وہان سے لاہور مین آیا اور وہان سے حسین قلی خان کی مہمانی
قبول کی پھر دوبارہ حصار فیروزہ کے راستہ سے اجمیر کو آیا اور وہان سے متواتر کوچ کرتا ہوا فتح پور مین داخل ہوا امیر خلیفہ کا
بیٹا محب علی خان مدت سے سپاہ گری کو چھوڑ کر ایک گوشہ مین بیکار بیٹھا ہوا تھا اس سال مین اکبر نے اس خیال سے
اُسکی پرورش کی کہ اُسکی سپاس میسی ترخان حاکم تتہ کے کام مین تھی علم اور نقارہ اُسکو دیکر ملتان مین جاگیر
عنایت کی اور سعید خان مغل حاکم ملتان کو اُسکی مدد کے لیے حکم بھیجا اور مجاہد خان اُسکے پوتے کو جو بڑا بہادر تھا

محب علی خان کے ہمراہ گیا محب علی خان حضور سے رخصت ہو کر ملتان مین آیا اور چار سو سوار اپنی جاگیر سے بھرتی کیے
بعد ازان سلطان محمود حاکم بکر کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم ہمیشہ مجکو بلاتے تھے اور کہلا بھیجتے تھے کہ اگر تم یہان آؤ تو تمکو تخت
بہت آسان ہے دوسرے کی مدد کی ضرورت نہین ہین اس امر کا ذمہ دار ہون یہ خبر حضرت بادشاہ کے بھی گوش گزار ہوئی چنانچہ
اسی خیال سے مجکو اُس ملک پر نامزد کیا ہے اب وقت مدد کا ہے اُسنے جواب مین لکھا کہ اگر تم جیسلمیر کے راستہ سے
سندھ کی تسخیر کا ارادہ کرو تو البتہ مین کمک بھیجون مگر بکر کے راستہ سے تمکو نہ جانے دونگا کیونکہ مجکو اعتماد نہین ہے سُنکر
محب علی خان اور مجاہد خان بکر کی طرف متوجہ ہوئے سلطان محمود نے سارا اپنا لشکر مقابلہ کے لیے بھیجا محب علی خان
لڑائی مین غالب آیا اور بکر والے شکست کھا کر نیلہ کے قلعہ مین بند ہو گئے اور محب علی خان نے اُن لوگون کو اُن کے اس قلعہ پر بھی
قبضہ کر لیا سلطان محمود نے بکر کے قلعہ مین سے پھر بہت سا لشکر مع توپچیون اور تیر اندازون کے روانہ کیا پھر وہی معاملہ پیش آیا اور
وہ لوگ بھاگ کر قلعہ مین بند ہو گئے وہان آدمیون کے ازدحام سے ایسی وبا پھیلی کہ ہر روز ہزار ہزار آدمی کم و بیش مرنے لگے آخر
سنہ ۹۶۲ نو سو تراسی مین سلطان محمود بھی جو بہت بوڑھا تھا اور اُسکے دماغ بھی ٹھکانے نہ رہے تھے مر گیا وہان کا قلعہ آسکے
تصرف مین آیا پانچ برس سے فتح پور سے میر کسیو کو وہان کے خزانون کی تحقیقات کے لیے روانہ کیا اسکندر خان ازبک پیچھا نہ چھوڑنے
پاس سے بھاگ کر جونپور مین منعم خان کے پاس پناہ لایا تھا اس سال مین منعم خان نے اُسکو حضور مین حاضر کیا اکبر نے دونون کو
خلعت چاقب اور شمشیر مرصع اور گھوڑا مع زین مطلا کے عنایت کر کے سکندر خان کو لکھنؤ مین جاگیر دی اور خانخانان کی مدد کے لیے
متعین کر کے جونپور کو رخصت کیا سکندر خان وہان سے لکھنؤ مین آیا چند روز کے بعد سوین جمادی الاولی سنہ ۹۶۳ نو سو تریسٹھ کو مر گیا
اسی سال مین جمال خان ولد شیخ منگن ایونی جو بہت خوبصورت آدمی تھا اور مصنف صاحب کا قدیمی دوست تھا عید قربان کے
روز سنبھل مین خان کلان کے ساتھ تیر اندازی کر رہا تھا اُسی حال مین ایک شخص اجنبی نے اُسکو ایک پان کا
بیڑہ دیا اُسکے کھاتے ہی غش طاری ہوا تھوڑی دیر کے بعد مر گیا مصنف صاحب نے اس واقعہ کی یہ تاریخ
لکھی ہے ع صد آہ از جوانی و زیب جمال خان ۹۶۳ اور شیخ اُم شیخ یعقوب کشمیری نے یہ تاریخ لکھی تھی ع سپرد بہ جان
بروز عید قربان ۹۶۳ سنہ ۹۷۰ نو سو اُناسی مین ایک بڑا محل آگرہ مین اور ایک فتح پور مین تیار ہوا قاسم ارسلان نے
اُنکی تاریخ یہ لکھی تھی ع تمام شد و عمارت مثال خلد برین ۹۷۰ بدور دولت صاحبقران مفت اقلیم یکی یہ بلدہ اور اکبر
آگرہ ۹۷۰ و گنبد سکری مقام شیخ سلیم ۹۷۰ سپہر از پی تاریخ این و عالی قصر ۹۷۰ رقم زده دو بہشت برین ملک قدیم ۹۷۰ اسی سال
مین ماہ رمضان کی اخیر تاریخ کو شیخ سلیم چشتی نے انتقال کیا ایک تاریخ اُنکی شیخ ہندی اور دوسری شیخ حکما اور تیسری
شیخ حکام ہے ۹۷۰ اسی سال مین مصنف صاحب پر ایک سخت واقعہ درپیش آیا بیان اُسکا یہ ہے کہ حسب کا نت

اور کوله محمد حسین خان کی جاگیر مین مقرر ہوا مصنف صاحب وہان کی صدارت کے منصب پر متعین ہوے
ایک روز حسب اتفاق مکن پور مین حضرت شیخ بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فائض الانوار پر گئے تھے
وہان بمقتضاے بشریت کسی معشوق پر انکی طبیعت مائل ہوئی مگر فوراً اُسکی سزا بھی یہ پائی کہ اُسی معشوقہ کی قوم کے چند
آدمیون نے آکر نوز خم تلوار کے حضرت کے بدن پر لگائے اُنمین سے ایک زخم سر کا کاری لگا تھا اُسکے صدمہ سے بیہوشی
طاری ہوئی پھر قصبہ بانگرمؤ مین جاکر ایک جراح کا علاج کیا ایک ہفتہ مین زخم بھر گئے پھر یہ کانت کو لکھنؤ گئے بعد صحت شفا
زخمون نے پھر عود کیا حسین خان نے اُنکی بڑی خدمت کی بعد ازان وہان سے بدایون کو گئے وہان ایک طبیب نے سر کے
زخم کو دوبارہ چاک کیا اُس صدمہ مین نوبت قریب ہلاکت کے پہونچی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُس صدمہ مین ایک روز
مین نے حالت غفلت مین عجیب معاملہ دیکھا کہ چند سپاہی مجکو پکڑ کر آسمان پر لے گئے وہان یعنیہ ایک عدالت کا
دفتر کھلا ہوا تھا اور متصدی اور محرر اور چوبدار اپنے اپنے کام مین مصروف تھے غرض اُنمین سے ایک محرر نے کاغذ
دیکھکر کہا کہ یہ وہ شخص نہین اُسی وقت مجکو ہوش آگیا اور مرض کو صحت شروع ہوئی فقیر مترجم کہتا ہے کہ اس حالت
بیہوشی مین مصنف صاحب کو یہ ایک خیال بندھ گیا تھا واقع مین کچھ اسکی حقیقت نتھی کیونکہ مسلمانون کے
اعتقاد مین فرشتون سے سہو ممکن نہین اسی سال مین بدایون مین آگ کا بڑا صدمہ ہوا اور ہزارہا آدمی ہندو اور مسلمان جلکر
خاک سیاہ ہوگئے گاڑیان بھر بھر کر مُردون کو دریا مین ڈال دیا ہندو مسلمان کا کچھ تمیز نہ ہوتا تھا کچھ لوگ آگ سے بھاگکر
قلعہ کی فصیل پر چڑھ گئے تھے وہان بھی آگ کے شعلون نے اُن ندی وہان سے نیچے کود کر پڑے اکثر مر گئے جو جان سے
بچے وہ اپاہج ہوگئے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس واقعہ سے چند روز پہلے ایک مجذوب بدایون مین میرے
مکان پر آیا تھا اور اُسنے کہا تھا کہ اس شہر سے نکل جاؤ یہان خدا کی قدرت کا ظہور ہونے والا ہے اُسکو دیوانہ سمجھکر
اس قول کا اعتبار نہ کیا سنہ ۹۹۰ نوسو اسی مین گجرات کا ملک فتح ہوا تفصیل اُسکی یہ ہے کہ جب وہان بدانتظامی کے
سبب بہت سی ریاستین قائم ہوگئین اکبر نے اپنے لشکر کو جمع کرکے اُس ملک کی تسخیر کا ارادہ کیا بیسوین ماہ صفر کو
آگرہ سے کوچ کیا پندرھوین ربیع الاول کو اجمیر مین پہونچا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی
زیارت سے مشرف ہوکر دوسرے روز میر سید حسین خنگ سوار کی زیارت کو گیا اُسی روز میر محمد خان کلان کو مع دس پانچ
سوار کے بطور ہراول کے آگے کو روانہ کیا پھر وہان سے متواتر کوچ کرتا ہوا نوین جمادی الاول کو ناگور مین پہونچا اجمیر مین
دوسری جمادی الاول کو شیخ دانیال نامے ایک مجاور کے مکان پر ایک شاہزادہ پیدا ہوا اکبر کو ناگور سے دو منزل دور
یہ خوشخبری پہونچی بہت خوش ہوکر اُس شاہزادہ کا نام بھی دانیال رکھا اور اُسکے ولادت کی تاریخ یہ ہے - بگفتا مُژدہ ہی یافت

اور لفظ شریعت میں بھی تاریخ نکلتی ہے جب نواحی میرٹھ میں پہونچا تو خبر آئی کہ سروہی میں ایک اجیوت قاصد بنکر آیا اور خان کلان کے سینہ پر ایک ہاتھ جدھر کا ایسا مارا کہ شانہ کے پار ہو گیا مگر خیر ہو گئی جان سلامت رہی دس پندرہ روز کے عرصہ میں وہ زخم اچھا ہو گیا اور اس اجیوت کو قتل کر ڈالا جب اکبر کا لشکر سروہی میں پہونچا تو قریب سو ڈیڑھ سو اجیوت کے مرنے پر آمادہ ہو کر مقابل ہوئے چنانچہ سب قتل ہو گئے تاتار خان حاکم دہلی کا بیٹا دستم خان اس معرکہ میں شہید ہوا اسی منزل میں اکبر نے راے سنگھ بیکانیری کو جودھپور کی طرف متعین کیا تاکہ گجرات تک راستہ صاف کر دے اور راستہ میں کوئی کھٹکا باقی نہ رہے اور مان سنگھ ولد راجہ بھگوان داس کو بڑی فوج کے ساتھ مدد کی طرف نامزد کیا تاکہ شیر خان فولادی کے بیٹوں کا جو اس طرف جاتے تھے تعاقب کرے پہلی جب کہ لشکر پٹن میں داخل ہوا اکبر نے اس ملک کو سید احمد خان بارہہ برادر سید محمود کی جاگیر میں عنایت کیا مان سنگھ نے پٹھانوں کا تعاقب کر کے بہت غنیمت حاصل کی یہ خبر سنکر شیر خان جو مع اعتماد خان وزیر مطلق اور غلام سلطان محمود گجراتی کے احمد آباد کا چھ مہینہ سے محاصرہ کیے ہوے تھا سراسیمہ ہو کر بھاگ گیا اور اسکی جمعیت پٹھانوں کی متفرق ہو گئی نومبر جب کو سلطان مظفر ولد سلطان محمود گجراتی جسکو اعتماد خان نے قید کر کے تمام انتظام سلطنت اپنے قبضہ میں لیا تھا ملازمت میں حاضر ہوا اکبر نے اسکو شاہ منصور وزیر کے حوالہ کر کے تیس روپیہ ماہواری واسطے خرچ کے مقرر کیے آخر وہ پھر قید سے چھوٹ کر بھاگ گیا چنانچہ حال اسکا انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ مذکور ہوگا دسمبر روز اعتماد خان اور شاہ ابو تراب اور سید حامد بخاری اور اختیار الملک حبشی اور ملک الشرق اور وجیہ الملک اور رائع خان حبشی اور جہار خان جیجی وغیرہ تمام امراے گجراتی ملازمت میں حاضر ہوے اور اعتماد خان نے شہر احمد آباد کی کنجی جو اوائل اکبر نے تمام حبشیوں کو اپنے معتمد امیروں کے سپرد کیا جمعہ کے روز چودھویں جب کو احمد آباد میں دریا کے کنارہ پر اکبر کے خیمہ ہوئے اور یہ خط جسکے نام کا پڑھا گیا اسی مہینہ کی بیسویں تاریخ کو سید محمود خان بارہہ اور شیخ محمود بخاری نے بیگمات کو محل بادشاہی کو لشکر میں داخل کیا دو شنبہ کے روز دوسری شعبان کو اکبر نے کھنبایت کی طرف رخصت کیا حسین مرزا اور محمد حسین مرزا کی تنبیہ کے لیے جو چند روز سے بہروچ اور سورت پر قابض ہو گئے تھے توجہ کی اسی عرصہ میں اختیار الملک حبشی جو گجرات کے بڑے نامی امیروں میں سے تھا فرصت پاکر احمد آباد سے احمد نگر کی طرف بھاگ گیا اکبر نے یہ حال دیکھکر اعتماد خان کو بسبب مزید احتیاط کے شہباز خان کنبو کے سپرد کیا چھٹی شعبان کو لشکر کھنبایت میں داخل ہوا چودھویں کو بڑودہ میں پہونچا اکبر نے تمام گجرات کی حکومت مرزا عزیز کوکہ کو حوالہ کر کے احمد آباد کو رخصت کیا شعبان کو یہ خبر پہونچی کہ ابراہیم حسین مرزا نے کلوہ بہروچ میں رستم خان رومی کو قتل کر دیا اور اس سمت سے ہو کر جو بڑودہ سے آٹھ کوس پر تھا بھاگنا چاہتا ہے یہ خبر سنکر اکبر نے خواجہ جہان اور شجاعت خان وغیرہ امرا کو جو

شاہزادہ سلیم کی خدمت مین تھے لشکر کی محافظت کے لیے چھوڑا اور شہباز خان کو سید محمود بارہہ اور شاہ قلی خان محرم وغیرہ اُمرا کے بلانے کے لیے جو سورت کی طرف نامزد ہوے تھے بھیجا اور خود ملک الشرق گجراتی کو ساتھ لیکر ابراہیم حسین مرزا کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوا جب مہندی ندی کے کنارہ پر پہونچا تو رات ہوگئی تھی چنانچہ وہ شب اسی جگہ بسر کی جو اُمرا سورت کی طرف نامزد ہوے تھے وہ بھی اسی شب مین اکبر کے لشکر سے آملے صبح کو خبر آئی کہ مہندی ندی کے پرلے کنارہ قصبہ ہرنال مین میرزا حسین کا لشکر ہے یہ سُنکر اکبر نے مان سنگھ کو ہراول مقرر کرکے دریا سے عبور کیا ابراہیم حسین مرزا جو جمعیت ہزار سوار کی اپنے ساتھ رکھتا تھا دوسرے رستہ ہوکر قصبہ ہرنال سے چلا گیا اور آبہنگ جنگ کے جنگل مین مقابلہ پر متعد ہوا مان سنگھ کا لشکر مہندی کے کنارہ اوطرف کو اور اکبر کا لشکر اوطرف کو ہولیا آخر ابراہیم حسین مرزا کے لشکر سے مقابلہ ہوا ابراہیم حسین نے بابا خان قاقشال وغیرہ کے لشکر پر حملہ کرکے دور تک ہٹا دیا چند آدمی دونون طرف سے مارے گئے اسی معرکہ مین راجہ بھگونت داس کا بیٹا بھوپت نامے بھی قتل ہوا جس مقام پر اکبر کا لشکر تھا وہ زمین تنگ اور ناہموار تھی اور ہر طرف اُسکے تھوہڑ کے پیڑون کا بن تھا اس سبب سے مخالف دلیر ہورہے تھے چنانچہ اُس طرف سے تین آدمیون نے بڑھ کر حملہ کیا ایک راجہ بھگونت داس کی طرف متوجہ ہوا راجہ نے تھوہڑ کے پیڑون کی آڑ مین ایک نیزہ اُسکے مارا چنانچہ وہ اُسکی ضرب سے زخمی ہوکر بھاگ گیا دو شخصون نے اکبر کا جو اُس لشکر مین سب سے آگے تھا ارادہ کیا مگر مقابلہ کی تاب نہ ہوئی آخر بھاگے قبول خان غلام نے انکا پیچھا کیا پھر اکبر کے لشکر نے بھی حملہ کرکے مخالفون کے بے انتہا آدمی قتل کیے آخر ابراہیم حسین میدان سے بھاگا چونکہ شام ہوگئی تھی اس سبب سے اکبر نے تعاقب موقوف کرکے شب کو اُسی جگہ مقام کیا ابراہیم حسین مرزا چند آدمیون کے ساتھ احمد نگر کے رستہ سے سروہی کو گیا اور وہان سے ناگور مین آیا وہان بھی ناصیرون کے مقابلہ مین شکست کھاکر دہلی مین ہوتا ہوا نواحی سنبھل مین پہونچا چنانچہ اسکا بائی حال انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اٹھارھوین شعبان کو اکبر نے وہان سے مراجعت کرکے بڑودہ مین منزل کی وہان سے قلعہ سورت کی تسخیر کا ارادہ کیا یہ قلعہ خداوند خان وزیر گجراتی نے فرنگیون کے مقابلہ کے لیے سمندر کے کنارہ پر ۹۷۹ھ نو سو ستتر مین بنایا تھا اور جہانگیر خان کے مرنے کے بعد وہ قلعہ مرزاؤن کے قبضہ مین آگیا تھا مرزاؤن نے انتظام اُس قلعہ کا ہمزبان نامے ہمایون کے ایک توپچی کو جو اکبر کی ملازمت سے بھاگ کر مخالفون سے جاملا تھا حوالہ کیا تھا اور خود تمام اُس ملک مین فساد برپا کرتے پھرتے تھے جب اس شکست کی خبر اہل قلعہ کو پہونچی تو کلوخ بیگم کامران مرزا کی بیٹی جو ابراہیم حسین مرزا کی بی بی تھی اپنے بیٹے مظفر حسین میرزا کو ساتھ لیکر دکن کو روانہ ہوئی شاہ قلی خان

محرم جو صادق محمد خان وغیرہ کی ہمراہی مین سب سے آگے قلعہ کی طرف نامزد ہوا تھا کچھ دور اُسکے تعاقب مین گیا
اور بہت سا مال و اسباب اُسکا بطور غنیمت کے لیکر واپس آیا اکبر نے راجہ ٹوڈرمل کو قلعہ کی کیفیت اور اُسکی
آمد و رفت کے راستون کی تحقیق کے لیے آگے روانہ کیا چنانچہ اُسنے سارے وہان کے حالات اور اُسکی سہل طور پر
فتح ہوجانے کی تدبیرین اکبر کے خاطر نشان کین ساتوین رمضان کو قلعہ سے کوس بھر کے فاصلہ پر اکبر نے منزل کی اور
ہر طرف سے اُسکا محاصرہ کیا اور چارون طرف مورچے قائم کرکے قلعہ والون کو سخت مجبور کیا دو مہینے کے عرصہ مین اونچے
اونچے ٹیلے اور پشتے اُس قلعہ کے گرد بنائے اور اُنپر سے توپین مارنا شروع کین یہان تک کہ اہل قلعہ کو سر اُٹھانے کی
بھی مجال نہ رہی اور ایک حوض مین سے پانی قلعہ کے اندر جاتا تھا وہ بھی بند کردیا تب تو قلعہ والے سخت عاجز ہوئے اور
سب نے متفق ہوکر مولانا نظام الدین نامے ایک طالب علم کو جو بہت خوش تقریر تھا امن مانگنے کے لیے بھیجا چنانچہ وہ امیر
ذریعہ سے ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکی التماس کو قبول کیا اور قاسم علی خان بقال اور خواجہ دولت ناظر کو قلعہ مین بھیجا تاکہ
سب کی تسلی اور دلاسا کرکے حضور مین حاضر کرین اور چند متصدی بہت سا پیسا یا امانت ہمراہ بھیجے تاکہ سارے اہل قلعہ کے نام
قلمبند کرلین اور تمام وہان کا مال و اسباب ضبط کرکے فہرست اُسکی نظر سے گذرانین اکبر نے ہزبان کو مع چند اُسکے
ساتھیون کے بعوض بعضی بے ادبیون اور بیہودہ گفتگو یون کے جو اُسنے قلعہ بند ہونے کے زمانہ مین کی تھین بہت سا
تنبیہ اور تادیب کرکے موکلون کے سپرد کیا باقی سب کو چھوڑ دیا یہ فتح تیسرین شوال سنہ ۹۷۲ سواسی مین حاصل ہوئی اشرف خان
میر منشی نے یہ قطعہ اس فتح کی تاریخ مین لکھا تھا کشتا کشودے اکبر غازی کہ بے سخن ✤ جز تیغ او قلاع جہان را کلید نیست
تسخیر کرد قلعہ سورت بجملہ ✤ این فتح جز بیاز و بخت سعید نیست ✤ تاریخ فتح شد کہ عجب قلعہ گرفت و ✤ انہا بدولت شہ عالم
بعید نیست ✤ دوسرے روز اکبر اُس قلعہ کی سیر کو گیا وہان چند دنگین بڑی بڑی اور چند ضرب زنگ نظر سے گذرین جب
سلیمان سلطان خانہ کار روم نے گجرات کی تسخیر کے لیے دریا کے راستہ سے فوج بھیجی تھی اور آخر وہ فوج وہان سے واپس
گئی تھی وہ دنگین دریا کے کنارہ پر پڑی رہگئی تھین جداونہ خان وزیر نے جب سورت کا قلعہ بنایا تو اکثر کو قلعہ مین لے آیا
جو باقی رہی تھین وہ حاکم جونا گڈھ نے اُس قلعہ مین ہوشیار ہوکر اکبر نے اُن سب کو وہان بیکار سمجھکر آگرہ کے قلعہ مین
بھیجدیا جداونہ خان نے یہ قلعہ اسواسطے بنایا تھا کہ فرنگی لوگ جو اُس طرف سے آکر مسلمانون کو ایذا پہونچاتے تھے
اور تمام وہان کے ملکون کو لوٹ لیجاتے تھے اُنسے نجات ملے چنانچہ فرنگی اُس قلعہ بنانے مین بہت ملتوی ہوئے اور
بڑی توپین لاکر مگر کچھ فائدہ نہ ہوا ہر طرف اُس قلعہ کی دیوارون کی بنیاد پانی تک ہے اور اسی قدر عمیق اُسکے گرد خندق
ہے دو طرف کی دیوار جو خشکی سے متصل ہے وہ پتھر اور اینٹون سے بنی ہوئی ہے طول ہر دیوار کا پینتیس گز اور عرض

چودہ گز اور ارتفاع بیس گز ہے اور خندق کا عرض بھی بیس گز ہے اور ہر دیوار کے تمام پتھرون کو ایک دوسرے کے ساتھ لوہے کے قلابون سے جڑ دیا ہے اور اسکی درزون مین سیسا پلا دیا ہے کنگرہ اُسکے بڑے بڑے بلند نہایت مضبوط ہین جو برج دریا کی طرف ہین اُنمین کھڑکیان بنائی ہین جنکو چوکندی کہتے ہین فرنگیون کے نزدیک یہ ایجاد پرتگال کی ہے چوکندی کے نہ بنا نے دینے مین فرنگیون نے بڑی کوشش کی اور بہت دنون تک لڑتے رہے آخر صلح کی گفتگو کر کے اُنکے بند کر دینے کی عوض مین بہت سا روپیہ دینے لگے مگر خداوند خان نے ہرگز نہ مانا اکبر نے اُسی روز حکومت اُس قلعہ کی قلیچ خان کے بیٹے کو حوالہ کی اور چودھوین ذی قعدہ کو احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اس قلعہ کے محاصرہ کے زمانہ مین کئی واقعہ پیش ہوے اول یہ کہ میرزا شرف الدین حسین کہ چودہ برس سے آوارہ پھرتا تھا بھاگ کر راجہ بکلانہ پکڑ کر لایا وہ بے ادبانہ حاضر ہونا چاہتا تھا اسلیے اُسکی تنبیہ کر کے مغلون کے سپرد کیا اور جب بہروچ مین منزل ہوئی تو چنگیز خان کی ماں نے جھجار خان حبشی پر چنگیز خان کے خون کا دعوی پیش کیا اکبر نے بعد تحقیق مقدمہ کے جھجار خان کو ہاتھی کے پانون سے کچلوا دیا انھین دنون مین ابراہیم حسین میرزا مقام سرنال پر شکست کھا کر جودھپور مین محمد حسین مرزا اور شاہ میرزا جا ملا اور سب نے متفق ہو کر سورت کا قلعہ چھیننے کی یہ تدبیر کی کہ ابراہیم حسین میرزا ہندوستان مین جا کر فساد برپا کرے اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا شیر خان فولادی سے متفق ہو کر پٹن کا محاصرہ کرین اکبر ان سب طرف کے فسادون سے گھبرا کر دہلی چلا جائیگا اور اس وقت مین ضرور احمد آباد کو چلا آئیگا چنانچہ سید احمد خان بارہہ پٹن کے قلعہ مین بند ہو گیا قطب الدین محمد خان وغیرہ سارے امیر جنکی مالوہ اور چنپانیر مین جاگیرین تھین اوسکی مدد کو گئے اور رستم خان اور عبد المطلب خان اور شیخ محمد بخاری دہلوی بھی احمد آباد مین آئے اور وہان سے اعظم خان کو ساتھ لیکر پٹن کی طرف متوجہ ہوے محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا اور شیر خان فولادی قلعہ کے محاصرہ کو چھوڑ کر پٹن سے پانچ کوس پر رستم خان وغیرہ کے مقابلہ کے لیے آئے اور اُنکے ہراول نے بادشاہی فوج کی ہمینہ میسرہ کو پریشان کر دیا ادھر والون نے بھی شجاعت اور مردانگی ختم کر دی آخر مخالف پراگندہ ہوے تمام بادشاہی فوج لوٹ کھسوٹ مین مصروف ہوئی شیر خان فولادی افیونی تھا بسبب قبض طبیعت کے پہر بھر تک عمارت خانہ مین بیٹھا رہا جب وہان سے فارغ ہوا تو بالکل میدان خالی ہو گیا تھا دو تین آدمی جو اُسکے ساتھ کے تھے اُنکو لیکر شیر خان نے شیخ محمد بخاری دہلوی پر حملہ کیا چنانچہ وہ اس معرکہ مین شہید ہو گئے پھر اعظم خان نے شیر خان پر یورش کی تب شیر خان بھی بھاگ کر اپنے ساتھیون سے جا ملا شیر خان سے کسی نے پوچھا کہ تم نے اپنے پیرزادہ شیخ محمد کو کیون ضائع کیا تو اُسنے جواب دیا کہ مین نے سُنا تھا کہ مغلون مین دو سردار ایک

حاشیہ خان

بداغ خان اور ایک دوسرا کوئی اور بڑے بہادر ہین اور یہ دونون کبھی معرکہ ہاتھ سے نہین دیتے انھین کے دھوکے مین
مین نے شیخ محمد پر حملہ کیا تھا اور اگر اول سے مجکو انکا حال معلوم ہوتا تو کبھی یہ جرأت نکرتا محمد حسین میرزا کو کن کو
چلا گیا شیر خان نے جوناگڈھ مین امین خان غوری وہان کے حاکم کے پاس پناہ لی یہ فتح آنھوین رمضان ۹۸۳ھ
نوسو اسی مین واقع ہوئی اعظم خان نے سید احمد خان بارہہ کو بیتو رسابق قلعہ پٹن مین چھوڑا اور خود سورت مین جاکر
اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا اعتماد الملک حبشی جو احمد آباد مین قید خانے سے بھاگ کر مخالفون سے جا ملا تھا چند روز
ہر طرف فتنہ و فساد برپا کرتا رہا آخر بعضے پرگنون پر قابض و متصرف ہو گیا تھا قطب الدین محمد خان وغیرہ امراے بادشاہی نے
اسکو جنگلون اور حصارون مین سے نکال کر پکڑا اور اُس ضلع مین تمام پنے تھانہ بیٹھا دیے اور جس زمانہ مین اکبر کا
لشکر سورت سے کوچ کرکے محمود آباد مین آیا تھا ملازمت مین حاضر ہوے پہلی ذی قعدہ سنہ مذکور کو اکبر کا لشکر
احمد آباد مین پہونچا دس روز وہان توقف کیا اُس مقام پر اکبر نے اعظم خان کو احمد آباد کی حکومت اور سارے امراے
آنکہ کو جدا جدا ضلع عنایت کیے اور مظفر خان کو ڈھانی کرور کی جاگیر دیکر سارنگ پور اور اُجین اور تمام مالوہ کی حکومت
تفویض کی عید قربان کے روز احمد آباد سے کوچ کیا اور محرم ۹۸۴ نوسو اکاسی مین منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا اجمیر مین پہونچا
اسی مقام پر سعید خان کی عرضی ملتان سے آئی اُس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم حسین میرزا گرفتار ہو گیا تھا بعد ازان
مر گیا دوسری صفر کو اکبر آگرہ مین داخل ہوا مجملاً احوال ابراہیم حسین میرزا کا یہ ہے کہ وہ گجرات سے فتنہ انگیزی کی ارادہ
کرکے میرٹھ مین آیا اور وہان ایک قافلہ جو آگرہ کو جاتا تھا اُسنے لوٹ لیا پھر ناگور کو گیا خان کلان کا بیٹا فرخ خان
قلعہ کے اندر بند ہو گیا ابراہیم حسین نے تمام شہر کو خوب لوٹا کھسوٹا ایک روز وہان رہا پھر نارنول کی طرف متوجہ ہوا
نارنول بیس کوس کے فاصلہ پر رہی تھی کہ اتفاقاً راے رام اور راے سنگھ جو گجرات کے رستہ کی راہنمائی پر متعین تھے
جودھپور سے مع ایک ہزار سوارون کے ناگور مین آئے فرخ خان نے اُنکو اپنا متفق کرکے مزاکا تعاقب کیا اور موضع
کھتولی مین منزل کی ابراہیم حسین یہ خبر سُنکر ایسا بھاگا کہ اُس روز اُسکا پتا نہ ملا شام کے وقت جو دوسری تاریخ رمضان کی
تھی فرخ خان کے لشکر والے سب روزہ دار تھے ایک بڑے حوض کے کنارہ پر روزہ افطار کرنے کے لیے ٹھہرے
ابراہیم حسین نے یکایک پیچھے سے آکر انپر تیرون کی بوچھار کی اُن لوگون نے بھی مستعد ہوکر مقابلہ مین کمی نہ کی ابراہیم حسین نے
وہان بھی شکست کھائی اُسکے ساتھ کی آدمی جو مات شدہ سے بھی کسی قدر کم تھے اندھیری رات مین جا بجا متفرق ہو گئے
اُنمین سے اکثر گرفتار ہوکر قتل ہوے چنانچہ سو آدمی فرخ خان کے ہاتھ آئے اُن سب کو فوراً تہ تیغ کیا کچھ لوگ زخمی
ہوکر بہت سی مصیبتین اُٹھا کر پھر مرزا سے جا ملے غرض مرزا کی نیت بد کی شامت سے کہین اُسکا مطلب حاصل نہوا

پھر مرزا تین سو آدمیون کے ساتھ تمام ملک کو تاخت تاراج کرتا ہوا جمنا اور گنگا اتر کر پرگنہ اعظم پور مین جو قدیمی اسکی جاگیر تھی پہنچا
پھر اُسنے یہ تجویز کی کہ سنبھل پر قبضہ کرلون تو بڑی امن ملیگی کیونکہ ادھر کوہ کماؤن بڑی حفاظت کی جگہ اُس سے متصل ہی
اُدھر گنگا غنیم کے حملون کی مانع ہوگی مگر یہ مطلب بھی اُسکا حاصل نہوا اور اُمراے بادشاہی اُسکی سدِ راہ ہوے
اتفاقاً اسی عرصہ مین حسین خان مہدی قاسم خانی کانت و کولہ اپنی جاگیر کے ملک سے سرکشون اور باغیون کی تنبیہ کے لیے
بدایون اور پیتالی کے ملکون مین آگیا تھا مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطان پوری اور راجہ بہاڑامل نے جو وزیر مطلق تھے
فتح پور سے اُسکو لکھا کہ اندنون مین ابراہیم حسین میرزا دو جگہ شکست کھاکر نواحی دہلی مین آگیا ہی اور پایۂ تخت
آج کل بالکل خالی ہی مناسب ہی کہ جس طرح ممکن ہو تم بہت جلد یہان کو چلے آؤ یہ سُنکر حسین خان نے اُس طرف
کوچ کیا اثناے راہ مین جب موضع اودھ پرگنہ جلیسر سے آگے بڑھا تو راجہ اُڈلیہ جو مدت سے قزاقی کرتا تھا اور بہت سے
امیرون کے مقابلہ مین غالب آچکا تھا حسین خان کا سدِ راہ ہوا اُس روز رمضان کی پندرھوین تاریخ تھی اکثر
سپاہی روزہ دار تھے دوپہر کا وقت تھا سب لوگ متفرق راستہ چلے جاتے تھے کہ یکایک بندوقون کی آواز آنا شروع
ہوئی راجہ نے گنوارون کو ساتھ لیکر اونچے اونچے پیڑون پر چھپ بھیجدیے اور اُنپر سے تیر اور بندوقین چلانا شروع کین
چنانچہ اس معرکہ مین اکثر آدمی حسین خان کی طرف کے قتل اور اکثر زخمی ہوے ایک گولی حسین خان کے زانو پر لگی جسکے
صدمہ سے اُسپر ضعف طاری ہوا لیکن اُسنے بڑے استقلال سے اپنے آپ کو سنبھالے رکھا مصنف صاحب بھی
اُس لشکر کے ساتھ تھے اُنھون نے چاہا کہ اُسکے گھوڑے کی باگ پکڑکر کسی درخت کی پناہ مین لیجاوین مگر حسین خان نے
منع کیا اور لڑائی پر ترغیب دی بڑی کشمکش ہوئی بیشمار آدمی فریقین کے مارے گئے آخر قریب شام کے مسلمانون نے
فتح پائی ہندوون کے غول کے غول بھاگنے شروع ہوے اُس روز لڑتے لڑتے سپاہی ایسے تھک گئے کہ ہاتھ
ہلانے کی بھی طاقت نہ رہی تھی بعضے لوگون نے اُس حال مین بھی روزہ نہ توڑا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب بہت
بے طاقت ہوگیا تو مین نے بھی ایک گھونٹ پانی سے اپنی حلق کو تر کیا بعضے آدمی پیاس کی شدت سے مر گئے اس
فتح کے بعد حسین خان پھر کانت و کولہ کو چلا گیا اور اُس ملک کا خوب استحکام کرکے اُسی زخم کی حالت مین ڈولی مین سوار
ہوکر بانس بریلی کے راستہ سے ابراہیم حسین کے مقابلہ کے لیے پھر روانہ ہوا ابراہیم حسین کا لشکر سنبھل سے
پندرہ کوس دریاے گنگا پر پڑا ہوا تھا مگر چونکہ اُسکو حسین خان کی بہادری کا حال معلوم تھا اس سبب سے اُسنے
مقابلہ سے مُنھ موڑکر امروہہ کا راستہ لیا آدھی رات کے وقت حسین خان سنبھل مین پہونچا معین الدین خان مخدومی
اور سارے امیر جو اُسکی مدد کو آئے تھے سب قلعہ کے اندر بند تھے حسین خان کے نقارہ کی آواز سُنکر سمجھے کہ مرزا نے

حملہ کیا سب پر رعب عظیم طاری ہوا جب قلعہ کے نیچے سے بہت چلا چلا کر کہا کہ حسین خان کو آیا ہے سب واپس پھولا
صبح کو شیخ فتح اللہ ترین خلیفہ شیخ الاسلام فتح پوری کے مکان پر جا کر سب نے مشورہ کیا سب کی رائے یہ قرار پائی
کہ تولک خان قوچین ربیگ نورین خان اور حسین قلی خان اور کاکر علی خان وغیرہ امراء جو مرزا کے مقابلہ کے لیے آئے ہیں اور
پرگنہ اہار مین گنگا کے کنارہ ہمارے منتظر ہین ہم سب اُنسے جا ملین اور جو اُن سب کی رائے ہو اُسپر عمل کرین مگر
حسین خان اس رائے مین شریک نہ ہوا اور اُسنے کہا کہ جب تم سب سنبھل سے چلے جاؤ گے تو مرزا کو ویسی
اور زیادہ ہو جائیگی دو باتون مین سے ایک بات اختیار کرنا چاہیے یا یہ کہ تم گنگا اُتر کر مرزا کا سا منارہ کو اوتر مین
پیچھے سے اُسپر حملہ کرون یا مین گنگا اُتر جاؤن تم اس طرف سے اُسکی خبر لو مگر کوئی امیر ان امرون پر راضی نہوا مجبور
ہو کر حسین خان اپنے ہمراہیون کو ساتھ لیکر تولک خان قوچین وغیرہ امیرون کے پاس اہار مین گیا اور اُنکو وہان کے
شکستہ اور مختصر قلعہ مین پڑے رہنے پر بہت ملامت کی اور یہی مشورہ پیش کیا اور کہا کہ غنیم نے دارالسلطنت کے
قریب فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہے اگر تم سب مستعد ہو جاؤ تو اُسکا زندہ گرفتار کر لینا کچھ بات نہین ہے اُن سب نے جواب دیا
کہ ہمنے مخدوم الملک اور بہاء الملک کے لکھنے کے بموجب غنیم کو نواحی دہلی سے نکال کر اضلاع سنبھل مین پہونچا دیا ہے ملک
معین الدین احمد خان کی جاگیر مین ہے اب یہان کے جوابدہ بھی وہی ہونگے ہمسے کچھ متعلق نہین ہم مرزا کے لڑنے کے لیے
مامور نہین ہوے بلکہ درست دہلی پر متعین ہین اسی اثنا مین خبر آئی کہ مرزا نے امروہہ کو لوٹ کر تباہ کر دیا اور وہان سے
اب گنگا اُتر کر لاہور کا ارادہ رکھتا ہے یہ سُنکر حسین خان اُن نادہندہ امیرون سے جدا ہو کر مرزا کے مقابلہ کے لیے
فوراً گڈھ مکتیسر کو گیا بادشاہی امیرون مین سے ترک سبحان قلی خان اور فرخ دیوانہ اُسکے ہمراہ ہوے گڈھ مکتیسر مین
اہار سے اور امیرون کے بھی خط آئے کہ جلدی نہ کرو ہم بھی تمھارے پاس پہونچتے ہین اور بعد اسکے طوعاً کرہاً وہ سب
اُس سے جا ملے مگر یہ ہمراہی اُنکی رغبت خاطر سے نہ تھی بلکہ مجبوری سے تھی مرزا میدان خالی پاکر تمام ملک کو لوٹتا کھسوٹتا
چلا جاتا تھا چنانچہ جب وہ قصبہ پائل مین پہونچا تو اُسکے آدمیون نے مسلمانون کے اہل و عیال کو حد سے زیادہ بے عزت
کیا چنانچہ بارہ کنواری لڑکیون کے پردۂ ننگ و ناموس کو چاک کر ڈالا اُنمین سے بعضی مر بھی گئین باقی در شہر و بن
بھی یہی حال کیا حسین خان بھی اسکا تعاقب کیے ہوے پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا اور باقی اور امیر بھی حسین خان کے
پیچھے پیچھے تھے سرہند تک جا کر اور امیر رہ گئے مگر حسین خان اپنے ساتھیون کو لیکر جو سو آدمیون سے زیادہ نہ تھے
اور آگے کو بڑھا جب کدھیانہ مین پہونچا تو خبر آئی کہ مرزا لاہور مین پہونچا اور وہان کے سب آدمی قلعہ بند ہو گئے
غرض مرزا وہان سے بھی آگے بڑھکر شیر گڈھ اور جنی مین پہونچا حسین قلی خان نے جو نگر کوٹ اور کانگڑہ کے

قلعہ کا محاصرہ کیے ہوے تھا مرزا کی یہ خبر سُنکر وہان کے ہندوون سے دار و مدار کرکے پانچ من سونا نگرکوٹ والون سے
بطور پیشکش کے لیا اور بادشاہی خطبہ پڑھکر میرزا یوسف خان اور سندعالی فتو غلام عدلی اور اسمٰعیل قلی خان
اور راجہ بیربر وغیرہ کو ساتھ لیکر مرزا کے تعاقب مین نگرکہ تک پہونچا حسین خان نے یہ سُنکر قسم کھائی کہ جب تک
حسین قلی خان کے پاس نہ پہنچ جاؤنگا کھانا نہ کھاؤنگا اور تلوندی کے گھاٹ بیاس کو اُترکر شیر گڈھ مین
جو توابع جہنی سے ہے پہونچا اور وہان حضرت شیخ داؤد قادری جہنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا جنکی
مجلس مین کھانا آیا تو حسین خان نے قسم کا عذر پیش کیا اُنھون نے فرمایا کہ کفارت یمین سہل ست و آزردن
دل دوستان جہل تب حسین خان نے فوراً ایک غلام کو آزاد کرکے اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا اور اُنکے ساتھ کھانا
کھایا اور اُس شب کو اُنھین کی خدمت بابرکت مین مستفیض رہا اُس روز تمام لشکر کا کھانا حضرت شیخ کے لنگرگاہ سے
تھا اور جانورون کو گھاس بھی اُنھین کی زراعت خاص سے ملا صبح کو لشکر وہان سے روانہ ہوا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین تین روز کے بعد لاہور سے شیر گڈھ مین پہونچا اور شیخ ممدوح کی خدمت مین طرح طرح کے فیض حاصل کیے
چار روز تک اُنکی ملازمت مین رہا اور چند شعر فی البدیہہ اُنکی تعریف مین لکھکر پیش کیے اور اُنھون نے پسند بھی
فرمائے ؎ ای منزہ نسبت ایجاد تو از ما وطین ٭ ذات پاکت چون پیمبر رحمۃ للعالمین ٭ بہست اسم اعظمست اُو
کز تاثیر آن ٭ چون سلیمان جن و انس آمد ترا زیر نگین ٭ ثم وجدہ اللہ یقین من یقینہ شد الہا ٭ روے تو دیدم عیان شد
مرتبہ عین الیقین ٭ اور میرا جی چاہتا تھا کہ کاروبار دنیا سے تعلق ترک کرکے ہمیشہ اُس خانقاہ کی جاروب کشی مین
مصروف رہون مگر شیخ ممدوح اس امر پر راضی نہ ہوے اور فرمایا کہ اب ہندوستان کو جانا چاہیے جب مین وہان سے
چلا تو بے اختیار چلا چلا کر رونے لگا یہ خبر حضرت شیخ کو پہونچی اور اگرچہ تین روز سے زیادہ اُس خانقاہ مین کسی کو
ٹھہرنے کی اجازت نہ تھی مگر مجھکو چھ روز بھی ٹھہرالیا جب طلبنہ ایک منزل رہا تو حسین خان نے اس مضمون کا
ایک خط حسین قلی خان کو لکھا کہ مین چار سو کوس سے مرزا کے تعاقب مین آیا ہون مناسب یہ ہے کہ تم ایک روز
راہ مین توقف کرو اور مجکو بھی اس فتح مین شریک کرلو اگرچہ حسین قلی خان نے اس امر کو قبول کرلیا مگر لڑائی کی
اتفاق اسی روز ہوا میرزا ابراہیم حسین کو اس روز حسین قلی خان کے آنے سے غافل شکار مین مصروف تھا
بعضے آدمی اُسکے کوچ کے ارادہ مین تھے بعضے متفرق اپنے کاروبار مین مصروف تھے یکایک حسین قلی خان نے
حملہ کیا ابراہیم حسین کا چھوٹا بھائی مسعود حسین میرزا مقابل ہوا مگر اُس کشمکش مین اُسکے گھوڑے نے ایسی ٹھوکر
کھائی کہ مسعود حسین زمین پر گرکر گرفتار ہوگیا میرزا ابراہیم حسین جب شکار سے لوٹا تو کام تمام ہوچکا تھا ہرچند اُسنے

دلیری کو کام فرما کر بڑے بڑے حملے کیے مگر کچھ فائدہ نہوا مجبور ہو کر معرکہ سے بھاگ نکلا فتح سے دوسرے روز حسین خان
انشی با نوے سواروں کے ساتھ نقارہ بجاتا ہوا طلبنہ میں پہونچا حسین قلی خان نے ساری کیفیت لڑائی کی
اُس سے بتفصیل بیان کی حسین خان نے کہا کہ غنیم زندہ نکل گیا تمکو کسکا تعاقب کر کے گرفتار کرنا بہت ضرور تھا جب تک
وہ پکڑا نہ جاوے کام تمام ہی حسین قلی خان نے جواب دیا کہ ہمارا لشکر نگرکوٹ کا سفر کر کے آیا ہی اور راستہ
میں بڑی محنت اُٹھائی ہی اسلیے ہمنے اسی فتح کو غنیمت سمجھا اب نوبت اور لوگوں کی ہی حسین خان اس موقع پر
کر شاید نوبت اُسکی بھی آجاوے اور یہ پانسو کوس کی محنت اُسکی ضائع نہ جاوے وہاں سے آگے بڑھا جو آدمی اسکے
ساتھ کے تھک گئے تھے اُنکو فیل و نقارہ کے ساتھ لاہور کو بھیجدیا اور خود چند آدمیوں کے ساتھ مرزا کے تعاقب میں
روانہ ہوا اور اُسکے اور مرزا کے درمیان میں تھوڑا ہی سا فاصلہ رہ گیا تھا ایک شب مرزا کا لشکر اُس مقام پر جہاں
سیاس اور ستلج دونوں آپسمیں ملی ہیں اُترا جھیلوں کے گروہ نے جو ملتان کی رہنے والی ایک رذیل قوم ہی
مرزا کے لشکر پر تیروں کا مینھ برسایا مرزا نے اپنے آدمیوں کے ساتھ جنمیں اکثر زخمی اور بیکار تھے اُنکا مقابلہ کیا مگر وہ
بھی شکست کھائی اتفاقاً ایک تیر مرزا کے مؤخر سر پر ایسا لگا کہ اُسکے مُنھ میں ہو کر پار ہو گیا مرزا کے لشکر کے سب لوگ
اُسکو تنہا چھوڑ کر اِدھر اُدھر متفرق ہو گئے مگر وہ جہان گئے مارے گئے مرزا کے دو غلام قدیمی اُسکو فقیرانہ لباس پہنا کر
اُسی ضعف کے حال میں ایک طرف کو لے گئے رات کو ایک فقیر گوشہ نشین شیخ زکریا نامے کے مکان پر پناہ لی شیخ زکریا نے
ظاہر میں بہت ملایمت کی مگر خفیہ ملتان میں آدمی بھیجکر سعید خان کو اس امر سے مطلع کیا سعید خان نے دولت خان نامے
اپنے غلام کو بھیجا وہ مرزا کو گرفتار کر کے لے گیا سعید خان نے اکبر کو اطلاعی عرضی بھیجی جب وہ گجرات سے لوٹکر آجمیر
آگیا تھا تب وہ عرضی پہونچی حسین خان مرزا کی گرفتاری کی خبر سُنکر ملتان میں گیا اور وہاں سعید خان سے
ملاقات کی سعید خان نے حسین خان سے کہا کہ تم مرزا سے ملاقات کرو حسین خان نے جواب دیا کہ اگر میں ملاقات کے
وقت تسلیم کرونگا تو بادشاہ کی اخلاص کے خلاف ہوگا اور اگر تسلیم نہ کرونگا تو مروت اس امر کی مقتضی نہیں
اور مرزا اپنے دل میں کہیگا کہ جس وزیر کو محاصرہ ستو اس سے امن ملی تھی تو بہت سی تسلیمیں بجا لایا تھا اور
آج جو ہمپر بُرا وقت آیا ہی تو اسقدر استغنا کرتا ہی مرزا نے یہ سُنکر کہلا بھیجا کہ تم آؤ تسلیم تمھاری معاف ہی مگر باوجود
اسکے حسین خان جاکر تسلیم بجا لایا مرزا نے افسوس کر کے کہا کہ ہمارا ارادہ بغاوت کا نہ تھا مگر جب ہم جان سے
مارنے آگئے تو بیگانہ ملک کو چلے گئے وہاں بھی کسی نے نہ چھوڑا اور چونکہ ہماری تقدیر میں شکست لکھی تھی کاش اگر تمھارے
ہاتھ سے ہوتی تو بہت مناسب ہوتا کیونکہ تم میرے ہمجنس ہو تمھاری بھی رعایت کا باعث ہوتا مگر بڑا افسوس ہی

کہ مین نے حسین قلی خان کے مقابلہ مین شکست کھائی جو ہمارے دین اور مذہب سے بھی بیگانہ ہی غرض بعد اسکے
حسین خان اُس ملک سے رخصت ہوکر کانت وکولہ اپنی جاگیر کے ملکون کو چلا گیا چند روز کے بعد مرزا اُس
قید کی حالت مین ملتان مین مرگیا پھر کانت اور کولہ سے حسین خان درگاہ مین آیا اُدھر سے حسین قلی خان مسعود
حسین مرزا کو آنکھین باندھکر مع تمام اُن قیدیون کے جو مرزا کی طرف سے گرفتار ہوے تھے اور وہ سب قریب تین ہزار
آدمیون کے تھے اور گدھے اور سور اور کُتے کے چمڑے اُن سب کے مُنھ پر چڑھا دیے تھے فتح پور مین ملازمت مین حاضر ہوا
اُنمین سے چند آدمی طرح طرح کے عذابون سے مارے گئے باقی سب کو چھوڑ دیا چند معزز نوکر مرزا کے جو سب قریب سو آدمیون کے
ہونگے اور اُنھون نے اُلقاب خانی کا پایا تھا ملتان کے رستہ مین حسین خان کے پاس پناہ لائے تھے اور حسین خان نے اُنکو اُن دیکر
اپنے ساتھ لے لیا تھا اور اپنی جاگیر مین جاکر اُن سب کو اُنکے گھرون کو رخصت کر دیا تھا حسین قلی خان نے اکبر کے
سامنے اُنکا بھی ذکر کیا حسین خان نے جواب دیا کہ چونکہ قیدیون کے قتل کا حکم نہ تھا اسلیے بادشاہ کے سر کے قصد تک
مین نے اُن سب کو چھوڑ دیا اکبر نے اس امر سے درگذر کی اور کچھ حسین خان سے باز پرس نکی اُنھین دنون مین سید خان نے
ملتان سے آکر میرزا ابراہیم حسین کا سر جو اُسکے مرجانے کے بعد تن سے جدا کر لیا تھا ملازمت مین حاضر ہوکر پیش کیا
سنہ ۹۸۰ نوسو اسی مین نگرکوٹ حسین قلی خان نے فتح کیا تفصیل اس قصہ کی یہ ہی کہ اکبر کو صغر سن کے زمانہ سے برہمنون
اور بادفروشون اور ہر قسم کے ہندوون سے ربط خاص تا ابتداے جلوس مین ایک برہمن بادفروش ولایت کا پہلے سے
آکر ملازمت مین حاضر ہوا برہم داس اُسکا نام تھا اور ہمیشہ سے پیشہ اُسکا یہ تھا کہ ہندوون کی تعریفون مین کمیت
کہا کرتا تھا اس فن مین اُسکو نہایت مہارت تھی اکبر کے مزاج مین اُسکو بہت دخل ہوگیا روز بروز اُسکے مرتبہ کی ترقی ہوتی رہی
یہان تک کہ قریب منصب پہ پہونچا اور اکبر کے خاص صاحبون مین شامل ہوا اول اُسکو کبیرائی یعنی ملک الشعرائی کا خطاب
دیا بعد ازان راجہ بیربر نام عنایت کیا اور چونکہ اُن دنون مین راجہ جے چند حاکم نگرکوٹ سے اکبر کا مزاج کچھ منحرف ہوا اسلیے
نگرکوٹ کے قلعہ کو راجہ بیربر کی جاگیر مین عنایت کیا اور ایک فرمان حسین قلی خان حاکم لاہور کے نام لکھا کہ نگرکوٹ کو فتح کرکے
راجہ بیربر کے قبضہ مین دے دے حسب الحکم حسین قلی خان نے میرزا یوسف خان اور جعفر خان پسر قزاق خان اور قتو مسند علی
امراے پنجاب کو ساتھ لیکر اُس طرف توجہ کی اول دھمیڑی اور گوالیار اور کوٹلہ کے قلعون کو بغیر توقف تسخیر کیا اور وہان اپنے
محافظ چھوڑے وہان سے نگرکوٹ کا رستہ بہت خراب تھا حسین قلی خان اُسی رستہ کو تمام اپنا لشکر اور ہاتھی اور
گھوڑے اور توپ خانہ لیگیا اور قلعہ کانگڑہ کا جاکر محاصرہ کیا بعد بھی چند پسر راجہ جے چند قلعہ کے اندر بند ہوگیا
نگرکوٹ سے باہر ایک بڑا نامی تیرتھ تھا جسکے میلہ مین ہر سال لاکھون بلکہ کرورون ہندو جمع ہوتے تھے اور بڑھیرون سونا

اور چاندی اور ہر قسم کا اسباب چڑھاتے تھے اُسپر مسلمانون نے قبضہ کرلیا اور سونے کا چتر جو اُسکے گنبد پر تھا اُسپر بہت سے تیر مارے اور دو سو سیاہ مادہ گاو جو ہندوون نے وہان پرستش کے واسطے چھوڑ دی تھین مسلمانون نے ذبح کرڈالین اور اُنکا خون تمام اس بتخانہ کے در و دیوار پر چھڑکا اور وہان کے بیشمار مجاورون کو قتل کیا اس سبب سے سارے ہندو پیر پر کو بہت ملامت کرتے تھے پھر مسلمانون نے قلعہ کے باہر باہر سارے نگرکوٹ پر قبضہ کرلیا اور بدھی چند کے مکان پر توپین مارنا شروع کین چنانچہ اسی آدمی اُنکے صدمہ سے مارے گئے پھر بدھی چند نے صلح کی گفتگو شروع کی اور قریب تھا کہ وہ قلعہ فتح ہوجاوے کہ یکایک خبر پہونچی کہ مرزا ابراہیم حسین نے لاہور پر حملہ کیا ہے اور قطع نظر اسکے حسین قلی خان کی فوج کے لوگ تنگ بھی بہت تھے اس سبب سے حسین قلی خان نے صلح کرلی اور پانچ من سونا بزرن اکبر شاہی جو اُس بتخانہ کی ایک سال کی آمدنی تھی اور سوائے اسکے اور بہت سا عمدہ عمدہ اسباب بطور نذر کے بدھی چند سے قبول کیا اور اسی سال کے ماہ شوال مین وہان خطبہ اکبر کے نام کا پڑھا اور راجہ جیسنگھ دروازہ کے سامنے ایک بڑی مسجد کی بنیاد ڈالی بعد ازان ابراہیم حسین میرزا کا فتنہ دفع کرنے کے لیے متوجہ ہوا جب قصبہ جھاری مین پہونچا تو حضرت خواجہ عبد الشہید نبیرہ خواجہ احرار قدس سرہ العزیز کی خدمت سے مشرف ہوا خواجہ ممدوح نے فتح کی بشارت دی اور ایک کپڑا ملبوس خاص اپنا خان مذکور کو عنایت فرمایا اور یہ اُسی دعا کا اثر تھا کہ حسین قلی خان نے طلبنہ مین کہتے ہی میرزا ابراہیم حسین پر فتح پائی چنانچہ یہ قصہ پہلے مذکور ہوچکا اسی اسی سال مین سلیمان کرورانی حاکم بنگالہ نے جسنے اپنا خطاب حضرت اعلی اختیار کرکے لنک بنارس پر اپنا قبضہ کرلیا اور جو جگناتھ کو جو ہندوون کی بڑی پرستش کا ہے دار الاسلام بنایا تھا اور کامروپ سے اڑیسہ تک تمام ملک اُسکے قبضہ مین آگیا تھا انتقال کیا بعد اُسکے اُسکا بیٹا بایزید قائم مقام ہوا پانچ چھ مہینہ کے عرصہ مین چغتائون نے اُسکو قتل کرکے اُسکے چھوٹے بھائی داؤد بن سلیمان کو تخت پر بٹھایا اسی سال مین یا سال گذشتہ مین حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال کیا سنہ ۹۸۱ نوسو اکاسی مین دوبارہ اکبر گجرات کے فتنہ و فساد رفع کرنے کے لیے سانڈنی پر سوار ہوکر نوروز کے عرصہ مین فتح پور سے احمد آباد پہونچا اور وہان اُن لوگون کو جنھون نے اعظم خان کو قلعہ مین گھیر لیا تھا گوشمالی دیکر بہت جلد واپس آیا تفصیل اُسکی یہ ہے اول مرتبہ اکبر احمد آباد کی حکومت اعظم خان کے سپرد کرآیا تھا وہان کے مفسدون نے ہر طرف سرکشی شروع کی اختیار الملک گجراتی نے حبشیون کی جماعت کو ساتھ لیکر احمد نگر وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور محمد حسین میرزا نے گجرات سے آکر اول سورت کی تسخیر کا ارادہ کیا مگر وہان قلیچ خان حاکم ہوا تو محمد حسین میرزا نے کھنبایت مین آکر اپنا قبضہ کرلیا اعظم خان نے اختیار الملک پر بذات خود فوج کشی کی

احمد نگر اور ایدر کے درمیان میں دونوں کے لشکروں کا مقابلہ ہوا اور اعظم خان نے قورنگ خان ولد قطب الدین محمد خان
کو مع سید حامد کے محمد حسین میرزا کے مقابلہ کے لیے بھیجا محمد حسین میرزا نے کئی لڑائیاں بڑی دلیری سے لڑیں آخر
شکست کھا کر اختیار الملک سے جا ملا اور جمجار خان حبشی کا بیٹا اور شیر خان فولادی کے بیٹے بھی اختیار الملک کے
شریک ہو گئے تب آپ نے یہ ارادہ کیا کہ دوسرے رستہ سے جا کر احمد آباد میں داخل ہو اعظم خان بیشد ستی کر کے
شہر میں داخل ہوا اور آپ نے قطب الدین احمد خان کو بھی بہروچ سے اپنی مدد کے لیے بلا لیا مگر چونکہ اعظم خان کو اپنے
آدمیوں پر اچھی طرح اعتماد نہ تھا اس سبب سے قلعہ کے اندر بند ہو گیا اختیار الملک نے قریب بیس ہزار کے گجراتیوں
اور پٹھانوں اور راجپوتوں کی جمعیت ساتھ لیکر قلعہ کا محاصرہ کیا ہر روز لڑائی ہوتی تھی فاضل محمد خان ولد رشید محمد خان
کلان اس معرکہ میں مارا گیا اعظم خان نے ان سارے حالات سے اکبر کو مطلع کر کے عرضیاں اسکی طلب میں لکھیں
اکبر نے اُن امیروں کو جو پہلے اس مہم میں ساتھ نہ تھے ایکی مرتبہ اپنی ہمراہی کا حکم دیا اور حسین قلی خان کو
خان جہان کا خطاب دیکر مع امرائے پنجاب کے اُس طرف روانہ کیا اور سعید خان کو ملتان کی طرف نامزد کیا
اور شجاعت خان کو اپنے لشکر کی لین ڈوری کے ساتھ آگے آگے روانہ کیا اور یکشنبہ کے روز چوبیسویں ربیع الثانی
کو تیز تیز سانڈنیوں پر سوار ہو کر بسوا اور قصوہ کے رستہ سے خود روانہ ہوا اور روز بیس سو کوس راہ طے کر کے
چھبیسویں ماہ مذکور کو اجمیر میں پہونچا اور وہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ کی زیارت سے مشرف ہو کر
اُسی روز شام کے وقت چلدیا قصبۂ بالیا وہ میں فوج کو معائنہ کر کے ترتیب دیا خانخانان بیرم خان کے
بیٹے مرزا جان کو قلب سپاہ میں متعین کیا اور سید محمود بارہہ اور صادق محمد خان وغیرہ اُمرا کو اُسکے ساتھ کیا اور
میر محمد خان کلان کو میمنہ میں اور وزیر خان کو میسرہ میں نامزد کیا اور محمد قلی خان اور ترخان دیوانہ کو ہراول فوج کا
مقرر کیا وہ دونوں تمام لشکر میں سے جو قریب تین ہزار سوار کے تھا سو سوار عمدہ کار آمد موزوں چھانٹ کر آگے بڑھے
جب وہ قصبۂ کری میں جو احمد آباد سے بیس کوس دلی طرف ہے پہونچے تو مخالفوں نے وہاں کے قلعہ سے
نکل کر مقابلہ کیا تھوڑی دیر میں سیکڑوں باغی قتل ہوئے آخر مغلوب ہو کر بھاگ گئے چونکہ قلعہ کے فتح کرنے کے
لیے اکبر کا حکم نہ تھا اسواسطے اُن دونوں نے وہاں سے پانچ کوس آگے بڑھکر مقام کیا بعد ازاں اکبر کے
لشکر نے بھی وہیں پہونچکر منزل کی نویں روز اکبر نے احمد آباد سے تین کوس دلی طرف مقام کیا وہاں سے آصف خان
کو خان اعظم کے بلانے کے لیے بھیجا اور اُس روز تمام فوج کو ہتھیار اپنے خزانۂ خاص سے تقسیم کیے پہلے سے
مخالف بالکل غافل تھے جب انھوں نے آواز کرنا کی نئی فوج مضطرب ہو کر اپنے گھوڑوں کی طرف دوڑے

محمد حسین میرزا دو تین سواروں کے ساتھ تحقیق حال کے لیے دریا کے کنارہ پر آیا حسب اتفاق اس طرف سے ترکمان سبحان قلی بھی دو چار آدمیوں کے ساتھ دریا پر گیا تھا محمد حسین میرزا نے اُس سے پوچھا کہ بہادر کیس کی فوج کہاں ہے اُسنے بیان کیا کہ بادشاہی لشکر ہی محمد حسین نے کہا کہ چودہ روز ہوے کہ میرے قاصدوں نے بادشاہ کو فتح پور میں چھوڑا ہے اور قطع نظر اسکے اگر بادشاہی فوج ہی تو وہ ہاتھی جو ہمیشہ ہمرکاب رہتے ہیں کہاں ہیں سبحان قلی نے جواب دیا کہ تقریباً دو کوس کے عرصہ میں ہاتھی چار سو کوس کا فاصلہ کیونکر طے کر سکتے تھے یہ سُنکر میرزا نے فوراً اپنی فوج کو ترتیب دیکر مقابلہ کا سامان کیا اور اختیار الملک کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ خان اعظم کے مقابلہ پر بھیجا تاکہ اُسکو قلعہ سے باہر نکلنے دے اکبر کی فوج نے بھی دریا سے عبور کیا مرزا نے سبقت کر کے ڈیڑھ ہزار مغل جو سب خانی کا خطاب رکھتے تھے اور بڑی بڑی جاگیروں اور منصبوں کے امیدوار تھے ساتھ لیکر بادشاہی فوج کے ہراول محمد قلی خان اور ترخان پر حملہ کر کے سامنے سے ہٹا دیا اور حبشیوں اور پٹھانوں کے سردار یعنی خان پر جو میسرہ کی فوج میں تھا حملہ کیا دونوں طرف کے بہادروں نے بڑی بڑی دلیریاں کیں اس وقت یا معین اکبر کے ورد زبان تھا جب اکبر نے ہراول کو کم زور دیکھا تو خود بھی انمیں شامل ہو گیا اور مخالفوں کی فوج کو متواتر حملہ کر کے درہم برہم کر دیا سیف خان کو کہ اپنی جماعت کو لیکر غنیم کی فوج کے اندر گھس گیا انمیں سے ایک شخص بھی زندہ نہ پھرا محمد حسین مرزا نے اپنی کوشش میں کچھ قصور نہ کیا لیکن تقدیر سے مجبور تھا گھوڑا اُسکا زخمی ہو کر میدان سے بھاگا اتفاقاً ایک گھوڑا پیر سامنے آگیا مرزا نے یہ قصد کیا کہ گھوڑے کو کود کر اُس پر چھلانگ جاوے مگر یہ ممکن نہ ہوا اور اُسی حال میں مرزا بھی گھوڑے سے زمین پر گر پڑا گدائے علی نامے ایک شخص اُسکے تعاقب میں تھا فی الحال مرزا کو گرفتار کر کے اکبر کے روبرو حاضر کیا اکبر نے بڑی ملایمت کے ساتھ کچھ اُسپر عتاب کر کے راے سنگھ کے سپرد کیا وزیر خان نے بھی مرزا کی کو کار ما ہو کر اپنے مقابلہ کے گجراتیوں اور حبشیوں کو پس پا کر دیا اسی طرح خان کلان نے شیر خان فولادی کے ٹیوں کو مغلوب کیا اسکے بعد سب مخالفوں کے پانوں اکھڑ گئے اور میدان غنیم کی فوج سے خالی ہو گیا اس فتح کے بعد اکبر ایک ٹیلہ پر چڑھ کر مخالفوں کا حال تحقیق کر رہا تھا کہ یکایک اختیار الملک گجراتی جو پانچ ہزار سواروں کی جمعیت سے خان اعظم کا راستہ روکے ہوے تھا فتح و شکست کی خبر سُنکر مقابلہ کے لیے آیا اُسکو دیکھتے ہی تمام اکبر کی فوج میں اضطراب عظیم پیدا ہو گیا اکبر نے اور اُسکی تمام فوج نے یا معین کا شور مچا دیا اور مخالفوں پر تیر برسانے شروع کیے بعد ازاں چند سرداروں نے حملہ کر کے بڑے بڑے کارنمایاں کیے منجملہ اُنکے حسین خان نے بھی اُس روز بڑا کام کیا اکبر نے اپنی شمشیر بالی خاص جو ساری تلواروں میں عمدہ تھی اُس وقت اُسکو عنایت کی اختیار الملک بے اختیار بگٹٹ گھوڑا پھینکے چلا آتا تھا اتفاقاً اُسکا گھوڑا بھی کہیں تھوڑوں کے پیروں میں جا پھنسا اس کشمکش میں اختیار الملک گھوڑے سے گر پڑا شہراب بیگ ترکمان نے جو اُسکا پیچھا کیے ہوے

چلا آتا تھا فوراً اُسکو پکڑ لیا اختیار الملک نے کہا کہ اے جوان تو ترکمان معلوم ہوتا ہے اور ترکمانوں کو حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے نہایت خلوص ہوتا ہے میں سید بخاری ہوں میری جان پر رحم کر سہراب بیگ نے جواب دیا کہ میں تجکو پہچانتا ہوں تو اختیار الملک ہے یہ کہکر اُسکے سر کو جدا کیا اس اثنا میں گھوڑا اُسکا کوئی اور لے اڑا سہراب بیگ نے وہ سر لاکر اکبر کے حضور میں پیش کیا اکبر نے اُسکے عوض میں اُسکے ساتھ بڑی رعایت کی اُس معرکہ میں قریب ہزار سرون کے میدان میں پڑے ہوے تھے اکبر نے اُنکو جمع کرکے ایک منارہ بنوایا تاکہ سب کو عبرت حاصل ہو بعد فتح اختیار الملک کی لڑائی گرم تھی رائے سنگھ کے آدمیون نے محمد حسین میرزا کو ہاتھی سے اُتار کر قتل کر ڈالا اسی حال میں خان اعظم قلعہ سے نکل کر ملازمت میں حاضر ہوا اکبر اُس سے بغلگیر ہوکر ملا اور بڑی مہربانی سے اُسکی مزاج پرسی کی پانچ روز اعتماد خان کی منزل میں توقف کیا بعد ازان قطب الدین محمد خان کو مع اُسکے بیٹے نورنگ خان کے بہروچ اور خانپانیر کی طرف شاہ مرزا کے مقابلہ کے لیے بھیجا اور خان کلان کو حکومت پٹن اور وزیر خان کو دولقہ اور ڈنڈوقہ کی طرف نامزد کیا اور بخشکر خان بخشی کو ایدر کے راستہ سے آگرہ اور فتح پور کی طرف روانہ کیا سولھوین جمادی الاول کو اکبر نے احمد آباد سے کوچ کرکے محمود آباد میں جو سلطان محمود گجراتی کے متعلقات میں سے تھا منزل کی اور وہان سے خان اعظم وغیرہ تمام گجرات کے امیرون کو اُس طرف رخصت کیا اور میرزا غیاث الدین قزوینی بخشی کو اصف خان کا خطاب اور دیوانی اور بخشیگری گجرات کی عنایت کی تیسری جمادی الثانی کو اکبر احمد میں داخل ہوا اور سانکنیر کی منزل سے راجہ ٹوڈرمل کو جو آگرہ میں سررشتہ انتظام کے واسطے رہ گیا تھا گجرات کی جمع کی تحقیقات کے واسطے روانہ کیا ساتوین جمادی الآخر کو آگرہ میں داخل ہوا کل آمد و رفت اس سفر کی ڈیڑھ مہینہ میں تمام ہوئی اسی مہینہ کی پچیسوین تاریخ کو شاہزادون کے ختنے ہوے اور بائیسوین ماہ رجب کو شاہزادہ سلطان سلیم کو مولانا میر کلان محدث ہروی کے پاس پڑھنے کے لیے بٹھایا مولانا موصوف کو میر جمال الدین محدث کے شاگرد تھے اسی سال میں مظفر خان کو جسکے پاس سارنگ پور کی حکومت تھی بلاکر وزیر مطلق مقرر کیا اور جملۃ الملکی کا خطاب اور اُسکے القاب میں بڑھا دیا اور شیخ محمد بخاری جو پٹن کی لڑائی میں مارے گئے تھے اور سیف خان جو احمد آباد کی اخیر لڑائی میں کام آئے تھے اُن دونون کا قرض قریب ایک لاکھ روپیہ کے تھا وہ سب اکبر نے اپنے خزانہ سے ادا کیا اسی سال میں اکبر نے راجہ ٹوڈرمل کو ایک تلوار عنایت کی اور بخشکر خان بخشی کے ساتھ جسکو وہ گشت عوام الناس شیر خان کہتے تھے فتح بنگالہ کے اہتمام کے لیے منعم خان خانخانان کے پاس بھیجا اور شہر اللہ کو لاہور کی شہباز خانی کا خطاب عنایت کرکے میر بخشی کیا اور یہ سبب اُسکی مہم کا مقرر ہوا کہ بیمن عنایات صاحبقرانی خواجہ سید شہباز خانی ۹۰ اسی سال میں میر محسن ہروی جو دکن کے ملکون کو بطور رسالت کے گیا تھا خلعت لائق

وہان کے حاکموں سے دربار میں لایا اسی سال کی سولھویں شوال کو نگالہ کی تسخیر پر حضرت خواجہ سے استمداد کے لیے اکبر اجمیر روانہ ہوا موضع دائر میں جو فتح پور سے چار کوس پر ہے خواجہ عبد الشہید نبیرۂ خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے اکبر سے ملاقات کر کے مرزا شرف الدین حسین کی غلامی کی درخواست کی اکبر نے اگرچہ انکی بظاہر بہت تواضع اور تعظیم کی مگر یہ درخواست منظور نہ کی چنانچہ خواجہ مذکور آزردہ خاطر ہو کر رخصت ہو گئے جب اجمیر سات کوس رہی تو وہان سے اکبر پیادہ پا ہو گیا بارھویں ذی قعدہ کو اُس مزار متبرکہ کی زیارت سے مشرف ہوا اسی مہینہ کی سترھویں تاریخ کو نوروز کا دن تھا اس روز کی اکبر ہمیشہ تعظیم کیا کرتا تھا چنانچہ بمقتضائے سابق اُس روز ایک جشن عالی ترتیب دیا اور بقدر ایک لاکھ روپیہ کے حضار مجلس کو تقسیم کیا تیسویں تاریخ وہان سے آگرہ کی طرف قصد کیا اور وہان پہونچکر نگالہ کی مہم کے سامان میں مصروف ہوا اور بہت سی کشتیاں تیار کرائیں انمیں سے شیر مدار نہنگ سرد و کشتیاں بڑی وسیع تھیں اسی سال کے آخر ماہ ذی الحجہ میں مصنف صاحب حسین خان کی صحبت ترک کر کے بدایوں سے آگرہ میں آکر جمال خان قورچی اور حکیم علی الملک کے وسیلہ سے اکبر کی ملازمت میں حاضر ہوے چونکہ اُن دنوں میں اکبر کے دربار میں اہل علم کی بہت قدر تھی اس سبب سے فوراً اکبر نے انکو اپنے مصاحبوں میں داخل کر کے بڑے بڑے عالموں سے مباحثہ کرایا اور بذات خود غالب مغلوبی تمیز کرتا تھا لیکن مصنف صاحب اپنے ذہن کی تیزی اور طبیعت کی قوت سے سب پر غالب رہے اول ہی ملاقات میں اکبر نے مصنف صاحب کی تعریف کر کے یہ کہا تھا کہ یہ فاضل بدایونی حاجی ابراہیم سرہندی کی سرکوبی کریگا اسلیے اکبر کا دلی منشا یہ تھا کہ مصنف صاحب حاجی ابراہیم کو مناظرہ کے وقت الزام دیں چنانچہ یہی ہوا اور مصنف صاحب نے اکثر اسکو ملزم کیا شیخ عبد النبی صدر کو مصنف صاحب سے یہ رنج تھا کہ انھوں نے اُس سے توسل نہ کیا تھا اب کچھ تنگی میں بھی ہمیشہ اُس سے مقابلہ ہونے لگا تو اور کدورت بڑھ گئی مگر رفتہ رفتہ آخر کو وہ کلفت دور ہو کر باہم موافقت پیدا ہو گئی انھیں دنوں میں شیخ ابو الفضل خلف شیخ مبارک ناگوری جو بڑا دانشمند اور صاحب علم تھا ملازمت میں حاضر ہوا اکبر نے اپنی عنایات گوناگون سے اُسکو ممتاز کیا اسی سال میں بڑی بڑی عمارتیں اجمیر کے رستہ میں تیار ہوئیں سبب اُسکا یہ تھا کہ چونکہ اکبر نے فرط اعتقاد سے ہر سال اجمیر کا جانا لازم کر لیا تھا اسلیے آگرہ سے اجمیر تک ہر منزل پر ایک محل تیار کرایا اور ہر ہر کوس پر ایک منارہ اور کمنوان بنوایا اور کئی لاکھ روپیہ کی لاگت جو اکبر نے اپنی مدۃ العمر میں شکار کیے تھے اُن مناروں پر بطور یادگار کے نصب کرا دیے سیل شاخ کی تاریخ اسی سال میں شہباز خان کنبو کی رائے کے بموجب داغ محلہ کی رسم جاری ہوئی اور تمام ملک میں کروری مقرر ہوے سنہ ۹۸۰ نو سو بیاسی ہجری میں صفر کی چاندرات کو نگالہ کا قصد کر کے اکبر کشتی میں سوار ہوا باعث اس

قصہ کا یہ ہوا کہ سلیمان افغان کرورانی سلیم شاہ کے وقت سے بنگالہ پر بالاستقلال متصرف تھا جب اُسکا انتقال ہوا تو اُسکا
بڑا بیٹا بایزید چند روز باپ کا قائم مقام رہا مگر چونکہ امیرون کے ساتھ اُسنے بدسلوکیان کین اس سبب سے بعضے امیرون نے
اُسکو قتل کرڈالا تب سلیمان کا چھوٹا بیٹا داؤد جو ولیعہد بھی تھا بادشاہی کا خطاب مقرر کرکے تخت نشین ہوا سلیمان
ہمیشہ بادشاہان دہلی کو عرضیان بھیجتا رہتا تھا اور دائرۂ اطاعت سے کبھی باہر نہوتا تھا داؤد نے یہ طریقہ بالکل
موقوف کردیا یہ خبر اکبر کو قلعہ سورت مین پہونچی وہان سے خانخانان منعم خان کے نام جو اُن دنون جونپور مین تھا فرمان صادر ہوا
کہ داؤد کی تنبیہ وغارت گری کرکے بہار کو تسخیر کرے چنانچہ خانخانان ایک بڑا بھاری لشکر لیکر اُس طرف متوجہ ہوا اور دو لاکھ
روپیہ نقد اور بہت سے عمدہ تحفہ داؤد سے بطور پیشکش کے لیکر صلح کرکے واپس آیا اُن دنون داؤد حاجی پور مین تھا
چند روز کے بعد لودی اُسکا امیرالامرا جس سے تمام ملک کا انتظام متعلق تھا مخالف ہوکر رہتاس کے قلعہ مین استقلال
کا دم بھرنے لگا داؤد نے قتو خان حاکم جگناتھ کے بہکانے سے بمخالفت اُسیل اُسکو گرفتار کیا اور سارا اُسکا مال اور اسباب
ضبط کرلیا لودی نے اُس حال مین بھی کہ اُسکو اپنے مرنے کا یقین تھا نصیحت سے درگذر نہ کی اور کہا کہ اگرچہ مجکو
یقین ہو کہ میرے قتل کے بعد تجکو بڑی پشیمانی ہوگی اور کچھ فائدہ نہوگا مگر مین ایک تدبیر بتاتا ہون اگر اُسپر عمل
کریگا تو معتبر ہوگا اور وہ یہ ہو کہ مین نے جو دو لاکھ روپیہ پر مغلون سے صلح کرادی ہو اُسپر ہرگز اعتماد نہ کیجیو وہ ہرگز
فقط اتنے پر صبر نہ کرینگے اسلیے مناسب ہو کہ اول تو ہی پیشدستی کیجیو کیونکہ پہلی چوٹ کرنے والا ہمیشہ سیری ہوتا ہے
داؤد نے اُسکی باتون کو غرض آمیز سمجھکر کچھ خیال نہ کیا اور فوراً اُسکو قتل کرڈالا یہ سُنکر مغلون کی ہمت اور زیادہ بڑھی
خانخانان بہت سا لشکر لیکر دوبارہ پٹنہ اور حاجی پور کی طرف متوجہ ہوا اُس وقت داؤد کو لودی کی قدر ہوئی اور
اُسکے قتل سے بہت نادم ہوا مگر اب حسرت و افسوس سے کیا فائدہ تھا جب اُسنے پٹنہ کے قلعہ کی شکست و ریخت کی
مرمت کی اور لڑائی سے پہلے ہی قلعہ مین بند ہوگیا اور چونکہ اُمرا اُسکی بدسلوکیون سے ناراض تھے اس سبب سے
سب متفرق ہوگئے اکبر نے اُس تاریخ کو کہ پہلے مذکور ہوئی مرزا یوسف خان کو لشکر کا سردار کرکے خشکی کے راستے
روانہ کیا اور شہاب الدین احمد خان کو آگرہ کی حفاظت کے لیے چھوڑکر خود دریا کے راستے سے روانہ ہوا اُس وقت
مصنف صاحب نے یہ رباعی تصنیف کی تھی ؎ شاہنشہ داد گستر دین پرور ۔ جمشید جہان ستان محمد اکبر
بنشست بموسم بجر چون اسکندر ۔ ہم بحر بفرمان وی آمد ہم بر ۔ بڑا شاہزادہ بھی اس سفر مین ہمراہ ہوا کشتیون کی
یہ کثرت تھی کہ دریا کا پانی بالکل نظر نہ آتا تھا ملاح وغیرہ جو اپنی زبانون مین گیت گاتے جاتے تھے وہ بھی بڑا مزا
دیتے تھے دن بھر کشتیون مین بیٹھکر سیر و شکار کرتے ہوے چلے جاتے تھے رات کو لنگر ہوتا تھا اور ہر طرح کی

علمی بحث اور شعر و شاعری کا تذکرہ رہتا تھا تیسوین صفر کو آلہ آباد مین جہان گنگا اور جمنا دونون آپسمین ملی ہین منزل ہوئی ہندو جوگی مذہب تناسخ کے قائل ہین دوسرے قالب مین اپنے مدعا حاصل ہونے کی امید پر اُسی جگہ طرح طرح کے عذابون سے اپنے آپ کو قتل کرتے تھے بعضے آرہ سے چیرتے تھے بعضے زبان کاٹ ڈالتے تھے بعضے اونچے اونچے درختون پر چڑھکر گنگا مین گر کر ڈوب مرتے تھے اکبر نے وہان بڑی عمارت بنوائی اور آلہ آباد اُسکا نام رکھا اس سے پہلے پیاگ اُسکا نام تھا بنارس سے شیر بیگ تواچی کو کشتی مین بٹھاکر خانخانان کے پاس روانہ کیا دوسری ربیع الثانی کو موضع بھیٹی پور سے جو توابعات جونپور سے ہے اور گنگا اور کودی ندی اس مقام پر باہم ملی ہین شاہزادہ اور اہل حرم اور صدر اور قاضیون کی کشتیون کو کودی ندی کے اوپر چڑھاکر جونپور کو روانہ کیا خود بھی دو تین منزل اُس طرف گیا تھا مگر خانخانان کی استدعا کے بموجب واپس ہوکر پھر گنگا کے راستہ سے روانہ ہوا اسی منزل مین یہ خبر پہنچی کہ سلطان محمود بکری نے انتقال کیا اور محب علی خان اُس تمام ملک پر قابض ہوگیا چھٹی ماہ مذکور کو لشکر جو خشکی کے راستہ سے آیا تھا غازی پور مین اکبر سے مل گیا اسی منزل مین اعتماد خان خواجہ سرا نے خانخانان کے پاس سے آیا اور اُسنے سارا احوال خانخانان کے لشکر کا مفصل بیان کیا اور یہ درخواست کی کہ بہت جلد اُس طرف کا قصد کرنا چاہیے ساتوین تاریخ کو سید میر کی اصفہانی جفردان نے جو خان زمان کی شکست کے بعد جونپور مین متوطن ہوگیا تھا جفر کے قواعد کے بموجب جو چند حرف نکالے اُنسے یہ شعر مرکب ہوا ؎ بزودی اکبر از بخت ہمایون ٭ برد ملک از کف دائود بیرون ٭ اتفاقاً یہی معاملہ واقع ہوا جب اکبر وہان سے مراجعت کرکے پھر جونپور مین آیا تو سید مذکور پھر ملازمت مین حاضر ہوا اور پھر فال جفر کی دیکھی اُسمین یہ شعر نکلا ؎ مژدہ فتح بنا گاہ رسید ٭ سر دائود بدرگاہ رسید ٭ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی اُس سے ملاقات کی اور یہ علم سیکھنا چاہا اُسنے منظور کیا مگر یہ کہا کہ یہ علم اہل بیت سے مخصوص ہے اور کئی شرطین اور ہین جن پر اسکا حصول موقوف ہے آخر معلوم ہوا کہ وہ شرط شیعہ مذہب کا اختیار کرنا تھی اور یہ بھی کھل گیا کہ یہ فال بھی مثل اور فالون کے محض جعلی اور اختراعی ہے اور جس شخص کو کچھ قوت ذہن کی حاصل ہو وہ اپنی طبیعت سے ایسی باتین نکال سکتا ہے چنانچہ مین نے بعد ازین بے اُسکے بتائے اس فن کو حاصل کرلیا بیسوین ربیع الثانی کو جونپور مین لشکر داخل ہوا اسی منزل مین خانخانان کی عرضی آئی اُسکا مضمون یہ تھا کہ عیسی خان نیازی جو پٹھانون کا بڑا نامی اور بہادر سردار تھا بہت سے ہاتھی اور بیشمار لشکر ساتھ لیکر پٹنہ کے قلعہ سے نکل کر مقابل ہوا اُسکو لشکر خان کے ایک غلام نے قتل کیا ہاشم خان برادر شہاب الدین احمد خان خانخانان کے

ساتھ تھا اور اسکا بیٹا محمد معصوم اکبر کے ساتھ تھا ہر روز ہاشم خان کی عرضیان جنمین وہان کی لڑائیون کا حال مندرج ہوتا تھا محمد معصوم کے وسیلے سے پیش ہوتی تھین اس سبب سے ہر روز محمد معصوم کا تقرب بڑھتا جاتا تھا چنانچہ اکبر انھین دنون مین اسکو نیابت خان کا خطاب عنایت کیا مگر آخر کو اسنے بڑی بغاوتین کی ہین اور اسکی سزا پائی ہین چنانچہ انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا دسوین جمادی الاول کو موضع رہنی مین جو توابعات بھوجپور سے ہے منزل ہوئی یہان سے اکبر نے قاسم علی خان بقال کو خانخانان کے پاس مشورہ پوچھنے کے لیے بھیجا چنانچہ وہ بہت جلد واپس آیا اکبر نے اس سے تمام وہان کے حالات دریافت کیے جب اسنے یہ پوچھا کہ حسین خان اور اسکا چھوٹا بھائی کوچک محمد خان جو خانخانان کی مدد کے لیے نیا فرد ہوے تھے انکا کیا حال ہے چنانچہ قاسم علی خان کہ حسین خان کا پہلا رنج تھا اس سبب سے اسنے جواب دیا کہ کوچک خان البتہ خدمت مین مصروف ہے مگر حسین خان نواحی کاٹمت کو لوٹتے لکھنؤ اور اودھ کے علاقہ مین پہونچا اور وہان بنجارون کو لوٹتا کھسوٹتا ہے یہ سنکر اکبر کو حسین خان سے بڑا رنج ہوا چنانچہ جب وہ اس مہم سے لوٹا تو اسنے حسین خان کو کورنش کی اجازت نہ دی آخر حسین خان نے بادشاہی ملازمت سے امید قطع کرکے شمالی پہاڑون مین ہندوون سے مقابلہ کیا اس معرکہ مین زخمی ہوا اسی حال مین آگرہ مین آکر انتقال کیا چنانچہ یہ حال بھی مجملاً آیندہ مذکور ہوگا اسی مہینے کی سولھوین تاریخ کو قریب بنج پہاڑی کے جو پٹنہ سے دو کوس ہے ہندوون کے بنائے ہوے ہین خانخانان کی منزل مین نزول واقع ہوا خانخانان نے مروارید کے طبق نوچھاورے اور بہت سے عمدہ عمدہ تحفہ نذر سے گذرانے حاجی پور کے قلعہ سے پٹنہ کے قلعہ کو بہت مدد آتی تھی اکبر نے وہان سے غرابون مین بٹھاکر تین ہزار سوار جرا پیچ سامان قلعہ گیری کے حاجی پور کے قلعہ کو روانہ کیے خان عالم کو اس فوج کا سردار کیا اور راجہ گجپتی کو جو بڑا بہادر تھا بڑی جمعیت کے ساتھ جو موروں سے بھی زیادہ تھی خان عالم کی مدد کے لیے متعین کیا ان دونون فوجون نے حاجی پور کا ہر طرف سے خشکی اور تری مین محاصرہ کیا اور لڑائی شروع کی اکبر بھی لڑائی کا تماشا دیکھنے کے لیے دریا کی طرف ایک ٹیلہ پر کھڑا ہوا لیکن چونکہ وہان سے حاجی پور دو بہت تھا اور دھوین کی کثرت تھی اس سبب سے کچھ نظر نہ آتا تھا تب اکبر نے شام کے وقت چند کارآزمودہ جوانون کو غرابون مین لڑائی کی مفصل خبر لانے کے لیے بھیجا ان لوگون نے اٹھارہ کشتیون مین جنگی سپاہی بٹھاکر انکے مقابلہ کے لیے روانہ کیے تھوڑی سی لڑائی کے بعد یہ جماعت قلیل اکبر کی دریائی فوج پر غالب آئی چنانچہ یہ لوگ خان عالم تک جا پہونچے اس طرف سے فتح خان بارہہ نے بہت پٹھان ساتھ لیکر حملہ کیا آخر قتل ہو گیا بڑی کشمکش کے بعد وہ قلعہ فتح ہوا اور بہت سے سردارون کے سر اکبر کے پاس روانہ کیے پھر وہ سر اودے کے سامنے پیش کیے گئے تاکہ اسکی عبرت بڑھے مصنف صاحب نے یہ تاریخ لکھکر پیش کی ؎ چترشہ وین بہر کشاد پٹنہ

انداخت چو سایہ بر سواد پٹنہ ۔ فی الحال رقمزد ازیں تاریخش ۔ منشی خرد فتح بلاد پٹنہ ۔ دوسرے روز اکبر پنج پہاڑی پر چڑھکر پٹنہ کے قلعہ کو بغور دیکھتا تھا اور اُسکے اطراف وجوانب کا ملاحظہ کرتا تھا اُس وقت قلعہ والوں نے توپیں مارنا شروع کیں حالانکہ وہ قلعہ وہاں سے تین کوس پر تھا مگر برابر توپوں کے گولے اکبر کے لشکر میں آتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ میں سید عبداللہ خان چوگان بیگی حاکم بیانہ اور بیجونہ کے ڈیرہ میں تھا میرے سر کے اوپر کو بھی ایک گولہ گذر گیا اور چونکہ میری کچھ دنوں کی زندگی باقی تھی اس سبب سے جان بچ رہی اگرچہ داؤد کے پاس بیس ہزار سوار اور بہت سے ہاتھی اور توپخانہ تھا مگر جاجی پور کی فتح کے بعد اُسپر ایسی ہیبت چھا گئی کہ مقابلہ کی تاب نہ رہی آخر بیسویں تاریخ شنبہ کے روز قلعہ پٹنہ کو فتح کر لیا سوا بہ اکبر کا رستہ لیا ۔ سر ہر ہندی بنگالی جسنے لودی کو قتل کرایا تھا اور بکر ماجیت اُسکا خطاب تھا خزانہ کشتی میں بھر کر لے آیا اگرچہ جرخان کرورانی نے بسکا کرن الدولہ خطاب تھا بہت سے ہاتھی ساتھ لیکر جنگل کی طرف رخ کیا بہت سے آدمی اور گھوڑے ہلاک ہو کر دریا میں ڈوب کر مر گئے کچھ قلعہ کی فصیلوں اور برجوں پر سے خندق میں گر کر مر گئے کچھ لوگ اُس کشاکش میں ہاتھیوں کے پاؤں کے نیچے کچل گئے پن پن ندی کے پل پر سے گوجرخان نے سب ہاتھیوں کو اتارا اُس ہجوم میں وہ پل ٹوٹ گیا آخر بہت سے سردار اپنے ہتھیار اور اسباب پھینک کر اُس دریا میں ڈوب مرے آخر شب میں داؤد کے بھاگنے کی خبر ملی تب اکبر شہر پٹنہ میں داخل ہوا پانچ ہاتھی وہاں غنیمت میں ہاتھ آئے یہ مصرع اس فتح کی تاریخ ہوئی ع کہ ملک سلیمان داد فتح اکبر نے خانخانان کو پٹنہ کی حراست کے لیے چھوڑا اور بذات خود گوجرخان جو داؤد کے سارے ہاتھی اپنے ساتھ لیے جاتا تھا تعاقب کیا اور پن پن کو اُتر کر دریا پور میں جو پٹنہ سے چھبیس کوس گنگا کے کنارہ پر ہے پہونچا وہاں چار سو ہاتھی نامی ہاتھ آئے گوجرخان بھاگ نکلا شہباز خان میر بخشی اور مجنون خان اُسکے تعاقب میں دریا پور سے سات کوس تک جا کر لوٹ آئے انھوں نے عرض کیا کہ گوجرخان بل بھوند ندی سے اُتر گیا اور اکثر آدمی اُسکے دریا میں ڈوب گئے اکیسویں ماہ مذکور کو خانخانان دریا کے رستہ سے دریا پور میں آیا اور سب کشتیاں اپنے ہمراہ لایا چھ روز وہاں مقام ہوا دس ہزار سوار اکبر نے اور خانخانان کے ہمراہ کیے اور اُس لشکر کی کچھ تنخواہ کا بھی اضافہ کیا اور تمام بنگالہ کی سرداری خانخانان کو حوالہ کی پھر وہاں سے لوٹ کر اکبر غیاث پور میں جو گنگا کے کنارہ ہے داخل ہوا دوسری جمادی الاول سنہ مذکور کو میر ابوالمعالی کو لشکر کی سرداری عنایت کی اور مظفر خان کو فرحت خان کے ساتھ قلعہ رہتاس کی تسخیر کے لیے نامزد کیا تاکہ اُس قلعہ کو فتح کر کے وہاں کی حراست فرحت خان کو حوالہ کرے اور خود درگاہ میں حاضر ہو اسی مہینہ کی تیسری تاریخ کو پٹنہ میں آکر اکبر نے تمام وہاں کے مہمات کا انتظام کیا اور تمام وہاں کی عمارتیں بنظر اجمالی دیکھیں وہاں کے عجائبات میں سے ایک یہ تھا کہ وہاں چھپر کے مکان تین تین ہزار اور چالیس چالیس ہزار روپیہ کی تیاری کے تیار ہوتے تھے وہاں سے

کوچ کرکے اسی مہینہ کی چھٹی تاریخ کو اکبر جونپور مین پہونچا اور جونپور اور بنارس کو خاصہ مین داخل کیا اور اسکا انتظام میرزا عبدالرضوی اور شیخ ابراہیم سیکری والہ کو سپرد کیا نوین جمادی الثانی کو جونپور سے دہلی کا قصد کیا موضع خان پور مین منزل ہوئی اسی قصبہ مین قاضی نظام بدخشی جو بدخشان اور ماوراء النہر کے بڑے عالمون سے تھا اور تصوف مین بھی اسکو بڑا دخل تھا مع فیروزہ کابلی کے جو مرزا محمد حکیم کے خاندانون مین سے اور سوائے طالب علمی کے کسی قدر فن موسیقی مین مہارت رکھتا تھا ملازمت مین حاضر ہوا دانائے بدخشی اسکے آنے کی تاریخ ہوئی اکبر نے پانچ ہزار روپیہ نقد اور ایک شمشیر مرصع قاضی نظام کو انعام مین عنایت کی رفتہ رفتہ چند روز مین اسکو قاضی خان کا خطاب عنایت کیا اور اسکے بعد غازی خان کے خطاب سے مخاطب ہوکر سہ ہزاری کے منصب سے سرفراز ہوا فیروزہ اگرچہ جوہر مین زیادہ تھا مگر روز بروز اسکے مرتبہ کو تنزل ہوتا گیا اسی منزل مین خانخانان کی عرضی آئی اسکا مضمون یہ تھا کہ داؤد پٹنہ سے بھاگ کر بہی مین گیا اور اس قلعہ کا استحکام کرکے اپنے معتبرون کے حوالہ کیا اور وہان سے خود مانڈہ کی طرف چلا گیا جب بادشاہی فوج وہان پہونچی تو اس جماعت پر رعب غالب آیا اور اس قلعہ کو توڑ کر بکھیرے خالی کرکے چلے گئے ماہ جمادی الثانی مین شیر گڈھ عرف قنوج مین اکبر نے مصنف صاحب سے مخاطب ہوکر حکم دیا کہ کتاب سنگھاسن بتیسی کو جسمین بتیس حکایتین ہین راجہ بکرماجیت حاکم مالوہ کے احوال سے آخر تک طوطی نامہ کی طرح ترجمہ کرکے نظم و نثر سے مرتب کرو اور آج ہی کا ترجمہ شروع کرکے ایک ورق پیش کرو اور ایک برہمن کو مقرر کیا تاکہ اسکا مطلب مصنف صاحب کو سمجھا دیا کرے چنانچہ مصنف صاحب نے اسی روز ایک ورق شروع حکایت سے ترجمہ کرکے نظر سے گذرانا اکبر نے اسکو پسند کرکے بہت تعریف کی جب وہ کتاب تمام ہوگئی تو نامہ خرد افزا اسکا تاریخی نام رکھا اور اکبر نے اسکو قبول کرکے اپنے کتب خانہ مین داخل کیا جب کرا ولی مین منزل ہوئی تو خواجہ عبید اللہ شہید رحمۃ اللہ علیہ سمرقند کے سفر کا ارادہ کرکے رخصت کے واسطے حاضر ہوے اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی مشت استخوان کو اسی ملک مین پہونچا دون بعد ازان انھون نے اکبر کی کمر مین اپنے ہاتھ سے تلوار باندھ کر دوبارہ مرزا اشرف الدین حسین سے چھٹانے کا التماس کیا مگر اکبر نے نہ مانا تب انھون نے بہت رنجیدہ ہوکر فرمایا کہ مین اور کیا کہون یہ حرکت ان نادان ملک کو بہت مضر ہے مین نے خدا سے یہی درخواست کی ہے کہ تمھاری نعمت ایمان سلب کرلے بعد ازان وہ رخصت ہوے جب سمرقند مین پہونچے فوراً انتقال ہوگیا بیسوین جمادی الثانی کو قصبہ سکندرپور مین منزل تھی وہان خبر آئی کہ داؤد مانڈہ کو بھی چھوڑ کر اڑیسہ کی طرف چلا گیا اور بے لڑے بھڑے خانخانان نے اس ملک پر بھی قبضہ کرلیا جب آگرہ مین منزل ہوئی تو وہان سے اکبر نے دہلی کی طرف قصد کیا اور جب کی چاند رات کے روز وہان داخل ہوا چند روز

وہان زیارتون مین مشغول رہا اُنھین دنون مین حسین خان بیتالی اور بھونگانون کے تربیت قصد ملازمت آیا تھا
اکبر نے اُسکو کورنش کی اجازت نہ دی اور شہباز خان میر بخشی کو حکم دیا کہ حسین خان کو اُس طناب سے جو
دولتخانہ کے گرد کھچی ہوئی ہے باہر کردے اُسوقت حسین خان نے فقیری اختیار کی اُسکے جسقدر ہاتھی اور گھوڑے اور
اونٹ اور سازوسپہ گری کا اسباب اُسکے پاس موجود تھا سب فقیرون اور مستحقون اور ہمایون کے مقبرے
مجاورون اور مدرسون اور خانقاہون مین صرف کردیا اور خود بالکل قلاش ہوگیا جب اکبر نے یہ حال سُنا تو بھر
اُسکو حسین خان پر رحم آیا اور حکم دیا کہ پرگنہ کانٹ اور کولہ اور بیتالی وغیرہ کا جو ایک کرور بیس لاکھ روپیہ کی جاگیر تھی
ایک فصل تک بدستور سابق پھر اُسکے قبضہ مین رہے اور کوئی کروری وہان دخل نہ کرنے پاوے اور جب وہان
کچھ سوار بھرتی کریگا تو اور کوئی جاگیر اُسکے لائق تجویز ہوجاویگی حسین خان کے اخراجات اور سخاوت اس درجہ کو
پہنچی ہوئی تھی کہ اُسمین دس سوار نوکر رکھنے کی بھی گنجایش نہ تھی مگر بضرورت وقع الوقت کے واسطے اپنی جاگیر کو
گیا اور وہان کچھ سامان درست کرکے کوہ شمالی کی تسخیر پر متوجہ ہوا ابتداے شعبان مین اکبر دہلی سے اجمیر کی طرف
متوجہ ہوا جب نارنول مین منزل ہوئی تو حسن قلی خان خان جہان کی تنبیہ کے لیے آیا اُنھین دنون مین
خان اعظم بھی احمد آباد سے جلد جلد کوچ کرکے ملازمت مین حاضر ہوا بعد ازان اکبر وہان سے کوچ کرکے شروع ماہ
رمضان المبارک مین اجمیر کے قریب پہونچا اور سات کوس سے پیادہ پا جاکر اُس مزار پُر انوار کی زیارت سے
مشرف ہوا اور ایک جڑی لقارہ داؤدی جو اکبر نے اُس درگاہ کے نقارخانہ کی نذر کے لیے رکھی تھی وہان
داخل کی اور بدستور سابق ہر روز اُس دونہ منورہ کی زیارت کے لیے جاتا تھا اور راتون کو وہان فقرا اور علما
اور صلحا سے صحبت رکھتا تھا وجد و سماع کی مجلسین منعقد ہوا کرتی تھین اور جو جو لوگ فن موسیقی مین بڑے
کامل تھے وہ وہان گایا کرتے تھے اور اُنکو بہت سے انعامات عطا ہوا کرتے تھے وہین سے اکبر نے طیب خان
ولد محمد طاہر خان میر عرض حاکم دہلی کو بہت بہادر سپاہیون کے ساتھ چندرسین ولد مالدیو کی تنبیہ کے لیے
جو نواحی جودھپور اور سیوانہ مین مسلمانون کو لوٹتا کھسوٹتا تھا نامزد کیا جب یہ فوج وہان پہونچی تو چندرسین کسی
بن مین جہان درخت بڑی کثرت سے تھے بھاگ گیا وسط ماہ رمضان المبارک مین اکبر نے خان اعظم کو گجرات کی
طرف رخصت کیا اور خود متواتر کوچ کرتا ہوا آخر ماہ مذکور مین فتح پور مین آیا اسی سال مین اکبر نے شاہقلی خان محرم اور جلال خان
قورچی وغیرہ بہت سے امیرون کو قلعہ سیوانہ کی تسخیر کے لیے جو مالدیو کے پوتون کے قبضہ مین تھا روانہ کیا وہان کی
لڑائی مین جلال خان جسکے مزاج مین ظرافت بہت تھی اور اسی وجہ سے اکبر کے مزاج مین اُسکو بہت دخل ہوا تھا

شہید ہوا بعد ازاں شہباز خان کنبو نے جاکر چند روز میں اس قلعہ کو فتح کیا اسی سال میں اکبر نے میر گیسو سے بکاول کو قلعہ کنبایت کی طرف روانہ کیا تاکہ اس قلعہ کا بندوبست کرے اور سلطان محمود بکری کے مال کی تحقیقات کرے اسی سال میں گجرات میں بڑی وبا آئی اور قحط بھی اس شدت کا ہوا کہ ایک من جوار ایک سو بیس ٹنکہ کو ملتی تھی ان مصیبتوں میں بہت خلق تباہ ہوئی اسی سال میں خواجہ مینا وزیر نے جسکا خواجہ جہان خطاب تھا پٹنہ سے لشکر کے لوٹتے وقت لکھنو میں انتقال کیا جس زمانہ میں کسکا مرتبہ بڑے عروج پر تھا انھیں دنوں میں صبوحی شاعر نے اسکے باب میں یہ رباعی لکھی تھی ؎

براہل خرد سکندر وقتست ۔ یاجوج گرگ نیند صف لشکرتست ۔ دور قوآثار قیامت پیداست ۔ دجال توئی خواجہ مینا خرتست ۔ اگرچہ خواجہ مینا اپنی ذات سے نہایت بخیل تھا یہاں تک کہ رات کا پکا ہوا کھانا باسی صبح کو کھایا کرتا تھا لیکن لوگوں کی حاجت روائیوں میں بے نظیر تھا جب اسکو کسی کی پرورش منظور ہوتی تھی تو کسی قدر روپیہ اس سے بطور رشوت کے لیتا تھا بعد ازاں اکبر سے اسکی تقریب کرکے جاگیر اور نقارہ اور منصب و خطاب دلوا دیتا تھا اور تمام خراسان اور عراق اور ماوراء النہر کے علما خواجہ مینا کے پاس آتے تھے اور وہ انکو بادشاہ سے بہت سا روپیہ لادیا کرتا تھا اور انکی سعی سے اور امرا بھی بہت کچھ دیا کرتے تھے چنانچہ حافظ تاشکندی شاگرد ملا عصام الدین ابراہیم اسفرائینی کو جو عربیت میں بڑے کامل تھے اور سورۂ محمد پر انھوں نے ایک تفسیر لکھی ہے اس سے انکے علم کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے خواجہ مذکور نے تین چالیس ہزار روپیہ اکبر سے اور اور امرا سے دلوا دیے چنانچہ وہ بڑے سامان سے منعم خان خانخانان کے پاس گئے اور پھر بڑے زر دار ہو کر ۹۷۸ نو سو ستتر میں سفر حج کو تشریف لے گئے اور وہاں سے اپنے وطن میں جاکر انتقال کیا اس زمانہ کے مضحکات میں سے ایک یہ ہے کہ حاجی ابراہیم سرہندی اکبر کی مجلس میں علما سے بحث میں بہت سا مکابرہ اور مجادلہ کیا کرتا تھا اور طرح طرح کے مغالطہ دیا کرتا تھا جب حافظ مذکور نے تفسیر اپنی اکبر کے حضور میں پیش کی تو حاجی ابراہیم نے میر دامغلس سے جو علوم عقلیہ میں بڑا کامل تھا پوچھا کہ موسیٰ کیا صیغہ ہے اور کس کلمہ سے مشتق ہے اتفاقاً اسوقت مزاندکور سے جواب مناسب نہ دیا گیا اس وجہ سے عوام کو یقین ہو گیا کہ حاجی ابراہیم علم میں سب پر غالب ہے مگر یہ بڑی بے انصافی کا تھا لوگوں نے قاضی زادہ شکر سے جو متھرا کا قاضی تھا پوچھا کہ تم بحث میں کیوں نہیں شریک ہوا کرتے انھوں نے جواب دیا کہ اگر حاجی ابراہیم نے مجھسے عیسیٰ کا صیغہ پوچھا تو میں کیا جواب دونگا یہ لطیفہ اسنے نہایت بلیغ کہا اسی سال میں اکبر کو آبادی ملک اور ترقی زراعت کی طرف زیادہ توجہ ہوئی تمام رقبہ پرگنات کانگڑی اور تری اور شہر زور جنگل اور پہاڑ اور دریا کو پیمایش کیا اور اسقدر زمین کو جسکے فرروعہ ہونے کے بعد ایک کرور تنکہ محاصل کا حاصل ہوا اسکے ایک کروری مقرر کیا اور اسکو یہ تاکید کی کہ تین برس کے عرصہ میں تمام زمین غیر فرروعہ کو فرروعہ کردے

اور ہر ایک کروری سے اُسکے علاقہ کی محاصل کی ضمانت لی اول فتح پور سے پیمایش شروع ہوئی ایک کروڑ اول کا آدم پور اور دوسرے کا شیث پور اور ایوب پور پیغمبروں کے نام کی ترتیب سے نام رکھے یہ سارے معاملات رفاہیت رعایا کیلیے مقرر کیے تھے مگر معاملہ برعکس ہوگیا یعنی تمام ولایت کروریوں کے ظلم سے ویران ہوگئی اور سب لوگ اپنے جورو بچہ سمیت اِدھر اُدھر بھاگ گئے اور زر جمع کے وصول مین بڑی دقت ہونے لگی راجہ ٹوڈرمل نے کروریوں سے بڑی سختی سے محاسبہ لیا چنانچہ بڑے بڑے عمدہ عمدہ آدمیوں پر حساب کے وقت بہت سی مار پڑی اور شکنجہ مین کھینچے گئے اور کچھ لوگ دیوانخانہ کچہری مین قید ہوگئے اور اُنپر یہ شدتین ہوئین کہ سب اُسی مصیبت مین مرگئے آخر اُنکو گور و کفن بھی نہ ملا اور چونکہ تمام ملک سوائے بعضے پرگنون کے جو خالصہ مقرر کیے گئے تھے امیرون کی جاگیرون مین تقسیم تھا اور افلاق و فجور اور طرح طرح کے اسراف بیجا مین بہت سا روپیہ صرف کرتے تھے سپاہ نوکر رکھنے کی گنجایش نہوتی تھی جب کبھی لڑائی کا موقع ہوتا تھا چند غلام اور شاگرد پیشہ ساتھ لیکر معرکہ مین حاضر ہوجاتے تھے سپاہی کارآزمودہ کہین میسر آتا تھا اسلیے شہباز خان نے جو میر بخشی تھا رسم داغ و محلہ کی جو ضابطہ سلطان علاءالدین خلجی کا ہے اور بعد ازان شیر شاہ کے زمانہ مین بھی یہی طریقہ جاری رہا از سر نو جاری کیا کہ اول اُمرا کو منصب بیشتی کا عنایت ہو جب وہ موافق اپنے منصب کے بیس سوار بھرتی کرکے ملاحظہ سے گذرانے اور اُسکی لیاقت کے موافق اور زیادہ ترقی منظور ہو تو اُسوقت اُسکو منصب صدی عنایت ہو تب اُسپر لازم ہوگا کہ سپاہی اور گھوڑا اور اونٹ اور ہاتھی وغیرہ سب سامان ہموافق اپنے مرتبہ کے بہم پہنچاوے جب یہ سب سامان اُسکے پاس خاطرخواہ مہیا ہوجاوے تب منصب ہزاری اور دو ہزاری کا پہنچ ہزاری تک مرحمت ہو اور اگر وہ موافق اپنے منصب کے سامان مہیا نہ کرے تو پھر اُسکا تنزل کردیا جاوے جب یہ ضابطے مقرر ہوے تب امیرون نے یہ تدبیر شروع کی کہ منصب لینے کے لیے اپنے غلامون اور چیلے بارگیرون کو سپاہیون کا لباس پہناکر پیش کردیتے تھے اور جب خاطرخواہ جاگیر لے لیتے تھے تو بارگیرون کو رخصت کرتے تھے جب پھر ضرورت ہوتی تھی تو پھر کچھ بھیڑ بھاڑ اکٹھی کرلیتے تھے غرض بیچارہ سپاہیون کی کسی طرح قدر نہوئی دُھینے اور جولاہے اور بڑھئی اور بنیے گھوڑا اور سامان کرایہ کا لاکر منصب پاتے تھے اور کروڑی احدی یا داخلی وغیرہ ہوجاتے تھے بعد ازان اُس گھوڑے اور سامان کا پتا نہ ہوتا تھا اکثر اکبر نے دیوانخانہ خاص مین اپنے سامنے سپاہیون کو مع تمام سامان اور لباس کے ہاتھ پانون باندھ کر ترازو مین وزن کرایا ہے بعد ازان معلوم ہوا ہے کہ وہ سب سامان اُسکا کرایہ کا ہوتا تھا خود اکبر اپنی زبان سے کہا کرتا تھا کہ ہم ان سب لوگون کا حال بخوبی جانتے ہین اور عمداً اُنکے ساتھ سلوک کرتے ہین بعد چند روز کے اکبر نے احدی دو اسپہ اور یک اسپہ

بلکہ نیم سپہ بھی مقرر کیے کہ دو دو سواروں میں ایک گھوڑا مقرر ہوا چہ روپیہ ماہواری جو گھوڑے کے خرچ کی ہوتی تھی اُن میں سے تین تین روپیہ پڑ گئے مگر باایں ہمہ اکبر کا اقبال ایسا تھا کہ جہاں کہیں غنیم تھے سب نیست نابود ہو گئے چنداں سپاہیوں کی احتیاج نہ رہی اسی سال میں اکبر نے منعم خان خانخانان اور راجہ ٹوڈرمل کو داؤد کے تعاقب میں اوڑیسہ کی طرف اور مجنون خان قاقشال کو گھوڑا گھاٹ کی طرف بھیجا خانخانان اور منعم خان نے گنگ بنارس کا قصد کیا اسلیے کہ داؤد نے ٹانڈہ سے بھاگ کر وہاں کے قلعہ میں پناہ لی تھی امد مجنون خان نے اول گھوڑا گھاٹ میں سلیمان منگلی وہاں کے جاگیردار سے جو بڑا بہادر تھا اور جمعیت بھی اُسکے پاس حد سے زیادہ تھی مقابلہ کیا بہت سی لڑائی کے بعد سلیمان قتل ہوا اور اسقدر مال غنیمت قاقشالوں کے ہاتھ آیا کہ اُسکا اُٹھانا دشوار ہوا تمام اہل وعیال پٹھانوں کے قید ہو گئے مجنون خان نے سلیمان منگلی کی دختر سے اپنے بیٹے جہاری کا نکاح کیا دوبارہ مجنون خان کے جلال الدین سور کی اولاد سے جو ایک زمانہ میں اُس ملک میں صاحب سکہ وخطبہ ہو گیا ہے حدود گھوڑا گھاٹ میں لڑائی ہوئی تمام زمیندار اُس ملک کے مخالفوں سے متفق ہو گئے چنانچہ کچھ لڑائی کے بعد مجنون خان کو شکست ہوئی مخالفوں نے ٹانڈہ کی حد تک اُسکا تعاقب کیا بعد ازاں قلعہ گور پر قبضہ کر لیا معین الدین احمد خان فرمخدومی اور مجنون خان نے ٹانڈہ کی حرکت کی اور خانخانان کی فتح کے منتظر تھے آخر چند روز کے بعد یہ خبر آئی کہ داؤد خانخانان کے مقابلہ سے بھاگ گیا اور خانخانان مظفر اور منصور ہو کر اب اس ملک کی طرف متوجہ ہوا ہے یہ خبر سنتے ہی سب پٹھان جنگلوں میں بھاگ گئے راجہ ٹوڈرمل محمد قلی خان برلاس اور محمد قلی خان تو تیائی اور مظفر مغول کو ساتھ لیکر داؤد کے تعاقب میں متواتر کوچ کرتا ہوا گنگا پار اٹپارہ کی حد تک جو بنگالہ کے متعلقات میں سے ہے پہونچا داؤد نے وہاں سے دس کوس آگے رین کساری نامے ایک مقام میں بہت سی جمعیت اکٹھی کی اور وہر پور کے قلعہ میں اُسنے پناہ لی اسی اثنا میں داؤد کا چچازاد بھائی جنید جو جرات اور شجاعت میں مشہور تھا اور پہلے اکبر کی خدمت میں بھی رہ چکا تھا اور بعد ازاں آگرہ سے بھاگ کر گجرات کو گیا تھا اور پھر گجرات سے بنگالہ کو بھاگ کر جا رہا تھا کہ حوالی رین کساری میں داؤد سے جا ملے راجہ ٹوڈرمل نے مرزا ابوالقاسم کوسالہ کو جسکا تمکین لقب ہے نظیر بہادر کے ساتھ اُسکے مقابلہ کے لیے بھیجا یہ دونوں شکست کھا کر راجہ کے پاس بھاگ آئے تب راجہ خود اُسکے مقابلہ کے لیے گیا اُسوقت جنید نے مقابلہ سے بھاگ کر جنگل میں پناہ لی اور وہاں سے بدن پور میں جا کر چند روز توقف کیا اُسی مقام پر محمد قلی خان برلاس نے بیمار ہو کر انتقال کیا اسی وجہ سے بادشاہی لشکر میں بڑا فتور پڑ گیا سب لوگ میدانی پور سے لوٹ کر مدارن میں آئے وہاں سے قباخان گنگ بے سبب بدخبر ہو کر ایک جنگل کو چلا گیا راجہ ٹوڈرمل نے

یہ ساری کیفیت خانخانان کو لکھی تب خانخانان نے شاہم خان جلایر اور شکر خان بخشی کو جسے عسکر خان اور بعد زان
استر خان بھی کہنے لگے تھے اور سوائے اُنکے اور امیرون کو راجہ کی مدد کے لیے بھیجا چنانچہ یہ لوگ بردوان مین راجہ سے
جا ملے راجہ امیرون کو اُسی منزل مین چھوڑ کر تنہا قباخان کے پاس گیا اور اُسکی تسلی اور دلاسا کر کے لوٹا لایا پھر
وہان سے کوچ کر کے مدارن کے راستہ سے جھورن مین گئے برچھین مین یہ خبر آئی کہ داؤد نے اپنے اہل و عیال کو
کٹک بنارس مین چھوڑ دیا اور خود لڑائی کا سامان تیار کر رہا ہے یہ سُنکر خانخانان بھی راجہ سے جا ملا پٹھانون نے
اپنے لشکر کے گرد خندق کھود کر قلعہ سا بنا لیا بیسوین ذی قعدہ ۹۸۴ھ نوسو بیاسی کو نواحی بجھورہ مین بڑی بھاری لڑائی
ہوئی شروع لڑائی مین داؤد کے ہاتھیون نے جو بڑے مست تھے خانخانان کے لشکر پر حملہ کیا اُسوقت خانخانان نے حکم دیا
کہ زنبورکین اور توپین جو گاڑیون پر رکھی ہوئی تھین صفون کے آگے چھوڑنا شروع کرین چنانچہ اُنکے چھوڑتے ہی ہاتھی
روگردان ہوے اور بہت سے پٹھان گولیون کی ضرب سے مارے گئے اسی اثنا مین گوجر خان نے جو داؤد کے
لشکر کا ہراول تھا خان عالم اور خواجہ عبداللہ اور کمبک خان اور سید عبداللہ چوگان بیگی اور مرزا علی عالم شاہی پر جو خانخانان کے
لشکر کے ہراول تھے حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ مین اُنکو پس پا کر کے قباخان گنگ کے لشکر کا نبک ہتھا دیا اس معرکہ مین خان عالم
بڑی بہادری کر کے مارا گیا اور اُسکی فوج نے درہم برہم ہو کر اُس غول مین جہان خانخانان مع اور امیرون کے تھا
پناہ لی تھوڑی دیر کے بعد خانخانان کی فوج مین بھی تزلزل پڑا ہر چند خانخانان نے بندوبست کیا مگر لوگون کے
پانؤن اکھڑ گئے تھے کچھ انتظام نہ ہو سکا یکایک گوجر خان حملہ کر کے خانخانان تک جا پہونچا اُسوقت خانخانان کے پاس
تلوار بھی نہ تھی گوجر خان تلوارین مارتا تھا اور خانخانان اُسکے جواب مین کڑے مارتا تھا اسی حال مین خانخانان کے گھوڑے نے
ہاتھیون سے ڈر کر بدکنا شروع کیا اُسوقت خانخانان معرکہ مین قائم نہ رہ سکا اور بھاگے ہوے آدمیون کو جمع کرنے کے
بہانہ سے کئی کوس تک بھاگا پٹھانون نے بہت دور تک اُسکا تعاقب کیا پھر قباخان گنگ وغیرہ کئی امیرون نے
پٹھانون کی فوج پر تیرون کا مینھ برسا دیا آخر یہ نوبت پہونچی کہ فریقین مین حرکت کی بھی قوت نہ رہی گوجر خان جو
خانخانان کے تعاقب مین گھوڑا بھگائے ہوے چلا جاتا تھا ناگہان اُسکے ایک ایسا تیر لگا کہ جسکے صدمہ سے
گھوڑے پر سے گر کر مر گیا یہ حال دیکھکر اُسکے لشکر والے بدحواس ہو کر بھاگے اور بھاگتے وقت بہت سے
مارے گئے جب خانخانان نے گوجر خان کے مارے جانے کی خبر سُنی تو اُسنے گھوڑا پھیر کر پھر میدان کا قصد کیا
اور مخالفون پر تیرون کی بوچھار کی راجہ ٹوڈرمل اور شکر خان وغیرہ نے جو بادشاہی لشکر کی سینہ فوج مین تھے
غنیم کی میسرہ فوج پر جسکا سردار اسمعیل خان آبدار ملقب بہ خانخانان تھا حملہ کیا اسی طرح شاہم خان

جلایر اور پایندہ محمد خان مغل وغیرہ اور سرداروں نے جو بادشاہی فوج کی میسرہ فوج میں تھے پٹھانوں کی ہمینہ فوج پر جسکا سردار خان جہان حاکم اُڑیسہ تھا یورش کی اور ہر طرف سے مخالفوں کو بھگا کر اُس غنیم پر جہاں داؤد تھا جا پڑے تب اُس غنیم میں بھی پریشانی پڑی تمام جنگی ہاتھی تیروں کے زخموں سے چرچرے ہو گئے جب اُودنے دور سے خانخاناں کے لشکر کا علم دیکھا اور گوجر خان کے مارے جانے کی خبر سُنی بدحواس ہو کر میدان سے بھاگا تمام اُسکے بڑے بڑے نامی ہاتھی برباد ہو گئے خانخاناں نے اُس منزل میں چند روز توقف کر کے اپنے اور تمام فوج کے زخمیوں کا علاج کیا لشکر خان کے زخم بہت کاری آئے تھے اُنکے صدمہ سے مر گیا داؤد وہاں سے بھاگ کر کٹک بنارس میں گیا خانخاناں نے اُس کل سے راجہ کو شاہم خان جلایر اور قباخان اور سعید عبداللہ خان اور محمد قلی خان قوتیائی اور سعید خان بخشی کے ساتھ داؤد کے تعاقب میں روانہ کیا اور اقرار کیا کہ میں زخمیوں کی صحت کے بعد تُجھسے آکر ملتا ہوں جب یہ فوج کلکل گھاٹی میں پہونچی داؤد نے گنگ بنارس کے قلعہ کو مستحکم کیا اور سب پٹھانوں نے مرنے پر آمادہ ہو کر پھر لڑائی پر کمر باندھی خانخاناں بھی یہ خبر سُنکر کٹک بنارس میں پہونچا مہندوی ندی کے کنارہ منزل کی اور وہاں سے صلح کی گفتگو شروع کی دو روز تک اِس بحث میں دو بدل رہا آخر بعد اُسکے یہ قرار پایا کہ داؤد خانخاناں سے آکر ملاقات کرے اور صلح کے عہد و پیمان کے بعد بہت سا ملک بنگالہ کا داؤد کے پاس چھوڑ دیا جاوے چنانچہ ایک روز مقرر کر کے خانخاناں نے بہت سے جلو اور سامان سے اپنی مجلس کو آراستہ کیا اور جشن بادشاہانہ ترتیب دیا ہر امیر نے اپنے اپنے منصب پر وضع مناسب کے ساتھ قیام کیا تمام فوج سراپردہ کے دروازہ پر بڑی شان و شوکت سے دو رویہ صفیں باندھ کر کھڑی ہوئی اُس طرف سے داؤد بھی بڑے تجمل کے ساتھ سب پٹھانوں کے سرداروں کو ساتھ لیکر آیا اور دیوانخانہ کی طرف متوجہ ہوا خانخاناں بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ وسط سراپردہ تک تعظیم کے لیے آیا داؤد نے ملتے وقت تلوار اپنی کمر سے کھول کر خانخاناں کے سامنے رکھدی اور کہا کہ جب تُجھسے عزیزوں کو زخم اور آزار پہونچے تو میں اپنی سپاہی گری سے بیزار ہوں خانخاناں نے وہ تلوار اُٹھا کر ایک اپنے خدمتگار کے حوالہ کی اور داؤد کا ہاتھ پکڑ کر اپنے تکیہ کے پہلو میں بٹھایا اور بڑی نوازشوں کے ساتھ مشفقانہ اُس سے گفتگو کی پھر دسترخوان سامنے آیا خانخاناں عمدہ عمدہ کھانے بڑے امیروں سے داؤد کو کھلاتا تھا اس جلسہ سے فارغ ہونے کے بعد صلح کی گفتگو میں شروع ہوئیں اور ایک عہدنامہ لکھا گیا خانخاناں نے ایک تلوار جسکا سب سامان مرصع تھا اپنی سرکار سے منگا کر داؤد کی کمر پر باندھی اور کہا کہ آپ نے طریقہ دلخواہی اختیار کیا ہے تو یہ تلوار بادشاہ کی طرف سے تمکو دیجاتی ہے ولایت بنگالہ کی نسبت جیسا میں التماس کرونگا ویسا ہی فرمان تمھارے نام آجائیگا اور بہت سے تحفہ عمدہ داؤد کو دیکر رخصت کیا وہ جلسہ بڑی شگفتگی سے

تمام ہوا سنہ ۹۸۰ نوسو اسی کو خانخانان ٹانڈہ مین آیا اور وہان سے بذریعہ عرضی کے بیارا جا اکبر کے حضور مین عرض کیا اکبر نے نصب استدعا کے اسکے ایک فرمان مع خلعت فاخرہ اور شمشیر مرصع اور گھوڑے مع زین ولگام کے بھیجدیا اور مہم بنگالہ کا بالکل اسکی رائے پر چھوڑ دیا اسی سال کی سولھوین جمادی الثانی کو سبحان شیخ داؤد جنتی والے نے انتقال کیا اور شیخ داؤد ولی اُنکی وفات کی تاریخ ہوئی اور مصنف صاحب نے کمالات دینگاہ تاریخ کہا وہی تعداد سنہ ۹۸۰ نوسو اسی مین جب اکبر فتح پور سے لوٹ کر آیا تو اُسنے فتح پور مین خانقاہ جدید کے نزدیک ایک عبادت خانہ جسمین چار ایوان تھے بنوایا اُنھین دنون مین شیخ ابوالفضل نے شیخ مبارک ناگوری سے جسکو علامی کہتے ہین اور بیدانسا دبیدنسی کا اُس زمانہ مین اُسی نے برپا کیا تھا اکبر کی ملازمت حاصل کی اور ایک تفسیر آیۃ الکرسی کی جسمین نکات قرآنی بہت درج تھے اور مشہور ہے کہ اُسکے والد کی تصنیف تھی پیش کی اکبر نے اسکو بہت پسند کیا اور تفسیر اکبری اُسکی تاریخ ہوئی اکبر کو یہ شخص سب مولویون کی سرکوبی کے لیے جو نخوت و تکبر مین فرعون سے بڑھ کر دماغ رکھتے تھے خوب خاطر خواہ مل گیا ابوالفضل کو سارے علما سے اسوجہ سے زیادہ مخالفت تھی کہ جب اکبر کے دربار مین اہل بدعت کی بہت سی راہ گیر ہوئی اور اکثر اس قسم کے لوگ قتل ہونے لگے تو سب علما نے مثل میر حبشی اور شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک وغیرہ کے متفق اللفظ یہ بیان کیا کہ شیخ مبارک مہدوی بھی اہل بدعت مین سے ہے اور بڑا گمراہ ہے اور لوگون کو بھی گمراہ کرتا ہے چنانچہ اکبر نے محضرون کو شیخ کے حاضر کرنے کے لیے بھیجا شیخ مذکور مع اپنے بیٹون کے روپوش ہوگیا لوگون نے اُسکے مسجد کے منبر کو توڑ ڈالا شیخ مذکور نے اول حضرت شیخ سلیم چشتی فتح پوری کے پاس پناہ لی اور اُنسے اپنے باب مین سفارش چاہی اُنھون نے کچھ تھوڑا سا خرچ بھیجکر یہ پیغام دیا کہ تمھارے حق مین اس ملک سے گجرات کی طرف بھاگ جانا نہایت مناسب ہے جب شیخ مبارک وہان سے ناامید ہوا تو اُسنے مرزا عزیز کوکا توسل کیا مرزا مذکور نے شیخ مبارک کی ملاقات اور درویشی و اُسکی اولاد کی فضیلت کی اکبر کے حضور مین تعریف کی اور بیان کیا کہ شیخ مذکور ایک مرد متوکل ہے اور کوئی زمین بھی حضور سے اُسکے مد خرچ کے لیے مقرر نہین ہے پھر ایسے شخص کے ستانے کا کیا سبب ہے اُس وقت اکبر نے شیخ مبارک سے درگذر کی مگر چند روز کے بعد زمانہ اُس سے ایسا موافق ہوگیا کہ شیخ ابوالفضل نے بادشاہ کی حمایت پر اُن سب عالمون سے من ملنے لیے اور طرح طرح کی ایذائین پہونچائین بلکہ سارے خدا کے بندون کی تخریب کی اور جن جن لوگون کے وظیفہ بطور مدد معاش کے حضور سے مقرر تھے سب بند کرا دیے زبان حال و قال سے ہمیشہ یہ کہتا تھا ؎ یارب بجہانیان دلیلے بفرست ✦ ورنہ دوان ابلہ نیلے بفرست ✦ فرعون دشان دست بآورد بتند ✦ موسی عصا در دود نیلے بفرست ✦ جب اس وضع سے اکثر لوگ اُسکے دشمن ہوگئے اور اس وجہ سے بہت سے فتنہ و فساد پیدا ہوے تو ابوالفضل اکثر یہ رباعی ورد زبان کہتا تھا ؎

آتش بدود دست خویش درخرمن خویش ۔ چون خود زدوام چہ نام از دشمن خویش ۔ کس دشمن من نیست منم دشمن خویش
ای وای من و دست من و دامن خویش ۔ جب ابوالفضل کے مقابلہ مین بحث کے وقت کسی مجتہد کا قول کوئی سند مین
لاتا تھا تو جواب مین کہتا تھا کہ فلانے حلوائی اور فلانے کفش دوز اور فلانے چرم گر کا قول ہمپر حجت نہین ہوسکتا تمام علما
اور مشائخ کا انکار اُسکو بڑا موافق ہوگیا تھا ۹۸۰ نو سو اسی مین عمارت عبادت خانہ کی تمام ہوئی منشا اُسکی تمیز
کرانے کا یہ تھا کہ ان چند سال مین اکبر کو بڑی بڑی تحسین حاصل ہوئین اور روز بروز سلطنت کو ترقی ہوتی گئی اور سارے
کام حسب مراد ہوگئے کوئی مخالف جہان مین نہ رہا اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ مقدس کے
مجاورون سے اکثر صحبت کا اتفاق ہوا اس وجہ سے اکبر کے دربار مین اکثر قال اللہ اور قال الرسول کا ذکر رہتا تھا اور
حقائق تصوف اور مسائل فقہی اور حکمی کی اکثر تحقیق رہتی تھی بارہا اکبر ساری ساری رات اسم یا ہُو اور یا ہادی کے
ذکر مین بسر کرتا تھا منعم حقیقی کی تعظیم کما ینبغی اُسکے دل مین جانشین ہوئی تھی اکثر اوقات پچھلے پہر سے پرانے حجرے کے
ایک پتھر پر جو بادشاہی عمارتون کے قریب آبادی سے علیحدہ پڑا ہوا تھا مراقبہ مین مشغول رہتا تھا اور چونکہ اکبر نے یہ بھی
سُنا تھا کہ سلیمان کرورانی حاکم بنگالہ ہمیشہ پچھلی رات سے اُٹھکر ڈیڑھ سو علما اور مشائخ کے ساتھ تہجد کی نماز جماعت کے
ساتھ ادا کیا کرتا تھا اور اُسکے بعد قرآن اور حدیث کا اُسکی مجلس مین ذکر ہوتا رہتا تھا جب صبح کی نماز پڑھ چکتا تھا
اُسوقت مہمات ملکی کے انتظام مین مشغول رہتا تھا اور تمام اوقات اپنے اُسنے ایسا ایک کام کے لیئے تقسیم کیے تھے اُنمین کبھی فرق
نہ کرتا تھا اور علاوہ اُسکے ایک وجہ یہ ہوگئی تھی کہ اُس زمانہ مین مرزا سلیمان کے بدخشان سے آنے کی خبر تھی اور بادشاہ
مذکور صوفی مشرب صاحب حال و قال تھا اور بذات خود لوگون کو مرید بھی کرتا تھا یہ تمام وجوہات منشا اس امر کی ہوئین
کہ اکبر نے میان عبداللہ نیازی سرہندی کے حجرہ کو جو ابتدا مین حضرت شیخ سلیم چشتی کے مرید تھے اور بعد کو مہدوی مذہب
داخل ہوے تھے چنانچہ مفصل حال اُنکا پہلے مذکور ہوچکا از سر نو تعمیر کیا اور چارون طرف اُسکے ایوان بنا کے عمارت
افسپ تلاو کی بھی اسی زمانہ مین تمام ہوئی اُس حجرہ کا نام اکبر نے عبادت خانہ رکھا تھا مگر آخر مین گویا عبادتخانہ ہوگیا
ملا شیری نے اس باب مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا ایک شعر یہ ہے ۔ درین ایام ویدم جمع با اموال قارونی ۔
عبادتہاے فرعونی عمارتہاے شدادی ۔ اکبر ہمیشہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوکر اُس عبادت خانہ مین بیٹھتا تھا اُس مجلس مین
سوا ے علما و فضلا اور مشائخ اور بعضے خاص خاص نشینون کے کسی شخص غیر کو نہ بلاتا تھا اور وہان ہر قسم کا مذاکرہ
علمی ہتا تھا ایک روز اُسی مجلس مین جلال خان قورچی نے جو مصنف صاحب کی ملازمت کا وسیلہ تھا اثنا ے
گفتگو مین عرض کیا کہ مین شیخ ضیاء اللہ ولد شیخ محمد غوث کی ملاقات کو آگرہ مین گیا تھا اُنپر اخلاص ایسا غالب ہوگیا ہے

کہ ایک روز چند سید جنکو اُنھوں نے اُسمین سے کچھ تھوڑے سے مجکو دیے کچھ آپ کھائے کسی قدر گھر کے آدمیون کو بھیجدیے یہ تکلف کرکے کہ میان شیخ ضیاء اللہ کا خیال آیا اور اُنکو بھی بُلاکر اپنے عبادتخانہ مین جگہ دی چونکہ ہر شب کو اس مجلس مین سادات و علما و مشائخ اور اُمرا حاضر ہوتے تھے اُنمین باہم بیٹھنے کی تقدیم اور تاخیر پر ہمیشہ کچھ رنج ہوتا تھا اسلیے اکبر نے یہ تقریر کیا کہ سادات جانب غرب مین اور علما جانب جنوب مین اور مشائخ جانب شمال مین بیٹھا کرین اور خود نوبت تو ہر ایک صف مین آکر طرح طرح کی گفتگو کیا کرتا تھا اُس مجلس مین خوشبوؤن کا بھی استعمال بہت ہوتا تھا اور زر بھی بیشمار اہل استحقاق کو جو مقربون کے وسیلے سے وہان پہنچ جاتے تھے عطا ہوتا تھا عمدہ عمدہ کتابین جو اعتماد خان گجراتی کے کتب خانہ کی فتح گجرات کے بعد خزانہ عامرہ مین داخل ہوئی تھین بذات خود اکبر نے سب علما کو تقسیم کین چند کتابین مصنف صاحب کو بھی دی تھین اُنمین سے ایک انوار المشکوٰۃ بھی تھی جسمین ایک فصل مشکوٰۃ الانوار سے زیادہ تھی جو کتابین بچ رہین وہ امرا کو طلب جناس کے عوض مین جسکو عباس یعنی زوال دشمن کہتے تھے عطا کین ایک روز اثنائے مناظرہ مین علما نے بڑا غل شور مچایا یہ بات اکبر کو بہت ناگوار ہوئی مصنف صاحب سے کہا کہ آیندہ اس مجلس مین جو شخص نامعقول باتین کہتے ہین اُنکو ہمین بتلادو تاکہ ہم اُنکو اپنی مجلس سے اُٹھادین یہ سُنکر مصنف صاحب نے آہستہ آہستہ خان سے کہا کہ اس صورت مین اکثر شخص قابل اُٹھادینے کے ہونگے اکبر نے صدر خان سے پوچھا کہ عبدالقادر نے کیا کہا جو کچھ مصنف صاحب نے کہا تھا وہ اُسنے بیان کردیا یہ بات اکبر کو بہت پسند آئی اور اکثر مقربون سے اس قول کو نقل کیا مخدوم الملک و مولانا عبداللہ سلطان پوری کو زک دینے اور ذلیل کرنے کے لیے اس مجلس مین بُلاتے تھے اور حاجی ابراہیم اور شیخ ابوالفضل وغیرہ ہمیشہ بحث مین اُنسے مقابلہ کیا کرتے تھے اور اُنکی ہر ہر بات مین گرفت کیا کرتے تھے اور اکثر اُمرائے بادشاہی بھی بادشاہ کا ایسا پاکر اُنکی اُن دونون کی طرف سے دراندازی کیا کرتے تھے چنانچہ ایک شب کو خان جہان نے کہا کہ مخدوم الملک نے آج کل فتویٰ دیا ہے کہ ہندوستان کے لوگون کو اندنون حج کا جانا فرض نہین بلکہ گناہ کی بات ہے جب اُس سے وجہ پوچھی گئی تو اُسنے دلیل اسکی یہ بیان کی کہ مکہ سے فقط دو راستہ ہین ایک عراق ہوکر سو یہ راستہ خشکی کا ہے اور قزلباش اس راستہ مین بہت ایذا دیتے ہین دوسرا راستہ دریا کا ہے سو اُس راستہ مین فرنگیون سے عہد و پیمان کرنے کی ذلت اُٹھانی پڑتی ہے اور اُس عہدنامہ مین حضرت عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کی تصویرین ہوتی ہین تو گویا یہ ایک صورت بت پرستی کی ہے پس دونون راستون مین سے ایک راستہ بھی صاف نہین دوسرے مخدوم الملک نے اپنے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط کرنے کا یہ حیلہ نکال لیا ہے کہ آخر ہر سال مین سارا اپنا خزانہ اپنی منکوحہ کو ہبہ کردیتا ہے اور دوسرے سال کے تمام ہونے سے پہلے واپس کرلیتا ہے اسی طرح اور

بہت سی سکی خستا و زرمست اور تنگاری اور دنیا داری اور سکاری جو اُسنے سارے مشائخ اور فقرا خصوصاً اہل استحقاق
پہ نجاب کے ساتھ کی تھی ایک ایک بیان کی چنانچہ ان باتون کا نتیجہ یہ ہوا کہ جبراً قہراً اُسکو مکہ معظمہ کو بھیجنا چاہتے
جب اُس سے پوچھا کہ تمیر حج فرض ہو تو اُسنے انکار کیا یہ زمانہ شیخ عبد النبی کے بعد جاہ و جلال کا تھا مخدوم الملک کے تربہ کو
زوال شروع ہوا تھا خود بادشاہ بھی کبھی کبھی شیخ عبد النبی کے مکان پہ علم حدیث سننے کے لیے جایا کرتا تھا ایک دو مرتبہ جو یہان
بھی سیدھی کر کے اُسکے باتون کے سامنے رکھیں بڑا شاہزادہ اُسکے حجرہ مین جاکر مولوی جامی کی چہل حدیث کا سبق پڑھا کرتا تھا طرفہ یہ
کہ شیخ نکو علم حدیث مین اپنے آپ کو حافظ اور امام سمجھتا تھا لیکن باوجود اسکے اُسنے حدیث اکرم سود الظہر مین لفظ فرم کو
بجائے معجمہ رائے مہملہ پڑھا حالانکہ صحیح بالجیم و الراے المعجمہ ہے چنانچہ لڑکے بھی اس بات کو جانتے ہین برسون تک
شیخ کو اس اپنی خطا پر تنبیہ نہ ہوئی جب بادشاہ کا مزاج اُس سے منحرف ہوا تو مرزا عزیز کوکہ نے یہ بات اکبر کے خاطر نشان کی
کہ ہمارے اُسکی علم حدیث مین اسقدر ہے نقیب خان اکثر کتاب حیوۃ الحیوان کو اکبر کے سر پر پڑھا کرتا تھا اور اُسکا ترجمہ
سمجھایا کرتا تھا اندنون مین اکبر نے شیخ ابو الفضل کو اُسکے ترجمہ کا حکم کیا چنانچہ شیخ مبارک نے اُسکا فارسی مین ترجمہ کیا
اسی سال مین اکبر نے یہ حکم دیا کہ جن جن لوگون کی معافیات بطور مدد معاش کے مقرر ہین جب تک وہ لوگ اپنے فرمانون کو
صدر سے منظور نہ کرالین تب تک کروری اُنکی معافیات کو مجرا نہ دین یہ مصیبت تمام ہندوستان مین عام تھی اور سکا
اہل استحقاق پورب کی انتہا تک اور پچھمان مین ولایت بلکہ تک کے جمع ہوے جس کسی کی کوئی امیر سفارش کر دیتا تھا
اُسکا کام خاطر خواہ ہو جاتا تھا اور جس کسی کو یہ مرتبہ میسر نہ تھا وہ سید عبد الرسول وغیرہ شیخ کے وکیلون بلکہ فراشون اور
دربانون اور سائیسون اور بھنگیون کو رشوتین دیکر اس بلا سے نجات پاتے تھے اور بغیر ان دونون صورتون کے جو کوئی
اُسکے دروازہ پر جاتا تھا ڈنڈے کھاتا تھا بہت سے لوگ نامراد اُس کشمکش مین گرمی کی مصیبت اُٹھا کر مر گئے اکبر کو
بھی یہ سب خبرین پہونچین مگر شیخ کے لحاظ سے کچھ اُسکے منھ پر نہ کہہ سکتا تھا جب وہ اپنی مسند جاہ و جلال پر بیٹھتا تھا تو
بڑے بڑے نامی امیر عالمون اور فاضلون اور مشائخون کو اُسکے دربار مین لے جاتے تھے اور اُنکی سفارش کرتے تھے وہ بڑی
سختی سے پیش آتا تھا اور تعظیم کسی کی بہت کم کرتا تھا جب اُسکے سامنے بہت سی خوشامد اور عاجزی کیجاتی تھی تو
ایسے عالمون کو جو ہدایہ وغیرہ انتہا کی کتابین پڑھا سکتے تھے سو بیگھہ یا اس سے کم و بیش زمین تجویز کرتا تھا اور باقی
زمین کو جو برسون سے اُنکے قبضہ مین ہوتی تھی نکال لیتا تھا لیکن جاہلون اور کمینون بلکہ ہندوون کو بھی بہت سی
زمین نئی بھی دیتا تھا روز بروز عالمون کی بیقدری تھی جب دوپہر کے بعد دیوانخانہ مین کرسی پر فکر کرنے کے لیے
بیٹھتا تھا تو مستعمل پانی کی چھینٹین اُڑکر بڑے بڑے نامی امیرون اور بادشاہی مقربون کے منھ پر اور بدن پر اور کپڑون پر

گرتی تھین اور وہ بجاے فقیرون کی حاجت روائی کے لیے سب کچھ گوارا کرتے تھے اور خاطر خواہ اُسی کی خوشامد کرتے تھے طرح طرح کی
ذلتین اُٹھاتے تھے ہرگز کسی بادشاہ کے زمانہ مین کسی صدر کو یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا تھا اُسی زمانہ مین مصنف صاحب کو اکبر نے
مسجد کا امام مقرر کیا اور کسی قدر خرچ اُنکو دیکر یہ حکم دیا کہ موافق منصب بیبی کے گھوڑے داغ کرا لو ابوالفضل بھی اُنھین دنون مین بنگالہ
دربار مین داخل ہوا تھا اُسکے لیے بھی یہی حکم ہوا چونکہ وہ بڑا ہوشیار تجربہ کار تھا اسلیے اُسنے قبول کر لیا چنانچہ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
رفتہ رفتہ منصب دو ہزاری اور مرتبہ وزارت پر نوبت پہونچی مگر مصنف صاحب نے اس خیال سے قبول نہ کیا کہ اگر کچھ زمین بطور
مدد معاش کے ملجائیگی تو بقیہ العمر گوشہ عافیت مین بسر ہو جائیگی چنانچہ شوال ۹۸۳ھ نو سو تراسی مین ایک ہزار بیگھہ زمین بطور
مدد معاش کے مصنف صاحب کے لیے مقرر ہوئی مرحبہ اُنھون نے عذر کیا کہ اس قلیل مدد معاش پر مین ہمیشہ
خاموش مین نہین رہ سکتا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اکبر نے وعدہ کیا کہ ہم لشکر مین اکثر بطور انعام کے تمھاری مدد کیا کرینگے
اور شیخ عبدالنبی نے کہا کہ ہمنے تمھارے امثال اقران مین سے کسی کو اسقدر مدد معاش نہین دی مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ وہ وعدے جو اکبر نے کیے تھے اُنکا بجز ایک دو بار کے کبھی ایفا نہین ہوا اور خدا نے مین بڑی سخت مفت مین سر پر پڑین اس
زمانہ مین سب سے پہلے مسئلہ جو اکبر نے پوچھا یہ تھا کہ کی عورتین ایک نکاح مین جمع کرنا درست ہی علما نے جواب دیا کہ چار
عورت سے زیادہ عقد مین جمع کرنا جائز نہین اکبر نے کہا کہ ہم ابتداے شباب مین اس مقدار کے پابند نہ تھے جسقدر عورتین چاہین
نکاح مین جمع کین اب اُسکا کیا علاج ہو ہر ایک شخص نے اپنی راے کے موافق اُسکا جواب دیا پھر اکبر نے کہا کہ ہمنے ایک روز
شیخ عبدالنبی سے سنا ہی کہ کسی مجتہد نے نو عورتون تک جمع کرنے کا فتوی دیا ہی علما نے جواب دیا کہ البتہ ابن ابی لیلی تابعی
مذہب ہی اور بعضون نے بنظر ظاہر آیہ کریمہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ کے اٹھارہ عورتون
تک جمع کرنا تجویز کیا ہی مگر یہ دونون مرجوح ہین قابل عمل کے نہین پھر اکبر نے شیخ عبدالنبی سے یہ مسئلہ پوچھوا بھیجا
اُسنے جواب دیا کہ مین نے چار سے زیادہ عورتین جمع کرنے پر فتوی نہین دیا تھا بلکہ اختلاف بیان کیا تھا یہ بات اکبر کو
ناگوار ہوئی اور کہا کہ شیخ عبدالنبی نے ہمارے ساتھ نفاق کیا پہلے کچھ کہا تھا اب کچھ کہا اُسی روز سے اکبر کو شیخ عبدالنبی سے
عداوت شروع ہوئی پھر اکبر نے اس باب مین ہر قسم کی رد و تبین جمع کین اور بعد بہت سی رد و بدل کے اُسکی یہ راے ٹھہری
کہ بطریق متعہ کے جسقدر عورتین جمع کرلے جائز ہی چنانچہ امام مالک متعہ کی جواز کے قائل ہین اور شیعہ تو اُس اولاد کو
جو متعہ سے پیدا ہووے اُس اولاد پر جو نکاح سے پیدا ہوئی ہر زیادہ عزیز رکھتے ہین اسکا علما نے بہت سا انکار کیا
نقیب خان نے مؤطا امام مالک کی پیش کی اُسمین حدیث متعہ کی ممانعت کی موجود تھی پھر امام مالک متعہ کے جواز کے
کیونکر قائل ہو سکتے تھے ایک روز حجرۂ انوپ تلاؤ مین اکبر کی مجلس تھی وہان قاضی یعقوب اور شیخ ابوالفضل اور حاجی ابراہیم

وغیرہ اور سوا اُنکے ایک دو عالم اور جمع تھے ابو الفضل نے سارے علما کے دستخط ہو کر وہ روایتین جو اُسکے باب میں جمع کی تھین پیش کین اس اثنا مین اکبر نے مصنف صاحب کو بھی بلوایا اور اُن سے پوچھا کہ تم اس باب مین کیا کہتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ یہ سارا جھگڑا ایک بات مین فیصل ہوتا ہے متعہ نزدیک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ و شیعون کے بالاتفاق مباح ہے اور نزدیک امام اعظم اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے حرام پس اس صورت مین ایک قاضی مالکی مذہب سے فتوی لا دیجیے تو امام اعظم کے مذہب مین بھی جائز ہو جاوے یہ بات اکبر کو بہت پسند آئی قاضی یعقوب نے اس باب مین مصنف صاحب سے بہت سی بحث کی مصنف صاحب نے جواب دیا کہ مجکو خوب یاد ہے کہ جو امر مختلف فیہ ہو وہ قضاے قاضی سے مجمع علیہ ہو جاتا ہے اور اسکے ثبوت کے لیے مسئلہ قرات فاتحہ کا امام کے پیچھے اپنی سند مین بیان کیا اور سوا اسکے اور بہت سے مسئلہ اپنے مؤید ذکر کیے اور یہ قصہ بھی بیان کیا کہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی بغداد مین حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ روحہما کی ملاقات کو گئے تھے اور وہان اُنھون نے شیخ مذکور سے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی موافق مذہب امام شافعی کے اخذ کی جب وہ بزرگ ہندوستان کو واپس آئے تو یہان کے لوگون نے اس باب مین اُنپر بہت طعن کی اُسوقت علماے دہلی نے اُسکے جواز بلکہ استحسان کا فتوی دے دیا تھا اُسوقت قاضی مذکور معقول ہوا اور بہت سے عجز کے ساتھ کہنے لگا کہ مین کیا کہون مبارک ہو متعہ مباح ہے اکبر نے اُسی وقت حکم دیا کہ قاضی حسین عرب مالکی اس مسئلہ کے جاری کرنے کے لیے قاضی مقرر ہو اور قاضی یعقوب آج سے معزول ہو چنانچہ قاضی حسین عرب نے موافق اپنے مذہب کے جواز متعہ کا بھی حکم دیا سارے علما کو اس کاروبار سے بڑی حیرت ہوئی چند روز کے بعد اکبر نے مولانا جلال الدین ملتانی کو جو مدرس تھے مگر مدد معاش اُن بیچارہ کی تغیر ہو گئی تھی اکثر بلا کر تمام ممالک کا قاضی مقرر کیا اور قاضی یعقوب کو صوبہ گجرات کا قاضی مقرر کر کے بھیجدیا اُسی روز سے خلاف و اختلاف کا دروازہ کھل گیا یہان تک کہ نوبت اجتہاد پر پہونچی اور روز بروز بیدینی کی ترقی ہوتی گئی اُنھین دنون مین اکبر نے شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک کو یہ حکم دیا کہ تحقیق کر کے ہندوون پر جزیہ مقرر کرین اس بارہ مین ہر طرف کو فرمان لکھے گئے مگر چند روز مین وہ حکم بالکل نسیاً منسیاً ہو گیا انھین دنون مین اکبر نے علما سے پوچھا کہ اگر لفظ اللہ اکبر کا ہم اپنی مُہر پر اور سکہ مین کندہ کراوین تو جائز ہے یا نہین اکثر نے جواب دیا کہ بہت خوب ہے مگر حاجی ابراہیم نے کہا کہ اس ترکیب مین دوسرا احتمال بھی ہے اگر ولذکر اللہ اکبر نقش کیجیے تو مناسب ہے اور اس ترکیب مین احتمال غیر بھی قطع ہو جاتا ہے مگر اکبر نے پسند نہ کیا اور کہا کہ احتمال غیر کو یہان کچھ گنجایش نہین کیونکہ بندہ باوجود عجز خدائی کا دعوی کیونکر کر سکتا ہے مقصود ہمارا فقط مناسبت لفظی ہے اس مدعا کو اور طرح لیجانا کیا ضرور ہے

اسی سال مین اکبر نے مسئلہ متعہ کی تحقیق سے پہلے سید محمد میر عدل کو جسکا وہ بہت لحاظ کرتا تھا مکہ کا صوبہ مقرر کرکے بھیجدیا اور ایک شمشیر خاص اور گھوڑا اور خلعت عنایت کیا چنانچہ وہ ملک مکہ مین جاکر مر گیا بعد ازان کوئی ایسا شخص میر عدلی کے عہدہ کے لائق میسر نہ آیا مشہور ہے کہ ایک روز حاجی ابراہیم سرہندی نے لباس سرخ و زرد کی اباحت کا فتوی دیا اور ایک حدیث اس بارہ مین روایت کی میر عدل نے بادشاہ کی مجلس مین اسکو بدبخت اور ملعون کہا اور بہت گالیان دین اور عصا مارنے کے لیے اٹھایا اس بیچارہ نے بڑی مشکل سے جان بچائی اسی سال مین حکیم ابوالفتح گیلانی اور حکیم ہمایون جسنے اپنا نام بدل کر بعد کو ہمایون قلی نام رکھا تھا اور اسکے بعد حکیم ہمام نام رکھا تھا اور نورالدین قراری تخلص تینون بھائی گیلان سے آکر اکبر کی ملازمت مین آئے انکے بڑے بھائی کو علم مجلسی مین بہت دخل تھا اسی وجہ سے اسنے اکبر کے مزاج مین بہت دخل پیدا کرلیا اور اکبر کی خوشامد سے بیدینی کی باتین حد سے زیادہ کرنے لگا اسکی جو سے روز بروز اسکا مرتبہ بڑھتا گیا چند روز کے بعد ملا محمد یزدی جسکو یزیدی کہتے تھے ولایت سے آکر اسنے مل گیا اسنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت مطاعن کہنے شروع کیے اور یہ ارادہ کیا کہ اکبر کو شیعہ بنالے مگر راجہ بیربر اور ابوالفضل اور حکیم ابوالفتح اس باب مین اسپر بھی بڑھ گئے اور ان تینون نے ملکر اکبر کو ملحد محض کر دیا چنانچہ وحی اور نبوت اور معجزہ اور کرامت کا مطلق منکر ہوگیا مصنف صاحب ان امور مین مفاوضت نہ کرسکے انمین سے ہر شخص کا انجام کار انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اسی زمانہ مین اکبر نے قاضی جلال وغیرہ علما کو قرآن شریف کی تفسیر لکھنے کا حکم دیا علما مین اس تفسیر کی نسبت باہم بہت سا جھگڑا ہوا دبیر چندراجہ مجھولہ نے کہا کہ اگر گلے خدائے تعالی کے نزدیک معظم ہوتی تو سب سے پہلے قرآن مین سورۂ بقر کیون مذکور ہوتی جب اکبر کی مجلس مین تاریخ کے واقعات بیان ہوتے تھے تو روز بروز صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت اسکا عقیدہ زیادہ فاسد ہوتا جاتا تھا نماز روزہ اور نبوت کے اعتقادات کو اسنے تقلید تجویز کیا یعنی یہ تمام غیر معقول اور تحقیق کے خلاف ہین بالکل دین کا مدار اسکی رائے مین عقل پر ٹھہرا منقول کا کچھ اعتبار نہ رہا اسی زمانہ سے فرنگیون کی بھی آمد و رفت شروع ہوئی بعضے بعضے اعتقادات جو اسکی عقل کے موافق ہوئے اکبر نے انسے بھی اخذ کیے شیخ بدرالدین ولد شیخ سلیم چشتی چند روز سے نوکری چھوڑ کر باپ کا قائم مقام ہوگیا تھا اور گوشۂ عافیت مین بیٹھکر عبادت مین مشغول تھا اسی سال مین ایک شب اکبر نے اسکو عبادت خانہ مین طلب کیا چونکہ اب وہ فقیر ہوگیا تھا اس وجہ سے وہ پھر آنا جسکا پہلے مقید تھا اب پابند ہوا یہ بات اکبر کو بھی ناگوار ہوئی اثنائے گفتگو مین کچھ اسکو بھی رنج ہوا سو اسکے اور بھی سبب ہوئے چنانچہ دو تین چار برس کے بعد بے اطلاع کیے اجمیر کو اور وہان سے گجرات کو چلا گیا اور وہان سے اسنے جریدہ طور پر کشتی مین بیٹھکر مکہ معظمہ کا راستہ لیا اکثر وہان طی کا روزہ رکھا کرتا تھا اور گرمی مین ننگے پانون خانہ کعبہ کا

طواف کیا کرتا تھا چند روز کے بعد اُسی جگہ اُسکا انتقال ہوگیا اسی سال مین شیخ بھاون ایک برہمن دکن سے آکر اکبر کے
ملازمون مین شامل اور وہ اپنی رغبت سے مسلمان ہوگیا وجہ اُسکی یہ ہوئی کہ اکبر نے مصنف صاحب کو حکم دیا کہ تھرنبیسر
کا جو ہندوون کے چار بیدون مین سے ہر چھا بید ہے ہندی سے فارسی مین ترجمہ کرو مصنف صاحب نے
اُسکا ترجمہ کیا تو اکثر عبارتین اُسکی پیچیدہ بہت تھین جنکا مطلب اچھی طرح سے سمجھ مین نہ آتا تھا اور وہ برہمن بھی جو اُسکا ترجمہ
سمجھاتا تھا اُسکے بیان سے عاجز تھا مصنف صاحب نے یہ امر اکبر کے حضور مین عرض کیا تب اکبر نے اول شیخ فیضی کو بعد ازان
حاجی ابراہیم سرہندی کو اُسکے ترجمہ کا حکم دیا اُس سے بھی خاطر خواہ نہ لکھا گیا منجملہ اُس بید کے احکامون کے یہ مضمون بھی تھے
کہ جب تک اُس عبارت کو حسبین لام بہت ہین گویا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ نہ پڑھین نجات نہوگی دوسرے یہ کہ گاے کا
گوشت کھانا کئی شرطون سے مباح ہے تیسرے یہ کہ چاہیے کہ مردہ کو دفن کیا کرین جلایا نہ کرین شیخ مذکور انھین دلیلون سے
سب برہمنون پر غالب آیا اور اسی تقریب سے دائرہ اسلام مین داخل ہوا سلیمہ سلطان بیگم نورالدین محمد میرزا کی بیٹی جو پہلے
خانخانان کے نکاح مین تھی بعد ازان اکبر کی سیبون مین داخل ہوئی تھی اور سنہ ۹۷۰ نو سو ستاسی مین کلبدن بیگم بنت بابر بادشاہ کے
ساتھ سفر حج کو گئی تھی اور سال بھر تک گجرات مین رہی تھی بعد ازان چار برس تک مکہ مین رہکر حج کیے لوٹتے وقت جہاز
تباہ ہوگیا سال بھر تک عدن مین رہنے کا اتفاق ہوا سنہ ۹۹۰ نو سو نوے کے ماہ شعبان مین پھر ہندوستان کو واپس آئی
اُسوقت سے یہ دستور ہوا کہ اکبر ہر سال ایک شخص کو اپنے مزارون مین سے میر حاج مقرر کرکے بہت سا خرچ اُسکو دیا کرتا تھا
اور سب لوگون کو اذن عام ہوتا تھا کہ جسکا جی چاہے اُسکے ساتھ حج کو جاے اور ہر سال بہت سا خرچ اور تحفہ
مکہ والون کے لیے بھیجا کرتا تھا پانچ چھ برس کے بعد یہ طریقہ بھی بالکل موقوف ہوگیا مرزا سلیمان بابر بادشاہ کے زمانہ سے
بدخشان کا مستقل حاکم تھا جب میر محمد خان اوزبک اور مرزا سلیمان کی بی بی ولی نعمت بیگم سے ملخ مین مقابلہ ہوا تھا تو اُس
لڑائی مین مرزا سلیمان کا بیٹا ابراہیم مرزا مارا گیا بعد ازان اور بہت سے حادثہ مرزا سلیمان پر آے اور ابراہیم میرزا کا بیٹا
شاہرخ میرزا باغی ہوکر تمام بدخشان کے ملک پر قابض ہوگیا تب مرزا سلیمان کابل مین مرزا محمد حکیم کے پاس مدد لینے کے لیے
آیا مگر اُسنے کسی طرح کی مدد نہ کی اُسوقت مرزا سلیمان نے محمد حکیم سے یہ درخواست کی کہ کچھ اپنے آدمیون کو میرے ساتھ کرکے اٹک
کنارہ تک پہنچا دو محمد حکیم نے عمداً اس قسم کے آدمی مرزا سلیمان کے ساتھ کر دیے جو پہلی ہی منزل سے اُسکو چھوڑ کر بھاگ
گئے مرزا سلیمان اپنے بیٹے کو بھی اپنے ہمراہ لے آیا تھا تنہا اور بیسامان ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا کئی جگہ بیٹھانون نے
راستہ روکا مرزا سلیمان نے اُنکے مقابلہ مین بڑی بہادری کی مگر ایک تیر کا زخم بھی اُسکے لگا بڑی پریشانی سے
اٹک تک پہنچا اور وہان سے کئی گھوڑے ایک عرضی کے ساتھ اکبر کے حضور مین بھیجے اکبر نے پچاس ہزار روپیہ مع بہت سے

سامان تجمل اور بیشمار عراقی گھوڑون کے آغا خان خزانچی کے ساتھ مرزا سلیمان کو بھیجے اور اس سے پہلے سادیجگو اندا اس حاکم لاہور اکبر کے حکم کے موجب اٹک تک مرزا سلیمان کے استقبال کو گیا تھا اور ہر روز اسکی ضیافت کے لازمہ مہیا کرتا تھا اسی طور پر مرزا سلیمان وہان سے روانہ ہوا جس جگہہ آتا وہان کے امیر پیشوائی کو جاتے تھے اور مہمان داری کے شرائط بجا لاتے تھے اسی شتابی میں اکبر نے اعظم خان کو بھی گجرات سے بلایا تاکہ اس جلسہ میں وہ بھی شامل ہو چنانچہ جونہی رجب ۹۸۳ نوسو بیاسی کو اعظم خان فتح پور میں آکر ملازمت میں حاضر ہوا ایک روز باتون باتون میں اعظم خان نے داغ کے طریقہ نکالنے میں جو قباحتیں واقع ہوتین اور کرویون کے ظلم اور سپاہیون کے لین دین کی خرابی اور رعایا کی تباہی اور اسی قسم کی اور بہت سی باتین صاف صاف بیان کین یہ بات اکبر کو بہت ناگوار ہوئی اور مدت تک اعظم خان کو دربار مین نہ آنے دیا اور نگہبان مقرر کیے تاکہ اور کوئی سردار بھی اعظم خان سے ملنے نہ جاوے چند روز کے بعد اعظم خان کو آگرہ مین بھیجدیا تاکہ ہمیشہ کے لیے اپنے باغ مین نظر بند رہے اور اس سے باہر نہ نکلنے پاوے نہ اسکے پاس کوئی اور شخص جانے پاوے جب مرزا سلیمان متواتر کوچ کرتا ہوا متھرا مین آیا تو ترسون محمد خان اور قاضی نظام بدخشی جسکو مرزا سلیمان نے قاضی خان اور اکبر نے غازی خان کا خطاب دیا تھا استقبال کو گئے اسی سال کی پندرھوین رجب کو مرزا سلیمان حدود فتح پور مین پہونچا اول سب ارکین دولت اسکے استقبال کو گئے بعد ازان خود اکبر بھی بہت سے امیرون کو ساتھ لیکر پانچ کوس تک پیشوائی کو گیا اس روز یہ اہتمام ہوا تھا کہ پانچ ہزار ہاتھی جنمین سے بعضون پر فرنگی مخمل اور بعضون پر زربفت کی جھولین پڑی تھین اور طلائی اور نقرئی زنجیرین اور سیاہ اور سفید جھالرین سرون اور گردنون پر تھین دو رویہ سرک پر کھڑے ہوے تھے اسی طرح سے بہت سے عراقی گھوڑے طلائی زینون سے سجے ہوے جلو مین جلو دے رہے تھے دو دو ہاتھیون کے بعد ایک ایک گاڑی چیتے کی تھی جنکے گلے مین مخمل اور قماش کے سہرے لٹکے پڑے ہوے تھے اور ان گاڑیون کے بیلون کے سرون پر زردوزی کام کے تاج رکھے ہوے تھے غرض اس روز ایسا سامان تھا کہ تمام جنگل گویا باغ کا نمونہ تھا جب مرزا سلیمان کی دور سے اکبر پر نظر پڑی بے تکلف گھوڑے سے اتر کر آداب بجا لانے کے لیے دوڑا یہ دیکھکر اکبر بھی بڑے ادب کے ساتھ گھوڑے سے اترا اور مرزا سلیمان کو معمولی تواضعات اور تسلیمات سے باز رکھا دونون بغلگیر ہوکر ملے بعد ازان اکبر سوار ہوا اور مرزا سلیمان کو بھی سوار کرایا وہان سے بڑی مہربانی کی باتین کرتے ہوے چلے انوپ تلاو کے کنارہ دولت خانہ کے در و دیوار منقش زری کے سائبان اور زمین فرش سے آراستہ ہوئی اور سونے کے برتن اور سوا اسکے ہر قسم کے جلوس کے سامان سے وہان آرایش ہوئی اسی مکان مین آکر اکبر نے مرزا سلیمان کو اتارا اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا بعد ازان شاہزادہ کو بھی بلاکر مرزا سلیمان سے ملاقات کرائی اسکے بعد کھانے کا جلسہ ہوا

جب اُس سے فراغت پائی تو اکبر نے مرزا سلیمان سے مستحکم وعدہ کیا کہ مین تمکو ہر قسم کی خاطر خواہ مدد دیکر بدخشان کو فتح کراونگا بعدازان ہتیاپول کے برج مین جہان نقارخانہ تھا مرزا سلیمان کے رہنے کے لیے ایک مکان مقرر ہوا مرزا سلیمان اکثر اتون کو عبادت خانہ مین مشائخ اور علما کی صحبت مین بیٹھا کرتا تھا اور وہان وجد و حال بھی اُسپر طاری ہوتا تھا اور تصوف کی باتین بہت کیا کرتا تھا جماعت کی نماز ہرگز اُس سے فوت نہوتی تھی ایک روز مصنف صاحب نماز کے امام تھے بعد نماز کے اُنھون نے فقط دعاے سفونہ پر اکتفا کیا مرزا نے اعتراض کیا کہ تمنے فاتحہ کیون نہ پڑھی مصنف صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین فاتحہ پڑھنے کا معمول نہ تھا بلکہ بعضی روایتون مین اسکو مکروہ بھی لکھا ہی مرزا سلیمان نے کہا کہ کیا ولایت مین عالم نہین جو وہان کے لوگ فاتحہ پڑھا کرتے ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ ہمکو کتاب سے کام ہی کسی کی تقلید سے کیا غرض اکبر نے کہا کہ اب آیندہ کو فاتحہ بھی پڑھ لیا کرو مگر باوجود اسکے مصنف صاحب نے اسکی کراہت کی دلیلین بھی دکھائین انھین دنون مین اکبر نے مرزا سلیمان کے دکھلانے کے لیے توپ کا طریقہ جو حنفیہ قدیمی رسم تھی چند روز کے لیے از سر نو جاری کی دیوانخانہ مین دسترخوان عام چھایا جاتا تھا اور چاہیون کو بلا کر کھانا کھلاتے تھے جب مرزا سلیمان چلا گیا یہ طریقہ بھی موقوف ہوگیا پھر اکبر نے خان جہان حاکم پنجاب کو حکم دیا کہ پانچ ہزار سوار ساتھ لیکر مرزا سلیمان کے ساتھ جاوے اور بدخشان کو شاہرخ میرزا سے نکال کر مرزا سلیمان کے حوالہ کردے بعدازان پھر پنجاب کو واپس آوے لیکن ابھی اسکی تعمیل نہ ہوئی تھی کہ خبر آئی کہ داؤد سے صلح کرنے کے بعد منعم خان خانخانان ٹانڈہ سے جہان کی آب وہوا نہایت معتدل تھی کوچ کرکے گنگا اُتر کر اپنے لشکر کو گورہ مین لے گیا تھا یہ شہر پہلے بنگالہ سے متعلق تھا اب وہوا وہان کی نہایت خراب تھی ہرچند امیرون نے منع کیا تھا مگر وہ نہانا وہان طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوگئین اور لشکر مین وبا پھیل گئی اتنے آدمی مرے کہ کئی ہزار آدمی جو اُس ملک مین متعین تھے اُنمین سے شاید سو آدمی بھی زندہ نہ رہے جب زندہ لوگ مُردون کو دفن کرنے کرتے تھک گئے تو دریا مین بہانا شروع کیا مگر خانخانان کو پھر بھی کچھ خیال نہوا اور اُس شہر سے کنارہ نہ کیا لوگ اُسکی نازک مزاجی کے سبب سے اُسکے سامنے کچھ کہہ نہ سکے آخر اسی سے کئی برس اوپر کی عمر مین خانخانان کا بھی ماہ جب ۹۸۳ھ نوسو تراسی مین وہین انتقال ہوگیا چونکہ خانخانان کا کوئی وارث نہ تھا سارا اُسکا مال و منال جو حد سے زیادہ تھا سرکار مین ضبط ہوگیا بعد اُسکے مرنے کے اُمرا نے شاہم خان جلایر کو اپنا امیر مقرر کرلیا یہ سنکر اکبر نے اپنے پہلے حکم سے رجوع کرکے خان جہان کو خانخانان کا قائم مقام کیا اور ایک قبلے زروزری اور چار قب طلا اور پٹکا اور شمشیر مرصع مع گھوڑے اور زین مطلا کے اُسکو انعام مین عنایت کی اور حکومت بنگالہ پر نامزد کیا

مرزا سلیمان کی نسبت خواہ اُسکی استدعا سے یا اپنی رائے سے یہ تجویز کی کہ سمندر کے راستہ سے اس سال سفر حج سے
مشرف ہو چنانچہ پچاس ہزار روپیہ اپنے خزانہ سے اور بیس ہزار روپیہ خالصہ گجرات سے اُسکو عطا کیے اور قلیچ خان کو
اُسکے ہمراہ کیا تاکہ بندر سورت تک پہونچا دے غرض اسی سال مین سلیمان حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا
اور اُسکی برکت سے بدخشان کی حکومت دوبارہ اُسکو مل گئی چنانچہ قصہ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ مذکور ہوگا لوٹتے وقت
اُسنے ایک اپنی بیٹی کا نکاح مظفر حسین پسر راجا رام کنور سے کر دیا جو اُن دنون لاہور مین آیا تھا اور وہان سے اکبر کے
دربار مین حاضر ہوا تھا اور دوسری بیٹی کا نکاح کسی اور شخص کے ساتھ کیا اسی سال مین حسین خان جس سے مصنف صاحب
کو قدیمی دلی رابطہ تھا اور مدت تک اُسکی صحبت مین بھی رہے تھے داغ و محل کی رسم سے جس سے سپاہیون پر بڑی
مصیبت ہوتی تھی عاجز ہو کر اور طرح طرح کی مصیبتین اُٹھا کر کانت کوارہ سے اپنے خاص آدمیون کو ساتھ لیکر
روانہ ہوا بدایون اور سنبھل کے حدود سے گذر کر گنگا کو اُتر کر میان دوآب مین پہونچا وہان کی رعایا ہر گز زمانہ گذاری
داخل نہ کرتی تھی اور کروری کی تو کیا حقیقت تھی جاگیردار کو خیال مین نہ لاتی تھی حسین خان نے اُن لوگون کو خوب
لوٹا کھسوٹا بعد ازان کوہستانی کی طرف توجہ کی حسین خان کو ہمیشہ سے کوہستان کے فتح کرنے کی دلی آرزو تھی
اور وہان جواہر سونے اور چاندی کی کانین اور طلائی اور نقرئی بت سُنے تھے اس وجہ سے دل و جان سے اُس
نواحی کا مشتاق تھا چنانچہ اُسنے بسنت پور کا جو پہاڑ کی بلندی پر ایک مقام ہے لحاظ کیا ملک الشرق گجراتی
کروری تھا یہ سنتے ہی دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور کروری بھی اِدھر اُدھر روپوش ہو گئے سب نے ملک حسین خان کو
باغی مشہور کیا اور اس مضمون کی عرضیان اکبر کو لکھین اکبر نے سعید خان مغول سے جسکی حسین خان سے بڑی دوستی
تھی اور انھین دنون مین ملتان سے آیا تھا حسین خان کی بغاوت کا حال پوچھا اُسنے بالکل انکار کیا جب اکبر نے
رعایا کے اُس مال کا جو حسین خان نے لوٹ مار کر کے منہ کیا تھا ضمانت نامہ اُس سے حسین خان کی جانب سے
مانگا اُسنے اس سے بھی انکار کیا اور بالکل آشنائی اور محبت یک قلم طرف کر دی سید ہاشم پسر سید محمود بارہہ
اور سید محمد پسر عدل امروہوی کے بیٹون کو بکر کے بھیجنے سے پہلے اکبر نے حسین خان کے مقابلہ مین نامزد کیا
بسنت پور کی لڑائی مین حسین خان کے شانہ کے نیچے ایک گولی کا زخم کاری لگا اور بہت آدمی اُسکی طرف کے
مارے گئے تب وہان سے شکست کھا کر حسین خان کشتی مین سوار ہو کر گنگا کے رستہ سے پیتالی کی طرف
بھاگا اُسکے اہل و عیال تھے متوجہ ہوا جب گڈھ مکتیسر مین پہونچا تو سید ہاشم وغیرہ اُسکو اکبر کے حکم کے
موجب اُسی زخمی ہونے کی حالت مین آگرہ کو لیگئے اور وہان صادق محمد خان کی حویلی مین اُسکو اتارا اکبر نے

فتح پور سے شیخ بینائی طبیب کو اُسکے معالجہ کے لیے بھیجا وہ زخم کی صورت دیکھکر پھر فتح پور کو واپس گیا اور اکبر سے عرض کیا
کہ یہ زخم مہلک ہے پھر اکبر نے حکیم عین الملک کو معالجہ کے لیے روانہ کیا اُسکے ساتھ مصنف صاحب بھی بسبب محبت
قدیم کے اکبر سے رخصت لیکر اُسکے دیکھنے کے لیے آئے اور بہت دیر تک حسرت و افسوس کی باتین کرتے رہے اسی
اثنا مین بادشاہی جراح مرہم باندھنے کے لیے آئے ایک بالشت کی سلائی بزہ و شگاف کرکے اُس زخم کے اندر کی
مگر حسین خان ایسا بہادر تھا کہ اُس وقت مین بھی ذرا اُسکی تیوری نہ بدلی بلکہ بے تکلف مسکراتا رہا وہ اُس سے آخری ملاقات
تھی پھر بعد ازان مصنف صاحب فتح پور کو چلے گئے تو وہان دو چار روز کے بعد یہ خبر آئی کہ اُسی حالت مین آخر کو
حسین خان کے دست جاری ہو گئے اُسی صدمہ مین مر گیا اُسکے جنازہ کو متیالی مین لیجا کر دفن کیا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جب میر محمد میر عدل اکبر کو جانے لگے مین تھوڑی دور اُنکو پہونچانے گیا راستہ مین یہ خبر مین نے
اُنسے بیان کی وہ سُنکر زار زار رونے لگا اور حسین خان کی خوبی اور چالاکی کی بہت تعریف کرنے لگے اور کہا
کہ جو شخص دنیا سے آزادی چاہے وہ ایسا ہی فعل اختیار کرے جو حسین خان نے کیے تھے اُسی گفتگو مین اُنھون نے
یہ بھی کہا کہ سب یار ہمارے چلدیے خدا جانے اب ہمسے تُمسے بھی پھر ملاقات ہو یا نہو یہ بات اُنکی سچی ہو گئی بکر مین جانے
ہی اُنکا انتقال ہوا فی الحقیقت وہ اُنسے آخری ملاقات تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نو برس تک
اُنکی صحبت مین رہا جو وصف مین نے اُنمین پائے اور بزرگون مین اُسکا دسواں حصہ بھی نہین سُنے پاک اعتقاد
بڑے متقی اور پرہیزگار اور عالی ہمت تھے شجاعت مین بے نظیر تھے اور تواضع اُنکی ایسی تھی کہ بڑے اور چھوٹے
کو یکسان سمجھتے تھے غرض جتنی صفتین کاملون کو چاہیین سب اُنمین موجود تھین جس زمانہ مین وہ لاہور مین حاکم تھے
فرض متابعت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فقط نان جوین پر اکتفا کرتے تھے کئی ہزار پرانی مسجدین تعمیر کرائین ایک روز
ایک ہندو مسلمانون کی صورت بناکر اُنکی مجلس مین آیا اُنھون نے مسلمان سمجھکر موافق اپنی عادت کے حد سے
زیادہ اُسکی تعظیم کی جب معلوم ہوا کہ یہ ہندو ہے بہت نادم ہوے اُس روز سے یہ حکم دیا کہ تمام ہندو اپنی آستین
مین ایک ٹکڑا رنگے ہوے کپڑے کا سی لیا کرین تاکہ مسلمانون اور ہندوون مین فرق ہو جاوے عوام اُسکو تکریہ
کہتے تھے تکری کے معنی لغت مین پیوند کے ہین چند روز کے بعد اُنھون نے یہ بھی حکم دیا کہ ہندو لوگ زین پر سوار
نہوا کرین بلکہ گھوڑے کی پیٹھ پر سونڈا ڈالکر سوار ہوا کرین بہت سے سادات اور اہل علم و فضل اُنکے ملازم تھے
ہمیشہ اُنھین سے صحبت رکھتے تھے چارپائی پر کبھی نہ سوتے تھے کبھی تہجد کی نماز اُنکی فوت نہ ہوئی تھی جماعت کے بھی
بڑے پابند تھے لاکھون اور کرورون روپیہ کی جاگیر رکھتے تھے مگر ایک گھوڑے سے زیادہ اُنکے طویلہ مین نہوتا تھا

اور کبھی وہ بھی کسی مستحق کو دے دیتے تھے تو سفر ہو یا حضر پیادہ پا رہجاتے تھے تب غلام اُنکے اور گھوڑا اُنکے واسطے تجویز کرتے تھے چنانچہ ایک شاعر کے ایک قصیدہ کا یہ مصرع ہے ع خان مفلس غلام با سامان خزانہ جمع کرنے کی قسم کھائی تھی جب روپیہ اُنکے سامنے آتا تھا تو کہتے تھے کہ یہ تیر کی طرح میرے سینہ میں چبھتا ہے جبتک لوگون کو تقسیم نہ کر دیتے تھے تب تک اُنکو چین نہوتا تھا اور یہ اُنھون نے نذر کی تھی کہ جو غلام اُنکے ملک میں آوے پہلے ہی دن آزاد ہے اور سوائے تین عورتون کے جو اُنکی منکوحہ تھین اور کسی عورت سے کبھی اُنکو کچھ تعلق نہین ہوا اخروٹ کو اپنے اعتقاد مین متبرکات مین سے جانتے تھے ایک روز شیخ الہدیہ نے جو مشائخ کبار مین سے تھے اُنکو خزانہ جمع نہ کرنے اور بہت سا روپیہ لٹانے سے منع کیا سید ممدوح کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اور غصہ ہوکر فرمایا کہ روپیہ جمع کرنا اگر سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے تو البتہ ضرور ہے ورنہ جسقدر تعلق ہوس دنیاوی کا ہم مین باقی ہو وہ بھی ترک کر دونگا یہ کہ حرص دنیا بڑھانے مین سعی کرو قوت اور ہیبت اور شجاعت بھی اُنکی ایسی تھی کہ بڑے بڑے بہادرون مین نہین ہوتی لڑائی کے وقت یہ دعا مانگتے تھے کہ یا اللہ یا شہادت نصیب ہو یا فتح لوگون نے کہا کہ حضرت فتح کی دعا کو مقدم کیجیے تو کہتے تھے کہ مین زندہ لوگون کی نسبت اُن لوگون سے ملنے کا جو دنیا سے چلے گئے زیادہ شائق ہون سخاوت اُنکی ایسی تھی کہ اگر بالفرض تمام جہان کے خزانہ اور تمام روے زمین کی سلطنت اُنکو ملجاتی تو پہلے ہی دن قرضدار ہوجاتے یہ قطعہ اُنکے حال پر خوب صادق تھا ؎ صواب کرد کہ پیدا نکرد ہرد و جہان یگانہ ایزد داور بے عدیل و مثال ؎ وگرنہ ہر دو بخشیدے او بوقت سخا ؎ امید بندہ نماندے بہ ایزد متعال ؎ کبھی ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ ایک ہی مرتبہ ڈیڑھ سو گھوڑے عراقی اور مجنس اور ترکی سوداگر سے خریدے ہین قیمت مین اُس سے کچھ گفتگو نہین کی بس اسی قدر کہا ہے کہ تو جانے اور تیرا خدا جانے اور بعد خریدنے کے اُسی مجلس مین یارون کو تقسیم کر دیے ہین اور اُسپر بھی عذر کیا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میری اُنکی پہلی ہی ملاقات جب ہوئی تھی جسوقت لشکر گڑھ کٹکنہ کی طرف متعین ہوا تھا اُنھون نے آگرہ مین ایک عراقی گھوڑا پانسو روپیہ کو خریدا اور فوراً مجکو دیدیا جب اُنکا انتقال ہوا تو ڈیڑھ لاکھ روپیہ سے زیادہ اُنپر قرض تھا مگر سب لوگ اُنکو ایسا عزیز رکھتے تھے کہ تمام قرض خواہون نے ساری اپنی دستاویزین چاک کر ڈالین اور تمام قرض اپنا معاف کرکے اُنکے واسطے مغفرت کی دعا کی ایک جتہ کا اُنکے وارثون سے دعوی نہ کیا چونکہ مصنف صاحب خوش آواز بہت تھے اسواسطے اکبر نے اُنکو پیش نماز مقرر کیا کل سات امام تھے ہر روز ایک شخص کی باری ہوتی تھی چہارشنبہ کے روز اُنکی نوبت مقرر ہوئی خواجہ دولت ناظر سے یہ کام متعلق تھا کہ وہ ہر شخص کو اُسکی نوبت پر حاضر کر دیتا تھا اسی سال مین

خواجہ امین الدین محمود نے جو خواجہ امنا مشہور تھے انتقال کیا سارا انکا مال خزانہ عامرہ مین داخل ہوا اسی سال مین
ستھوین ذی قعدہ کو اکبر نے اجمیر کا سفر کیا اور جب اجمیر ایک منزل رہی تو موافق عادت قدیم کے اکبر بان سے پیادہ پا
گیا اسی مہینہ کی نوین تاریخ نوروز ہوا تھا اور سنہ جلوس بائیسوان شروع ہوا تھا اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ منعم خان
خانخانان کی وفات کے بعد داؤد نے مقابلہ کرکے سب بادشاہی امیرون کو گورا ور ٹانڈہ سے نکالدیا چنانچہ سب لوگ
حاجی پور اور پٹنہ مین چلے آئے اور خان جہان اس وجہ سے کہ لشکر اُسکا بھی الہور مین ہی بہت تامل سے جاتا ہی اس
وجہ سے اکبر نے ترک سبحان قلی کے ہاتھ خان جہان کو یہ فرمان بھیجا کہ بہت جلد جاؤ چنانچہ اُسنے بائیس روز کے
عرصہ مین ہزار کوس زمین طی کی پھر اجمیر مین یہ خبر آئی کہ خان جہان نے کرہی مین پہونچکر داؤد سے مقابلہ کیا اور
بڑی لڑائی کے بعد فتح پائی اور قریب ڈیڑھ ہزار آدمیون کے قتل اور قید کیے پھر وہان سے آگے بڑھ گیا ابتداے محرم
سنہ نوسو چوراسی مین اکبر براہ مان سنگھ ولد بھگوانداس کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مین لے گیا اور
وہان استمداد کرکے خلعت و گھوڑا مع تمام لوازم کے اُسکو عنایت کیا بعد ازان کوکندہ اور کونبھل میر کی طرف جو
رانا کیکا سے متعلق تھا نامزد کیا پانچ ہزار سوار ہمراہ کیے اور آصف خان میر بخشی اور غازی خان بدخشی اور شاہ غازی خان
تبرمزی اور مجاہد خان اور سید احمد خان اور سید ہاشم بارہہ اور مہتر خان خاصہ خیل وغیرہ کو بھی ہمراہی کا حکم ہوا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین غازی خان اور آصف خان کو اجمیر سے تین کوس تک پہونچانے گیا تھا
یکایک جہاد کا شوق میرے دل مین بھی پیدا ہوا فی الحال مین وہان سے لوٹ کر شیخ عبد النبی صدر کے پاس گیا
اور اُنسے یہ آرزو بیان کرکے التماس کیا کہ آپ مجکو بادشاہ سے رخصت دلوادیجیے اُسنے قبول تو کیا مگر بادشاہ سے
عرض کرنے کا خود وعدہ نہ کیا بلکہ یہ کام سید عبد الرسول نے اپنے وکیل کے ذمہ رکھا چونکہ یہ شخص بڑا فضول تھا
اس وجہ سے اُسکے وسیلے سے یہ عرض مین نے مناسب نہ سمجھی تب مین نے نقیب خان کا جسے میرا بہت سا
ربط تھا توسل کیا اُسنے اول بہت سا منع کیا اور کہا کہ اگر اس لشکر کا سردار ہنڈہ نہ ہوتا تو سب سے پہلے اس سفر کا
ارادہ مین کرتا مین نے جواب دیا کہ ہم اپنا سردار بادشاہ کو سمجھتے ہین مان سنگھ وغیرہ سے ہمین کیا غرض تب
نقیب خان نے موقع پاکر اکبر کے حضور مین عرض کیا کہ عبد القادر رخصت چاہتا ہی اکبر نے کہا کہ وہ تو عمدہ
امامت پر متعین ہی کیون جاتا ہی نقیب خان نے کہا کہ جہاد کی آرزو رکھتا ہی تب اکبر نے مجکو بلاکر پوچھا کہ تم
کیون جلے ہو مین نے التماس کیا کہ میری آرزو یہ ہی کہ اس اپنی سیاہ ڈاڑھی کو حضور کی دولتخواہی مین صرف کرون
اکبر نے کہا انشاء اللہ تم فتح کی خبر لاؤگے پھر مراقبہ مین جاکر بڑی توجہ سے دعا مانگی مین نے پانون چومنے کا قصد کیا

تو اکبر نے اپنا پانون ہٹالیا جب دیوانخانہ سے باہر نکلا تو اکبر نے پھر مجکو بلایا اور دونون ہاتھون مین پکڑکر بنسبت شہزادیان مجکو عنایت کین پھر رخصت کیا جب مین شیخ عبد النبی سے جو اُن دنون دل کی کدورت دور کرکے مجھسے صاف ہوگیا تھا ملنے گیا تو شیخ مذکور نے کہا کہ جسوقت لڑائی شروع ہو صرف میرے واسطے دعا مانگنا کیونکہ بموجب حدیث شریف کے وہ وقت قبولیت دعا کا ہے مین نے قبول کرکے اُنسے دعا کا التماس کیا بعد ازان سامان درست کرکے اور اپنے موافق یار دیکر ساتھ لیکر مین نے سفر کیا یہ سفر بڑی خیر و خوبی سے تمام ہوا آخر کو مین ایک فتح نامہ اور ایک مشہور راجا نامی تنازع پدیرانا کنکا کا فتح پور مین آیا اسی سال کی بیسوین محرم کو اکبر نے مہم کوکندہ کا سرانجام کرنے کے لیے فتح پور کا قصد کیا اور صفر کی چاندرات کو وہان پہونچا اتنے مین یہ خبر آئی کہ جب خان جہان کرہی سے آگے بڑھا داؤد نے تانڈہ سے نکل کر موضع سوہل مین جسکے ایک طرف گنگا اور دوسری طرف پہاڑ ہے پناہ لی اور اپنے لشکر کے گرد خندق کھود کر قلعہ بنا لیا ہے اور وہان سے ہر روز لڑتا ہے اور اُنھین لڑائیون مین خواجہ عبد اللہ پوتے خواجا احرار قدس اللہ سرہ العزیز کے بڑی بہادری سے کام کرکے شہید بھی ہوگئے اور اُس طرف سے خانسخانان پٹھانون کا سردار قتل ہوا یہ سُنکر اکبر نے مظفر خان حاکم پٹنہ و بہار کے نام فرمان بھیجا کہ تم اُس طرف کی تمام فوج لیکر خان جہان کی مدد کو جاؤ اسی سال کے ربیع الاول کے مہینہ مین میرزا محمد شریف ولد میر عبد اللطیف قزوینی جو ایک جوان طبیعت دارخوش خلق خوش آواز بلکہ بجمیع صفات موصوف تھا فتح پور کے میدان مین اکبر کے ساتھ چوگان کھیل رہا تھا اتفاقاً گھوڑے سے گرا فوراً جان نکل گئی اُسوقت وہان بڑا ایک شور اُٹھا یہ معرکہ دیکھکر اکبر بہت گھبرایا اور بالکل اُسکے حواس جاتے رہے تب قطب الدین محمد اتکہ نے گھوڑی کی باگ پکڑکر کہا کہ حضور یہان کیا کرتے ہین دولت خانہ کو تشریف لیجائیے تب اکبر وہان سے گھوڑا دوڑاکر مکان کو چلا گیا جب اُسکے دل کو تسکین ہوئی تو فرمان صحت و سلامتی کے مضمون کے سب سرحد کے امیرون کو بھیجے منجملہ اُنکے ایک فرمان مان سنگھ اور آصف خان کے نام بھی پہونچا ابتداے ماہ ربیع الاول ۹۸۴ نوسو چوراسی مین کوکندہ کی فتح واقع ہوئی مجملاً اُسکا بیان یہ ہے کہ جب مان سنگھ اور آصف خان اپنے لشکر کے ساتھ اجمیر سے کوچ کرکے مانڈل گڈھ کے راستہ سے بلدہ نام مین جو کوکندہ سے سات کوس دور کی طرف راجہ کنکا کا دارالریاست تھا پہونچے تو رانا اپنی فوج کو ساتھ لیکر مقابلہ کے لیے بڑھا اُسوقت مان سنگھ ہاتھی پر سوار ہوکر مع خواجہ محمد رفیع بدخشی اور شہاب الدین کروہ پائندہ قزاق اور علی مراد اوزبک اور راجہ لون کرن حاکم سانبھر وغیرہ اور راجپوتون کے قلب سپاہ مین قائم ہوا اور چند نامی جوانون کو چھانٹ کر ہراول بنایا اور اُنھین اسّی اور کئی آدمیون کو منتخب کرکے سید ہاشم بارہہ کے ساتھ ہراول سے بھی آگے روانہ کیا جسکو جوزہ ہراول کہتے ہین سید احمد خان بارہہ مع ایک جماعت کے میمنہ مین

اور قاضی خان مع جماعت شیخ زادہائے سیکری کے میسرہ میں متعین ہوا رانا کنکا تین ہزار سوار ساتھ لیکر پہاڑ کے پیچھے سے آیا اور اُنکی فوج کے دو گروہ ہوگئے ایک گروہ جسکا سردار حکیم سور تھا پہاڑ کے قبلہ کی جانب سے ہراول کے مقابلہ میں آیا اور جو گروہ وہاں راستہ بہت ناہموار تھا اور تھوڑے کے پیر پڑی کثرت سے تھے اس سبب سے ہراول اور جوزہ ہراول باہم ملکر ایک ہوگئے اور اُسوقت مخالف لوگ غالب ہوگئے اور سارے راجپوت جنکا شمار راجہ بھون کرن سانبھری تھا ہراول فوج کے سامنے ہوتے ہوئے میمنہ کی جانب سے میسرہ کی طرف کو بھاگے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میں بھی ہراول کی فوج مین تھا میں نے آصف خان سے کہا کہ ہمارے سامنے یہ راجپوت آگئے اب دوست دشمن میں کیونکر فرق کرین اُسنے جواب دیا کہ تم تیر مارنے شروع کردو کوئی ہو چنانچہ اسی طرح تیر اندازی شروع کی اور مخالفون پر تاک تاک کے تیر مارے سادات بارہہ اور بعضے اور جوانون نے اس لڑائی مین وہ کام کیے جو تم سے بھی نہو سکتے بہت سے آدمی دونون طرف کے کام آئے رانا کی فوج کا دہرحصہ جسمین رانا خود موجود تھا گھاٹی مین سے نکلا اور قاضی خان کو جو وہانہ گھاٹی پر تھا ہٹا کر قلب فوج پر جا پڑا سیکری والے شیخ زادہ یکبارگی بھاگ نکلے بھاگتے وقت شیخ منصور داماد شیخ ابراہیم کے سرین پر ایک تیر لگا زخمت مدت تک رہی قاضی خان باوجودیکہ پیچارہ ایک ملّا آدمی تھا مگر اُس روز بڑی جرأت کرکے دیر تک میدان مین کھڑا رہا اسکے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر تلوار کا زخم بھی لگا جب عاجز ہوا تو وہان سے ہٹ کر قلب مین چلا گیا جو لوگ لول ہی وہان بھاگ نکلے تھے وہ پانچ چھ کوس تک بھاگ کر دریا پر اُترگئے ہرگز اُنھون نے باگ نہ پھیری عین گرمی ہنگامہ مین مہتر خان نے جو ہراول کی فوج مین نکل کر نقارہ بجا دیا کہ خود اکبر بھی آپہونچا یہ سُنکر سب کے دل بڑھ گئے اور بھاگنے والون کو بھی ایک طرح کی تقویت ہوگئی مخالفون کی طرف سے اجُدرام ساہ گوالیاری نبیرہ راجہ مان نے جو رانا کے آگے آگے تھا راجپوتون کی جان پر بڑی آفت ڈالی یہ وہی راجپوت تھے جو میمنہ سے بھاگ کر میسرہ مین سادات کے پاس رہگئے تھے اور انھین کے بھاگنے کی وجہ سے آصف خان کے بھی پانون اُکھڑ گئے تھے اور اگر سادات ہمت نہ کرین تو جیسا کہ اول وہلہ مین راجپوتون نے کام بگاڑ تھا وہی انجام کو بھی رسوائی حاصل ہوتی مخالفون کے ہاتھی بادشاہی فوج کے ہاتھیون کے برابر آگئے اُنمین سے دو ہاتھی باہم لڑنے لگے حسین خان ہاتھیون کا فوجدار جو راجہ مان سنگھ کے پیچھے ایک اور ہاتھی پر سوار تھا اس کشمکش مین وہ بھی گر پڑا اُسوقت مان سنگھ معاوت کی جگہ اُس ہاتھی پر خود سوار ہوگیا اور ایسے وقت مین اُسنے ایسی ثباتقدمی کی کہ کوئی نہ کرسکیگا وہ دو ہاتھی جو باہم لڑتے تھے اُنمین ایک بادشاہی فوج کا ہاتھی تھا اور اُسکے مقابل رام پرشاد نامے رانا کا ایک بڑا قوی ہاتھی تھا دونون ایک دوسرے کو ریل دیتے تھے رانا کی طرف کے رام پرشاد نامے ہاتھی پر جو فیلبان سوار تھا اُسکے ایک تیر لگا وہ اُسی ہاتھیون کی کشمکش مین زمین پر گر پڑا تب اُدھر کے ہاتھی کا فیلبان چالاکی کرکے اپنے ہاتھی سے

کو دیکر رانا کے طرف کے ہاتھی پر جا بیٹھا فی الواقع اسوقت اُسنے بڑا کام کیا یہ حال دیکھکر رانا کے پانوں اُکھڑ گئے اور ساری اُسکی فوج مین تذبذب پڑگیا کمکی جوان جوان سنگھ کی محافظت کر رہے تھے آگے بڑھکر ایسے لڑے کہ اُنکی لڑائی گویا ایک کارنامہ ہے مخالفون کی طرف سے جیمل چتوڑی کا بیٹا اور راجہ رام ساہ راجہ گوالیار کا اور اُسکا بیٹا سالباہن جنھون نے بڑی بڑی بہادریان کی تھین اس لڑائی مین مارے گئے اور گوالیار کے راجون کی نسل سے کوئی شخص اس قابل باقی نہ رہا جو مسند شاہی لائق ہو رانا جادہونگھ کے مقابلہ مین تھا اُسکے بھی تیرون کے کئی زخم لگے حکیم سور سادات کے مقابلہ سے بھاگ کر رانا کے پاس پناہ لے گیا دونون ٹکڑے اُسکی فوج کے ملکر ایک ہوگئے رانا نے میدان سے بھاگ کر پھر اُنھین پہاڑ مین جنمین چتوڑ کی فتح کے بعد آوار پھرتا تھا پناہ لی اُس لڑائی کے روز گرمی بھی حد سے زیادہ تھی عین گرمی کے چلنے کے دن تھے صبح سے دوپہر تک مر کر رہا پانسو آدمیون کا اُس میدان مین کھیت ہوا اُنمین سے اکیسو بیس مسلمان اور باقی ہندو تھے زخمی تین ہزار سے زیادہ تھے ہوا مین یہ گرمی تھی کہ سپاہیون کو حرکت کی طاقت نہ رہی تھی اور گمان غالب یہ تھا کہ رانا دھوکا دیکر پہاڑ کے پیچھے ٹھہرا ہوا ہے اس وجہ سے کسی نے اُسکا تعاقب نہ کیا اور لوٹ کر خیمون مین آکے زخمیون کا علاج شروع کیا اور اُس فتح کی یہ تاریخ ہوئی ؎ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ فَتْحٌ قَرِیْبٌ ✣ دوسرے دن وہان سے کوچ کرکے لڑائی کے میدان کا ملاحظہ کرتے ہوے گھاٹی سے گذر کر کوکندہ مین پہونچے چند لوگ جو رانا کے محل کی محافظت کرتے تھے اور کچھ لوگ جو تنجانہ مین رہتے تھے سب قریب بیس آدمیون کے لڑکر مرگئے ہندوون کا قدیم طریقہ یہ ہے کہ جب مغلوب ہوکر شہر خالی کرتے ہین تو کچھ لوگ اپنے ناموس کے لحاظ سے لڑکر اپنی جان گنواتے ہین اور چونکہ یہ خیال تھا کہ کھمین رانا رات کو شبخون نہ مارے اسلیے کوچہ بندی کرکے خندق اور دیوار اسقدر شہر کوکندہ کے گرد بنا کر رہا کہ سوار اُسپر سے نہ آسکے پھر دوسرے دن میدان مین کشتون کی اور اُن گھوڑون کی جو مارے گئے تھے اسم نویسی شروع کی تاکہ اکبر کو جو عرضی بھیجی جاوے اُسمین یہ تفصیل درج ہو سید احمد خان بارہہ نے کہا کہ نہ ہم مین سے کوئی آدمی مارا گیا نہ گھوڑا پھر اسم نویسی کی کیا ضرورت ہے اب غلہ کی فکر سب کاموں پر مقدم ہے کیونکہ اُس کوہستان کے ملک مین غلہ بہت کم پیدا ہوتا تھا چنانچہ اُن دنون مین غلہ کے نہ ملنے سے فوج نے بڑی تکلیف اُٹھائی تھی سب امیرون نے ملکر اس باب مین باہم مشورہ کیا اور یہ ٹھہری کہ ہر روز ایک امیر سردار ہوکر غلہ کی تلاش مین جاوے چنانچہ اسی قرارداد کے بموجب ہر روز ایک امیر جاتا تھا اور پہاڑیون پر جہان کہین کچھ بستی یا آدمیون کا مجمع پاتے تھے اُنکو لوٹ لاتے تھے اور غلہ اور جانورون کے گوشت پر اوقات بسر ہوتی تھی آم وہان بڑی کثرت سے تھے اکثر عوام الناس کی فقط آمون پر ہی گذر ہوتی تھی اسی وجہ سے بہت لوگ بیمار بھی ہوگئے وہان کے آم جو تولے گئے تو اکبری وزن سے سیر سیر بھر کے ہوتے تھے پوست بھی اُنکا

پتلا ہوتا تھا مگر شیرینی کم اور ذائقہ اچھا نہ تھا اسی اثنا مین اکبر نے معرکہ کا مفصل حال تحقیق کرنے کے لیے محمود خان خواجہ کو بھیجا چنانچہ متواتر کوچ کرتا ہوا وہان پہونچا اور ایک روز رکہہ سب حال معلوم کیا اور پھر وہان سے روانہ ہوکر بہت جلد اکبر کی خدمت مین پہونچا اور معرکہ کی شرح بتفصیل عرض کی اکبر نے ساری کارگزاریان سرداروں کی بہت پسند کین مگر یہ بات کہ رانا کو زندہ نکل جانے دیا اور اسکا تعاقب نہ کیا پسندیدہ نہ آئی امیرون کی یہ رائے ہوئی کہ رام پرشاد نامی ہاتھی کو جو غنیمت مین ہاتھ آیا تھا اور کئی مرتبہ اسکو اکبر نے رانا سے طلب کیا تھا مگر اس کمبخت نے نہ دیا تھا فتحنامہ کے ساتھ درگاہ کو روانہ کرین جب اسکی ہمراہی کے لیے کسی سردار کو تجویز کرنے لگے تو آصف خان نے مصنف صاحب کی نسبت کہا کہ یہ محض اپنے دلی شوق اور ثواب کی نیت سے آئے تھے اُنکے ہمراہ فتح نامہ بھیجدینا چاہیے مان سنگھ نے کہا کہ ابھی تو یہان بڑا کام باقی ہی انکو چاہیے کہ معرکہ مین ہر جگہ صف سے آگے بڑھکر امامت کیا کرین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ یہان امامت کی کیا ضرورت ہی مین جاکر خود حضرت بادشاہ کا امام بنونگا یہ سُنکر وہ بہت ہنسا اور اُس ہاتھی کی حفاظت کے لیے تین سو سوار ساتھ کرکے روانہ کیا اور خود بھی سیر و شکار اور تھانہ بٹھانے کی غرض سے قصبۂ موہنی تک جو کوکندہ سے بیس کوس ہی ساتھ آیا اور وہان سے ایک سفارش نامہ لکھکر مصنف صاحب کو رخصت کیا چنانچہ باگھور اور مانڈل گڈھ کے رستہ سے قصبۂ انبیر مین جہان مان سنگھ کا وطن تھا پہونچے رستہ مین جو لوگ اس لڑائی کی کیفیت اور مان سنگھ کے فتح پانے کی حقیقت سُنتے تھے بہت تعجب کرتے تھے بلکہ اُنکو یقین نہ آتا تھا جب انبیر پانچ کوس رہا اتفاقاً وہان وہ ہاتھی دلدل مین اندہ گیا جتنا آگے کو بڑھتا تھا اُتنا ہی زمین کے نیچے کو بیٹھا جاتا تھا چونکہ پہلی ہی خدمت تھی اس وجہ سے مصنف صاحب کو بڑا تردد پیدا ہوا آخر اُس نواح کے بہت سے لوگ جمع ہوے اور اُنھون نے کہا کہ پارسال بھی ایک بادشاہی ہاتھی یہان اندہ گیا تھا جب یہان پانی بہت سا ڈالا تو زمین نرم ہوگئی تھی اور ہاتھی آسانی سے نکل گیا تھا یہ سُنکر فوراً سقون نے یہی تدبیر کی تب اُس ہاتھی نے اُس بلا سے نجات پائی وہان سے چل کر نہر مین پہونچے تین چار روز وہان رہے پھر قصبۂ تودہ کے رستہ سے جو مصنف صاحب کے پیدا ہونے کی جگہ ہی بسادر مین پہونچے اور وہان سے کوچ کرکے فتح پور مین داخل ہوے اور ابتداے ماہ ربیع الثانی مین راجہ مان سنگھ کے باپ راجہ بھگوانداس کے وسیلے سے اکبر کی کورنش حاصل ہوئی مصنف صاحب نے امیرون کی عرضیان مع ہاتھی کے پیش کین اکبر نے پوچھا اس ہاتھی کا نام کیا ہی مصنف صاحب نے عرض کیا کہ اسکا نام رام پرشاد ہی اکبر نے کہا کہ یہ سب پیر کے طفیل سے حاصل ہوا ہی اسواسطے اسکا نام آیندہ کو پیر پرشاد ہونا چاہیے پھر اکبر نے کہا کہ وہان کے امیرون نے تمھاری تعریف بہت لکھی ہی سچ سچ کہو تم کس فوج مین تھے اور کیا کام کیا

مصنف صاحب نے کہا کہ بادشاہون کے حضور مین مین سچی بات بھی ٹہرے خوف سے بیان کرتا ہون جھوٹی بات کیونکر کہسکونگا جو کچھ واقعی واقعی حال تھا وہ سب مصنف صاحب نے بتفصیل تمام اول سے آخر تک بیان کیا پھر اکبر نے پوچھا کہ تم خالی ہاتھ تھے یا مسلح مصنف صاحب نے جواب دیا کہ ایک زرہ اور کیچ میرے پاس موجود تھا اکبر نے پوچھا کہ یہ سامان تمنے کس سے لیا مصنف صاحب نے جواب دیا کہ سید عبداللہ خان سے اُس زمانہ مین ہر وقت اکبر کے سامنے اشرفیون کا ڈھیر رہتا تھا چنانچہ دونون ہاتھون مین بھر کر چھیانوے اشرفیان مصنف صاحب کو انعام مین عطا کین پھر پوچھا کہ تمنے شیخ عبدالنبی سے بھی ملاقات کی یا ابھی نہین انھون نے جواب دیا کہ سیدھا سفر سے آکر دربار مین حاضر ہوا ہون ابھی کسی سے بھی ملاقات نہین کی پھر اکبر نے ایک دوشالہ نخودی اعلی قسم کا دیا اور کہا کہ اسکو لیتے جاؤ اور شیخ مذکور سے جاکر ملاقات کرو یہ دوشالہ ہماری طرف سے اُنکو دیکر کہنا کہ یہ خاص ہمارے کارخانہ کا ہے ہمنے فرمایش کرکے تمھاری نیت سے تیار کرایا ہے اسکو تم اوڑھو مصنف صاحب اُس دوشالہ کو لیکر شیخ عبدالنبی کے پاس گئے اور اکبر کا پیغام ادا کیا شیخ عبدالنبی بہت خوش ہوا اور اُسنے کہا کہ مین نے رخصت کے وقت تمسے کہدیا تھا کہ جب لڑائی شروع ہو تو میرے لیے ضرور دعا مانگیو انھون نے جواب دیا کہ مین نے یہ دعا پڑھی تھی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ یہ سنکر شیخ عبدالنبی نے کہا کہ یہی کافی ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہ شیخ عبدالنبی آخر کو ایسے بُرے حال سے مرا کہ خدا کسی کو نہ دکھائے خان جہان کھل گانون مین داؤد سے مقابلہ کر رہا تھا اور اسکا منتظر تھا کہ مظفر خان اور لشکر بہار اور حاجی پور کا اُسکی مدد کو پہونچے اسلیے اکبر نے اسی سال مین سید عبداللہ خان کو مع فرمان کے اُسکے پاس بھیجا فرمان مین یہ درج تھا کہ ان امیرون کے بھیجنے کا اہتمام ہو رہا ہے اور ہم بذات خود بھی آنے والے ہین اور پانچ لاکھ پیادہ اکی جرار کے وسیلہ سے اُس لشکر کی مدد کے لیے روانہ کیے اور بہت سی کشتیان غلہ کی بھری ہوئی بھی آگرہ سے روانہ کین اسی اثنا مین یہ خبر پہونچی کہ نواحی حاجی پور اور پٹنہ کے ایک زمیندار گجپتی نے باغی ہوکر بہت سی جمعیت اکٹھی کرلی ہے اور اُسنے یورش کرکے فرحت خان اور اُسکے بیٹے میر کردائی کو جو تھانہ آرہ مین تھے شہید کرڈالا اور راستہ بالکل بند ہے اسی سال کی بیسویں ربیع الثانی کو اکبر نے بنگالہ کے ارادہ پر فتح پور سے کوچ کرکے پانچ کوس پر منزل کی اسی منزل مین سید عبداللہ خان داؤد کا سر لیکر ملازمت مین حاضر ہوا اور وہ بیت جنکی فال مین جو سید میر کی نے پٹنہ سے لوٹتے وقت جونپور مین نکالی تھی سچی ہوگئی ؎ مژدہ فتح بنا گاہ رسید ٭ سر داؤد بدرگاہ رسید ٭ اس لڑائی کا مجملاً قصہ یہ ہے کہ جس وزیر سید عبداللہ خان خان جہان کے لشکر مین پہونچا اور وہان اُسنے لڑائی کا اہتمام کیا

دوسرے روز جو پندرھوین ماہ ربیع الثانی کی تھی خان جہان نے فوج کو ترتیب دیا اور ایک ایک امیر کے واسطے میدان مین جگہ
متعین کر دی مظفر خان نے پانچ ہزار کی جمعیت سے صفین آراستہ کین داؤد اپنے غرور کے نشہ مین مست ہو کر اپنے چچا
جنید کروانی کو اور سوائے اسکے اور بہت سے سردارون کو ساتھ لیکر قلعہ سے باہر نکلا لڑائی شروع ہوئی اول وہلہ مین ایک توپ کا گولہ
جنید کے زانو مین لگا تمام بدن اُسکا پاش پاش ہو گیا اور جب دونون فوجین باہم ملکر لڑنے لگین تو پٹھانون کو شکست
ہوئی اتفاقاً داؤد کا گھوڑا کھیت مین اندگیا فوراً حسن بیگ اُسکو گرفتار کر کے خان جہان کے پاس لے آیا
اُسوقت داؤد پر تشنگی بڑی غالب تھی پانی مانگنے لگا لوگون نے اُسکے جوتے مین ہی پانی بھر کر سامنے کیا اُسنے
پانی پینے سے انکار کیا تب خان جہان نے خاص اپنے پینے کا پانی اُسکو پلا کر سیراب کیا چونکہ داؤد بہت خوبصورت آدمی
تھا اسوجہ سے خان جہان اُسکے قتل پر راضی نہ تھا مگر سب امیرون کی راے یہ ٹھہری کہ اسکے زندہ رکھنے مین بڑے
فساد کا احتمال ہے اس واسطے اُسکے قتل کا ارادہ کیا دو زخم لگائے مگر کارگر نہوے تب اُسکو بڑے عذابون سے قتل کیا
اور اُسکے سر کو جدا کر کے اسمین گھاس بھر دی اور بہت سی خوشبوئین اُسکو لگا کر سید عبداللہ خان کے ہاتھ دربار کو
روانہ کیا اُس لڑائی مین ہاتھی اور غنیمت کا مال بہت ہاتھ آیا اِس سال مین اکبر نے اس فتح کے شکریہ ادا کرنے کے لیے
تیئسوین جمادی الثانی کو اجمیر کا قصد کیا چھٹی رجب کو حضرت خواجہ کے عرس کے دن اجمیر مین پہونچا اور سلطان خواجہ
ولد خواجہ خاوند محمود کو سیر حاج کر کے سفر حج کو اکبر نے روانہ کیا اور چھ لاکھ روپیہ کا نقد و جنس حرمین شریفین کے مستحقون کے
لیے اور حرم مبارک مین ایک مکان بنوانے کے لیے اُسکو حوالہ کیا اور جسوقت سلطان خواجہ رخصت ہونے لگا اکبر
احرام والون کی صورت بنا کر ننگے پانون اور ننگے سر اور اُسی طرح کا لباس پہن کر اور کسی قدر سر کے بالون کا بھی قصر کر کے
چند قدم بطور شایعت کے اُسکے ساتھ گیا اُسوقت لوگون پر بڑی رقت طاری تھی اور ہر طرف سے ایک شور یہ تھا
اور قطب الدین محمد خان اور قلیچ خان اور آصف خان کو خواجہ مذکور کے ہمراہ کر کے یہ حکم دیا کہ اس قافلہ کو کوکندہ تک
پہونچا دو بعد ازان تمام رانا کے ملک کو پامال کر دو اور جہان کہین رانا کا پتا ملے اُسکو ہرگز زندہ نہ چھوڑو اسی اثنا مین
یہ خبر پہونچی کہ شاہ طہماسپ کا انتقال ہو گیا اور شاہ اسمعیل ثانی اُسکا جانشین ہوا یہ تاریخ اُسکے جلوس کی ہے
ع اول دولت فتح و ظفرست ۔ بعد ازان اکبر نے حکم عام دیا کہ جسکا جی چاہے حج کو جاوے خرچ راہ
خزانہ سے ملیگا یہ سنکر بہت لوگون نے قصد کیا اور بڑی مخلوق اس سعادت سے مشرف ہوئی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ اُسکے برخلاف اب یہ حال ہے کہ جو کوئی سفر حج کے لیے رخصت مانگتا ہے واجب القتل ٹھہرتا ہے
اسی اثنا مین یہ خبر پہونچی کہ رسد بہم نہ پہونچنے کی وجہ سے کوکندہ کے لشکر پر بڑی تکلیف ہے اسلیے اکبر نے

مان سنگھ اور آصف خان اور قاضی خان کو تنہا وہان سے بلایا مان سنگھ اور آصف خان مین باہم نفاق بہت تھا اور
اِن دونون کی بعضی حرکتین اکبر کو ناپسند ہوئی تھین اسلیے چند روز ان دونون کو کورنش سے محروم رکھا مگر قاضی خان بدخشی
اور مہتر خان اور علی مراد اوزبک اور خنجری ترکا ور ایک دو شخص اور کہ مصنف صاحب بھی اُنھین مین سے تھے روز بروز تقرب
مین بڑھتے گئے باقی اور لوگون پر کچھ دنون عتاب رہا پھر اُنکے بھی قصور معاف ہوگئے چونکہ رانا اودے پور اور خان پور کے کوہستان مین
فراق بنکر لوٹتا پھرتا تھا اسلیے اکبر نے اُسکی تنبیہ کے واسطے اسی مہینہ کی انیسوین تاریخ کو اُس طرف کوچ کیا خواجہ شاہ
منصور شیرازی ابتدا مین بادشاہی خوشبوخانہ کا داروغہ تھا اور چونکہ مظفر خان کو اُس سے عداوت بہت تھی اُس
سبب سے وہ وہان سے بھاگ کر جونپور مین منعم خان کے پاس چلا گیا تھا وہان اُسنے بڑی عزت پاکر دیوانی کا منصب
حاصل کیا منعم خان کے حادثہ کے بعد پھر اکبر نے فرمان بھیجکر اُسکو طلب کیا چنانچہ اُنھین دنون وہ ملازمت مین حاضر ہوا
اور چونکہ وہ نہایت کاردان اور لائق آدمی تھا اسلیے اکبر نے اُسکو کل ممالک محروسہ کا دیوان مقرر کیا رفتہ رفتہ تمام مہمات
ملکی مین دخیل ہوگیا حسب اتفاق انھین دنون ستارہ دنبالہ دار مغرب کی طرف ظاہر ہوا اور چونکہ شاہ منصور بھی اپنی دیوانی کا
دنبالہ بہت دراز چھوڑ رہا تھا اس وجہ سے ستارہ دنبالہ دار لوگون نے اُسکا نام مقرر کردیا یہ شخص حساب مین سپاہیون سے
بہت سختی کرتا تھا اسواسطے لوگ اسکے ظلمون کے مقابلہ مین راجہ اونظر خان کے ظلم بھی بھول گئے اِسی سال مین
یہ خبر آئی کہ شاہ اسمٰعیل ولد شاہ طہماسپ بادشاہ عراق کو اُسکی ہمشیرہ پری جان خانم نے امیرون سے متفق ہوکر قتل
کرڈالا امیر حیدر معمائی نے اُسکے جلوس کی تاریخ شہنشاہ روے زمین اور اُسکے وفات کی تاریخ شہنشاہ زیر زمین
نکالی گویا دمدار ستارہ کا اثر عراق مین ظاہر ہوا بڑا غدر اُس ملک مین قائم ہوگیا تبریز اور شروان اور مازندران پر
والی روم نے زبردستی قبضہ کرلیا چند روز کے بعد سلطان محمد خدابندہ نے جو شاہ طہماسپ کا دوسرا بیٹا
شاہ اسمٰعیل کا سوکیلا بھائی تھا تخت پر جلوس کیا اسکے زمانہ مین فیض کسی قدر اُس ملک مین کم ہوگیا اور اُسکی
عوض مین الحاد ہندوستان مین زیادہ ہوگیا ۵ نفاق آ ۵ درہند از بلاد عراق ۵ عراق قافیہ میدان برگذار
نفاق ۵ عجب قصبہ ہوشنی مین اکبر کی منزل ہوئی تو وہان سے اُسنے قطب الدین محمد خان اور راجہ بھگوان داس کے
نام فرمان لکھا کہ یہ دونون سردار کوکندہ مین توقف کرین اور قلیچ خان مع اور امیرون کے ابد تک جاحد آباد سے
چالیس کوس ہی حاجیون کے قافلہ کو پہونچا دے اور پھر قلعہ ایدر کا محاصرہ کرے اور وہان کے راجہ زابن داس کو
قرار واقعی کو شمالی دے قلیچ خان نے بموجب اس حکم کے تیمور خان بدخشی کو پانسو سوارون کے ساتھ قافلہ کے آگے
کردیا اور راجہ ایدر وہان سے بھاگ کر رانا کی طرح پہاڑون مین آوارہ پھرنے لگا اسی منزل مین شہباز خان

شاہ مداغ خان اور اُسکا بیٹا عبد المطلب خان اور شاہ فخر الدین خان وغیرہ مالوہ کے جاگیردار ملازمت مین حاضر
ہوے اکبر نے غازی خان بدخشی کو ہزاری کا منصب دیکر مع شریف محمد خان انکے اور مجاہد خان اور ترک
سبحان قلی خان کے تین ہزار سوارون کے ساتھ سوہنی کے تھانہ مین چھوڑا اور کوہستان مدار مہم عبد الرحمن بیگ
پسر جلال الدین بیگ اور عبد الرحمن ولد مؤید بیگ کو پانسو سوارون کے ساتھ متعین کیا اور قطب الدین خان اور
راجہ بھگوان داس کو بھی کوکنہ سے طلب کرلیا اور شاہ فخر الدین اور جگناتھ کو اودے پور مین اور سید عبد اللہ خان
اور راجہ بھگوانداس کو رہ اودے پور کے دہانہ مین مقرر کیا اور خود وہان سے کوچ کرکے نواحی بانسوارا اور
ڈونگر پور مین پہونچا اُسی جگہ راجہ ٹوڈرمل بنگالہ سے آکر ملازمت مین حاضر ہوا اور پانسو ہاتھی مع اور بہت سے
اُس ملک کے تحفون کے پیش کیے اکبر نے آصف خان کو ایدر کے لشکر کا سردار مقرر کرکے بھیجدیا تھا اور قلیچ خان کو
وہان سے بُلا لیا تھا اسی منزل مین قلیچ خان کو مع کلیان رائے بقال ساکن گھنبایت کے بندر سورت کو بھیجا
تاکہ فرنگیون سے عہد و پیمان کرکے خواجہ سلطان کے جہاز کو روانہ کرادے چونکہ پہلے کوئی عہد و پیمان نہ تھا اس سبب سے
اُس جہاز کو فرنگیون نے روک لیا تھا اور اس کام سے فارغ ہوکر مالوہ مین لشکر سے آملے اسی سال کے ذی الحجہ کے
مہینہ مین نوروز ہوا اور سیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا اکبر نے نوروز کے جشن کو قصبہ دیبال پور مین جو مالوہ کے
توابعات سے ہے بڑی دھوم دھام سے ترتیب دیا مصنف صاحب چونکہ بیمار سخت ہوگئے تھے اس سبب سے
لشکر کا ساتھ چھوڑکر بساور مین رہ گئے تھے اب اُنکو افاقہ ہوا تو بانسوارا کے رستہ سے لشکر کا قصد کیا
بیچ دونون مین سید عبد اللہ خان سے ملاقات ہوئی اُنھون نے بیان کیا کہ وہ رستہ بہت خراب ہے چنانچہ وہ
اس طرف سے لوٹا کر مصنف صاحب کو اپنے ساتھ بجونہ مین لے گئے چند روز وہان رہنے کا اتفاق ہوا پھر
اس خیال سے کہ بادشاہی امامت اِنکے ذمہ تھی رضوی خان کے ساتھ گوالیار اور سارنگپور اور اودین ہوتے ہوے
بارھوین ذی الحجہ کو حدود دیبال پور مین لشکر سے جاملے اور ایک قرآن حائل بہت نفیس اور ایک بیاض
خطبون کی جسمین بڑے صنائع بدائع کے خطبہ تھے پیش کی یہ بیاض اور قرآن حافظ محمد امین خطیب قندھار کے
تھے جو خوش خوانی مین بے نظیر تھا اُسکو بساور کے قریب سے چور لے گئے تھے سید عبد اللہ خان نے پیری جو
وہ دونون چیزین پھر پیدا کین اور مصنف صاحب کے حوالہ کردی تھین اکبر اُنکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور
حافظ محمد امین کو بُلاکر مذہبی کے طور پر کہا کہ یہ قرآن حائل ایک جگہ سے ہمارے لیے آیا ہے تم کو بھی دیا محمد امین
اُسکو پہچان کر ایسا خوش ہوا کہ گویا از سر نو جان تازہ پائی اور بہت سے آداب بجا لایا اور کہنے لگا کہ

حضور نے اُسی روز سید عبداللہ خان سے فرمایا تھا کہ ان دونوں چیزوں کو تم ضرور تلاش کر کے نکالو گے جب اُسنے
ملنے کی کیفیت مصنف صاحب سے پوچھی اُنھوں نے بیان کیا کہ بیلداروں کی قوم اکثر بسا وقت کے علاوہ کے کانوں
میں رہتی ہے اور یہ لوگ اسی بہانہ سے رہزنی کیا کرتے ہیں اُنھیں لوگوں نے اس اسباب کو بھی چوری کیا تھا اُنھیں سے جو
کچھ جھگڑا ہوا تو ایک شخص نے اُنھیں میں سے اس امر کی سید عبداللہ خان کو خبر کر دی چنانچہ عبداللہ خان نے
سب کو گرفتار کر لیا اُنھوں نے بہت سی چوریوں کا اقرار کیا یہ سُنکر اکبر نے حافظ سے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اور اسباب
بھی پیدا ہو جاویگا تم اپنی خاطر جمع رکھو اُسنے عرض کیا کہ میرا اصلی مقصود اسی قرآن اور بیاض کا ملجانا تھا
کیونکہ میرے آباؤ اجداد سے موروثی چلی آتی تھیں باقی اور اسباب کے نہ ملنے کا چنداں غم نہیں چنانچہ جب اُس
سفر سے مراجعت کا اتفاق ہوا وہ اسباب بھی سب بیلداروں سے مل گیا سید عبداللہ خان نے فتح پور میں
لاکر پیش کیا اسی منزل میں مصنف صاحب کو از سر نو امامت کا حکم دیا ہفتہ میں ایک دن رات اُنکی نوبت
ہوتی تھی خواجہ دولت ناظر خواہی نہ خواہی چوکی میں لاکر حاضر کر دیتا تھا چند روز اکبر نے اُس ملک کے اہتمام کے لیے
دیپال پور میں توقف کیا اور شہاب الدین احمد خان وغیرہ بڑے بڑے نامی امیروں کو راجہ علی خان کے مقابلہ کے
لیے برہان پور کو بھیجا اور اُس لشکر کی وضع و محلائی کا عمدہ شہباز خان بخشی کو سپرد کیا اُسی منزل سے
راجہ ٹوڈرمل کو اعتماد خان گجراتی کے ساتھ ولایت گجرات کی جمع کی تحقیقات اور اُس ملک کے انتظام کے لیے
نامزد کیا اسی اثنا میں یہ خبر آئی کہ آصف خان نے ایدر کو فتح کر لیا اور راجہ نرائن اُس کو شکست ہوئی تفصیل
اُس قصہ کی یہ ہے کہ جب قلیچ خان ایدر سے علی مراد اوزبک کے ہمراہ جو اُسکو بلا لیگیا تھا دیار بکر کو متوجہ ہوا اور
آصف خان وہاں کی سرداری کے لیے متعین ہوا ایدر کا راجہ جو دربدر پھرتا تھا رانا کیکا اور بہت سے بندیلوں کی
مدد سے بہت سی جمعیت اکٹھی کر کے تھانۂ ایدر سے دس کوس پر آکر شبخون مارنے کا ارادہ رکھتا تھا آصف خان
اور میرزا احمد مقیم اور تیمور بخشی اور امیر ابو الغیث بخاری اور میر محمد معصوم بکری وغیرہ نے مشورہ کر کے یہ بات ٹھہرائی
کہ قریب پانسو سواروں کے تھانہ کی محافظت کے لیے چھوڑیں اور بیشدستی کر کے خود ہی سر شبخون کریں چودھویں
ذی الحجہ ۹۸۳ھ نو سو چوراسی کو صبح صادق کے وقت سات کوس راہ گئے تھے اس طرف سے راجہ نرائن اپنی
فوج لیے آتا تھا مقابلہ شروع ہوا بڑی لڑائی کے بعد مرزا محمد مقیم جو بادشاہی فوج کا ہراول تھا شہید ہوا آخر ہندوؤں کو
شکست ہوئی آصف خان نے یہ سارا لڑائی کا حال مفصل بذریعہ عرضی کے اکبر سے عرض کیا اکبر نے آصف خان کو
اور وہاں کے سب سرداروں کو نیکنامی کے فرمان بھیجے اسی سال میں میر سید محمد میر عدل کو حکومت بکر پر نامزد کیا

اُنھون نے میر سید ابو الفضل وغیرہ اپنے بیٹون کو قلعہ شنبور روانہ کیا چنانچہ اُنھون نے تھوڑے دنون مین اُس قلعہ کو فتح کر لیا میر سید صفائی نے اُسکی یہ تاریخ لکھی تھی ع فتح شنبوہی شد با والا دنبی + اُنھین دنون مین میر سید محمد کا انتقال ہو گیا اور سید فاضل اُنکے وفات کی تاریخ ہی اسی زمانہ کے واقعات مین سے ایک واقعہ شریف آملی کا آنا اور دیوال پور مین اُسکا اکبر کے دربار مین حاضر ہونا ہی تفصیل اُسکی یہ ہی کہ یہ ملا ہمیشہ ہر شہر مین آوارہ پھرا کرتا تھا اور ہمیشہ مذہب بدلتا رہتا تھا کچھ دنون صوفی بنا رہا اور بلخ مین مولانا محمد زاہد کی خانقاہ مین فقیرون کے ساتھ بسر کرتا رہا لیکن چونکہ روشی سے اُسکو مناسبت ذاتی نہ تھی وہان بھی اُسنے بیہودہ باتین کرنا شروع کین تب مولانا ممدوح نے اُسکو وہان سے نکالا اور اُنھون نے چند شعر بھی اُسکی شان مین لکھے تھے اُنمین سے ایک شعر یہ ہی ؎ مہست یک ملحد شریف بنام + ناتمامی بطور خوش تمام + وہان سے وہ پھرتا پھرتا دکن مین آیا جب وہان بھی اُسکی خباثت ظاہر ہوئی تو وہان کے حاکمون نے اول تو اُسکے قتل کا ارادہ کیا تھا مگر آخر کو ایک گدھے پر سوار کر کے بڑی رسوائی کے ساتھ اُس ملک سے نکال دیا جب اُسنے دیکھا کہ ہندوستان کا ملک بڑا وسیع ہی اور وہان کوئی کسی سے غرض نہین رکھتا جو شخص جس حال پر چاہے رہے اسلیے وہ گرتا پڑتا مالوہ مین پہونچا اور بہت سے عوام خصوصاً عراق کے ملی اُسکے پاس جمع ہو جاتے تھے اور اُسکے اشارہ سے یہ مشہور کرتے تھے کہ یہ دسوین صدی کا مجدد ہی سب مین یہ بھی شیوع گیا رفتہ رفتہ اکبر کو بھی خبر پہونچی چنانچہ ایک شب اکبر نے بھی اُسکو بلوایا اور ایک بڑے خیمہ کی مسجد مین جسمین پانچون وقت جماعت سے نماز پڑھا کرتا تھا اُس سے خلوت مین ملاقات کی اول اُس مردود نے ایک مسخرون کی سی صورت بنا کر کورنش ادا کی بعد ازان دیر تک آنکھین بند کیے ہوے اور ہاتھ باندھے ہوے کھڑا رہا اُسکی اُس ہیئت سے بالکل کذب اور ریا اور نفاق ٹپکتا تھا اُلصق اُسکی کنجی تھین جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کی علامت ہی بہت دیر کے بعد اکبر نے اُسکے بیٹھنے کا حکم دیا تب وہ ایک سجدہ ادا کر کے دوزانو اونٹ کی طرح بیٹھا اکبر اُس سے دیر تک اُسی غایت مین گفتگو کرتا رہا فقط حکیم الملک اُس مجلس مین کھڑا ہوا تھا اور کسی کو دخل نہ تھا مصنف صاحب اُس مکان کے باہر تھے کبھی کبھی اُسکی آواز بلند ہو جاتی تھی تو لفظ علم کا سُننے مین آتا تھا بڑی بڑی خرافات کی باتین اُسنے بیان کین اور اُنکو وہ اپنے نزدیک حقیقۃ الحقائق اور اصل الاصول سمجھتا تھا اُسنے ایک کتاب بھی تصنیف کی تھی ترشح ظہور اُسکا نام رکھا تھا اُسمین بھی طرح طرح کی خرافات درج کی تھی اور باوجود اِس جہالت کے اکبر کے مزاج مین اُسکو نہایت دخل ہو گیا چنانچہ اب وہ منصب ہزاری پہ سرفراز ہی اور

ولایت بنگالہ مین لوگون کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرتا ہی یہ قصہ انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اور یہ شعر بعینہ اُسکے مصداق حال ہی ؎ پارہ بدم قطب تمک اسمال قطب الدین شدم ؎ گر بجانم سال دیگر قطب دین خواہد شدم ؎ جب اکبر اُس ملک کے انتظام سے بالکل فارغ ہوگیا تو سیر و شکار کرتا ہوا تنبھور کے راستے تیئیسوین صفر ۹۸۵ نو سو پچاسی کو فتح پور مین پہونچا فیضی نے اُسکے آنے کی تہنیت مین ایک غزل لکھی تھی جسکا مطلع یہ ہی ؎ نسیم خوشدلی از فتح پور می آید ؎ کہ بادشاہ دین از راہ دور می آید ؎ دو تین مہینہ کے بعد یہ خبر آئی کہ گجرات مین غدر ہوگیا وجہ اُسکی یہ ہوئی کہ جب راجہ ٹوڈرمل اس مرتبہ گجرات کو گیا تو مظفر حسین میرزا ابن ابراہیم حسین میرزا امیرزاکامران کا نواسا جسکو اُسکی ماں محاصرۂ سورت کے وقت دکن کو لے گئی تھی مہر علی نام ایک مفسد کے بہکانے سے جسکو میرزا ابراہیم حسین نے پرورش کیا تھا چند بدمعاش اپنے ساتھ جمع کرکے گجرات مین خلل ڈالنے پر آمادہ ہوا شریف محمد خان اتکہ کا بیٹا بازبہادر اور بابا بیگ دیوان گجرات نے مظفر حسین میرزا سے پرگنہ پتلاد مین مقابلہ کیا آخر شکست پائی میرزا وہان سے کھنبایت مین گیا دو تین ہزار سوارون کی جمعیت اُسکے ساتھ تھی باوجودیکہ وزیر خان حاکم گجرات کے پاس تین ہزار سوار تھے مگر اُسکو اپنی فوج پر اعتماد نہ تھا اس واسطے وہ لڑائی مین مصلحت نہ دیکھکر قلعہ مین بند ہوگیا اور ساری کیفیت راجہ ٹوڈرمل کو جو پٹن مین تھا لکھ بھیجی راجہ فوراً احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا میرزا احمد آباد کو چھوڑکر دولقہ کو چلا گیا وزیر خان اور راجہ نے اُسکا تعاقب کیا بڑی لڑائی ہوئی آخر مرزا شکست پاکر جوناگڈھ کو چلا گیا راجہ وہان سے فتح پور کو چلا آیا مظفر حسین مرزا نے پھر جوناگڈھ سے آکر وزیر خان پر حملہ کیا وزیر خان اُسی مصلحت سے بے لڑے بھڑے پھر قلعہ مین بند ہوگیا مظفر حسین مرزا نے سیڑھیان لگاکر قلعہ پر چڑھ جانا چاہا اور قریب تھا کہ قلعہ کو فتح کرلے اسی اثنا مین مہر علی کے جو بڑا مدار المہام مظفر حسین مرزا کا تھا ایک گولی لگی اور وہ اُسکے صدمہ سے مُلک آخرت کو راہی ہوا یہ حال دیکھکر مظفر حسین مرزا کے پانوں اُکھڑ گئے اور وہان سے بھاگکر سلطان پور اور نندربار کی طرف کو چلدیا جو امرائے نامدار کہ شہاب الدین احمد خان کی سرداری مین راجہ علی خان کے مقابلہ کے لیے نامزد ہوے تھے اُنھون نے تمام اُس ملک کو تاراج کرکے راجہ علی خان کو قلعہ کے اندر بند کردیا تھا اور قریب تھا کہ اُسکو گرفتار کرلین ہی اثنا مین قطب الدین محمد خان کچھ رمج کھاکر ان امیرون سے جدا ہوگیا بہروچ اور بڑودہ اُسکی جاگیر کے ملکون مین مظفر حسین میرزا نے بڑا فساد و انگامہ برپا کر رکھا تھا اسلیے وہ اپنی جاگیر کی طرف متوجہ ہوا اس باہمی تفرقہ کی وجہ سے برہان پور کی فتح مین بڑا انتور پیدا ہوگیا

تب امیرون نے حسب مصلحت وقت کچھ پیشکش مناسب راجہ علی خان سے لیکر درگاہ کو بھیجدی اسی سال مین حکیم عین الملک شیرازی جو ۹۸۳ھ نوسو تراسی مین ہمراہ وکیل عادل خان حاکم دکن کے بطور رسالت کے گیا تھا واپس ہوکر آیا اور بہت سے نامی ہاتھی اور عمدہ عمدہ تحفہ عادل خان کے بھیجے ہوے پیش کیے پھر اکبر نے دیپ چند راجہ منجملہ اکو تعین کرکے حکیم عین الملک کو فوجداری بانس بریلی پر نامزد کیا وہان پہونچکر اُسنے ایک عرضی لکھی اُسمین کئی درخواستین تھین منجملہ اُنکے ایک درخواست یہ تھی کہ جب سے حضور سے رخصت ہوکر مین اس اوجڑ ملک مین آیا ہون کوئی لیئق یارون مین سے میرے ہمراہ نہین لہذا التماس یہ ہی کہ مولوی عبد القادر یعنی مصنف صاحب کو حضور یہان بھیجدین تو نہایت مناسب ہی کیونکہ وہ اِس ملک کے حالات سے بخوبی واقف ہین اور سوای اِسکے دربار مین بھی کچھ اُنسے ایسی خدمت متعلق تہین یہ امر مولوی عبد القادر کی بھی خوشی اور میری بھی سربلندی کا باعث ہوگا خواجہ شاہ منصور نے یہ ساری عرضی اکبر کو سُنائی اکبر نے ہر درخواست پر کچھ حکم مناسب لکھوایا جب اس درخواست پر پہونچا ہان یا نا کا کچھ حکم نہ دیا ماہ رجب ۹۸۵ھ نوسو پچاسی کو اکبر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے عُرس مین شریک ہونے کے لیے اجمیر کی طرف متوجہ ہوا جس روز تودہ مین منزل تھی شاہ ابو تراب جو اکابر سادات شیراز سے تھے اور سب سلاطین گجرات اُنسے رجوع کرتے تھے ملازمت مین حاضر ہوے اُسی دن راجہ ٹوڈرمل بھی جو بعہد فتح مرزا مظفر حسین کے دربار کو روانہ ہوا تھا دربار مین حاضر ہوا اکبر نے شاہ ابو تراب کو میر حج کے قریب بنے میر حاج بناکر حاجیون کے قافلہ کے ساتھ روانہ کیا اور اعتماد خان گجراتی کو بھی بہت سا روپیہ دیکر مکہ معظمہ کے جانے کی اجازت دی اور اس سال مین بھی اشتہار عام دیا کہ جو شخص حج کو جاوے خرچ سرکار سے پاوے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی شیخ عبد النبی صدر سے التماس کیا کہ میرے واسطے بھی حضور سے اجازت حاصل کر دیجیے شیخ نے کہا کہ تمھاری والدہ زندہ ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ ہان زندہ ہین پھر شیخ نے پوچھا کہ تمھارا کوئی اور بھائی ہی جو بعد تمھارے اُنکی خدمتگزاری کرے مصنف صاحب نے جواب دیا کہ اور کوئی نہین بظاہر اسباب ایک ہین ہی اُنکے رزق کا وسیلہ ہون تب شیخ عبد النبی نے کہا کہ اول اُنکی اجازت حاصل کر لو تو بہتر ہی آخر بیات میسر نہوئی قصبہ اجمیر کے قریب موضع موتھان ایک بڑا پرانا شہر اب اُجڑا پڑا تھا اُسکو اکبر نے ازسر نو آباد کیا اور ایک بڑا اونچا قلعہ اور باغ اور دروازہ بنوائے اور یہ کام تھوڑا تھوڑا

سب اسیرون کو تقسیم کر دیا اور ایسی کوشش کی کہ آٹھ روز مین یہ سب کام تمام ہو گئے اور ادھر سے اکبر عازم
دہان آباد ہو گئی اور راے منوہر ولد راے لون کرن حاکم سانبھر کے نام پر اسکا نام منوہر پور تجویز کیا اس منوہر کا نام چند
روز سے مرزا منوہر ہے بڑے شاہزادہ کی خدمت مین اسنے نشو و نما پائی تھی ایک جوان قابل ہے شعر بھی کہتا ہے اور تو تخلص کرتا ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالی فکر اسکا تذکرہ شعرا مین مذکور ہوگا وہان سے اکبر نارنول کے راستہ سے
دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور شیخ نظام نارنولی سے جو بڑے مشائخ وقت مین سے تھے ملاقات کی بعد ازان دہلی مین
پہونچا اور وہان کے سب اولیاء اللہ کی زیارتون سے مشرف ہوا اسکے بعد نواحی پالم مین چند روز شکار کھیلتا رہا اسی
سال کے رمضان کے اخیر عشرہ مین مصنف صاحب کے گھر سے جو اب بساور مین تھا بیٹا پیدا ہونے کی خبر آئی
مصنف صاحب نے ایک اشرفی اکبر کے حضور مین بطور نذر کے پیش کر کے اسکے نام کی درخواست کی اکبر نے فاتحہ
پڑھ کر پوچھا کہ تمھارے باپ اور دادا کا کیا نام ہے مصنف صاحب نے کہا کہ میرے باپ کا نام ملوک شاہ اور دادا کا
نام حامد تھا اکبر نے کہا کہ اس لڑکے کا نام عبدالہادی رکھنا چاہیے اُس زمانہ مین اسم ہادی شب و روز اکبر کا
ورد تھا ہر چند حافظ محمد امین نے جو منجملہ ہادی ظاہری سات امامون کے ایک امام تھا سمجھایا کہ حافظون کو جمع کر کے
ایک ختم اُس لڑکے کی درازی عمر کے لیے پڑھواؤ مگر مصنف صاحب نے اُنکے کہنے پر عمل نہ کیا آخر وہ لڑکا
چھ مہینہ کا ہو کر مر گیا خداوند کریم اسکا اجر آخرت مین مصنف صاحب کو عنایت کرے اُسی منزل سے مصنف صاحب
پانچ مہینہ کی رخصت لیکر بساور کو گئے بعضی ضرورتین وہان ایسی واقع ہوئین کہ مصنف صاحب کا وہان سال بھر
تک رہنے کا اتفاق ہوا اپنے وعدہ پر حاضر نہو سکے اسی قسم کی کم فرصتون کی وجہ سے آخر کو وہ توجہ اکبر کی انکے
حال پر نہ رہی جب اکبر پنجاب کو جاتا تھا تو منزل ہانسی مین شیر بیگ قورچی کی عرضی پہونچی اُسکا یہ مضمون تھا
کہ مظفر حسین میرزا گجرات سے بھاگ کر دکن جاتا تھا راجہ علی خان نے اُسکو پکڑ کر قید کر لیا ہے اکبر نے
غرہ ذی الحجہ ۹۸۵ھ نو سو پچاسی کو راجہ علی خان کے نام مقصود جوہری کے ہاتھ اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ میرزا کو
حضور مین بھیجدے ۹۸۶ھ نو سو چھیاسی مین محرم کی چاند رات کے دن نوروز ہوا اکبر کے جلوس کو چوبیسوان برس
شروع ہوا پھر اکبر پٹن مین جا کر حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا پھر اُسنے نواحی نندنہ مین
قمرغہ کا شکار کھیلا چار روز کے عرصہ مین انبہا جانور شکار کیے جب قریب ہوا کہ اُس شکارگاہ کی دونون طرف کے
شکار تمام ہو جاوین یکایک اکبر کے مزاج کی کیفیت بدل گئی اور ایسی حالت ہو گئی کہ بیان نہین ہو سکتی ہر شخص اپنی اپنی
راے کے موافق کچھ گمان کرتا تھا اُسی وقت شکار موقوف کیا اور جس درخت کے نیچے اکبر کا یہ حال ہو گیا تھا

وہان بہت سا روپیہ فقیرون کو تقسیم کیا اور ایک بڑی عمارت اور بڑا وسیع باغ اُس جگہ بنایا ہوا اور اپنے سر کے بال کتروائے
اور اُسکے ساتھ اکثر مصاحبون نے بھی بالون کا قصر کیا یہ خبر جب بنگالہ کے ملک مین پہونچی وہان لوگون نے جھوٹ موٹ
اکبر کے مرجانے کی خبر اُڑادی اس وجہ سے وہان کے انتظام مین بڑا خلل واقع ہوگیا تھا مگر چند روز کے بعد جب صحیح خبر پہونچی
تو سب فساد دب گئے پھر کی منزل مین بیگم بادشاہ دار السلطنت سے اکر لشکر مین پہونچی اُسی جگہ پنجاب کی حکومت
سعید خان شروانی کے حوالہ کی پھر اکبر نے قاضی علی بغدادی نبیرہ میر قاضی حسین مشہدی کو اس کام کے لیئے مقرر کیا کہ پنجاب کے
سب ائمہ داروں کے قدیم مہال ضبط کرکے خاص ایک جگہ رقبہ ناپ دے اور سب کو ایک گانون مین شریک کردے اس وجہ سے تمام
معافی داروں پر بڑی تباہی آئی اور یہ سب امور شیخ عبد النبی اور اُسکے وکیلون کی بے دیانتی سے ہوئے پھر اکبر نے وہان سے فتح پور کو جہان
اور خضر آباد کے تقریب سے دوسری جمادی الثانی سنہ مذکور کو کشتی مین سوار ہوا اور سارے اُمرا اور صاحب بھی کشتی مین سوار ہوے باقی
لشکر خشکی کے راستہ سے روانہ ہوا اور اسی مہینہ کی انتیسوین تاریخ کو دہلی مین پہونچا اور رجب کی چاندرات کو کشتی سے اُتر کر خشکی کے
راستہ سے روانہ ہوا اور اسی مہینہ کی چھبیسویں تاریخ کو اجمیر مین حضرت خواجہ صاحب کے عرس مین جاکر شریک ہوگیا اور وہان سے دار الخلافت کی طرف روانہ ہوا ہر روز بیس کوس کا طے کرتا تھا تین تاریخ جمعہ کے روز صبح کے وقت منزل تودہ مین پہونچا
مصنف صاحب بھی لشکر مین تھے اکر اسی جگہ ملازمت مین حاضر ہوے اور کتاب الاحادیث جو فضیلت جہاد اور ثواب
تیر اندازی مین چہل حدیث ہے اور نام اُسکا تاریخی ہے پیش کی اکبر نے وہ کتاب اپنے کتب خانہ مین داخل کی اُس
ملاقات مین مصنف صاحب کی وعدہ خلافی کا کچھ تذکرہ نہوا اُسی روز اکبر شام کے وقت فتح پور مین پہونچا اکثر اوقات
عبادت خانہ مین علماون اور مشائخون سے صحبت رکھتا تھا خصوصاً شب جمعہ کی شب کو تمام رات جاگتا تھا اور ہمیشہ مسائل
دین کے اُصول و فروع کی تحقیق ہوتی تھی علما اکثر باہم بحث مباحثہ کیا کرتے تھے اور عقیدہ باہم خلاف تھا کہ اکثر ایک
دوسرے کو کافر کہا کرتے تھے اور سنی اور شیعہ اور حنفی اور شافعی اور فقیہ اور حکیم کے مباحثون نکلے بڑھ کر اصل اصول مین
خلل پڑنے لگا مخدوم الملک نے ایک رسالہ لکھا اور اُسمین ثابت کیا کہ شیخ عبد النبی نے مخدوم خان شروانی کو جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی جناب مین بے ادبی کیا کرتا تھا اور میر حبش کو جو اقنی غالی تھا قتل کیا ہے اور شیخ عبد النبی کے
پیچھے نماز پڑھنا درست نہین اسلیئے کہ اُسکے باپ نے اُسکو عاق کردیا ہے علاوہ اسکے اُسکو بد اسپرغنی کا مارنا ہے شیخ
عبد النبی نے بھی اُسکی بہت سی گمراہی اور جہالت ثابت کی اور بعضے علما اس طرف ہوگئے بعضے اُس طرف جب یہ
یہ جھگڑے پڑے تو ایسے وقت مین بیدین مفسدون نے موقع پاکر شبہات باطل پیش کرنے شروع کیے اکبر کی
یہ کیفیت تھی کہ اگرچہ اپنی ذات سے وہ طالب حق تھا لیکن عامی محض اور کاذبون اور ذلیلون سے اُسکو ہمیشہ سے

انسیت تھی مفسدون کے شکوک نے اُسکو بڑی حیرت مین ڈال دیا مقصود اصلی بالکل جاتا رہا یہ حال ہوگیا کہ پانچ چھ برس کے بعد مطلق اسلام کا اثر نہ رہا اور اُسکی بہت سے باعث ہوے جنمین سے تحریر ہوے ہین اکبر کے دربار مین ہر مذہب اور ہر شہر کے علما جمع تھے ہر ایک سے نبات خود بحث کیا کرتا تھا ہر روز قسم قسم کی تحقیقین اور باریک باریک نکتے بیان ہوتے تھے جس مذہب کی بات اُسکو پسند آجاتی تھی وہی بات اختیار کر لیتا تھا گو وہ بات اہل اسلام کے خلاف ہو چنانچہ اُکبر کے زمانے سے بڑھاپے تک ہمیشہ اُسکے اعتقاد بدلتے رہتے تھے آخر اُسکا عقیدہ سارے مذہبون کے خلاف ایک نئی طرح کا پیدا ہوگیا تھا اور یہ سمجھ گیا تھا کہ ہر مذہب مین محققلا اور صاحب کشف و کرامات موجود ہین اور حق ہر مذہب مین دائر ہے کسی ایک مذہب سے خاص نہین پس ایک ایسے مذہب نئے مین جسکو سکتے ہوے ہزار برس بھی نہین ہوے حق کو منحصر کر لینا کیا ضرور ہے اور ایک کو ثابت کرنا اور دوسرے کی نفی کرنا تاریخ جلد اوّل سے سب سے زیادہ برہمن لوگ خلوت و جلوت مین اکبر کی صحبت مین رہتے تھے اور اکبر کا اعتقاد یہ تھا کہ ان لوگون کی کتابون مین سب مذہبون سے زیادہ ہر طرح کے علوم اور کمالات انسانی کا بیان ہے اور برہمنون نے دلائل عقلیہ اور نقلیہ اپنے مذہب کے اثبات پر سمجھا دی تھین اور اکبر کے اعتقاد مین ایسی گمراہی آگئی تھی کہ کسی طرح زائل نہ ہوتی تھی اور واقعات حشر اور کل نقلیات کا جو منصوص شریعت سے ثابت تھین بالکل منکر ہوگیا اور جو جو اعتراض مخالفون نے مذہب اسلام پر کیے ہین اور وہ کتب کا میہ مین بتفصیل مع جوابات کے مذکور ہین مفسدون نے اُسکے سامنے بیان کرنا شروع کیے اور ہر شخص اپنے مذہب کی طرف اُسکو ترغیب دیتا تھا چند روز یہ معمول رہا کہ دیوی برہمن کو جسنے مہابھارت کا ترجمہ کرایا تھا ایک چارپائی پر بٹھا کر اپنی خوابگاہ کے قصر کے برابر معلق لٹکا دیا کرتا تھا اور اُس سے ہندوون کے مذہب کی کہانیان اور بتون اور آتش اور آفتاب اور برہما اور مہادیو اور شن اور کشن اور رام اور ہنومان کی پرستش کا طریقہ سیکھا کرتا تھا تناسخ کو بھی اپنے اعتقاد مین حق سمجھنے لگا اس وجہ سے خوشامدی لوگون نے اس باب مین رسالے تصنیف کیے اور بڑی بڑی دلیلین تناسخ کی حقیت پر قائم کین ہندوون کا مذاق اکبر کی طبیعت مین بہت آگیا شیخ تاج الدین ولد شیخ زکریا جو دھنی دہلوی شاگرد شیخ رمان پانی پتی صاحب شرح عوارف کا بھی ایک مدت اکبر کی صحبت مین رہا یہ شخص علم تصوف مین گویا شیخ ابن عربی ثانی تھا زبدۃ الارواح اسنے ایک بہت بڑی شرح لکھی ہے شریعت کا بھی چندان پابند نہ تھا اکبر اُسکو بھی دیوی برہمن کی طرح چارپائی پر بٹھا کر اپنے قصر کے برابر لٹکا دیا کرتا تھا اُس سے وحدت وجود کا مسئلہ جو ان باطل صوفیون کا

عقیدہ ہو اور رفتہ رفتہ اُس سے نوبت کفر و الحاد پر پہونچتی ہی تعلیم کیا اور فرعون کے ایمان کا مسئلہ جیسا کہ نصوص الحکم
مین مذکور ہی اور اسی طرح اور بہت سی باتین جو ظاہر شریعت کے خلاف ہین سکھائین اور یہ بیان کیا
کہ اگرچہ کافرون کا ہمیشہ دوزخ مین رہنا تو یقینی ہی لیکن ہمیشہ عذاب رہنے مین کلام ہی اور آیات قرآنی اور
احادیث نبوی مین تاویلات بعیدہ پیش کین اور یہ بھی کہا کہ انسان کامل وقت کے خلیفہ سے مراد ہوتی ہی
اور وہ حضور کی ذات ہی بلکہ کچھ اس سے بھی بڑھا کر خدائی کے مرتبہ کے قریب پہونچا دیا اور یہ سمجھایا کہ بادشاہ کا
ادب فرض عین ہی اور اُسکی ذات قبلۂ حاجات ہی اسلیے اکبر نے اپنی طرف کو سجدہ کرانا تجویز کیا اور زمین بوس
اُسکا نام ٹھہرایا بعضے جاہل فقیرون کے عمل اُسکی سند مین بیان کیے گئے اسی طرح شیخ یعقوب کشمیری نے
جو اپنے زمانہ کا معتقد انبا ہوا تھا اور اُسکی تصنیفات بھی بہت مشہور ہین بعضی تمہیدات عین القضات
ہمدانی کی بیان کین اُنمین سے ایک یہ مضمون تھا کہ جیسے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اسم الہادی کے مظہر
ہلیں اسم المضل کا مظہر ہی ان دونون صفتون نے اس کارخانۂ دنیا مین ظہور کیا ہی اور ملا محمد یزدی
رافضی بھی اسی طرح اوپر جاکر خلفاے ثلثہ اور جمیع صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت لعن طعن کیا کرتا تھا اور جمیع تابعین
اور تبع تابعین اور سلف اور خلف کو بُرا کہا کرتا تھا اور مذہب اہل سنت وجماعت کی ہر طرح قباحتین
سمجھایا کرتا تھا اور سواے مذہب شیعہ کے سب کو گمراہ بتلاتا تھا اکبر یہ سب باتین مخالفون کی سُنکر اہل حق سے
بدا عتقاد تو ہو ہی گیا تھا علاوہ اُسکے یہ ہوا کہ علما مین ایسا جھگڑا تھا کہ ایک فعل کو ایک حلال بتلاتا تھا
دوسرا اُسی کو حرام کہدیتا تھا ان باتون سے اکبر کا انکار اور زیادہ بڑھگیا اور چونکہ اکبر اپنے زمانہ کے علما کو
امام غزالی اور امام رازی بلکہ جمیع سلف سے بہت بڑھا ہوا سمجھتا تھا جب اُسنے اُنکی کیفیتین دیکھین تو اُنکو بھی
ایسا ہی قیاس کر لیا کچھ لوگ فرنگستان کے علما جنکو پادری کہتے ہین اور بعضے اُنمین کے جو اپنے وقت کے
مجتہد ہوتے ہین اُنکو یہ بھی اختیار رہتا ہی کہ مصلحت وقت سمجھکر احکام شریعت کو جس طرح چاہین بدل دین
اور اُنکے حکم سے اُنکا بادشاہ بھی عدول نہین کر سکتا اُنکو پاپا کہتے ہین بلوائے اُنھون نے اپنے
مذہب کے موافق انجیل پیش کی اور مسئلۂ تثلیث کے دلائل بیان کیے اور مذہب نصرانیت کی حقیت
ثابت کی شاہزادہ مراد نے حسب الحکم چند سبق انجیل کے تیمناً اور تبرکاً پڑھے ابو الفضل کو اُسکے ترجمہ کا
حکم ہوا انجیل مین بجاے بسم اللہ کے یہ فقرہ لکھا ہوا تھا ایای نامی وی ژوکرستو یعنی ای اللہ کے نام
تیرا مہربان اور بہت بخشنے والا ہر شیخ فیضی نے اُسکا دوسرا مصرع یہ کہا ع سُبحانک لا سواک یا ہو

اور عیسائیون نے دجال کے اوصاف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ثابت کیے نعوذ باللہ من ذالک بیربر نے یہ سمجھایا کہ آفتاب پورا پورا مظہر ذات الٰہی کا ہی اور غلہ اور سبزہ اور میوہ کا تیار ہونا اُسی کی تاثیر سے ہی اور تمام جہان کی روشنی اور تمام عالم کی حیات اُسی کی ذات سے متعلق ہی پس وہ بیشک عبادت کے لائق ہی اور چاہیے کہ اُسکے طلوع کی طرف مُنھ کرکے عبادت کیجاوے نہ اُسکے غروب کی طرف اِسی طرح آگ اور پانی اور تیھر اور درخت اور گاے بلکہ گوبر بھی ذات الٰہی کے مظہر ہین خوشامدی حکیمون اور فاضلون نے اِن باتون کی تائید کرکے کہا کہ آفتاب نیر اعظم ہی اور تمام جہان کو اُس سے فیض پہونچتا ہی اور وہی سب بادشاہون کا مربی ہی اور بادشاہ اُسکی تعظیم کا رواج دینے والے ہین اسی سبب سے اکبر نے نوروز کے دن کی بہت تعظیم شروع کی اور ابتداے جلوس سے ہر سال اُس روز بڑا جشن ہوا کرتا تھا اُس روز اکبر لباس بھی اپنا سبعہ سیارہ مین سے کسی ایک ستارہ کے رنگ کے موافق پہنتا تھا اور دعاے تسخیر آفتاب کی جو ہندوون نے سکھلائی تھی اُسکو اکبر آدھی رات کے وقت اور طلوع آفتاب کے وقت پڑھا کرتا تھا اور گاے کا ذبح اور اُسکا گوشت کھانا اکبر نے اپنے اوپر حرام کرلیا تھا بلکہ اُسکے عوض عمدہ عمدہ آدمیون کا ذبح کرنا مقرر کیا حکما نے بھی اسکی تائید مین بیان کیا کہ گاے کا گوشت ردی ہضم ہی اور اُس سے طرح طرح کے امراض پیدا ہوتے ہین شہر نوساری متعلقہ گجرات سے کچھ لوگ آتش پرست اکبر کے دربار مین آئے اُنھون نے دین زردشت کو حق بتلایا اور آگ کی عبادت مین بڑا ثواب سمجھایا چنانچہ اکبر نے حکم دیا کہ ابوالفضل کے اہتمام سے محل کے اندر ایک آتشخانہ موافق طریقہ ملوک عجم کے تیار ہوا کیونکہ آگ خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی ہی اور اُسی کے نورون مین سے ایک نور ہی اور ہندوستان کے کئی راجون کی بیٹیان جو اکبر کی حرم سرا مین تھین اُنکے ساتھ شریک ہوکر اکبر بھی ہوم کا طریقہ جو ایک قسم کی آتش پرستی ہی ہمیشہ بجا لاتا تھا جب پچیسوان سال اکبر کے جلوس کو شروع ہوا تو نوروز کے دنون مین علانیہ آفتاب اور آگ کو سجدہ کرتا تھا اور اُسکے مقربون کا بھی یہ معمول تھا کہ جسوقت چراغ روشن ہوتا تھا کھڑے ہوجاتے تھے اور سلونو کے دن اکبر ٹیکا ماتھے پر کھینچکر دولتخانہ مین آیا اور برہمن کے ہاتھ سے ایک جواہر کا کنٹھا بطور راکھی کے ہاتھ مین باندھا سب امیرون نے موافق اپنی اپنی حیثیت کے مروارید جواہر اُس روز ہبت سے پیشکش کیے اور بادشاہ کی موافقت سے اپنے ہاتھون مین بھی سب نے راکھیان باندھین غرض جو حکم مسلمانون کے مخالفون نے بیان کردیا اُسکو اکبر نے بڑی پکی بات سمجھ لیا اور جتنے احکام اہل اسلام کے تھے سب اُسکی سمجھ سے باہر تھے اور کہتا تھا کہ عرب کے فقیرون نے جو عقد اور ڈاکو تھے یہ احکام وضع کیے ہین العیاذ باللہ رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ احکام اسلام کے باطل کرنے کے لیے دلیل کی بھی ضرورت نہین مصنف صاحب

لکھتے ہین کہ ایک شب دیوان خانۂ خاص مین مجکو ابوالفضل سے جلسہ کا اتفاق ہوا تو ابوالفضل نے کہا کہ مجکو مصنف سے
دو باتون کی شکایت ہی اول یہ کہ جس طرح خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال تفصیل سے لکھا اسی
تفصیل سے پچھلے پیغمبرون کا حال کیون نہ لکھا مصنف صاحب نے جواب دیا کہ پیغمبرون کے حالات مین بہت کتابین
ہین ابوالفضل نے کہا یہ سب نہایت مختصر ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ چونکہ پچھلے پیغمبرون کے عہد کو بڑا زمانہ
ہوا اِس سبب سے مفسرین اور ارباب تاریخ کے نزدیک اِسی قدر ثابت ہوا ہی ابوالفضل نے جواب دیا
کہ یہ جواب ٹھیک نہین دوسرے یہ کہ کوئی پیشہ ور ایسا نہین جسکا ذکر تذکرۃ الاولیا نفحات الانس وغیرہ
کتابون مین اولیا کے زمرہ مین درج نہو خدا جانے اہل بیت نے کیا قصور کیا ہی کہ اُنکا ذکر داخل نہین کیا
اِسکا بھی مصنف صاحب نے کچھ مناسب جواب دے دیا مگر اُسنے قبول نہ کیا بعد ازان مصنف صاحب نے پوچھا
کہ اِن مذہبون مین سے تمھارا میل کس مذہب کی طرف زیادہ ہی ابوالفضل نے جواب دیا کہ میرا جی یہ چاہتا ہی
کہ چندر دراز اد کا طریقہ اختیار کرون مصنف صاحب نے بطور مذاق کے کہا کہ اگر نکاح کی قید بھی اُٹھا دو تو مناسب
ہی جیسا کہ کسی نے کہا ہی ؎ بر داشت عمل شرع بنا ئید ازدی ؎ از گردن زمانہ علی ذکرہ السلام ؎ یہ سنکر ابوالفضل
قہقہہ مار کر ہنسا اور یہ گفتگو ہنسی مین ٹل گئی ابوالفضل اکبر کے اشارہ سے مذہبی باتون مین صدر اور قاضی اور
حکیم الملک اور مخدوم الملک وغیرہ سے دلیرانہ گفتگو کیا کرتا تھا اور انکی رسوائی اور ذلت مین کسی طرح کی کمی نہ کرتا تھا
بادشاہ کو یہ باتین بہت پسند آتی تھین آخر اُنھون نے خفیہ آصف خان میر بخشی کی زبانی یہ پیغام بھیجا کہ تم کیون ہمسے
ضد کیا کرتے ہو ابوالفضل نے جواب دیا کہ ہم بڑے مرد کے نوکر ہین مثل مشہور ہی کہ نوکر بادشاہ نہ کہ بادشاہ نوکر چنانچہ چند
روز مین ابوالفضل نے اکبر کی حمایت پر ایک ایک کو ذلیل کر کے دربار سے نکال باہر کیا ابوالفضل کی باتین
اِس قسم کی تھین کہ کوئی مسلمان سوائے حکیم ابوالفتح اور ملا محمد یزدی کے بعضی باتون مین اُسکا شریک نہوتا تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب دربار مین یہ معاملات پیش ہوے مین نے گوشۂ عزلت اختیار کیا اور اس
مجلس سے حتی الامکان جدائی پسند کی اسی وجہ سے نظرون سے گر گیا کبھی کبھی دور سے جا کر کورنش کر لیا کرتا تھا
اور یہ سارے تماشے دیکھا کرتا تھا چونکہ ان واقعات مین ایک ایک حال کی تفصیل ہر ہر سال کی ترتیب سے ممکن بھی
اس وجہ سے یہ ذکر مجملاً لکھا گیا مصنف صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ مین اللہ کی ذات پر بھروسا کر کے قصیدہ صاف صاف
دلیرانہ لکھ رہا ہون اگرچہ یہ بات احتیاط سے بہت دور ہی اور خدا گواہ ہی کہ سوائے دلسوزی مذہب کے کوئی
عداوت یا حسد اس تحریر کا باعث نہین اسی سال مین ایک حکیم فتح پور مین آیا اور اُسنے کہا کہ مین ایک ایسا مکان

بنا سکتا ہون جسکے چارون طرف پانی ہو اور اُس پانی مین غوطہ مار کر مکان کے اندر آجاوین اور پانی اُس مکان کے
اندر بالکل نفوذ نہ کرے اِسواسطے اکبر نے ایک حوض بنایا گز مربع جسکا عمق تین گز تھا دولت خانہ کے
صحن مین تیار کرایا اور اُسکے بیچ مین ایک حجرہ سنگین بنوایا اور اُسکی چھت پر ایک منارہ بلند بنا کیا اور
اُس حجرہ کے چارون طرف پُل بنائے گئے مگر اُس حکیم کا دعوی بالکل جھوٹ ہو گیا چنانچہ وہ چھپ کر مکہ مین
کو بھاگ گیا مگر اُس سے ستّرہ برس کے بعد حکیم گیلانی نے لاہور مین ایک اسی قسم کا حوض تیار کرایا اور جیسید
سمائی نے وہ حوض حکیم علی اُسکی تاریخ نکالی پھر اکبر نے اُس حوض ناتمام کو زر سیاہ سے جو مبلغ بیس کرور
روپیہ کا تھا بھروایا ایک روز اکبر نے شیخ پنجھو نامے ایک قوال کو جو بڑا خوش الحان صوفی فیض شیخ ادہن
جونپوری کے مریدون مین سے تھا اور اُسی کا نام اُسکی وفات کی تاریخ ہے اپنی صحبت مین بُلایا اور اُسکا بہت پسند کیا
اور میان تانسین وغیرہ اور بڑے بڑے گویون کو بھی بُلوایا مگر شیخ پنجھو کو اُن سب پر ترجیح دیکر حکم دیا کہ تمام اُس
حوض کا سونا شیخ پنجھو لیجاوے مگر سب اُس سے اُٹھا نہ سکا تب خود اُسنے تھوڑے سے زر کا التماس کیا
تب اکبر نے اُسکے عوض مین قریب ہزار روپیہ کے اُسکو انعام مین عطا کیے باقی وہ سونا اکبر نے تین برس کے
عرصہ مین مصرف اور غیر مصرف مین صرف کر دیا انھین دنون مین اکبر نے شیخ مبارک سے صرف ہوائی کا سبق
شروع کیا اِس سے ایک روز پہلے شیخ فیضی نے کہا تھا کہ شیخ ہمارے بالکل تکلف نہین رکھتے اکبر نے کہا کہ
بیشک اِنھون نے سب تکلفات اپنے تمکو حوالہ کر دیے ہین پھر اکبر نے شیخ پنجھو اور میان تانسین اور سارے
گویون کو شیخ مبارک کے پاس بھیجا تاکہ وہ اپنی رائے کے بموجب اُنمین ایک دوسرے کو ترجیح دے دے
شیخ نے میان تانسین سے کہا کہ مین نے سُنا ہے تم بھی کچھ گاتے ہو جب اُسنے گایا تو شیخ نے اُسکے راگ کو
جانورون کے چلانے سے تشبیہ دی اور بہت ناپسند کیا اِسی سال مین مرزا محمد حکیم کا کہ معصوم خان جو
ایک جوان بہادر تھا اور بڑے بڑے کارنمایان اُس سے ظہور مین آئے تھے مرزا سے خفا ہو کر اکبر کی ملازمت
مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکو پانصدی کا منصب عنایت کر کے ولایت بہار پر نامزد کیا وہان وہ کالا پہاڑ ایک
پٹھانون کے سردار سے جو قوت اور شوکت مین سب سے ممتاز تھا مقابلہ کر کے غالب آیا تب اکبر نے فتح پور سے
فرمان منصب ہزاری کا اور گھوڑا اور خلعت اُسکے لیے بھیجا مشہور ہے کہ اُسنے خواب مین دیکھا تھا کہ
حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے اُسکی پیٹھ پر اپنا پنجہ مبارک رکھا ہے اُسکی برکت سے کبھی اُسنے کسی
لڑائی مین پیٹھ نہین پھیری اور نشان پنجہ کا اُسکی پشت پر ظاہر تھا اِسی سال کے ماہ شوال مین اکبر نے

ملا ملیب کو جو ایک نالائق آدمی تھا کنبل سے بلا کر صوبہ بہار اور حاجی پور کا دیوان اور راے پرکھوتم کو بخشی اور
ملا مجدی سرہندی کو جو سلیم شاہ کے وقت مین پروانہ نویس تھا مین اور شمشیر خان خواجہ سرا کو
صاحب اہتمام خالصہ کا مقرر کیا یہ لوگ ایسے بد طینت آدمی تھے کہ وہان جاکر ہوش سے باہر ہوگئے اپنے گمان مین
خدا کے بندہ تھے نہ بادشاہ کی رعیت طرح طرح کے ظلم اور بدعتین اُنسے ظہور مین آئین مخلوق پر جبر کرنے مین
اُنھون نے بادشاہ کی کفایت بھی تھی آخر اُنھون نے زبردستی معصوم خان کو باغی کرادیا چنانچہ یہ قصہ
انشاء اللہ تعالی عنقریب مذکور ہوگا اِسی مہینہ مین جوہری نے بہت سی پیشکشین راجہ علی خان کی مع مرزا
مظفر حسین کے خاندیس سے لاکر پیش کین چند روز کے بعد اکبر نے مرزا کا قصور معاف کردیا اور آخر مین اُسکو
اپنی دامادی سے عزت بخشی اسی سال مین شہباز خان بخشی کو مع غازی خان بدخشی اور شریف خان اتکہ وغیرہ کے
رانا کیکا کے مقابلہ پر نامزد کیا رانا کو نہبل میر مین جو ایک بڑا مضبوط قلعہ ہے داخل ہوا اس فوج نے اپنی کوشش سے
اُسکو فتح کرکے تمام اُس مُلک کو غارت کردیا رانا نے رات کے وقت اُس قلعہ سے بھاگ کر گسی اور کوہستان
مین پناہ لی اسی سال مین سلطان خواجہ مکہ معظمہ سے مراجعت کرکے آیا اور اُسنے عربی گھوڑے اور ایک
غلام حبشی اور سوا اسکے اور بہت نفیس تحفہ پیش کیے اکبر نے اُسکو صدارت کا منصب عنایت کیا
اور ۹۸۰ نوسو چھیاسی مین خواجہ محمد یحیی نبیرۂ خواجۂ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو میر حاج مقرر کرکے چار لاکھ روپیہ
اُسکے حوالہ کیے اور اسی سال کے ماہ شوال مین اُسکو مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا اور شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک
کو بھی جنکی باہمی مخالفت کی وجہ سے اکبر سلف اور خلف سے بد اعتقاد اور مذہب اسلام سے منحرف ہوگیا تھا
اسی قافلہ کے ساتھ زبردستی مکہ معظمہ کی طرف اخراج کیا چنانچہ وہ سال آیندہ مین اپنے مقصد کو پہونچے
آخر علم نے اثر اپنا ظاہر کیا ہو عزیز قوم ذلوا اُنکے سفر کی تاریخ ہوئی ابتداے ۹۸۱ نوسو اسی
مین یہ خبر آئی کہ خان جہان حاکم بنگالہ نے انتقال کیا اکبر نے اُسکے بھائی اسمعیل قلی خان کے نام فرمان
عنایت اور خواجہ شمس کا بھیجا اور مظفر خان کو جو دیوانی کے منصب پر تھا حاکم اُس ولایت کا اور رضوی خان کو
بخشی اور حکیم ابو الفتح کو صدر اور راے بتنبر داس اور میر ادہم کو باہم شریک کرکے دیوان مقرر کرکے فتح پور سے
روانہ کیا اسی سال کی ۱۹ انیسوین صفر کو چالیس برس کی عمر مین مصنف صاحب کے ایک بیٹا بسارہ مین پیدا ہوا
محی الدین اُسکا نام رکھا اکبر نے ملا عشقی کو جسے خانی کا خطاب اور دیوانی کا منصب حاصل تھا اور ایک مثنوی
اُسکی مضحکات مین مشہور ہے قاضی صدر الدین لاہوری کے ساتھ کشمیر کی طرف بطور وکالت کے بھیجا تھا

اس سال میں اپس آیا اور علی خان حاکم کشمیر کے بھائی محمد قاسم کے ہمراہ بہت سی زعفران اور مشک اور قسطاس اور شال وغیرہ کشمیر اور تبت کے تحفہ پیشکش لایا انھیں دنوں میں اکبر نے حکیم علی داماد حکیم الملک گیلانی کو جو خصوصاً علم طب اور عموماً جمیع علوم میں بے نظیر تھا عادل خان دکنی کے وکیلوں کے ساتھ بیجانگر کو بھیجا انھیں دنوں میں میر قطاع بینوئی میرزا شاہرخ کا بطور رسالت کے بدخشان سے آیا اور بدخشان کے گھوڑے اور خیل آبدار اور اونٹوں کی قطار پیشکش کیں چونکہ ان دنوں میں اکبر ریاست دینی اور دنیوی دونوں کا طالب تھا اس وجہ سے دوسرے کی تبعیت اسکو ناگوار تھی جب اسنے سنا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم اور سوائے اسکے اور بعضے امیروں نے مثل امیر تیمور صاحبقران اور میرزا الغ بیگ گورکان وغیرہ کے بذات خود خطبہ پڑھا ہے اسلیے اکبر بھی بظاہر انکی متابعت اور باطن میں اپنی نمود کے خیال سے جمعہ کے روز جمادی الاول کی چاند رات ۹۸۷ نوسو ستاسی کو فتح پور کی جامع مسجد میں جو محل بادشاہی کے قریب بنوائی تھی خطبہ پڑھنے کے واسطے گیا اور بیکبارگی ہیبت اسپر ایسی طاری ہوئی کہ تمام بدن لرزنے لگا اور بڑی مشکل سے شیخ فیضی کے تین شعر اور لوگوں کی مدد سے پڑھکر منبر سے اتر آیا اور پھر حافظ محمد امین کو امامت کا حکم دیا اور وہ شعر یہ ہیں ؎ خداوندیکہ مارا خسروی داد ؎ دل دانا و بازوے قوی داد ؎ بعدل و داد ما را رہنمون کرد ؎ بجز عدل از خیال ما برون کرد ؎ بلوے وصفش زحد فہم برتر ؎ تعالی شانہ اللہ اکبر ؎ چونکہ ان دنوں میں عقائد اسلامی پر طعن و تشنیع بہت شروع ہوگئی تھی اور چند ہندوؤں اور بے ایمان مسلمانوں نے صریح اعتراض نبوت پر شروع کیے تھے اسی وجہ سے تمام نے دین مصنفین نے نعت اپنی تصنیفات میں سے موقوف کردی اور ہر کتاب کے خطبہ میں بعد حمد کے القاب بادشاہی درج ہوتا تھا اسکی تمام جہان میں بدنامی ہوئی انھیں دنوں میں مظفر خان حاکم بنگالہ نے پانچ لاکھ روپیہ نقد اور سوائے اسکے اور بہت سے نامی تحفہ مثل ہاتھی اور پارچہ کے جو حد حصر سے زیادہ تھے بطور پیشکش کے بھیجے اور انتیس ہاتھی محمد معصوم کابلی کے بھیجے ہوئے نظر سے گذرے دوسرے جمعہ کو اکبر نے فقیروں اور مستحقوں کو چوگان بازی کے میدان میں جمع کیا اور خود بھی وہاں گیا قریب ایک لاکھ آدمیوں کے زن و مرد وہاں جمع ہوگئے تھے اور سلطان خواجہ صدر اور قلیچ خان ایک ایک شخص کو روپیہ تقسیم کرتے تھے اس کشمکش میں انسی مرد اور عورتیں اور بچے ہلاک ہوئے اور بعضی عورتوں کی کمروں سے جنکے خاوند جنگ میں مارے گئے تھے روپیوں اور اشرفیوں کی ہمیانیاں نکلیں اس سبب سے اکبر سب فقیروں سے بداعتقاد ہوگیا اور حکم کیا کہ اسکے بعد تھوڑے آدمی جمع ہوا کریں چند روز کے بعد یہ رسم بھی جاتی رہی انھیں دنوں میں

قطب الدین محمد خان اتکہ کو اتالیق بڑے شاہزادہ کا مقرر کیا اور ایک بڑی مجلس بھی ترتیب دی کہ سنے بہت سے عمدہ
ماتھی اور پرشکیشین موافق اپنے منصب کے پیش کین اور موافق قاعدہ کے شاہزادہ کو کندھے پر اُٹھا کر طبق زر اور
جواہر کے نثار کیے اسی سال مین عبداللہ خان ازبک کا ایلچی مع ایک شوقیہ خط کے ماوراء النہر سے آیا اکبر نے فرزانوالا
برلاس کو مع خواجہ خطیب بخاری کے اُس خط کے جواب کے ساتھ بہت سے تحفہ ہمراہ کرکے بھیجا نامہ کے آخر مین یہ شعر
لکھا تھا ؎ چو با دوست باشیم با یکدگر ؎ بود بحر و بر ہمین از شور و شر ؎ انھین دنون مین ایک محضر مخدوم الملک اور
شیخ عبدالنبی صدر الصدور اور قاضی جلال الدین ملتانی قاضی القضاۃ اور صدر جہان مفتی کل اور شیخ مبارک اور
غازی خان بدخشی وغیرہ کے اہتمام سے لکھا گیا اُسکا مضمون یہ تھا کہ ہر امام عادل مجتہدون سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے
اور مسائل مختلف فیہ مین اگر مرجوح روایت کو وہ اختیار کرے تو جائز ہے اس سے یہ غرض تھی کہ کوئی شخص احکام ملکی
اور شرعی مین اکبر کے حکم سے انکار نہ کرسکے اس باب مین بھی بڑی طویل بحث ہوئی گفتگو اس باب مین تھی کہ اجتہاد
اور مجتہد کسکو کہتے ہین اور امام عادل کو جو ملکی مصلحتون سے اچھی طرح واقف ہو یہ اختیار ہے کہ بسبب مصلحت
وقت کسی مسئلہ مختلف فیہ کو جاری کردے آخر بعضون نے بہ غربت اور بعضون نے بجبر اُسپر مہر کین وہ محضر بجنسہ
نقل کیا جاتا ہے ؎ محضر ؎ مقصود از تشئید این بنیانی و تمہید این مبانی آنکہ ؎ چون ہندوستان صینت عن الحدثان
بفیاض من سعدت سلطانی و تربیت جہانبانی مرکز ہمن و امان و دائرہ عدل و احسان شدہ طوائف انام از
خواص و عوام خصوصاً علماے عرفان شعار و فضلاے دقائق آثار کہ ہادیان بادیۂ نجات و سالکان
مسالک فوز الاعلم و جات انداز عرب و عجم رو بدین دیار نہادہ تو طن اختیار نمودند جمہور علماے فحول کہ جامع
فروع و اصول و حاوی معقول و منقول اند و مبرّن دیانت و صیانت اتصاف دارند بعد از تدبر وافی و تامل کافی در
غوامض آیۂ کریمہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ و احادیث صحیح اِنَّ اَحَبَّ النَّاسِ
اِلَی اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِمَامٌ عَادِلٌ مَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ
وغیر ذلک من النّاهد العقلیۃ و الادلۃ النقلیۃ قرار دادہ حکم نمودند کہ مرتبۂ سلطان
عادل عند اللہ زیادہ از مرتبۂ مجتہد ست و حضرت سلطان الاسلام کہف الانام امیر المومنین ظل اللہ علے
العالمین ابو الفتح جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ ابدًا اعدل و اعقل و اعلم باللہ اند بنابران
اگر در مسائل دین کہ بین المجتہدین مختلف فیہا ست بذہن ثاقب و فکر صائب خود یک جانب را اختیار فرمایند
بحجت تسہیل معیشت بنی آدم و مصلحت انتظام عالم اختیار نمودہ بآن جانب حکم فرمایند متفق علیہ شمرد و اتباع آن

بر عموم برایا و کافۂ رعایا لازم و متحتم ست و ایضاً اگر بموجب رائے صواب نمائے خود حکمے از احکام قرار دہند کہ مخالف نصی نباشد و سبب ترفیہ عالمیان بود و باشد عمل بران نمودن بر ہمہ کس لازم و متحتم ست و مخالف آن موجب سخطِ آخروی و خسران دینی و دنیوی ست و این مسطور صدق و فور حبۃ للہ و اظہار الاجرا حقوق از اسلام محضر علمائے دین و فقہائے مہتدین تحریر یافت و کان ذلک فی شہر رجب سنہ سبع و ثمانین و تسع مائۃ اس محضر کا مسودہ شیخ مبارک کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور ون نے بھی جبراً قہراً اسپر دستخط کیے شیخ مبارک نے بڑی رغبت سے اسکے نیچے لکھا کہ این امریست کہ من بجان و دل خواہان و از سالہا باز منتظر آن بودم + جب یہ فتویٰ طیار ہو گیا تو پھر اکبر کا اجتہاد شروع ہوا کسی کو مقابلہ کی مجال نہ رہی احکام شریعت میں جو چاہا کرنے لگا ابو الفضل بھی دینداری سے ہاتھ اُٹھا کر بالکل اُسکی خواہش کا تابع ہو گیا اسلام کا نام تقلید تھہرا اور بیدینی کی باتیں تحقیق قرار پائیں اسی سال کی سولھویں رجب کو اکبر نے اجمیر کی طرف کوچ کیا مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ اُس روز سے اب تک چودہ برس ہوئے پھر کبھی اکبر کا اُس طرف رخ نہ ہوا پچیسویں شعبان کو اجمیر کے قریب پہونچا پانچ کوس سے پیادہ پا ہو کر اُس روضہ متبرکہ کی زیارت کو گیا اہل عقل ان باتوں پر بہت ہنستے تھے کہ خواجہ اجمیری سے ایسا اعتقاد اور اہل شریعت سے جسکی بدولت اس طرح کے لاکھوں ولی پیدا ہوئے ہیں ایسا انکار جب مخدوم الملک اور شیخ عبد النبی چلے گئے تب اکبر نے اور نئی بیدینی کی باتیں نکالیں قرآن کو مخلوق بنایا پیغمبروں پر وحی آنے کو محال سمجھا نبوت اور امامت میں طرح طرح کے شک پیدا کیے اور جن اور ملائک اور معجزوں اور کرامتوں وغیرہ کا صاف انکار کیا اور قرآن کے تواتر اور اُسکی کلامیت میں بھی کلام ہوا اور بعد بدن کی خرابی کسی روح کا باقی رہنا اور اُسپر ثواب اور عذاب ہونا غیر ممکن سمجھا اور اس قسم کے شعروں کی سند پکڑی ؎ از حقیقت بدست کورے چند + مصحف ماند و کہنہ گورے چند + گور بابس سخن نیگوید + سر قرآن کسے نمی جوید + ؎ عید آمد و کاہ نکو خواہد کرد + چون روے عروس + ساقی مے ناب در سبو خواہد کرد + چون خون خروس + افشار نماز و پوز بند روزہ + یکبار دگر + از گردن این خران فرو خواہد کرد + افسوس افسوس + اور یہ مقرر کیا کہ کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَکْبَرُ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ علانیہ پڑھا کریں اور جب یہ احتمال ہوا کہ شاید اسمیں فتنہ و فساد پیدا ہوں فقط قلعہ کے اندر ہی لوگوں پر یہ تکلیف رہی + فتنہائے مست اسکی تاریخ ہے پھر اکبر نے قطب الدین محمد خان اور شہباز خان وغیرہ سے کہا کہ تقلید اسلام کی چھوڑ دو اُن سب نے انکار کیا قطب الدین محمد خان نے کہا کہ اور ولایتوں کے حاکم

مثل شاہ روم وغیرہ کے جب اِن باتون کو سُنینگے تو کیا کہینگے کیونکہ وہ سب دیندار ہین خواہ تقلید ہو خواہ تحقیق
اکبر نے بطور طعن کے اُس سے کہا کہ تو شاہ روم کی طرف سے غائبانہ ایسی سخت گفتگو کرتا ہی اور تو نے
وہ اپنے لیے ٹھکانا نکالا ہی کہ جب یہان سے نکلے تو وہان تیری قدر ہو بس اب تو یہان سے کالا منھ کر یہین چلا جا
شہباز خان بھی اِس گفتگو مین بہت تیز ہو گیا بیر بہ بار بار دین اسلام کی نسبت طعن کی گفتگو کرتا تھا شہباز خان نے
اُسکو صاف صاف مغلظہ گالیان دیکر کہا کہ ای کافر ملعون اب تو بھی ایسی باتین کرتا ہی ہم تیرا کام تمام
کر سکتے ہین غرض بڑی ہمیرگی پر نوبت پہونچی اکبر نے بالتخصیص شہباز خان کو اور عموماً سب کو یہ کہا
کہ ہم ابھی حکم دیتے ہین کہ تم سبھون کے مُنھ پر گوہ کی بھری ہوئی جوتیان لگائی جاوین انھین دنون مین ترسون محمد خان
حاکم پٹن گجرات سے آیا اسی سال مین قاضی علی بغدادی نے جو معافیات کے ضبط کرنے اور
اُن سب کو ایک جگہ جمع کر دینے کے لیے مقرر ہوا تھا ہزاری سے صدی تک سب معافیدارون کو اکبر کی
نظر سے گذرانا شروع کیا اُن لوگون کی اکثر زمین ضبط ہو جاتی تھی کچھ تھوڑی سی ملتی تھی سارے شریف اور
بزرگ خاندانون پر تباہی آئی اور اِس مفلسی کی وجہ سے اکثر شریفون کی اولاد آوارہ ہو گئی تمام مدرسہ اور مسجدین
ویران ہو گئین حکیم الملک شیخ ابوالفضل سے مخالفت کیا کرتا تھا اور اُسکو فضلہ کہتا تھا اِس وجہ سے اکبر نے
اُسپر بڑی سختی کی آخر کہ کی طرف نکال دیا اسی سال کے رمضان کے مہینہ مین قاضی علی مذکور نے احمد آباد مین
مصنف صاحب کو بھی اکبر کے سامنے پیش کیا اور ہزار بیگھہ زمین جو اُنکو بطور مدد معاش کے ملی تھی اُسکا
ذکر کیا مصنف صاحب نے چند روز سے خدمت چھوڑ دی تھی اور یہ سمجھا تھا کہ مین اب یاد نہ آؤنگا
اکبر نے کہا کہ ہمکو یاد ہی کہ اُنکے فرمان مین کوئی شرط بھی تھی قاضی علی نے کہا کہ ہان شرط خدمت اُنکو مین
دی گئی تھی اکبر نے کہا کہ اُنسے پوچھو کہ کیا کوئی ضعف ہو گیا جو خدمت چھوڑ دی غازی بدخشی نے فوراً
جواب دیا کہ قسمت کا ضعف تھا سب مقربون نے پچھلی امامت کا حق سمجھکر مصنف صاحب کی سفارش کی
شہباز خان بخشی نے کہا کہ یہ ہمیشہ خدمت مین رہتے ہین اکبر نے کہا کہ ہم کسی سے زبردستی خدمت نہین لیتے
اگر یہ خدمت کا ارادہ نہین رکھتے تو نصف زمین اُنکی ضبط ہو جاوے نصف معاف رہے مصنف صاحب نے
یہ امر جھٹ پٹ قبول کر لیا اکبر کو یہ امر بہت ناگوار ہوا قاضی علی نے پھر عرض کیا کہ اُنکے حق مین کیا حکم ہی
اکبر نے بڑے مبالغہ کے ساتھ یہ کہا کہ شیخ عبدالنبی سے جو اُسوقت تک لشکر کے ساتھ موجود تھا یہ پوچھو کہ یہ
کسقدر زمین کا استحقاق رکھتے ہین شیخ نے مولانا آزاد امروہی کی زبانی یہ کہلا بھیجا کہ یہ عیالدار

بہت ہین اور سُنا ہی کہ انکا خرچ بھی زیادہ ہی مین انکے لیے آٹھ سو یا سات سو بیگھہ زمین تجویز کرتا ہون مگر مقربون نے
اس عرض کو پیش کرنا مناسب نہ دیکھا اور مصنف صاحب کو خدمت قبول کرنے پر اصرار کیا یہ ساری مصیبتین
اُنپر اِس سبب سے آئین راگرچہ اکبر نے کئی مرتبہ کہا مگر اُنھون نے داغ کرانا قبول نہین کیا اور گویا اس شعر کے
مضمون پر عمل کیا ؎ شادم کہ یک سوار ندارم پیادہ ہم ؎ فارغ ز قید شاہم و از شاہ زادہ ہم ؎ اِسی سال مین
اکبر نے تمغہ اور جزیہ جسکا محاصل کئی کرور ہوتا تھا معاف کر دیا اس امر کی تاکید مین فرمان صادر ہوے اسی
سال مین محمد معصوم خان میاں معین الدین احمد خان فرنخودی کا جسکے پاس جونپور کی حکومت تھی درگاہ مین
حاضر ہوا پھر اکبر نے اُسکو جونپور کی طرف بھیجدیا اور ملا محمد ایزدی کو وہان کا قاضی القضاۃ مقرر کیا محب علی خان
والد میر خلیفہ کو دہلی کی حکومت عطا کی ملا محمد یزدی نے جونپور مین پہونچکر فتوی دیا کہ اس بادشاہ سے بغاوت
واجب ہی چنانچہ محمد معصوم کابلی و محمد معصوم خان فرنخودی اور میر معز الملک اور نیابت خان اور عرب بہادر اور
سوائے اُنکے اور بہت سے سردار تلوارین کھینچکر مقابل ہوے ہر طرف بغاوت پھیلی جن معافی داروں کی زمینین
ضبط کی تھین وہ کہتے تھے کہ بادشاہ نے ہماری زمینون مین اور خدا نے اُسکے ملک مین تدخل کیا مہتر سعادت جسکا
پیشکار وخان خطاب تھا جونپور مین معصوم خان کے پاس گیا تھا جب وہان سے لوٹا تو اُسنے اس فتوی کی کیفیت
اکبر سے عرض کی تب اکبر نے میر معز الملک اور ملا محمد یزدی کو کوئی حیلہ کرکے جونپور سے طلب کیا جب وہ فیروز آباد
جو آگرہ سے اٹھارہ کوس ہی پہونچے تو اکبر نے حکم دیا کہ سوارون کو اُنسے جدا کرین اور جمنا کے راستہ مین کشتی مین
بٹھاکر گوالیار کو لیجاوین اور اُسکے پیچھے یہ حکم بھیجا کہ فوراً اُنکو قتل کر دو چنانچہ سپاہی لوگ جو اُنکے محافظ تھے وہ دریا مین
ہوگئے اور اِن دونون کو ایک پُرانی کشتی مین بٹھایا بعد ازان ملاحون نے حسب الحکم اُس کشتی کو ڈبو دیا بعد چند روز کے
قاضی یعقوب بنگالہ سے آیا اُسکا بھی یہی حال کیا پھر جن جن مولویون سے شبہ تھا ایک ایک کو چُن چُنکر قتل کرنا شروع
کیا لاہور کے سب عالمون کو جلاوطن کرکے پریشان کر دیا چنانچہ قاضی صدر الدین لاہوری کو جنکی تحقیق علمی
مخدوم الملک سے بھی زیادہ تھی گجرات مین بہروچ کا قاضی مقرر کرکے بھیجدیا اور ملا عبد الشکور گولدار کو جونپور کا قاضی
اور ملا محمد معصوم بہار کی طرف نامزد ہوا اور شیخ منور کو مالوہ کی طرف نکالا اور اُس صوبہ کی صدارت اُسکے سپرد کی
اسی طرح اوروں کو بھی اِدھر اُدھر نکال دیا فقط شیخ معین جو ملا معین اُنکے پوتے بہت بوڑھے تھے اس آفت سے
بچکر لاہور مین باقی رہے آخر سنہ ۹۹۰ نوسو چانوے مین اُنکا انتقال ہوا حاجی ابراہیم سرہندی کو گجرات کا صدر
مقرر کرکے بھیجا تھا اُسنے وہان کے معافیداروں سے رشوت لیکر بہت سا روپیہ اکٹھا کیا اور جو شخص رشوت نہ دیتا تھا

اُسکی زمین ضبط کرلیتا تھا یہ بات اکبر تک بھی پہونچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ دکن جانے کا ارادہ رکھتا ہے تو اکبر نے بغاوت کی تہمت رکھکر اُسکو بلا کر حکیم عین الملک کے سپرد کیا راتون کو اپنی مجلس مین بھی اُسکو بلاتا تھا اُسنے ایک رسالہ لکھکر پیش کیا اور خوشامد کی وجہ سے جھوٹی باتین بزرگون سے نقل کرکے اُسمین درج کین مگر آخر کو اُسکا یہ فریب کھل گیا چنانچہ اُسنے شیخ عربی سے منسوب کرکے ایک پُرانی کتاب مین جسکو کیڑا لگ چکا تھا یہ عبارت نقل کی کہ امام صاحب زمان عہ تین بہت کرینگا اور ڈاڑھی کترایا کریگا غرض کئی صفتین جو اکبر مین موجود تھین اُسی طرح اُسمین درج کین اکبر ان باتون سے بہت راضی ہوا اور اُسکو بھی اپنے مصاحبون مین داخل کیا اسی طرح لوگون نے ملا ابوسعید برادر زادہ میان مان پانی پتی کی کتاب مین ایک موضوع حدیث بناکر پیش کی کہ ایک صحابی کا بیٹا ڈاڑھی مُنڈا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا آپ نے فرمایا کہ اہل بہشت کی یہی صورت ہوگی چونکہ وہ شاہ فتح اللہ اور شیخ ابوالفضل اور حکیم ابوالفتح سے ولیرانہ گفتگو کیا کرتا تھا اور اُنکی مذمتین کرتا تھا اس سبب سے اکبر نے اُسکو رتنبھور کے قلعہ مین بھیجدیا چنانچہ وہ وہین مرگیا بعد مرنے کے اُسکے جسم کو قلعہ کی فصیل پر سے نیچے پھینک دیا اُسکا جسم بہت سے کیڑون مین لپٹا ہوا تھا اور مشہور ایسا ہوا کہ وہ خود قلعہ سے گر کر مرگیا یہ واقعہ ۹۹۰ھ نوسو چورانوے مین ہوا اس زمانہ کا حال تھا کہ جتنے عالمون نے علم پڑھا تھا وہ سب اُنکے واسطے وبال ہوگیا اکبر نے سب عالمون اور مشائخ کو فرمان بھیجکر اپنے دربار مین طلب کیا اور سب کی معاش کی تحقیقات کی موافق دستور دربار کے سب عالمون کو کچھ نہ کچھ ملتا کرنا واجب پڑتی تھی اور اکبر اُنکی سب زمینین ضبط کرکے موافق اپنی رسم کے تھوڑی سی زمین چھوڑ دیتا تھا اور جس کسی کو سمجھتا تھا کہ یہ لوگون کو مرید کرتا ہے یا اُسکے گھر راگ کی مجلسین ہوتی ہین یا کسی طرح کا ذی عزت آدمی ہے اُسکو دکاندار نام رکھکر کسی قلعہ مین مقید کردیتا تھا یا بنگالہ یا کبر کی طرف نکال دیتا تھا بیچارے بوڑھے بوڑھے پیرون اور شیخون پر سب سے زیادہ تباہی آئی چنانچہ تمام صوفیون اور اہل ذوق نے اپنے طریقہ کو چھوڑ دیا اکثر جلاوطن ہوکر اِدھر اُدھر گوشون مین چھپ رہے اور واقع مین اول صوفیون کی ایسی سرد مجلسین اور بے اثر حالتین اور طرح طرح کی نالائق حرکتین اور نامناسب تکلفات اسی قابل تھین کہ اُنکا نتیجہ یہ ہوا اُسی سال مین مظفر خان نے بنگالہ مین جاکر معاملات مین سخت گیری شروع کی اور اُس طرف کے سب امیرون کو طرح طرح کی ایذا دی اکثرون کی جاگیرین ضبط کرلین اور داغ محلہ کی رسم موافق دربار کے اور اُنکے محاسبہ پرانے طریقون پر شروع کیے بابا خان قاقشال اور خالدی خان نے جو عمدہ سردارون مین سے تھے داغ سے معافی اور اپنی جاگیر کی بحالی چاہی کچھ فائدہ نہوا اور جسقدر روپیہ

جاگیر کا بیداغ محلہ کی اُسنے تحصیل کر لیا تھا اُسکی عرض خالد بحال کو مقید کیا اتفاقاً انھین دنون مین مظفر خان کے نام اکبر کا فرمان پہونچا کہ روشن بیگ نامے مرزا محمد حکیم کا نوکر کابل سے بھاگ کر بنگالہ کو چلا گیا ہے اُسکو تلاش کر کے قتل کرو جب مظفر خان نے بہت جستجو کی تو وہ شخص قاقشالون مین سے ملا اُسوقت مظفر خان نے باباخان سے بہت سخت گفتگو کی اور بادشاہی فرمان دکھا کر دربار عام مین روشن بیگ کو گردن مار دیا یہ دیکھکر سب سپاہی وہان سے ڈر گئے آخر سب نے متفق ہوکر اپنے سر مُنڈا لے اور صورتین بدل کر شہر گور مین جسکو قدیم زبان مین لکھنوتی کہتے ہین بغاوت پر کمر باندھکر جمع ہوے اور جہان کہین مظفر خان کا مال ملا لوٹ لیا تب مظفر خان نے بہت سی فوجین جمع کر کے حکیم ابو الفتح اور تنبر داس کو حکم دیا کہ اپنی فوجون کو لیجاکر ان سپاہیون کی گوشمالی کرو لیکن حکیم ابو الفتح بیچارہ لڑائی بھڑائی کے کام سے ناواقف تھا تنبر داس ایک اودنی ہندو متصدی تھا ان دونون سے کیا ہوتا ہے تب مظفر خان نے تسلی اور دلاسا کا فرمان قاقشالون کو بھیجا اور اُسمین لکھا کہ تمھاری جاگیرین اور سر نو بحال ہونگی یہ پیغام رضوی خان اور تنبر داس کی معرفت اُنکے پاس پہونچا اور میر ابو اسحاق کو بھی ان دونون کے ہمراہ کیا قاقشالون نے ان سب کو قید کر لیا کسی طرح پر راضی نہ ہوے انھین دنون مین ملا طیب اور راے پرھوتم بخشی نے معصوم خان کابلی اور عرب بہادر وغیرہ سارے بہار کے امیرون کی جاگیرین یک قلم تغیر کر دی تھین اور اُنکے ساتھ بڑی بدسلوکی سے پیش آئے تھے اور اسی فوج کو لیکر جو سہ تندی کے پار معصوم خان سے لڑنے کے لیے گئے تھے ایسے وقت مین یکایک عرب بہادر نے اُنپر حملہ کیا اور راے پرھوتم کو قتل کر کے تمام مال و اسباب لوٹ لیا بعد ازان معصوم خان وغیرہ نے باباخان سے متفق ہو جانے کے لیے کرہی کا ارادہ کیا مظفر خان کی طرف سے خواجہ شمس الدین محمد خزانی نے اُنکا راستہ روکا بڑی لڑائی ہوئی آخر معصوم خان غالب آکر قاقشالون سے جا ملا اور سب نے بالاتفاق گنگا اُتر کر مظفر خان پر حملہ کیا اُسوقت مظفر خان مانڈہ گڈہ کے قلعہ مین جو فقط ایک پُرانی چار دیواری باقی تھی بند ہو گیا اور وزیر خان اور جمیل بیگ نے جو پرانے امیرون مین سے تھے جان محمد خان بدہودی وغیرہ سپاہیون کو ساتھ لیکر اُسپر حملہ کیا اور حکیم ابو الفتح اور خواجہ شمس الدین وغیرہ امیرون کو مقید کر لیا مگر یہ دونون سردار مع راے تنبر داس کے کسی طرح قید سے چھوٹ کر وہان کے زمینداروں کی مدد سے حاجی پور مین پہونچے حکیم نور الدین فراری اُسی کشمکش مین مر گیا پھر قاقشالون کے گروہ اور معصوم خان نے عہد و قول کر کے مظفر خان کو مانڈہ کے قلعہ مین سے نکالا

اور پھر طرح طرح کے عذابون سے قتل کیا اور سارا مال و اسباب اُسکا لوٹ کر تمام ولایت بنگالہ اور بہار پر
قبضہ کرلیا اور بہت سی فوج سوار اور پیادون کی جمع کی اور میرزا شرف الدین حسین کو جسے اکبر نے قاسم علی خان
بقال حاکم کالپی کی قید سے نکال کر بنگالہ مین بھیجدیا تھا اپنا سردار بنایا جب اکبر نے اس فساد کا حال سُنا
تو راجہ ٹوڈرمل کو مع صادق محمد خان اور ترسون محمد خان وغیرہ بڑے بڑے امیرون کے اس فساد کے
رفع کرنے کے لیے فتح پور سے نامزد کیا اور محب علی خان حاکم رہتاس اور محمد معصوم خان فرنخودی حاکم
جونپور اور سوائے اِن دونون کے اور بہت سے اُس طرف کے جاگیردار راجہ کی مدد کے لیے متعین ہوئے
ابھی یہ رستہ مین تھے کہ شاہم خان جلائر نے سعید خان بخشی سے مقابلہ کرکے اُسکو قتل کر ڈالا
محمد معصوم جونپوری تین ہزار سوار ساتھ لیکر راجہ سے آملا مگر راجہ نے جو غور کیا تو اُسمین بھی بغاوت کے آثار
پائے جاتے تھے اِسوجہ سے راجہ نے بظاہر اُسکی بہت سی تسلی کی مگر یہ سب حال اکبر کو لکھ بھیجا محمد معصوم کابلی
اور مرزا شرف الدین حسین اور قاقشالون وغیرہ نے تیس ہزار سوار اور پانسو ہاتھی اور بہت کشتیان اور
توپخانہ آراستہ کرکے نواحی قصبۂ مُنگیر مین راجہ کے مقابلہ کا ارادہ کیا چونکہ راجہ کو اپنے لشکر پر اعتماد نہ تھا اسوجہ سے
لڑائی مین مصلحت نہ سمجھکر اُسنے مُنگیر کے قلعہ مین پناہ لی اور ہر روز قلعہ مین سے لڑتا تھا جب خزانہ ہوچکا تو
اُسکے لشکر پر خرچ کی بہت تکلیف ہوئی تب زین الدین کنبو شہباز خان کے داماد نے ایک لاکھ روپیہ
ڈاک چوکی کے طور پر دریا کے راستہ سے راجہ کے پاس پہونچائے چنانچہ اُسکو چند روز کے لیے مختصر طور پر
خرچ مین لایا اسی طرح تھوڑے تھوڑے دنون کے بعد کبھی دریا خان آبدار اور کبھی سید مدی اور کبھی سید
بھگہ انداس خزانچی کے بیٹے کی معرفت اُسکے پاس لاکھ لاکھ روپیہ پہونچتے تھے انھین دنون مین عبدالحی خواص
ولد قاضی صدرالدین سنبھلی جو ایک بہت خوبصورت آدمی مگر نہایت بے وقوف تھا اور اس معرکہ مین
اُسکی بھی کسی ڈاک چوکی پر تعینات تھی جوان مرگیا یہ شخص بھی مذہب اور ملت کے باب مین خبط کی
باتین کیا کرتا تھا ہمایون فرمانی ولد شاہ فرمانی جسکا ہمایون قلی خان خطاب تھا اور اُسنے اکبر کے
مذہبی معاملات اجمیر مین چشم خود دیکھے تھے تبر خان دیوانہ سے متفق ہوکر راجہ کے لشکر سے بھاگ گیا اور
مخالفون سے جاملا اسی عرصہ مین بابا خان سخت بیمار ہوگیا تب جباری ولد مجنون خان قاقشال نے
بابا خان کا یہ حال دیکھکر اُس معرکہ سے چلے جانے کا ارادہ کیا اور معصوم خان کابلی بھی وہان سے
بہار کو چلدیا غرض ساری جماعت مخالفون کی متفرق ہوگئی عرب بہادر نے وہان سے جاکر پٹنہ پر حملہ کیا

بہار خان خاص خیل جو سید عارف کے نام سے مشہور تھا پٹنہ کے قلعہ مین بند ہو گیا راجہ ٹوڈرمل نے معصوم خان
فرنخودی کو بہت سے لشکر کے ساتھ بہار خان کی مدد کے لیے بھیجا تب عرب بہادر اسکا مقابلہ چھوڑ کر گجپتی کے پاس
جو ایک بڑا نامی زمیندار تھا چلا گیا پھر راجہ و صادق خان مع تمام اپنے امیرون کے معصوم خان کابلی کی گوشمالی کے لیے
بہار کی طرف متوجہ ہوے رات کے وقت معصوم خان نے صادق خان پر شبخون کیا اس معرکہ مین وہ بیگ نامے ایک
سردار جو الغ خان حبشی کے ساتھ قراول مقرر ہوا تھا مارا گیا الغ خان اپنی جان بچا کر نکل گیا صادق محمد خان ایسے
وقت مین بڑا ثابت قدم رہا معصوم خان حتی المقدور لڑتا رہا جب دیکھا کہ کچھ کام نہین بنتا تب وہان سے بھاگ کر
چند مدت اس جنگل مین قزاقی کرتا رہا آخر عیسی خان زمیندار اڑیسہ کے پاس پناہ لے گیا انھین دنون مین شجاعت خان
اور اسکا بیٹا قائم خان جو دونون باپ بیٹے علم سپہگری مین بڑے کامل اور جوان ظریف اور نازک تھے اکبر کے طلب
سارنگ پور سے فتح پور کو جاتے تھے راستہ مین انکے نوکرون نے دونون کو قتل کیا اور سارا مال و اسباب نکالوٹ کر چلدیے
اس واقعہ کے بعد اکبر نے شریف خان اتکہ کو مالوہ کی طرف نامزد کیا اور خود اسکے مکان پر جا کر اسکی مہمانی قبول کی بعد ازان
شریف خان مالوہ کو روانہ ہوا اسی سال مین اکبر نے خان اعظم کو جو بہت دنون سے نظر بند تھا آگرہ سے بلا کر پانچ ہزار
سوارون کے ساتھ حکومت بنگالہ پر نامزد کر کے بھیجا اور شہباز خان کو بھی ولایت انا سے طلب کر کے بہت سی فوج کے ساتھ
خان اعظم کی مدد کے لیے تعین کیا چنانچہ خان اعظم نے سرحد جاجی پور مین پہنچکر گجپتی کے علاقہ کا سارا ین کنڈ ڈالا اور وہان سے
عرب بہادر کو نکالا اسی سال مین اکبر نے حکیم الملک جیلانی کو اپنے نئے مذہب کا مخالف سمجھکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا
اور اسکی معرفت پانچ لاکھ روپیہ وہان کے شریفون اور مستحقون کے لیے بھیجے حکیم الملک آخر المرتک وہین رہا اور اسکے بعد چند
اکبر نے فرمان اسکی طلب مین بھیجے مگر وہ نہ آیا آخر وہین مر گیا اس سال مین اکبر نے تمام مشائخ ہندوستان کو جمع کیا
اور انکو اپنی صحبت مین بلا کر طرح طرح کی تحقیقین کیا کرتا تھا وہ لوگ اکثر خوشامد اور چاپلوسی کی باتین کرتے تھے
اکبر کا مقصود اصلی یہ تھا کہ کسی کی کوئی خرق عادت بچشم خود ملاحظہ کرے مگر یہ بات اُن لوگون کو کہان نصیب تھی
آخر انکی باتین دیکھکر اکبر کی بد اعتقادی اور زیادہ بڑھ گئی چنانچہ شیخ جانلیدہ بڑے خلیفہ شیخ عبد العزیز ساکن قصبہ
مہتونہ کے اکبر کے حکم موجب عبادت خانہ مین رہتے تھے اور لوگون کے دکھانے کے لیے نماز معکوسہ پڑھا کرتے تھے
اور کوئی حرم اکبر کی حاملہ تھی اسکی نسبت انھون نے یہ کہا تھا کہ اسکے بیٹا پیدا ہوگا اتفاقاً اسکے بیٹی ہوئی اور بہت سی
بیہودہ حرکتین اسکی اکبر نے دیکھین اسی طرح سید ہاشم فیروز آبادی نے اپنے بزرگون کی دکان کھولی
ان لوگون کا حال دیکھکر اکبر کا پچھلے بزرگون سے بھی اعتقاد جاتا رہا شیخ منتہی افغان کا بیٹا بھی اکبر نے پنجاب سے بلا

وہ حکم کی تعمیل کے بموجب اُسی وقت اپنی خانقاہ سے قاصدون کے ساتھ پیادہ پا چلدیے پیچھے سے لوگ اُنکی سواری
ڈولا لائے اور فتح پور مین آکر شیخ جہان بختیار کے گھر اترے اور وہان سے اکبر کو یہ پیغام بھیجا کہ میری ملاقات آج تک کسی
بادشاہ کو میسر نہین ہوئی تب اکبر نے اُنھین اُسی طرح رخصت کر دیا اُسی طرح شیخ الہدیہ خیرآبادی مع اپنے بیٹے
شیخ ابو الفتح کے حسب الطلب درگاہ مین آئے اکبر نے گھوڑے ہوکر بڑی تعظیم سے اُنکے ساتھ ملاقات کی جب
اُنسے کچھ گفتگو کی تو اُنھون نے اپنے کان کی طرف اشارہ کیا کہ مین اونچا سُنتا ہون تب اکبر نے اُنکو بھی بعزت و رخصت کیا اسی سال مین بے دین عالمون نے متفق ہوکر بہت سی دلیلین اس بات پر پیش کین کہ امام صاحب زمان
جو کل مذہبون کے اختلاف کو رفع کریگا وہ آپ ہین شریف خان نے محمود دکنی کے کسی رسالہ سے یہ مضمون نقل کیا
کہ سنہ ۹۹۰ نو سو نوے مین ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ اُسکے سبب سے باطل بالکل دور ہو جائیگا سب نے متفق ہوکر
یہ کہا کہ لفظ صاحب دین حق کے حساب جمل سے نو سو نوے عدد ہوتے ہین سو اس زمانہ مین آپ اسکے مصداق ہین
اور خواجہ مولانا محمد جعفر دان نے مکہ معظمہ سے آکر وہان کے شریفون کا ایک رسالہ پیش کیا اُسکا مضمون یہ تھا
کہ صحیح حدیثون کے بموجب دنیا کی مدت سات ہزار برس تھی سو اب تمام ہو چکی اب زمانہ امام مہدی کے ظہور کا ہے
اور خود بھی اُسنے ایک رسالہ تصنیف کرکے پیش کیا اُسمین بھی اسی قسم کے روایات تھے شیعون نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
اسی قسم کے قول نقل کیے بعضون نے یہ رباعی جو جمشید یا خسرو سے منسوب تھی پیش کی ؎ دورۂ صد و شتاد و نہ از حکم
قضا ۔ آیند کسان کہ ما نیامدہ ایم ۔ در سال اسد ماہ اسد روز اسد ۔ از پردہ برون خرامد آن شیر خدا ۔ غرض سب
باتین اس بات کی باعث ہوئین کہ اکبر نے خود نبوت کا دعوی کیا لیکن نہ نبوت کی لفظ سے بلکہ دوسری عبارت سے
اسی عرصہ مین راجہ ٹوڈرمل کی عرضی پہونچی کہ مین نے معصوم خان فرنخودی کو آج تک بڑی تسلی اور دلاسا کرکے
روکا ہے مگر خواجہ شاہ منصور دیوان اُس سے اور ترسون محمد خان سے زر باقی کا حد سے زیادہ تقاضا کرتا ہے چنانچہ
وہ دونون نہایت مجبور ہو گئے ہین اسوقت مین ایسی باتین مناسب نہین ہین کہین ایسا نہو کہ لشکر مین
تفرقہ پڑ جاوے اکبر پہلے بھی شاہ منصور کی سخت گیریان سُن چکا تھا اس سبب سے اکبر نے اُسکو بے دخل
کرکے چند روز یہ کام کسی مصلحت سے شاہ قلی خان محرم کے سپرد کیا پھر بجاے اُسکے آصف خان کے
بھائی وزیر خان کو دیوان کل مقرر کیا اور قاضی علی بغدادی کو جو ایک شخص نہایت نالائق تھا اُسکا مددگار کیا
یہ دونون متفق ہوکر کام کیا کرتے تھے اسی زمانہ مین اکبر کی درگاہ مین لوگ ایک آدمی لائے جسکے کانون کا
سوراخ بالکل نہ تھا مگر باتین اچھی طرح سُنتا تھا اسی سال مین اکبر کو اسکی تحقیق کا خیال ہوا کہ حدیث مین

جو آیا ہی کہ سب بچے مذہب اسلام پر پیدا ہوتے ہین یہ بھی صحیح ہی یا نہین چنانچہ اُسنے بیس شیر خوار بچے آبادی سے
دور ایک مکان مین رکھے اور یہ اہتمام کیا کہ وہ کسی شخص کی آواز نہ سُنین اور بڑی مؤدب دائیان
اُنکی پرورش کے لیے مقرر کرین اور یہ تاکید کی کہ کسی بات کی اُنکو تعلیم نہ کرنا چاہیے تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ
خود بخود کونسا مذہب سیکھتے ہین اور سب سے پہلے کیا کلمہ کہتے ہین اول لڑکون کے مان باپون کو بہت سا
روپیہ دیکر راضی کر دیا اور لڑکون کے لیے جو مکان تجویز ہوا تھا اُسکا نام گنگ محل رکھا تین چار برس کے عرصہ
مین کئی لڑکے اُنمین سے مر گئے باقی جتنے تھے وہ گونگے ہو گئے تھے اسی سال مین اکبر نے شاہزادہ دانیال کو مع شیخ جمال
بختیار اور شیخ فیضی کے جو شاہزادہ کا اُستاد تھا اور سوائے اِن دونون کے بہت سے امیرون کو ساتھ کرکے
اجمیر کو بھیجا اور مبلغ پچیس ہزار روپیہ وہان کے فقرا کے لیے روانہ کیے اس سال مین راجہ ٹوڈرمل اور سب
بادشاہی امیرون نے برسات کا موسم حاجی پور مین گذارا معصوم خان فرنخودی جو بہت آزردہ تھا بے اجازت
امیرون کے پاس سے رخصت ہو کر جونپور مین چلا آیا یہان اُسنے بغاوت اختیار کی اکبر نے پیشرو خان عرف
تہمر سعادت کی معرفت جو داروغہ فراش خانہ کا تھا ایک فرمان اُسکے دلاسا اور تسلی کا بھیجا اور جونپور تر سون محمد خان کو
اور اودھ معصوم خان فرنخودی کو عنایت کیا مگر اُسنے پھر بھی گفتگو بڑی پریشانی اور بیدلی کی کی اور اودھ مین جاکر
سامان لڑائی کا تیار کیا جب مہتر سعادت وہان سے لوٹ کر دربار مین آیا تو اُسنے سارے اُس طرف کے امیرون کا اور
ملا محمد یزدی کے فتوی کا قصہ اکبر کو سُنایا تب اکبر نے ملا یزدی اور معز الملک کو بُلا کر سزا کو پہونچایا جیسا کہ پہلے مذکور
ہو چکا ہی انھین دنون مین نیابت خان ولد ہاشم خان نیشاپوری نے جسکو اکبر نے پٹنہ کو سفر کرتے وقت مہربانی کرکے
جیوسی اور پیاگ مین جاگیر عنایت کی تھی بغاوت کی اور گڑہ پر حملہ کیا وہان کی حکومت اسمعیل قلی خان کی طرف سے
الیاس خان نامے ایک پٹھان سے متعلق تھی نیابت خان نے مقابلہ کرکے الیاس خان کو قتل کیا اور قلعہ کا
محاصرہ کرکے تمام ملک کا لوٹنا شروع کیا تب اسمعیل قلی خان نے وزیر خان اور مطلب خان اور شیخ جمال بختیار وغیرہ
امیرون کو نیابت خان کی گوشمالی کے لیے بھیجا اور اکبر نے شاہ قلی خان محرم اور بیربر کو معصوم خان فرنخودی کے
دلاسا کے لیے اودھ کی طرف روانہ کیا اور وزیر خان کے رخصت ہونے کے بعد خواجہ شاہ منصور کو
قید سے نکال کر پھر دیوانی کے کام پر مقرر کیا نیابت خان لشکر کے آنے کی خبر سُنکر گڑہ کو چھوڑکر قصبہ بگشت کی
طرف جو ترابع پٹنہ سے ہی چلدیا امیرون نے دریا اُتر کر اُسکا تعاقب کیا اور بہت جلد اُسکے سر پر جا پہونچے
تب اُسنے لوٹ کر مقابلہ کیا اور تنہا اتنے امیرون سے اتنا لڑا کہ ہمیشہ کو یادگار رہیگا تمام فوج کو زیر و زبر کرکے

شیخ جمال کو میدان مین گھوڑے پر سے گرایا لیکن پھر چھوڑ دیا مگر آخر کو شکست کھاکر اودھ مین معصوم خان کے پاس چلا گیا عرب بہادر بھی اسی زمانہ مین شہباز خان سے شکست کھاکر یان پناہ لایا اور شہباز خان عرب بہادر کے تعاقب مین اول جونپور کو گیا پھر اودھ مین آیا معصوم خان کے پاس لڑائی کا سامان اسقدر جمع تھا کہ جسکی انتہا نہین تیس چالیس ہزار فوج کے اور کل اسباب لڑائی کا بیشمار اُسکے پاس مُہیا تھا فوراً اُسنے شہباز خان کو شکست دیکر بھگایا چنانچہ شہباز خان ایک روز مین چالیس کوس راستہ طے کرکے جونپور مین آیا اتفاقاً ترسون محمد خان جو شہباز خان کے میمنہ لشکر مین متعین تھا جنگل مین چھپ رہا جب معصوم خان کی فوج فتح کے بعد لوٹ مین مصروف ہوئی اُسوقت اُسنے معصوم خان کے تھوڑے سے آدمی دیکھکر قابو پایا اور یسا حملہ کیا کہ معصوم خان کو میدان سے بھاگنا پڑا جب یہ خبر شہباز خان کو پہونچی تو وہ بھی اُسی پاؤن لوٹکر دوسرے دن ترسون محمد خان سے آملا اور پھر جمعیت اکٹھی کرکے معصوم خان پر حملہ کیا شہر اودھ کے اندر بڑی لڑائی ہوئی آخر معصوم خان شکست پاکر تن تنہا بھاگا اور اُسکی ماں بن بی بی اور بیٹا اور تمام مال و اسباب سب مخالفون کے ہاتھ آیا وہ بدھ کے دن بھاگ کر کوہ سوالک کی طرف چلا گیا یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی مین ہوا انھین دنون مین حاجی حبیب اللہ فرنگستان سے ارغنون باجا لایا وہ ایک صندوق کی طرح بقدر آدم تھا ایک فرنگی اُسکے اندر بیٹھکر تارون کو بجاتا تھا اور دو آدمی باہر سے اُسمین انگلیان مارتے تھے طرح طرح کی آوازین اُسمین سے نکلتی تھین اور فرنگی بار بار لباس سرخ زرد بدل کر اُسکے اندر سے آتے جاتے تھے تمام اہل مجلس دیکھکر اُسکو حیران رہے اسی مجلس مین اکبر نے کہا کہ ہر شخص اپنے کمال کے بموجب بیان کرے کہ آج کل سب سے زیادہ عقلمند کون ہے مگر بادشاہون کے نام نہ لین کیونکہ یہ اس سے مستثنی ہین ہر شخص جس جس کا اعتقاد رکھتا تھا نام لینا شروع کیا حکیم ہمام نے کہا کہ سب سے زیادہ عقلمند مین اپنے آپ کو جانتا ہون اور شیخ ابو الفضل نے اپنے باپ کا نام لیا محرم ۹۸۹ھ نو سو نواسی مین خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم معصوم خان فرنخودی کے حسب الطلب اور فریدون خان اپنے ماموں کے بہکانے سے ہندوستان کی تسخیر کے لیے متوجہ ہوا ہے اور شادمان نامے ایک نوکر اُسکا فوج لیکر اٹک کو اُترا یہ خبر سنکر راجہ بھگوانداس نے شادمان پر حملہ کرکے اُسکو قتل کر دیا اور یہ خبر سنکر خود مرزا محمد حکیم اٹک اُترکے سید پور تک آگیا یہ سنکر اکبر نے آٹھ مہینہ کی تنخواہ نقد تمام فوج کو تقسیم کی اور شاہزادہ دانیال کو مع سلطان خواجہ صدر الدین شیخ ابراہیم چشتی کے اپنا نائب مقرر کرکے فتح پور سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا جب سرآباد مین جو فتح پور سے پندرہ کوس ہے پہونچا تو شہباز خان کے فتح پانے کی خبر

جب مان سنگھ نے شاہ مان کو قتل کیا تھا تو اُسکے بستہ مین سے تین فرمان محمد حکیم کے بھیجے ہوئے نکلے ایک
حکیم الملک گیلانی کے نام دوسرا شاہ منصور دیوان کے نام تیسرا احمد قاسم خان میر بحر کے نام تھا اکبر نے اُنکو پڑھکر
اس امر کو سب سے مخفی رکھا جب دہلی مین پہونچا تو یہ خبر آئی کہ مرزا لاہور مین داخل ہوکر مہدی قاسم خان کے
باغ مین اُترا اور راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ اور سعید خان قلعہ کے اندر بند ہوگئے ہین اور مرزا محمد حکیم کا نائب
ملک ثانی جسکا وزیر خان خطاب تھا مرزا سے رنجیدہ ہوکر پانی پت مین شاہ منصور کے پاس آگیا ہے اور اُسکے
وسیلہ سے اکبر کی ملازمت کرنا چاہتا ہے مگر اس وزیر خان کی جدائی کر اکبر نے مرزا کی سی معاملت ملکی پر
محمول کیا اور چونکہ شاہ منصور سے پہلے بدگمانی ہوچکی تھی اس وجہ سے یہ اور قرینہ اُس گمان کا ہوگیا
چنانچہ اکبر نے قید کرکے اُسکو فرمان دکھائے ہرچند اُسنے انکار کیا اور قسمین کھائین مگر اکبر کو یقین نہوا جب
نواحی شاہ آباد مین پہونچے تو دو خط ایک شرف بیگ نامے شاہ منصور کے نوکر کی طرف سے اور دوسرا کسی اور کی
طرف سے شاہ منصور کے نام قاضی علی کے بھائی ملک علی نے پیش کیے اُسمین شرف بیگ نے جو شاہ منصور کی
طرف سے پرگنہ فیروزپور کا شقدار تھا شاہ منصور کو یہ لکھا تھا کہ مین نے فریدون خان کے وسیلہ سے مرزا سے ملازمت
حاصل کی اُسنے سب جگہ اپنے عامل بھیجدیے مگر ہمارا پرگنہ معاف کردیا اسکو دیکھکر اکبر کو اپنے پچھلے گمان کا اور زیادہ یقین
ہوگیا اور اکثر بلکہ تمام اُمرا نے جو شاہ منصور سے بہت اینہ امین پا چکے تھے متفق ہوکر اُسکے قتل مین سعی کی چنانچہ
دوسرے روز صبح کے وقت خدمت رائے نے اکبر کے حکم کے بموجب کچکوٹ مین اُسکو قتل کیا پھر اکبر
وہان سے کوچ کرکے سرسند اور کلانور کے رستہ سے رہتاس مین ہوتا ہوا اٹک کے کنارہ پہونچا مرزا یہ خبر سُنکر
لاہور سے ایسا بھاگا کہ کابل تک اُسنے کبھی پیچھا پھر کے نہ دیکھا اسی سال کے ربیع الاول کے مہینہ مین اکبر نے
اٹک کے کنارہ سند ساگر مین قلعہ اٹک بنارس کے مقابلہ پر دوسرا قلعہ اٹک بنارس کے نام سے بنایا اور اُس
جگہ سے اکبر نے شاہزادہ سلطان مراد کو مع قلیچ خان وغیرہ امیرون کے کابل کی طرف روانہ کیا اور اُس سے
پہلے مان سنگھ کو مع بہت سے سردارون کے پشاور کو بھیجدیا انھین دنون مین مرزا محمد حکیم نے خواجہ
ابوالفضل نقشبندی اور محمد علی دیوانہ کو ایلچی بناکر اپنی تقصیرون کی معافی چاہی اکبر نے اُن دونون کے ساتھ
حاجی حبیب اللہ کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ اس شرط پر تقصیرین معاف ہوتی ہین کہ پچھلی حرکتون سے پشیمان ہو
اور آیندہ کے لیے قسم کھاؤ اور اپنی ہمشیرہ کو جو خواجہ حسن کے نکاح مین ہے ہماری درگاہ مین بھیجدو مرزا نے
اپنی ہمشیرہ بھیجنے کے باب مین حاجی سے یہ کہا کہ خواجہ حسن اس امر پر راضی نہین اور وہ اُسکو بخشان کو

لے گیا ہی اور اپنی پچھلی حرکتون سے پشیمانی ظاہر کی اور آیندہ کے لیے قسم کھائی پندرھوین جمادی الثانی کو اکبر نے اٹک کو اُتر کر خواجہ نظام الدین احمد کو جلال آباد مین شاہزادہ مراد اور امیرون کے پاس یہ پیغام دیکر بھیجا کہ جو کچھ تمھارا مشورہ ہو اُس سے ہمکو مطلع کرو سب نے عرض کیا کہ خود آپ کا تشریف لانا مین مصلحت ہی اور جب وہان سے نظام الدین احمد اور حاجی حبیب اللہ نے باتفاق آکر پشاور مین اپنے پیغام ادا کیے تو نظام الدین احمد نے یہ کہا کہ اگرچہ بظاہر امرا یہ کہتے ہین کہ اس مہم کے لیے ہم کافی ہین مگر اُنکا دلی منشا یہ ہی کہ حضرت بھی ضرور تشریف لیجاوین تب اکبر نے شاہزادہ سلیم کو لشکر مین چھوڑکر تنہا طور پر اُس طرف کا قصد کیا اور ہر روز بیس بیس کوس کا راستہ طی کرتا ہوا موضع سرخاب مین جو شاہزادہ مراد کے لشکر سے پندرہ کوس تھا پہونچا اُسی روز مرزا محمد حکیم نے کابل سے سات کوس موضع خورد کابل نامے مین شاہزادہ مراد سے مقابلہ کیا آخر شکست کھا کر بھاگا اور یا زادہ کیا کہ عبداللہ خان اوزبک کے پاس پناہ لیجاوے شاہزادہ کابل مین داخل ہوا اس لڑائی سے ایک دن پہلے فریدون خان نے شاہزادہ کے لشکر کے چند اول پر حملہ کیا تھا اور بہت سے آدمیون کو قتل کرکے قلیچ خان کا خیمہ خزانہ لوٹ لیگیا تھا حاجی محمد نام ایک شخص اکبر کی ملازمت سے ڈاک چوکی مین وہان گیا تھا اُسنے یہ سارا معرکہ اپنی آنکھون سے دیکھا اور سرخاب مین لوٹکر اکبر سے مفصل بیان کیا اس وجہ سے اکبر کو بڑا تردد ہوا اور سترہوین جب اکبر وہان سے کوچ کرتا تھا تو فتح کی خبر آئی دسوین جب کوا کبر کابل کے قلعہ مین داخل ہوا اور ایک ہفتہ تک وہان کے باغون کی سیر کرتا رہا جب مرزا محمد حکیم کے معتبر آدمیون سے شاہ منصور کے فرمان کا قصہ پوچھا اور اس امر مین بہت سی تحقیقات کی تو ایسا معلوم ہوا کہ شہباز خان کے بھائی کرم اللہ نے بعضے امیرون کے اتفاق سے جعل بنایا تھا اور وہ خط بھی امیرون کا بنایا ہوا تھا تب اکبر کو شاہ منصور کے قتل ہو جانے پر بڑا افسوس ہوا مگر سوائے افسوس کے اور کچھ نتیجہ ظاہر نہوا پھر اکبر نے لطیف خواجہ امیر شکار کو مرزا کے پاس اُسکی تقصیرون کی معافی کا پیغام لیکر بھیجا اور اوزبکون کے پاس جانے سے منع کیا اُسوقت مرزا نے عہد و پیمان کرکے علی محمد سپہ کو لطیف خواجہ کے ساتھ درگاہ مین بھیجا تب اکبر نے کابل پھر مرزا کے حوالہ کرکے جلال آباد کی طرف مراجعت کی اس مقام پر محمد قاسم خان میر بحر کا بھائی خواجہ محمد حسین جو مرزا کے معتبر امیرون سے تھا ملازمت مین حاضر ہوا جلال آباد سے اکبر نے ایک بڑی بھاری فوج کنتور کے پہاڑون کی طرف جو کافرون کا مسکن تھا نامزد کی اور خود وہان سے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا سندساگر مین پہونچا اور پل کے وسیلہ سے سندھ کو اُتر کر سارا لشکر وہین چھوڑا اور بہ ذات خود تنہا کوچ کرتا ہوا رمضان کی پانچ رات کو لاہور مین آیا اور

پنجاب کی حکومت پھر سعید خان اور راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ کو حوالہ کی اور ملا آذری اور ملا آذر داد امروہی اور ملا آذر داد سلطان پوری اور ملا شاہ محمد شاہ آبادی اور ملا شیری شاعر کو پنجاب کی معافیات کی تحقیقات کے لیے صدر مقرر کیا انمین سے ملا آذر داد امروہی اور ملا شیری اپنے کام مین نیکنام رہے اور باقی دونون شخصون کی سب کو شکایت رہی اور میان دوآب کے ملک مین شیخ فیضی کو صدر مقرر کیا اور گنگا پار کے ملک مین حکیم ہمام کو اور دارالسلطنت مین حکیم ابوالفتح کو صدارت کا منصب دیا جب اکبر کابل کی طرف گیا تھا تو اُسکے پیچھے ہندوستان مین شہباز خان نے کرہی سے پنجاب تک تمام ملک کو بطور خود اپنی جاگیر سمجھ لیا تھا اور جس شخص کو جو منصب چاہتا تھا دے دیتا تھا اب جو اکبر پانی پت مین داخل ہوا تو شہباز خان نے بڑے کروفر سے ملازمت حاصل کی جب اکبر نے اُس سے پوچھا کہ تجکو یہ جرأت کس وجہ سے حاصل ہوئی تو اُسنے جواب دیا کہ اگر مین سپاہیون کا اس طرح دلاسا نہ کرتا تو سب یک قلم باغی ہوجاتے اب آپ کا ملک ہے اور آپ کی ہی فوج ہے جس کسی کو جو منصب چاہو دو اور جس سے چاہو نکال لو اور پچیسوین شوال کو اکبر دہلی مین آیا چھوٹا شاہزادہ اور سب بیگمات استقبال کے لیے آئے پچیسوین ذی قعدہ کو اکبر دارالسلطنت پر پہونچا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اس سفر مین لشکر کا ساتھ چھوڑ کر کسی سبب سے پشاور مین رہ گیا تھا جب اکبر فتح پور مین آیا تو مصنف صاحب بھی جھٹپٹی تاریخ اسی مہینہ کی ملازمت مین حاضر ہوے اکبر نے شیخ ابوالفضل سے پوچھا کہ انھون نے اس سفر مین لشکر کا ساتھ کیون چھوڑ دیا ابوالفضل نے جواب دیا کہ یہ شخص بھی منجملہ بدمعاشون کے تھا یہ بحث بس اسی بات پر ٹل گئی اکبر نے کابل کے قریب بھی صدر جہان کو ایک روز حکم دیا تھا کہ جو لوگ ہمارے درباری ہمارے لشکر کے ساتھ ہین اور جو ساتھ نہین انکو بلا کر حاضر کرو جب مصنف صاحب کی نوبت پہونچی تو خواجہ نظام الدین احمد صاحب تاریخ نظامی نے جسکو سال بھر پہلے سے مصنف صاحب سے بہت سا ربط ہوگیا تھا انکو بیمارون مین لکھوا دیا اور بہت سے خط مصنف صاحب کو اس مضمون کے بھیجے کہ جب اکبر یہان سے مراجعت کرے تو تم لاہور یا دہلی تک یا تھراٹک جہان تک ممکن ہو استقبال کے لیے ضرور آئیو مگر مصنف صاحب سنے یہ بھی نہوسکا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُس زمانہ مین میرا یہ حال تھا کہ اکثر عالم خواب مین شعر میری زبان سے نکل جاتے تھے چنانچہ ایک روز مین نے خواب مین یہ شعر کہا اور بیداری مین مدتتک اسکا اثر مجھپر رہا ؎ آئینہ مارو ے ترا عکس پذیرست ۔ گر تو نہ نمائی گنہ از جانب ما نیست ۔ جس زمانہ مین

اکبر کابل کی طرف متوجہ ہوا تھا سعید خان بخشی کے بیٹے بہادر نے بہادر شاہ اپنا خطاب مقرر کرکے تہت
مین خطبہ اور سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور اُسنے اپنی مہر کا یہ سجع نکالا تھا ۵ بہادر شاہ سلطان بن
اسفندیشہ سلطان بن پدر سلطان وخود سلطان زہے سلطان بن سلطان بن آخر اعظم خان کے نوکرون نے
اُسکو قتل کر ڈالا معصوم خان فرنخودی مدت تک کوہ سوالک مین حیران وپریشان پھرتا رہا آخر اُسنے بھی اعظم خان کے
وسیلہ سے اپنے گناہ معاف کرائے اکبر نے تسلی اور دلاسا کا فرمان اُسکے نام بھیجا چنانچہ اُسنے فتح پور مین آکر ملازمت
حاصل کی چند روز کے بعد ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت دربار سے اُٹھکر اپنے گھر کو جاتا تھا شہر کے دروازہ سے
باہر چند لوگون نے اُسپر حملہ کیا اور اُسکا تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جس روز معصوم خان ملازمت مین حاضر
ہوا تھا اُسی روز نیابت خان بھی بیگم بادشاہ کے وسیلہ سے دربار مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکے چچا شہاب الدین احمد خان
حاکم مالوہ کی خاطر سے چند روز اُسکی جان بخشی کرکے رنتھنبھور کے قلعہ مین بھیجدیا مدت تک وہان قید رہا اور
وہان کے قیدیون سے متفق ہوکر پھر اُسنے فساد اُٹھانا چاہا تب اکبر نے ۹۹۰ نو سو ستانوے مین فرمان
بھیجکر اُسکو قتل کرادیا انھین دنون مین حاجی بیگم اکبر کی سوتیلی ماں نے جو ہمایون کے روضہ کی مجاور تھی انتقال کیا
اس سبب سے وہان کے مجاورون مین بھی تفرقہ پڑگیا انھین دنون مین اکبر نے شیخ جمال بختیار کی معرفت
شیخ قطب جلیسری مجذوب کو بلاکر فرنگیون کے پادیون سے مقابلہ کرایا اور تمام علما کو اُس جلسہ مین جمع کیا
شیخ نے کہا بہت سی آگ روشن کرو اور مین اور میرا مخالف دونون اُسمین کودپڑین جو سلامت رہے وہی
حق پر ہے چنانچہ یہی ہوا شیخ نے ایک فرنگی کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ ہان بسم اللہ کسی فرنگی کی جرأت نہ پڑی اکبر نے
شیخ کو مع اور بہت سے فقیرون کے بکر مین بھیجدیا چنانچہ وہ وہین مرگیا اسی ملح سے اور بہت سے فقیرون کو
اِدھر اُدھر بھیجدیا اور اکثر کو قندھار بھیجکر وہان سے اُنکے عوض گھوڑے منگائے اور شیخ عدل کے
پوتون کو کہ جونپور کے شائستون مین سے تھے بلاکر اجمیر مین بھیجدیا اور اُنکا وظیفہ مقرر کردیا اسی طرح
حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے شیخ حسن کو جو خاطر خواہ تسلیمات نہین بجالاتا تھا لکھ کی
طرف نکال دیا مدت کے بعد اُسنے وہان سے آکر فتح پور مین ملازمت حاصل کی پھر اُسی طرح تسلیمات موافق
قاعدہ دربار کے بجا نہ لایا تب اکبر نے قید کرکے اُسکو بکر مین پھر بھیجدیا نوین محرم ۹۹۰ نو سو نوے کو
اعظم خان بنگالہ سے آیا ایک رات اثنائے گفتگو مین اکبر نے اُس سے کہا کہ ہمنے تمامی کے حق ہونے پر
بہت دلیلین قائم کی ہین ابوالفضل تمکو سمجھا دیگا اُسنے قبول کرلیا پھر اکبر نے اعظم خان کو بہت سے

افسرون کے ساتھ جو کابل کے سفر مین ہمرکاب نہ تھے معصوم خان کابلی پر نامزد کیا اسی سال کی چند دھوین سفر کو
نوروز ہوا اکبر کے جلوس کو اٹھائیسوان برس شروع ہوا نوروز کا جشن بڑی دھوم دھام سے ترتیب پایا اور دیوان
دیوان خاص و عام مین آئینہ بندی کرکے طرح طرح کی آرایش کی اور رنگی پردے اور عمدہ عمدہ تصویرین آئین
نصب کین اور ٹبے بڑے خیمہ باندھے اور بازار آگرہ اور فتح پور کا بھی اسی طور پر آراستہ کیا اٹھارہ روز تک
جشن کی دھوم دھام رہی اور طرح طرح کے گویے ہندی اور فارسی اور لاکھون رنڈیان ہر روز جمع ہوتی تھین
اور ایک ایک روز ایک ایک امیر کے گھر جلسہ ہوتا تھا اکبر بھی وہان جاتا تھا اور بہت سی پیشکش اور اسباب مہمانی کا
اُن سے لیتا تھا اور چونکہ اکبر کے گمان مین یہ تھا کہ ہزار برس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو ہو چکے اور اس
دین کے باقی رہنے کی اسقدر مدت تھی تو اب اکبر نے اپنے نئے مذہب کی باتین علانیہ ظاہر کین جتنے علما اور مشائخ
جنکا کچھ لحاظ ہوتا اُنسے ہندوستان کو خالی کردیا اب کسی کا اسکو لحاظ نہ پاس نہ رہا تب اُنسے ارکان اسلام کے
باطل کرنے پر کمر مضبوط باندھی اور نئے نئے حکم جاری کرنا شروع کیے چنانچہ اول حکم جو جاری کیا وہ یہ تھا کہ رجلت کے
زمانہ سے تاریخ الفی لکھین اور سوائے اسکے اور حکم عجیب و غریب نکالے کہ عقل اُنمین حیران تھی اُنمین سے
ایک یہ ہے کہ لوگون کو ضرور ہے کہ دربار مین جاتے وقت بجاے تسلیمات کے سجدہ کیا کرین زمین بوس اسکا
نام رکھا گیا اور ایک حکم یہ تھا کہ اگر شراب واسطے صحت بدن کے موافق دستور اہل حکمت کے پیین جس سے کچھ فتنہ
و فساد پیدا نہو تو مباح ہے مگر بہت سی مستی اور بیہوشی حرام ہے چنانچہ اکبر جس شخص کو ایسا پاتا تھا بہت سزا کرتا تھا
ایک دوکان شراب کی اکبر نے قلعہ کے دروازے پر خانون دربان کے اہتمام سے جو اصل مین کسی کلال کی
نسل سے تھا کھلوائی اور اُسکا ایک نرخ مقرر کردیا تھا کہ جو کوئی بیماری کے علاج کے لیے شراب خریدنا چاہے تو وہان
خریدے خریدار کا اور اُسکے باپ کا نام لکھا جاتا تھا اور ایک دوکان مستون کے لیے کسی اور جگہ کھولی گئی شہور ہے
کہ اثر شراب کے اجزا مین سور کا گوشت بھی تھا اکثر آدمی اپنے آپ کو چھپا کر جھوٹ موٹ اور نام لکھوا رہتے تھے
اور شراب پیتے تھے باوجود ان احتیاطون کے بڑے بڑے فتنہ و فساد ہوتے تھے اور اگرچہ ہر روز بہت لوگون کو
سزا ہوتی تھی مگر کچھ فائدہ نہوتا تھا اور چونکہ دار السلطنت مین تمام ہندوستان سے آکر اسقدر رنڈیان
جمع ہوئین کہ حد شمار سے باہر تھین اُن سب کو اکبر نے شہر سے باہر ایک محلہ مین آباد کرکے شیطان پورہ
اُسکا نام رکھا اور وہان بھی داروغہ اور محافظ مقرر کیے تاکہ جو کوئی اُنکے پاس جانا یا اُنکو اپنے گھر بلیجانا چاہے
اول نام اور نسب اپنا لکھوا دے بغیر اسکے ہرگز وہان جانا نہین ہوسکتا تھا اور جو اُنمین کواری لڑکیان

ہوتی تھین اُنکا خواستگار اگر کوئی امیر شاہی ہوتا تھا تو داروغہ اکبر سے عرض کرکے اجازت لیتا تھا اور عوام کو اُس سے تعلق کرنے کی مجال نہ تھی وہان بھی اکثر بدمعاش لوگ جھوٹ موٹ اپنا نام بدل کر لکھوا دیتے تھے اور اُس مقام پر جا طرح طرح کی فتنہ انگیزی بلکہ خونریزی کیا کرتے تھے اور اگرچہ ہمیشہ بہت سے لوگون کو قصاص دیا جاتا تھا مگر وہ لوگ ہرگز باز نہ آتے تھے بلکہ فحزیہ یہ فعل اختیار کیا کرتے تھے اور اکبر مشہور نامی رنڈیون کو خفیہ بُلا کر پوچھا کرتا تھا کہ تمھاری بکارت کس نے زائل کی ہے وہ اکثر امیرون کے نام لے دیا کرتی تھین اکبر اُنکو بہت بہت سخت قید کیا کرتا تھا اور بڑی بڑی سزائین دیتا تھا ایک بار ایک رنڈی نے راجہ بیربر کا نام لے دیا اُن دنون بیربر وہ اپنی جاگیر پرگنہ کورہ مین تھا جب اُسنے یہ پردہ فاش ہوجانے کی خبر سُنی تو یہ ارادہ کیا کہ جوگی ہوکر کہین کو چلا جاؤ تب اکبر نے بڑی تسلی اور دلاسا کی فرمان بھیجکر بُلا لیا ایک حکم یہ جاری ہوا کہ گائے کا گوشت بالکل حرام ہوجاوے اور اس باب مین بڑی تاکید تھی اور باعث اسکا یہ تھا کہ خُرد سالی کے زمانہ سے اکبر کی صحبت ہندوون کے ساتھ بہت رہی ہندو لوگ گائے کی تعظیم بہت کرتے ہین اور تمام جہان کے قیام کا باعث اُسی کو سمجھتے ہین یہی باتین اکبر کے بھی ذہن مین بیٹھ گئین اور ہندوستان کے بڑے بڑے راجون کی بیٹیان جو اکبر کے حرم مین داخل تھین اُنھون نے بھی اکبر کے مزاج مین بہت دخل پایا تھا اور گائے کا گوشت اور لہسن اور پیاز کے کھانے اور جو لوگ داڑھیان رکھتے ہین اُنکی صحبت سے منع کیا تھا اور اُنھین کی خاطر سے اکبر نے اپنے دربار مین بالکل طریقے ہندوون کے برتنے شروع کیے جو باتین اُنکی مرضی کے برخلاف تھین چھوڑ دی تھین اور بڑا مخلص اپنا اُسکو سمجھتا تھا جو اُسکی خاطر سے داڑھی مُنڈانا تھا بدین مولویون نے داڑھی مُنڈانے کے باب مین دلیلین پیش کرنا شروع کین کہ اصل مادہ داڑھی کا خصیتین سے متعلق ہے اسواسطے کسی خواجہ سرا کی داڑھی نہین نکلتی پس ایسی چیز کے رکھنے مین کیا ثواب ہے اور پہلے زمانہ مین عابد و زاہد لوگ تھے اُنھون نے داڑھی چھوڑنا اسوجہ سے اختیار کیا تھا کہ یہ بھی ایک ملامت کا طریقہ ہے اسلیے ریاضت مین داخل ہے اور اب ملامت اور ریاضت داڑھی کے مُنڈانے مین ہے اسلیے کہ آج کل کے فقہا داڑھی رکھنے کو عیب سمجھتے ہین اور اُن بیدینون نے کسی فقہ کی کتاب سے یہ جملہ نکالا کہ اَلْفَقْرُ یَنْفِیْ کُلَّ الْمُقْتَضَاتِ حقیقت مین یہان قضات کی جگہ عصات کا لفظ تھا اُسکو تحریف کرکے قضات بنا دیا اور یہ معنی کہدیے کہ عمل بعضے عراق کے فاضلون کا داڑھی مُنڈانا تھا حالانکہ اُسکے معنی یہ تھے کہ جو عمل بعضے عاصیون کا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب مین نیا نیا اکبر کی ملازمت مین آیا تھا تو ایک اور حکیم ابوالفتح نے جو میری داڑھی حد سے بڑھی

کسی قدر کم دیکھی تو میر ابو النعیش بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مجھپر طعن کیا اور کہا کہ تمسے آدمیون کو داڑھی کا قصر کرنا مناسب نہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ یہ تقصیر حجام کی طرف سے ہی میرا قصور نہین تو حکیم ابو الفتح نے کہا کہ ہرگز آیندہ کو ایسی حرکت نہ کیجیو کیونکہ بہت بدنما اور نازیبا ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ چند روز کے بعد وہی حکیم ابو الفتح داڑھی منڈا کر اچھا خاصا عورت بن گیا چند روز کے بعد اکبر کے دربار مین نصاریٰ کے طور پر ناقوس بجانا اور اُنکے تینون خدایون کی تصویرین ملاحظہ کرنا اور اس قسم کے سارے لہو و لعب معمول ہوگئے + کفر شائع شد + اُسکی تاریخ ہی آخر دس بارہ برس کے بعد یہ نوبت پہونچی کہ اکثر اُمرا علانیہ مذہب اسلام سے توبہ کرکے اکبر کے مذہب مین داخل ہوے چنانچہ مرزا جانی حاکم ٹھٹھہ نے اپنے قلم سے یہ اقرار نامہ اکبر کو لکھدیا + منکہ فلان بن فلان باشم + بطوع و رغبت و شوق قلبی از دین اسلام مجازی و تقلیدی کہ از پدران دیدہ و شنیدہ بودم ابراء و تبرا نمودم و در دین الٰہی اکبر شاہی در آمدم و مراتب چار گانہ اخلاص کہ ترک جان و مال و ناموس در دین باشد قبول کردم + اِس قسم کے اقرار نامہ اس نئے مذہب کے مجتہد کو سپرد کیے جاتے تھے اور اقرار نامہ لکھنے والون کی پرورش بہت زیادہ ہوتی تھی اور مذہب اسلام کے مقابلہ پر سور اور کُتے کی تعظیم شروع کی اور اُنکی نجاست سے انکار کیا ہر صبح کو قلعہ کے اندر اور باہر کُتے اور سور چھوڑ دیا کرتے تھے اکبر اُنکو دیکھنا عبادت سمجھتا تھا اور ہندوون نے یہ سیکھا تھا کہ مسلمانون نے جو دس صورتون مین حلول کیا ہی اُنمین سے ایک سور بھی ہی اور بعضے فقیرون کا قول مشہور ہی کہ کُتے مین دس صفتین عمدہ ایسی ہین کہ اگر آدمی مین ہون تو ولی ہوجاوے اس قسم کے قولون سے اکبر نے حجت پکڑی فیضی اپنے دسترخوان پر کئی کتون کو بٹھا کر کھانا کھایا کرتا تھا اور بعضے مردود عراق کے شاعر اور ہندوستان کے لوگ فخریہ کتون کی زبانین اپنے مُنھ مین لیتے تھے ایک مسئلہ اکبر نے یہ نکالا کہ جنابت کا غسل بالکل موقوف ہونا چاہیے کیونکہ انسان کی اصل نطفہ منی سے ہی اور سارے نیک اور بد آدمی اسی سے پیدا ہوے ہین پس بڑا تعجب ہی کہ پیشاب اور پاخانہ کے نکلنے سے تو غسل واجب ہو اور ایسی لطیف چیز کے نکلنے سے غسل واجب ہو اور ایک بات یہ نکالی کہ جس روز مُردہ مرے اُس روز کھانا پکا کر اُسکو ثواب پہونچانا ایک لغو بات ہی اس سے کچھ حاصل نہین اور وہ جب قسم جمادات مین سے ہوگیا اُسکو ثواب کیا پہونچیگا بلکہ جس سنہ وہ پیدا ہوا اُس روز جشن کرکے کھانا پکانا چاہیے اور اُس کھانے کا نام آش حیات رکھا اور ایک مسئلہ یہ نکالا کہ شیر اور جنگلی سور کا گوشت مباح ہی اور اُسکے

کھانے سے صفت شجاعت کی آدمی مین اثر کرتی ہے اور چچا اور ماموں اور قریب کے رشتہ دارون کی بیٹیون سے نکاح جائز نہین کیونکہ ایسے موقعون پر آدمی کی خواہش کم ہوتی ہے اور مردون کا سولہ برس سے کم مین اور عورتون کا چودہ برس سے کم مین نکاح کرنا نہین چاہیے کیونکہ اس عمر کی اولاد ضعیف ہوتی ہے اور طلائی ابریشمی کپڑون کا پہننا مثل فرض عین کے ہوگیا اور نماز روزہ اور حج وغیرہ ارکان اسلام بالکل ساقط ہوگئے اور بعضے بے ایمانون نے مثل مُلا مبارک کے بیٹے کے جو کہ ابوالفضل کا شاگرد رشید تھا ہمارے ارکان اسلام کی حقارت مین تصنیف کیے اور اُنکو اکبر نے بہت پسند کیا اور اُنکے مصنفون کی بڑی پرورش کی اور حساب سنون کا تاریخ ہجری سے موقوف کرکے اپنے سال جلوس سے مقرر کیا اور مہینون کے نام موافق فارسی مہینون کے جاری کیے اور موافق طریقہ زرتشتیون کے ہر سال مین چودہ عید مقرر کین اور مسلمانون کی عیدون کی بالکل رونق جاتی رہی اور اس اپنے سال کا اکبر نے سال الٰہی نام رکھا اشرفیون اور روپیون مین سنہ ایک ہزار ثبت کرنا شروع کیے اور یہ اشارہ اس طرف تھا کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہزار برس کی مدت ہوچکی عربی کا پڑھنا اور جاننا عیب سمجھا گیا اور فقہ اور حدیث پڑھنے والون کو ہنسی ہونے لگے اور علم نجوم اور حکمت اور طب اور حساب اور شعر اور تاریخ اور افسانہ کا رواج ہوا اور جو حرف خاص عربی زبانون کے تھے مثل ثا و حا و عین و صاد و ضاد و ظا کے اُنکا تلفظ بالکل موقوف کیا اور عبداللہ کو ابداللہ اور احدی کو واہدی کہنا اکبر کو بہت پسند آتا تھا اور یہ دو شعر شاہنامہ کے اکثر اکبر اپنی صحبت کے لیے لایا کرتا تھا ؎ زشیر شتر خوردن و سوسمار ؎ عرب را بجائے رسید ست کار ؎ کہ ملک عجم را کنند آرزو ؎ تفو باد بر چرخ گردان تفو ؎ اور جہان کے مین کوئی شعر کسی شاعر کا اکبر اپنے مطلب کے موافق پاتا تھا اُسی کو سند پکڑ لیتا تھا جتنے عقائد اسلامیہ اصول اور فروع کے ہین سب مین تمسخر اور استہزا شروع کیا اگر کوئی شخص بحث کرتا تھا تو سب کا جواب فقط منع تھا یعنی کسی بات کو تسلیم نہ کرتا تھا اور یہ بات ظاہر ہے کہ مناظرہ کے وقت ثابت کرنے والے کے مقابلہ مین مانع ہمیشہ غالب ہوتا ہے خصوصاً جب کہ وہ بادشاہ وقت ہو کیونکہ مباحثہ مین تیقین کے مرتبہ کا رد ہونا بھی شرط ہے بدین علما ہر طرف سے دین اسلام پر شکوک پیدا کرکے اکبر کے سامنے بطور تحفہ کے پیش کیا کرتے تھے چنانچہ لطیف خواجہ نے جو اور اولاد کے بزرگزادون مین سے تھا شمائل ترمذی کی اس حدیث مین کلام کیا کہ آنحضرت ﷺ "وَمَثِيَّةً" یعنی گردن پیغمبر صلعم کی گویا گردن تصویر کی تھی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کو بت سے

تشبیہ دینا کیونکر درست ہوگا اسی طرح قریش کا قافلہ جو ابتدائے ہجرت مین مسلمانون نے لوٹا تھا اسپر
اعتراض کیا اسی طرح پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی پیبیان کرنا اور انکی پیبیان اورون پر
حرام ہونا باعث طعن اور ملامت کا ہوا غرض مذہب اسلام پر اتنے اعتراض کیے کہ تفصیل انکی حد
بیان سے باہر ہے راتون کو اکبر کی مجلس مین چالیس آدمی موافق عدد چہل تن کے بیٹھا کرتے تھے اور ہر
اپنی خواہش کے موافق گفتگو کیا کرتا تھا لیکن جو شخص مسئلہ علمی پوچھتا تھا اسکو یہ جواب دیتے تھے کہ
مسئلہ مولویون سے پوچھنا چاہیے اور جوبات عقل اور حکمت سے متعلق ہو وہ ہمسے پوچھو جب تاریخ کی
کتابین پڑھی جاتی تھین تو صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی طرح طرح کے اعتراض ہوتے تھے خصوصاً خلفاء ثلاثہ
کی خلافت پر اور باغ فدک کے قصہ پر اور صفین کی لڑائی پر غرض ان امور مین شیعہ سنیون پر بہرحال
غالب سمجھے جاتے تھے نیک لوگون کو ہر طرح کا خوف وخطر تھا بدینون کی بن پڑی تھی ہر روز ایک نیا
اعتراض دین اسلام پر پیدا ہوتا تھا غرض ان امور سے تمام ہندوستان مین غوغائے عظیم برپا ہوا
ملا شیری نے اسی باب مین ایک قطعہ دس شعر کا لکھا تھا چنانچہ اسکے چند شعر یہ ہین ؎ تا زاید ہر زمان
کشور براندازد آفتے ؎ فتنہ در کوی حوادث کد خداخواہد شدن ؎ باعقاب قرضخواہ تیغ در ارباب شرک ؎ بار سبع
از ذمہ گردون اداخواہد شدن ؎ فیلسوف کذب راخواہد گریبان پارہ شد ؎ خرقہ پوش زہد راتقوی داخواہد
شد رش سغرست اگر در خارے از جاہل ؎ کز خلائق مہر پیغمبر جداخواہد شدن ؎ خندہ می آید مرا زین بیت بیس کز طرفگی ؎
نقل بزم منعم و درد گداخواہد شدن ؎ بادشاہ اسمال دعوائے نبوت کردہ است ؎ گر خداخواہد پس او سالے خداخواہد
نوروز کی مجلسون مین اکثر عالمون و فاضلون بلکہ قاضی و مفتی کو بھی شراب پینے کی تکلیف دیجاتی تھی اور اس سے
مذہب کے سب مجتہد خصوصاً مفتی کا یہ قول تھا کہ ہم فقہا کی سند پر شراب پیتے ہین نوروز کے آخر روز جو انیسوان
درجہ حمل کا اور شرف الشرف کا دن ہوتا تھا سب دنون مین زیادہ تعظیم کرتے تھے اور امیرون کو منصب
بڑھاتے تھے اور جب سے کہ وہ مہمانی اور پیشکش ادا کرتے تھے اسی کے موافق انکو منصب اور جاگیرین عطا ہوتی تھین
انھین دنون مین شاہم خان جلایر بنگالہ سے اور راجہ بھگونت داس لاہور سے آئے اور چونکہ اعظم خان وغیرہ امرا بھی
حاجی پور سے اکبر کے دربار مین چلے آئے تھے انکے پیچھے خبیثہ بہادر نامے معصوم خان کابلی کے ایک لوکر نے
ترخان دیوانہ اور مرخ بدخشی سے متفق ہوکر بہار مین غدر برپا کیا محمد صادق خان نے محب علی خان کو اپنا
شریک کرکے اس سے مقابلہ کیا اور لڑائی مین غالب آکر خبیثہ کو قتل کیا اسی سال مین گلبدن بیگم اور

سلیمہ سلطان بیگم حج سے لوٹ کر آئین اور شاہزادہ سلطان سلیم اجمیر تک اُنکے استقبال کے لیے گیا تبعاً حضرت
خواجہ کے روضہ کی بھی زیارت ہوگئی مگر نذرین وغیرہ سب موقوف رہین انھین دنون مین محمد صادق خان
بہار سے آیا اور اُسکو مع اعظم خان کے اکبر نے معصوم خان کابلی کے مقابلہ پر نامزد کیا اور شاہ قلی خان محرم
اور شیخ ابراہیم چشتی وغیرہ اُمرا جو سفر کابل مین لشکر کے ساتھ نہ گئے تھے محمد صادق خان کی مدد کے لیے مقرر ہوے
انھین دنون مین شاہ ابوتراب و اعتماد خان گجراتی سفر حج سے واپس آئے اور ایک ایسا بڑا بھاری پتھر لائے کہ
ایک مضبوط ہاتھی اُسکے اُٹھانے کے لیے چاہیے اور ایک پانون کا نشان اُسپر بنا ہوا تھا شاہ ابوتراب کہتا تھا
کہ یہ نشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاے مبارک کا ہی اکبر چار کوس تک اُسکے استقبال کے لیے گیا
اور اُسکے حکم کے موجب سب امیر نوبت بہ نوبت اُسکو اُٹھاتے ہوے شہر تک لائے اسی سال مین ماہ شعبان کی
انیسوین تاریخ بڑے شاہزادہ کا وزن ہوا اور اسی سال مین یا سال آیندہ مین شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک
جو ہمیشہ کے لیے نکالے گئے تھے مرزا محمد حکیم اور بعضے اُمراے بادشاہی کی بغاوت کی خبر سنکر پھر مکہ سے گجرات
مین واپس آئے اور اُنکو یہ خیال تھا کہ وہی پہلے سے مرتبہ پھر ہمکو ملیگا مخدوم الملک کا سنہ ۹۸۰ نوسو
مین احمد آباد مین انتقال ہوگیا قاضی علی فتح پور سے اُسکے شروکہ کی تحقیقات کرنے کے لیے لاہور مین آیا اور
اسقدر خزانہ اُسکے نکلے کہ وہم و گمان سے باہر تھے بہت سے صندوق سونے کی اشرفیون سے بھرے ہوے
مخدوم الملک کے قبرستان مین مُردون کی طرح دفن تھے اُنکا بھی سُراغ ملا اور جسقدر روپیہ اُسکا اور لوگون کے
پاس رہگیا اُسکا شمار خدا ہی کو معلوم ہے سارا اُسکا مال و اسباب اور خزانہ اور کتب خانہ خزانہ عامرہ مین داخل
ہوا اُسکے بیٹون پر چند روز تنبیہ رہی پھر اُنکو چھوڑ دیا گیا مگر ایسے مفلس ہوگئے تھے کہ نان و نفقہ کو محتاج
تھے عبدالنبی فتح پور مین آیا اور اکبر سے اُسنے کچھ سخت گفتگو کی اُسوقت اکبر نے اپنے ہاتھ سے گھونسا
اُسکے مُنھ پر مارا شیخ عبدالنبی نے کہا کہ چھری مار کر مجکو ایک مرتبہ مار ڈالے اور ستر ہزار روپیہ جو ہمکو جاتے وقت
اکبر نے اُسکو دیے تھے اُسکا حساب سمجھنے کے لیے شیخ عبدالنبی راجہ ٹوڈرمل کے حوالہ کیا گیا ایک مدت تک
وہ بیچارہ دفترخانہ کی کچہری مین قید رہا آخر ایک شب کو چند لوگون نے گلا گھونٹ کر اُسکو مار ڈالا منارون کے
میدان مین دوسرے دن دوپہر ڈھلے تک اُسکی نعش اُسی طرح پڑی رہی یہ واقعہ سنہ ۹۸۱ نوسو اکیاسی مین ہوا
اور شیخ عبدالنبی اُسکے وفات کی تاریخ ہی اسی سال مین شیخ جلال تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا اور شیخ ابوالفضل
اُنکی وفات کی تاریخ ہی اسی سال مین اصف خان میر بخشی نے جسکا مرزا غیاث الدین علی نام تھا

وفات پائی اندایا ورشس باد اُسکے مرنے کی تاریخ ہی اور اُسکا بھتیجا مرزا جعفر اُسکا قائم مقام ہوا انھین دنون مین حاجی ابراہیم سرہندی کو گجرات کی صدارت سے معزول کیا اور جب اکبر نے یہ سُنا کہ اُسنے بہت سا روپیہ رشوت کا جمع کیا ہی اور بہت سی عورتین اپنے تصرف مین کر رکھی ہین اور اُسکا یہ بھی ارادہ تھا کہ دکن مین جاکر باغی ہوجاوے تب اُسکو قید کرکے رنتھنبھور کے قلعہ مین بھیجدیا اور وہان جو کچھ اُسکا انجام ہوا پہلے مذکور ہوچکا ہی اسی سال مین شیخ مبارک نے ایک روز خلوت مین اکبر کے سامنے بیربر سے کہا کہ جیسا کہ تمھاری کتابون مین بہت سی تحریف ہوچکی ہی ہمارے دین مین بھی بہت سا تغیر ہوگیا ہی اسی سال مین بیدین لوگون نے کہنا شروع کیا کہ ایک ہزار برس دین محمدی کو تمام ہوچکے اب بادشاہ کو نیا مذہب نکالنا چاہیے آخر سب کی راے اِس بات پر قرار پائی کہ جو ارادہ خاطر مین ہی رفتہ رفتہ حکمت عملی سے اُسکا ظہور ہو کسی پر جبر اور زبردستی نہ چاہیے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اگر کچھ نفع دنیوی کی بھی توقع ہوتی تو اکثر خاص و عام اِس دام شیطانی مین پھنس جاتے یہ رباعی حکیم ناصر خسرو کی بیدینون کے ورد زبان تھی ؎ ورنہ صد و تسعین دو قران می بینم ۔ در مہدی و دجال نشان می بینم ۔ یا ملک بدل گردد و یا گردد دین ۔ سِرّی کہ نہان ست عیان می بینم ۔ اور جب نئے دین نکالنے کی بحث ہوئی تو راجہ بھگونت داس نے کہا کہ یہ مین نے قبول کیا کہ ہم ہندو اور مسلمان دونون بُرے ہین لیکن یہ تو بتلایئے کہ وہ تیسرا مذہب کونسا ہی جو ہم قبول کرلین یہ سُنکر اکبر کسی قدر معقول ہوا اور اُس قدر شدت موقوف کی مگر احکام شریعت کے تغیر اور تبدل مین کچھ فرق نہوا احداث بدعت اس سال کی تاریخ ہی انھین دنون مین اکبر نے قاضی جلال ملتانی کو یہ تہمت رکھکر کہ اُسنے ایک جعلی مشک بناکر پانچ لاکھ تنکہ خزانہ سے وصول کرلیے ہمراہ خواجہ فرحت اللہ کشی کے جو شیعہ مذہب تھا اس خیال سے دکن کو بھیجدیا کہ چونکہ وہان کے حاکم مذہب مین بہت تعصب رکھتے ہین قاضی کو بڑی مصیبتون سے ہلاک کرینگے لیکن چونکہ وہان کے حاکم یہ سُن چکے کہ قاضی اس معرکہ مین دین اسلام کو بخوبی قائم رہا اور ہمیشہ اکبر سے اور اُسکے بیدین مصاحبون سے مقابلہ کرتا رہا اس وجہ سے وہ سب اُسکے بڑے معتقد ہوگئے تھے اور اس وجہ سے اُسکے آنے کو اُنھون نے غنیمت سمجھکر جہ سے زیادہ اُسکی تعظیم اور توقیر کی اور سواے چند مواضع کے جو مدد معاش کے لیے اُسکو دیے تھے اور اور بھی بہت سی اُسکی خدمت کرتے تھے اور ہرچند وہ اُن سے حج کی رخصت مانگتا تھا مگر اُنکو

اُسکی جدائی گوارا نہوتی تھی آخر کو قاضی اس سعادت سے بھی شرف ہوا اور بطخ و یثرب کے ملک مین
اُسنے ملک آخرت کو سفر کیا اکبر نے اُسکی جگہ قاضی عبد السمیع ماوراء النہری کو مقرر کیا یہ شخص نہایت فاسق
اور فاجر تھا شراب علانیہ پیتا تھا اور رشوت لینا گویا اُسکے مذہب مین فرض عین تھا اور چونکہ اکبر کو شریعت سے
کسی قسم کی بحث نہ تھی اسواسطے بدنامی رفع کرنے کے واسطے ایسے ہی ادنی کا قاضی مقرر کر دینا کافی تھا
انھین دنون مین اکبر نے جماعت کی نماز اور اذان جو پانچون وقت لوگون کے دکھانے کے لیے دربار مین
معمول تھی ایک قلم موقوف کر دی اور یہان تک کافرون کی صحبت کا اثر ہوا کہ احمد اور محمد اور مصطفے وغیرہ
نامون کا سُننا اکبر کو نہایت ناگوار معلوم ہوتا تھا اور چند آدمی درباری اس نام سے مسمّے تھے اُنکے
نام بدل کر بجاے لفظ محمد کے رحمت کا لفظ مقرر کیا مثلاً محمد خان کو رحمت خان کہتے تھے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ واقع مین یہ شریف نام اُن خبیثون کے لیے نہایت نامناسب تھے اور اُنکا تغیر عین مصلحت
بلکہ واجب تھا کیونکہ کُتے اور سور کے گلے مین جواہرات کا باندھنا نہایت ظلم کی بات ہے یہ ساری
فساد کی آگ آگرہ سے بھڑکی جس سے تمام خاص و عام کے خاندان جل کر خاک سیاہ ہو گئے ماہ
ربیع الثانی سنہ ۹۹۰ نوسو نوے مین میر فتح اللہ شیرازی جو الٰہیات اور ریاضیات اور طبیعیات و طلسمات
اور نیرنجات اور جر الثقال اور تمام علوم عقلی و نقلی مین بے نظیر تھے حسب الطلب کعبہ عادل خان دکنی کے
پاس سے فتح پور مین آئے اور اکبر کے حکم کے موجب خانخانان اور حکیم ابو الفتح اُنکے استقبال کے
لیے گئے اکبر کی صدارت کا منصب اُنکو عطا کیا یہ منصب اب فقیرون کی زمین ضبط کرنے کے لیے
باقی تھا کسی کو کچھ عطا ہونے کا کیا ذکر اکبر نے پرگنہ بسادر اُسکی جاگیر مین عنایت کیا اور داغ وغیرہ سے بھی
اُسکو معاف رکھا اور چونکہ اکبر نے سُنا تھا کہ وہ میر غیاث الدین منصور شیرازی کا بے واسطہ شاگرد ہے
اور میر مذکور نماز روزہ کا چندان معتقد نہ تھا اسلیے اکبر کو یہ گمان تھا کہ شاید اس کفریات مین وہ بھی شریک
ہو جاویگا مگر وہ اپنے مذہب پر بڑا ثابت قدم رہا اور باوجود کمال حُبّ جاہ اور دنیاداری اور اُمراء سے ہمیشہ
اپنے مذہب کی طرفداری کسی طرح نہ چھوڑی خاص بادشاہی دیوانخانہ مین کسی کی مجال نہ تھی کہ علانیہ
نماز پڑھے مگر وہ شخص ہمیشہ بیجا عین دربار مین موافق اپنے مذہب امامیہ کے نماز پڑھا کرتا تھا
جب اکبر اس بات پر مطلع ہوا تو اُسکو بھی ارباب تقلید سے سمجھکر اپنی بحث مذہبی مین شریک کیا
مگر اُسکے علم و حکمت کی رعایت سے اور بعضی دنیوی مصلحتون سے اُسکی تعظیم اور تکریم مین کسی طرح کا

فرق نہوا اور مظفر خان کی چھوٹی بیٹی سے اُسکا نکاح بھی کر دیا پھر اکبر نے اُسکو وزارت کا منصب دیکر راجہ
ٹوڈرمل کا شریک کیا چنانچہ وہ بے تکلف راجہ کے کاروبار مین دخل دیتا تھا وہ ایسا سادہ مزاج آدمی تھا
کہ امیرون کے لڑکون کو اُنکے گھر جا کر تعلیم کیا کرتا تھا چنانچہ اول حکیم ابوالفتح کی بیٹی کو پھر ابوالفضل کی
بیٹی کو اسی طرح اور امیرون کی بیٹیون کو جو سات آٹھ برس کی بلکہ اس سے بھی کم و بیش ہوتی تھین
لکھنا سکھاتا تھا اور ہمیشہ بستہ صندوق کندھے پر رکھکر اور توسدان کمر سے باندھ کر پیادہ یا گھوڑے کی
سواری کے ساتھ جنگل کو جایا کرتا تھا اُسکی ان جسارتون نے عالمون کی رہی سہی بھی قدر خاک مین ملادی تھی
مگر باوجود اس سب سادگی کے اپنے مذہب پر مضبوط رہتا تھا اُسکے آنے کی تاریخ اس مصرع سے
نکلتی ہے مرع شاہ فتح اللہ امام اولیا + ایک روز اکبر اُسکے سامنے بیربر سے خطاب کرکے کہنے لگا کہ یہ بات
کیونکر عقل مین آتی ہے کہ ایک شخص اپنا بھاری جسم لیکر ایک لحظہ مین اپنی خوابگہ سے آسمان پر جاوے
اور خدا سے نوے ہزار گو مگو کی باتین کرے اور پھر وہان سے واپس آوے تو ابھی تک بستر اُسکا گرم
ہے اور سب آدمی اس قصہ کی تصدیق کرین اسی طرح سے شق القمر وغیرہ کے قصے سمجھے جاوین اور ایک
پانون اُٹھا کر اکبر سب کو دکھلاتا تھا اور کہتا تھا کہ ممکن نہین ہے جب تک دوسرا پانون زمین پر قائم رہے ہم
کھڑے رہین پھر آسمان تک چلا جانا کیونکر ہوگا بیربر وغیرہ بے ایمان لوگ یہ گفتگو سُنکر آمنا و صدقنا کہتے تھے
بلکہ اپنی طرف سے تائید مین پیش کرتے تھے اس گفتگو مین اکبر بار بار شیخ فتح اللہ کی طرف دیکھتا تھا اور دراصل
یہ باتین اُسی کو سُنانی منظور تھین کیونکہ وہ نیا آیا ہوا تھا اور مقصود یہ تھا کسی طرح اُسکو اپنی طرف کھینچ لین
مگر وہ بیچارہ سر نیچے کو ڈال کر چپ کھڑا ہوا تھا کچھ نہ بولتا تھا انھین دنون مین ملا احمد ٹھٹھوی والا جو بڑا متعصب
رافضی تھا اور خود بزبردستی حکیم بھی بن گیا تھا دکن سے آکر اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا اُسکے باپ
دادے سندھ مین سب فاروقی مذہب اور حنفی مذہب تھے مگر وہ ناپاک سب پر لعنت کرتا تھا حدیث مین آیا ہے
کہ جو شخص اپنے باپ پر لعنت کرے اُسپر خدا کی لعنت ہوتی ہے اسلیے اُسکی لعنت اُسی پر لوٹتی تھی شاہ
طہماسپ کے زمانہ مین وہ عراق مین گیا تھا اور وہان کے متبرائیون کی صحبت اُٹھا کر کچھ اُنسے بھی بھٹک گیا تھا
جب شاہ طہماسپ کے بعد اسمٰعیل ثانی بادشاہ ہوا تو یہ برخلاف اپنے باپ کے مذہب تسنن پر بڑا تعصب
رکھتا تھا اسلیے اُسنے رافضیون کو قتل کرنا اور ایذا دینا شروع کیا تب ملا احمد میرزا مخدوم شریفی کے ساتھ
جو بڑا سُنی تھا اور کتاب النواصب فی رد الروافض اُسکی تصنیف ہے مکہ کو گیا اور وہان سے دکن مین آیا

اور وہان سے میدان خالی پاکر ہندوستان مین داخل ہوا یہان اُسنے بیہودہ باتین بکنا شروع کین اور لوگون کو بیدینی کی طرف ترغیب دینے لگا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ابھی دو شیخ فیضی کی صحبت مین نہین بیٹھا تھا اور بہت دلیر نہوا تھا کہ ایک روز بازار مین مجکو ملا بعضے عراقیون نے اُس سے میری بہت تعریف بیان کی اُسنے پہلی ہی ملاقات مین کہا کہ انکے چہرہ سے رفض کا نور ظاہر ہوتا ہی مین نے فوراً جواب دیا کہ جیسے تمھارے چہرہ سے سُنّی کا نور ظاہر ہوتا ہی باقی حال اُسکا انشاء اللہ تعالی پھر مذکور ہوگا اسی سال مین اکبر نے یہ حکم دیا کہ چونکہ ہزار سال ہجرت کو ہو چکے اب سب جگہ ہجری تاریخ لکھی جاتی ہی اسلیے مناسب ہی کہ ایک ایسی کتاب تصنیف ہووے کہ جسمین ابتدا سے آج تک سب سلمان بادشاہون کا حال درج ہووے اور اُسکا نام تاریخ الفی رکھا جاوے اور اُسمین جب سال لکھے جاوین لفظ ہجرت کی جگہ لفظ رحلت لکھا جاوے چنانچہ اکبر نے روز وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک کے وقائع لکھنے کے لیے سات مورخون کو حکم دیا سال اول نقیب خان کے ذمہ رہا اور دوسرا سال شاہ فتح اللہ کے اسی طرح حکیم ہمام اور حکیم علی اور حاجی ابراہیم سرہندی جو انھین دنون مین گجرات سے آیا تھا اور مرزا نظام الدین احمد اور مصنف صاحب کو ایک ایک سال تقسیم کر دیا پھر دوسرے سات برس کے لکھنے کا اور آدمیون کو حکم دیا غرض اسی طرح پینتیس برس کی ترتیب ہوگئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ساتوین برس کا حال مین نے خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کے حال مین لکھا تھا اُسکو ایک شب اکبر دیکھ رہا تھا جب اُسمین شہر کوفہ کی تعمیر اور قصر الامارت کے منہدم ہونے کا بیان آیا اور حضرت اُم کلثوم بنت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہما کا ذکر اور پانچ وقت کی نمازون کا تعین اور شہر نصیبین کا فتح ہونا اور وہان سے مرغ کے برابر مچھر نکلنے کا حال دیکھا تو اکبر نے ان باتون پر بہت سا جھگڑا شروع کیا آصف خان ثالث جسکا نام مرزا جعفر تھا وہ بھی کچھ گفتگو اکبر کی مدد پر کرنے لگا مگر شیخ ابو الفضل اور غازی خان بدخشی نے ان سب کی توجیہات صحیح صحیح بیان کین جب مصنف صاحب سے پوچھا کہ تمنے یہ حال کیسے لکھے ہین تو اُنھون نے جواب دیا کہ مین نے جو کچھ کتابون دیکھا لکھدیا کچھ اپنی طرف سے نہین لکھا اُسی وقت اکبر نے روضۃ الاحباب وغیرہ سیر کی کتابین خزانہ سے منگائین نقیب خان سے کہا کہ اسکی تحقیق کرو اُسنے اُسی وقت مطابق نفس الامر کے وہ حالات اُن کتابون مین نکال دیے تب مصنف صاحب نے اُس بے محل گیر و دار سے رہائی پائی پھر اکبر نے حکم دیا کہ چھتیسوین سال کے بیان سے فقط ملا احمد تاریخ الفی کو لکھا کرے اِس باب مین

حکیم ابوالفتح نے اُسکی سفارش کی تھی چونکہ وہ اپنے مذہب مین نہایت تعصب رکھتا تھا اسلیے اُسنے موافق
اپنے اعتقاد کے جو کچھ چاہا لکھا جہانگیر خان کے حال تک اُسنے دو جلدون مین وہ کتاب لکھی ایک شب مرزا
فولاد برلاس نے اُسکے گھر جاکر یہ کہا کہ تمکو اکبر نے بُلایا ہی جب وہ گھر سے نکلا تو کوچہ مین سب برلاسون نے اُسکے تعصب مذہب کے
اور بعضی ایذاؤن کے جو مرزا کو اُس سے پہونچی تھین مرزا مذکور نے اُسکو قتل کر دیا باقی کتاب مین ۹۹۹ سنہ تو سو ساتوین
واقعہ تک آصف خان نے تمام کین سنہ ایک ہزار مین اکبر نے مصنف صاحب کو یہ حکم دیا کہ اس کتاب کو
اول سے آخر تک مقابلہ کرکے صحیح کرین اور بعضے سالون کے واقعات مین جو تقدیم اور تاخیر ہوگئی تھی اُسکو
ترتیب دیوین ایک برس کے عرصہ مین مصنف صاحب نے اُس کتاب کی پہلی دو جلدون کو ترتیب دیا اور
تیسری جلد آصف خان کے حوالہ کی اسی سال مین اکبر نے مہابھارت کے ترجمہ کا حکم دیا یہ کتاب
ہندوون کے اعتقاد مین بڑی معظم اور مکرم ہی اور اُسمین طرح طرح کے قصے اور نصیحتین اور تدبیرین
اور اخلاق اور آداب اور معرفت کی باتین اور ہندوون کے عقیدے اور اُنکے مذہب اور اُنکی عبادت کے
طریقے کورون اور پانڈون کے ذکر کے ضمن مین مذکور ہین یہ لوگ ہندوستان کے کسی زمانہ مین بادشاہ تھے
بعضے کہتے ہین کہ اُنکو چار ہزار برس سے کسی قدر زیادہ مدت ہوئی اور بعضون کا قول یہ ہی کہ اُنکو اسی ہزار
برس سے بھی کچھ زیادہ زمانہ گذرا بہرحال حضرت آدم علیہ السلام سے بھی پہلے ہونگے ہندو لوگ اُس
کتاب کے پڑھنے کو بڑی عبادت سمجھتے ہین اور ہر طرح مسلمانون سے چھپاتے ہین اور سبب اُسکے
ترجمہ کرانے کا یہ ہوا کہ اکبر نے شاہنامہ اور امیر حمزہ کے قصہ کو سترہ جلدون مین پندرہ برس کے
عرصہ مین لکھوایا اور اُسمین تصویرین کھنچوائین جنمین بہت سا سونا خرچ ہوا اسی طرح ابومسلم کے قصہ
اور جامع الحکایات کو اول سے آخر تک کئی بار سُنا تب یہ بات اکبر کے ذہن مین آئی کہ یہ ساری
بناوٹ کی شاعری ہی لیکن چونکہ اچھی ساعت مین یہ کتابین لکھی گئی تھین اور اُس وقت ستارہ موافق
تھا اِس سبب سے سب مین مشہور ہوگئین اب پچھلی ہندی کی کتابون کو جو ہندوستان کے قدیم
داناؤن نے جو بڑے عابد اور زاہد اور ریاضت کرنے والے تھے تصنیف کی ہین اور وہ سب نہایت
صحیح ہین اور ہندوون کے دین اور اعتقاد اور عبادت کے طریقون کا اُسی پر دارمدار ہی ہم اپنے
نام پر فارسی مین ترجمہ کراوینگے اور چونکہ ابھی تک وہ کتابین اُس زبان مین نہین ہوئین اسوجہ سے
اُنمین زیادہ لطف ہوگا اور طرح طرح کی اُنسے برکتین حاصل ہونگی اسلیے اکبر نے تمام ہندوستان کے

دانایون کو جمع کرکے حکم دیا کہ مہابھارت کا ترجمہ سمجھاوین کئی راتون کو اکبر نے بذات خود اُسکا مطلب نقیب خان کو سمجھایا اور نقیب خان نے اسکو فارسی زبان مین لکھا تیسری شب کو اکبر نے مصنف صاحب کو بلاکر حکم دیا کہ تم بھی اس کام مین نقیب خان کے شریک رہو غرض تین چار مہینے کے عرصہ مین اُس کتاب کے اٹھارہ فنون مین سے دو فن تیار ہوے پھر اُسکے کسی قدر حصہ کو ملا شیری اور نقیب خان نے تمام کیا اور کسی قدر حصہ کو سلطان حاجی تھانیسری نے لکھا پھر شیخ فیضی کو حکم کیا اور اُسنے اپنی نظم و نثر مین دو فن اُسکے لکھے پھر یہ کام حاجی مذکور سے متعلق ہوا دو فن اُسنے اور لکھے اور جو کچھ ابتدا سے اُسکے ترجمہ مین قصور ہو گیا تھا وہ اُسنے صحیح کرکے بعینہ اصل کتاب کے مطابق کر لیا چنانچہ اُس کتاب کے سو جز تیار ہوے اور یہ اہتمام ہوا کہ اصل کتاب سے ایک نقطہ تک کا فرق نہ رہا پھر اکبر نے کسی سبب سے حاجی مذکور کو بنگالہ کی طرف نکال دیا اُس کتاب کا اکبر نے رزمنامہ نام رکھا اور بہت سی تصویرین اُسمین کھنچوائین شیخ ابوالفضل نے جسنے پہلے آیت الکرسی کی تفسیر لکھی تھی اُسکے عوض مین اُسنے مہابھارت کے ترجمہ پر دو جز کا خطبہ لکھا اکبر نے سب امیرون کو حکم دیا کہ ہر شخص تیمناً اور تبرکاً اُس ترجمہ کا ایک ایک نسخہ اپنے پاس رکھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس سال کے واقعات مین سے بہت اجمال کیا ہے اس سبب سے اگر تقدیم و تاخیر ہو گئی ہو تو معاف کرنا چاہیے جب اکبر کے جلوس کو اٹھائیسوان برس شروع ہوا تو نوروز کے دن پچیسوین صفر سنہ ۹۹۱ نو سو اکانوے مین جو اکبر کے زمانہ کا انتیسوان نوروز تھا بڑی دھوم دھام سے جشن کیا اور تھوڑی تھوڑی دوکانون کی آرایش ایک ایک امیر کے تعلق کی شاہ فتح اللہ نے اپنے حصہ کی دوکانون مین نئے نئے شعبدے جر ثقیل وغیرہ کے بنائے اندنون مین بعضے نئے حکم بھی اکبر نے جاری کرائے اُنمین سے ایک یہ تھا کہ تمام سال مین کوئی شخص ہفتہ کے روز اور نوروز کے دنون مین اتھارہ روز اور ماہ آبان مین جو اکبر کی ولادت کا مہینہ تھا اور سوا اسکے اور بعضے خاص دنون مین کسی جانور کو ذبح نہ کرے اور جو کوئی ذبح کریگا اُسکو سخت سزا دیجائیگی اور تمام جایداد ضبط کیجائیگی اور خود بھی اکبر نے گوشت سے یہان تک پرہیز کیا کہ تمام سال مین چھٹے مہینہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت مین اُسکے کھانے کا اتفاق ہوتا تھا اور اُسکا ارادہ یہ تھا کہ رفتہ رفتہ بالکل گوشت کھانا موقوف کر دے پھر اکبر نے آفتاب کی عبادت کرنے چار وقت اپنے اوپر لازم کیے صبح اور شام اور دوپہر اور آدھی رات اور ایک ہزار ایک آفتاب کے نام

دوپہر کے وقت بڑے خلوص سے پڑھا کرتا تھا اور اُس وقت دونون اپنے کان پکڑ کر گھوما کرتا تھا اور بندگونکو گھونسے مارا کرتا تھا اور اسی طرح کی بہت سی حرکتین کیا کرتا تھا پھر اُسنے ماتھے پر قشقہ کھینچنا شروع کیا اور آدھی رات کے وقت اور طلوع آفتاب کے وقت نوبت بجانے کا حکم ہوا ساری مسجدین اور عبادت خانے ہندوون کے فراش خانہ اور چوکی خانہ ہوگئے اور جماعت کے بدلے انمین جماع ہونے لگے شہر کے اندر جو قبرستان تھا اُسکو برابر کر دینے کا حکم دیا انھین دونون مین ایک لاکھ روپیہ نقد اور کئی ہاتھی اور بہت سا اسباب اکبر نے اپنی مان کو اور اسی طرح بہت سا سامان اپنی پھوپی گلبدن بیگم اور ساری بیگمون کو انعام مین دیا اور حکم عام کیا کہ ہر شخص ادنی سے اعلی تک نذر پیش کرے اسی سال مین اعظم خان وغیرہ اُمرائے جو ٹانڈہ کی طرف نامزد ہوے تھے ٹانڈہ پر اپنا قبضہ کر لیا اور خالدی خان جنبارہی اور مرزا بیگ قاقشال معصوم خان کابلی سے جدا ہوکر اعظم خان سے مل گئے معصوم خان بعضے زمیندارون کے پاس پناہ لے گیا اُسی سال مین اکبر نے حکام دکن کی تالیف قلوب کے لیے گجرات کی حکومت اعتماد خان کے سپرد کی اور شاہ ابوتراب کو امین اور خواجہ نظام الدین احمد کو میر بخشی اور ابوالقاسم نمکین برادر میر ملا عبدالقادر اخوند بادشاہی کو دیوان مقرر کیا اور محمد حسین اور میر ابوالمظفر ولد اشرف خان اور میر ہاشم اور میر صالح داعی اور سید ابواسحاق وغیرہ کو وہان کی جاگیرداری کا حکم دیا شہباز خان کو اکبر نے اُسکی بعضی گستاخیون کی وجہ سے قید کر دیا تھا اور جو اُسنے سرکاری روپیہ بموقع اور بیموقع صرف کیا تھا اُسکا حساب کتاب اُس سے طلب تھا شیخ ابوالفضل نے اُسکی سفارش کی اسلیے اکبر نے اُسکے قصور معاف کرکے راجہ ٹوڈرمل کے چنگل سے خلاصی دی اور اُسی سال کے ماہ ربیع الثانی کی سترھوین تاریخ کو بنگالہ کی طرف رخصت کیا تاکہ اُس سرکار کو جاگیرداروں کے حوالہ کرے اور معصوم خان کابلی کو صوبہ بیہار سے نکال دے انھین دنون مین یہ خبر آئی کہ خان اعظم نے شیخ فرید بخاری کو صلح کے واسطے قتلوے افغان نوخانی حاکم اوڑیسہ کے پاس بھیجا تھا قتلوے انکو پیرزادہ سمجھکر دور تک استقبال کے لیے آیا اور اُنکی خدمتگاری مین مصروف ہوا جب صحبت منعقد ہوئی کورفرہ زمیندار بنگالہ جو قتلوے کے تمام لشکر مین منتخب تھا شیخ ممدوح کی برابری کرنے لگا شیخ اُسکو ایک زمیندار سمجھکر حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے اسی اثنا مین شاہو ولد شیخ راجو بخاری سرہندی اور اور بخاریون نے بھی سخت گفتگو شروع کی جب شیخ وہان سے روانہ ہوے اور قتلوے بھی اُنکی جلو مین جاتا تھا ایسے وقت مین کورفرہ نے راستہ روک کر لڑائی کیا بڑی لڑائی ہوئی شاہو مع اپنے بہت سے آدمیون کے مارا گیا شیخ فرید اس معرکہ سے صحیح سلامت نکل آئے اسی سال مین برہان الملک جو مرتضی نظام الملک حاکم دکن کا بھائی تھا اپنے بھائی کے پاس سے بھاگ کر اول

مالوہ مین قطب الدین خان کے پاس گیا اور وہان سے اسی سال کے ماہ رجب مین اکبر نے اسکو بلایا اس سے
پہلے ایک شخص مجہول کوچہ گرو نے جھونٹ مونٹ برہان الملک اپنے آپ کو بتلاکر اکبر کی ملازمت حاصل کی تھی اکبر نے اوسے
مین اسکو جاگیر عنایت کی تھی اب وہ خوف کے سبب سے بھاگ کر جوگیون مین جا ملا بڑی تلاش کے بعد اسکو پکڑ کر قید کردیا
اسی سال مین اکبر نے شہر سے باہر دو مکان مسلمان ہندو فقیرون کو کھانا کھلانے کے واسطے بنوائے ایک کا خیر پورہ اور
دوسرے کا دھرم پورہ نام رکھا ابوالفضل کے ذکر کردہان محافظ مقرر ہوے سب فقیرون کو بادشاہی لنگر سے کھانا ملتا تھا
اور جب جوگیون کے گروہ بڑی کثرت سے آنے لگے اُنکے لیے ایک اور سرائے بنوائی گئی اُسکا جوگی پورہ نام رکھا اور
راتون کو اکبر کچھ خاص آدمی اپنے ساتھ لیکر جوگیون کی صحبت مین جایا کرتا تھا اور اُنسے حقیقت اور معرفت اور اعتقادات اور
شغل اور مراقبہ اور سلوک اور کیمیا اور ریمیا سیکھا کرتا تھا اور اپنی کیمیاگری سے سونا بناکر اکبر نے سب لوگون کو
دکھایا ہر سال مین ایک شب جسکو شیورات کہتے ہین جوگیون کا بڑا مجمع ہوتا تھا اور یہ لوگ ہر طرف سے جمع
ہوتے تھے اور اکبر بڑے بڑے جوگیون کے ساتھ ہم نوالہ وہم پیالہ ہوتا تھا وہ لوگ اُسکو درازی عمر کی جو عمر طبعی سے
بھی تین چار مرتبہ زیادہ ہوگی بشارت دیتے تھے اور چونکہ اور بعضے قرینہ بھی اسکے ساتھ مل گئے تھے اسلیے اکبر کو اس
امر کا کامل یقین ہوگیا تھا بعضے حکیمون نے اسکی تائید مین یہ بیان کیا کہ عمرون کی کمی زیادتی عمری کی خاصیت سے
ہوا کرتی تھی وہ زمانہ تمام ہوچکا اور دور زحل کی نوبت آئی اسکی خاصیت یہ ہے کہ سب پچھلے احوال سے جانچنے والوگون کی
عمرین بہت بڑی بڑی ہوا کرتی ہین جیسا کہ آسمانی کتابون مین لکھا ہوا ہے کہ بعضے آدمیون نے ہزار برس تک زندگی کی
اور ہندی کتابون سے بخوبی ثابت ہے کہ لوگون کی عمرین دس دس ہزار برس کی ہوئی ہے اور اب بھی بعضے کے
پہاڑ مین لاسہ کا گروہ جو خطا کے عابد زاہد فقیر ہین دو سو برس کے بلکہ زیادہ بھی عمر کے پائے جاتے ہین یہ سنکر
اکبر نے اُس گروہ کی موافقت کے لیے سباشرت اور کھانے اور پینے خصوصاً گوشت کھانے مین بڑی کمی کردی
اور سر کے بال بیچ مین سے مُنڈا کر چارون طرف کے بال چھوڑ دیے اسواسطے کہ اُن نئے خیالات مین سے ایک
یہ بھی گمان تھا کہ کاملون کی روح وسط سر کے رستہ سے نکلتی ہے اور اُسوقت ایک بڑی آواز رعد کے گرجنے کی سی
معلوم ہوتی ہے یہ نشانی اس بات کی ہے کہ اس بہت نے نجات پائی اور موافق طریقہ تناسخ کے اُسکی روح نے کسی
بڑے بادشاہ کے بدن مین حلول کیا اکبر نے اپنے مذہب کے طریقہ کا توحید الٰہی نام رکھا اور خاص خاص لوگ جو
بادشاہ کے بڑے مخصوص تھے اور بڑے خلوص سے اس نئے مذہب مین اُسکے مرید تھے اُنکو موافق جوگیون کی
اصطلاح کے اپنا چیلا کہتا تھا عوام ہندو جنکو دولت خانہ کے اندر جانے کی اجازت نہ تھی اُنکو اکبر سے ایسا اعتقاد تھا

کہ ہر صبح کو جسوقت اکبر جھروکہ مین بیٹھکر سورج کی عبادت کیا کرتا تھا جب تک اُسکی صورت نہ دیکھ لیتے تھے مسواک کرنا اور کھانا اور پینا اپنے اوپر حرام سمجھتے تھے پھر یہ نوبت پہونچی کہ ہر شب کو بہت سے حاجتمند لوگ ہندو اور مسلمان عورتین مرد بیمار و تندرست اپنی اپنی حاجت روائیون کے واسطے اکبر کے حضور مین جمع ہوتے تھے اُسوقت دربار عام ہوا کرتا تھا ایک بہت بڑا ازدحام جمع ہوجاتا تھا اور جسوقت اکبر آفتاب کے ایک ہزار ایک نام کی تسبیح سے فارغ ہوکر باہر آتا تھا سب ہندو مسجد مین گر پڑتے تھے پھر برہمنون نے ایک ہزار ایک نام اکبر کے بھی ترتیب دیے اور کہا کہ رام اور کشن کی طرح آپ بھی ایک اوتار ہین اور پرمیشر نے تمھاری صورت مین حلول کیا ہے اور پچھلے لوگون سے منسوب کرکے دوہرہ اور ہندی کے شعر پیش کرتے تھے جنکا مضمون یہ ہوتا تھا کہ ہندوستان مین ایک بادشاہ ہوگا جو برہمنون کی تعظیم اور گاے کی محافظت اور تمام جہان کو اپنے انصاف سے آباد کریگا اور پرانے پرانے کاغذون پر بھی یہی باتین لکھکر پیش کین اور مختلف فرقون مین سے جس شخص کے اعتقاد کو اکبر بہت درست سمجھتا تھا اُسکو واحدی کہتا تھا اور کہتا تھا یہ وہ لوگ ہین کہ آگ اور پانی کے طوفان پر جاڑے مین اسی سال مین اکبر نے فتح پور کے خاص دیوانخانہ مین موافق حنفیون کے دہ اندر دہ حوض مین پانی جمع کیا اور موافق طریقہ شافعیون اور شیعون کے قلتین کو بھرا پھر جب اُنکو تولا تو حوض کا پانی اُن دونون سے زیادہ تھا پھر اکبر نے ایکدن کہا کہ سنی اور شیعہ آپسمین جدا ہوجاوین سارے ہندوستانی سنیون کی طرف آگئے اور کل عراقی شیعون کی جانب چلے گئے پھر مصنف صاحب اس مقام پر لکھتے ہین کہ ہر ہر خاص واقعہ اس قسم کا بیان نہین ہوسکتا اسواسطے مین ان مضمونون کو چھوڑکر اپنا اصلی مقصود لکھتا ہون جب اعتماد خان کو گجرات کی حکومت جو اُسکی بڑی آرزو تھی ملگئی اور وہ اُس طرف کو روانہ ہوکر سروہی مین پہونچا تو اُسنے اُس مقام کو سرنائی کے علاقہ سے نکال کر رانا کے بھائی جگمال کے حوالہ کیا اور وہان سے مع سب امیرون کے کوچ کرکے بارھوین شعبان کو احمد آباد مین پہونچا شہاب الدین احمد خان جو وہان کا پہلا مستقل حاکم تھا اور وہان کے سارے فتنہ و فساد کو وہی روک رہا تھا شہر کو خالی کرکے عثمان پورہ مین آن پڑا مگر تمام اُسکے نوکر اس تغیر و تبدل سے بہت ناراض ہوے اور سب نے متفق ہوکر حسب الطلب مظفر ابن سلطان محمود گجراتی کے کاٹھیوار کا راستہ لیا یہ مظفر اکبر کے دربار سے بھاگ کر اُس ملک مین اپنے نانہال کے لوگون کے پاس پناہ لے گیا تھا اور رات دن کسی موقع کی فکر مین تھا اب اِن لوگون نے اُسکو بادشاہ بنایا ہر چند اعتماد خان نے شہاب الدین احمد خان سے کہا کہ تم اِن لوگون کو تسلی اور دلاسا کرکے بلا لو مگر اُسنے نہ مانا

اور کہا کہ یہ لوگ ایسے ہی دن کی خدا سے آرزو رکھتے تھے اور میرے ہلاک کرنے کی فکر مین تھے اب میرے بنانے سے یہ کام نہین بنے گا تم جانو اور تمھارا ملک یہ کہکر قصبۂ کری مین جو احمد آباد سے بیس کوس ہی چلا گیا اعتماد خان اور نظام الدین احمد کی طرف سے ایک دو آدمی اُن لوگون کے پاس گئے اور اُنکو ہر طرح سمجھایا مگر وہ کسی صورت سے نہ مانے ستائیسوین شعبان کو مظفر اپنی فوج کو ساتھ لیکر دولقہ مین جو احمد آباد سے بارہ کوس ہی آیا اُسی وقت اعتماد خان اور نظام الدین احمد شہر کو خالی کرکے شہاب الدین احمد خان کے لوٹانے کے لیے کری کو گئے اور شہر کی حفاظت شیر خان ولد اعتماد خان اور میر محمد معصوم بکری وغیرہ کے سپرد کر گئے اور یہ ارادہ کیا کہ وہان سے آکر اپنے لشکر کا سامان درست کرینگے غرض اُنھون نے کری مین جاکر شہاب الدین احمد خان کو اس طرح راضی کیا کہ سب پہلے پرگنہ بدستور قدیم تمھاری جاگیر مین رہینگے اور دو لاکھ روپیہ نقد واسطے مدد خرچ کے تمکو اور دیا جاویگا جب اعتماد خان وغیرہ اُس طرف کو گئے اُدھر مظفر نے شہر کا قصد کیا احمد آباد سے تین کوس سرکج مین پچھلے بادشاہون کی قبرین ہین وہان کے مجاورون نے ایک چتر اُسکی نذر کرکے سلطنت کی بشارت دی اس امر کو اُسنے اپنی نیک فالی سمجھکر احمد آباد پر آنکر قبضہ کر لیا اعتماد خان وغیرہ راتون رات کری سے روانہ ہوکر صبح کے وقت عثمان پور مین پہونچے اس طرف سے مظفر اپنی فوج لیکر دریاے احمد آباد کی ریتی مین مقابلہ کے لیے آیا اُس وقت اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان نے ہر چند تدبیرین اُن لوگون مین تفرقہ ڈالنے کی کین اور اپنے بھاگے ہوے نوکرون کی تسلی اور دلاسا کے لیے روپیہ قرض لینا اور رقعے پرچے لکھنا شروع کیے مگر کوئی صورت بہتری کی نہ نکلی اور چونکہ اپنے آدمیون پر اعتماد نہ تھا اسلیے لڑنے کا بھی موقع نہ ملا کچھ تھوڑا سا سامنا کرکے نہروالی مین جو احمد آباد سے پینتالیس کوس ہی ایکدن مین جا پہونچے تمام سامان اُنکے لشکر کا لُٹ گیا اور نظام الدین احمد کے بیٹے محمد شریف کا بھی تمام مال و اسباب غارت ہوگیا مگر وہ جرأت کرکے اپنے باپ سے جاملا آخر ان بھاگے ہوے امیرون اور اُن سرداروں نے جو متھن پور سے مدد کے لیے آئے تھے اور سب ملکر قریب ایک ہزار کے تھے پٹن کے قلعہ کی درستی کرکے پناہ لی مظفر نے اپنے ادنی ادنی سپاہیون کو بڑے بڑے خطاب دیکر ولایتون کا امیدوار کیا اور اعلی اعلی منصب عطا کیے خدا کی قدرت ہی یہی مظفر ایکزمانہ مین تیس روپیہ ماہواری پاتا تھا اب تیس ہزار فوج کا مالک ہی پھر اُسنے شیر خان فولادی کو جو پہلے پٹن کی حکومت رکھتا تھا اور اب ایک محتاجی کے حال مین

سورٹھ مین بڑا تھا بلا کر مع چار ہزار سوارون کے پٹن پر بھیجا پٹن کے سردارون نے شہباز خان کے بھائی زین الدین کنبو کو قطب الدین محمد خان کے پاس بھیجا تاکہ اُس طرف سے وہ اور اِس طرف سے یہ لوگ احمد آباد پر چڑھائی کرکے مظفر کو بیچ مین گھیر لین مگر مظفر نے پیشدستی کرکے بڑا بھاری لشکر ساتھ لیکر بڑودہ مین قطب الدین احمد خان سے مقابلہ کیا آخر قطب الدین محمد خان شکست پاکر بڑودہ کے قلعہ مین بند ہوگیا اور سب اُسکے سردار مظفر سے آن ملے اِس لڑائی مین سے پہلے شیر خان پانچ ہزار سوار لیکر نواحی قصبہ میانہ مین جو پٹن سے پندرہ کوس ہے پہونچا شہاب الدین احمد خان اور اعتماد خان نے یہ سُنکر جالور کی طرف بھاگنے کا ارادہ کیا مگر نظام الدین احمد نے کوشش کرکے اُنکو روکا غرض نظام الدین احمد کسی قدر جمعیت کو ساتھ لیکر جو دو ہزار سے زیادہ نہ تھی شیر خان سے مقابل ہوا بڑی لڑائی کے بعد نظام الدین احمد نے فتح پائی اور شیر خان نے بھاگکر احمد آباد کا راستہ لیا پھر نظام الدین احمد نے اس بات پر اصرار کیا کہ اُسکے تعاقب مین فوراً احمد آباد کو روانہ ہون مگر امیرون نے قبول نکیا اور اُسوقت مین مصلحت بھی یہی تھی کیونکہ قطب الدین محمد خان کا انجام اُسوقت معلوم نہین ہوا تھا اِس لڑائی مین غنیمت کا مال بیشمار اُن سواروں کے ہاتھ آیا اور جرأت کرکے کرہی تک پہونچے اتنے مین یہ خبر آئی کہ مظفر نے بڑودہ کے قلعہ کی پُرانی دیوارون کو توڑ ڈالا اور قطب الدین احمد خان نے زین الدین کو قول قرار کرنے کے لیے مظفر کے پاس بھیجا تھا اُسنے اُسی وقت زین الدین کو قتل کرڈالا اور خواجہ محمد صالح کو بزرگزادہ سمجھکر جان سے چھوڑ دیا اور حج کو روانہ کردیا اور قطب الدین محمد خان کو مع دیگر قلعہ سے نکالا قطب الدین محمد خان بڑی عاجزی سے اُسکی ملازمت مین آیا اور بہت سی تسلیمات بجالایا مظفر تھوڑی دور استقبال کرکے بڑی تعظیم سے ملا اور اپنی مسند پر بٹھاکر بڑی خوشامد سے پیش آیا اور اُسکا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ قطب الدین خان سے کچھ تعرض کرے مگر نوازی نام راجپیپلہ کے زمیندار نے اغوا کرکے قطب الدین خان کو قتل کرایا پھر مظفر پرواز ہوکر بہروچ مین گیا اور وہان کے قلعہ کو قطب الدین خان کے متعلقون سے صلح کرکے لیا اور وہان چودہ لاکھ روپیہ خزانہ کھنبایت کے جو امام الدین کروری لے گیا تھا اور قطب الدین خان کے سارے خزانہ اور اسباب جو دس کروڑ کی قیمت سے زیادہ کے تھے اپنے قبضہ مین کیے اور بڑی جمعیت اکٹھی کرلی یہ خبر سُنکر نظام الدین احمد وغیرہ سردار پٹن کو چلے گئے اور مرزا خان ولد بہرام خان خانخانان وغیرہ امیرون کو اکبر نے اُسکی مدد کے لیے نامزد کیا تھا اُسکے آنے کے منتظر رہے پھر مرزا خان آیا تو ایک روز پٹن مین رہکر آگے بڑھا اور سرگنج مین منزل کی مظفر بڑودہ سے اٹھکر بہروچ کے قلعہ کو اپنے سالے نصیر نامی اور جرکس رومی کو کہ جو اکبر کی نوکری سے بھاگ گیا تھا حوالہ کیا اور شاہ بھیکم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب مرزا خان کے لشکر سے دو کوس پر منزل کی دوسرے روز بڑی بھاری لڑائی ہوئی آخر مظفر شکست پاکر محمود آباد کو بھاگ گیا

سید ہاشم بارہہ اور خضر آقا وکیل مرزا خان نے یہ لڑائی فتح کی اس طرف کے لوگ بھی اس معرکہ مین بہت سے زخمی ہوے
اور مخالفون کے تو آدمی اتنے مارے گئے کہ جنکی کچھ حد نہین یہ واقعہ ۱۳ محرم ۹۹۱ھ نوسو اکانوے کو ہوا مرزا خان نے
اس سے پہلے نذر کی تھی کہ اگر فتح حاصل ہووے تو جسقدر مال اسباب ہان ہو جو ہی سب محتاجون کو دے دونگا اسلیے اُسنے
اپنی نذر پوری کرنے کے لیے کئی نوکرون کو حکم دیا کہ اُسکے تمام مال اسباب ہاتھی گھوڑے وغیرہ کی قیمت کا تخمینہ کرین مگر اُن
نوکرون نے ایسا کم تخمینہ کیا کہ دہ بیسی قیمت کا دسواں حصہ بھی محتاجون کو نہ پہونچے دولت خان افغان لودی اور ملا محمود دی
وغیرہ مرزا خان کے نوکرون نے عرض کیا کہ ہمنے تمھاری نوکری کرکے کیا گناہ کیا ہی کہ بادشاہی نوکرون کے مقابلہ مین
ہم لوگ بہت ذلیل ہین اور مجلسون مین ہمسے اوپر بیٹھتے ہین چاہیے کہ تسلیم اور تورے وغیرہ مین ہمارے برابر ہون مرزا خان نے
یہ نامعقول بات پسند آئی اور اُسنے بہت سے گھوڑے اور خلعت سارے امیرون کے لیے تیار کیے اور ایک بڑی مجلس
ترتیب دی اور خود خانہ مین جلوس کرکے چاہا کہ سارے امیرون کو دربار مین بلاکر خلعت عطا کرے اور نظام الدین احمد کو جسکی
بہن بہرام خان کے نکاح مین تھی بلاکر اُن سب مین لے لی اُسنے اس حرکت سے بہت منع کیا اور کہا کہ اگر بادشاہ سُنیگا
تو بہت ناراض ہوگا اور قطع نظر اسکے شہاب الدین خان جو پنجہزاری منصب رکھتا ہی اور عمر مین بھی ہمسے بڑا ہی اُس سے
تمکو تسلیم لینا کیا مناسب ہی اور اعتماد خان بھی کسی زمانہ مین اپنے پاس بیس ہزار سوار رکھتا تھا اب اُس سے
تسلیم لینا کون خوبی کی بات ہی اور پاینده محمد خان مغل تو یہ بات سُنتے ہی لڑ پڑیگا مرزا خان نے یہ رائے پسند کی
اور وہ ارادہ موقوف رکھا اس فتح سے تین روز کے بعد قلیچ خان وغیرہ اُمراے مالوہ احمد آباد مین آئے پھر یہ خبر آئی کہ مظفر
معمور آباد سے جو مہندری ندی کے کنارہ پر ہی کھنبایت کو چلا گیا اور بھاگے ہوے آدمی قریب دو ہزار کے اُسکے پاس
جمع ہوگئے ہین یہ سُنتے ہی مرزا خان امیرون کو ساتھ لیکر اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا مظفر یہ سُنکر وہان سے چلا چلیہ
اور تانذوت کی طرف بھاگا مرزا خان نے بڑودہ مین آکر دولت نامے مظفر کے ایک نوکر پر کھنبایت مین لشکر بھیجا اور
اُسکو فتح کرلیا پھر مرزا خان تانذوت کو گیا اور قلیچ خان وغیرہ امیرون کو کوہستان کی طرف بھیجا جہان مظفر نے
پناہ لی تھی یہ ساری تحسین نظام الدین احمد کے سبب سے حاصل ہوئین اور وہی امیرون کو مرغیب دیکر ہمت بڑھاتے
رکھتا تھا اور خود اُسنے بھی بہادریان اپنے منصب کی لیاقت سے بلکہ طاقت سے بھی بڑھکر کین مظفر ہر طرف سے
آوارہ پھرنے لگا مرزا خان احمد آباد مین آیا اور اُمراے مالوہ وغیرہ کو قلعہ بہروچ کے محاصرہ پر متعین کیا چنانچہ سات مہینے
بعد جرکس رومی جو مظفر کی طرف سے اُس قلعہ کا حاکم تھا مارا گیا اور مظفر کاسالا نصیر بھاگ گیا اسی سال مین اکبر نے
مرزا خان اور لشکر مالوہ گجرات کی طرف متعین کرنے کے بعد آگرہ سے کشتی مین بیٹھکر آلہ آباد کی سیر کا ارادہ کیا یہ ایک نیا شہر

بجاے شہر پیاگ پور کے جو ہندوون کا قدیم معبد تھا آباد ہوا اور وہان کئی قلعہ بھی بنائے گئے تھے آری وزیہ فجرائی
کہ شیخ بدرالدین ولد شیخ سلیم چشتی نے مابین وفات پائی شیخ ممدوح نے طی کار روزہ سات دن کا رکھا تھا اور اسی حال مین بڑی
گرمی کے وقت برہنہ پا خانۂ کعبہ کے طواف مین مشغول ہوے چنانچہ اُنکے پانوون مین آبلہ پڑ گئے اور تپ محرقہ عارض ہوکی عید الضحے
دن نسلہ ۹۹۹ نوسو نوے مین انتقال کیا اکبر نے یہ خبر پاکر دہی حسین خادم خانقاہ شیخ کو کہلا بھیجی یہ سنکر شیخ ممدوح کے خاندان پہ
بڑی مصیبت ہوئی اور سلسلہ ہدایت اور ارشاد کا اُنکے خاندان سے بالکل منقطع ہوگیا اکبر نے الہ آباد پہونچکر چار مہینہ توقف
کیا اور زین خان کوکہ اور بیربر کو جو اول راجہ رام چند کے نوکر تھے بطور ایلچی گری کے چورا گڈھ مین راجہ مندکور کے پاس بھیجا
راجہ نے اطاعت قبول کی اور بہت سا اسباب مہمانی کا پیش کرکے زین خان کو اپنے پاس رہنے دیا چنانچہ زین خان نے
راجہ کے ساتھ فتح پور مین ملازمت حاصل کی جب راجہ فتح پور مین آیا تھا تو اُسنے ایک سو بیس لعل اور اسی طرح پر بہت
جواہر عمدہ پیش کیے تھے اُنمین سے ایک لعل کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی اور پھر راجہ اپنے بیٹے بالو نامے کو خدمت مین
چھوڑکر وطن کو چلا گیا تھا اور وہان جاتے ہی مرگیا یہ راجہ بہ صفت موصوف تھا خصوصاً ہمت اُسکی نہایت عالی تھی
ایک دفعہ اُسکی بخشش یہ تھی کہ میان تانسین کلانوت کو ایکدن ایک کرور روپیہ دیے انھین دنون مین اعظم خان نے
حاجی پور سے آکر الہ آباد مین اکبر کی ملازمت حاصل کی اور چند روز کے بعد پھر واپس گیا تاکہ اپنے لشکر کو بھی لے آوے
امیرون نے الہ آباد مین بڑی بڑی عمارتین بنوائین اور اکبر کی یہ رائے قرار پائی کہ آیندہ کو یہی شہر دارالسلطنت رہے
اور وہان کی دارالضرب مقرر کرکے نیا سکہ تجویز کیا شریف سرمدی جو کی نویس نے جسکے حق مین کسی نے یہ شعر کہا تھا
دو جو کی نویسند ہر دو کثیف ۔ یکے نانفیس و دگر نا شریف ۔ یہ شعر سکہ کے لیے تصنیف کیا ہمیشہ چون زر خورشید و
ماہ رائج باد ۔ بشرق و غرب جہان سکۂ الہ آباد ۔ انھین دنون مین سے مُلّا الہ داد امروہی اور مُلّا شیری جو پنجاب کے
میان دوآب مین صدارت کا منصب رکھتے تھے خوشامد کی غرض سے اکبر کی ملازمت مین آئے اور مُلّا شیری نے
ایک نظم ہزار شعاع نام جسمین ہزار قطعہ تھے آفتاب کی تعریف مین تصنیف کرکے پیش کیے اکبر نے اُسکو بہت پسند کیا
اسی سال کے ذی الحجہ کے مہینے مین اکبر نے گجرات کی مہم کا بندوبست کرنے کے لیے الہ آباد سے فتح پور کا قصد کیا جب
نواحی اٹاوہ مین پہونچا تو مرزا کی فتح پانے کی خبر پہونچی جب اکبر ۹۸۰ صفر نسلہ نوسو بانوے مین دارالسلطنت مین پہونچا
تو اُسنے گجرات کے امیرون کے نام بڑی عنایتون کے فرمان صادر کیے اور مرزا خان کو خانخانان کا خطاب اور گھوڑا
اور خلعت اور ٹیکا اور خنجر مرصع اور سپہ سالاری کا منصب جو گویا امیرون کے لیے معراج تھی عنایت کیا اور
نظام الدین احمد کو بھی گھوڑے اور خلعت اور زیادتی منصب سے سرفراز کیا اسی طرح اور امیرون کے بقدر دو چند

سنہ چندکے منصب بڑھا دیے انھیں دنوں مین اکبر نے مصنف صاحب کو کتاب رامائن کے ترجمہ کرنے کا حکم دیا یہ کتاب مہابھارت سے بھی پہلے تصنیف ہوئی ہے اور اُسمین پچیس ہزار اشلوک ہین ہر اشلوک بتیس حرف کا ایک فقرہ ہے اس کتاب مین راجہ رام چندر جاکے شہر اودھ کا جسکو رام بھی کہتے ہین اور ہندو اُسکو خدا کا اوتار سمجھتے ہین قصہ ہے اور مجملاً اُسکا بیان یہ ہے کہ رام چندر کی بی بی سیتا کو ایک دیو راون نامے حاکم جزیرۂ لنکا کا لے گیا رام چندر مع اپنے بھائی لچھمن کے اُس جزیرہ پر چڑھے اور بہت سا لشکر بندرون اور ریچھون کا جو حد حساب سے باہر تھا اپنے ساتھ لیا اور ایک پُل چار کوس چوڑا سمندر پر باندھا بعضے بندر بغیر پُل کے وسیلے کے ہی سمندر کو کود گئے اور بعضے پُل پر سے اُترے راجہ رام چندر بھی ایک بندر پر سوار ہوکر اُس پُل سے عبور کیا ایک ہفتہ تک بڑی لڑائی رہی رام چندر نے راون کو مع تمام لشکر اور اولاد کے قتل کیا اور اُسکے خاندان کو جو ایک ہزار برس سے قائم تھا برباد کر دیا اور لنکا کو راون کے بھائی بھبھیکن کو حوالہ کرکے اپنے شہر کو آئے ہندوون کا اعتقاد یہ ہے کہ راجہ رام چندر نے دس ہزار برس تمام ہندوستان مین حکومت کی اور اُسکے زمانہ کو ابتک لاکھون برس گذرے اِس زمانہ کے عجائبات مین سے ایک یہ ہے کہ فتح پور کے دیوانخانہ مین ایک بھنگن کو لائے جو عورت سے مرد ہو گئی تھی ایک پنڈت رامائن کا ترجمہ کر رہا تھا وہ بھی اُٹھکر اُسکو دیکھ آیا اور اُسنے آکر یہ بیان کیا کہ یہ عورت تھی شرم کے مارے پردہ مین سے نہین اُٹھتی اور کچھ نہین بولتی حکیمون نے اُسکی تائید مین بہت سی دلیلین پیش کین اور کہا کہ اس قسم کے بہت سے واقعات پہلے ہو چکے ہین اسی سال مین مُلّا عالم کابلی نے جو بڑا خوش بیان عالم تھا وفات پائی اشعت طماع اُسکے وفات کی تاریخ ہوئی کتاب نوائح الولایت اُسکی تصنیف ہے انھیں دنوں مین بیوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا اور آٹھوین ربیع الاول سنہ ۹۹۰ نوسو نوے کو تحویل آفتاب کی برج حمل مین واقع ہوئی اس نوروز کو بھی اکبر نے بدستور سابق دو کانون مین آئینہ بندی کی اور بڑی دھوم کا جشن ترتیب دیا ایک کانسہ کی گائے بھی جسمین سے ناقوس کی طرح آواز نکلتی تھی اور بہت سے غبارے جو فرنگیون کی ایجاد سے تھے چھوڑے گئے معتقدون نے اپنا مال و جان ناموس دین سب اخلاص مین فدا کیا اور اِس آزمایش مین بہت سے نیک لوگ ضائع ہوئے نوبت بہ نوبت اکبر کے معتقد اُسکے مرید ہوتے تھے اور شجرہ کے عوض اُنکو ایک تصویر دیجاتی تھی وہ علامت اُنکے اخلاص کی شمار ہوتی تھی اور ایک جواہر کے مرصع غلاف مین لپیٹ کر پگڑی مین اُسکو رکھ لیتے تھے اور ہر کاغذ کے عنوان پر اللہ اکبر لکھنا مقرر ہوا اور جُوا اور سُود حلال کیا گیا اسی طرح اور بہت سی حرام چیزون پر بھی اباحت کا حکم ہوا دربار مین ایک قمارخانہ بھی بنوایا گیا اور خود سرکار نے بھی جوے مین شریک ہو کر بہت سا روپیہ جواریون کو دیا جو کچھ اُسکا نفع ہوتا تھا وہ سرکار کے روپیہ کی ترقی تھی اور یہ حکم دیا کہ دو برس سے کم عمر عین تولون

اور سولہ برس سے کم عمر مین مردون کا ہرگز نکاح نہوا اور قصۂ زفاف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا اور عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو احادیث مین مذکور ہے اسکا اکبر بالکل منکر ہوا اسی طرح اور بہت سے طعن پیغمبر پر کیے اور جو جو لغزشین بعضے پیغمبرون سے واقع ہوگئی ہین مثل قصۂ حضرت داؤد علیہ السلام واوریہ وغیرہ کے وہ اسکے منکر ہوجانے کے لیے بہانہ ہوگئین اور جس کسی کو اکبر اپنے اعتقاد کے بموجب نہ پاتا تھا اُسکو مردود بلکہ واجب القتل جانتا تھا اور دنیا کی ریاست اُسی کو تھی جو دین مین اُسکے شریک ہوتا تھا سب کامون پر یہی کام مقدم تھے پھر اکبر نے بیگمات کی سیر کرنے کے لیے دوکانون کو جو نوروز کے جشن مین آراستہ کی گئی تھین بالکل مردون سے خالی کرایا اُس جلسہ مین بھی بہت سا رقص وتقسیم ہوتا تھا اور اکثر لڑکی لڑکون کے نکاح بھی اُسی جلسہ مین ہوا کرتے تھے ہرچند اکبر نے یہ چاہا کہ نکاح کی قید بھی سب لوگون مین سے اُٹھ جاوے مگر ہندوون پر تو نہ چلا مسلمان لوگ ہر طرح اُسکے اختیار مین تھے اور ناموس اور عزت بھی بالکل اُنسے اُٹھ گئی تھی انھین دنون مین اعظم خان حاجی پور پٹنہ سے آکر بموجب وعدہ اکبر کی ملازمت مین حاضر ہوا مرزا محمد حکیم کی عرضیان آئین اُنسے یہ معلوم ہوا کہ تمام بدخشان پر عبداللہ خان اوزبک نے قبضہ کرلیا اور مرزا سلیمان مکہ سے آکر بدخشان پر قابض ہوگیا تھا مرزا شاہرخ نے اوزبک سے شکست پائی اب دونون بطریق التجا کے ہندوستان کو آتے ہین اسی سال کے شروع ذی قعدہ مین اٹک کے کنارہ سے مان سنگھ کی عرضی اس مضمون کی آئی کہ مرزا شاہرخ اٹک کے کنارہ پر آیا اور مان سنگھ نے اُسکی پیشوائی کے لیے جاکر چھ ہزار روپیہ بقدر بہت سا اسباب اور پانچ ہاتھی پیشکش کیے بعد ازان اُسنے اٹک سے عبور کیا یہ خدمت مان سنگھ کی اکبر کو بہت پسند آئی اس سال مین بہت سے نامی سردارون نے انتقال کیا اُنمین سے ایک محمد باقی خان برادر اعظم خان جسکی ولایت کرہی مین جاگیر بھی تھی اور دوسرا غازی خان بدخشی جسکو اکبر نے آگرہ آباد سے اودھ کی طرف رخصت کیا تھا اور وہین اُسکا انتقال ہوا یہ آخر عمر مین ایسا ضعیف ہوگیا تھا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہ رہی تھی جب اُس سے کوئی پوچھتا تھا کہ تمھارا کیا حال ہے تو کہتا تھا کہ اگر دس کی قوت سے مین قائم ہون اور سارے اپنے نوکرون پر سردار ہون مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک دن قلیچ خان کے گھر بہت سے لوگ افطار کے لیے جمع ہوے تھے وہان غازی خان نے سورۂ انا فتحنا کی تفسیر بیان کرنی شروع کی مین نے اسمین ایک دو جگہ تعرض کیا اُسنے کچھ اُسکا جواب دیا بہت سخت گفتگو کی تو مین نے کہا کہ سبحان اللہ ولایت کے بندگون کے بھی اخلاق معلوم ہوگئے تو اُسنے کہا کہ شاید تمکو یہ گمان ہوگا کہ یہ شدت میری بسبب منصب کے ہے مین نے جواب دیا کہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے اسپر بہت خفا ہوا آخر آصف خان بخشی کے وسیلے سے میری اُسکی صفائی ہوگئی جس روز اُسنے آلہ آباد سے کوچ کیا تھا مین دور تک اُسکے ساتھ علمی باتین اور بزرگون کے اقوال کہتا سُنتا چلا گیا

اور بعد ازان اُسکو رخصت کرکے واپس آیا یہ گویا آخری ملاقات تھی تیسرا سلطان خواجہ کہ وہ بھی اکبر کے خاص
مریدون مین سے تھا اُسکی قبر جو ایک نئے طرز کی بنائی گئی تھی اُسپر ایک جالی آفتاب کے مقابلہ مین تیار
ہوئی تاکہ بروقت روشنی آفتاب کے کہ جو گناہون کی پاک کرنے والی ہر پڑتی رہے مشہور ہے کہ آگ کا شعلہ بھی
اُسکے مُنھ کو لگایا تھا مُلا احمدی ٹھٹھہ والے نے سلطان الخواجہ اُسکی وفات کی تاریخ نکالی مگر اسمین ایک عدد کم ہے
شروع سنہ ۹۹۰ نوسو ترانوے مین مرزا شاہرخ و راجہ بھگوانداس فتح پور کے قریب آپہونچے اکبر نے شاہزادہ دانیال کو مع شیخ
ابراہیم حبشی وغیرہ امیرون کے اُنکے استقبال کے لیے بھیجا اور جب وہ آئے تو ایک لاکھ روپیہ نقد اور بہت سا فراش خانہ
دریاب اور تین عراقی گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور کئی قطار اونٹ اور خچر اور بہت سے خدمتگار عنایت کیے انھین دنون مین
شاہزادہ سلطان سلیم کی جب سولہ برس کی عمر ہوگئی تو موافق اپنے ضابطہ مقرری کے راجہ بھگونت داس کی
بیٹی کے ساتھ اُسکا نکاح کیا اور خود اکبر نے اُسکے گھر جاکر قاضیون اور شریفون کے حضور مین عقد کیا اور دو
کرور تنکہ مہر مقرر ہوا اور ساری رسمین جو ہندوون مین مقرر ہین جیسے آگ کا جلانا سب بجا لایا اور اُسکے مکان سے
دولتخانہ تک بہت سا روپیہ نوچھاور کیا گیا اور راجہ بھگوانداس نے کئی طویلے گھوڑے اور سو ہاتھی اور بہت سے غلام
اور خوبصورت حبشی اور ہندی اور چرکسی اور طرح طرح کے مرصع آلات اور جواہر اور سونے اور چاندی کے
برتن اور طرح طرح کے اسباب جو حد شمار سے خارج تھے جہیز مین دیے اور سارے امیرون کو جو اس جلسہ مین
شریک تھے موافق حیثیت کے گھوڑے عراقی اور تازی اور ترکی مع زین طلائی وغیرہ کے عطا کیے
پنجشنبہ کے روز بیسوین ربیع الاول سنہ ۹۹۱ نوسو اکیانوے کو نوروز شروع ہوا مرزا نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ
مین جو سال سال کی ترتیب سے لکھی ہے لکھا ہے کہ اس نوروز سے اکبر کے جلوس کو انتیسوان برس شروع ہوا اغلب
دوسرا قران اکبر کے جلوس کو پچیسوین ربیع الاول سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے مین جب اکبر اٹک بنارس مین تھا شروع
ہوا ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ مذکور ہوگا اور غلطی کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ شمسی اور قمری مہینون کے تفاوت
سبب سے ہر قرن مین ایک برس کا فرق ہوجاتا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ناچار مین نے بھی مرزا کی
متابعت کی اب اسکی صحت اور غیر صحت اُسکے ذمہ ہے اور علاوہ اسکے ایک یہ بات ہے کہ مرزا ان
دنون مین گجرات مین تھا نہ اکبر کے لشکر مین الغرض اس مرتبہ بھی بدستور سابق جشن عالی مرتب ہوا اور
دوکانون کی آئینہ بندی ہوئی سب امیرون نے موافق اپنی لیاقت کے ایک ایک دن اپنے اپنے گھر اکبر کی مع
متعلقون کے مہمانی کی یہان تک کہ سب اہل طرف اور دوکاندارون کے لیے بھی عطریات اور طعام تحفین کی مہمانی سے

ہوتا تھا اب پنجہزاری سے احدی تک ہر شخص نے بموجب حکم کے اپنی حیثیت کے موافق نذر پیش کی چنانچہ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجبور ہوکر مین نے بھی چالیس روپیہ پیش کیے قبول بھی ہوگئے اس جشن مین اکبر نے بڑے شاہزادہ کو دوازدہ ہزاری کا اور دوسرے کو نہ ہزاری کا اور تیسرے کو ہفت ہزاری کا منصب عطا کیا اور وہ فراش خانہ اور سب اسباب سلطنت ہر ایک کے لیے جدا کردیا میر مرتضیٰ اور خداوند خان امرائے دکن نے ولایت برار سے احمد نگر مین جو دارالسلطنت نظام الملک کا ہی جاکر نظام الملک کے وزیر صلابت خان سے مقابلہ کرکے شکست پائی اور وہان سے بھاگ کر راجہ علی خان کے پاس برہان پور مین آئے راجہ علی خان نے سارے انکے ہاتھی گھوڑے لوٹ لیے اور اسمین سے ڈیڑھ سو ہاتھی اپنے بیٹے ابراہیم خان کے ہمراہ اول دربار مین بھیجدیے اور باقی گھوڑے اپنے ساتھ لیکر نوروز کے جشن مین ملازمت مین حاضر ہوا اور اکبر کو دکن کی تسخیر کی ترغیب دی چنانچہ اکبر نے شاہ فتح اللہ کو جسکا نام اسکے بعد میر فتح اللہ اور خطاب عضد الدولہ ہوگیا پانچ ہزار روپیہ اور گھوڑا اور خلعت عنایت کرکے اور تمام ہندوستان کا صدر مقرر کرکے دکن کی طرف نامزد کیا تاکہ خان اعظم اور شہاب الدین احمد خان وغیرہ امرا کو اپنے ساتھ لیکر اس مہم کا سامان کرے اسنے کمالائے شیرازی ایک نوکر کو صدارت کے کام کے لیے اپنا نائب چھوڑا اسی سال کے ماہ رجب مین کابل سے یہ خبر آئی کہ مرزا سلیمان جو بدخشان سے شکست پاکر کابل مین مرزا محمد حکیم کے پاس آگیا تھا اور وہان اسنے ایک موضع اسالو نام پر قناعت کی تھی حسب اتفاق اسکو کوئی ایسا موقع مل گیا کہ پھر اسنے بدخشان کی سرحد پر اوزبکون سے مقابلہ کرکے فتح پائی اور اس گروہ کے بہت سے لوگون کو قتل کرکے اور بیضون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور اس ملک پر دوبارہ قابض ہوگیا اسی سال کے ماہ شعبان مین خانخانان حسب الحکم گجرات سے فتح پور مین آیا مظفر نے گجرات مین دوبارہ سرکشی کی اور چونکہ اسکو امین خان غوری حاکم جونہ گڈھ سے بہت بغض تھا اسلیے اسنے جونہ گڈھ کے قلعہ کا محاصرہ کیا فلیج خان احمد آباد مین آیا اور نظام الدین احمد نے اس طرف کے سب امیرون کو اکٹھا کرکے مظفر پر حملہ کیا چنانچہ مظفر وہان سے بھاگ کر ولایت کچھ کو چلا گیا انھین دنون مین نظام الدین احمد نے مصنف صاحب کے نام گجرات سے ایک خط لکھا اسکا مضمون یہ تھا کہ خانخانان نے رخصت ہوتے وقت وعدہ کیا ہے کہ مین اس مرتبہ ملا آکر دادا مرد ہی اور ملا عبد القادر کو اکبر سے اجازت لیکر اپنے ہمراہ لاونگا اسلیے تمکو چاہیے کہ انکے ساتھ آکر چند روز اس ملک کی بھی سیر کرو مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے خانخانان سے ایک مرتبہ کتب خانہ مین جو فتح پور مین ایک دیوانخانہ کتابون کے ترجمہ کرنے کا مکان تھا ملاقات کی اور وہ پھر بہت جلد گجرات کی

رخصت ہوگیا اور سوا سے اسکے کابل کی طرف روانہ ہوئی اس سبب سے یہ قصد میر ملتوی ہوا خانخانان نے
کرہی سے دس کوس پر پہونچکر یہ قصد کیا کہ سروہی اور جالور پر قبضہ کرلے اُدھر سے نظام الدین احمد اور
سید ہاشم بارہہ بھی اُسکے آکر شریک ہوگئے سروہی کے راجہ نے بہت سی پیشکش دیکر ملازمت حاصل کی اور
غزنی خان جالوری والے نے اگرچہ اس مرتبہ آکر ملاقات کی لیکن چونکہ خانخان دربار کو جاتا تھا اُس وقت اُس سے
بعضی حرکتین نامناسب واقع ہوئی تھین اس سبب سے خانخانان نے اُسکو قید کرکے احمد آباد پہونچوادیا اور
جالور کو اُس سے نکال کر اپنی فوج وہان چھوڑی سید محمود بارہہ کا پوتا سید جمال الدین نامے کئی برس سے
ایک یمین نامے رنڈی پر عاشق ہوکر دربار سے بھاگ گیا تھا اور پہاڑون مین اُسنے بڑی جمعیت اکٹھی کرلی تھی اور
وہان کے پرگنون مین لوٹ مار کرتا تھا اور چند روز کے بعد پہاڑون سے اُتر کر اُسنے پٹن گجرات مین اپنے چچا
سید قاسم کے پاس پناہ لی تھی اب خانخانان نے اکبر کے حکم کے بموجب اُسکو بلاکر مع غزنی خان کے لاہور مین قید
کرکے بھیجدیا تھوڑے دنون کے بعد میان محمد و فاخر انچی مرحوم کی بیٹی کے ساتھ غزنی خان کا نکاح کیا اور میان
فتح اللہ شیروانی اُسکے سالے کی خاطر سے پھر اُسکو اپنی ملازمت مین رکھ لیا اور سید جمال الدین کو قماس مین سولی پر چڑھا کر بہت سے
تیر مارے انھین دنون مین مان سنگھ اور خواجہ شمس الدین کی اٹک بنارس سے عرضی آئی اُسکا یہ مضمون تھا
کہ آج کل مرزا محمد حکیم بہت بیمار ہے اور فریدون نے پشاور سے ایک بڑا قافلہ لیکر کابل کا ارادہ کیا تھا
راستہ مین جب درہ خیبر مین پہونچا تو درویش ملحد کے بیٹے سے جو ایک ہندوستانی آدمی ہے مقابلہ ہوا اور شکست
کھاکر پھر پشاور کو واپس آیا اتفاقاً وہان کے قلعہ مین آگ لگ گئی اور سوداگرون کا اسقدر اسباب جل گیا جو ہزار
اونٹون پر لادا جاتا فریدون خان اُس آگ کے صدمہ سے بھاگ کر دوسرے راستہ سے کابل کی طرف متوجہ ہوا
اور چونکہ اُسنے راہ مین پانی بہت کم ملا اس سبب سے ستر آدمی پیاس کے مارے گئے اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ
عبداللہ خان نے پھر مرزا سلیمان پر بہت سا لشکر بھیجا اور اُسپر فتح پاکر پھر بدخشان سے نکال دیا اور اُس ملک پر اپنا
قبضہ کرلیا مرزا سلیمان وہان سے بھاگ کر کابل کی طرف متوجہ ہوا انھین دنون مین کابل سے یہ خبر آئی کہ مرزا محمد حکیم
بسبب کثرت شراب کے سخت بیمار ہوگیا تھا اور طرح طرح کے امراض متضادہ عارض ہوے تھے اور رعشہ بھی
پیدا ہوگیا تھا بارھوین شعبان ۹۸۳ نوسو ترانوے کو ملک آخرت کی طرف سفر کرگیا میسری رمضان کو یہ خبر
وحشت اثر اکبر کو پہونچی تب اُسکو غزنی اور کابل کی محافظت کا بڑا اندیشہ ہوا اول اُسکی یہ رائے تھی کہ مرزا
ملک مرزا محمد حکیم کے بیٹون ہی کے پاس رکھے مگر امیرون نے عرض کیا کہ وہ لڑکے بہت چھوٹے ہین ملک کے بندوبست

قابل نہین اسلیے اکبر نے خانخانان کو فرمان لکھکر بہت جلد گجرات کی طرف نامزد کیا اور عضد الدولہ کو جو مع
خان اعظم اور شہاب الدین احمد خان کے تسخیر دکن کے لیے مامور تھے مالوہ مین بھیجدیا اور اسی مہینہ کی دسوین
تاریخ پنجاب کی طرف خود کوچ کرکے عید کا چاند دہلی مین دیکھا پانی پت کی منزل سے میر ابوالبقا بخاری کو نواحی
لکھنؤ مین جاگیر دیکر رخصت کیا اسی مہینہ کی انتیسوین تاریخ کو ستلج کے کنارہ پہونچا انھین دنون مین ایک
ہفتہ کے فاصلہ سے شیخ جمال بختیاری نے لدھیانہ مین اور خواجہ اسمٰعیل خبر رہ شیخ اسلام نے جوڑا خوبصورت آدمی
تھا تھانیسر مین انتقال کیا اور بطور تعمیہ کے اسکی وفات کی یہ تاریخ ہی ع رفت دریاغ گل باغ جہان
سیالکوٹ سے تین کوس پر ملا اور امروہی کا انتقال ہوا پھر اکبر نے نواحی لاہور سے صادق خان کو حکومت بکر
نامزد کیا اور ستر ھوین ذی قعدہ کو چناب کے کنارہ منزل ہوئی اسی منزل مین شیخ عبدالرحیم لکھنوی نے جو میر ابوالبقا
اور شیخ محمد بخاری کا مصاحب تھا اور خان زمان کے پاس سے آکر امیری کے درجہ پر پہونچا تھا اور دامن کوہ پر اُسکی
اُسکی جاگیر مین تھا بسبب جوش جنون کے حکیم ابوالفتح کے خیمہ مین اپنے ہاتھ سے اپنے بدن مین خنجر مار لیا اکبر نے اُسکے
زخم کو اپنے ہاتھ سے باندھ کر حکم کیا کہ سیالکوٹ مین اُسکی محافظت کرین محافظت کرین تھوڑے دنون کے بعد اُسکو
صحت ہوگئی مگر وہ جنون اُسکا اُسی طرح باقی رہا اسی مہینہ کی ستائیسوین تاریخ بہت ندی سے عبور ہوا اور اسی منزل
مین محمد علی خزانچی نے جو کابل کی طرف متعین تھا آکر عرض کیا کہ مرزا محمد حکیم کے انتقال کے بعد فریدون خان نے اور کبقباد
اور افراسیاب مرزا کے بیٹون نے جنکو بسبب صغر سن کے مہمات ملکی مین کچھ دخل نہین وہان کے امیرون کے
اتہام سے مان سنگھ سے آکر ملاقات کی اور مان سنگھ نے اپنے بیٹے کو مع خواجہ شمس الدین خوافی کے کابل مین
چھوڑا اور وہان کے سارے آدمیون کی تسلی اور دلاسا کرکے خود ملازمت مین آتا ہی ذی الحجہ کی پانچوین تاریخ
راولپنڈی مین منزل ہوئی اسی جگہ مان سنگھ مرزا محمد حکیم کے بیٹون اور نوکرون کو لیکر حاضر ہوا اکبر نے ہر شخص پر
موافق اُسکی حیثیت کے عنایت کی اور مدد خرچ کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کیا نواحی اٹک بنارس سے اکبر نے مرزا
شاہرخ اور راجہ بھگونت داس اور شاہ قلی خان محرم کو مع پانچ ہزار سوارون کے ولایت کشمیر کی تسخیر کے لیے
رخصت کیا اُسی دن اسمٰعیل قلی خان اور رائے سنگھ درباری کو بلوچون پر اور زین خان کوکہ کو سواد اور بجور کے
پٹھانون پر نامزد کیا گیارھوین محرم ۹۷۳ھ نوسو چوہترانوے کو اٹک بنارس مین منزل ہوئی اس زمانہ سے
پچیس برس پہلے ایک ہندوستانی سپاہی نے پیر روشنائی اپنا نام رکھکے وہان کے اکثر پٹھانون اور احمقون کو
مرید کر لیا تھا اور بیدینی اور گمراہی کے مذہب کو رواج دیا تھا اور خیر البیان نام ایک کتاب تصنیف کی تھی

اسمین اپنے فاسد عقیدہ بیان کیے تھے پھر چند روز کے بعد اُسکا انتقال ہوگیا تھا اور جس زمانہ مین اکبر ۹۸۰ نوسو نواسی مین کابل سے مراجعت کیے ہوے آتا تھا اُسکا بیٹا جلالہ نامے جسکی عمر چودہ برس کی تھی ملازمت مین حاضر ہوا اکبر نے اُسکو بڑی مہربانی کرکے اپنی بخششون سے سرفراز کیا لیکن چونکہ اُسکی ذات مین جبلی شرارت تھی اِس سبب سے پٹھانون کے ملک مین جاکر اُسنے رہزنی شروع کی اور بہت سے لوگون کو اپنے ساتھ متفق کرکے ہندوستان اور کابل کا راستہ بند کردیا اکبر نے اُسکے بندوبست کے لیے کابل کو مان سنگھ کی جاگیر مین مقرر کیا تاکہ اُن مفسدون کا بخوبی انتظام کرے اِسی سال کے ماہ صفر مین سعید خان کھکر اور راجہ بیربر اور شیخ فیضی اور فتح اللہ شربتی وغیرہ امیرون کو زین خان کی مدد کے لیے رخصت کیا اور چند روز کے بعد حکیم ابوالفتح وغیرہ ایک جماعت کو بھی اُنکے پیچھے روانہ کیا چنانچہ یہ لشکر زین خان سے جا ملے اور پٹھانون کے تمام ملک کو تاراج کرکے اُنکے زن و فرزند کے قید کرنے مین کوئی کمی نہ کی جب کراکرنامے ایک پہاڑ کی گھاٹی مین پہونچے تو بیربر کو آکر ایک شخص نے خبر دی کہ آج کی رات پٹھان شبخون کا ارادہ رکھتے ہین اگر اِس تنگ گھاٹی سے جسکا عرض تین چار کوس سے زیادہ نہین ہے نکل جاؤ تو بہتر ہے اُس وقت دن قریب زوال کے تھا بیربر نے فوراً بغیر اِسکے کہ زین خان سے مشورہ کرے وہان سے کوچ کردیا سارا لشکر اُسکے پیچھے ہولیا شام کے وقت اُس تنگ گھاٹی مین سے گذرتے تھے پٹھانون نے پہاڑون کے اوپر جمع ہوکر تیرون اور پتھرون کا مینھہ برسانا شروع کیا چونکہ راستہ بہت تنگ تھا اور تاریکی کے سبب سے نظر کچھ نہ آتا تھا اُس کشمکش مین لوگ مضطرب ہوکر اِدھر اُدھر گڑھون مین گرنے لگے کسی کو کسی کی خبر نہ ملی غرض اِس لشکر پر بھی شکست آئی اور آٹھ ہزار آدمیون سے زیادہ ضائع ہوے اور بیربر بھی جو اپنی جان کے خوف سے بھاگا پھرتا تھا مارا گیا اور سوائے اُسکے بہت سے سردار مثل خزن خان بخشی اور خواجہ عرب بخشی خان جہانی اور ملا شیری شاعر وغیرہ کے ہلاک ہوے اور قید اِسقدر ہوے کہ قید شمار سے باہر ہے خواجہ عرب کی شہادت کی یہ تاریخ ہے مگر ایک عدد اِسمین کم ہے ۹۸۰ از خواجہ عرب حیف حکیم ابوالفتح اور زین خان اِسی سال کی پانچوین ربیع الاول کو شکست پاکر اور بڑی خواری اُٹھاکر اٹک کے قلعہ مین پہونچے اور چونکہ اکبر کو یہ گمان تھا کہ اِنھون نے نفاق کی وجہ سے بیربر کو ہلاک کرادیا اِس سبب سے اِن لوگون پر بڑا عتاب ہوا مدت تک دربار سے مردود اور کورنش سے محروم رہے چند روز کے بعد وہی مرتبہ بلکہ اُس سے بھی زیادہ حاصل ہوگیا امیرون مین سے کسی کے مرنے کا اکبر کو اتنا رنج نہین ہوا جتنا بیربر کا غم ہوا کہتا تھا کہ افسوس اُسکے جسم کو بھی تو نہ لائے کہ آگ اُس تک پہونچتی پھر اپنے دل کو یون سمجھاتا تھا کہ وہ تو سب قیدون سے آزاد اور محض مجرد تھا یہی آفتاب کی گرمی اُسکے پاک کرنے کو کافی ہے بلکہ

وہ ایسا پاک ہی کہ اُسکے پاک کرنے کی اور ضرورت بھی نہین پھر یہ خبر آئی کہ پٹھان اٹک پر چڑھ آتے ہین اسلیے اکبر نے دوسرے دن شاہزادہ سلطان مراد کو سندھ ساگر ندی اُتار کر راجہ ٹوڈرمل کے ہمراہ مفسدون کے دفع کرنے کے لیے متعین کیا پھر بعد کو شاہزادہ کو بلا لیا اور فقط راجہ اُس خدمت پر متعین ہوا اور اُسنے کوہستان مین جا کر بہت سے قلعہ بنائے اُس طرف سے مان سنگھ جو پیر روشنائی کے بیٹے پر نامزد ہوا تھا اُسنے وہان بہت مفسدون کو قتل اور قید کیا اِس اثنا مین یہ خبر آئی کہ میر قریش ایلچی عبداللہ خان کا صلح نامہ کے اور نظر بی اوزبک حاکم بلخ مع اپنے تینون بیٹون کے خان مذکور سے رنجیدہ ہو کر ملازمت کا ارادہ رکھتے ہین اکبر نے شیخ فرید بخشی اور احدیون کی جماعت کو اُس قافلہ کے استقبال کے لیے بھیجا اور اِس گروہ نے مدد کر کے انکو وخیر سے نکالا روشنائیون نے راستہ روک کر مقابلہ کیا آخر شکست پائی اِس سال مین پچیسوین ربیع الاول کو نوروز اور اکبر کے جلوس کو انتیسوان سال اور بطور نظامی بتیسوان برس شروع ہوا اٹک کے دیوانخانہ مین بڑی آرایش کی میر قریش کو اُس دن کورنش کی اجازت ملی مان سنگھ بھی اُسی جشن مین ملازمت مین حاضر ہوا شیخ فیضی نے ایک قصیدہ تہنیت مین کہا جسکا مطلع یہ ہی

ع فرخندہ باد یارب بر ملکت ستانی ۔ ازمبد خلافت تاریخ قرن ثانی ۔ مرزا شاہرخ اور راجہ بھگوانداس اور شاہ قلی خان محرم سرحد کشمیر پر پھولباس کی گھاٹی مین پہونچے اور اُنھون نے زین خان کی شکست کی خبر سُنی تو صلح مین مصلحت سمجھکر یوسف خان حاکم کشمیر سے آشتی کر لی اور زعفران ارار اور محاصل سال اول دار الضرب کو خالصہ سے منسوب کیا اور وہان بہت سے عامل اپنے مقرر کیے اور یوسف خان کو اپنے ساتھ لیکر ملازمت مین آئے اکبر کو یہ صلح پسند نہوئی اسلیے سب امیر دربار سے محروم رہے پھر شرف آفتاب کے دن سب کو بلا کر کورنش کی اجازت دی اِنھین دنون مین عبداللہ خان کے ایلچی اور نظر بی نے مع اپنے بیٹون کے ملازمت حاصل کی اکبر نے چار لاکھ تنکہ جو پانسو تومان عراق کے برابر ہوتے ہین نظر بی کو انعام مین دیے جو پچیسوین ربیع الثانی سنہ ۹۹۴ نوسو چورانوے کو اکبر نے اٹک سے لاہور کا ارادہ کیا اور بہت کے کنارہ سے اسمعیل قلی خان کو بجانب مان سنگھ کے پٹھانون کے مقابلہ کو اور مان سنگھ کو حکومت کابل کے لیے متعین کیا اور سید حامد بخاری کو اسمعیل قلی خان کی مدد کے لیے اور اُس طرف کے راستہ صاف کرنے کے لیے پشاور کو روانہ کیا ستر ھوین جمادی الثانی کو لاہور مین منزل ہوئی اِنھین دنون مین عرب بہادر تواجی بہرام مین حکیم ابوالفتح کے نوکرون سے مقابلہ کر کے مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ اپنی موت سے مرگیا اُسکا سر کاٹ کر لائے اور قلعہ لاہور مین اکبر کے سامنے پیش کیا انیسوین جب کو راے سنگھ بھٹی کی دختر کے ساتھ شاہزادہ سلطان سلیم کا نکاح کیا ابتداے شعبان مین محمد قاسم خان میر بحر اور فتح خان قبلباش وغیرہ امیرون کو

کشمیر کی تسخیر کے لیے رخصت کیا یوسف خان کو اکبر نے قید کرکے قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا راجہ بھگوانداس جو اسکو عمدہ
پیمان کرکے لایا تھا ندامت کے سبب سے اپنے بدن میں جدھر مار کر مر گیا جب امرائے بادشاہی کشمیر کی گھاٹی میں
پہونچے تو یعقوب خان ولد یوسف خان جو اول اکبر کے دربار میں منجملہ خواصوں کے تھا اور مظفر گجراتی کی طرح سے چالیس
روپیہ ہواری پاتا تھا پھر یہاں سے بھاگ کر کشمیر کو چلا گیا تھا اور بسبب تعصب فرض کے اُسنے وہاں کے قاضی کو جو
سُنّی مذہب تھا اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور بڑے فساد کی بنیاد ڈال کر اور سب باپ کے نوکروں کو متفق کرکے پہاڑ کی
گھاٹیوں کا بندوبست کرکے مقابلہ پر آمادہ ہوا لیکن چونکہ وہ بدسلوک اور بدمعاش تھا اسلیے کچھ لوگ اُس سے
جدا ہوکر محمد قاسم خان سے آن ملے اور کچھ لوگوں نے سری نگر میں جو وہان کا دارالسلطنت ہے مخالفت کی یعقوب خان
دارالسلطنت کے فتنہ کو مقدم سمجھکر شہر کی طرف متوجہ ہوا تب بادشاہی فوج بے تکلف کشمیر کے ملک میں داخل ہوئی
آخر یعقوب خان مقابلہ کی تاب نہ لاکر بھاگ کر کوہستان میں پناہ لے گیا اور ولایت کشمیر بالکل اُنکے قبضہ میں آئی
یعقوب نے پھر کچھ جمعیت اکٹھی کرکے قاسم خان کا مقابلہ کیا آخر پھر شکست کھاکر بھاگ گیا پھر اُسنے ایک مرتبہ
شبخون کیا لیکن کچھ فائدہ نہوا سید علی خان اُس لڑائی میں مارا گیا جب یعقوب کو پہاڑ کی گھاٹیوں میں گھیر لیا
اور قریب تھا کہ گرفتار کرلیں تب اُسنے عاجزی سے پیش آکر قاسم خان سے ملاقات کی قاسم خان اُسکو
ہمراہ لیکر اکبر کی ملازمت میں آیا اور آخر اکبر نے اُسکو بہار میں راجہ مان سنگھ کے پاس جہاں اُسکے باپ کو
پہلے بھیج چکا تھا روانہ کیا یوسف اور یعقوب دونوں قید خانہ میں علت مالیخولیا میں مبتلا ہوکر مرگئے اکبر نے ۱۰۰۱ھ میں
رمضان کو میر قریش ایلچی کو ہمراہ حکیم ہمام برادر حکیم ابوالفتح اور میر صدر جہان مفتی کے عبداللہ خان کے باپ
سکندر خان کی عزا پرسی کے لیے ماوراءالنہر کی طرف روانہ کیا اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ اور بہت سے تحفہ ہندوستان کے
محمد علی خزانچی کے ہاتھ سوغات میں بھیجے انھیں دنوں میں روشنائیوں نے بیس ہزار پیادہ اور پانچ ہزار سوار
ساتھ لیکر سید بخاری پر حملہ کیا سید مذکور اپنے آدمیوں کو مقابل ہوا پشاور میں لڑائی ہوئی آخر
سید حاکم ہار گیا پھر اکبر نے زین خان کوکہ اور شاہ علی خان محرم اور شیخ فرید بخشی کو اُسکا انتقام لینے کے لیے
روانہ کیا اور مان سنگھ نے کابل سے بہت سا لشکر لیکر درۂ خیبر میں آکر اُنسے مقابلہ کیا بڑی شکست دی دوسرے
دن روشنائیوں نے بڑا ہجوم کرکے اُسپر حملہ کیا تمام رات اور دن بڑی لڑائی رہی اُسی وقت میں مان سنگھ کا
بھائی مادھو سنگھ بڑی فوج اپنے ساتھ لیکر اُسکی مدد کے لیے آیا تب پٹھان مقابلہ سے بھاگے اور قریب ہزار
آدمیوں کے اُنمیں سے مارے گئے انھیں دنوں میں مرزا سلیمان بدخشان میں اوزبکوں سے لڑکر مارا گیا

مغلوب ہوا آخر کابل ہو کر درۂ خیبر مین مان سنگھ کے پاس آیا اور وہان سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا اور بارہ لاکھ روپیہ
۹۹۵ سنہ نوسو پچانوے مین اُسنے لاہور مین آکر اکبر کی ملازمت حاصل کی عجیب اتفاقات سے ایک یہ ہی کہ جب شاہ مرزا نے
شکست کھائی تھی تو اُسکے بیٹے محمد زمان مرزا کو جسکی عمر بارہ برس کی تھی اوزبکون نے قید کر لیا اور عبداللہ خان نے
اُسکو اپنے پیر و مرشد خواجہ کلان نقشبندی کے جو خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین سے تھے سپرد کیا تاکہ اوقیدیون کے
ساتھ اسکو بھی قتل کر دین مگر اُنھون نے اُس لڑکے کے بدلے کسی اور قیدی کو قتل کر کے اُسکو چھوڑ دیا اور اِن دنون مین
جو مرزا سلیمان اکبر کی درگاہ مین آیا وہ بھی اپنی وضع بدلے ہوے ماوراء النہر کے ساتھ آکر شرف ملازمت سے مفتخر ہوا
اور ایک ہزار اشرفیان اکبر نے اُسکو انعام مین عنایت کین پھر یہان سے وہ حج کو گیا اور وہان سے پھر مدخشان
مین آکر بہت جمعیت اکٹھی کی اور اوزبکون کو کئی بار مقابلہ کر کے شکست دی آخر وہان کے پہاڑون پر اُسنے قبضہ کر کے
تمغہ کو نکال دیا اکبر نے لاہور سے دو ہزار اشرفیان اور بہت سی کمانین اور بندوقین اُسکے لیے سوغات مین بھیجین
کئی برس اُسنے اوزبکون کا مقابلہ کیا آخر شکست پا کر پھر لاہور مین آیا باقی حال اُسکا انشاء اللہ تعالی آیندہ
مذکور ہوگا گیارھوین الٰہی سنہ ۹۹۵ نوسو پچانوے کو نوروز سلطانی کا جلسہ اور جلوس اکبری کو بتیسوان برس
اور بقول مرزا کے تینتیسوان برس شروع ہوا اور بدستور سابق پھر بڑی دھوم دھام کے جشن مرتب ہوے اور بہت سے
ضابطے نئے ایجاد کیے اُنمین سے ایک یہ کہ ایک عورت سے زیادہ کوئی نکاح نہ کر سکے مگر اُس صورت مین کہ وہ بانجھ
ہووے خدا ایک ہے اور بی بی بھی ایک ہے اور جب عورت کی عمر بہت ہو جاوے اور اُسکا حیض منقطع ہو جاوے
تو وہ نکاح نہ کر سکے اور بیوہ عورتین اگر نکاح کرنا چاہین تو اُنکا کوئی مانع نہوا اور جو ہندوون کی لڑکی کوواری
مر گئی ہو وہ آگ مین نہ جلائی جاوے اور جب وہ لوگ جو خاص اکبر کے مرید ہوون باہم ملاقات کرین تو ایک
اُنمین سے اللہ اکبر کہے دوسرا جل جلالہٗ اور یہی گویا بجاے سلام اور بجاے جواب سلام کے تھا اور ہندی
مہینہ کا حساب اٹھائیسوین تاریخ سے شروع ہو اور تیرھوین تاریخ سے جو راجہ بکرماجیت کا نکالا ہوا ہے
موقوف ہو جاوے اور ہندوون کے تیوہار بھی اسی حساب سے ہوا کرین مگر یہ امر جاری نہوا ہر چند اکبر نے اس بات مین
۹۹۶ سنہ نوسو چھیانوے مین بھی فتح پور سے فرمان بھیجے تھے اور یہ بھی حکم دیا کہ رذیل لوگ شہرون مین علم پڑھنے سے
محروم رہین کیونکہ سارے فساد اُنھین لوگون سے اُٹھتے ہین اور ایک حکم یہ جاری ہوا کہ ہندوون کے
معاملات برہمن فیصل کیا کرے نہ قاضی مسلمان اور اگر قسم کی ضرورت پڑے تو لوہا گرم کر کے منکر کے ہاتھ پر
رکھین اگر جل گیا تو جھوٹا ہے اور نہ جلا تو سچا ہے یا کھولتے ہوے روغن مین اُسکا ہاتھ ڈالدین یا یہ کہ جتنی دیر مین

ایک تیر پھینکین اور اُسکو اُٹھالاوین اتنی دیر تک وہ پانی مین غوطہ لگائے رہے اگر اتنی دیر سے پہلے اُسنے
سر اُٹھالیا تو وہ جھوٹا ہی اور ایک حکم یہ جاری ہوا کہ دفن کرتے وقت مردون کا سر مشرق کی طرف اور پانون
مغرب کی طرف کیا کرین اور اپنا سونا بھی اکبر نے اسی ہیئت سے مقرر کیا اسی سال مین اکبر نے عبد المطلب خان کو
ایک جماعت کے ساتھ پیر روشنائی کے بیٹے جلالہ کی تنبیہ کے لیے بھیجا چنانچہ اُسنے وہان جاکر اسقدر مفسدون کو
قتل کیا کہ جنکا شمار نہین ہوسکتا تھا اور زین خان کے لشکر کے جو لوگ قید ہوگئے تھے اُنمین سے ایک ایک کے بدلے
بہت بہت سی اُنکی عورتین اور مرد قید کر لیے اسی سال مین راجہ بھگوانداس کی دختر کے بطن سے شاہزادہ سلطان سلیم
کا بیٹا سلطان خسرو پیدا ہوا اکبر نے اُسکی بہت خوشی کی اس سال کی عجیب باتون مین سے ایک یہ ہی کہ جب
ہندوون نے دیکھا کہ بیربر کی مفارقت کا اکبر کو بڑا صدمہ ہی اُسکے دوبارہ زندہ ہونے کی خبر بن اُڑا دی
اور یہ مشہور کیا کہ لوگون نے دیکھا ہی کہ بیربر نگرکوٹ کے پہاڑون مین جوگیون اور سنیاسیون کے ساتھ سیر
کرتا تھا اکبر کو بھی اس باتون کا یقین ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ چونکہ وہ تعلقات دنیوی سے آزاد تھا اس سبب سے
عجب نہین جو اُسنے فقیری کا لباس اختیار کیا ہو اور یوسف زیون کی لڑائی کی شدت سے یہان آنا ہو
درباری لوگ ہر روز اسی قسم کی خبرین اُڑا دیتے تھے چنانچہ اکبر نے کسی کو اس معاملہ کی تحقیق کے لیے نگرکوٹ کو
بھیجا تو یہ معلوم ہوا کہ یہ باتین بالکل خلاف تھین بعد ازان یہ سُنا کہ وہ کالنجر کے قلعہ مین جہان اُنکی جاگیر
تھی موجود ہی اور وہان کے عاملون نے اس مضمون کی ایک عرضی لکھی کہ تیل ملتے وقت ایک حجام نے جو اُسکے
حال سے واقف تھا اُسکے بدن پر علامتون کو پایا مین اور وہ پوشیدہ رہتا ہی تب اکبر نے بھی ایک فرمان
بھیجا وہان کے کروری نے جھوٹ موٹ ایک مسافر کو پکڑ کر بیربر فرض کر لیا تھا اور پھر یہ دھوکا چھپانے
کے لیے اُسکو قتل کرکے یہ لکھ بھیجا کہ بیشک بیربر یہان تھا لیکن اُسکو موت آگئی اور سعادت پائے بوسی سے
محروم رہا یہ سنکر اکبر نے اُسکا دوبارہ ماتم کیا اور وہان کے کروری وغیرہ کو بُلاکر مدت تک شکنجہ مین
رکھا کہ اُنھون نے اُسکو پہلے سے خبر کیون نہ کی اور اُن سے بہت سا روپیہ جرمانہ کا اس بہانہ سے وصول کیا
اسی سال مین صادق خان نے ولایت ٹھٹھہ پر جاکر قلعۂ سیہون کا محاصرہ کیا اور محمد باقی ترخان کے
پوتے مرزا جانی بیگ نے جو وہان کا حاکم تھا اپنے باپ دادون کے دستور کے موافق ایلچی مع بہت سے
تحفون کے دربار مین بھیجے چنانچہ اسی سال مین ذی قعدہ کی بیسویں تاریخ اکبر نے حکیم عین الملک کو اپنے ایلچیون کے
ساتھ مرزا جانی کے پاس بھیجا اور اُسکا ملک اُسی پر مقرر رکھا اور صادق خان کے نام فرمان صادر کیا

کہ آپ اُسکے مُلک سے تعرض نہ کرو ابتدائے ماہ ربیع الثانی مین اکبر نے مان سنگھ کو کابل سے بُلاکر زین خان کوکہ کو وہان متعین کیا اور اسی مہینہ کے آخر مین خانخانان مرزا خان مع شاہ فتح اللہ شیرازی عضد الدولہ کے گجرات سے لاہور مین آیا اور ستائیسوین رجب کو صادق خان بکھر سے آیا مجملاً احوال مظفر خان اور خانخانان کا یہ ہی کہ جب مظفر نادوت مین دوبارہ شکست کھاکر جیپانیر کے راستہ سے سورت کی طرف بھاگا تو اُسنے کونڈل مین جو جونہ گڈھ کے قلعہ سے پندرہ کوس ہی قرار پکڑا تین ہزار سوار متفرق پھر اُسکے پاس جمع ہوگئے پھر اُسنے ایک لاکھ محمودی اور کمر خنجر مرصع امین خان غوری حاکم سورت کو دیکر اپنے ساتھ متفق کرلیا اور اسی قدر روپیہ جام کو دیا جسکا ارادہ یہ تھا کہ احمد آباد کو تسخیر کرلے امین خان نے ازروے ہوشیاری و دُور اندیشی کے مظفر کو یہ پیغام بھیجا کہ تم جام کو لیکر روانہ ہو مین بھی پیچھے سے آتا ہون اور جام نے بھی یہ بہانہ کردیا کہ مین اپنے لشکر کا سر انجام کرتا ہون تم آگے بڑھو چنانچہ مظفر احمد آباد سے ساٹھ کوس ایک موضع مین پہونچکر امین خان غوری اور جام کا منتظر تھا یکایک خانخانان نے بہت سا لشکر ساتھ لیکر اُسپر حملہ کیا مظفر امین خان اور جام کی مدد سے مایوس ہوکر کوہستان کی طرف بھاگا اور دوارکا مین جاکر پناہ لی جام نے اپنے وکیل کو اور امین خان نے اپنے بیٹے کو شاہ ابوتراب کے وسیلہ سے خانخانان کے پاس بھیجا اور جام کے آدمی خانخانان کو کوہستان مین لے گئے وہان بہت غنیمت ہاتھ آئی مظفر نے ہزار سوارون کے ساتھ جو مغل اور کاٹھی اُسکے ننہال کی طرف کے لوگ تھے گجرات کی طرف بھاگا اور آنیہ نام ایک جگہ مین جو سابرمتی کے کنارہ کوسیون کے رہنے کی جگہ ہے اور وہان بلندی بہت ہی پیتی ہے پناہ لی خانخانان نے کچھ اپنے اسیر دور اندیشی کرکے اسی دن کے لیے وہان چھوڑے تھے چنانچہ اُنھون نے سید قاسم خان بارہہ کو اپنا سردار بناکر مقابلہ کیا وہان بھی مظفر نے شکست پائی اور اُسکے ہاتھی اور آفتاب گیر اور آفتاب پرست بادشاہ کی فوج نے لوٹ لیے اور اُسکے بہت سے عزیز و اقارب وہان مارے گئے اور وہ خود بھاگ کر کاٹھی وارہ کی طرف جو توابع سورت سے ہی چلا گیا پھر خانخانان نے بڑودہ سے لوٹ کر جام پر حملہ کیا جام نے بھی آٹھ ہزار سوار مقابلہ کے لیے جمع کیے مشہور ہی کہ اُسکے دو ہزار نوکر کھانا پینا چھوڑ کر مرنے پر آمادہ ہوکر آئے تھے جب دونون لشکر مین سات کوس کا فاصلہ رہا تو جام نے اپنے بیٹے کو مع تین ہاتھیون اٹھارہ کچھی گھوڑون کے جو شایہ عربی گھوڑون کے تھے اور سوائے اسکے اور بہت سے تحفہ دیکر خانخانان کے پاس بھیجا اور صلح کرلی اسی زمانہ مین خانخانان جب اطلاع پاکر کے اول فتح پور مین آیا مظفر نے اُسکے پیچھے کاٹھیون اور بعضے زمینداروں کی مدد سے قلعہ جونہ گڈھ کا محاصرہ کیا

قلیچ خان نے یہ سُنکر نظام الدین احمد و سید قاسم مارہہ وغیرہ امیرون کو احمد آباد سے سورت کی طرف بھیجا جب منظفر نے اُنکے مقابلہ کی تاب نہ پائی تو گجرات کو چلا گیا جسکا کہ پہلے مذکور ہو چکا ہے اور جب خانخانان سرسندی اور جالور اور سروہی کے رستہ سے احمد آباد مین جا پہونچا تو اکبر نے عضد الدولہ شاہ فتح اللہ کو باتفاق میر تمنی اور خداوند خان حاکم رادر اور اعظم خان اور شہاب الدین احمد خان اور رائے سین تمام اُمرائے مالوہ کے اُس طرف نامزد کیا اور وہان کے سب جاگیرداروں کے نام اِس مضمون کا فرمان لکھا کہ اعظم خان کو سردار بنا کر اول اُن کو دکنیون کے قبضہ سے نکال لو پھر سب متفق ہو کر احمد نگر کی طرف متوجہ ہو سب فوجین جا کر مندیہ مین جو دکن کی سرحد ہے جمع ہوئین اور باہم اُنمین نفاق پیدا ہو گیا اعظم خان نے شہاب الدین احمد خان سے یہ کینہ نکالا کہ اُسکے باپ قتل کا فتنہ شہاب الدین احمد خان کے اغوا سے برپا ہوا تھا چنانچہ اُسنے شہاب الدین احمد خان اور عضد الدولہ سے ہر مجلس مین سخت گفتگو کرنا شروع کی اور باوجود اُستادی کے عضد الدولہ کے ساتھ بہت سا تمسخر کیا کرتا تھا چنانچہ شہاب الدین احمد خان رائے سین کے پاس اُسکی جاگیر کے ملک مین چلا گیا اعظم خان نے اُسپر حملہ کیا اور قریب تھا کہ بڑی لڑائی خواجہ فتح اللہ بخشی وغیرہ فساد بڑھاتے مگر عضد الدولہ نے کوشش کر کے رفع شر کر دیا راجہ علی خان حاکم آسی اور برہان پور نے بادشاہی لشکر کی باہمی مخالفت کو غنیمت سمجھکر اور دکن کے لشکر کو اپنے ساتھ متفق کر کے مقابلہ کا ارادہ کیا عضد الدولہ نے اُسکو بہتیرا سمجھایا مگر اُسکے دل مین کچھ اثر نہ ہوا تب وہ وہان سے لوٹ کر گجرات مین آیا تاکہ خانخانان کو دکن کی تسخیر پر تعجیل دیکر اپنے ساتھ لیجاوے راجہ علی خان نے مع تمام لشکر دکن کے اعظم خان پر حملہ کیا وہ مقابلہ کی تاب نہ لاکر برار کی طرف بھاگا اور جب وہ وہان بھی نہ ٹھہر سکا تو شہر ایلچپور کو چلدیا اور اُسکو لوٹ کھسوٹ کر مندر بار مین پہونچا اور دکنی منزل بمنزل تعاقب کرتے چلے آتے تھے تب اعظم خان اپنے لشکر کو مندر بار مین چھوڑ کے تنہا طور پر تھوڑے آدمیون کے ساتھ خانخانان اپنے بہنوئی کے پاس مدد لینے کے لیے احمد آباد مین گیا خانخانان دو کوس تک اُسکے استقبال کے لیے آیا محمود آباد مین نظام الدین احمد کے مکان پر دونون کی ملاقات ہوئی اور یہ قرار پایا کہ اول خان اعظم مع خانخانان کے احمد آباد مین جا کر اپنی ہمشیرہ سے ملین پھر دونون متفق ہو کر دونون دکنیون کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوے اور نظام الدین احمد کو مع تمام امیرون کے جو اُس طرف نامزد ہوے تھے بڑودہ کو بھیجدیا اور یہ دونون سردار بھی اُنکے پیچھے سے روانہ ہوے اعظم خان نے بہت جلد مندر بار مین جا کر اپنے لشکر کا سامان کیا خانخانان بھروچ مین آیا اعظم خان نے اُسکو لکھا

کہ بارش کا موسم بہت قریب ہی اسلیے اسسال لڑائی کو موقوف رکھنا چاہیے پھر خانخانان نے بہروچ اور احمد آباد کا ارادہ کیا اور راجہ علی خان اور سب دکنی اپنے اپنے ملکوں کو لوٹ گئے جب پانچ مہینے اس قصہ کو گذرے تو خانخانان نے ایک عرضی اکبر کے حضور میں جب وہ اٹک بنارس میں تھا اس مضمون کی لکھی کہ حضور تسخیر بدخشان کا ارادہ رکھتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اس سفر میں ہمرکاب رہوں جب اکبر کا لشکر اٹک سے لاہور میں آیا ایک فرمان اسنے مضمون کا صادر ہوا کہ قلیچ خان اور نظام الدین احمد گجرات میں رہیں اور خانخانان ذرا میں چلا آوے چنانچہ خانخانان نے عندالدولہ کے دوبارہ ملازمت میں حاضر ہوا جیسا کہ پہلے مذکور ہوا پھر خانخانان کے پیچھے گجرات میں نظام الدین احمد نے بڑے بڑے کارنمایاں کیے جو تاریخ نظامی میں تفصیل مذکور ہیں اسی سال میں میرابوالفتح بخاری نے جنکی تعریف حد بیان سے باہر ہی در دقولنج کے عارضہ سے لکھنؤ میں انتقال کیا اسکی نعش کو وہیں لاکر اسکے باپ دادوں کے مقبرے میں دفن کیا میر مسعود میر کی وفات کی تاریخ ہے مصنف صاحب نے یہ چند شعر اسکے مرثیہ میں لکھے ہیں مرثیہ

جہانے دیدم از آسودگان یکسر سپید آنجا	بگورستان اور فرد عبورے کرد او عبرت
ازین سو فرقہ انبوہ و فزان سو ماندہ یک کس	کہ از وی حال پرسم یا نشان باشد نشان باشد
دران شہر خموشان از زبانداران من قصے	ز شہرستان گیتی رفتہ و گردیدہ مہمانش
ابوالفتح آنکہ گردون غوث خواند و قطب گیہانش	از انجملہ امیر پاک طینت بوتراب آئین
زہے شایستہ سیرت سید فرخندہ طلعتہم	کہ خلق مصطفے بودے عیان در روے خندانش
بجانانی کہ دہلی قبلۂ الا سلام بودازو	چہ شد آن قبلہ ازان اسلام یارب کعبہ سلمانش
چہ در پیش سیاہی بود خاک پیش پا یابم	کشید در چشم بخت خویش ازین گل صفہا نشانش
اگرچہ مشعل ربانی آمد نور ایمانش	پیاپش زندیل دل خود سوختم شمعے
بساط مرقد او ساختم نمناک از اشکے	اگرچہ ابر چمن گشت از باران غمزانش

اسی سال میں اکبر نے یہ حکم دیا کہ ہر قوم علوم عربیہ کا پڑھنا بالکل ترک کردے اور سوائے نجوم اور حساب اور طب اور فلسفہ کے کوئی شخص کچھ نہ پڑھے پھر کشن دفضل کی تاریخ ہوئی اسی سال کے ماہ شعبان میں مان سنگھ درگاہ میں حاضر ہوا اور اسی سال میں یہ خبر آئی کہ عبداللہ خان نے ہرات کو فتح کرکے علی قلی خان وہاں کے حاکم کو مع بہت سے ترکمانوں اور اہل شہر کے قتل کردیا شکست ہوئی اسکی تاریخ ہی محرم سنہ ۹۹۶ نوسو چھیانوے میں مان سنگھ حکومت بہار اور جاجی پور اور پٹنہ پر نامزد ہوا شب عاشورہ میں اکبر نے مان سنگھ اور خانخانان سے یارانہ کی گفتگو کرکے مذہبی باتوں میں امتحان لینا چاہا مان سنگھ نے بے تکلف عرض کیا کہ اگر مریدی سے جان نثاری مقصود ہی تو وہ میں اپنے ہاتھ پر رکھے ہوے ہوں امتحان کی کیا ضرورت ہی اور اگر مذہب میں

افسنگدہ ہو تو مین خود ہندو ہون اگر آپ فرمائین مسلمان ہو جاؤن تیسرا مذہب مین کوئی جانتا نہین عرض
بحث اتنی بات پر ٹل گئی زیادہ اکبر نے کاوش نہ کی پھر ماں سنگھ بنگالہ کو روانہ ہوا انھین دنون مین اکبر نے
محمد قاسم خان کو کشمیر سے بلا کر دہان کی حکومت مرزا یوسف خان رضوی مشہدی کے حوالہ کی بارھوین
صفر ۹۹۶ نو سو چھیانوے کو محمد صادق کو یوسف زئیون کے دفع کرنے کے لیے تعین کر کے
سیالکوٹ وغیرہ پرگنون کو جو مان سنگھ کی جاگیر مین تھے اُسکی جاگیر مین عنایت کیا اور اسمٰعیل قلی خان کو
سمجھ سے بلا کر گجرات مین قلیچ خان کا قائم مقام کر کے بھیجا اور قلیچ خان کو دربار مین طلب کر لیا اسی مہینہ مین
مرزا فولاد بیگ برلاس نے ملا احمد رافضی کو جو صحابہ کی نسبت ملعانیہ تبرا کہا کرتا تھا کسی بہانہ سے
آدھی رات کے وقت گھر سے بلا کر قتل کیا + زہے خنجر فولاد اسکی تاریخ ہے اور دوسری خوک سقری
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے حالت نزع مین اُسکا منھ دیکھا تھا بعینہ سور کی صورت تھی
اور جو دیکھتا تھا تعوذ باللہ پڑھتا تھا اکبر نے اُسکے عوض مین مرزا فولاد کو ہاتھی کے پانون سے
بندھوا کر لاہور مین پھرایا چنانچہ وہ شہادت کے درجہ کو پہونچا اول اکبر نے حکیم ابو الفتح کی معرفت اس سے
پوچھا تھا کہ تو نے تعصب مذہب کے سبب سے اُسکو قتل کیا اُسنے جواب دیا کہ اگر مجھکو تعصب مذہب
ہوتا تو کسی اور اُس سے بھی بڑے کو قتل کرتا حکیم نے یہی سخن اکبر سے عرض کر دیا تب اکبر نے کہا کہ یہ
سخت حرام زادہ ہے اسکو چھوڑنا اچھا نہین وگرنہ اُسکی مردانگی اور اہل حرم کی شفاعت کے سبب سے
اکبر کا ارادہ تھا کہ اُسکی جان بخشی کر دے مقتول قاتل سے تین چار روز کے بعد جہنم مین پہونچا مشہور ہے
کہ شیعون نے اُسکے غسل کے وقت بموجب قاعدہ اپنے مذہب کے ایک میخ اُسکی مقعد مین ٹھونک کر
دریا مین بہت سے غوطے دیے اُسکے دفن کے بعد شیخ فیضی اور شیخ ابو الفضل نے محافظ اُسکی
قبر پر مقرر کر دیے اور باوجود اُسکے جس سال اکبر کشمیر کو گیا اہل لاہور نے اُسکے جسم ناپاک کو
نکال کر آگ مین جلا دیا بائیسوین ربیع الثانی ۹۹۶ نو سو چھیانوے کو تحویل آفتاب برج حمل مین
واقع ہوئی اور تینتیسوان باجو تینتیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا جشن نوروز کی تقریب مین
دولتخانہ عام مین جہان اکیسو چودہ ایوان تھے عمدہ عمدہ فرش اور مصور پردون سے آرایش کر کے
طرح طرح کی زیب و زینت کی اس مرتبہ بھی بہت سے احکام مخالف شرع کے جاری ہوے شیوع معصیت
اسکی تاریخ ہے انھین دنون مین قلیچ خان گجرات سے آکر ملازمت مین حاضر ہوا اور طرح طرح کے

تحفے پیش کیے اکبر نے حکم دیا کہ باتفاق راجہ ٹوڈرمل کے دیوانخانہ مین بیٹھکر تمام مہمات مالی وملکی کا انتظام کیا کرے راجہ ٹوڈرمل اُس زمانہ مین بالکل مہبوت ہوگیا تھا اور اُنھین دنون مین ایک شب کو موقع پاکر ایک شخص نے اُسکے ناموں کا ایک زخم لگایا مگر کچھ اُسکا اثر نہوا ہی سال مین راجہ کابلیون جسکے باپ دادون نے کبھی کسی بادشاہ سے ملاقات نہ کی تھی کوہ سوالک سے آکر لاہور مین اکبر کی ملازمت سے مشرف ہوا اور بہت سے نادر تحفے پیشکش کیے منجملہ اُسکے کچھ پہاڑی گایون کی دُمین تھین اور ایک ہرن تھا جسمین سے مشک نکلتا تھا مگر وہ بسبب گرمی ہوا کے راستہ مین مرگیا مصنف صاحب کہتے ہین کہ مین نے اُسکو اپنی آنکھ سے دیکھا دو انگلے دانت اُسکے نکلے ہوے تھے بالکل لومڑی کی صورت تھی اور سینگون کی جگہ کچھ اُٹھا ہوا تھا نیچے کا دھڑ اُسکا چھپا ہوا تھا مشہور ہے کہ اُس پہاڑ مین پرند آدمی بھی ہوتے ہین اور اُڑا کرتے ہین اور اُس ملک مین آہون کے ایسے پیڑ ہوتے ہین جسمین ہمیشہ پھل آتے ہین واللہ اعلم اُنھین دنون مین حکیم عین الملک مع مرزا جانی کے پیچیدن کی ملازمت مین آیا اور بہت عمدہ عمدہ تحفے لایا اکبر نے اُسکو بڑی عنایتون سے سرفراز کیا ۹۷۹ھ نو سو ننانوے مین مصنف صاحب نے رامائن کا ترجمہ جو چار برس کے عرصہ مین لکھکر دوبارہ صاف کر لیا تھا پیش کیا اور اُسکے آخر مین یہ شعر لکھا تھا ؎ ماقصۂ یوسف و گم گشتیم ۔ بہ سلطان کہ رسانید بجانان کہ رسانید ؎ اکبر نے اُسکو بہت پسند کیا پوچھا اُسکے کس قدر جزو ہوگئے ہین مصنف صاحب نے جواب دیا کہ مسودہ کے ستر جزو تھے مگر اب جو صاف کیا گیا تو اکیسو مین جزو مین لکھا گیا پھر اکبر نے کہا کہ اُسکا دیباچہ بھی لکھنا چاہیے مگر چونکہ اُسکی چنداں ضرورت نہ تھی اور دیباچہ بے نعت کے لکھنا نہ تھا اسواسطے مصنف صاحب نے اِس امر کو ٹال دیا اُنھین دنون مین شیخ کمال نامے ایک بیابانی فقیر کو راوی ندی کے کنارہ سے لوگ لائے اور اُسکی یہ تعریف کی کہ یہ باتین کرتا کرتا یکایک دریا کے اِس کنارہ سے اُس کنارہ تک چلا جاتا ہے اور وہان سے اپنے مخاطب سے کہتا ہے کہ فلانے اپنے گھر کو جاؤ اکبر اُسکو خلوت مین دریا کے کنارہ لے گیا اور کہا کہ ہم اِس قسم کی کراماتون کے طالب ہین اگر تم ہمکو یہ خرق عادت دکھلاؤ تو یہ سارا ملک و مال سب تمھاری ملکیت ہے اور ہم بھی تمھارے غلام ہین مگر اُس سے کچھ بھی نہوسکا تب اکبر نے کہا کہ ہم تیرے ہاتھ پانون باندھکر قلعہ اوپر سے دریا مین ڈالے دیتے ہین اگر تو سلامت نکل گیا تو فبہا ورنہ جہنم مین پہونچیگا تب اُسنے اپنے پیٹ کی طرف کو اشارہ کرکے کہا کہ مین سارے مکر اپنی اِس دوزخ کے بھرنے کے لیے کرتا ہون اور اُسکا ایک بیٹا اُسی کے ہمشکل تھا اور یہ معمول تھا کہ نماز شام کے وقت باپ دریا کے اِس طرف باتین کرتے کرتے وضو کے بہانہ کسی غار مین چھپ رہتا تھا اِدھر اُسکا بیٹا دریا کے دوسری طرف سے مخاطب کا نام لیکر کہتا تھا کہ فلانی اپنے گھر کو جاؤ پھر اکبر نے اُسکو

قید کرکے نگرین بھیجدیا وہان بھی اُسنے کرامت کی شیخیان مارکر خانخانان اور دولت خان اُسکے وکیل کو اس سے بڑھکر بہت سی باتین دکھلائین چنانچہ ایک مرتبہ جمعہ کی رات کو ہاتھ اور پانون اور سر اور تمام اعضا اپنے اُسنے جدا کردیے اور پھر اچھا خاصہ ہوگیا دولت خان افغان جو خانخانان کا وکیل مطلق تھا یہ دیکھکر اُسکا مرید ہوگیا اور خانخانان بھی اُسکا دھوکا کھاکر اسی قدر معتقد ہوگیا اور ایک مرتبہ اُسنے خانخانان سے کہا کہ خضر علیہ السلام تمکو دعا دی ہے اور ایک سونے کی گنبد پانی مین مانگی ہے جب خانخانان نے وہ گنبد حوالہ کی تو اُسنے دھوکا دیکر اوسکے گنبد خانخانان کے سامنے دریا مین ڈالدی اور سونے کی گنبد خود اُوڑالی انھین دنون مین کسیکے دل مین یہ خیال آیا کہ رامائن کے ترجمہ کا صلہ مصنف صاحب کو دے چنانچہ اُسنے ایک دن حکیم ابو الفتح سے کہا کہ یہ شال خاص عبد القادر کو دے دو اور گھوڑا اور کچھ خرچ بھی اُسکو عنایت ہوگا اور شاہ فتح اللہ عضد الدولہ نے کہا کہ تمام بساور کا دربست تمھاری جاگیر مین دیا گیا اور وہان کے سب معافی داروں کی زمینین بھی تمکو بخش دی گئین مصنف صاحب کا نام لیکر کہا کہ چونکہ وہ بدایونی ہین اسلیے ہمنے بلا قصور اسکی جاگیر کو بساور سے بدایون مین تغیر کیا شاہ فتح اللہ نے ایک ہزار روپیہ جو اُسکے شق دار نے بساور کے تیمولیون اور بیوون الٰہ سے بجبر وصول کیے تھے خریطہ مین ڈال کر پیش کیے اور کہا کہ میرے عاملون نے اسقدر روپیہ وہان کے الٰہ سے بیجا کے ہین اکبر نے کہا کہ یہ ہمنے تمکو بخشے اس معاملہ کو تین مہینہ نگذرے تھے کہ شاہ فتح اللہ نے انتقال کیا جب مصنف صاحب کا زمان درست ہوگیا تو یہ ایک برس کی رخصت لیکر اول بساور مین آئے پھر بدایون کو گئے اور وہان سے یہ ارادہ تھا کہ گجرات مین جاکر مرزا نظام الدین احمد سے ملاقات کرین مگر بعضے تعلقات مانع ہوے اسی سال مین سید عبد اللہ خان چوگان بیگی اکبر زادہ علی خان نے جو نامی امیرون مین سے تھے کشمیر مین انتقال کیا سید عبد اللہ خان نے بارھوین ربیع الاول کو بہت سا کھانا پکواکر ثواب اسکا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کا تحفہ کیا تھا اور بہت سے روپیہ فقیرون کو دیے تھے اور اپنے سارے گناہون سے توبہ کرکے مرزا یوسف خان کے ساتھ شکار کو گیا تھا وہین تپ عارض ہوئی اور انتقال ہوا اور میرزادہ علی خان سے ایک سال پہلے جس شب مین یعقوب خان نے محمد قاسم خان پر شبخون کیا تھا مارا گیا بائیسوین جمادی الثانی ۹۸۶ نوسو ستانوے کو اکبر کابل سے سیر کشمیر کے لیے جسکا باغ خاص نام رکھا تھا روانہ ہوا اور اہل محل کو مع شاہزادہ سلطان مراد کے بھنبر مین جہان سے کشمیر کا راستہ کوہستان سے جدا ہوتا ہے چھوڑکر خود بہت جلد اُس ملک مین پہونچکر

سیر و تماشا مین مصروف ہوے اور وہان سے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجکر یہ لکھا کہ اہل حرم کو رہتاس مین لیجاکر ہمارے آنے کے منتظر رہو انھین دنون مین علامہ عصر شاہ فتح اللہ شیرازی کو کشمیر مین تپ محرقہ پیدا ہوئی اور چونکہ وہ خود بھی طبیب حاذق تھا اُسنے اپنی راے سے ہریسہ کھانا شروع کیا ہرچند حکیم علی نے منع کیا مگر وہ نہ مانے آخر اسی حال مین اسکا انتقال ہوا اور تخت سلیمانی مین جو کشمیر مین کسی شہر کے قریب ایک پہاڑ ہے سید عبداللہ خان چغتائی کی قبر کے برابر مدفون ہوا ملک الشعرا شیخ فیضی نے اُسکے مرثیہ مین ایک ترکیب بند لکھا تھا جسکے چند شعر یہ ہین ؎

دگر ہنگام آن آمد کہ عالم از نظام افتد	جہان عقل را در یم روز علم نیام افتد	ہمہ گنجینہ اقبال در دست لیام آید	
ہمہ خونابہ ادبار در کاس کرام افتد	حقیقت گم کند سررشتہ تحقیق مصدا	سعادتی از بیان ماند روا از کلام افتد	
زبان جبل بدیہ بیجا بادسخن رانی	مطالب نادرست آید دلائل ناتمام افتد	دل ستکمان دہر و نقص ابد ماند	
چنار سین بیوہ کز شاخ نگونہ نیم خام افتد	گرامی ابہا مے فضل را فرزند روحانی	ابوالآبا بے معنی شاہ فتح اللہ شیرازی	
دو صد بوذر صرفت بوعلی تا او پدید آید	بسے دارد قضا در پردہ دکان نیلوفر ارزی	گہے با محمل شاہ ایمان گرد زمین گردی	
گہے با کبک شراقیان گرد فلک تازی	مباہات از وجود کامل او بود دوران را	بدوران جلال الدین محمد اکبر غازی	
شہنشاہ جہان از فائش دیدہ بر ہم شد	سکندر اشک حسرت بخت کافلاطون عالم شد	اسی سال کی ستامیسوین رمضان	

کو اکبر کابل کی سیر کے ارادہ پر پھلی کے رستہ سے قلعہ اٹک کی طرف روانہ ہوا دستور کی منزل مین حکیم ابوالفتح نے وفات پائی حسن ابدال مین مدفون ہوا۔ خدا نیش نیزاد باد۔ اُسکی وفات کی تاریخ ہے جب اکبر اٹک مین پہونچا تو شاہزادہ مع اہل محل کے ملازمت مین حاضر ہوا یوسف زئیون کا فتنہ باقی تھا اُنکے دفع کے لیے اکبر نے اُسی منزل سے شہباز خان کو نامزد کیا اور بائیسوین ذی قعدہ ۹۷۸ نو سو ستانوے کو کابل مین پہونچا اسی اثنا مین حکیم ہمام اور صدر جہان عبداللہ خان اوزبک کے پاس سے لوٹ کر آئے اور اُسکا ایک خط لائے جسمین بڑی محبت اور اتحاد کی باتین لکھی تھین ۹۷۸ نو سو اٹھانوے مین راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوانداس امیر الامرا بنے جو لاہور مین رہگئے تھے ملک آخرت کو سفر کیا اُنکی تاریخ یہ ہے مصرع بگفتہ ٹوڈر و بھگوان نرود۔ اور کسی دوسرے یون لکھی ہے ؎ ٹوڈرمل آنکہ ظلش بگرفتہ بود عالم ✤ چون رفت سوے دوزخ خلقے شدند خرم ✤ تاریخ رفتنش از پیر عقل جستم ✤ خوش گفت پیر دانا وی رفت در جہنم ✤ بیسوین محرم ۹۷۹ نو سو اسی ۹۷۹ اٹھانوے کو اکبر کابل کی حکومت محمد قاسم خان میر بحر کے حوالہ کرکے ہندوستان کو لوٹا اور گجرات کی حکومت اعظم خان کو دیکر فرمان بھیجکر مالوہ اُس طرف کو نامزد کیا اور نظام الدین احمد کو ملازمت مین بلالیا اور گجرات کی عوض جو پور خانخانان کو مرحمت

مالوہ شہاب خان کے پاس رہا اعظم خان نے شہاب خان کی سفارش تمام مالوہ کے ملک کو تباہ کر دیا انھیں دنوں میں خداوند خان دکنی افضی نے جسکا نکاح اکبر نے ابوالفضل کی بہن کے ساتھ کرا دیا تھا اور گجرات میں قصبہ کرسی سکو جاگیر میں ملا تھا ملک آخرت کو سفر کیا اُسکی وفات کی یہ تاریخ ہے خداوند خان دکنی مُردہ + چو دھوین جمادی الاول کو تحویل نوروز کی ہوئی اور اکبر کے جلوس کو بیسیواں برس شروع ہوا اکبر نے دیوانخانہ لاہور کی آرائش کا حکم دیا نوروز کے دوسرے دن اکبر وہاں داخل ہوا اور تیسرے دن نظام الدین احمد مع ایک جماعت شترسواروں کے بارہ دن کے عرصہ میں چھ سو کوس کی راہ طے کر کے ملازمت میں حاضر ہوا اکبر نے حکم دیا اسی سمت سے سب شترسوار قلعہ کے اندر چلے آویں بڑا تماشا تھا اُن لوگوں پر اکبر نے بڑی عنایتیں کیں انھیں دنوں میں راجہ بھگوانداس کے انتقال کے بعد مان سنگھ کو راجگی کا خطاب ملا اور ایک فرمان بڑی مہربانیوں کا اُسکی عزا پرسی میں مع خلعت اور گھوڑے کے بھیجا شرف آفتاب کے دن مصنف صاحب نے بدایوں سے آکر ملازمت حاصل کی دو برس بعد نظام الدین احمد سے ملاقات ہوئی اسی سال میں اعظم خان گجرات سے ولایت سورٹھ اور جوناگڈہ کی طرف متوجہ ہوا اور جام ترسال اور دولت خان امین خان غوری کا بیٹا جو اپنے باپ کا قائم مقام ہو کر اپنی دلیری اور لشکر پر ایسا مغرور تھا کہ کسی کی اصل نہیں سمجھتا تھا بیس ہزار آدمیوں کی جمعیت لیکر مقابلہ پر آیا اعظم خان نے اپنے لشکر کے سات حصہ کر کے ایسی لڑائی لڑی کہ مدتوں سے ایسا معرکہ نہیں ہوا تھا خواجہ رفیع بدخشی سردار فوج ہمنہ جو بڑا بہادر جوان تھا اور محمد حسین شیخ جو قدیمی امیروں میں تھا اس معرکہ میں شہید ہوئے اور ہراول کی فوج میں سے ابوتراب کا بھتیجا شرف الدین بھی مارا گیا اور مخالفوں کے چار ہزار آدمی ضائع ہوئے یہ فتح یکشنبہ کے روز چھٹی شوال ۹۹۸ھ نو سو اٹھانوے کو ہوئی اور شیخ فیضی نے فتوحات عزیزی + اُسکی تاریخ لکھی اسی سال میں شیخ وجیہ الدین نے جو بڑے عالم اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے احمد آباد میں وفات پائی شیخ وجیہ دین + اُنکی تاریخ ہے اور اسی سال میں شیخ جانیلدہ خلیفہ شیخ عبدالعزیز دہلوی نے جو قصبہ سہسنہ میں مسند ارشاد و ہدایت کے زینت بخش تھے اس عالم فانی سے کوچ کیا اُنکے ایک مرید نے حقیقت فقر + اُنکی تاریخ نکالی انھیں دنوں میں اکبر نے جونپور سے خانخانان کو تغیر کر کے ملتان اور بکر کی حکومت عنایت کی اور ولایت سندھ اور بلوچستان اور قندھار مرزا خانی کے لیے نامزد کیا ماہ ربیع الثانی سنہ ۹۹۹ نو سو ننانوے میں خانخانان کو مع شاہ بیگ خان اور سید بہاء الدین بخاری اور میر محمد معصوم بکری وغیرہ بہت سے نامی امیروں کے اُس طرف رخصت کیا

اور سو ہاتھی اُنکے ہمراہ کیے و شیخ فیضی نے تسد ڈھٹہ اُسکی تاریخ کہا لی اسی سال مین یہ خبر آئی کہ شہاب الدین خان نے مالوہ مین انتقال کیا + شہاب خاتم اُسکی وفات کی تاریخ ہی اور + وسیم الاوصاف بھی ایک مادہ ہی اُنھین دونون مین اکبر نے مصنف صاحب کو حکم دیا کہ تاریخ کشمیری کو جو مُلا محمد شاہ آبادی نے حسب الحکم فارسی مین ترجمہ کیا تھا سلیس عبارت مین منتخب کرے مصنف صاحب نے دو مہینے مین اُسکے انتخاب سے فراغت پائی اور یہ شعر اُسکے آخر مین لکھا + و عرض یک دو ماہ بہ تقریب نگارش شاہ + این نامہ شد چو خطہ پری پیکران سیاہ + اکبر نے بہت پسند کرکے اُسکو کتاب خانہ مین داخل کیا اسی سال مین شیخ ابراہیم چشتی نے فتح پور مین وفات پائی اور بے انتہا روپیہ چھوڑا چنانچہ پانچ کرور روپیہ نقد اور بہت سے ہاتھی گھوڑے اُسکے خزانہ مین داخل ہوے اور سوا اُسکے جو اُسکے بیٹون اور وکیلون کو ملا اُسکی انتہا نہین اور چونکہ یہ نہایت خسیس تھا اس سبب سے + وسیم الاوصاف + اور شیخ لئیم اُسکی تاریخ ہی اسی سال مین بہت سے اسیرون نے لاہور مین انتقال کیا اُنمین سے خنجری ترک نے بواسیر کے مرض سے اور شیخ عبد الرحیم نے ایک ہاتھی کے صدمہ سے اور اِنھین دونون مین مُلا عرفی شاعر کا بھی انتقال ہوا عرفی نے مرتے وقت یہ رباعی کہی ؎ عرفی دم نزع ست و ہمان مستی تو + آخر بچہ پایہ بار بستی تو + فردا ست کہ دوست نقد فردوس بکف + جویای متاع ست و تہیدستی تو + اور چونکہ عرفی اکثر متقدمین اُستادون کی نسبت بے ادبی کیا کرتا تھا اس سبب سے اُسکی یہ تاریخ لکھی ؎ گفت عرفی جوانہ مرگ شدی + اور + دشمن خدا بھی ایک مادہ ہی اِنھین دونون مین حکیم ہمام نے کتاب نعم البلدان کی جو دو سو جزو کی ایک کتاب ہی بہت سی تعریف کرکے عرض کیا کہ اگر اُسکا ترجمہ عربی سے فارسی مین ہو جاوے تو نہایت مناسب ہی اور اُسمین عجیب عجیب حکایتین اور نئے نئے فائدہ ہین چنانچہ اکبر نے بارہ عالمون کو جنمین سے بعضے عراقی اور بعضے ہندی تھے جمع کرکے ایک ایک ٹکڑا اُس کتاب کا ترجمہ کے لیے حوالہ کیا اُنمین دس جزو کا ٹکڑا مصنف صاحب کے بھی حصہ مین آیا ایک مہینہ کے عرصہ مین مصنف صاحب نے ترجمہ کرکے سب سے پہلے پیش کیا اور اُسی کے ذریعہ سے وطن جانے کی رخصت مانگی چنانچہ منظور ہو گئی چوتھے جمادی الاول سنہ ۹۹۲ نو سو ننانوے کو نوروز ہوا اور چھتیسوان برس اکبر کے جلوس کو شروع ہوا اِس مرتبہ بھی بدستور سابق بڑی آرایش ہوئی اور بڑی دھوم دھام کا جشن ہوا اس سال مین چند نئے حکم ایجاد ہوے اُنمین سے یہ بھی ہین کہ گاے اور بھینس اور بھیڑ اور گھوڑے اور اونٹ کا گوشت بالکل حرام ہی اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ ستی ہونا چاہے اسکو منع نہ کرین اور زبردستی بھی

نہ جاوین اور بارہ برس کی عمر سے پہلے لڑکون کے ختنہ نہ کیے جاوین اور اُسکے بعد اختیار ہو خواہ کرین یا نہ کرین اور جس شخص نے جانورون کا ذبح کرنا اپنا پیشہ مقرر کیا ہو اُسکے ساتھ جو کوئی کھانا کھاوے اُسکے ہاتھ قطع کیے جاوین اور جو اُسکے گھر ہی کا آدمی ہو تو فقط وہ اُنگلیان جنسے وہ کھانا کھاتا ہو کاٹی جاوین حاجی مرزا بیگ کابلی جو ہمارے حاکم بنت خواجہ کے پاس گیا تھا اِس سال مین واپس آیا اور ایک دختر اُسکی لوالا یا جسکا نکاح بڑے شاہزادہ کے ساتھ کیا گیا اِسی سال کے آخر و شعبان مین اکبر نے نظام الدین احمد کو بخشی گری صوبہ گجرات کی طرف جو اُسکی جاگیر مین تھا بھیجدیا اور وہان کی لڑائیون مین اُسکی خالا کا بیٹا محمد جعفر شہید ہوا اُسکی تاریخ یہ ہے ؎ چو منشور شہادت یافت جعفر از درِ داور ۹۳۰ بود تاریخ سالِ او شہید پاک شد جعفر ۹۳۰ اِسی زمانہ مین مصنف صاحب نے پھر اکبر سے وطن جانے کی رخصت مانگی قبول ہوئی مرزا مذکور نے عرض کیا کہ اُسکی والدہ کا انتقال ہو گیا ہی اپنے بھائیون کی تسلی اور دلاسا کے لیے رخصت کا التماس کرتا ہی تب بہ مجبوری اکبر نے رخصت دی چلتے وقت صدر جہان نے کئی بار کہا کہ سجدہ کرو مگر اُنھون نے نہ مانا تب اکبر نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ چھوڑ دو لیکن کچھ خرچ بطور انعام کے نہ دیا چند روز کے بعد نامہ خرد افزا کتاب خانہ سے گم ہو گیا اِس تقریب مین اکبر نے مصنف صاحب کو کئی مرتبہ یاد کیا ہر چند اُسکے دوستون نے بابون مین قاصد بھیجے کہ مصنف صاحب کو اِس امر سے مطلع کیا مگر کچھ ضرور مین اسقدر واقع ہوئین کہ حاضر نہو سکے تب اکبر نے حکم دیا کہ اُنکی جاگیر ضبط کر لو اور زبردستی بُلا لو مرزا مذکور نے غائبانہ اُنکی بہت سفارش کی اور شیخ ابو الفضل نے مکرر عرض کیا کہ اگر کوئی مانع کلی پیش نہ آتا تو وہ ہرگز وہان نہ ٹھہرتا اِسی سال کے ماہ شوال مین اکبر نے چار امیرون کو دکن کے چار حاکمون کے پاس بھیجا شیخ فیضی کو راجہ علی خان حاکم آسی اور برہان پور کے پاس اور امین الدین کو جسکا اول محمد امین نام تھا اور اُسنے خود التماس کر کے اپنا امین الدین نام حاصل کیا تھا برہان الملک کے پاس جو اکبر کی درگاہ سے دکن کے امیرون کی مدد کے لیے گیا تھا اور احمد آباد مین جاکر مستقل حاکم بن بیٹھا تھا اور میر محمد امین نامے کو جو پہلے صادق خان کا نوکر تھا عادل خان حاکم بیجاپور کے پاس اور میر منیر کو قطب الملک حاکم گولکنڈہ کے پاس اور یہ حکم دیا کہ شیخ فیضی راجہ علی خان کی رسالت سے فارغ ہو کر برہان الملک کے پاس بھی جاوے وہان شیخ فیضی اور امین الدین کی بڑی صحبتین رہین اور آخر کو رنج ہو گیا اِنھین دنون مین اکبر کی کچھ طبیعت علیل ہوئی اور دردِ شکم طاری ہوا اُسکی وجہ سے بڑا قلق تھا اور اُسی بے شعوری کے حال مین اکبر کو بڑے شاہزادہ کی طرف بدگمانی پیدا ہوئی اور یہ شک ہوا کہ اُسنے زہر دیا ہی بار بار اُس سے کہتا تھا کہ بابا شیخو یہ سلطنت سب تمھارے ہی لیے تھی پھر تمنے یہ حرکت کیون کی اور حکیم ہمام پر بھی جو بڑا معتمد تھا

کچھ کھلا دینے کی تہمت ہوئی اُس حال مین بڑے شاہزادہ نے شاہزادہ مراد کی محافظت کے لیے چند لوگ
مقرر کر دیے تھے تھوڑے دنون کے بعد اکبر کو بالکل صحت ہو گئی سب اہل حرم اور شاہزادہ مراد نے قید سے
عرض کیا تب اکبر نے اسی سال کی مہرین ذی الحجہ کو شاہزادہ سلطان مراد کو جسکا پہاڑی لقب تھا مالوہ کی حکومت
اور علم اور نقارہ اور توپ اور تمن اور نوبت اور سارے سلطنت کے لوازمات اور چار قب شاہی جمع شاہزادون
مخصوص ہین عنایت کیے اور اسمٰعیل قلی خان کو اُسکا وکیل مقرر کر کے رخصت کیا اور سب وہان کے
بڑے بڑے امیرون کو اُسکی ملازمت کا حکم دیا غرض ان دونون شاہزادون کے درمیان مین بہت سی
دوری کردی آخر لوگون کو یہ گمان ہوا کہ یہ شاہزادہ اپنی شان اور شوکت مین سب بھائیون سے
بڑھا ہوا ہے اسی وجہ سے سب لوگ اُسکے پاس جمع ہو گئے اور شاہزادہ مذکور نے بہت سا لشکر نوا حی آگرہ
اور قنوج اور گوالیار سے ساتھ لیکر اوندچہ کے چندار مدھکر پر جو اپنی شان اور شوکت مین سب
ہندوستان کے راجون سے ممتاز تھا اور اُسنے اُس ملک مین بڑا فساد برپا کر رکھا تھا یورش کی
فوجی نہر ور مین بڑی لڑائی ہوئی آخر شاہزادہ نے فتح پائی اور مدھکر بھاگ کر اونچی گڑھ قلعہ شروع کیا اور
اس طور پر اُسنے بہت سے لوگون کو قتل کیا چونکہ شاہزادہ کا مزاج بہت خراب تھا اس وجہ سے تمام جمعیت اُسکی
پریشان ہو گئی اور اکثر لوگ مفلس اور محتاج ہو کر اِدھر اُدھر چلے گئے انھین دنون مین مدھکر مر گیا اُسکا بیٹا
بہت سی پیشکشین لاکر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوا شاہزادہ نے اُسکو مع یار محمد ولد صادق خان کے
لاہور مین اکبر کے پاس بھیجدیا اور اُنھین مین اپنا قراگاہ مقرر کیا جو آدمی اُسکی خدمت مین
نامزد ہوے تھے سب اُسکی بدسلوکیون کی وجہ سے جو نشست و برخاست اور تورہ اور تزک بڑے
تکبر کے ساتھ باپ کی تقلید کرتا تھا بلکہ کچھ اُس سے بھی بڑھا ہوا تھا ناراض ہو کر بعضے بے اجازت اور بعضے
بے اجازت چلدیے اور آخر کو یہ معلوم ہوا کہ وہ جو اُسکا حشمت و وقار ابتدا مین تھا اُسکی بے وقوفی کی
وجہ سے تھا نہ عقلمندی سے انھین دنون مین دولت خان سپہ اسیر خان غوری حاکم جونا گڈھ نے جو
جام کی لڑائی مین زخمی ہوا تھا وفات پائی اکبر نے اعظم خان کو اُس قلعہ کی تسخیر کے لیے نامزد کیا
امین خان کے وزیرون نے دولت خان کے بیٹے کو سردار بنا کر چند روز مقابلہ کیا آخر امن مانگ کر
پانچوین ذی قعدہ سنہ مذکور کو قلعہ کی کنجی حوالہ کردی چھبیسوین محرم سنہ ایک ہزار مین خانخانان نے
مرزا جانی بیگ سے ایک رات دن تک بڑا مقابلہ کیا فریقین سے بڑی جرأت ظہور مین آئی دو سو آدمی

جانی بیگ کی طرف کے تمل ہوے آخر خانخانان نے فتح پائی پھر جانی بیگ نے اپنے لشکر کے گرد قلعہ بنا لیا اور خانخانان نے دو مہینے تک اُسکا محاصرہ رکھا انھیں دنوں مین ڈیڑھ لاکھ روپیہ ایک مرتبہ اور ایک لاکھ روپیہ اور لاکھ من غلہ اور سو بڑی بڑی توپین دوسری مرتبہ دریا کے رستہ سے اور بہت سے توپچی اور راے سنگھ کو چار ہزاری امیرون مین سے تھا جلیل میر کے رستہ سے اکبر نے خانخانان کی مدد کے لیے بھیجا اور جانی بیگ بہت سی لڑائیون کے بعد مغلوب ہوا تب اُسنے اپنی دختر خانخانان کے بیٹے کو دیکر صلح کر لی پانچوین جمادی الثانی سنہ ایک ہزار کو تحویل نوروز کی ہوئی اور اکبر کے جلوس کو سینتیسوان برس شروع ہوا بدستور سابق آئینہ بندی اور جشن آراستہ ہوا اور درباریون لوگون نے بڑے اہتمام سے وارھیان منڈا مین اسلیے مصرع تاریخ یہ ہے مصرع بگفتہ نشیما بر باد دادہ مفسدی چندی ہے اِس مرتبہ بھی اور کئی نئے حکم نکلے اُنمین سے ایک یہ تھا کہ تجھلے بادشاہون کے سکہ کی جو روپیہ اور اشرفیان ہون سب گلا کر چاندی سونے کے بھاو بیچ ڈالین پہلے سکون کا نام باقی نہ رہے اور جتنے اکبر کے زمانہ کے سکہ ہون سب کا جلن ایک بھاو رہے نئے پرانے مین فرق نہو یہ کام قلیچ خان سے متعلق تھا وہ ہر روز معترفون کو بُلا کر اُنسے پچھلکہ لیتا تھا اور جرمانہ کرتا تھا اسی دارو گیر مین کئی صرافون کو اُسنے قتل بھی کیا مگر پھر بھی وہ دھوکے سے باز نہ رہتے تھے اِس حکم کے اہتمام مین سب طرف کو فرمان بھیجے گئے لیکن کچھ فائدہ نہوا آخر خواجہ شمس الدین حوافی دیوان کل کے اہتمام سے یہ حکم جاری ہوا اکبر نے شرف آفتاب روز جو انیسوان درجہ حمل کا ہوتا ہے جعفر بیگ کو جسکا لقب آصف خان بخشی تھا جلالہ الروشنائی کی تنبیہ کے لیے روانہ کیا کیونکہ اُسنے عبداللہ خان ازبک کے پاس سے آکر کابل کے رستہ مین پھر راہزنی شروع کی تھی اور یہ حکم دیا کہ محمد قاسم خان حاکم کابل کو ساتھ لیکر بالکل مفسدون کا استیصال کرے اور نظام الدین احمد کو بخشگیری کل کے منصب پر تعین کیا آخر شعبان مین زین خان کو کہ کوبھی آصف خان کی مدد کے لیے اور ولایت سوات اور بجور کے آباد کرنے کے لیے جو بالکل ویران ہو گئی تھی نامزد کیا اور اسی سال ماہ شوال مین حافظ سلطان رخنہ روی نے جو بڑے بخیر آدمی تھے نوے برس کی عمر مین وفات پائی اِن سے بہت چیزین یادگار رہین خصوصاً سر ہند مین بہت سے باغ اور عمارتین جو ہند مین اپنا ثانی نہین رکھتین اُنکی وفات کی یہ تاریخ تمیمہ کے طور پر ہے مصرع رخنہ در باغ شد و آب نماند اور بعضے سرہندی نے دو تاریخین اُنکی وفات کی نکالین ایک یہ باغ بے آب شد اور دوسری یہ چو اور گوشۂ باغ ست مدفون بجو تاریخ او از گوشۂ باغ اور ایک شخص نے یا حافظ مادۂ تاریخ نکالا

مرزا یوسف خان رضوی اپنے بھتیجے یادگار کو کشمیر مین اپنا نائب چھوڑکر چوبیسوین شوال کو ملازمت مین حاضر ہوا پھر اکبر نے قلیچ خان کو لاہور کے انتظام کے لیے چھوڑا اور مین بارش مین وہان سے کوچ کرکے راوی ندی سے اترا پھر شکار کو بڑے شاہزادہ کے ساتھ کرکے خود آگے آگے شکار کھیلتا ہوا چناب ندی کے کنارہ پہونچا وہان یہ خبر آئی کہ یادگار حسین بیگ شیخ عمری بدخشی سے جو کشمیر کے خراج کا تحصیلدار تھا مقابلہ کرکے غالب آیا اور اسنے قاضی علی بغدادی کو جو وہان کی دیوانی کا منصب رکھتا تھا لیکن سارے سعائی داروں کا دشمن تھا اور بڑے بڑے سخت محاسبہ پیش کرکے تمام رعایا اور فوج کو اسنے جان سے تنگ کیا تھا ناکدکان کاٹ کر بڑی رسوائی سے قتل کیا اور اسکی یہ تاریخ ہے ؎ چونکہ قاضی علی بغدادی + حسرت روزگار یافت ردم خامۂ منشی قضا بنوشت + سال تاریخ او کہ موذی مرد + پھر یادگار نے وہان کے سب پرانے عاملون سے متفق ہوکر تخت سلطنت پر جلوس کیا کشمیر کی رسم یہ ہے کہ جب نیا بادشاہ تخت پر جلوس کرتا ہے تو فوج کے لوگ ننگی تلوارین کرکے دورویہ اسکے گرد کھڑے ہوجاتے ہین بادگار نے جو خطبہ پڑھتے وقت یہ حال دیکھا تمام اسکے بدن مین لرزہ پڑگیا اور غش کھاکر گر پڑا بڑی دیر مین ہوش ہوا اتفاقاً اسی روز اسنے ایک سیج اپنی مہر کے واسطے تجویز کیا اپنے حضور مین نگینہ پر کندہ کراتا تھا ایک ریزہ نگینہ کا اڑکر اسکی آنکھ مین جا پڑا دیر تک آنکھین ملتا تھا اور جلاتا تھا ان بدفعلیون سے لوگ سمجھے تھے کہ اسکی سلطنت کو بہت تھوڑے دنون وفا ہوگی حسین بیگ شیخ عمری سے شکست پاکر کشمیر کی گھاٹیون مین سے نکل کر راجوری مین چلا آیا اور وہان اکبر کے حکم کا منتظر تھا یادگار نے اپنے مصاحبون کو منصب اور جاگیرین دیکر خطاب عنایت کیے اور یوسف خان کے اہل عیال کو سارا زر و زیور چھینکر اسکے بیٹے کے ساتھ بڑی رسوائی سے کشمیر سے نکالا اکبر نے مرزا یوسف خان سے بدگمانی کرکے چندروز شیخ ابوالفضل کے سپرد کیا اور شیخ فرید بدخشی کو مع شیخ عبدالرحیم لکھنوی اور بہت سے امیرون کے آگے روانہ کیا اور شاہزادہ کے آنے تک چناب کے کنارہ ٹھہرا رہا بھنبر مین جہان سے کوہستان شروع ہوتا ہے یہ خبر آئی کہ یادگار بہت سی فوج لیکر مقابلہ کے لیے آیا اور سیر اپور نامے ایک گھاٹی مین منزل کی اور بڑی خاطرجمعی سے اپنے خیمے کے اندر تمام رات عیش و فجور مین مبتلا رہا آدھی رات کے وقت مرزا یوسف خان کے بعضے نوکرون نے پٹھانون سے متفق ہوکر اسپر حملہ کرکے قتل کر ڈالا تین روز کے بعد اسکا سر اکبر کے حضور مین آیا اور حساب کیا تو معلوم ہوا کہ ابتدائے جلوس سے چالیسوین دن یادگار کا سر لشکر مین آگیا اور گیند کی طرح ادھر اُدھر پھینکا پھرتا تھا پھر اس سر کو قلعۂ لاہور کے کنگورے مین لٹکا دیا اسی سال کے ماہ ذی الحجہ مین مصنف صاحب حسب الحکم

بدایون سے کوچ کرکے لشکر مین آملے منزل بھنبیر مین حکیم ہمام نے عرض کیا کہ مولوی عبد القادر کورنش کے لیے حاضر ہوا چاہتے ہین اکبر نے پوچھا کہ اپنے وعدہ سے کتنے دنون کے بعد آئے حکیم ہمام نے جواب دیا کہ پانچ مہینے کی دیر ہوگئی پھر اکبر نے پوچھا کہ کیا سبب ہوا تو اُسنے بیماری کا عذر کیا اور اسی مضمون کا ایک محضر بدایون کے سرداروں کا اور عرضی حکیم عین الملک کی جو دہلی سے لائے تھے پیش کی جب اکبر نے سب کو پڑھا تو کہا کہ پانچ مہینے بیماری نہین رہی کورنش کی اجازت نہ دی مصنف صاحب اُسی طرح محروم اور مغموم لشکر مین جو اکبر نے شاہزادون اور امیرون کے ہمراہ رہتاس مین چھوڑ دیا تھا پڑے رہے اور وہان حصن حصین اور قصیدہ بردہ کا ختم پڑھتے رہے آخر اُنکی دعا قبول ہوئی چنانچہ جب پانچ مہینے کے بعد لشکر کشمیر سے لاہور مین پہونچا تو اکبر نہایت مہربان ہوا تقریب اُسکی یہ ہوئی کہ اکبر کو جامع رشیدی کا ترجمہ کرانا منظور تھا میر نظام الدین احمد وغیرہ مصنف صاحب کے دوستون نے غائبانہ ایک روز اکبر کی مجلس مین مصنف صاحب کا ذکر کیا تب اکبر نے اُنکے حاضر ہونے کا حکم دیا اسی سال کی سترھوین ربیع الثانی کو مصنف صاحب دربار مین حاضر ہوکر کورنش بجا لائے اور ایک اشرفی نذر کے طور پر پیش کی اکبر بڑی التفات سے پیش آیا اور وہ سارا انکا حجاب رفع ہوگیا پھر اکبر نے حکم دیا کہ کتاب جامع رشیدی کا شیخ ابو الفضل کی رائے کے موجب انتخاب کرو چنانچہ مصنف صاحب نے خلفاے عباسیہ اور خلفاے بنی اُمیہ کا خلاصہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے اور وہان سے حضرت آدم تک اور اسی طرح انبیاؤن کے نسب تفصیل سے لکھکر پیش کیے اکبر نے اُسکو پسند کرکے اپنے خزانہ مین داخل کیا چھٹی محرم ۱۰۰۰ ایک ہزار ایک کو اکبر کشمیر مین پہونچا اٹھائیس روز وہان کی سیر کی پھر وہان کی حکومت میرزا یوسف خان کے حوالہ کرکے چھٹی صفر کو کشتی مین بیٹھکر بارہ مولا کی طرف جو کشمیر کی سرحد بگلی کے سراہ ہے روانہ ہوا راستہ مین زین لنکا نامے حوض کی سیر کی یہ ایک حوض دو پہاڑون شرقی اور غربی کے درمیان مین بہت گہرا ہے اور دور اُسکا تیس کوس ہے دریائی بہت اُسمین ہوکر گذرتا ہے سلطان زین العابدین نے اُس حوض کو بمقدار ایک جریب کے پتھرون سے پاٹ کر اُسپر نہایت عمدہ عمارت بنوائی ہے جسکی مثانی ہندوستان مین نہین لشکر والون نے جو کشمیر کے عجائبات دیکھے اُنمین سے ایک یہ تھا کہ موضع خانپور مین ایک درخت دیکھا جسکا تنہ دو ہاتھ موٹا تھا اور بلندی اُسکی ایک گز اندازے زیادہ تھی اور شاخین اُسکی بید مجنون کی طرح جھکی ہوئی تھین اگر ایک لڑکا بھی اُسکی ایک شاخ کو ہلا دیتا تو سارا درخت لرز جاتا تھا کشمیر کے سارے عجائبات شاہ فتح اللہ شیرازی نے اپنے رسالہ مین تفصیل لکھے ہین

اور شیخ ابو الفضل کے اکبر نامہ مین بھی داخل ہوے ہین اس سال کی پہلی ربیع الاول کو اکبر بہتاب مین آیا
اور اسی مہینہ کی پندرھوین تاریخ بشاور کی طرف کوچ کیا چھٹی ربیع الثانی کو وہان پہونچا انھین دنون مین حسین
پہونچی کہ بہادر کو اور جسکا حال کچھ پہلے ذکر ہو چکا ہے قتلو نوحانی حاکم اوڑیسہ کے مرنے کے بعد سنگت سنگھ ولد مان سنگھ
مقابل ہوا اور بڑی لڑائی کے بعد اسکو شکست دی جب مان سنگھ نے اسپر حملہ کیا تو مقابلہ کی تاب نہ لاکر
پہاڑون اور جنگلون مین چھپ رہا اور تمام بنگالہ کا ملک دریا کے کنارہ تک مان سنگھ کے قبضہ مین آگیا
یکشنبہ کے روز ستر ھوین جمادی الثانی سنہ ایک ہزار ایک کو تحویل آفتاب کی برج حمل مین ہوئی اور اکبر کے
جلوس کو اڑتیسوان برس شروع ہوا اس مرتبہ بھی بہت سے نئے ضابطہ ایجاد ہوے چوبیسوین جمادی الثانی
سنہ الیہ کو خانخانان اور مرزا جانی نے ملازمت مین آکر اکبر کی بڑی بڑی عنایتون سے سربلندی پائی اور جو جو
امیر اس خدمت مین خانخانان کے ہمراہ تھے سب کے منصب اور جاگیر کی ترقی کی اول ملتان کو مرزا جانی کی
جاگیر مین عنایت کیا بعد ازان اس سے تغیر کرکے مرزا رستم کے حوالہ کیا اور تتہ کا ملک مرزا جانی کو دیا جیسا کہ
انشاء اللہ تعالی آیندہ مذکور ہوگا اسی اثنا مین یہ خبر آئی کہ جب خان اعظم نے ولایت سورت پر قبضہ کرلیا تو مظفر
گجراتی نے اس نواحی سے بھاگ کر کنکا زمیندار ولایت کچھ کے پاس پناہ لی جب خان اعظم نے اسپر بھی حملہ
کیا تب کنکا زانے ننگ و ناموس کے خوف سے خان اعظم کی خدمت مین حاضر ہوا اور مظفر کو بھی ایک مدت تک
قید کرکے خان اعظم کے پاس روانہ کیا مظفر اثنائے راہ مین قضائے حاجت کے بہانہ سے بیٹھا اور ایک استرہ سے
جو ہمیشہ اسکے پاس رہتا تھا اپنے گلے کو کاٹ کر ہلاک ہو گیا ناچار لوگ اسکا سر کاٹ کر خان اعظم کے پاس
لے گئے اور اسنے لاہور کو اکبر کے حضور مین روانہ کیا انھین دنون مین ایک سو بیس ہاتھی جو اوڑیسہ کی فتح مین
ہاتھ آئے تھے مان سنگھ نے بنگالہ سے بھیجے چونکہ اکبر نے یہ ضابطہ مقرر کیا تھا کہ امراے سرحد کو ہمیشہ تھوڑے
تھوڑے دنون کے بعد درگاہ مین حاضر ہونا چاہیے اسی لیے اس سال مین اعظم خان کی طلب مین جو چھ برس سے
ملازمت مین حاضر نہین ہوا تھا فرمان صادر ہوا اور جمنا گڈھ کو جو اعظم خان نے فتح کیا تھا اس سے
نکال کر راجہ مان سنگھ کے حوالہ کیا چونکہ مرتبۂ اخیر مین جو خان اعظم بنگالہ سے فتح پور مین آیا تھا تو اسنے
مذہبی باتون مین اکبر سے بہت بحث کی تھی اور شیخ ابو الفضل اور بیربر جیسے بادشاہ کے سامنے
بہت سخت گفتگو کی تھی اس وجہ سے خانخانان کو بڑا وہم تھا اور جب جام سے لڑائی ہوئی تھی تو اسنے
نذر کی تھی کہ بعد فتح کے ڈاڑھی چھوڑ دونگا چنانچہ یہ نذر بھی اسنے پوری کی اور اکبر نے اس مضمون کا فرمان

اُسکو لکھا کہ شاید تیری رشید گرانی کرتی ہو جو نہین آتا اِس وجہ سے خان اعظم کے دل مین اور بھی خوف زیادہ پیدا ہوا اور مفسدون نے بھی اکبر کو اُسکی طرف سے بہت بہکایا آخر خان اعظم پہلی رجب کو اپنے سارے اہل وعیال اور سارے خزانہ کو لیکر کشتی مین سوار ہوکر جوناگڈھ سے بندر دیو کو روانہ ہوا اور وہان سے سفر حج کا ارادہ کیا اس واقعہ کی یہ تاریخ ہے مگر ایک عدد زیادہ ہے قطعہ بجاے رستان شد خان اعظم ÷ دلے درزم شاہ شاہ کج رفت ÷ چو پرسیدم زدل تاریخ این سال ÷ بگفتا میرزا کو کہ بہ حج رفت ÷ اکبر نے یہ خبر سنکر شاہزادہ سلطان مراد کے نام مالوہ مین اِس مضمون کا فرمان بھیجا کہ گجرات مین جاکر اپنا قبضہ کرے اور بجاے اسمعیل قلی خان کے محمد صادق خان کو اُسکا وکیل مقرر کرکے دربار سے رخصت کیا اور بہروج کو قلیچ خان سے تغیر کرکے اُسکی جاگیر مین دیا انھین دنون مین زین خان کوکہ اور آصف خان نے جو سوداگر اور بجوپر کے پٹھانون اور جلالہ روشنائی کی تنبیہ کے لیے نامزد ہوے تھے بالکل اُن لوگون کو غنیمت رنابو کردیا اور جلالہ کے اہل وعیال اور اُسکے بھائی وحدت علی کو مع تمام اُسکے خاندان کے جو قریب چودہ ہزار آدمیون کے تھے قید کرکے دربار مین روانہ کیا سارے قیدیون کا حساب حد سے زیادہ ہے اِسی سال کی انتیسوین ذی قعدہ کو اکبر نے مالوہ کی حکومت میرزا شاہرخ کو عنایت کی اور شہباز خان کنبوہ کو جسے اکبر نے تین برس تک قید مین رکھا اور سات لاکھ روپیہ نقد اُس سے وصول کیے کانگڑہ کے قلعہ سے جہان وہ قید تھا بلاکر مالوہ کے انتظام کے لیے میرزا شاہرخ کا وکیل مقرر کیا اِسی سال کی سترھوین ذی قعدہ کو شیخ مبارک کے وفات پائی شیخ کے بیٹون نے اُسکی تعزیت مین سر اور ڈاڑھی اور مونچھین اور بھوین مُنڈائین ملا شاہ محمد شیخ فیضی نے یہ تاریخ اُسکی وفات کی نکالی ÷ فخر الکمل ÷ اور مصنف صاحب نے شیخ کامل ÷ مادہ نکالا اور مسئلہ جدید اِس چار ابرو کی صفائی کی تاریخ ہوئی آٹھوین محرم سنہ ۱۰۰۱ھ کو میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی جو ملک داور اور اُسکی نواحی کا حاکم تھا اور اُسکے بڑے بھائی مظفر حسین میرزا کے پاس قندھار اور کرمسیر کی حکومت تھی اپنے بھائی سے خفا ہوکر مع اپنے بیٹون اور حقیقی بھائیون اور تمام اہل وعیال کے اکبر کی ملازمت مین آیا حکیم علی الملک وغیرہ امیرون کو اکبر نے اُسکے استقبال کے لیے روانہ کیا اور بہت سے ڈیرہ اور فراش خانہ اور تیز خبر مصحوب اُسکے لیے بھیجا اور راجہ بھگوان داس اور زین خان کوکہ مع بہت سے امیرون کے حسب الحکم لاہور سے چار کوس اُسکے استقبال کے لیے گئے تھے وہ ملازمت مین آیا تو اکبر نے ایک کرور تنکہ نقد مرادی انعام مین دیکر

بیخبزاری کا منصب اور بلتان کی جاگیر اُسکو عنایت کی انھین دنون مین شیخ فیضی اور اُسکے چار مہینہ کے بعد
حکام دکن کے ایلچی دربار مین آئے چونکہ برہان الملک نے خاطر خواہ پیشکش نہ بھیجی تھی اسلیے اکبر نے آسیوین
محرم کو شاہزادہ دانیال خواہ اس مہم پر نامزد کرکے خانخانان اور راے سنگھ کو اُسکا وکیل مقرر کیا اور اور بہت سے امیر
بھی اُسکی ہمراہی کے لیے نامزد ہوے اور خانخانان کی بیٹی کے ساتھ شاہزادہ کا نکاح کرکے ایک جشن عالی ترتیب دیا
اور اسقدر زر نقد اور اسباب جہیز مین ملا کہ ایک لشکر کا سامان اُس سے ممکن تھا پھر تمام اسباب سلطنت
اور شان و شوکت کی علامتین شاہزادہ کو دیکر اس مہم پر رخصت کیا اور خود بھی اُسکے پیچھے پیچھے شکار کے ارادہ پر
سلطان پور کی ندی تک جو لاہور سے پچیس کوس ہے گیا وہان پھر اکبر کی راے بدلی اور شاہزادہ کو مراجعت کا
حکم دیا اور خانخانان کو بھی جو سرہند تک پہونچ گیا تھا اسی مشورہ کے لیے لوٹایا اور بالاستقلال اُسکو اُس لشکر کا
سردار کرکے دوبارہ رخصت کیا اور خود لاہور مین واپس آیا اسی سال مین جمعہ کے روز اٹھارھوین جمادی الثانی کو
شیخ عبداللہ و حضرت سیان شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی اور جان پاکیں شیخ داؤد کی وفات کی تاریخ
ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہان تک جو مین نے واقعات لکھے اُن سب کا ماخذ کتابطبقات اکبر شاہی ہے
جسکا تاریخی نام مین نے نظامی رکھا ہے اور اُسکے مصنف نے بھی پسند کرکے اپنی کتاب مین داخل کیا ہے اُسکے بعد
دو برس کے واقعات مین بطریق اجمال لکھتا ہون دوشنبہ کے دن اٹھائیسوین جمادی الثانی سنہ ایکہزار دو کو
تحویل آفتاب کی برج حمل مین ہوئی اور اکبر کے جلوس کو اُنتالیسوان سال شروع ہوا اس مرتبہ بھی بدستور
سابق نوروز کے اٹھارہ دنون مین بڑے جشن رہے اور نئے نئے حکم نکلے اُنمین سے ایک یہ تھا کہ کوتوال تمام
شہر کے محلون اور گھرون سے خبردار رہے اور ہر ہر محلہ سے اس بات کا چکلکہ لکھوالے کہ جو شخص تاجر یا سپاہی یا اور کوئی
پیشہ ور اُنکے محلہ مین نیا وارد ہو اُسکے حال سے خبردار رہین اور کسی مفسد اور چور کو اپنے محلہ مین نہ رہنے دین
اور جس کسی کا خرچ اُسکی آمدنی سے زیادہ دیکھین اُسکا حال کوتوال کی معرفت عرض کرین کیونکہ ضرور یہ
فضول خرچی اُسکی کسی ناواجبی روپیہ سے ہوگی اور خوشی اور ماتم خصوصاً نکاح اور ولادت اور خوراک روزمرہ کے
سب حالون پر ہمیشہ کوتوال کو مطلع کرتے رہین اور کوتوالی کے سپاہی سب محلون اور کوچون اور بازارون اور
گھاٹون پر متعین رہین اور رستون کا ایسا انتظام ہو کہ کوئی شخص چھپ کر بھاگنے نہ پاوے اور سوداگر بھی
بلا اجازت اپنا مال نہ شہر مین لاوین نہ لیجاوین چاندی اور سونے اور ریشمی کپڑون کا ایک نرخ معین کیا تاکہ سب لوگ
بادشاہی نرخ سے خریدین اور اُسکا نفع خزانہ مین عائد ہو اور جو شخص مرے اُسکے مال پر ایک محافظ مقرر

ہوتا کہ بعد تحقیق کے اگر اُسکے ذمہ کچھ سرکاری قرضہ نکلے یا وہ شخص کروری یا عملدار یا فوطہ دار ہو تو اُسکا مال ضبط کیا جاوے ورنہ اُسکے وارثوں کو دیا جاوے اور جب تک وارث وغیرہ بیت المال اجازت نہ دیوے تب تک کسی مُردہ کو دفن نہ کرین اور اگر کوئی دہینہ مریدون مین سے مرے تو اُسکی گردن مین کچھ کپڑا غلہ اور کچھ اشرفیان باندھ کر دریا مین ڈال دین اور جہان دریا نہو جلادین یا خطائیون کے دستور کے موافق کسی پڑ مین باندھ دین اور قبرستان بھی تعظیم آفتاب کی غرض سے شہر کے مشرق کی سمت مقرر ہوا اور جب نکاح کرنا منظور ہو تو عوام الناس کی لڑکی لڑکا کو توالی کے چبوترے پر جاکر کوتوال کے گماشتون کی نظر سے گذرین اور وہ اُنکی عمرون کی خوب تحقیق کرلین بغیر اسکے ہرگز نکاح نہوان معاملات مین کوتوالی کے لوگون کو اسقدر روپیہ رشوت کا ملتا تھا کہ جسکا حساب نہین اور جو عورت عمر مین بارہ برس اپنے خاوند سے بڑی ہو اُسکے ساتھ اُسکا شوہر جماع نہ کرے بلکہ کسی اور عورت کے ساتھ نکاح کرے اور جو عورت بے پردہ بازارون مین پھرتی ہو اور اسی طرح جو حیلہ گر عورت اپنے خاوند سے ہمیشہ لڑتی رہے وہ منڈیون مین جا ملے اور بھوک کی مبتلائی کے وقت ماں باپ کو اختیار ہو کہ اپنے بچون کو بیچ ڈالین اور جب پھر مقدرت حاصل ہو تو روپیہ دیکر چھڑا لین اور اگر کسی ہندو کو لڑکپن مین زبردستی مسلمان کر لیا ہو تو اگر وہ چاہے تو پھر اپنے باپ دادے کے دین مین چلا جاوے کوئی جبر اُسپر نہ کرسکے اور جو کوئی جس دین سے چاہے دوسرے دین مین انتقال کرے اور اگر کوئی ہندو عورت کسی مسلمان پر عاشق ہو کر مسلمان ہو جاوے تو اُسکو جبراً پھر اُسکے اہل و عیال کے سپرد کر دین بتخانہ اور آتشکدہ وغیرہ بنانے مین کوئی کسی سے مزاحمت نہ کرسکے یہ احکام جو مجملاً لکھے گئے دینیات سے متعلق تھے تفصیل انکی احاطۂ بیان سے باہر ہے پھر احکام ملکی و مالی تفصیل سے کہان بیان ہوسکتے ہین کسی قدر ابوالفضل نے اکبرنامہ کے دوسرے دفتر مین لکھے ہین تاریخ الفی کے دو دفتر ملا احمد تتہ رافضی نے اور تیسرا آصف خان نے لکھے تھے اکبر نے مصنف صاحب کو اُسکے مقابلہ اور تصحیح کا حکم دیا چنانچہ اُنھون نے ملا مصطفےٰ کاتب لاہوری کے اتفاق سے ایک دفتر اُسکا درست کرکے شرف آفتاب کے دن پیش کیا اکبر نے اُسکو بہت پسند کیا اور کہا کہ چونکہ ملا احمد نے یہ تاریخ متعصبانہ لکھی ہے اسواسطے دوسرے دفتر کو بھی تم ہی صحیح کرو مصنف صاحب نے ایک سال مین اُسکا بھی مقابلہ کیا اور اس خوف سے کہ کہین تعصب کی تہمت اپنے پر بھی نہ لگائی جاوے سوائے اسکے کہ کہین سنون کی ترتیب مین کچھ ضربط دیا اور کچھ اُس کتاب مین تعرض نہ کیا انھین دنون مین شیخ فیضی ملک الشعرا نے ایک تفسیر قرآن کی سواطع الالہام نام لکھی جسکی ضخامت بقدر پچھتر جزو کے تھی اور اول سے آخر تک غیر منقوط تھی نو نقطے غیر منقوط اسکی تاریخ مین بھی لکھے اور چند جزو اسکی شہرت کے لیے عرب مین بھیجے

اِسی سال مین فیضی نے اُسکی نظر ثانی کی ۔ امرار ثانی اُسکی تاریخ ہے تمام عالمون نے اِسکی تقریظ مین بہت سی عبارتین لکھین چنانچہ شیخ یعقوب کشمیری نے بھی عربی مین بہت سی عبارت اُسپر لکھی اور مبان امان اللہ سرہندی نے یہ تاریخ لکھی ۔ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِی کِتَابٍ مُّبِینٍ ۔ اور سید محمد جعفر رسُمائی نے سورہ اخلاص بتبدیل بسم اللہ کے اُسکی تاریخ مین نکالی اور مصنف صاحب نے یہ ماذہ نکالا مِنْ حَسَنِ الْتِفَاسِیْرِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ عِلْمُ الْقُرْاٰنِ اور ایک بہت سی تقریظ بھی اُسپر لکھی فیضی نے جو اُسکی تاریخین لکھی تھین اُنمین سے بعضے فقرے یہ ہین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُحْصِلِ الْمَرَامِ اَکْمَلِ سَوَاطِعِ الْاِلْہَامِ اَلْمُحَرِّرِ وَحْدَہٗ لِاَطْرَاسِ الْکَلَامِ مُحَمَّدٌ وَّاٰلِہٖ اَلْکَلَامُ اللّٰہِ اَلْاَوَّلُ وَرَدَ اَسْرَارُہٗ وَتَمَوَّجَ اَنْوَارُ اللّٰہِ عُلُوًّا ۔ ماہ صفر سنہ ۱۰۰۱ ایک ہزار دو مین خواجہ ابراہیم حسین احدی نے جو مصنف صاحب کے بڑے دوستون مین تھے وفات پائی ۔ اور خواجہ ابراہیم حسین کے مرنے کی تاریخ ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اسی سال مین ایک قرآن خط نسخ مین بہت جلی اور خوش خط لکھکر تمام کیا اور اُسکی لوح اور جدول درست کرکے حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ جھنجی والے کے روضۂ مبارک مین وقف کرکے بھیجدیا اسی سال سترھوین ذی قعدہ کو محمد قاسم خان میر بحر اور میرزا محمد زمان جو میرزا شاہرخ کا داماد تھا کابل مین مارے گئے تفصیل اُسکی یہ ہے کہ جب محمد زمان میرزا سفر حج سے واپس ہوکر بدخشان مین آیا بدخشان والے اوزبکون کے ظلم سے نہایت عاجز ہوگئے تھے اس وجہ سے اُنھون نے محمد زمان کو اپنا سردار بنا کر اس امید پر کہ جب ضرورت ہوگی ہندوستان سے مدد ملیگی اوزبکون سے مقابلہ شروع کیا لیکن بے سبب اُنکی کبھی بن نہ آئی اوزبکون نے بہت سا لشکر لیکر محمد زمان پر حملہ کیا وہ حتی المقدور کئی برس تک اُنسے لڑتا رہا آخر مجبور ہوکر چودہ پندرہ ہزار آدمیون کے ساتھ ہندوستان کو روانہ ہوا جب نواحی کابل مین پہونچا تو اُسنے اِس قصد کو ملتوی کرکے بعضے آدمیون کے بہکانے سے اُس ملک مین سرکشی کا ارادہ کیا تب محمد قاسم خان حاکم کابل کے آدمیون نے اُسکو گرفتار کرلیا مگر محمد قاسم خان اُسکے ساتھ بڑی تعظیم سے پیش آیا اور اُسکے سارے آدمیون کو گھوڑے اور خلعت اور کچھ کچھ خرچ عنایت کیا اور دو سو سوار اُسکے ہمراہ کرکے یہ ارادہ کیا کہ میرزا کو لاہور کی طرف روانہ کردے اسی اثنا مین محمد قاسم خان کے بعضے نوکر جو بدخشی اور کابلی تھے میرزا سے متفق ہوگئے اور دوپہر کے وقت محمد قاسم خان کی حویلی کا دروازہ توڑ کر اندر گھس گئے اور محمد قاسم خان کی خوابگاہ مین اُسکو قتل کرڈالا محمد قاسم خان کا بیٹا محمد ہاشم قلعہ کے باہر رہتا تھا

اُسنے اپنے باپ کے پوسیون اور بعضے شاگرد پیشہ ون کو اپنا متفق کرکے محمد زمان کا محاصرہ کیا ایک رات دن تک
بڑی لڑائی رہی آخر محمد زمان قتل ہوا اور اُسکا سر کاٹ کر اکبر کے پاس بھیجدیا اکبر نے محمد قلیچ خان کو جو چندو
جملۃ الملکی کے منصب پر رہا تھا کابل کا حاکم کرکے بھیجدیا انھین دنون مین خواجہ شمس الدین محمد خوافی
دیوان کُل مقرر ہوا اور آصف خان بخشی کو کشمیر کی طرف وہان کے معاملات کی تحقیق کے لیے روانہ کیا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس سال مین چونکہ مجھپر ایک بہت سے حادثہ آئے اس سبب سے اللہ تعالے
نے فسق و فجور سے مجکو توبہ کی توفیق عنایت کی اور لفظ استقامت سے اُسکی تاریخ ہی اور ملک الشعرا شیخ فیضی نے
یہ تاریخ نکالی لقد تاب شیخی عن الخوبۃ و تاریخہ سابق التوبۃ ۱۰۰۱ ہجری اسنہ ۱۰۰۱ محرم سنہ ایک ہزار مین
مین اکبر نے شیخ فرید بخاری کو جو بخشیگری مین آصف خان کا شریک تھا حکم دیا کہ کوہستان شمالی مین
جاکر وہان کے مفسد راہزن کو حسب الطاعت مین لاوے اور موافق جمعیت کے ہر ایک سے پیشکش
لیوے اسی سال مین اکبر راوی ندی سے عبور کرکے اُس نواحی مین چند روز تک سیر و شکار مین مصروف رہا
انھین دنون مین اکبر نے فیضی کو پنج گنج تصنیف کرنے کا حکم دیا چنانچہ اسنے پانچ مثنوی یا کچھ کم و بیش مین
ملدن کا قصہ جو دونون عاشق و شوق تھے اور یہ قصہ ہندوستان مین بہت مشہور ہی نظم کیا اسمین
چار ہزار دو سو سے کسی قدر زیادہ شعر ہین فیضی نے کئی ہزار روپیہ کے ساتھ یہ کتاب نذر کی اکبر نے اسکو بہت
پسند کرکے اُسکی کتابت کا حکم دیا اور بہت سی تصویرین کھچوائین اور نقیب خان کو حکم دیا کہ اسکو بھی
نمبروار ہمارے سامنے پڑھا کرو مطلع اُس کتاب کا یہ ہی ای درتگ ریوہ تو آغاز و عنقای نظم
بلند پرواز یہ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ واقع مین وہ مثنوی ایسی ہی کہ ہندوستان مین بعد امیر خسرو کے
کسی نے ایسی مثنوی نہین لکھی انھین دنون مین میرزا نظام الدین احمد کو اکبر کے مزاج مین بہت دخل ہوگیا
اور چونکہ اُسنے اپنے مہمات کے کام بڑی خوبی سے انجام دیے تھے اس وجہ سے اکبر نے بڑی عمنایتین کرکے اُسے
مخصوصون مین شامل کیا قلیچ خان سے اُسکو بہت رنج تھا اسلیے اکبر نے اُسکی خاطر سے قلیچ خان وغیرہ کو
جو دربار سے کبھی جدا نہوتے تھے دور دور کے ملکون مین بھیجدیا یہ زمانہ نظام الدین احمد کی عین ترقی کا تھا
یکایک پینتالیس برس کی عمر مین تپ محرقہ کے عارضہ سے اسی سال کی تیسوین صفر کو انتقال کیا اُسکے
جنازہ کو لشکر سے لاکر لاہور مین اُسکے باغ مین دفن کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ کوئی ایسا شخص نہ تھا
جو اُسکے جنازہ پر اُسکو یاد کرکے نہ روتا ہو خصوصاً مجکو بڑی خصوصیت اُس سے تھی اس وجہ سے میرا اُسکی

مفارقت مین بُرا حال ہوا اور یہ تاریخ اُسکی وفات کی مین نے لکھی ؎ رفت مرزا نظام دین احمد + سوے عقبیٰ وُجہت وزیبا رفت + جوہر اوز سکہ عالی بود + در جوارِ ملک تعالیٰ رفت + قادری یافت سال تاریخش + گوہر بے بہاز دنیا رفت + انھین دنون مین اکبر نے شیخ فرید بخاری کو جسے کوہستان سوالک کے ضبط کرنے کے لیے روانہ کیا تھا خدمت بخشیگری کے لیے جو اُسپر متعین اور منحصر ہو گئی تھی بُلا لیا اور قاضی حسین قزوینی کو بجاے اُسکے نامزد کیا انھین دنون مین اعظم خان مکہ کے شریفون سے بڑی تکلیفین اُٹھا کر اور ساری اپنی آن تان برباد کر کے سفر حج سے واپس آیا اور مُریدون مین داخل ہو کر سجدہ اور لوازم ارادت و اخلاص بجا لایا اور ڈاڑھی بھی دور کی دا کبر کے ہم زبانیون مین سب پر بڑھ گیا صوبہ غازی پور اور حاجی پور اُسکو جاگیر مین عنایت ہوا اور اکبری مذہب کے احکام ابو الفضل سے سیکھتا تھا اسی سال کی نوروز کو تحویل نوروزی واقع ہوئی اور اکبر کے جلوس کو چالیسوان برس شروع ہوا بدستور سابق سب آرایشین ہوئین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ نوروز سے دو دن پہلے اکبر نے مجکو جھڑوکے کے اوپر اپنے حضور مین طلب کیا اور میرے سامنے شیخ ابو الفضل سے خطاب کر کے میری نسبت کہا کہ ہم انکو ایک جوان صوفی منش سمجھتے تھے مگر یہ بڑے ہی متعصب نکلے ابو الفضل نے پوچھا کہ یہ انکی کس کتاب سے ثابت ہوا اکبر نے کہا کہ یہی رزمنامہ یعنی مہابھارت موجود ہے اور کل ہمنے نقیب خان کو بھی اس امر پر گواہ کر لیا ہے تب ابو الفضل نے کہا کہ اِنسے قصور ہو گیا اُسوقت مصنف صاحب نے آگے بڑھ کے عرض کیا کہ جو کچھ پنڈتون نے بتایا بعینہٖ وہی مین نے ترجمہ کر دیا ہے اگر کچھ اپنی طرف سے بڑھایا ہو تو البتہ قصوروار ہون ابو الفضل نے بھی یہی مدعا عرض کیا تب اکبر خاموش ہو رہا اور سبب اس اعتراض کا یہ تھا کہ مین نے مہابھارت کی یہ حکایت ترجمہ کی تھی کہ اہل ہند مین سے ایک اُستاد نے مرتے وقت حاضرون کو یہ وصیت کی کہ آدمی کو چاہیے کہ جہالت اور غفلت کو چھوڑ کر سب سے پہلے خدا کو پہچانے اور فقط علم بے عمل پر کفایت نہ کرے کیونکہ اسکا کچھ نتیجہ نہین ہوتا اور بُرائیون کو چھوڑ کر نیکی کا طریقہ اختیار کرے اور یقین جانے کہ ہر عمل کا کچھ بازپرس ضرور ہو گی اس مقام پر مین نے یہ مصرع لکھا تھا مصرع ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد اس معنی کو سوال منکر و نکیر اور حشر و نشر اور حساب اور میزان وغیرہ پر محمول کیا اور یہ اُسکے اعتقاد کے مخالف تھا کیونکہ وہ سوے تناسخ کے کسی چیز کا قائل نہ تھا اور مصنف صاحب نے اکبر کے مقربون کو یہ بھی سمجھایا کہ سب اہل ہند نیکیون کی جزا اور بُرائیون کی سزا کے قائل ہین اور اُنکا اعتقاد یہ ہی

کہ جب کوئی شخص مرتا ہی تو اُسکے نامۂ اعمال جو ایک موکل مدت العمر سے لکھا کرتا ہی فرشتہ قابض ارواح کے
سامنے جسکا بادشاہ عدل نام ہی پیش ہوتے ہین وہ اُسکی نیکی اور بدی کو دیکھکر ایک کو دوسرے پر ترجیح دیکر
یہ حکم دیتا ہی کہ اِس شخص کو اختیار ہی کہ چاہے اول اپنی نیکیون کے بدلے بہشت کی لذتین اُٹھالے پھر اپنے
گناہون کے بدلے دوزخ مین جاوے یا اِسکے برعکس قبول کرے جب یہ مدت تمام ہوجاتی ہی تو پھر اُسکو دنیا مین
لاکر ایسا قالب دیتے ہین جو اُسکے افعال کے مناسب ہو پھر وہ اِسی طرح مدت تک دورہ کرتا رہتا ہی یہانتک
کہ آخر کو نجات مطلق ملجاتی ہی اور اِس اوگنون سے چھوٹ جاتا ہی غرض یہ معاملہ خیریت سے گذر گیا اشرف
آفتاب کے دن اکبر نے خود بخود صدر جہان سے کہا کہ حضرت خواجہ اجمیری کے روضہ پر کوئی متولی نہین اگر ہم
مولوی عبدالقادر یعنی (مصنف صاحب) کو اِس خدمت پر مقرر کردین تو تمھاری راے مین کیسا ہی اُسنے
جواب دیا نہایت مناسب ہی مصنف صاحب بھی اِس خدمت ملجانے کی بڑی کوشش مین رہے کئی
عرضیان بھی لکھین مگر کچھ نتیجہ نہوا رمضان کی چاندرات کی شب مین صدر جہان نے عرض کیا کہ مولوی
عبدالقادر کی حضرت کے باب مین کیا حکم ہوتا ہی تو اکبر نے جواب دیا کہ یہان بھی اُنسے بہت کام متعلق رہتے
اور کبھی کبھی ہم اُنسے کوئی خدمت لیتے ہین وہان کے لیے کسی اور کو پیدا کرو اور اِسی کے قریب ایک روز
مصنف صاحب کے سامنے شیخ ابوالفضل سے کہا کہ اگرچہ عبدالقادر روضۂ خواجہ اجمیری کی خدمت کے
لائق ہین لیکن ہماری خاطر خواہ کتابون کا ترجمہ بھی خوب کرتے ہین اِسلیے ہم انکو اپنے پاس سے جدا کرنا
نہین چاہتے ہین شیخ نے اور سب حاضران مجلس نے اِس امر کی تصدیق کی اُسی روز حکم ہوا کہ ہندی کہانیون کی
کتاب جسکا ایک ٹکڑا سلطان زین العابدین بادشاہ کشمیر نے ترجمہ کرایا ہی اور اُسکا نام بحرالاسمار رکھا ہی اُسکے
بقیہ کا بھی ترجمہ کرو اور اُسکی جلد اخیر کو جسکی ضخامت ساٹھ جزو ہی پانچ مہینے کے عرصہ مین تمام کرو
اُنھین دنون مین ایک رات اکبر نے مصنف صاحب کو اپنی خواب گاہ خاص مین پاے تخت کے قریب بلایا اور
تمام رات صبح تک طرح طرح کی باتین اور قسم قسم کی حکایتین پوچھتا تھا پھر حکم دیا کہ جلد اول بحرالاسمار کی
جو سلطان زین العابدین نے ترجمہ کرائی ہی اُسکی فارسی پرانی غیر مشہور ہی اُسکو بھی از سر نو زبان مروجہ
مین ترجمہ کرو مصنف صاحب نے زمین بوس کرکے بدل وجان قبول کیا اکبر نے ملتفت ہوکر دس ہزار
تنکہ مرادی اور ایک گھوڑا انعام مین دیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یقین ہی کہ دو تین مہینے مین یہ کتاب
تمام ہوجائیگی اور اِسکے وسیلے سے مین وطن کی رخصت مانگونگا اِسی سال مین صدر و بہندیسے

حکیم عین الملک اور شہباز خان کی عرضیان آئین انکا مضمون یہ تھا کہ برہان الملک کو اسکی بدسلوکی کی وجہ سے لوگون نے قتل کر ڈالا اور اسکے بیٹے کو جسکی عمر بارہ برس کی ہے اسکی جگہ بٹھایا یہ سنکر فوراً اکبر نے ایک فرمان شاہزادہ سلطان مراد کے نام اور دوسرا خانخانان کے نام بھیجا کہ بہت جلد تسخیر دکن کی طرف متوجہ ہو اسی سال کے شروع ذی الحجہ مین شاہ بیگ خان کابلی قندھار کو گیا اور میرزا مظفر حسین حاکم قندھار ہمراہ قرا بیگ حاکم قندھار کے اکبر کی ملازمت حاصل کرکے ایک جواہر بیش قیمت مع اور بہت سی عمدہ چیزون کے پیش کیا اکبر نے بھی اسپر بہت سی مہربانیان کین شاہ بیگ خان نے داور مین جاکر ایک بڑی بھاری فوج ساتھ لیکر اوزبکون سے مقابلہ کیا اور انکو شکست دی اور اکثر انکے سردارون کو قتل کرکے جو باقی رہے انکو خلعت دیکر خلاصی بخشی کچھ لوگ بھاگ کر ایک قلعہ مین بند ہو گئے تھے بہت سی توپین مارکر اس قلعہ کو بھی فتح کیا پھر وہان سے آگے بڑھ کر گرم سیر پر بھی قبضہ کر لیا اسی سال مین اکبر نے صوبہ ٹھٹہ میرزا رستم کو حوالہ کیا اور ولایت سنبھل شیخ ابو الفضل سے نکال کر میرزا قندھاری کی جاگیر مین دی اور ملتان کو جو میرزا رستم کے ظلم سے بالکل تباہ ہو گئی تھی خالصہ کر لیا انھین دنون مین سعید خان مغل بنگالہ سے آیا اور بہت سے ہاتھی اور طرح طرح کا اسباب اور اس ملک کے عمدہ عمدہ تحفہ عیسیٰ خان وہان کے زمیندار کی طرف سے پیشکش لایا اسی سال مین شیخ یعقوب کشمیری صرفی تخلص دربار سے رخصت ہو کر وطن کو گیا اور وہان اسنے انتقال کیا اسی سال مین ذی الحجہ کی ستائیسوین شب کو حکیم عین الملک نے جو بطور رسالت کے راجہ علیخان کے پاس گیا تھا اسنے وہان سے ہنڈیہ اپنی جاگیر مین آکر پانچ مہینے بیمار رہکر وفات پائی تیسری محرم سنہ ۹۹۹ ایک ہزار چار کو حکیم حسن گیلانی نے جو ایک درویش منش اور بڑا خلیق آدمی تھا انتقال کیا انھین دنون مین شیخ موسیٰ گیلانی قادری ولد مخدوم شیخ حامد چھوٹا بھائی شیخ عبد القادر کا جو اجمیر مین سجادہ نشین ہین اکبر کی ملازمت مین آکر پانصدی کے منصب پر معزز ہوئے انھین دنون مین صدر جہان ہزاری کا منصب پاکر مع اپنے دونون بیٹون کے اکبر کے خاص مریدون مین داخل ہوا اور جب اسکو منصب ہزاری ملا تو عرض کیا کہ میری ڈاڑھی نسبت کیا حکم ہوتا ہے اکبر نے کہا رہنے دو اور اسی روز ملا تقی شستری جو آج کل حسب الحکم شاہنامہ کا ترجمہ نثر مین کیا کرتا ہے اور جب آفتاب کا ذکر آتا ہے تو جلت عظمتہ یا عزشانہ یا اور کوئی اس قسم کا لفظ لکھدیتا ہے اور شیخ زادہ گوسالہ خام خام بنارسی اور ملا شاہ محمد

شاہ آبادی اور صوفی احمد مطرب جو اپنے آپ کو حضرت غوث الثقلین رض کی اولاد مین منسوب کرتا تھا اکبر کے مرید ہوے اور سب نے صدی سے پانصدی تک کے منصب پائے اور ڈھیان بھی دو کروہ مورد عش عنایت اُنکی تاریخ ہے یہ احمد وہی ہے جو اپنے آپ کو شیخ احمد بکری مصری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید بلکہ خلیفہ کامل بتلاتا تھا اور کہتا تھا کہ مین شیخ کے اشارہ سے ہندوستان مین آیا ہون کیونکہ بارہا مجھسے کہا کرتے تھے کہ یا فتاح کو کچھ نغزش واقع ہوگی اور تو جاکر اُسکی دستگیری کرکے اُس مہلکہ سے نجات دیگا حالانکہ اب یہان معاملہ برعکس ہوگیا کہ سالہ بنارسی شیخ ابوالفضل کے وسیلہ سے تقرب کے مرتبہ پر پہنچکر تری بنکاری اور حیلہ گری سے بنارس کا کروری ہوگیا تھا اور وہان وہ ہوش سے باہر ہوکر ایک رنڈی پر عاشق ہوا احمد بھی جسکا ذکر ابھی ہوچکا اُسی فاحشہ پر مائل تھا بنارسی نے اُسکو بہت سا روپیہ دیکر پہلے سوکل اُسکے مکان پر مقرر کیے رنڈیون کے دارو غہ نے اس امر سے اکبر کو مطلع کیا چنانچہ اُسنے ایک شب نوروز کی مجلس مین احمد سفلی اور مُلّا شاہ محمدؒ کی دوصدی کی جاگیر کو جو دہن کوہ مین تھی اور اُسمین دونون شریک تھے تغیر کیا اور بنارسی کو بھی بُلا لیا ملک الشعرا شیخ فیضی نے جو چھ مہینے سے سخت بیمار تھا اور حنین الصفر اور استسقا اور ہاتھ پانون کا ورم اور خون کی قے اور طرح طرح کے امراض متقضاد اُسکو عارض ہوگئے تھے دسوین صفر کو انتقال کیا اور چونکہ اُسکو مسلمانون کی ضیافت رات دن کتابون سے بہت سا غلط تھا حالت نزع مین اُسکے مُنھ سے بعینہ ایسی آواز نکلتی تھی کہ جیسے کتے بھونکتے ہین اور دین اسلام سے ایسا اُسکو انکار تھا کہ مرتے وقت بھی ایک عالم شرع سے اُسنے وہی الحاد کی بہت سی گفتگو کی جسپر پہلے سے جما ہوا تھا اُسکی تاریخ یہ ہے ؎ وہی فلسفی و شیعی و طبیعی و دہری اور ایک مادہ یہ ہے کہ قاعدہ الحاد شکست ۔ حالت نزع مین اکبر بھی اُسکی عیادت کو گیا تھا اور اُسکا سر اُٹھا اُٹھا کر کئی مرتبہ چلایا کہ شیخ جیو حکیم علی کو ہم ساتھ لائے ہین کچھ بولتے نہین جب اُس سے کچھ نہ بولا گیا تو اکبر نے بیتاب ہوکر اپنی پگڑی زمین پر پھینکدی اور ابوالفضل کی کچھ تسلی کرکے چلا آیا تھوڑی دیر کے بعد خبر آئی کہ وہ مرگیا تھوڑے دنون کے بعد حکیم ہمام نے بھی چھٹی سے لاہور کو انتقال کیا ساتوین کو کمالائی صدر مرگیا ان دونون کے مال اُسی وقت ضبط ہوگئے اور وہ بیچارہ کفن تک کے محتاج رہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اکبر کے زمانہ سے آج تک کے واقعات یہی تھے جو مین نے مختصر طور پر لکھکر چھٹی صفر سنہ ایک ہزار چار اکبر کے جلوس کے چالیسوین سال مین تمام کیے جو کچھ لکھا ہے

اپنی دانست مین صحیح لکھا ہی لیکن اگر نظر تفصیل سے دیکھیے تو دریا مین سے ایک قطرہ ہی اگر کسین سنون کی ترتیب مین کچھ تقدیم و تاخیر ہوگئی ہو تو وہ غلطی تاریخ نظامی کی ہوگی جو اس کتاب کی اصل ماخذ ہی

ذکر اولیاے عہد اکبر شاہی

میان حاتم سنبھلی یہ بڑے عالم تھے مدتون انواع علوم کا فیض انکی ذات سے جاری رہا کمالات صوری و معنوی انمین جمع تھے تحصیل علم کے زمانہ مین یکایک حال انپر غالب ہوا اور قیل و قال ظاہری کو ترک کرکے اپنے اُستاد شیخ عزیز اللہ ولنکمند طلبنی رحمۃ اللہ علیہ کے جو بڑے عالم ربانی و ولی کامل تھے مرید ہوے اور کچھ طریقہ سلوک کے شیخ علاء الدین چشتی دہلوی قدس اللہ سرہ کی خدمت مین حاصل کیے اور ان دونون بزرگوارون سے طالبون کی تکمیل اور تعلیم کی اجازت لی ابتداے جدیہ مین دس برس تک سنبھل اور امروہہ کے جنگلون مین سر و پا برہنہ پھرتے رہے اس عرصہ مین کبھی انکی بستر کو پیٹھ نہ لگی نہ سرنے تکیہ سے آرام پایا ذوق سماع انکی طبیعت پر غالب تھا جب کچھ گفتگو کرتے یا مسکراتے تو بے ساختہ لفظ اللہ انکی زبان مبارک سے نکل جاتا تھا کیفیت کا انپر ایسا غلبہ ہوگیا تھا کہ بہت سا راگ سننے کی تاب نہ تھی تھوڑے سے ہی نغمہ پر بے اختیار ہو جاتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب میری بارہ برس کی عمر تھی تو سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ مین اپنے والد ماجد کے ساتھ سنبھل کو گیا تھا اور وہان انکی ملازمت مین حاضر ہوا اور قصیدہ بردہ مین نے انکی خانقاہ مین یاد کیا اور انسے اجازت حاصل کی اور فقہ حنفی مین کتاب کنز کے بھی چند سبق انسے تیمناً پڑھے اور انکے مریدون مین داخل ہوا انھون نے میرے والد سے فرمایا کہ ہمنے تمھارے لڑکے کو کلاہ و شجرہ اپنے اُستاد میان شیخ عزیز اللہ کی طرف سے اسلیے دیا ہی کہ علم ظاہری سے بھی فائدہ اُٹھا دے حضرت ممدوح سنہ ۹۶۰ نو سو اٹھہتر مین جوار قرب ایزدی مین پہونچے + درویش دانشمند + انکی وفات کی تاریخ ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ چونکہ میرے والد سے انکو ایک نسبت خاص تھی اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حسن اتفاق سے اسی روز انھون نے بھی وفات پائی شیخ جلال تھانیسری شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے بہت دنون تک علوم دینیہ کا افاضہ کرتے رہے آخر علوم رسمیہ کو چھوڑ کر گوشہ نشینی اختیار کی اکثر اوقات شریف انکے ختم قرآن مجید اور نوافل اور درود اور دعا مین مصروف ہوتے تھے اور عمر انکی نوے برس کی ہوگئی تھی نہایت

نحیف و ضعیف تھے فقط پوست و استخوان باقی تھا اگرچہ بیٹھنے اور حرکت کرنے کی قوت نہ تھی اور ضعف کی
وجہ سے ہر وقت تکیہ لگائے لیٹے رہتے تھے مگر جب اذان سنتے فوراً اپنے دوسرے کی مدد سے کھڑے
ہو جاتے اور جوتیاں پہنکر عصا ہاتھ مین لیکر بذات خود آداب طہارت اور نماز کا اہتمام کرتے اور جب
اُس سے فارغ ہوتے تو پھر موافق معمول کے بستر پر آکے لیٹ جاتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
مین دو مرتبہ اُنکی خدمت مین حاضر ہوا اول مرتبہ سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ مین جب وہ تھانیسر کے معافیداروں کی
سفارش کے لیے آگرہ مین تشریف لائے تھے اور دوسری مرتبہ سنہ ۹۸۱ نو سو اکاسی مین حسین خان کے
ساتھ تھانیسر مین جس زمانہ مین وہ الغ میرزا کے تعاقب مین جاتا تھا اور اُنکو دیکھا تو گویا ایک نور کا
تودہ مجسم تھے سنہ ۹۸۹ نو سو نواسی مین اُنھون نے اِس جہان فانی سے رحلت کی شیخ محمد غوث گوالیاری
یہ شیخ ظہور اور حاجی حضور عرف حاجی حمید کے مرید تھے سلسلۂ شطاریہ مین اُنکی نسبت سلطان العارفین
شیخ بایزید بسطامی قدس اللہ روحہ تک پہونچتی ہے بارہ برس تک کوہ چنار اور اُسکی نواحی
مین سخت ریاضتین کرتے رہے غارون مین مسکن بنایا تھا اور فقط درختون کے پتے غذا تھی علم
دعوت اسماء مین بڑے مقتدا اور صاحب تصرف تھے اِس علم کی اجازت اُنھون نے اپنے بڑے بھائی
شیخ پھول سے جو صاحب کرامات و خوارق تھے حاصل کی تھی ہمایون بادشاہ ان دونون بزرگوارون کا نہایت
معتقد تھا اور جو خلوص اُسکو اِنسے تھا کسی سے نہ تھا طریقہ دعوت اسماء کا بھی اِنسے سیکھا کرتا تھا جب شیر شاہ کا
زمانہ آیا تو اُسنے شیخ ممدوح کو ایذا دینی شروع کی اِس سبب سے اُنھون نے گجرات کا سفر اختیار کیا وہان کے
سب حکام اور سلاطین بھی اِنکے بڑے معتقد ہوے اور میان شیخ وجیہ الدین جو بڑے عالم اور عامل
تھے اِنکی اطاعت کے حلقہ مین داخل ہوے یہ سب اِنکے کمالات کا ظہور تھا بہت سے نامی مشائخ دہلی
اور گجرات اور بنگالہ مین اِنھین کے فیض یافتہ ہین اور ابھی تک اُنکے کمال کا اثر باقی ہے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے سنہ ۹۶۰ نو سو ساٹھ مین اُنکو آگرہ کی بازار مین دیکھا تھا سوار ہوے جاتے تھے اور اِس قدر
ازدحام اُنکے گرد تھا کہ گویا راستہ بند ہو گیا تھا اور بار بار دائین بائین وہ لوگون کو سلام کا جواب اِس قدر
جھک جھک کر دیتے تھے کہ اُنکی پیٹھ قریب زین تک پہونچتی تھی اُسی سن مین گجرات سے آگرہ مین آئے تھے
اور اُنھون نے بہت سے وسیلہ اور واسطے پیدا کر کے صفر سن مین اکبر کو ترغیب و تحریص دیکر اپنے مریدون
مین داخل کیا مگر تھوڑے دنون بعد اکبر اُنکا منکر ہو گیا جب خانخانان بیرم خان اور شیخ گدائی سے اُنکی

موافقت نہوئی اس وجہ سے آزردہ ہوکر گوالیار کو چلے گئے اور مریدون کی تعلیم مین مصروف ہوے وہان
اُنھون نے ایک خانقاہ بنوائی اور سماع اور سرود کے شغل مین مصروف رہتے تھے علم تصوف مین کئی
کتابین بھی تصنیف کین فقیری کے لباس مین یہ شخص بڑا صاحب جلال تھا ایک کروڑ تنکہ انکی یومیہ معاش
مقرر تھی جو کوئی انکے پاس آتا تھا اگرچہ کافر ہو تعظیم کو کھڑے ہوجاتے تھے اس حرکت پر سب فقرا نے پرملامت
کرتے تھے خدا جانے اُنکی کیا نیت تھی شعر چون ردّ و قبول ہمہ در پردۂ غیب است ✣ زنہار کسی را نکنی عیب کہ عیب است
نشۂ نوسو ستر مین اُنھون نے اسّی برس کی عمر پاکر آگرہ مین وفات پائی گوالیار مین دفن ہوے سخاوت
اُنمین حد سے زیادہ تھی مشہور ہی کہ کبھی لفظ من اُنکی زبان پر نہ گذرتا تھا اور ہمیشہ اپنے آپ کو فقیر کہکے بولتے تھے
یہان تک کہ جب کسی کو غلہ دینا منظور ہوتا تھا تو یون کہا کرتے تھے کہ اس قدر سیم و نون فلانے شخص کو دیدے
تاکہ من کا لفظ زبان سے نہ نکلے شیخ برہان الدین یہ بڑے زاہد اور متوکل اور متقی و تعلقات سے محض آزاد اور
صاحب استغنا اور گوشہ نشین تھے مشہور ہی کہ اُنھون نے تین روز مین میان آلہ داد بارہی والہ کی صحبت سے جو
ایک واسطے سے سید محمد جونپوری کے مرید تھے سب فیض حاصل کیا اور کمال کے درجہ کو پہونچ گئے
ریاضت بھی اُنھون نے بہت کی تھی اور حضور قلب خوب حاصل تھا پچاس برس تک اُنھون نے بالکل
حیوانات کا اور سواے اسکے اور اکثر کھانون کا ترک کیا تھا فقط کسی قدر دودھ اور شیرینی پر اکتفا کرتے تھے
آخر عمر مین پانی بھی چھوڑ دیا تھا بالکل ایک ہئیت روحانی نظر آتے تھے کالپی مین ایک نہایت تنگ و
تاریک اُنکا حجرہ تھا اُسی مین ہمیشہ ذکر اور فکر اور مراقبہ مین مشغول رہتے تھے پاس انفاس موافق طریقہ
مہدویہ کے اُنکا معمول تھا اور اگرچہ علوم عربیہ مین سے شیخ نے کچھ نہ پڑھا تھا مگر قرآن کی تفسیر بہت اچھی طرح
بیان کرتے تھے کشف قلوب بھی اُنکو بہت اچھی طرح حاصل تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین ۹۶۰ھ
نوسو ساٹھ مین سفر چنار سے واپس آتا تھا رات کے وقت شیخ کی ملازمت مین حاضر ہوا اُنھون نے
بڑی بڑی بلند باتین کین اور اثناے گفتگو مین کچھ اپنے ہندی کے شعر جنمین وعظ و تصوف اور ذوق اور
توحید اور تجرید کا مضمون تھا پڑھے دوسرے دن مہر علی سلہ دز جسکے مزاج مین باوجود درویشی و سستی کے
ظلم اور مردم آزاری بہت تھی مصنف صاحب کے ساتھ اُنکی ملاقات کو گیا اتفاقاً اُسنے سوا
ہونے سے تھوڑی دیر پہلے اپنے نوکرون کو بہت سی مار پیٹ کی تھی اور فحش گالیان دی تھین
شیخ نے پہلے ہی ملاقات مین یہ حدیث پڑھی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ

من لسانہ ویدہ۔ یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان وہ ہی جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمانون کو ایذا نہ پہونچے اور اسی تقریب مین اُنھون نے بہت سے نکتہ بیان کیے مہر علی نے سمجھکر بہت سی عذرخواہی کی اور ندامت اور خجالت ظاہر کی اور دعا کا التماس کیا اور کسی قدر نذر پیش کی مگر قبول نہوئی شیخ ممدوح نے سو برس کی عمر پاکر سنہ ۹۷۰ نو سو ستر مین وفات پائی مصنف صاحب نے یہ تاریخ اُنکی لکھی ع دل گفت کہ شیخ اولیا بود۔ اور اُنکی وصیت کے بموجب حجرہ مین اُنکو دفن کیا شیخ محمد کنبو سنبھلی یہ قادریہ کے سلسلہ مین بڑے صاحب ذوق و وجد تھے ابتداے حال مین اُنھون نے ریاضت اور مجاہدہ بہت کیا تھا آواز بھی اُنکی بہت اچھی تھی جب اُنپر کیفیت غالب ہوتی تھی تو کچھ گایا کرتے تھے اُس وقت سب حاضرین مجلس پر رقت طاری ہوتی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ابھی تک میرے دل مین اُس سماع کا اثر باقی ہے ابتداے حال مین علوم ظاہری کا کسب بھی کرکے کچھ دنون افادہ فرمایا ہمیشہ عشق مجازی کا بھی تعلق رکھتے تھے اِس معاملہ مین بھی اُنکو بڑی بیتابی اور اضطرابی رہتی تھی اِسی سبب سے شیخ محمد عاشق مکا نام مشہور تھا سنہ ۹۸۵ نو سو پچاسی مین اُنھون نے ملک آخرت کو رحلت کی ۶ اور ششم از شوال ۶ اُنکی وفات کی تاریخ ہے شیخ فخرالدین یہ ایک پیر نورانی متوکل صاحب خلوت و عزلت تھے ریاضت بھی بہت کرتے تھے اپنے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے ہر جمعہ کو اُنکی خانقاہ مین صوفیون کا مجمع ہوتا تھا اور مجلس سماع کی منعقد ہوتی تھی اور کوئی کیسا ہی سماع کا منکر ہو مگر اُسکو بھی حال آجاتا تھا شیخ کا وجد اور لوگون مین بڑا اثر کرتا تھا جب اُس مجلس سے فارغ ہوتے تھے تو دسترخوان بچھتا تھا بادشاہ فقیر سب اُنکی مجلس مین برابر تھے بیرام خان خانخانان بھی ہمیشہ جمعہ کی نماز اُنھین کی مسجد مین پڑھا کرتے تھے اور اُنکی صحبت کے اثر سے اُسپر بھی بڑی رقت طاری ہوتی تھی اور بیٹھنے اور اُٹھنے اور کھانا کھانے مین کچھ اور لوگون سے اُسکو امتیاز ہوتا شیخ عزیز اللہ اِنمین معرفت الٰہی اور محبت کا بڑا اثر تھا اور نہایت سوز و گداز اور صفائی قلب اُنکو حاصل تھی بڑے صاحب ذوق تھے رات دن رویا کرتے تھے اگر ذرا گانے کی بھنک اُنکے کان مین پڑجاتی تھی تو ایسے بیتاب ہوجاتے تھے کہ گویا آگ لگ جاتی تھی صبح و شام سماع کی مجلس اُنکی معمول تھی اُس وقت اگر پتھر پر بھی اُنکی نظر پڑجاتی تھی تو گویا موم سے زیادہ نرم ہوجاتا تھا اپنے پدر بزرگوار شیخ حسن کے مرید تھے اپنے بڑے بھائی شیخ محمد حسن سے بھی جو شیخ مان پانی پتی کے پیر تھے کچھ فیض حاصل کیا تھا عجز و انکسار اُنکے مزاج مین بہت تھا اور اگر بالفرض حیلہ مین بھی وہ

ہوتے اور کوئی محتاج شخص کسی کافر سے بھی اُنکی سفارش چاہتا تو گو کتنی ہی مسافت بعید پر ہو پیادہ یا بے تکلف چلے جاتے تھے اُسکی حاجت روائی کرتے تھے اور پھر اپنے گھر آکر حجلہ مین بیٹھ جاتے تھے گویا اس کام سے چلہ اُنکا نہین ٹوٹتا تھا اپنی عبادت پر لوگون کی حاجت روائی کو مقدم جانتے تھے اگر کوئی کافر یا ظالم اول مرتبہ اُنکی سفارش نہین قبول کرتا تھا یا عمداً گھر سے نہین نکلتا تھا تو تمام دن اُسکے گھر منتظر بیٹھے رہتے تھے اور دوسرے دن بلا انکار پھر اُسکی مجلس مین جاتے تھے مطلق کدورت اُنکی خاطر مین نہ آتی تھی آخر وہ شخص خود شرمندہ ہوکر اُنکے پانون پر گر پڑتا تھا اور اُس فقیر کی حاجت پوری کر دیتا تھا ایک روز شیخ نظام الدین اولیا کے مزار پر موافق معمول کے مجلس سماع مین بیٹھے تھے ناگاہ ایک دیوانہ نے چیخ مار کر شیخ کو زانو پکڑ کر اُٹھایا اور سرنگون زمین پر دے مارا پگڑی بھی اُنکی پریشان ہوگئی مگر مطلق تغیر اُنکے مزاج مین نہ آیا اور اُسکے وجد و حال کا گمان کرکے معذور رکھا اُس دیوانہ نے دوبارہ یہی حرکت کی اُس وقت حاکم شہر نے اُسکو سزا دینے کا ارادہ کیا شیخ نے بہت عذر خواہی کی اور اُس دیوانہ کو اپنی حمایت مین لیکر کسی قسم کا آسیب اُسپر نہ آنے دیا شیخ ممدوح علوم ظاہری مین بھی کامل تھے تفسیر عرائس اور عوارف اور فصوص الحکم اور اُسکی شرحین ہمیشہ شاگردون کو پڑھایا کرتے تھے اُنمین سے ایک رسالہ عینیہ ہے جو اُنھون نے شیخ مان پانی پتی کے رسالہ غیریہ کے مقابلہ مین لکھا تھا اور اُسمین مسئلہ وحدت وجود کے بہت باریک نکتہ بیان کیے ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین خانخانان کی لڑائیان ہو رہی تھین مین بھی کئی برس اُنکے درس مین مستفیض رہا اور بہت سی کتابین اور تصوف کے رسالے سُنے ۱۰۳۵ نو سو پینتیس مین اُنکا انتقال ہوا اور قطب طریقت نماند اُنکی وفات کی تاریخ ہے اُنکی عادت تھی کہ اپنی تصنیف کتابون اور خطون مین ذرہ ناچیز عبد العزیز ہمیشہ اپنا نام لکھا کرتے تھے اتفاقاً ذرہ ناچیز بھی اُنکی وفات کی تاریخ کا مادہ نکلا شیخ سلیم چشتی یہ مخدوم شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین سے ہین اصل اُنکی دہلی سے ہے خلیفہ اور مرید خواجہ ابراہیم کے ہین جو چشتی نسبت مین خواجہ فضیل عیاض کی اولاد مین تھے خشکی اور تری کے راستے سے دو مرتبہ سفر حج کو گئے اور روم اور بغداد اور نجف اشرف وغیرہ مغرب کے شہرون کی خوب سیر کی حج کے موسم مین مکہ کو آجاتے تھے اور حج سے فارغ ہوکر پھر سیر و سفر مین مصروف ہوتے تھے چنانچہ اسی طرح اُنھون نے اپنی عمر مین بائیس حج ادا کیے چودہ اول مرتبہ اور آٹھ دوسری مرتبہ اخیر مرتبہ چار برس مکہ مین رہے اور چار برس

مدینہ مین مگر ہر سال ایام میلاد مین مدینہ مین اور موسم حج مین مکہ مین آجاتے تھے مرتبہ اخیر مین شیخ یعقوب کشمیری بھی اُنکے ساتھ تھے اُنھون نے مکہ مین پہونچنے کی یہ تاریخ نکالی ؎ شکر خدا را کہ بمحض کرم + منزل ما شد حرم محترم + ہر کہ بپرسید ز تاریخ سال + بگو بحمد اللہ دخلنا الحرم + اُن ملکون مین انکا نام شیخ الہند مشہور ہے شریعت مصطفوی پر قائم ہوکر اُنھون نے اِسقدر ریاضتین کین ہین کہ کسی شیخ کو کم نصیب ہونگی نماز پنجگانہ اُنکی طہارت اور غسل کے ساتھ جو ہر روز کا معمول تھا کبھی جماعت فوت نہوتی تھی جب شیخ مان پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اُنکی صحبت مین آئے تو اُنھون نے پوچھا کہ آپ مقصد پر کس طرح پر پہونچے تو اُنھون نے جواب دیا کہ طور ما دل بر دل ست اور بعضے منتخب التواریخ کے نسخون مین لکھا ہے کہ طور ما بر دل ست واللہ اعلم بہت سے مشائخ اُنکی صحبت سے کامل ہوکر اِن کے قائم مقام ہوگئے اُنھین مین سے ایک شیخ کمال انوی تھے جنکے دل مین عشق کی آگ بھڑک رہی تھی اور ایک شیخ پیارے بنگالی جو بنگالے کے شہرون مین بہت مشہور ہین اور ایک شیخ فتح اللہ ترین سنبھلی اور ایک شیخ رکن الدین اجودھنی اور ایک حاجی حسین جو اُنکے سب خلیفون مین عمدہ اور فتح پور مین اُنکی خانقاہ کے خادم تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب شیخ دوسری مرتبہ ہندوستان مین تشریف لائے تو مین نے سُنا تھا کہ اُنکو عربی عبارت مین بڑی مہارت ہے اِسلیے مین نے بھی ایک خط عربی مین اُنکو بدایون سے لکھکر بھیجا اور اُسمین دو تاریخین اُنکی تشریف آوری کی لکھی تھین جو پہلے مذکور ہوچکی ہین اُس مکتوب کی بعینہ نقل کیجاتی ہے **نقل مکتوب**

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ + شعر سَلَامٌ عَلٰی طَائِفِ الْکَعْبَۃِ + بِہٖ حَلَّ مَنْ فَاقَ کُلَّ الْاَنَامِ + سَلَامٌ عَلٰی عَالِمٍ مُنْزِلٍ + بِنَصِّ فَصَانَتْہُ حَجُّ الْاَکَارِمِ + اَتَحْفَتْ طَائِفَ دَعْوَاتٍ عَطِرَتْ نَسَائِمُہَا صَوَامِعَ جَوَامِعَ الْقُدْسِ وَبَلَّغَتْ صَحَائِفَ تَحِیَّاتٍ فَوَحَتْ رَوَائِحُ فَوَائِحِہَا صَحَائِفَ قَوَافِلِ الْاُنْسِ اِلٰی حَضْرَۃِ عَلَیْہِ وَسُدَّۃٍ سَنِیَّۃٍ ھِیَ مَسْجِدُ جِبَاہِ اَکَابِرِ الزَّمَانِ وَمُقْبِلُ شِفَاہِ قِیَاصِرَۃِ الدَّوْرَانِ الَّذِیْ لَا یُحِیْطُ الْوَھْمُ بِاِدْرَاکِ اَلْقَابِہٖ وَالْاَلْقَابُ مَطْرُوْحَۃٌ دُوْنَ بَابِہٖ جَنَابُ الشَّمْسِ مُسْتَغْنٍ عَنِ التَّعْرِیْفِ وَالتَّوْصِیْفِ اَعْنِیْ حَضْرَۃَ قُدْوَۃِ الْاَنَامِ مُقْتَدَی الْاَنَامِ شَیْخَ الْاِسْلَامِ لَازَالَ ظِلَالُہٗ مَمْدُوْدَۃً عَلٰی رُءُوْسِ الْعَالَمِیْنَ عُمُوْمًا وَعَلٰی مَفَارِقِ فَوْقِ الْمُسْتَفِیْدِیْنَ

المستضعفین خصوصا وما کانت ناشیة عن صدق النیة ومبعثة علی خلوص
الطویة التوقع تشرف القبول ومن الله الفوز بکل مامول ومسئول بعد اداء ما وجب
علی رقبة الرتبة وذمة المهجة فلیکن علی الضمیر المنیر والمرآت الغیبیة لا محالت
علی الخاطر الخطیر والسنجعل اللازمیة واضحا ان شدة ایام الفراق وجدة الم
الاشتیاق لا یندرج شطر شطر منها فی ظروف الحروف ولو ان ما فی الارض من
شجرة اقلام والبحر یمده فی مرور الزمان والصروف والقلب صدق شاهد لشهد
شعر الله یعلم ان النفس قد تلفت + شوقا الیک ولکن امیها + نظرت منک
یاسؤلی ویا املی + اشهی الی من الدنیا وما فیها + والعبد لم یستهما وسعی سعیا
تاما ان یحظی بملاقاته الشریفة ویستمع من مقالاته اللطیفة لکن التقدیر
لم یساعد التدبیر والعروج علی فلک العلی لیس بیسیر شعر ما کل ما یتمنی
المرء یدرکه + تجری الریاح بما لا تشتهی السفن + مع هذا الاعتماد
بشرائف الکرام الالهیة واثق والرجاء بلطائف النعم الغیر المتناهیة صادق
ان تنور العین بمشاهدة جماله کما ان القلب مملو عن ملاحظة جماله ان
الله مجیب غیر مجیب شعر وارجو من الله نیل المواهب + ولی لما یبتغی
العبد واهب + ولیس من کرمه البدیع بعید ان یقری بفاتحة فاتحة قد
یدعوني بدعوهم صالحة ولیس بحری ان یجری اسرد من هذا اقدام
القلم علی بساط الانبساط ویترنم وقاء العبارة علی غصن دوحة النشاط
والاقتصار علی هذا القدر اولی والاحتصار علی الدعاء انسب واحری
لازالت ذاته البالیة مصونة عن طوارق الحدثان ومامونة عن
بوارق الملوان شعر بقیت بقاء الدهر یا کهف اهله + وهذا دعاء
للبریة شامل + اجاب الله دعاء عبد له بحق من لا اتی من بعده

مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۰۷۲ نو سو چہتر میں شیخ اعظم بدایونی کے وسیلہ سے جو شیخ مذکور کی برادری کا
ایک شخص اور اسکا داماد بھی تھا میں شیخ مذکور کی ملازمت میں حاضر ہوا اثنائے گفتگو میں شیخ ممدوح نے پوچھا

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کی قبرون کی صورت حدیث مین کیا لکھی ہی مصنف صاحب نے
دو قول بیان کیے شیخ نے کہا کہ سہروردی نے واقعہ صاعقہ مین تینون قبرون کی صورت لکھی ہی اور ہمین
پہلے قول کو ترجیح دی ہی غرض مصنف صاحب دو روز موافق اُنکے اشارہ کے مع شیخ اعظم کے اُنکی خانقاہ
قدیم کے حجرہ مین رہے پھر وہان سے بساور کو چلے گئے بعد ازان ۹۷۸ نوسو اٹھتر مین کئی مرتبہ
اُنسے ملاقات ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین مین نے جو اُنکے کئی خوارق دیکھے ایک اُنمین سے یہ ہی کہ
بڑی سردی کے موسم مین سوائے ایک باریک انگرکھا اور ململ کی چادر کے اور اُنکے پاس کچھ نہ تھا حالانکہ
فتح پور کے پہاڑون مین بڑی سردی ہوتی تھی اور شیخ ممدوح کو ہر روز نہانے کا التزام تھا بسال کے روزے رکھا
کرتے تھے اور اُس حالت مین بھی غذا اُنکی آدھا تربوز یا اُس سے بھی کچھ کم تھی ۹۷۹ نوسو اناسی مین اُنھون نے
عالم بقا کو رحلت کی شیخ ہندی اُنکی تاریخ ہی شیخ نظام الدین انبیٹھی الہ انبیٹھی نوابع لکھنؤ مین
ایک قصبہ ہی وہ شیخ معروف چشتی کے جنکا سلسلہ شیخ نور قطب عالم تک پہونچتا ہی مرید اور شاگرد تھے
سلوک اور جذبہ دونون اُنمین جمع تھا اگرچہ ابتدا مین کچھ علوم ظاہری کا شغل رکھتے تھے مگر صفائی باطن کی
طرف زیادہ اُنکی توجہ تھی تھوڑے دنون مین اپنے پیر سے مریدون کی تعلیم کی اجازت لی اور قصبہ انبیٹھی مین قناعت
اختیار کرکے بیٹھ رہے سوائے مسجد کے اور کہین نہ جاتے تھے مگر کبھی کبھی خیر آباد مین مخدوم شیخ سعد کے مزار پر
یا شیخ الہدیہ کی ملاقات کو جو شیخ صدر کے خلیفہ تھے یا گوپامؤ مین قاضی مبارک گوپاموی کی ملاقات کو جو
شیخ مذکور کے خاص مرید اور بڑے متقی صاحب کمال تھے تشریف لیجایا کرتے تھے اور کبھی فتح پور کو شیخ عبد النبی سے
ملنے چلے جاتے تھے جب شیخ الہدیہ کی خانقاہ مین تشریف لیجاتے تو ایک روپیہ یا ایک تنکہ یا اور کوئی تحفہ
پیش کیا کرتے تھے اور اُسوقت اُنکا ایک عجیب حال ہوتا تھا ظاہر کہ شیخ مذکور نے کتاب فصوص الحکم
شیخ ابو الفتح ولد شیخ الہدیہ سے لی تھی اور اُسکے عوض مین اُنکو ایک اور کتاب دے دی تھی کہ اُسکا مطالعہ
کیا کرے تمام عبادات اور معاملات مین اُنکا مدار کتاب احیاء العلوم اور عوارف اور رسالہ مکیہ اور آداب المریدین
وغیرہ پر تھا ہمیشہ جمعہ کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز جماعت سے پڑھا کرتے تھے پھر جمعہ پڑھتے تھے خطبہ مین بادشاہون کی
تعریف ہرگز نہ ہوتی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اُنکو ایک روز دیکھا کہ جوتیان پہنے ہوے
جمعہ پڑھتے تھے اور فرمانے لگے کہ حضرت رسالت پناہ نے جوتیان پہنکر نماز پڑھی ہی ایک روز ایک طالب علم نے
تبرکاً و تیمناً اُنسے کافیہ کا سبق شروع کرنا چاہا شیخ نے کچھ اغماض کیا جب اُسنے بہت اصرار کیا تو فرمایا کہ

علم دین کی کوئی کتاب پڑھو اُسنے کہا کہ یہ کتاب بھی علوم دنیوی سے ہے کیونکہ دین کی موقوف علیہ ہے تب شیخ کو جذبہ کی حرارت آئی اور فرمایا کہ ایسی کتاب کیونکر موقوف علیہ دین کی ہوسکتی ہے جسمین اول بحث یہی ہے کہ مصنف نے کس تفسیر کی وجہ سے حمد خدائے تعالیٰ کی خطبہ مین چھوڑ دی شیخ ممدوح مرید بہت کم کرتے تھے اُنکے مخصوصون مین سے شیخ حاتم گویا ہندی تھے یہ شیخ حاتم قاضی مبارک کی خانقاہ مین طالب علمی کیا کرتے تھے شیخ نے وہین سے اُنکو اپنی صحبت مین لے لیا کبھی کبھی کوئی سبق بھی اُنکو پڑھا دیا کرتے تھے کبھی کوئی کتاب مطالعہ کے لیے دے دیا کرتے تھے غرض شیخ حاتم کو ہر طرح اپنے موافق کر لیا تھا کبھی کوئی بشارت اور کشف اور جامہ بخش دیتے تھے قاضی مبارک اور اور مریدیہ عنایتین دیکھکر شیخ حاتم پر حسد کرتے تھے حضرت شیخ سمجھکر فرمایا کرتے تھے کہ مین کیا کرون اللہ کو منظور ہے کہ اس مفلسی اور پریشانی مین حاتم کو کوئی نعمت ملے حضرت کے جذب اور تصرف نے ایسا اثر کیا تھا کہ چند روز مین حاتم کو کمال کا مرتبہ حاصل ہوگیا حضرت شیخ حقائق اور معرفت کی گفتگو فقط شیخ حاتم سے ہی کیا کرتے تھے اسی اثنا مین شیخ حاتم کے مرتبہ کو تنزل ہوا پھر ترقی ہوئی اور بعضی لغزشین اُنسے واقع ہوئین جب وہ حضرت کی خلافت اور وراثت کے مستحق ہوئے تو قضاے الٰہی سے اُن دنون مین اُنکا انتقال ہوگیا حضرت شیخ اکثر زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے کہ ایک بندہ خدا کا ایسا تھا کہ جس سے کبھی کبھی ہم خدا کی باتین کر لیا کرتے تھے سو اب وہ بھی نہ رہا اب کس سے کہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جن دنون مین مین اُنکی ملازمت مین گیا تھا تو اکثر شیخ عبدالرزاق کو جو اُنکے سالے اور خسر بھی تھے گفتگو مین اپنا مخاطب بناتے تھے اور کبھی کبھی اپنے بیٹے شیخ محمد سے بھی خطاب کیا کرتے تھے حسین خان شیخ ممدوح سے بڑی عقیدت رکھتا تھا اور مصنف صاحب کو حسین خان سے بڑا ربط ضبط تھا اس وجہ سے اکثر شیخ ممدوح سے ملاقات ہوا کرتی تھی چنانچہ ۹۷۳ نو سو چہتر مین مع سید اصغر بدایونی اور قاضی مبارک گوپاموی کے اُنکی ملاقات کو گئے شیخ ممدوح نے ہر ایک شخص سے اُسکے حال کے مناسب گفتگو کی اور سوائے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور درود اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بِسْمِ اللّٰہِ یا لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یا کسی قرآن کی آیت یا حدیث یا کسی بزرگ کے قول کے اور کوئی لفظ اُنکی زبان سے نہین نکلتا تھا ملاقات کے وقت جو سید اصغر سے مصافحہ کیا تو درود پڑھا اور جب قاضی سے مصافحہ کیا تو سبحان اللہ کہا اور مصنف صاحب کی نوبت آئی تو بسم اللہ پڑھی اسی طرح ہر شخص سے ایک نئی بات کہی ابھی اُن لوگون سے گفتگو شروع نہین کی تھی کہ ایک طالب علم ابتر اور پریشان حال آیا حضرت شیخ نے

اُسکو دیکھتے ہی اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا پھر شیخ عبدالرزاق کو مخاطب کرکے تفسیر آیہ
کریمہ کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ کی شروع کی شیخ عبدالرزاق ہر بات پر آدھے اور بلے کھتے تھے اور بھی تلمیح کے
طور پر کسی چیز کا اشارہ کر دیتے تھے کسی اور شخص کو اُنکی ہیبت کی وجہ سے دم مارنے کی مجال نہ تھی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین بھی اُس وقت محو بیٹھا ہوا تھا اور یہ خوف تھا کہ کہین ایسا نہو کہ بطور مکاشفہ کے
میرے گناہون کا حال معلوم کرکے فضیحت کرین اِسی سبب سے وہان سے اُٹھنے کی گھات مین تھا اِسی اثنا
مین وہ طالب علم بول اُٹھا کہ کیا یہ ممکن نہین ہے کہ ضمیر وجہ کی لفظ شی کی طرف راجع ہو جیسا کہ اہل معرفت نے
کہا ہے حضرت شیخ یہ بات سُنتے ہی بڑے خفا ہوے اور رنگ اُنکے چہرہ کا متغیر ہو گیا اور فرمایا کہ مین نے پہلے ہی
تجھکو دیکھکر اعوذ باللہ پڑھا تھا چنانچہ شیطنت تیری ظاہر ہو گئی اور جب اُسکے مطلب کو سمجھے تو کئی بار لَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھا اور یہ بیت قصیدہ بردہ کی پڑھی شعر یَا لَائِمِیْ فِی الْھَوٰی الْعُذْرِیِّ مَعْذِرَۃٌ
مِنِّیْ اِلَیْکَ وَلَوْ اَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ اُس وقت جذبہ حضرت پر ہیبت غالب ہوا اور اُسی وقت اُس طالب علم کو
مجلس سے نکالا اور سب حاضرین کو اِس حال کے دیکھنے سے بڑی عبرت پیدا ہوئی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین نے وہ رات بڑی دشواری سے کاٹی اور یہ ارادہ تھا کہ صبح ہوتے ہی بھاگونگا صبح کی نماز
بہت اول وقت کہ بے چراغ کے ایک دوسرے کا مُنھ نظر نہ آتا تھا بلکہ مجکو یہ گمان تھا کہ کچھ رات باقی ہے حضرت
شیخ نے جماعت سے پڑھی اور طلوع آفتاب کے وقت حجرہ سے نکل کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر شیخ محمد
کو بلایا کہ ان تین آدمیون کے واسطے کھانا لاؤ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو ہر وقت یہی اضطراب تھا
کہ شیخ محمد کے وسیلہ سے رخصت حاصل کرون اِسی اثنا مین حضرت شیخ ایک ہاتھ مین قرآن اور دوسرے
ہاتھ مین نمک لیے ہوے تشریف لائے اور اُس وقت کسی تقریب سے تفسیر آیہ کریمہ وَاَعِدُّوْا لَھُمْ
مَا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَیْلِ الآیۃ کی بیان فرمائی اور میرے رخصت کے جواب کو
بار بار ٹال جاتے تھے اِسی گفتگو مین اُنھون نے حسین خان کو بھی جو اُن دنون مین پرگنہ اسولی مین تھا
بڑی خواہش سے یاد فرمایا اور کہا کہ وہ میرا نوکر ہے اور چونکہ حضرت شیخ کی ذات مین ایسا سخاوت کا مادہ
تھا کہ ہر شخص کو اسیر ہو یا فقیر کچھ زر نقد یا نمک یا کوئی اور چیز ضرور دے دیا کرتے تھے اِسی وجہ سے اُنھون نے
مجکو بھی ایک تنگہ عنایت فرمایا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے جو اِس مرتبہ اُنکے خوارق دیکھے
اُنمین سے ایک یہ تھا کہ جب ہم تینون آدمی انیٹھی کو حضرت کی ملازمت مین جاتے تھے تو ہمنے دیکھا کہ

راستہ مین ایک فقیر کو سپاہیون نے چوری کی علت مین پکڑا تھا اور اُسکے کپڑے اُتار لیے تھے اتفاقاً کسی طرح وہ چھوٹ کر پھر بھیک مانگنے لگا اور حضرت شیخ کی خدمت مین بھی حاضر ہوا ہر چند اُسنے بہت سی زاری کی مگر آپ نے ایک جبّہ نہ دیا چونکہ حضرت کی سخاوت مشہور تھی اِس خلاف عادت پر سب کو بڑا تعجب ہوا تب حضرت نے فرمایا کہ اس چور کو دیکھو راہزنی بھی کرتا ہی اور بھیک بھی مانگتا ہی پھر اُسکو اپنی مجلس سے نکلوا دیا جو ہمنے غور کیا اور پہچانا تو وہی شخص تھا اِسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی اُسی روز ہوا جسکے بیان مین بڑا طول ہی اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک مرتبہ ہم نے رمضان کی اخیر تاریخ حسین خان کے ساتھ اُنکی ملازمت کا ارادہ کیا اور یہ آرزو تھی کہ صبح کی نماز اُنکے ساتھ پڑھین جب انبیٹھی تین کوس رہی تو صبح صادق ظاہر ہوئی جماعت کے فوت ہونے کا بڑا افسوس ہوا دہین سے گھوڑے دوڑانے شروع کیے جب اُنکے مکان پر پہونچے تو نماز کا آخر وقت تھا بلکہ گمان یہ تھا کہ وقت نہین ہا حضرت نے اُس وقت تک نماز نہ پڑھی تھی ہمارے جانے کے بعد مکان کے اندر سے تشریف لائے اور اُس وقت جماعت ادا کی اور ہم بھی اس سعادت سے مشرف ہو گئے یہ امر بالکل خلاف عادت واقع ہوا کیونکہ ہمیشہ آپ کا معمول یہ تھا کہ نماز ایسے اول وقت پڑھا کرتے تھے کہ صبح صادق کے طلوع مین شک ہوتا تھا اُسی روز شام کے وقت حضرت مسجد مین کچھ تصوف کے حقائق بیان فرماتے تھے اور اُسی تقریب مین خواجہ حافظ کے کئی شعر پڑھے حسین خان کے ایک مصاحب نے پوچھا کہ خواجہ حافظ کس کے مرید تھے آپ نے فرمایا کہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے پھر ایک شخص نے کسی تقریب سے پوچھا کہ گھوڑے کے گوشت کا امام اعظم کے مذہب مین کیا حکم ہی آپ نے فرمایا کہ خود امام اعظم گھوڑے کا گوشت کھایا ہی جب حضرت نے یہ شعر پڑھا ؎ صوفیان درد مے دوعید کنند ۔ عنکبوتان مگس قید کنند مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اپنے اخلاص پر اعتماد کرکے یہ پوچھ بیٹھا کہ دو عید سے کیا مراد ہی یہ سوال حضرت کے مزاج کے موافق نہوا اور فرمایا کہ یہ بات بایزید اور جنید سے پوچھتا شبلی اور منصور سے پوچھتا تو کہان اور یہ سوال کہان اور اسی تقریب مین بہت سی گفتگو کی مین نے ندامت کی وجہ سے سر نیچے ڈال لیا اور بڑا نادم اور پشیمان ہوا حسین خان بھی حیران ہو کر بار بار میری طرف دیکھتے تھے اور سب اُسکے یار محرم تھے ناگاہ میرے طالع کی خوبی سے اُسی وقت عید کا چاند دیکھنے کا غل ہوا سب لوگ تہنیت اور مصافحہ مین مشغول ہوے مین اِس بہانہ سے موقع پاکر وہان سے اُٹھا اور ایک خیمہ مین جو مسجد کے برابر باغ مین تھا چلا گیا اور نہایت محکوک سنج تھا یہان تک کہ زندگی سے بیزار تھا جب شیخ نے اندر جاکر مہمانون کے لیے

کھانا بھیجا اُسوقت مجکو بھی بوچھا کہ وہ کہان ہین وشیخ محمد حضرت کے صاحبزادہ نے کہا کہ وہ کس گستاخی کی وجہ سے
مسجد مین سے چلے گئے جماعت مین بھی شریک نہوے تب شیخ نے اپنے سامنے سے کچھ کھانا اور حلوا
تبرک کے طور پر میرے لیے بھیجا اُس سے کچھ میری تسلی اور عفو گناہ کی توقع ہوئی صبح کو حسین خان عید کرنے کے لیے
لکھنؤ کو چلے گئے مین تنہا بیٹھی مین رہا حضرت شیخ نے عید کی نماز مسجد مین پڑھکر کتاب عوارف کا درس شروع کیا
اسی اثنا مین شیخ محمد نے میری سفارش کرکے عفو تقصیر کی درخواست کی شیخ نے درس موقوف کرکے مجکو بُلایا اور میرے
حال پر بڑی توجہ کی مین نے آنکھون مین آنسو بھر کر اُنکے قدم پر سر رکھدیا آپ نے مجھسے بغلگیر ہوکر فرمایا کہ میرے دل مین
کسی سے کینہ اور عداوت نہین ہے جو کچھ مین کہتا ہون لوگون کی نصیحت اور ارشاد کے لیے کہتا ہون اور اگر کسی پر بددعا
کہتا ہون تو اُسکا نتیجہ نیک ہوتا ہے اور اگر کسی پر لعنت کرتا ہون تو رحمت کا کام کرتی ہے پھر آپ مجکو اپنے حجرہ مین تنہا
لے گئے اور فرمایا کہ میرے سامنے وضو کرو اور دو رکعت نماز نفل پڑھو اُسوقت مجھپر ایک عجیب حالت تھی پھر
فرمایا کہ لوگ میری نسبت کہتے ہین کہ یہ مریدون کو تلقین نہین کرتا مین کیا تلقین کرون میری تلقین یہی ہے کہ کسی
ذاکر اور قلب شاکر رہے پھر آپ نے گفتگو شروع کی گویا کہ ایک دریا جوش مین آگیا اُسی حال مین شیخ کی
روش کے خلاف دو سندھی فقیر ہندی راگ سُنکر چلا چلا کر باہر رونے لگے اور اُنکے اثر سے میرا حال بھی تغیر
ہونے لگا اُسی تقریب مین حضرت نے فرمایا کہ جب صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اعراب نامسلم کو دیکھتے تھے کہ قرآن کو
سُنکر بڑی رقت کرتے ہین تو اپنے حال پر بڑا افسوس کرتے تھے امیرالمومنین ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے
کہ کُنَّا نَحْنُ اَشَدَّ اَلْسِنَتِکُمْ ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُنَا یعنی ہم بھی تمسے ہی تھے مگر اب ہمارے دل ٹھہر گئے پھر اور کئی فقرے
آپ نے اسی قسم کے پڑھے کہ مین نے کبھی نہ سنے تھے اور اس دعا کی اجازت دیکر فرمایا کہ ہمیشہ پڑھا کرو اور
وہ دعا یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْقَسَمِ وَالْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَالْبَرَصِ پھر مین اُنکے پاس سے رخصت
ہوکر لکھنؤ مین آکر چند روز رہا حضرت کبھی کبھی نمک اور کبھی چاول اور کبھی مٹی کا آبخورہ میرے واسطے تحفہ مین
بھیجا کرتے تھے اور حضرت کی عادت تھی کہ اکثر اوقات نمک ہاتھ مین لیکر مجلس مین بیٹھا کرتے تھے اور نمک کو چاٹتے جاتے
تھے اور یہ پڑھا کرتے تھے کہ اَلْمِلْحُ دَوَاءٌ وَاٰفَتُہٗ نِسْیَانٌ یعنی نمک ستر بیماریون کی دوا ہے مگر موت کا
علاج نہین اور شیخ محمد میرے چھوٹے بھائی اُنکے مریدون مین داخل ہوگیا تھا اور اُنکی صحبت کا اُسپر ایسا اثر ہوگیا تھا
کہ رات دن عبادت اور ریاضت مین مشغول رہا کرتا تھا اور اکثر اوقات طاق کا روزہ رکھتا تھا اور سب وقت
اُسکے تلاوت قرآن مجید اور ذکر اور دعا اور نوافل مین صرف ہوتے تھے ایک لحظہ ضائع نہ جاتا تھا مجھمین دونون مین

اسکا انتقال ہوگیا حضرت کا سن شریف اسّی برس سے متجاوز تھا مگر اس عمر مین بھی اولاد ہوئی تھی ۹۰۹ھ
نوسو اُناسی مین اُنھون نے انتقال کیا شیخ بھیکن کاکری والے کاکری توابع لکھنؤ مین ایک قصبہ ہی بڑے
عالم اور متقی اور متشرع تھے تقویٰ اُنکا ایسا تھا کہ اگر اُنکو امام اعظم ثانی کہیے تو بجا ہی برسون درس اور
افادہ مین مشغول رہے قرآن مجید کے ساتون قراتون سے حافظ تھے شاطبی کا بھی درس فرمایا کرتے تھے
سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ علیہ سے اُنکو خلافت ملی تھی تصوف کی گفتگو خلوت مین خاص لوگون سے کیا
کرتے تھے علانیہ مجلس مین کبھی یہ باتین نہوتی تھین اور اُنکا قول تھا کہ اگر توحید کا نکتہ علانیہ کہا جاوے تو
یا کہنے والے پر لوگ ہنسین یا اہل علم پر اراگ کبھی نہ سُنتے تھے اور بظاہر اُس سے منع فرماتے تھے اُنکی اولاد کے
لوگ صاحب کمال اور متقی اور ذی علم ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی ایک مرتبہ رمضان کے
مہینے مین حسین خان مرحوم کے ساتھ اُنکی ملازمت سے مشرف ہوا اُسوقت ایک طالب علم ایک منطق کی کتاب
سبق پڑھنے کے لیے لایا آپ نے فرمایا کہ کوئی علم دین کی کتاب پڑھنی چاہیے ۹۱۰ھ نوسو اکاسی مین شیخ محمد روح
کی وفات ہوئی شیخ سعدی یہ بزرگ اپنے والد شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے شیخ محمد نے ایک شاطبی پر
شرح فارسی مین مسمّٰی جزوی لکھی ہی شیخ سعدی پر وجد اور حالت بہت غالب تھی اور ظاہر اور باطن
اُنکا صاف تھا ہمیشہ کشادہ پیشانی رہتے تھے ایک اپنے دوست کو وداع کے وقت رقعہ مین
اُنھون نے یہ شعر لکھا تھا ؎ دیدۂ سعدی و دل ہر دو ازست ۔ تا نہ پنداری کہ تنہا میروی ۹۱۰ھ اکہزار
دو مین اُنکا انتقال ہوا سید تاج الدین یہ شیخ محمد غوث کے خلیفہ تھے اور بڑے عامل تھے ریاضت اور فقر
اور توکل مین مستثنیٰ تھے سخاوت بھی اُنکی حد سے زیادہ تھی آخر زمانہ مین لکھنؤ مین آگئے تھے وہان بھی بہت
آدمی اُنکی صحبت سے مشرف ہوکر صاحب کمال ہوئے وہین اُنھون نے ملک آخرت کو سفر کیا شیخ محمد قلندر
لکھنوی سلطان ابراہیم لودی کے زمانہ مین سپاہ گری کا شغل رکھتے تھے اور جب بابر بادشاہ نے
ہندوستان کو فتح کیا تو اِس شیوہ کو چھوڑ کر فقیری اختیار کی شیخ بہلول کے مرید ہوئے ہمیشہ عبادت
اور ریاضت مین مشغول رہتے تھے اُنکے پیر نے اسماء الٰہی سے کئی اسمون کا شغل اُنکو بتلایا تھا اور اِس
باغ مین جسکے اکثر پیڑ اُنھین کے بوئے ہوئے تھے گوشہ اختیار کرکے بیٹھ رہے تھے کہین آتے جاتے نہ
اور فرمائے تھے کہ تیس برس سے زیادہ ہوئے کہ میری غذا صرف دودھ ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک دن
محمد حسین خان اُنکی ملاقات کو گئے مین بھی ہمراہ تھا اتفاقاً ایک بلی شیخ کے پاس آکر چلانے لگی شیخ نے کہا

یہ بی فریاد کرتی ہے کہ اُنمنے اپنی بھی اوقات منائع کی اور صاحب خانہ کی بھی اور حضور قلب مین تفسرقہ ڈالا شیخ نظام نارنولی اگرچہ یہ سلسلہ چشتیہ مین شیخ خاتون کے مرید تھے مگر اپنا استفاضہ اپنے بڑے بھائی شیخ اسمٰعیل سے بہت ظاہر کرتے تھے بڑے صاحب ذوق اور شوق تھے قوت مکاشفہ بھی بہت انکو حاصل تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بہت سے ثقات اور شیخ کے مریدون سے سُنا ہے کہ شیخ ممدوح چاندگہن کی راتون مین اپنے مریدون کو مال کنگنی کا تیل کھلاتے تھے اور اُس سے اُنپر احوال آخرت مشکوف ہوجاتا تھا چالیس برس تک مسند ارشاد کے زینت بخش رہے ابتدائے جوانی سے آخر عمر تک ہر سال خواجہ قطب الدین بختیار اوشی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مین شامل ہونے کے لیے دہلی مین بڑے جذبہ اور شورش سے جاتے تھے مگر آخر عمر مین بسبب ضعیفی اور بعضے اور موانع کے یہ معمول چھوٹ گیا تھا یہ اپنے پیر کی طرح کسی کی تعظیم نہ کرتے تھے اور اس بے تکلفی کی وجہ سے امیر و غریب سب اُنکے نزدیک برابر تھے اسی طرح وہ مریدون مین سب کو مساوی سمجھتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اُنکو ازدحام عام مین دیکھا تھا اس سے زیادہ کبھی ملاقات نہین ہوئی ۹۰۰ نوسو تانوے مین اُنھون نے وفات پائی اور آہ نظام اُسکی تاریخ ہے شیخ الہدیہ خیرآبادی یہ بڑے عالم متبحر تھے ابتدائے احوال مین برسون درس اور افادہ مین مشغول رہے شیخ صفی خلیفہ شیخ سعید کے مرید تھے ابتدا مین اسقدر علوم ظاہری کی طرف مشغول تھے کہ شاگرد بڑے بڑے نامی گرامی ہوے مگر آخر مین بالکل طریقہ صوفیہ کی طرف رجوع ہوگئے تھے توکل اور تجرید پر بڑے ثابت قدم تھے سخاوت بھی اُنمین بہت تھی ذوق سماع اور وجد بھی اُنپر غالب تھا درود شریف بہت سا پڑھا کرتے تھے کبھی ناغہ نہوتا تھا کہین آتے جاتے کم تھے خصوصاً دنیا داروں اور امیرون کے گھر پر ہرگز قدم نہ رکھتے تھے اور اسی سبب سے کسی کی دعوت قبول نہ کرتے تھے تمام اُنکے گھر والے بھی فقر و فاقہ مین ہی صبر و شکر کرتے تھے ہرگز کوئی سائل اُنکے سامنے سے محروم نہین گیا ایک روز محمد حسین خان نے شیخ سے پوچھا کہ سالار مسعود جنکی عوام ہند پرستش کرتے ہین کون شخص تھے اُنھون نے کہا ایک پٹھان شہید ہوگیا تھا آخر زمانہ مین شیخ اکبر کے حسب الطلب فتح پور مین آئے اور اکبر سے ملاقات کی جب اکبر نے یہ سُنا کہ جب ہمارے قاصد شیخ کی طلب مین پہونچے تو اُس وقت خانقاہ کے باہر پیادہ پا سیر کر رہے تھے اُسی طرح چلدیے خادمون نے اسباب نفیس اور سواری پیچھے سے پہونچائی یہ سُنکر اکبر بہت خوش ہوا جب اُنسے کچھ پوچھا تو اُنھون نے کچھ اشارہ سے کہا کہ مین اونچا سُنتا ہون تو اکبر نے کچھ نقد روپیہ اور فرمان مدد معاش کا دیکر اُسی وقت رخصت کیا ۹۶۳ھ

نوسو تراسے میں اُنکا انتقال ہوا شیخ داؤد جھنی والے جھنی توابع لاہور سے ایک قصبہ ہے اُنکے باپ دادا ولایت عرب سے اول سبت پور میں آئے تھے جو نواحی ملتان میں ہے چنانچہ حضرت کا تولد بھی وہیں ہوا آپکے پیدا ہونے سے پہلے اِنکے والد کا انتقال ہو گیا تھوڑے دنوں کے بعد والدہ بھی مرگئیں تب اُنکے بڑے بھائی رحمت اللہ نے اِنکو پرورش کیا جب اِنکو پڑھانے بٹھایا تو یہ رویا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مجکو اس قسم کی تعلیم سے کیا حاصل مجکو خدا پر چھوڑ دو شعر بتعلیم آداب اور اپنی حاجت ؎ کہ اوخود ذرا غماز آمد موجب ؎ مشہور ہے کہ حضرت امام حسن یا حضرت امام حسین کو اُنھوں نے خواب میں دیکھا تھا اور اُنھوں نے کئی آتین شیخ کو کھائی تھیں جب کبھی تفریح خاطر کے طور پر لڑکوں کے ساتھ کھیلنے جاتے تو دور سے ہی لڑکوں کو دیکھکر حیران ہو جاتے تھے اور کہتے تھے کہ مجکو اُنکے مُنھ نوچے ہوئے اور بدن اُنکے خون سے بھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ایک مدت کے بعد حضرت اپنے وطن سے قصبہ بٹگرہ میں اور وہان سے لاہور میں آئے اور مولانا اسمٰعیل اوچھ والے سے جو مولوی جانی کے شاگرد تھے سبق پڑھنا شروع کیا صفحہ ۳۰ میں شرح اصفہانی کو اس طرح پر پڑھتے تھے کہ بڑے بڑے ذہین ذاہی طالب علم جو اُنکے ساتھ سبق میں شریک تھے حیران رہے اور جو اُنکے اُستاد کہا کرتے تھے کہ جسیا کہ لوگ مولوی جانی پر فخر کیا کرتے تھے ایسا ہی اس زمانے کے لوگ اِنپر فخر کیا کرینگے اُنھیں دنوں میں حضرت نے بہت سی ریاضتیں اور خود بخود قلب پر ایک جذبہ پیدا ہوا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح سے ایک مناسبت ہو گئی جو کچھ عالم امر میں سوال کرتے تھے ظاہر جواب پاتے تھے یہان تک کہ نوبت کمال ضبط کو پہونچی ایام جذبہ میں بیس روپا مہینہ دیہال پور کے جنگل میں جہان اب شیرگڈھ آباد ہے پھرا کرتے تھے اسی حال میں کبھی کبھی حضرت شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لیجایا کرتے تھے اور وہان بھی طرح طرح کی بشارتیں پاتے تھے اور گویا علانیہ گفتگو ہوتی تھی چنانچہ اسکی تفصیل کتاب نفحات داؤدی میں حضرت کے صاحبزادہ شیخ رحمت اللہ نے جنکی ولادت کی تاریخ اسکے گدائی شیخ داؤد اور دوسری ابوالعالی حق پرست ہے اچھی طرح بیان کی ہے جب حضرت کو میں اسی جذبہ کے حال میں گذرے تو پھر سلوک کی طرف طبیعت آئی چونکہ کوئی مرشد نہ تھا اسلیے حضرت غوث اعظم کی روح مبارک سے اشارت ہوئی کہ مخدوم شیخ حامد قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرو تاکہ ترتیب سلسلہ کی باقی رہے مخدوم ممدوح سے ہر مشکل میں اِن سے مدد لیتے تھے اور اپنے حق میں دعا کا التماس کیا کرتے تھے اس وجہ سے اُنکو اِن سے بیعت لینے میں تامل ہوا آخر ایک روز حضرت قصبہ سنگڈہ میں جہان اُن دنوں میں حضرت شیخ ممدوح کا مقام تھا تشریف لے گئے اور غلبہ جذب میں فرمایا کہ حضرت غوث اعظم خود حاضر ہیں اور اشارہ فرماتے ہیں کہ سجادہ اور عصا اور خرقہ خلافت آپ مجکو عنایت کریں آخر حضرت مخدوم کے قلب پر اس امر کا الہام ہوا تب اُنھوں نے

حضرت کو مرید کیا بعد ازاں حضرت نے سلوک کا طریقہ اختیار کر کے شیر گڈھ مین جو جھنی کے قریب ایک نئی بستی ہی
امامت اختیار کی جس زمانہ مین ملا عبداللہ سلطان پوری مخدوم الملک نے اہل اللہ کی عداوت پر کمر باندھی
اکثرون کو قتل بھی کرایا اُسی زمانہ مین سلیم شاہ کا فرمان گوالیار سے حضرت کی طلب مین بھی آیا حضرت تنہا ایک دو
خادمون کے ساتھ روانہ ہوے سلیم شاہ گوالیار کے باہر تک استقبال کے لیے آیا اور بڑی تعظیم سے ملاقات کی
یہ حال دیکھکر سب مفسد اِدھر اُدھر چھپ رہے چنانچہ بعد بہت سی جستجو کے بھی اُنکا پتا نہ ملا مخدوم الملک نے یہی کہا
کہ یہ جھوٹ بولنے کے آدمی نہین بعد بہت سی گفتگو کے حضرت نے پوچھا کہ مجکو کس تقریب سے طلب کیا ہی مخدوم الملک نے
کہا کہ ہمنے سُنا ہی کہ تمھارے مرید ذکر کے وقت یا دَاوٗد یا دَاوٗد کہا کرتے ہین حضرت نے جواب دیا کہ آپ کو اشتباہ
ہوا ہی بلکہ وہ لوگ یا وَدُوْد یا وَدُوْد کہا کرتے ہین اِسی تقریب مین ایک دن رات مخدوم الملک کو بہت سی
نصیحتین اور وعظ فرماتے رہے چنانچہ اُسکے قلب پر بڑا اثر ہوا اور اُسنے وہین سے حضرت کو بڑی عزت کے
ساتھ رخصت کر دیا حضرت کی مجلس مین کبھی کبھی میان حسام الدین طلبنہ رحمۃ اللہ علیہ کے زہد اور تقوی کا
ذکر ہوتا تھا تو آپ فرماتے تھے کہ افسوس میان اخلاق ظاہری کے پابند ہو کر شوق اور محبت حق تعالی سے
باز رہے سخاوت حضرت کی ایسی تھی کہ ہر سال مین ایک بار یا دو بار تمام اپنا اسباب نقد اور جنس جو فتوحات سے
جمع ہوتا تھا لُٹا دیتے تھے اور خود اپنی بی بی کو لیکر حجرہ مین بیٹھ جاتے تھے سوا ے ایک مٹی کے آبخورہ
اور پُرانے بوریے کے کچھ نہ رکھتے تھے جب پھر خزانہ جمع ہو جاتا تھا تو دوبارہ یہی کیفیت کرتے تھے
اور باوجود اِسکے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی میلاد اور عرس کے دنون مین قریب ایک لاکھ آدمیون کے جو حضرت کی خانقاہ مین جمع ہوتے تھے سب کا خرچ حضرت کے ہی لنگر خانہ خاص سے تھا بعضے کلمات جو اکثر آپ کی زبان مبارک پر رہتے تھے اُنمین سے ایک یہ دعا ہی بِسْمِ اللّٰہِ الدَّلِیْلِ اِلٰہِیْ ذِیْ ظُلْمَاتِ اللَّیْلِ وَالْاَبَدِ
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اِسکا اثر مین نے بڑی بڑی خوف کی جگہ تجربہ کیا ہی اور ایک شعر یہ پڑھا کرتے تھے
شعر سُبْحَانَ مَنْ فِیْ ذَاتِہٖ اَفْکَارُنَا تَحْیِیْرٌ ۔ سُبْحَانَ مَنْ فِیْ ذِکْرِہٖ اَبْصَارُنَا تَنْظِیْرٌ ۔ اور اِس قسم کی
بہت سی دعائین اور تسبیحین آپ کے ورد تھین اور آپ نے اپنا سجع یہ تجویز کیا تھا مَنْ یُّحْیِ دَاوٗدَ یُحْیِہٖ اللّٰہُ
رَحِیْمٌ فَاِنَّ الْفَقْرَ یَحْوِیْ کُلَّ خَیْرٍ وَّنَعِیْمٍ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بیرام خان کے زمانہ مین جو ہندوستان کے
بڑے امن وامان کا زمانہ تھا آگرہ مین طالب علمی کرتا تھا تو مین نے اکثر لوگون سے حضرت کی بڑی تعریف سُنی
اُسی زمانہ سے مجکو حضرت کی ملازمت کا بڑا اشتیاق ہوا چنانچہ کئی مرتبہ حضرت کی ملازمت کے ارادہ پر مین نے

سفر کیا مگر کبھی میرے والد مانع آئے کبھی کوئی اور سبب ہو گیا غرض ہمیشہ اس سعادت سے محروم رہا اسی انتظار میں بارہ برس گذر گئے آخر ایک مرتبہ حضرت کا ایک مرید شیخ کالو نام جو کہ زبان سے میں حضرت کا حال سنکر غائبانہ معتقد ہوا تھا بدایون میں آیا اور اُسنے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ حضرت میاں عالم میں موجود ہوں اور تم ایک مرتبہ بھی اُنکی خدمت میں حاضر نہوے اس کہنے کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ گویا دل میں آگ لگ گئی اُسیدن سے اللہ تعالیٰ نے یہ سبب کر دیا کہ حسین خان ابراہیم مرزا کے تعاقب میں پنجاب کی طرف روانہ ہوا میں بھی اُسکے ساتھ تھا چنانچہ یہ قصہ مفصلاً پہلے مذکور ہو چکا ہے جب لاہور میں پہونچے تو وہاں سے شیرگڈھ میں جاکر حضرت کی ملازمت میں حاضر ہوے میں نے حضرت کے جمال مبارک میں ایسا نور پایا کہ کسی صاحب حسن کو اُس سے نسبت نہیں دے سکتا تبسم اور تکلم کے وقت آپ کے دندان مبارک سے ایسا نور چھٹرتا تھا جس سے دل کی تاریکی زائل ہوتی تھی تین چار روز میں اُنکی خدمت میں فیضیاب رہا اور ایسا دن بہت کم ہوتا تھا کہ سو اور پچاس پچاس ہندو مع اپنے خیل وعیال کے حضرت کی ملازمت میں آکر شرف اسلام سے مشرف نہوے ہوں تمام دیوار اور شجر و حجر اُس بستی کے تسبیح اور ذکر کے شور سے بھرے ہوے تھے حضرت نے ایک کلاہ مبارک مجھکو عنایت فرمائی اور کہا کہ میری طرف سے اپنے اہل وعیال میں نائب رہو میرا طریقہ یہی ہے پھر آپ نے ایک دوپٹہ اور رومال اپنے حرم سرائے پاک میں سے میرے متعلقوں کے لیے منگا دیا میں نے عرض کیا کہ اگر ایک پیراہن بھی عنایت ہو تو میرے واسطے تبرکاً موجب سعادت ہے بہت تامل کے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ بھی وقت پہونچیگا پھر میں نے بعضے اسرار نہانی اور دلی مقصد عرض کیے اور اُنکے جواب سُنے بعد ازاں میں نے رخصت کی اجازت لینی چاہی اسی اثنا میں حضرت بسبب ضعف قویٰ کے محفہ میں سوار ہوکر مکان کو تشریف لے چلے میں بھی اُس محفہ کا پایہ اپنے کندھے پر رکھکر کئی قدم چلا اُسوقت گریہ میرے اوپر ایسا غالب ہوا کہ ضبط نہو سکا حضرت نے محفہ کو ٹھہرایا اور اُسوقت بہت سی باتیں معرفت اور محبت خدائے تعالیٰ کی بیان فرمائیں جنسے میری کیفیت اور زیادہ ہوئی ایک روز میں نے رخصت کے وقت میاں عبدالوہاب کے وسیلے سے پوچھا کہ تمام مشائخ ہندوستان کے اس بات پر متفق ہیں کہ قریب زمانہ میں ایک سید خروج کریگا بلکہ اکثر کا اتفاق اُس سید پر ہے جسکے آبا و اجداد نے دہلی اور بدایون میں سلطنت کی تھی اور سب اسباب جہاد کے اہتمام میں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمکو حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اس بات کا حکم دیا ہے بلکہ اُنھوں نے بعضے سرحد کے امیروں کو بھی اپنا متفق کر لیا ہے اور بعضے بزرگوں نے اپنے واقعات اور مقامات میں اس قسم کی بشارتیں پائی ہیں اور بہت جلد اس ارادہ کو پورا کرنا چاہتے ہیں حضرت نے پوچھا اُس سید کی وضع کیا ہے میں نے جواب دیا کہ

وہ ایک فقیر ہے گوشہ نشین متشرع متوکل ریاضت بہت کرتا ہے اور اکثر دن کو مقبروں میں بیٹھا رہا کرتا ہے اور رات کو اپنے حجرہ میں آکر عبادت میں مشغول ہوتا ہے فنون سپاہ گری میں لاثانی ہے اور اخلاق و اطوار کے سکے تمام شایستہ ہیں آپ نے فرمایا جو لوگ یہ خبر دیتے ہیں وہ فقیر نہیں ہیں اور حضرت غوث الاعظم پر افترا کرتے ہیں اور یہ ساری اُنکی بشارتیں وساوس شیطانی ہیں بھلا حضرت ایسے امر پر کیونکر راضی ہو سکتے ہیں اُنکا حکم تو یہ ہے کہ دنیا کی محبت بالکل دل سے دور ہو اور صدق اور اخلاص سے اللہ کا عشق حاصل ہو حرص و ہوس کا نام نہ رہے نہ یہ کہ عبادت اور ریاضت کا طریقہ چھوڑ کے دنیا کے جال میں پھنسیں تم میری طرف سے اُس سید کو کہدینا کہ اللہ تعالیٰ تمکو اور زیادہ استقامت عطا فرماوے جو شائبہ دنیا کی دوستی کا تمہارے دل میں باقی ہو نکال ڈالو اور ہرگز شیطان کے دھوکے میں نہ آؤ اور اُن واہیوں کا کہنا نہ مانو دنیا کے طالب کا کمال مطلب ہے اور جبتک دنیا ہے اور عقبیٰ کے طالب کو ایسی تمکین میسر ہے جو کبھی زوال نہیں اور خدا کا طالب اگر اپنے مطلب سے محروم ہے حسرت میں ہی مرجاوے تو یہ اُسکی ناکامی بھی اُن دونوں فریقوں کی کامرانی سے ہزار جگہ بہتر ہے اور اسی تقریب میں اُنھوں نے بہت سی وعظ اور نصیحتیں بیان فرمائیں جنکے سُننے سے حاضرین پر ایسا اثر ہوا کہ بے اختیار رونے لگے غرض میں وہاں سے روانہ ہوا اور چلتا رخصت ہوا چونکہ اُس زمانہ میں اُس ملک میں افغانیوں کے جھگڑے ہو رہے تھے اور اس وجہ سے شیر گڈھ سے لاہور تک کا راستہ بالکل بند تھا اور میں تنہا تھا اسلیے آپ نے ایک اپنے خادم کو ساتھ کر دیا تاکہ مجھکو شیخ ابو اسحاق مہتر لاک کی خدمت میں جو حضرت کے عمدہ خلیفوں میں تھے پہونچا دے چنانچہ میں اس طور پر لاہور میں پہونچا پھر وہاں سے حسین خان کے آدمیوں کے ساتھ ہندوستان کو آیا جب میں سرسا رن پور میں منزل تھی تو میں ایک باغ میں بیٹھا ہوا حضرت کی جدائی سے کباب ہو رہا تھا اتفاقاً وہاں ایک مسافر ایک پیراہن لیے ہوئے آیا اور اُسنے بیان کیا کہ یہ پیراہن مجکو ایک بزرگ سے حاصل ہوا ہے تم کچھ خرچ راہ دیکر مجھسے لے لو جب میں نے حقیقت حال پوچھی تو اُسنے کہا کہ میں میرزا ابراہیم حسین کے لشکر میں تھا جب اُسکی فوج تباہ ہوئی اور سب سپاہیوں کے کپڑے تک چھین گئے تو سب لوگ اُس پریشانی کے حال میں شیر گڈھ کو گئے اور وہاں میاں داؤد کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے سب کو کچھ دیا جب میری نوبت پہونچی تو یہ پیراہن عنایت کیا میں نے اِسکے پہننے کو گستاخی سمجھی اور یہ خیال کیا کہ کسی شخص کے سامنے بطور تحفہ کے پیش کرونگا اب میں تمکو دیتا ہوں مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے متبرک سمجھکر اُسکو لے لیا اور وہ سخن جو حضرت نے فرمایا تھا مجکو یاد آیا اور اِس امر کو آپ کے خوارقوں میں سے سمجھا اب میں اُس پیراہن کو

اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہون مجملاً احوال آپ کا یہ ہی کہ حضرت اپنے زمانہ کے قطب اور صاحب کشف و کمالات تھے آپ کے خوارق سب پر کھلے ہوے تھے ریاضتین بھی آپ نے بہت کی تھین اور متوکل اور گوشہ نشین تھے کسی دنیادار کے گھر جاتے نہ تھے مگر ایک مرتبہ سلیم شاہ کے بلانے ہوے شیر گڈھ سے گوالیار تک آئے تھے جب اکبر پٹن کو جاتا تھا تو اُسنے ہر چند شہباز خان کو بھیجکر حضرت کو بُلایا مگر آپ نے ملاقات نہ کی اور فرمایا کہ ہماری دعا غائبانہ ہی کافی ہی دنیادارون کی صحبت سے بہت بچتے تھے اور فقر کو اپنا فخر سمجھتے تھے سخاوت بھی اُنکی ذات مین بہت تھی طالبون کو ہمیشہ ہدایت اور ارشاد فرماتے تھے جو شخص اپنی خوش قسمتی سے اُنکی خدمت مین پہونچ جاتا تھا ہنوز کچھ کچھ آپ کی صحبت کا فیض اُسکو حاصل ہوتا تھا ۹۸۳ھ نوسو بیاسی مین آپنے اس جہان سے رحلت فرمائی اور پاکپتن مین داؤد ولی اُنکی تاریخ ہی

شیخ زین امروہوی یہ سالک مجذوب تھے اور باوجود جذبہ کے کوئی دقیقہ اتباع شریعت سے فروگذاشت نہ ہوتا تھا خارق اُنکے بہت مشہور ہین مرید بھی کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین مین حضرت شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی ملازمت سے رخصت ہوکر پنجاب سے بدایون کو چلا اب امروہہ مین پہونچا تو اُنکی خدمت مین حاضر ہوا اُنھون نے مجکو دیکھتے ہی قرآن کی ایک آیت کی تفسیر بیان کرنا شروع کی اور اسمین صبر کی بہت سی فضیلتین ذکر کین کبھی کبھی خاص مجکو بھی مخاطب کرتے تھے جب بدایون وطن پہونچا تو معلوم ہوا کہ میری ایک دختر جس سے مجکو نہایت محبت تھی میرے پیچھے مر چکی تھی اُسوقت مین سمجھا کہ وہ وعظ اِس مصیبت پر صبر کرنے کا اشارہ تھا ۹۸۵ھ نوسو ستاسی مین اُنھون نے وفات پائی

خواجہ عبد الشہید یہ خواجگان خواجہ بن خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہین جسوقت یہ پیدا ہوے تھے تو اُنکو خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین لے گئے اُنھون نے گودی مین لیکر فرمایا کہ یہ مرد آگاہ ہوگا غرض حضرت خواجہ عبد الشہید کمالات ظاہری اور باطنی سے آراستہ تھے بہت مخلوق کو اُنسے فیض ہوا اور ہدایت پائی طریقہ سلوک مین بالکل حضرت احرار کے قدم پر قدم رکھا تھا سمرقند سے ہندوستان مین آئے تھے اٹھارہ برس یہان رہے ۹۴۷ھ نوسو بیالیس مین فرماتے تھے کہ ہماری رحلت کا وقت بہت قریب آگیا اور ہمکو حکم یہ ہی کہ اپنی ہڈیون کو آبا و اجداد کے قبرستان مین پہونچا دیون چنانچہ ہندوستان سے سمرقند کو متوجہ ہوے جب کابل مین پہونچے اُن دنون مین میرزا شاہرخ اہل کابل کو قید کرکے بدخشان کو لیے جاتا تھا حضرت کی شفاعت سے قریب دس ہزار آدمیون کے اِس بلا سے چھوٹے سمرقند مین پہونچکر دو تین روز کے بعد حضرت نے انتقال کیا اور اپنے بزرگون کے مقبرہ مین دفن ہوے اُنکی کرامتین ایسی مشہور ہین کہ یہان ذکر کرنے کی ضرورت نہین مصنف صاحب لکھتے ہین جس زمانہ مین

اکبر کا لشکر پٹنہ سے لوٹ کر بھوگام اور چٹیالے کے حدود مین پہونچا تو خواجہ صاحب بھی اکبر سے رخصت ہونے کے لیے آئے تھے اُسوقت مین نے اُنکو دور سے دیکھا تھا ملاقات نہین ہوئی تھی شیخ ادھن جونپوری اپنے الدبزرگوار شیخ بہاء الدین کے مُرید تھے جو خاندان چشتیہ مین مشائخ روزگار کے مقتدا تھے سن شریف عمر طبعی سے بھی تجاوز ہوگیا تھا چنانچہ اُنکے بیٹے ستر اور نسی برس کی عمر کے اُنکی خدمت مین تھے علی ہذا القیاس اُنکے پوتے بھی اُنکے سامنے بوڑھے ہوگئے تھے تمام اوقات اُنکی عبادت مین صرف ہوتی تھی اگرچہ علوم ظاہری اُنھون نے بہت حاصل کیے تھے مگر کبھی درس نہ کہتے تھے ضعف حد سے زیادہ تھا بے دوسرون کی مدد کے وضو اور نماز و بعضی اور ضرورتین بھی دشوار تھین مگر جب گانے کی آواز سُنتے تو حالت وجد مین اُنمین ایسی قوت آجاتی تھی کہ کئی کئی آدمیون سے نہ سنبھلتے تھے نماز مین بھی اُنکی یہی کیفیت تھی فرض بے تکلف بغیر مدد دوسرون کے پڑھتے اور سُنن اور نوافل مین اوروں کی مدد سے کھڑے ہوتے اور نیت باندھکر باقی نماز بیٹھکر ادا کرتے تھے خوارق عادات اُنسے بڑی کثرت سے ظاہر ہوتے تھے اُنکی اولاد بھی بہت ہوئی بہت سے بیٹے اُنکے سفید ڈاڑھیون کے مجلس مین اُنکے دونون طرف اس ترتیب سے بیٹھتے تھے کہ آنے والون کو شبہہ ہوتا تھا کہ اُنمین شیخ کونسے ہین پر بات اُنکی شریعت اور طریقت اور حقیقت کی جامع ہوتی تھی ایسی تقریر عوام بلکہ خواص کے حوصلہ سے بھی باہر ہوتی ہر شخص اُنکی بات کو اچھی طرح سے نہ سمجھ سکتا تھا جب اکبر کا لشکر اول مرتبہ مخالفون کی تنبیہ کے لیے جون پور کی طرف جاتا تھا اور لشکر سے جونپور تک تین دن کا راستہ رہگیا تھا اُسی وقت حضرت جونپور مین وفات پائی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو اُنکی ملازمت نصیب نہین ہوئی ۹۷۸ نوسو ستر مین اُنکا انتقال ہوا شیخ ادھن ۔ اُنکی وفات کی تاریخ ہے شیخ عبد الغفور اعظم پوری اعظم پور مضافات سنبھل سے ایک قصبہ ہے یہ شیخ عبد القدوس چشتی کے مرید تھے کمالات صوری اور معنوی انکو حاصل تھے ریاضت و مجاہدہ بھی بہت کیا تھا اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین بہت ثابت قدم تھے اہل صحبت مین اُنکے تصرف کا بڑا اثر ہوتا تھا اگرچہ کسی طالب مین مناسبت کم ہوتی مگر حضرت کا جاذبہ اُسکو بے اختیار اپنی طرف کھینچ لیتا تھا اُنکے کلام مین بڑی تاثیر تھی حسن صورت اور خوبی سیرت دونون حاصل تھی اکثر اوقات علوم دین کا درس فرمایا کرتے تھے اور مخلوق کو وعظ اور نصیحت بھی کیا کرتے تھے تصوف مین کئی رسالہ بھی اُنھون نے تصنیف کیے ہین ۹۷۵ نوسو پچھتر مین اُنکا انتقال ہوا میان وجیہ الدین احمد آبادی نسب اُنکا علوی تھا چونکہ آپ مسافر تھے اس وجہ سے اس اپنے نسب کو ظاہر نہ کرتے تھے بڑے عالم اور متقی اور عابد تھے جادۂ شریعت پر مستقیم اور گوشۂ قناعت مین مقیم ہمیشہ درس علوم دینی کا شغل رکھتے تھے جمیع علوم عقلی اور نقلی مین

انکو ایسا ملکہ تھا کہ صرف ہوائی سے قانون اور شفا اور شرح مفتاح اور عضدی تک ہر کتاب پر انھون نے شرح یا حاشیہ لکھا ہی ہمیشہ خلائق کو انکی صحبت سے فیض ہوتا رہتا تھا ہر روز بہت سے بیمار اور محنت زدہ انکی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے واسطے دعا منگواتے تھے اور اسکا اثر بہت جلد ظاہر ہوجاتا تھا گویا اسم الشافی کے پورے پورے مظہر تھے ہر گز اپنی خوشی سے کسی اہل دنیا کے گھر نہ جاتے تھے مگر اپنی عمر مین پانچ بار کسی کے جبر سے کہین گئے ہین ورنہ کبھی اپنے گھر یا مسجد سے قدم باہر نہ رکھا یہان تک کہ نماز جمعہ کی وہ بھی چھوڑ دی ہر قسم کے لوگ ہیرا و غریب انکے ہی گھر جاتے تھے لباس و وضع مین کچھ انکو عوام سے امتیاز نہ ہوتا تھا ایک ہی کپڑے مین تمام رات کاٹتے تھے اور جو کچھ فتوحات کے طور پر حاصل ہوتا تھا سب خیرات کر دیتے تھے اگرچہ مریدی اور کے تھے مگر بہت سا فیض انھون نے شیخ محمد غوث سے حاصل کیا تھا آداب طریقت مین انھین کے تابع تھے مشرب صوفیہ کا پورا پورا ذوق انکو حاصل تھا جب سلطان محمود گجراتی کے زمانہ مین شیخ محمد غوث ہندوستان سے گجرات کو گئے تھے تو شیخ علی متقی نے جو مشائخ کبار اور اپنے وقت کے علماے سوزگار مین سے تھے انکے قتل کا فتوی دیا سلطان نے اسکا جاری کرنا میان وجیہ الدین کی راے پر موقوف رکھا چنانچہ میان وجیہ الدین شیخ کی ملاقات کو گئے اور پہلی ہی ملاقات مین ایسے انکے معتقد ہوے کہ بے اختیار ہوکر گرے اور اس فتوی کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یہ دیکھکر شیخ علی انکے مکان پر گئے اور اپنے کپڑون کو پھاڑ کر کہا کہ تم کیون بدعت رواج پر راضی ہوتے ہو اور شرع مین رخنہ ڈالتے ہو انھون نے جواب دیا کہ ہم ارباب قال ہین اور شیخ اہل حال ہمارا ذہن انکے کمالات کو نہین سمجھ سکتا اور ظاہر شریعت مین کوئی اعتراض انپر نہین آتا غرض انکے ہی سبب سے تمام گجرات کے حکام شیخ محمد غوث کے معتقد ہوگئے اور شیخ نے اس بلا سے نجات پائی بعد اسکے میان وجیہ الدین اکثر اپنی مجلس مین یہ کہا کرتے تھے کہ ظاہر شریعت مین آدمی کی ایسی نظر چاہیے جو شیخ علی متقی کی کیفیت ہی اور حقیقت مین یہ حال چاہیے جو ہمارے پیر کی کیفیت ہی سنہ ۹۹۸ نو سو اٹھانوے مین انکا انتقال ہوا شیخ وجیہ الدین انکی تاریخ ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہان جتنے بزرگون کا احوال لکھا ہی سواے ان چار بزرگون کے سب کی بجکو ملازمت حاصل ہوئی ہی میان عبد اللہ نیازی سرہندی نیازی پٹھانون کی ایک قوم ہی یہ حضرت اول شیخ سلیم چشتی فتحپوری کے مرید تھے اور انھین کی خانقاہ کے برابر انکا ایک حجرہ تھا جسکو اکبر نے عبادت خانہ بنا لیا ہمیشہ معتکف رہتے تھے جب اول مرتبہ شیخ سلیم سے حج سے جو خشکی کے رستہ سے گئے تھے واپس آئے تو میان عبد اللہ نے سفر حج کی اجازت مانگی شیخ نے انکو ایک

طور مارمین تمام مشائخ اور اہل اللہ کا ذکر لکھدیا جسسے ولایت عرب اور عجم مین کرور ملاقات ہوئی تھی چنانچہ
میان عبداللہ نے سب ملکون مین سیر کرکے اُن تمام بزرگون کی ملازمت حاصل کی پھر اُنکو گجرات اور دکن مین
مہدوی مذہب کے لوگون کی بہت صحبت رہی چنانچہ اُنھون نے بھی یہی طریقہ اختیار کرلیا پھر چند روز میان
مین سکونت اختیار کی اور وہان کا حال مفصل سلیم شاہ کے ذکر مین پہلے مذکور ہو چکا ہے ہمیشہ گمنامی کے گوشے مین
سب قیود اور تعلقات سے فارغ رہتے تھے شیخ علائی کے سبب سے سلیم شاہ کو مخدوم الملک نے بہکایا اور
اغواے سلیم شاہ نے میان عبداللہ کو بڑی ایذا دی اس سبب سے حضرت نے پھر مسافرت اختیار کی اور ہر طرف سیر کرتے رہے
آخر عمر مین دعوی مہدویت کو ترک کرکے سرہند مین گوشۂ عزلت اختیار کیا اور تمام مشائخ کی طرح سلوک کے
طریقہ کا برتاو کرتے تھے جب اکبر نے اُنکے حجرہ مین عبادت خانہ بنایا تو اس تقریب سے میان عبداللہ کا ذکر اُنکے
سامنے مذکور ہوا چنانچہ اکبر نے انکو سرہند سے بلایا تنہا اُنسے صحبت رکھتا تھا اور طرح طرح کی خبرین پوچھتا تھا
اُنھون نے مہدوی مذہب سے انکار کیا اور کہا کہ اول مجکو ان مذہب والون کی صحبت اچھی معلوم ہوئی اس
سبب سے مین اس طرف مائل ہوگیا اب مجکو حق معلوم ہوگیا تو مین نے اس مذہب سے توبہ کی پھر اکبر نے بڑی تعظیم سے انکو
رخصت کیا سنہ ۹۹۰ نوسو ترانوے مین اکبر اٹک کو جاتا تھا جب سرہند مین پہنچا تو پھر اُنکو بلایا اور کچھ مدد معاش کے لیے
زمین دینا چاہی اُنھون نے توکل پر قناعت کرکے قبول نہ کیا اکبر نے خواہ نخواہ فرمان لکھوا دیا اُسنے حکم کی تعمیل کرکے
فرمان لے لیا مگر توکل کا شیوہ نچھوڑا اور اُس زمین سے کچھ بخشش کی چنانچہ چند روز کے بعد مرگئے اُنکے سارے عیال کا مدار
اُسی زمین پر ہے اُنکی کتاب احیاء العلوم اردو مین کیمیاے سعادت کے نام سے ترجمہ ہوئی ہے اور مشہور ہے
مین بھی حسین خان کے ساتھ تھا سرہند مین اُنکی خدمت مین حاضر ہوا کتاب احیاء اُنکے سامنے رکھی تھی
اُسکے فوائد بیان کر رہے تھے محمود خان نام اُنکا ایک یار جو سلیم شاہ کے زمانہ سے اُنکا آشنا تھا اور شیخ علائی کے
جھگڑون مین شیخ مبارک نے سیف اللہ اُسکو خطاب دیا تھا پوچھنے لگا کہ دل کیا چیز ہے اُنھون نے جواب دیا کہ ہمسے
دل تک ہزار منزل کا فاصلہ ہے اُس سے کیا پوچھتے ہو اخلاق کی باتین کرو پھر کسی تقریب سے ایک بزرگ مغل نے
سید محمد جونپوری کا ذکر کیا اُنھون نے کہا کہ جس زمانہ مین حضرت سید محمد جونپوری کا انتقال ہوا اتفاق مین فرزند
موجود تھا اُنھون نے مہدویت کے دعوی سے انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ مین مہدی موعود نہین ہون لوگون نے
محمود خان نے آہستہ کہا کہ میان عبداللہ نے عجب کام کیا ہے شیخ علائی بیچارہ کو قتل کرایا پھر خود اُس دائرہ سے باہر ہوگئے
میان عبداللہ نے نوے برس کی عمر پاکر سنہ ۱۰۰۱ ایک ہزار مین انتقال کیا شیخ ابوالفتح گجراتی یہ سید محمد جونپوری کے داماد تھے

مگر انھون نے انکو دیکھا نہین یہ قرابت انکے بعد واقع ہوئی تھی یہ بھی مجھسے صاحب جاہ وجلال اور اہل کمال تھے مہدویت کے طریقہ پر بڑے ثابت قدم تھے گجرات مین اور مکہ معظمہ مین شیخ گدائی سے انکی بڑی صحبت رہی تھی ہمارے خان کے زمانہ مین کسی ضروری کام کے لیے آگرہ مین آئے تھے مگر چند روز مین وہ زمانہ درہم برہم ہوگیا اور شیخ گجرات کو چلا گیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین طالب علمی کے زمانہ مین ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت شیخ عبداللہ قندھاری کے ساتھ اگرہ مین جمنا کے اس پار شیخ بہاءالدین مفتی کے محلہ مین شیخ کی ملاقات کو گیا تھا تنہا حجرہ مین بیٹھے ہوے عبادت کر رہے تھے ہمکو دیکھکر انھون نے یہ حدیث پڑھی لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَغَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْ مَنْ عِنْدَہٗ اور اسکا ترجمہ بیان کیا چنانچہ مین نے بھی ذکر شروع کیا اس وقت مجکو عجیب فیض حاصل ہوا اور قرآن کے معانی کھلنا شروع ہوے اور مدت تک اسی حالت رہا کہ جو آواز میرے کان مین آتی تھی اسکو مین ذکر ہی سمجھتا تھا مین نے انکے بعضے مریدون کو دیکھا کہ انھون نے مجلس مین گلگا کر اپنے لبون کو بند کر لیا تھا تاکہ بیفائدہ گفتگو نہ کرین اور بعضون نے پتھر یا منھ مین بھر لی تھین انکی وفات کا سال معلوم نہین شیخ ابو اسحاق لاہوری یہ میان شیخ داؤد کے خلیفہ تھے اور اپنے پیر سے انھون نے ایسی نسبت پیدا کی تھی کہ گویا وہ انھین کی مثل ذات کے تھے اور انمین ایسا اثر تھا کہ جو شخص انکی صورت دیکھتا تھا فوراً اسکے دل مین اللہ کی محبت پیدا ہوتی تھی فقط دو تین لوگ میان داؤد کے مرید جنکا لاہور مین مسکن تھا انکے مصاحب تھے اور سوا ے انکے اور کسی کو اپنے حضور مین نہین بلاتے تھے اور مرید بھی نہین کرتے تھے اور اپنے تاریک حجرہ مین جو ایک باغ کے اندر تھا بیٹھے رہتے تھے کہین باہر نہ جاتے تھے مگر کبھی ہی شیرگڈھ مین جو لاہور سے چالیس کوس سے کچھ زیادہ ہوگا میان داؤد کی زیارت کے لیے جاتے تھے اور فوراً آستان بوسی کرکے واپس آتے تھے وہان کی تجلی انوار کی زیادہ تاب نہ تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس سال مین کہ پہلے مذکور ہوچکا مین لاہور مین انکی خدمت مین حاضر ہوا اور ایک رات انکے گھر مین مہمان رہا پھر کسی فتنہ وفساد کے زمانہ مین تنہا فقط ایک خدمتگار کے ساتھ شیرگڈھ کو میان داؤد کی زیارت کے لیے چلا راستہ مین آہرن بسیار راستہ دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ تم اس پرخطر جنگل مین تنہا کہان جاتے ہو مین جواب دیتا تھا کہ میان شیخ ابو اسحاق کی خدمت سے آتا ہون اور میان داؤد کی ملازمت مین جاتا ہون سب لوگ میان کا نام سنتے ہی میرے تابعدار ہوجاتے تھے اور دودھ دہی وغیرہ میرے لیے لاتے تھے اور راستہ چھوڑ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بہت ہوشیاری کے ساتھ جائیو میان داؤد کا نام کام کرتا ہے کیونکہ یہان کے سب خاص وعام انکے مرید ہین چنانچہ مین بخیریت تمام میان کی خدمت مین پہونچا یہ قصہ تفصیل سے پہلے مذکور ہوچکا ہے تھوڑے دنون کے بعد میان نے

اِس عالم فانی سے ملک بقا کی طرف سفر کیا اُسی زمانہ مین پنجاب مین وبا عام ہوئی اور تین چار مہینہ کے عرصہ مین اکثر
حضرت کے خلیفون اور گھر کے آدمیون نے قریب پچاس ساٹھ آدمیون کے وفات پائی عام مریدون کا کچھ حساب نہین اسی
عرصہ مین میان عبدالوہاب کا بھی جنکو میان بابو کہتے تھے انتقال ہوا اور شیخ ابو اسحاق نے بھی رحلت کی بعد ازان میان
شیخ عبداللہ حضرت کے صاحبزادہ سجادہ نشین ہوے چند روز کے بعد اُنکا انتقال ہوگیا اُنکے بعد اب شیخ معالی
سجادہ نشین ہین شیخ رکن الدین یہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے صاحبزادہ ہین گنگوہی نواحی تھانیسر مین ایک
قصبہ ہے یہ بڑے ولی کامل تھے اور اِنکے کمالات اِنکے بشرہ سے ظاہر ہوتے تھے تصوف مین اُنکو بڑا ملکہ تھا کسی
مجبوری سے کسی امیر کے گھر جاتے تھے ورنہ اپنے گوشہ قناعت مین متوکل بیٹھے رہتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ جس زمانہ مین بیرام خان کی بغاوت برپا تھی اُنھین دنون مین دہلی مین شیخ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مین
مین نے اُنکی ملازمت حاصل کی تھی میان مصطفےٰ گجراتی اصل اُنکی بوہرہ کی قوم سے ہے میر سید محمد
جونپوری سے کے ایک مرید کے مرید ہین اور اُنھین سے فیض سے میان مصطفےٰ نے طریقہ فقر و فنا کا اختیار کیا اور آخر
عمر تک اِسی طریقہ پر قائم رہے جس زمانہ مین اکبر نے ولایت بنگالہ کو تسخیر کرکے ولایت پٹنہ سے مراجعت کی اور اجمیر کو گیا
اُنھین دنون مین آصف خان ثانی میر بخشی گجرات سے اکبر کے حکم سے جب اُنکو بھی ہمراہ لایا ایک شب اکبر صحن دولتخانہ
مین سب عالمون کو جمع کرکے شیخ مصطفےٰ سے مہدویت کے مسئلہ کی تحقیق کرتا تھا اور وہ جواب دیتے تھے اُسوقت
مناظرہ کا بڑا طول ہوگیا حاجی ابراہیم سرہندی اپنی کج خلقی کی وجہ سے بڑی بیہودہ گفتگو کرتا تھا جس سے شیخ کو
رنج ہوتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ کتاب شرح گلشن راز جو شیخ محمد لاہجی کی تصنیف ہے اور وہ سید محمد کے
مرید تھے جنھون نے اپنے زمانہ مین مہدویت کا دعوی کیا تھا اُسکے مطالب مین نے بڑی تفصیل سے
بیان کیے اور چونکہ وہ مطالب شیخ کے مدعا کے خلاف تھے اسواسطے ضرور اُنکو کچھ مجھسے رنج ہوا ہوگا پھر جب وہان سے
اکبر فتح پور مین آیا تو اُسنے شیخ کی نسبت حکم دیا کہ چند روز خواجہ عبدالصمد مصور شیرین قلم کے مکان پر رہین وہان جاکر
مین نے اپنی تقصیرون کی عذرخواہی کی حضرت کو ضعف بہت تھا اُسی مجلس مین اُنھون نے طشت منگاکر بہت سا
خون تھوکا بعد ازان اُنھون نے گجرات کی رخصت پائی غالبا راستہ مین ہی یا وطن مین پہونچکر انتقال کیا
یہ واقعہ سنہ ۹۸۳ نوسو تراسی مین ہوا اِنکے مکتوبات بھی موجود ہین جنسے غربت اور فنا کی بو ٹپکتی ہے شیخ
اسحاق کاکو لاہوری اِنکے باپ کا نام شیخ کاکو تھا لاہور کے آدمی اِنکی ولایت کے بڑے معتقد تھے عالم
متجرد و متوکل و متشرع تھے ہرگز کسی دنیادار کے گھر نہ جاتے تھے اور کسی سے حاجت نہ چاہتے تھے ہمیشہ درس

کیا کرتے تھے جمیع علوم کے جامع تھے صوفیون کے طریقہ کا برتاو کرتے تھے ہمیشہ اللہ سے مشغول رہتے تھے جب تک اُنسے
کوئی کچھ نہ کہتا تھا جواب نہ دیتے تھے ایکدوز ایک نالائق آدمی اُنکو راستے مین ملا اور اُسنے ایک شیشیا شیرینی کی بھری ہوئی
اُنکے سر پر رکھدی کہ میرے ساتھ چل یہ بلا انکار اُسکو اپنے سر پر رکھکر بازار مین ہوتے ہوے اُسکے گھر پہونچا آئے اُسی دن سے
موقوف نفسانیت اُنکے دل سے بالکل جاتا رہا اور اِس صفت مین علماے رسمی سے ممتاز ہوگئے مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ ۹۹۵ نوسو پچانوے مین مین اُنکی ملاقات کو گیا تھا بعد ازان مین نے شیخ فیضی سے جو قریب زمانہ مین ملک الشعرائی کا
خطاب پانے والا تھا یہ قصہ نقل کیا اُسکی عادت تھی کہ سب بزرگون کی مذمت کیا کرتا تھا اِسی طور پر اُسنے شیخ کو
بُرا کہنا شروع کیا مین خاموش ہو رہا اُسی شب مین یا دوسری شب مین مین نے خواب مین دیکھا کہ جنگل مین
ایک پُرانا مکان ہے جسمین دو تین دیوارون سے زیادہ نہین ابوالفضل اُس مکان مین چلا گیا ہے اور شیخ اسحاق تو سب لوگون کی
جماعت مین شریک ہوکر موافق اِس معمول کے کہ ہر مہینے کی پہلی شب مین بادشاہون کے دربارون مین بندوقین چھوٹا
کرتے ہین ایک بندوق ہاتھ مین لیے ہوے میری طرف چھوڑ رہے ہین اور اُسکے شرارہ میرے گرد و پیش گرتے ہین مین یہ حواب
دیکھکر بڑا ہولناک اُٹھا اور دوسرے دن حضرت شیخ کی نذر کچھ لے گیا آپ نے قبول فرمائی اور مین نے یہ سارا قصہ اپنا بیان
کیا اگرچہ بسبب ضعف کے آپ مین بولنے کی طاقت نہ تھی مگر میرے واسطے ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگی شیخ سعداللہ اور شیخ منور
وغیرہ لاہور کے بڑے نامی علما اُنکے شاگرد ہین جوانی کی عمر مین اُنکو شکار کا بہت شوق تھا چنانچہ جب پڑھنے سے فارغ
ہوتے بازاور جرہ وغیرہ لیکر شکار کو چلے جاتے تھے اور پیادہ پا جنگل مین پھرا کرتے تھے سن شریف حضرت کا سو برس سے
متجاوز ہوا ۱۰۱۴ ہزار چودہ سنہ نوسو چھیانوے مین آپنے انتقال فرمایا شیخ سعداللہ بنی اسرائیل یہ شیخ فیاض کے
شاگرد تھے بہت سی مختلف کیفیتین اُنپر طاری ہوئین ابتداے حال مین متشرع تھے یکبارگی سب پابندی چھوڑ کر
فسق و فجور مین مبتلا ہوگئے اور ایک ڈومنی سے تعلق پیدا کیا سفید ڈاڑھی لیے ہوے بازارون مین آوارہ پھرتے تھے
ع زین پیش گرچہ خلق گرفتے زما سبق ۔ عشق آمد و نماند نشانے ز ما سبق ۔ اُس حال مین بھی یہان کے لوگ اُنکے بڑے
معتقد تھے اور اُنکو ولی سمجھتے تھے اور اُسوقت مین بھی درس اُنکا جاری تھا کچھ مال و اسباب اُنکے پاس تھا
سب اُس معشوقہ کے عشق مین لُٹا دیا ایک شب اُسکے ساتھ شراب پی رہے تھے ایک جماعت محتسبون کی مع بہت سے
طالب علمون کے جو حضرت کے شاگرد تھے دیوار کود کر مکان مین داخل ہوے اور سب آلات فسق و فجور کے توڑکر یہ ارادہ کیا
کہ اُنکو تعزیر دین آپنے وہی بات جو کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہی تھی پیش کی کہ اگر مین نے ایک گناہ کیا ہے
تمنے کئی حرکتین خلاف شرع واقع ہوئین اور تم میری نسبت زیادہ تعزیر کے لائق ہو کیونکہ میرے حال کا تجسس

کرکے بے اذن دیوار کود کر میرے مکان مین داخل ہوے یہ دیکھکر وہ سب لوگ نادم ہوے اُسی وقت سے حضرت نے
بھی سب گناہون سے توبہ کی اور کتاب احیاء العلوم کو اپنا دستور العمل بنایا عبادتین اور ریاضتین شروع
کین اور کتابین بھی بہت تصنیف کین اُنھین سے امام غزالی کی جواہر القرآن پر ایک شرح ہے ایک مرتبہ اُنکو
اکبر نے خلوت مین بُلاکر پوچھا کہ تمھاری کیا قوم ہے آپ نے صاف کہدیا کہ مین اپنی قوم کا کاسیتھ ہون یہ بے
اُنکی اکبر کو بہت پسند آئی اور مدتون تک اُنسے صحبت رکھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اول مرتبہ
اُنسے لاہور مین ملاقات کی تھی کسی تقریب سے ملتان کی ویرانی اور لاہور کی آبادی اور بادشاہون کا
قصہ خصوصاً سلطان حسین کا حال اس خوش تقریری سے اُنھون نے بیان کیا کہ مین نے یہ شیرینی کسی کے
کلام مین نہ پائی کبھی کوئی سائل اُنکے دروازہ سے محروم نہ گیا اگرچہ کوئی تجارت یا زراعت کا شغل اُنکو نہ تھا
نہ بادشاہ کی طرف سے کوئی مدد معاش مقرر تھی مگر سخاوت اُنکی ایسی تھی کہ لوگ تعجب کرتے تھے کہ اتنا روپیہ
کہان سے آتا ہے اسی برس کی عمر مین اُنھون نے اس سرائے فانی سے ملک جاودانی کو کوچ کیا ہزارون آدمی اُنکے جنازہ
ساتھ تھے اور تبرک سمجھکر اُنکی نعش کو اپنے سر اور کندھون پر رکھتے تھے میان شیخ عبداللہ بدایونی یہ بھی
بڑے بزرگون مین سے تھے بچپن مین بوستان کا سبق پڑھتے تھے جب اس شعر پر پہونچے ؎ محال است
سعدی کہ راہ صفا ہ توان یافت جز در پی مصطفا ہ تب اُنھون نے معلم سے پوچھا کہ اس شعر کا ترجمہ ہندی
زبان مین اچھی طرح سمجھا دو اُسنے کہا کہ تمکو اس سے کیا کام آگے چلو حضرت نے کہا کہ جب تک مین اسکا مطلب
اچھی طرح نہ سمجھ لونگا ہرگز آگے نہ بڑھونگا تب اُستاد نے مطلب بیان کیا تب اُنھون نے پوچھا کہ محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وسلم کون تھے اُنکی تعریف بیان کرو تب اُستاد نے حضرت کے حالات اور بعض معجزات بیان کیے
شیخ عبداللہ یہ سُنتے ہی ایک جذبہ طاری ہوا کپڑے پھاڑکر کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنا شروع کیا جب ماں
باپ کو خبر پہونچی تو دوڑے آئے اور سمجھے کہ اب یہ اسکا حال نہ بدلے گا مجبور ہوکر بیٹے سے ہاتھ اُٹھایا حضرت
نواحی سامانہ سے جو اُنکے باپ دادون کا قدیم مسکن تھا دہلی کی طرف متوجہ ہوے اور وہان اُنھون نے فقہ اور
قرآن پڑھنا شروع کیا اور وہان اُنھون نے بڑے بڑے علما اور مشائخ کی خدمت کی پھر میان شیخ عبدالباقی
چشتی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوے اور کچھ ذکر اور شغل کا طریقہ اُنسے سیکھا پھر شیخ صفی خیر آبادی
وغیرہ اور دیگر مشائخ کی خدمت مین گئے اور بہت سی ریاضتین اور مجاہدہ کیے علم اُنھون نے اکثر نامی عالمون سے
حاصل کیا خصوصاً میان شیخ لادن دہلوی اور میر سید جلال بدایونی سے بہت سا پڑھا ہوا اُنکی

وفات کے بعد اُنکے قائم مقام ہوے برسون تک بالیون مین درس افادہ فرمایا اُنکے شاگردون مین بھی بڑے بڑے نامی عالم ہوے دور دور سے لوگ اُنکی ملازمت مین آیا کرتے تھے آخر حال مین جذبہ اُنپر غالب ہوا مجلس سماع مین حاضر ہوا کرتے تھے اور جب بہت بیتاب ہی ہوجاتے تھے تو پند قدم چلتے تھے کچھ جذب اور رقص نہ ہوتا تھا پھر معاً حال پڑھکر اپنے مقام پر لوٹ آتے تھے بے تکلف ایسے تھے کہ اپنے گھر کا روزمرہ سودا لینے کے واسطے پیادہ پا بازار کو چلے جاتے تھے اور وہان سے خود ہی اُٹھا کر گھر کو لے آتے تھے راستے مین طالب علمون کو سبق بھی پڑھاتے آتے تھے ہر چند طالب علم کہتے تھے کہ یہ خدمت ہم بجالاوین آپکو تکلیف کی ضرورت نہین مگر آپ قبول نہ فرماتے تھے اُنکی صورت سے فقر و فنا ٹپکتا تھا اگرچہ اُنکو بزرگون سے اجازت تلقین و ارشاد کی اور خرقہ خلافت کا حاصل تھا مگر وہ کسی کو مرید نہ کرتے تھے اور اِس امر سے بہت احتراز کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے علم کلام مین شرح صحائف اور اصول فقہ مین تحقیق پڑھا تھا اور بڑی بڑی استعداد طالب علم سبق مین شریک تھے اور طرح طرح کے دقیق اشکال پیش کرتے تھے مگر مین نے کبھی نہین دیکھا کہ آپ کتاب کے مطالعہ کی بھی ضرورت ہوئی ہو اور یہ بھی لکھتے ہین کہ اب اُنکی نوے برس کی عمر ہے شیخ جلال الدین قنوجی یہ ایک مجذوب سالک تھے اِنکے باپ دادون نے ملتان سے آکر قنوج مین سکونت اختیار کی تھی ابتدا مین وہ سالک تھے بعد مین جذبہ غالب ہوگیا تھا مگر اُس حال مین اتباع شریعت مین ثابت قدم تھے کبھی کبھی جو حال اُنپر غالب ہوتا تھا تو اپنے مُنھ کو سیاہ کرکے اور پلنگ کا جھلنگا گلے مین ڈال کر بازارون مین چلاتے پھرتے تھے اِس قسم کی بہت سی حرکتین اُنسے سرزد ہوتی تھین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین ایک مرتبہ اُنکی ملازمت مین حاضر ہوا وہ اُسوقت محلہ کی مسجد مین جمعہ کی نماز پڑھ چکے تھے جب مین پہونچا تو اپنے باپ دادون کی قبرون کی جو اُس مسجد کے صحن مین تھین زیارت کرنے لگے ایک خادم اُنکے ساتھ تھا ایک ایک قبر پر جُدا جُدا فاتحہ پڑھتے تھے پھر وہان سے لوٹے تو اُس خادم سے ایک فرائض کے مسئلہ پوچھا کہ اگر ایک شخص مرجاوے اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی وارث چھوڑے تو ہر ایک کو اُس ترکہ مین سے کتنا کتنا ملیگا اُسنے جواب دیا کہ بیٹی ایک حصہ اور بیٹا دو حصہ پاویگا اِس مسئلہ کو اچھی طرح سمجھکر وہان سے چلدیے کچھ زبان سے نہ کہا پھر معلوم ہوا کہ بعضی حدیثون مین جو آیا ہے کہ اگر کوئی شخص علم فرائض مسئلہ مقبرے مین پڑھے اور اُسکے سہامون کی تقسیم بیان کرے تو سب اہل قبور کی مغفرت ہوجاتی ہے شیخ کا یہی معمول تھا اور ہر جمعہ کو اُنکا یہی معمول تھا شیخ [illegible] مجذوب گوالیاری [illegible]

ابتداے حال مین سپاہ گری کیا کرتے تھے ایکبار گی نوکری کو چھوڑ کر سقائی شروع کی بدایون کی بیوہ عورتون کو
پانی پہونچایا کرتے تھے اور بے اُجرت ہر شخص کو پانی پلاتے تھے یکایک جذبہ غالب ہوا اور سب کاروبار زنانہ
ترک کر دیا کسی سے کچھ بات نہ کرتے تھے اور اپنے حال مین محو رہتے تھے گوالیار کے بازار کے سرے پر اپنی سکونت کے
واسطے ایک جگہ مقرر کر لی تھی ہمیشہ سر نیچے ڈالے ہوے مراقبہ مین بیٹھے رہتے تھے اگر حاضرین مجلس کو کوئی خطرہ
دل مین گذرتا تھا تو مجذوبون کی طرح اپنی بڑبڑ مین اُسکا جواب دیدیتے تھے جس سے وہ اچھی طرح حل ہو جاتا تھا
اور اکثر غیب کی خبرین بیان کیا کرتے تھے راتون کو جاگا کرتے تھے کبھی روتے تھے کبھی ہنستے تھے بہت متبسم آدمی تھے
سُنا ہے کہ ولایت سے ایک سید آیا تھا اور اُسنے حضرت سے سیادت کی دلیل مانگی تھی آپ نے بہت سی آگ روشن کرائی
اور اُس سید کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ آؤ ہم تم دونون آگ مین کود پڑین ع تا سیہ روے شود ہر کہ دروغش باشد
سید بیچارہ ڈر گیا اور شیخ آگ مین کود پڑے اور پھر سلامت نکل آئے اس قسم کے بہت سے خوارق اُنکے مشہور
ہین اور سب لوگ اُنپر اتفاق رکھتے ہین شیخ اُسی جذبہ کے حال مین ایک مرتبہ نعرہ مار کر مارے مارے کہتے ہوے
دوڑے یہان تک کہ دروازہ کی چھت سے گر کر مر گئے یہ واقعہ ۹۰۰ نو سو نو اسی مین ہوا شیخ فیضی نے
اُنکو مجذوب کہا اُنکی تاریخ نکالی **شیخ الہ بخش** گڈھ مکتیسری گڈھ مکتیسر گنگا کے کنارہ ایک قصبہ ہے
یہ حضرت چالیس برس تک سجادۂ قصر پر سند نشین رہکر مریدون کی تعلیم مین مشغول رہے بڑے متوکل
تھے اور اُنکی صحبت مین خدا یاد آتا تھا ستر برس کی عمر مین سنبھل کی سیر کے لیے گئے تھے وہان ایک
بڑھیا جو شیخ نیچو مرحوم سنبھلی کی خدمت کیا کرتی تھی اور بڑی عابدہ اور زاہدہ تھی ہمیشہ روزہ رکھا کرتی تھی مفلسی
برس سے بے شوہر تھی اور سوا ے دودھ کے اور کچھ نہ کھاتی تھی وہ غائبانہ حضرت کی بڑی معتقد
تھی اور اُسنے التماس کیا کہ مجکو بھی خدا کا رستہ بتلایئے حضرت نے فرمایا کہ جب تک تو پیروی سنت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کر کے کسی کے نکاح مین نہ آجاویگی یہ بات کہنا تجکو فضول ہے فی الحال وہ محفہ
مین سوار ہو کر حضرت کی ملازمت مین حاضر ہوئی اور آپ کے نکاح مین آگئی تھوڑے دنون مین دونون نے
ملک آخرت کو سفر کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اپنے ایک دوست سید محمد قاسم کے ساتھ
جو دہلی کے نامی سیدون مین سے تھے اُنکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا مین نے اُنکو بڑا خوش مجلس اور
خوش تقریر پایا جب بہشت اور آفتابہ ہاتھ دھونے کے لیے لائے تو آپ نے فرمایا کہ اُس سید سے
ابتدا کرو **شیخ عارف حسینی** یہ شاہ اسمٰعیل صفوی کی اولاد مین ہین بڑے عالم تھے اور ریاضتین اور

مجاہدہ بھی انھون نے بہت کیے تھے چنانچہ غذا انکی جو کی سوٹی جلی ہوئی سوکھی اور کڑوی گھانس ہوتی تھی کسی مین اسکے کھانے کی طاقت نہ تھی شریعت کے اتباع مین بڑے ثابت قدم تھے پانچون وقت تین شیش خانہ شیخ ابوالفضل مین بادشاہ کے دربار مین اذان کہی تھی کچھ کسی کا خوف انکو نہ تھا خوارق انکے بہت مشہور ہین ان مین سے ایک یہ ہے کہ گول کاغذ کتر کے جلتی ہوئی انگیٹھی مین ڈال دیتے تھے اور وہان سے اشرفیان نکال کر سب حاضرین مجلس کو تقسیم کر دیتے تھے اور اگر انکو کسی حجرہ مین بند کر کے مقفل کر دیا جاتا تھا تو وہ دوسری جگہ ظاہر ہو جاتے تھے ایک مرتبہ گجرات سے لاہور مین آئے تھے وہان جاڑون کے موسم کے سوے گرمیون مین اور گرمیون کے موسم کے سوے جاڑون مین لوگون کو دیتے تھے وہان کے علما خصوصاً مخدوم الملک انسے متعرض ہوے اور کہا کہ ضرور یہ سوے لوگون کے باغون کے ہونگے کہ بے انکی اجازت کے انپر تصرف کیا جاتا ہے انکا کھانا حرام ہے آخر حضرت وہان سے رنجیدہ ہو کر کشمیر کو چلے گئے علی خان وہان کا حاکم انکا بڑا معتقد ہوا اور اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کر دیا جب دیکھا کہ انکے ٹھہرنے کا کچھ اعتبار نہین تب طلاق دلوا کر مہر لے لیا اور وہان سے حضرت تبت کو گئے وہان بھی انسے بہت خوارق ظاہر ہوے غرض حضرت سے گجرات اور ہند اور کشمیر اور تبت مین بڑے بڑے تصرفات ظہور مین آئے مگر جہان جاتے تھے وہین کے آدمی انکے دشمن ہو جاتے تھے تو مجبور ہو کر اس ملک سے دوسرے ملک کو چلے جاتے تھے اول مرتبہ جو اکبر کشمیر سے کابل کو جاتا تھا تو حضرت نے اس سفر مین آکر اکبر سے ملاقات کی اکبر نے انکی محافظت کے لیے موکل مقرر کر دیے اور جب اکبر کی ملاقات کو آتے تھے تو وہ ایک پیالہ زرین مین مشک اور کافور اور بہت سی خوشبو مین ڈال کر تحفہ پیش کیا کرتا تھا اور ہر چند کہتا تھا کہ ہمسے کچھ نقد روپیہ یا جاگیر قبول کیجیے تو آپ جواب دیتے تھے کہ روپیہ اپنے امیدون کو عنایت کر وہ بہت بدحال ہین مین کیا کرونگا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے ایک مرتبہ قلیچ خان کے ہمراہ حضرت سے شیخ ابوالفضل مین کہ حضرت اسکی حراست مین تھے ملاقات کی اسکے بالاخانہ پر بیٹھے ہوے نقاب منھ پر ڈالے ہوے کتابت کر رہے تھے اور ایک شخص سے کہتے تھے کہ یہ قلیچ خان ہے جو کہتا تھا کہ مین قلیچ تمھارا بندہ اور خدمتگار ہون ہمیشہ سے منھ چھپانے کی انکو عادت تھی اور کہتے تھے کہ اس سے یہ مطلب تھا کہ اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ کو جاوین تو انھین کوئی نہ پہچانے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے ایک معتبر آدمی سے سنا ہے کہ ایک مرتبہ کشمیر مین اکبر نے شیخ ابوالفضل اور حکیم ابوالفتح کو بھیجا اور انھون نے اکبر کے اشارہ کے موجب کہا کہ اگر آپ اس نقاب کو اٹھا لین تو ہم بھی آپ کے

جمال مبارک کے دیدار سے مشرف ہوں آپ انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم فقیروں کو تم بہت مت ستاؤ
حکیم ابو الفتح کے مزاج مین شوخی اور گستاخی بہت تھی ہاتھ بڑھا کر حضرت کی نقاب اُٹھانے لگا آپ نے فرمایا
کہ معاذ اللہ مین مجذوب اور معیوب نہین ہون لو میرا مُنہ دیکھ لو نقاب اُتار کر زمین پر ڈال دی اور فرمایا کہ حکیم تو نے
میرا مُنہ تو دیکھ لیا مگر اسکا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ دو ہفتہ کے بعد دیکھیگا چنانچہ پندرہ روز نہ گذرے تھے کہ اُسی سفر مین
حکیم نے اسہال کبدی کے مرض مین انتقال کیا اس قسم کے خوارق آپ کے حد شمار سے باہر ہین ایک روز اکبر نے
اُن سے کہا کہ یا تم ہم سے ہو جاؤ یا ہمکو اپنا سا کر لو آپ نے فرمایا کہ ہم نامراد لوگ تم سے کیونکر ہو سکتے ہین اگر تم
ہم سے ہونا چاہو تو اُو ہمارے برابر آنکر بیٹھ جاؤ میر سید علاؤ الدین اودھی اِنکو بڑے مقامات عالیہ
حاصل تھے اور کرامتین اُنکی کھلی ہوئی تھین گویا خدا کی نشانیون مین سے ایک نشانی تھے خوارق اُنکے
بہت مشہور ہین کبھی کبھی حقائق اور معارف کے مضمونون کو نظم کیا کرتے تھے یہ مطلع اُنکا بہت مشہور ہے
؎ ندانم آن گل خندان چہ رنگ و بو دارد ✤ کہ مرغ ہر چمنے گفتگوے او دارد ✤ اور ایک ترجیع بند اُنھون نے
لکھا ہے کہ جسکے بند کا شعر یہ ہے ؎ کہ بچشمان دل مبین جز دوست ✤ ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست ✤ شیخ
عراقی نے بھی اسی زمین مین یہ شعر لکھا تھا ؎ کہ جہان صورت ست معنی دوست ✤ ور بمعنی نظر کنی ہمہ اوست ✤ اور کسی اور نے یہ لکھا ہے ؎ کہ جہان پر توست از رخ دوست ✤ جملہ کائنات سایہ اوست ✤
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یون کہا تھا ؎ پوست مغز جہان جہان ہمہ پوست ✤
خود چہ مغز و چہ پوست چون ہمہ اوست ✤ اُنکی صحبت کے فیض سے بہت لوگ ولی کامل ہو گئے
اُنمین سے ایک حضرت کے صاحبزادہ سید ماہرو ہین جنھون نے بالکل آپ کے قدم پر قدم رکھا تھا
دوسرے سید علی ملہری جو بڑے صاحب حال تھے اور ہمیشہ مخلوق سے چھپے ہوے علیحدہ
رہتے تھے فقر اور غربت اُنکے چہرہ سے ٹپکتا تھا تصوف مین اُنکی تقریر نہایت عمدہ تھی
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی حسین خان کے ساتھ کانت کو کہ جو اِن دنون مین ہے اُنکی
ملازمت مین حاضر ہوا اور اُنکی صحبت کا فیض اُٹھایا ہمیشہ میر سید علی دعا مانگا کرتے تھے
کہ اے اللہ مجکو شہید کیجیو چنانچہ ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت حضرت کے گھر مین چور آئے اور بڑا
شور مچا اگرچہ آپ کی عمر نوے برس کی تھی ایک لوہے کا گرز لیکر اللہ اللہ کہتے ہوے مقابل ہوے
اور کئی آدمیون کو جہنم مین پہونچایا آخر کو ایک تیر اُنکے بھی لگا شہید ہو گئے یہ واقعہ ۹۹۰ نو سو اٹھانوے مین ہوا

پہ شد آن مرشد کامل ؒ انکی وفات کی تاریخ ہی شیخ حمزہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ وہ ملک آدم کا کرکے پوتے ہین
جو سلطان سکندر اور ابراہیم لودی کے امیرون مین سے تھا ہمیشہ اپنے دادا کی قبر پر مجاور بنا بیٹھا رہتا تھا
ملک آدم کی قبر دو قبرون کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ لمبی تھی جثہ بہ قوی اور ہیکل تھا قد انکا بہت بلند
تھا اور انکے چہرہ پر بڑی ہیبت تھی کبھی کبھی شہر مین بھی بے آیا کرتے تھے اور شیر کی طرح جھومتے ہوے
چلتے تھے اور بہت سے اینٹ پتھر ہاتھ مین اٹھا کر ہر طرف پھینکتے جاتے تھے مگر کسی کو اس سے ایذا نہین
پہنچتی تھی اور بہت سی فرے فرے کی حرکتین انسے صادر ہوتی تھین ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے
جس کسی کو لائق سمجھتے تھے اسی کو بلا کر کچھ گفتگو کیا کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین اسی طرح مجھسے
بھی کچھ گفتگو انھون نے کی اکثر آدمی انکی حرکت دیکھکر کھیا جاتے تھے اور انکے پاس نہ پھٹکتے تھے
شیخ پیرک یہ بھی لکھنوی ہین کودی ندی کے کنارہ جنگل مین آبادی سے بہت دور ایک سایہ دار مقام پر رہتے
تھے کہ آدمیون کو انکا پتا مشکل سے ملتا تھا ہر ہفتہ مین ایکبار جمعہ کی نماز کے بعد کھانا کھاتے تھے ایک بڑیا انکے
گھر رہتی تھی وہ خشک روٹی اور کچھ اس جزی کے بیر جو انھین کی بوئی ہوئی تھی انکی غذا کے لیے لے جایا کرتی تھی
اگر کوئی شخص بڑی مشقت اٹھا کر انکی ملاقات کے لیے جاتا تھا تو وقت معین مین جحرہ سے باہر نکلکر خاموش
بیٹھ جاتے تھے کچھ گفتگو نہ کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین حسین خان لکھنؤ کا حاکم تھا تو مین
بھی اپنے ایک دوست عبدالرحمن نامے کے ساتھ جو حسین خان کا خلیفہ تھا انکی ملاقات کے لیے گیا تھا انسے
نحیف تھے کہ فقط ایک پوست اور استخوان باقی تھا اور اس غار سے بڑے بڑے سانپ نکلا کرتے تھے
حاضرین مین سے ایک شخص نے ذکر انکا کو اپنے عصا سے مارنا چاہا آپ نے منع کیا اور کہا کہ انھون نے
تمھارا کیا بگاڑا ہی آخر کو معلوم ہوا کہ تیس برس سے زیادہ مدت ہوگئی تھی کہ حضرت اس غار مین رہتے تھے
اور وہ سانپ انسے مانوس تھے کسی کو کچھ ایذا نہ پہونچاتے تھے رخصت کے وقت حضرت نے خشک روٹی کا
جو کئی دن کی پکی ہوئی تھی اور کھوکھا ہوا میوہ جو اس وقت موجود تھا سب حاضرین مجلس کو دیا اور اس میرے
دوست نے کچھ روپے بطور تحفہ کے پیش کیے آپ نے قبول نہ کیے چند روز کے بعد انکا انتقال ہوگیا
شیخ محمد حسین سکندری سکندرہ میان دوآب مین ایک قصبہ ہی یہ بڑے صاحب ذوق وحال تھے
اور سارے تعلقات سے آزاد ہوگئے تھے مخلوق سے علیحدہ ایک گوشہ مین چھپے ہوے رہتے تھے پچاس برس
گوشہ نشینی اختیار کی تھی ہمیشہ عبادت کیا کرتے تھے کبھی کسی کے گھر نہ جاتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ

سنہ نو سو چہتر مین مین اُنکی خدمت مین حاضر ہوا تھا مجھسے اُنھون نے پوچھا کہ خواجہ حافظ رح کے اس شعر کے کیا معنی ہین ؎ عفو خدا بیشتر از جرم ماست ٭ نکتہ سربستہ چہ گوئی خموش ٭ مین نے اُنسے پوچھا کہ اسمین اشکال کیا ہی آپ نے فرمایا کہ جب خود ہی نکتہ سربستہ کہدیا تو اورون کو خموشی کا حکم کیون ہی تب آپ نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہمارے سب گناہ خدا کے ہی پیدا کیے ہوے ہین اور یہ کہنا قلت ادب سے آگے بڑھانا ہی مین یہ سُنکر چپ ہو رہا اسی طرح اس آیت مین تاویل کرتے تھے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ کہتے تھے کہ حتی انتہا غایت کے لیے ہوتا ہی اور یہان انتہا غایت کی گنجایش نہین شاید یہ انتہا کا ف خطاب کے لحاظ سے ہوگی خدا جانے اس سے اُنکی کیا مراد تھی

شیخ عبدالواحد بلگرامی بلگرام توابع قنوج مین ایک قصبہ ہی یہ بڑے صاحب فضائل اور کمالات تھے ریاضت اور عبادت بہت کرتے تھے اور سب اخلاق حمیدہ اُنکی ذات مین موجود تھے ابتداے زمانہ مین کچھ ہندی راگ گایا کرتے تھے اور خوش وخوش حال کیا کرتے تھے اب چندروز سے اُنھون نے یہ بھی چھوڑ دیا تھا اور نزہتہ الارواح کی ایک شرح اُنھون نے بڑی محققانہ لکھی ہی اسی طرح صوفیون کی اصطلاح مین بہت سے رسالے لکھے ہین اُنھین مین سے سنابل نامے ایک کتاب ہی اگرچہ مرید کسی اور کے ہین مگر اُنھون نے شیخ حسین سکندری سے بہت سا فیض پایا ہی ہر سال بلگرام سے اُنکے عُرس مین شریک ہونے کے لیے سکندرہ کو جایا کرتے تھے مگر اب اُنکی بینائی مین ضعف ہو گیا ہی اِس وجہ سے جانا موقوف کر دیا قنوج مین سکونت اختیار کی ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سنہ نو سو ستھتر مین مین لکھنو سے بلگرام مین پہونچا رات کو وہ میری عیادت کے لیے آگئے تھے یہ پہلی ہی ملاقات تھی اور کہنے لگے یہ سب عشق کے پھول ہین اتفاقاً شیخ عبداللہ بھی اُسی روز بدایون سے آگئے تھے مین نے اُن دونون کی صحبت کو بہت غنیمت جانکر اُس شب کو شب قدر کی برابر سمجھا حضرت شعر بھی کہتے تھے چنانچہ راجہ نامے ایک معشوق کی تعریف مین کہا ہی ؎ ای کردہ خیال تو بہ تخت دل ما جا ہرگز نبود در دل ما غیر تُرا جا ٭ ولہ مرو بجنگ چو اول بصلح آمدہ ٭ دومے بہ لطف نشین تا خوش بزخیزم

اکبر کے زمانہ کے عالمون کا ذکر

مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اِس مقام پر مین نے اُن عالمون کا ذکر لکھا ہی جنسے خود تلمذ کیا ہی یا ملازمت حاصل کی ہی ورنہ فضلا اُس زمانہ کے حد حساب سے باہر ہین میان حاتم سنبھلی

یہ میان عزیز اللہ طلبنی کے شاگرد ہین اُس زمانہ مین ایسا عالم کوئی جامع معقول اور منقول نہ تھا خصوصا
کلام اور اصول اور فقہ اور عربیت مین بے نظیر تھے مشہور ہی کہ شرح مفتاح اور مطول اُنھون نے
اول سے آخر تک چالیس مرتبہ پڑھائی تھی اور کتب منتہیانہ بھی علی ہذا القیاس مخدوم الملک
کو کہا کرتے تھے کہ علم محاضرات مین اپنا ثانی نہین رکھتا ملا علاء الدین لاری شرح عقائد نسفی
ایک حاشیہ بڑے دعوی سے لکھکر اُنکے پاس لے گئے تھے اُنھون نے اُسپر اسقدر اعتراض کیے
کہ ملا علاء الدین کو کچھ جواب نہ بن پڑا فقہ مین گویا امام اعظم ثانی تھے ریاضت اور مجاہدہ بھی بہت کرتے تھے
صلاح وتقوی مین کامل تھے باوجود ان کمالات کے مسند جاہ وجلال پر بھی متمکن تھے مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ بیرم خان خانخان کے زمانہ مین ایک مرتبہ پانچ برس کے بعد میان کی ملازمت مین
حاضر ہوا اور شیخ مبارک کا لکھا ہوا ایک استفتا مین نے اُنکے ہاتھ مین دیا اُس زمانہ مین شیخ
مبارک سے بھی تلمذ کرتا تھا اول میان نے میرے اِس زمانہ مفارقت کا حال پوچھا پھر یہ دریافت
کیا کہ شیخ مبارک کی مولویت کیسی ہی مین نے بیان کیا کہ ملائی اور تقوی اور فقہ اور مجاہدہ اور امر معروف
اور نہی منکر مین بے نظیر ہین واقعی اُس زمانہ مین شیخ اِن اُمور کے بڑے پابند تھے میان نے کہا
ہان ہمنے بھی اُنکی بڑی تعریف سُنی ہی لیکن مشہور ہی کہ مہدوی مذہب ہین یہ کیسی بات ہی مین نے
کہا کہ میر سید محمد جونپوری کی بزرگی اور ولایت کے قائل ہین مہدویت کے قائل نہین میان نے کہا ہان میر
کمالات مین کیا شک ہی اُس مجلس مین میر سید محمد میر عدل بھی جو میان کے شاگرد تھے موجود تھے اُنھون نے
کہا کہ پھر اُنکو مہدوی کیون کہتے ہین مین نے کہا کہ وہ سب کو امر معروف نہی منکر کرتے رہتے ہین
اِس وجہ سے لوگون نے اُنھین یون مشہور کردیا ہی اُنھون نے کہا کہ ایک مرتبہ میر عبد الحی خراسانی
جسکو چندروز کے لیے صدارت کا منصب بھی براے نام ملگیا تھا خانخانان کے سامنے شیخ کی مذمت
بیان کرتا تھا اُسکا سبب تمکو معلوم ہی مین نے کہا کہ شیخ نے اُنکو وعظ اور نصیحت مین ایک رقعہ
لکھا تھا اور اُسمین یہ بھی لکھا تھا کہ مسجد مین آکر نماز جماعت کے ساتھ پڑھا کرو یہ امر اُنکو ناگوار ہوا
اور یہ گمان کیا کہ شیخ مہدوی مذہب ہین اور مجھکو رافضی سمجھتے ہین اُس وقت میر سید محمد نے
کہا کہ یہ استدلال میر کا اپنے رفض پر اِس مقدمہ پر موقوف ہی کہ ہم نماز جماعت کے ساتھ نہین پڑھتے
اور جو کوئی جماعت کے ساتھ نماز نہین پڑھتا وہ رافضی ہو حالانکہ یہ اُسکا ممنوع ہی

اور ایسے ہی یہ مقدمہ بھی ناتمام ہی کہ شیخ امر معروف کرتے ہین اور جو کوئی امر معروف کرتا ہی وہ مسلمان ہی
پھر میان نے کہا کہ مین اس استفتا پر بعد کو مہر کرونگا اول ایک اور استفتا جو ان دنون ہمارے پاس
آیا ہی اور اُسپر سب اکابر کی مہرین اور ہمکو اُسپر کئی شبہہ ہین تم اُسکو شیخ بہاء الدین مفتی کے پاس
لے جاؤ اور اُنسے کہیو کہ ہم سفر مین ہین کتابین ہمارے پاس نہین لیکن تمنے جو روایتین لکھی ہین اُنکو
بعینہ ہمارے پاس بھیجدو خلاصہ تمھارے فتوی کا یہ ہی کہ آدمی کو اختیار ہی کہ مجمعہ کے حال مین اپنی اولاد
کو بیچ ڈالے مگر یہ روایت خاص ابراہیم شاہی کی ہی اور کسی کتاب مین نہین اور یہ بات ظاہر ہی
کہ وہ کتاب عالمون کے نزدیک اعتبار کے قابل نہین اور اگر تم یہ کہو کہ مفتی کو اختیار ہی کہ کسی روایت
مرجوحہ کو ترجیح دے لے تو ہم کہتے ہین عبارت ابراہیم شاہی کا مضمون یہ ہی کہ حالت اضطرار مین
ابوین کو اولاد کی بیع جائز ہی اور یہ بات معلوم ہی کہ لفظ اب کا باپ اور دادے دونون کو شامل ہی
چنانچہ کتاب نکاح مین ہی کہ جسکے ابوین مسلمان ہون وہ کفو ہی اُسکا جسکے آبا شرف اسلام سے
مشرف ہوے ہون یہان باتفاق لفظ ابوین سے باپ اور دادا مراد ہی نہ ماں باپ پس ہم بھی
اس روایت مین بھی کہہ سکتے ہین کہ اولاد کی بیع مین دونون کو بطریق اجتماع اختیار ہی ہیئت افرادی کی
کوئی دلیل نہین اور شیخ مبارک کا استفتا اپنے پاس رکھ لیا اور اُس پہلے استفتا کو میرے حوالہ کیا
جب مین نے اُسکو شیخ مبارک کے سامنے پیش کیا تو اُنھون نے میان حاتم کی فقاہت کی بڑی تعریف کی
اور کہا کہ ہماری طرف سے دعا کے بعد میان حاتم سے کہیو کہ ہمنے اِسی دن کے لیے اِس فتوی پر
مہر نہین کی تھی جب مین اُسکو شیخ بہاؤالدین کے پاس لے گیا تو اُنھون نے کہا کہ مین نے اور
عالمون کی مہر دیکھکر اُنکے اعتماد پر مہر کر دی تھی اچھی طرح غور نہ کیا تھا اور واقع مین غلطی ہوئی یہ بھی
شیخ بہاؤالدین کی بڑی منصفی تھی کہ باوجود اُس عظمت اور جلال کے کہ اپنی تقصیر کا اقرار کر لیا
میان حاتم نے ستر برس کی عمر پاکر ۹۶۳ھ نو سو ارسٹھ مین انتقال کیا عند بانیک تقدیر اُنکی
وفات کی تاریخ ہی شیخ عبد الحلیم نام اُنکا بیٹا شیخت اور مقتدائی مین اُنکا قائم مقام رہا مگر عالم نہ تھا
۹۶۳ھ نو سو ارسٹھ مین اُسنے بھی انتقال کیا کئی بیٹے نا خلف اُسکے وارث ہے مولانا عبد اللہ
سلطان پوری یہ قوم انصار سے تھے اِنکے باپ دادا نے آن کر سلطان پور مین سکونت اختیار کی تھی
اپنے زمانہ مین یکتا تھا خصوصاً عربیت اور اُصول و فقہ اور تاریخ اور تمام نقلیات مین بے نظیر تھے

کتابین بھی اُنھون نے بہت تصنیف کی تھین اُنمین سے ایک کتاب قسمت انبیا مین لکھی تھی اور شمائل کی
شرح بھی اُنکی مشہور ہی ہمایون نے اُنکو مخدوم الملک اور شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا شریعت سے
رواج دینے مین بہت کوشش کرتے تھے سُنّی متعصب تھے بہت سے رافضیون اور ملحدون کو اُنھون نے
قتل کرایا اور روضۃ الاحباب کے تیسرے دفتر کو کہتے تھے کہ میر جمال الدین محدث کا نہین ہی جس سال
گجرات کی فتح ہوئی ہی وہ فتح پور مین دیوانخانۂ عالی کے وکیل تھے اور وہ زمانہ اُنکے عین جاہ وجلال کا
تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اُس زمانہ مین پنجاب سے لوٹ کر آیا تھا حاجی سلطان
تھانیسری اور شیخ ابوالفضل کے ساتھ جو اُس زمانہ مین نوکر نہین ہوے تھے اُنکی ملاقات کو گیا اور
روضۃ الاحباب کا تیسرا دفتر اُنکے سامنے رکھا تھا اور کہتے تھے کہ دیکھو ولایت کے معتقدون نے
دین مین کیسی کیسی خرابیان ڈالین اور وہ شعر دکھلایا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت مین لکھا تھا
ع ہمین بس بود حق نمائی او ۔ کہ کردند شک درخدائی او ۔ اور کہا کہ دیکھو رفض سے بھی نوبت گذر گئی
اور حلول کے مرتبہ پر پہونچی مین نے یہ دل مین ٹھانی ہی کہ اِس جلد کو شیعون کے سامنے جلادونگا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ مین ایک مجہول آدمی تھا اور پہلی ہی ملاقات تھی دلیری کرکے مین نے کہا کہ یہ شعر
اُس بیت کا ترجمہ ہی جو امام شافعیؒ سے منسوب ہی ع لَوْ اَنَّ الْمُرْتَضٰی اَمِیْنِیْ مَحَلَّہٗ ۔ لَصَارَ النَّاسُ طُرًّا
سُجَّدًا لَّہٗ ۔ کَفٰی فِیْ فَضْلِ مَوْلَانَا عَلِیٍّ ۔ وُقُوْعُ الشَّکِّ فِیْہِ اَنَّہٗ اِلٰہٌ ۔ یہ سُنکر میری طرف کو تیز نظر سے
دیکھا اور پوچھا کہ اِس شعر کو تمنے کہان سے نقل کیا ہی مین نے کہا کہ شرح دیوان امیر سے
تب اُنھون نے کہا کہ قاضی میر حسین میبذی شارح دیوان بھی رفض سے متہم ہی مین نے کہا کہ یہ بحث
دوسری ہی شیخ ابوالفضل اور حاجی سلطان دانتون مین اُنکی دبا کر بار بار مجھکو اشارہ سے منع کرتے تھے
پھر مین نے کہا کہ مین نے بعضے ثقات سے سُنا ہی کہ تیسرا دفتر میر جمال الدین کا نہین ہی بلکہ اُنکے
بیٹے میر کمال شاہ یا کسی اور نے لکھا ہی اسلیے اِسکی عبارت بھی پہلے دفترون کی عبارت سے نہین ملتی پہلے
دفترون کی عبارت محدثانہ ہی اور اِسکی شاعرانہ ہی تب اُنھون نے جواب دیا کہ مین نے دوسرے
دفتر مین بھی بہت ایسی باتین دیکھی ہین جنسے بدعت اور فساد اعتقاد صاف معلوم ہوتا ہی مین نے
اُسپر حاشیہ بھی لکھدیے ہین چنانچہ مصنف نے لکھا ہی کہ جب طلحہ رضی اللہ عنہ نے سب سے
پہلے حضرت امیر المؤمنینؓ سے بیعت کی تو آپ نے فرمایا کہ یَدٌ شَلَّاءُ وَبَیْعَتٌ شَلَّاءُ

یعنی ہاتھ شل اور بیعت شل غور کرو کہ جو ہاتھ اُحد کی لڑائی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ ہو
اور اُسمین گیارہ زخم لگے ہون اُسکو حضرت علی رض شگون بد کہین جو شرع مین ممنوع ہی یہ ہرگز نہین ہوسکتا
بالکل جھوٹھ معلوم ہوتا ہی مین نے کہا کہ فُضاؤل اور شگون مین فرق ہی اُسوقت شیخ ابوالفضل نے زور سے
میرے ہاتھ کو ملا اور بیعت منع کیا مخدوم الملک نے کہا انکی تعریف کرو اُسوقت اُنھون نے کچھ میرا حال بیان
کیا اور وہ صحبت خیریت سے تمام ہوگئی جب وہان سے نکلے تو یارون نے کہا بڑی خیر ہوگئی کہ اِنھون نے تمسے
کچھ تعرض نہ کیا ورنہ کون چھٹا سکتا تھا ابتداے زمانہ مین جب مخدوم الملک شیخ ابوالفضل کو دیکھتا تھا تو
اپنے شاگردون سے کہا کرتا تھا کہ دیکھیو یہ شخص دین مین کیسے فتنہ اُٹھاویگا۔ سفر حج سے لوٹتے وقت سنہ
نوسو نوے مین گجرات تک آکر اُنھون نے انتقال کیا اور اُنکی وفات کی تاریخ یہ ہی ؎ رفت مخدوم ملک با خود
برد ؎ رحمۃ اللہ نشان میثانی ؎ جستم از دل چو سال تاریخش ؎ گفت مسمار مصرع ثانی ؎ کئی ناخلف اُسکے
وارث رہے جو ذکر کرنے کے قابل نہین شیخ مبارک ناگوری یہ اپنے زمانہ کے بڑے نامی آدمی تھے
اور صلاح اور تقوی اور توکل مین سب مین بڑھے ہوئے تھے ابتداے حال مین اُنھون نے ریاضت اور مجاہدہ بھی بہت
کیے امر معروف اور نہی منکر مین اِنکو ایسی کوشش تھی کہ اگر کوئی اِنکی وعظ کی مجلس مین سونے کی انگوٹھی یا حریر
یا سرخ موزہ یا سرخ زرد کپڑے پہنکر آتا تو فی الحال اُسکو حکم کرتے کہ اِسکو نکال ڈالو اور جو اِزار ٹخنہ سے
گذر جاتی اُسکو اُسی وقت پھاڑ ڈالتے اور اگر راستہ مین کہین نغمہ کی آواز سُنتے فوراً وہان سے بہت جلد
چلے جاتے مگر آخر مین اُنکی یہ کیفیت ہوگئی تھی کہ بے نغمہ کے دم بھر چین نہ تھا غرض ہمیشہ اُنکا طریقہ کار
بدستور رہتا تھا پٹھانون کے زمانہ مین جونپور شیخ علائی کی صحبت مین رہے اور اکبر کے ابتداے زمانہ مین نقشبندیون کا
غلبہ تھا تب اُنھون نے بھی اسی خاندان سے نسبت پیدا کی کچھ دنون مشائخ ہمدانیہ سے منسوب رہے آخر جب
دربار مین عراقیون کو دخل ہوا تو وہ اُنھین کے طریقہ پر آگئے بہرحال ہمیشہ علوم دینی کے درس مین مشغول رہے
علم شعر اور معما اور انواع فنون مین بہت دخل تھا خصوصاً علم تصوف کو برخلاف علماے ہند کے
اُنھون نے مرتبۂ کمال کو پہونچایا تھا شاطبی اُنکو خوب یاد تھی اور اُسکے درس مین پڑھتے تھے اور قرآن مجید
دس قراتون سے اُنکو یاد تھا ہرگز امیرون کے گھر نہ جاتے تھے اور بہت ظریف تھے تقلین اُنکی عجیب عجیب
مشہور ہین آخر زمانہ مین اُنکی بینائی مین ضعف ہوگیا تھا اِس سبب سے کتاب کے مطالعہ سے معذور تھے
تب گوشہ نشین ہوگئے تھے اُنھون نے قرآن کی ایک تفسیر مانند تفسیر کبیر کے لکھی ہی اُسکی بڑی بڑی

چودہ جلدین ہین منع نفائس العیون اُسکا نام رکھا طرفہ یہ ہے کہ اُسکے خطبہ مین اُنھون نے ایسا مضمون لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکو اُس صدی کے مجدد ہونے کا دعوی تھا حالانکہ جو کچھ اُنھون نے تجدید کی وہ سب کو معلوم ہے جب وہ تفسیر تمام ہوگئی تو ہمیشہ قصیدہ فارسیہ تائیہ جو سات سو شعر کا ہے اور قصیدہ بردہ اور قصیدہ کعب ابن زہیر اور سوائے اِنکے اور اِسی طرح کے قصائد ہمیشہ اُنکے ورد رہتے تھے سترھوین ذیقعدہ سنہ ایکہزار ایک کو لاہور مین اُنھون نے انتقال کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے کوئی عالم ایسی جامعیت کا نہین دیکھا لیکن افسوس کہ دنیا کی محبت اُنپر ایسی غالب آئی کہ باوجود دعوی فقیری کے ایسے بے دین ہوگئے کہ کچھ اُنکو اسلام سے علاقہ نہ رہا مصنف صاحب یہ بھی لکھتے ہین کہ ابتداے عمر مین آگرہ مین مین نے بھی اُنکی ملازمت مین تحصیل علم کی اور میرے اوپر اُنکا بڑا حق تھا لیکن اُن سے جو بعضے امور بیدینی اور محبت دنیا اور زمانہ سازی اور مکر و فریب کے ظاہر ہوے تو مجکو اُن سے نفرت ہوگئی میر سید محمد میر عدل امروہی امروہہ توابع سنبھل سے ایک قصبہ ہے یہ بڑے متقی اور صالح تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُنھون نے اور میرے والد نے سنبھل مین اور بدایون مین ساتھ ہی طالب علمی کی تھی آخر زمانہ مین وہ بادشاہی صاحبون مین شامل ہوے تھے اور میر عدلی کے منصب سے امتیاز پایا تھا اِس منصب مین بھی اُنھون نے ایسا عدالت اور انصاف اور صدق اور امانت کا طریقہ اختیار کیا کہ قاضی قضات بھی اُنکے خوف کے سبب سے علانیہ اپنی خباثت ظاہر نہ کرتا تھا جب تک اُنکا دربار مین دخل رہا کسی ملحد اور مبتدع کو دین اسلام مین رخنہ ڈالنے کی جرأت نہ ہوئی بعد اُنکے میر عدلی کا خطاب اور وہ نکے لیے فقط برائے نام تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجھسے اُنکو موروثی محبت تھی ابتداے ملازمت مین ہمیشہ مجکو نصیحت کیا کرتے تھے کہ مدد معاش کے درپے نہ رہو اور صدر کی ذلت مین اُٹھاؤ داغ بادشاہی اختیار کرو مین نے اُنکی نصیحت نہ مانی آخر اُسکا نتیجہ پایا میر ممدوح کو سنہ نوسو چوراسی مین بکر کی حکومت ملی سنہ نوسو چھیاسی مین وہین اُنھون نے انتقال کیا شیخ گدائی دہلوی کنبوہ یہ شیخ جمال کے بیٹے ہین جو مشہور شاعر تھا علوم ظاہری بخوبی اُنکو حاصل تھے بڑے بڑے فاضلون کی صحبت اُنکو نصیب ہوئی تھی بیرم خان نے اُنکو تمام ممالک کی صدارت کا منصب دلادیا تھا اور کئی برس تک تمام ہندوستان اور ماوراء النہر اور خراسان اور عراق کے علما اور مشائخ اُنسے رجوع کرتے رہے شعر سے بھی اُنکو مناسبت تھی زبان ہندی مین بھی تصنیف کیا کرتے تھے

جب برام خان کی صحبت سے نواحی بیکانیر مین جدا ہوکر دہلی مین آئے اور وہان بھی بہت معظم اور مکرم رہے اور وہان کے مشائخ کے مزارون پر عرس کے جلسون مین حاضر ہوکر بڑی زیب و زینت سے مجلس ترتیب دیا کرتے تھے ۹۷۶ نو سو چھتر مین انھون نے انتقال کیا انکے بھی وارث مثل اورون کے ناخلف رہے یہ غزل انکی تصنیف ہے ؎ گہے جان منزل غم شد گہے دل ٭ عمت را میرم منزل بمنزل ٭ مشو غافل ز حال دردمندی ٭ کہ از حال تو یکدم نیست غافل ٭ دل دیوانہ در زلف تو بستم ٭ گرفتارم بآن شکین سلاسل ٭ بجان دادن اگر آسان شدے کار ٭ نہ بودے عاشقان را کار مشکل ٭ گدائی جان بہ ناکامی برآمد ٭ نشد کام رخ یار حاصل ٭ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہ غزل سید علاؤالدولہ کے تذکرہ سے لکھی ہے مگر وہ ہرگز قابل اعتبار نہین اور میرا گمان یہی ہے کہ شاید شیخ گدائی کا کلام ہو میان جمال خان مفتی دہلی یہ کنبوہ کی قوم سے ہین اپنے والد بزرگوار شیخ نصیر الدین اور اپنے بھائی میان لادن کے شاگرد تھے بڑے نامی علما مین سے تھے علوم عقلیہ اور نقلیہ خصوصاً فقہ اور کلام اور عربیت اور تفسیر مین کوئی انکا نظیر نہ تھا مفتاح کی دونون شرحون کا انھون نے محاکمہ کیا ہے عضدی کو جو بڑی انتہا کی کتاب ہے چالیس مرتبہ اول سے آخر تک پڑھایا ہمیشہ علوم دینی کے درس مین مشغول رہتے تھے امیرون کے گھر کبھی نہ جاتے تھے سب حکام انکی عزت کرتے رہے اکثر شاگرد انکے فاضل ہوے عمر انکی نوے برس سے بھی زیادہ ہوئی ۹۸۲ نو سو بیاسی مین انھون نے انتقال کیا قاضی جلال الدین ملتانی اصل مین یہ قلعۂ بکر کے رہنے والے تھے بڑے عالم متبحر حق گو اور حق پرست تھے ابتداے زمانہ مین تجارت کیا کرتے تھے بعد ازان درس مین مشغول ہوے کئی برس آگرہ مین انکا فیض جاری رہا پھر بعضی تقریبون سے جو اول مذکور ہوچکین قاضی یعقوب عہدۂ قضا سے معزول ہوے اور یہ انکی جگہ مقرر ہوے دیانت اور امانت مین سب قاضیون مین منتخب تھے مگر آخر اکبر نے انکے بیٹے کی نالائق حرکتون کے سبب سے انکو دکن کی طرف نکال دیا وہان کے حاکمون نے جو انکی دین اسلام مین استقامت اور اظہار کلمۃ الحق سنا تو انکی بہت تعظیم اور تکریم کی اور وہان سے سفر حج کو گئے وہین انکا انتقال ہوگیا قاضی طولا یسی طولا یسین توابع خراسان سے ایک قصبہ ہے یہ بڑے دیانت دار آدمی تھے مگر چونکہ انکو علم نہ تھا اسلیے بعضے حکم غلط بھی دے دیتے تھے امیرون سے جو انھون نے بہت ظلم دیکھے تھے اس سبب سے انسے بڑے بدگمان تھے اور مقدمات مین ہمیشہ امیرون کے مقابلہ مین فقیرون کے طرفدار ہوجاتے تھے اگرچہ زیادتی انھین کی طرف سے ہو اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ زمانہ ایسا ہے

کہ جو ظالم ہوتا ہو وہی دادخواہی کے لیے آتا ہو شیخ ابوالفضل کا قول ہو کہ اگر امام اعظم رح ہمارے زمانہ مین ہوتے تو اُنکو ایک اور فقہ لکھنی پڑتی جب خانخانان کی بغاوت ہوئی تو قاضی طوایسی نے اکبر سے کہا کہ باغی کا مال لینا تمکو جایز نہین ہو اسی امر سے اکبر نے ناراض ہوکر اُنکو معزول کیا اور قاضی یعقوب کو اس منصب پر مقرر کیا اُسی قریب عرصہ مین قاضی طوایسی کا انتقال ہوگیا **قاضی یعقوب مانک پوری** یہ قاضی فضیلت کے داماد ہین علم فقہ اور اصول فقہ مین بڑے کامل تھے اور بڑے ظریف اور شگفتہ طبع تھے عربی کے شعر ہندی کی بحرون مین ظرافت کے طور پر لکھا کرتے تھے کئی سال ہندوستان مین قاضی القضات رہے اُنکی عادت تھی کہ اکثر معجونات مقوی باہ کھایا کرتے تھے ایک روز بادشاہ کی مجلس مین تکیفات کا دور چل رہا تھا قاضی کو بھی اُسکی تکلیف دی اُنھون نے نہ مانا تو اکبر نے پوچھا کہ از کدام قسم سخوری ایک ہندی امیر نے جواب دیا کہ قاضی پارہ می خورد پندرہ روز کے بعد اُنکو موقوف کرکے قضاے بنگالہ کے منصب پر نامزد کیا وہان بھی وہ مقویات باہ کے نسخہ ظلم و تعدی کے طور پر بہم پہونچاتے تھے اور مخالفت مین معصوم کابلی کے شریک تھے اسی سبب سے اکبر نے اُنکو بلاکر گوالیار کے قلعہ مین قید کردینے کا حکم کیا مگر گوالیار کے راستہ مین اُنکا انتقال ہوگیا **شیخ عبدالنبی صدر الصدور** یہ شیخ احمد کے بیٹے اور شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے پوتے ہین گئی مرتبہ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کو گئے اور وہان علم حدیث کا حاصل کیا جب وہان سے لوٹ کر آئے تو اپنے باپ دادون کے طور پر سماع کے منکر تھے محدثین کے طریقہ پر عمل کرتے تھے تقوی اور طہارت اور عبادت مین بہت مشغول رہتے تھے جب صدارت کے منصب پر مقرر ہوے تو اسقدر زمین مدد معاش کی اُنھون نے مخلوق کو عنایت کی کہ کسی بادشاہ کے زمانہ مین اُسکا دسوان حصہ بھی نہ ملی تھی اکبر چند روز اُنکا ایسا معتقد رہا کہ جوتیان سیدھی کرکے اُنکے سامنے رکھا کرتا تھا آخر مخدوم الملک وغیرہ علماء کی مخالفت کے سبب سے وہ معاملہ برعکس ہوگیا اور زیادہ تر سبب اُنکے تنزل کا ہوا کہ جس زمانہ مین اکبر بانسوالہ سے لوٹ کر فتح پور مین آیا تو قاضی عبدالرحیم قاضی متھرا نے شیخ کے پاس استغاثہ کیا کہ ہمنے ایک مسجد کے بنانے کا ارادہ کیا تھا ایک برہمن بڑا مالدار اُسکا سامان اُٹھالے گیا اور اُسی سامان سے اُسنے ایک تہخانہ بنایا اور جب ہمنے اُس سے جھگڑا کیا تو اُسنے صاف یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے لفظ کہے یہ سُنکر شیخ نے اُسکو بلایا مگر وہ برہمن شیخ کے بلانے سے نہ آیا تب اکبر نے شیخ ابوالفضل اور بیربر کو اُسکے بلانے کے لیے بھیجا چنانچہ یہ دونون

جاکر اسکو پکڑ لائے شیخ ابو الفضل نے جو کچھ اُسکا حال تحقیق کیا تھا سب عرض کیا اور کہا کہ بیشک اِسنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے کلمے کہے ہین بعضے علما نے اُسکے قتل کا فتوی دیا اور بعضون کی یہ راے ہوئی کہ اُسکی تشہیر کیجاوے اور کچھ جرمانہ لیا جاوے غرض اِس بات مین گفتگو بڑی طویل تھی ہر چند شیخ عبد النبی اکبر سے اُسکے قتل کی اجازت لیتے تھے مگر اکبر صاف اجازت نہ دیتا تھا اور کہتا تھا کہ شرعی سیاستین تُمسے متعلق ہین ہمسے کیا پوچھتے ہو مدت تک یہی معاملہ رہا اور وہ ہندو قید مین ماخوذ رہا اور اکبر کی اہل حرم نے اُسکی بہت سی سفارش کی تب اُسنے جواب دیا کہ ہمارا قول تو یہی ہی جو تُم مناسب سمجھو وہ کرو آخر شیخ نے اپنے مکان پر آکر فوراً اُسکے قتل کا حکم دیا جب یہ ماجرا اکبر نے سُنا تو بہت درہم برہم ہوا اور اہل حرم نے محل کے اندر سے خوب لگا بُجھا نا شروع کیا اور کہا کہ آپ نے اِن ملّویون کو ایسا سر چڑھا رکھا ہی کہ یہ آپ کی منشا خاطر کا بھی لحاظ نہین کرتے اور بے آپ کے حکم کے اپنی حکومت جتانے کے لیے لوگون کو قتل کر دیتے ہین اِن باتون سے اکبر اور زیادہ آزردہ ہوا اور ایک رات مین انوپ تلاو کے حوض پر اِس باب مین گفتگو کی اور اپنے نئے مذہب کے مفتیون سے فتوی پوچھا کوئی کہتا تھا کہ اِس مقدمہ کے گواہون کی جرح اور تعدیل نہین کی گئی اور کوئی کہتا تھا کہ شیخ عبد النبی سے بڑا تعجب ہی کہ اپنے آپ کو امام اعظم رح کی اولاد مین بتلاتے ہین حالانکہ امام اعظم رح کے مذہب مین اگر کفار مطیع الاسلام سے سب بنی دل وقع ہو تو نقض عہد نہین ہوتا چنانچہ یہ جزئیہ سب فقہ کی کتابون مین لکھا ہوا ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اِسی اثنا مین اکبر کی نظر مجیر دور سے پڑی میری طرف متوجہ ہو کر بُلایا مین آگے بڑھ کر سامنے آیا اکبر نے کہا کہ تمنے بھی سُنا ہی کہ اگر کسی نے توہین مثلاً ایک شخص کے قتل پر ہون اور ایک روایت اُسکی خلاصی پر تو مفتی کو اخیر روایت کی ترجیح چاہیے مین نے عرض کیا کہ بیشک یہی ہی اور یہ فقہ کا مسئلہ ہی کہ حدود قصاص شبہ سے دفع ہو جاتے ہین چنانچہ مین نے یہ فقرہ پڑھا کہ اِنَّ الْحُدُوْدَ وَالْعُقُوْبَاتِ تَنْدَرِئُ بِالشُّبُہَاتِ اور اِسکے معنی فارسی مین سمجھا دیے اکبر نے بہت افسوس کر کے پوچھا کہ کیا شیخ کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا جو اُس بیچارہ کو قتل کر ڈالا مین نے کہا کہ شیخ بڑے عالم ہین اور بیشک یہ مسئلہ بھی اُنکو معلوم ہوگا مگر اُنھون نے بعضی مصلحتون کی وجہ سے یہ حکم دیا ہی اکبر نے پوچھا وہ مصلحت کیا ہی تو مین نے کہا کہ ایسی سیاست کی وجہ سے آیندہ کو فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو جاتا ہی اور شفاے قاضی عیاض کی ایک روایت

جو میری نظر سے گذری تھی مین نے پیش کی تو بعضے امیرون نے کہا کہ قاضی عیاض مالکی ہی اور اس ملک مین حنفی مذہب کا رواج ہی اسکا قول کیونکر سند ہو سکتا ہی تب اکبر نے مجھسے پوچھا کہ یہ لوگ کیا کہتے ہین مین نے کہا کہ اگرچہ وہ مالکی ہی لیکن اگر مفتی محقق سیاست کے لیے اُسکے فتوی پر عمل کرلے تو جائز ہی اس باب مین بہت سی گفتگو ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اکبر کو اُسوقت ایسا غصہ تھا کہ اُسکی موچھون کے بال کھڑے ہوگئے تھے اور لوگ مکبو بحث سے منع کرتے تھے آخر اکبر نے خفا ہوکر کہا کہ یہ گفتگو تمھاری بہت نامعقول ہی مین اُسی وقت تسلیم ادا کرکے پیچھے ہٹا اور اُس روز سے مین نے عہد کیا کہ کبھی آیندہ کو ایسی دلیری نہ کرونگا غرض روز بروز شیخ کے کاروبار مین تنزل ہوتا گیا یہان تک کہ آخر مین شیخ کا دربار مین جانا بالکل بند ہوگیا انھین دنون مین شیخ مبارک کسی مبارکبادی کے لیے آگرہ سے فتح پور مین آئے تھے اکبر نے اُنسے یہ ماجرا بیان کیا اُنھون نے کہا کہ تم اپنے زمانہ کے امام اور مجتہد ہو اجرائے احکام شرعی اور ملکی مین تمکو اُن لوگون کی کیا حاجت ہی جنکو مطلق علم سے بہرہ نہین جھوٹ موٹ کی شہرت ہوگئی ہی اکبر نے کہا کہ تم میرے اُستاد ہو اور مین نے تمسے سبق پڑھا ہی کسی طرح ممکو ان مولویون کے جھگڑے سے چھڑاؤ تب شیخ مبارک نے کہا کہ تم خود اجتہاد شروع کردو اور اس امر کا ان علما سے ایک محضر لکھوالو چنانچہ اُس وقت مین ایک محضر تیار ہوا جسکا ذکر اول ہو چکا ہی شیخ عبد النبی اور مخدوم الملک کو زبردستی مجلس مین بُلایا اور کسی نے مطلق اُنکی تعظیم نہ کی وہ بیچارے آکر اخیر کی صف مین بیٹھ گئے اور جبراً اُس محضر پر اُنکے نام لکھوالیے آخر اُنکو ملک حجاز کی طرف رخصت کیا شیخ عبد النبی نے سنہ ۹۹۱ نو سو اکانوے مین وفات پائی شیخ احمدی فیضی انبیٹھی ہوا بڑے عالم اور متقی اور پرہیزگار تھے ریاضت اور مجاہدہ بہت کرتے تھے اور اسسے بوڑھے اور ضعیف تھے کہ چلنے پھرنے کی اچھی طرح طاقت نہ تھی ایک سال مین اُنھون نے سارا قرآن یاد کرلیا تھا اور اکثر کتب درسیہ اُنکو یاد تھے اگر شاگرد کتاب کی عبارت غلط پڑھتا تھا تو وہ اپنی یاد سے اُسکو صحیح بتلا دیتے تھے تفسیر اور حدیث اور سیر اور تاریخ خوب جانتے تھے شیخ نظام الدین انبیٹھی والے کے ہم شہر اور ہم عصر تھے میان حاتم کو کہا کرتے تھے کہ وہ امام کے پیچھے الحمد پڑھنے کو کیون منع کرتے ہین قاضی صدر الدین جالندری یہ بڑے عالم متبحر تھے اور اہل تصوف اور سلوک کے بڑے معتقد تھے اور بڑے ظریف اور خوش صحبت تھے اگرچہ مشہور ہی کہ اُنھون نے شیخ عبد اللہ

مخدوم الملک کی کسی زمانہ مین شاگردی کی تھی مگر مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اُنکی تحقیق کو مخدوم الملک کی تحقیق سے بہت بڑھا ہوا پایا مگر بے قیدی اُنمین بہت تھی یہان تک کہ بعضے لوگ اُنمین الحاد کا گمان کرتے مجھے حُسن ظن اُنمین ایسا تھا کہ جس کسی کو فقیری کے لباس مین پاتے اگرچہ وہ بظاہر مبتدع ہوتا از روے اعتقاد کے اُسکی ملازمت مین جاتے اور ہاتھ باندھکر کھڑے ہوتے اور اُنکی باتون کو حجت سمجھتے مشہور ہے کہ ایک مبتدع مجذوب کی صورت بناکر اُنکے سامنے گذرا قاضی موافق اپنی عادت کے ہاتھ باندھکر اُسکے سامنے کھڑے ہوگئے وہ اپنی چالاکی سے کہنے لگا کہ خضر ہمیشہ میرے ساتھ رہتے ہین قاضی اُسکے پانون پر گر پڑے اور کہا کہ میری خضر سے ملاقات کرادو اُسنے جواب دیا کہ فی الحال میری دختر کی شادی درپیش ہے اور اُسمین سات سو تنکہ کا صرف ہے اُنکی مجکو بڑی فکر ہے جب اُس سے فراغت پاؤن تو تمھاری خضر سے ملاقات کراؤن قاضی نے فی الحال سات سو تنکہ اُسکے حوالہ کیے وہ شخص دو روز کے بعد پھر قاضی کے پاس آیا اور کہا چلو تمھین خضر سے ملادون قاضی ساتھ ہوے وہ شخص اُنکو اُٹھاکر دریا مین لے گیا وہ بہت لنبا تھا قاضی بیچارہ پست قد آدمی تھے اُس کمبخت نے گلے گلے پانی مین اُنکو لیجاکر کھڑا کردیا اور اُنسے کہا کہ خضر یہان سے تھوڑی دور آگے ہین قاضی نے کہا مجھے پیرنا نہین آتا مین کیونکر آؤن تب اُسنے کہا کہ مین نے تمکو خضر کی جگہ پہنچادی اگر تم نہین آسکتے تو میرا کیا قصور ہے اس قسم کی حکایتین ان قاضی کی بہت سی مشہور ہین جنسے اُنکی سادہ لوحی ظاہر ہوتی ہے جس زمانہ مین اکبر نے لاہور کے اکابر کو کسی کسی منصب پر مقرر کرکے ہندوستان کے اطراف و جوانب مین بھیجدیا تھا مدد قاضی کو بندر بھروچ مین جو گجرات سے متعلق ہے روانہ کیا وہین اُنکا انتقال ہوگیا اُنکے بعد شیخ محمد نامے اُنکا بیٹا قائم مقام ہوا میان آلہ داد لکھنوی یہ بھی بڑے مستعد عالم تھے وہین اُنکا بڑا تیز تھا فقہ اور اُصول فقہ اور عربیت مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے حسین خان کی حکومت کے زمانہ مین اُنسے ملاقات کی تھی اُنکی تصنیفات مین سے دو چیزین نہایت عمدہ دیکھین اول ایک رسالہ تھا جسکے صفحہ کے طول مین چودہ سطرین اور عرض مین بھی اسی قدر جدول مین لکھی تھین اور اُسمین سے چودہ علمون کے احکام اور مسائل نکلتے تھے دوسرا ایک رسالہ پنج مقالہ نامے جسکی عبارت مقامات حریری کے طور پر لکھی تھی

اور اُسکا قبطون نام رکھا تھا وہ کہتے تھے کہ سوائے اِن دونون کے میری تصنیفات اور بھی ہین مگر اُنکے چرچے سنے کہتے تھے کہ یہ دونون رسالے حکیم زبرقی کی تصنیف ہین جسنے جونپور مین آکر قاضی شہاب الدین سے معارف کسب کیا تھا بعصر یہ زمانہ کے انقلابون سے شیخ اعظم لکھنوتی کے کتب خانون مین آگئے جبکا ثانی امام اعظم خطاب تھا سیان الہداد شیخ اعظم کی اولاد مین ہین اِنھون نے اُنکو اپنے نام سے مشہور کردیا سید جلال الدین قادری آگرہ والے یہ آگرہ کے اکابر سادات مین سے ہین بڑے زاہد اور عابد تھے ابتدا سے انتہا تک گوشۂ عزلت مین بیٹھے رہے امیرون کی صحبت سے بہت پرہیز کرتے تھے حضرت غوث اعظم رض کی طرف سے لوگون کو مرید کیا کرتے تھے آخر عمر تک اُنکی یہی کیفیت رہی اُنکے بعد اُنکا بیٹا سید داؤد قائم مقام ہوا شیخ حسن اجمیری مشہور یہ ہے کہ شیخ حسن خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین ہین مگر جس زمانہ مین اکبر کو حضرت خواجہ سے بہت سا اعتقاد ہوا تو شیخ حسن سے ایک طرح کی ضد ہوگئی اور اُنکے دشمنون نے اس بات کی گواہی دی کہ شیخ حسن حضرت خواجہ کی اولاد مین نہین بلکہ اُنکی نسل بھی باقی نہین رہی اِس باب مین زمانہ سازی کے سبب سے سب صدور اور قضات نے محضر لکھدیا اور اُس مزار متبرکہ کی تولیت جو شیخ کو موروثی چلی آتی تھی اورون کے سپرد ہوگئی مگر شیخ کو ثروت بہت حاصل تھی اور اُس صوبہ مین بادشاہانہ بسر کرتے تھے بعضے اور سبب بتاتے ہوگئے آخر اکبر نے بانسوالہ کے سفر مین اُنکو مکہ کی طرف رخصت کیا چنانچہ شیخ حج سے فارغ ہوکر پھر ہندوستان مین آئے اور جس روز اکبر فتح پور سے آکر کابل کی طرف محمد حکیم مرزا کے مقابلہ کے لیے متوجہ تھا شیخ ملازمت مین حاضر ہوے مگر جو طریقہ آداب کے اکبر کے نئے مریدون نے نکالے تھے اُنسے وقوع مین نہ آئے تب اکبر نے اپنے نزدیک اُنمین بے اخلاصی کے اثر پاکر قلعۂ بکر مین قید کرکے بھیجدیا چنانچہ کئی برس وہان قید رہے سنہ ایکہزار دو مین بعضے ہمراہیون کی سعی سے جو شیخ کے معتقد تھے اُنکو بکر سے بُلایا چنانچہ وہ بعضے اور قیدیون کے ساتھ جنمین شیخ کمال بیابانی اور فتح پور کے قاضی تھے خنجلو شیخ ابراہیم چشتی نے قید کرایا تھا اور پھر مرزا نظام الدین احمد کی سفارش سے فرمان اُنکے نام گیا تھا شیخ بھی ملازمت مین آئے سب نے کورنش کرکے سجدہ کیا چنانچہ سب نے خلاصی پائی مگر شیخ بیچارہ بوڑھے ستر برس کی عمر کے تھے بادشاہون کے دربار کا طریقہ نہ جانتے تھے چنانچہ اُنھون نے ایک رسمی طور پر تعظیم ادا کی اکبر پھر اُنسے ناخوش ہوا اور میرزا کو حکم دیا کہ تین ہزار بیگہ زمین اُنکو مدد معاش مین دیکر پھر بکر کو روانہ کردو محل کے اندر اکبر کی ماں نے اُنکی سفارش کی اور کہا کہ لوتم اُسکی ماں بہت بوڑھی اجمیر مین ہے اور اُسکا بیٹے کی مفارقت مین بُرا حال ہے اگر تم اُسکو وطن کو بھیجدو

تو کیا بگاڑ ہوگا کچھ مدد معاش بھی تمسے نہین مانگتا اکبر نے نہ مانا اور جواب دیا کہ آپ جہاں اگر وہان جائینگا تو پھر اپنی بزرگی کی دُکان کھولیگا اور بہت سی نذر نیاز اسکے پاس آنا شروع ہونگی اور لوگون کو گمراہ کرجائیگا مال یہ ہی کہ اپنی ماں کو بھی اجمیر سے وہین بُلالے مگر یہ امر شیخ کو بکر کے جانے سے بھی زیادہ ناگوار تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس رات صدر جہان نے اجمیر کی تولیت کے لیے مجدد اکبر کے سامنے پیش کیا تھا اور پھر اکبر اِس امر پر راضی نہوا تو اُسوقت اکبر کی زبان پر یہ بھی گذرا تھا کہ وہ پیر سادہ لوح کہان ہین مین نے جواب دیا کہ لاہور مین ہین اور پھر مین نے صدر جہان سے بہت مبالغہ کرکے کہا کہ اگر مین اِس سعادت کے قابل نہین ہون تو اُنکو وہان کا متولی مقرر کرنا چاہیے تاکہ حق اپنے مرکز پر قرار پاوے مگر ہندوستان والون کی عادت یہ ہی کہ اپنے ابناے جنس کے مرتبہ کی ترقی نہین چاہتے اور کبھی ایک دوسرے سے سینہ صاف نہین ہوتے نہ میرے حق مین صدر جہان کی سعی سے کچھ کام چلا اور نہ شیخ حسن کے باب مین چنانچہ اب تک وہ بیچارہ بہت مضطر اور پریشان خراب خستہ ایک گوشہ مین پڑے ہوے ہین امیرون کے گھر آنا جانا اور اپنے لیے سعی سفارش کے واسطے پیدا کرنا اُنسے نہین ہوسکتا الغرض شیخ موصوف نہایت متبرک آدمی ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ہرچند میری اُنکے پہلی ملاقات نہ تھی مگر وہ جب سفر حج سے لوٹ کر آئے اور قید کی مصیبت مین پھنسے اُس زمانہ مین مین نے اُنکو دیکھا تھا گویا ایک نور کے تودہ تھے دنیا کی گفتگو کبھی اُنکی زبان پر نہ آئی تھی ہمیشہ عبادت اور ریاضت کیا کرتے تھے راتون کو جاگتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے شیخ عبد القادر یہ اُچھ کے رہنے والے ہین اور مخدوم شیخ حامد قادری کی اولاد مین ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ بیرام خان کے زمانہ مین مخدوم آگرہ مین تشریف لائے تھے مین اُس زمانہ مین وہان طالب علمی کیا کرتا تھا مگر مجکو اُنکی ملازمت میسر نہین ہوئی بیرام خان نے شیخ گدائی وغیرہ کے بہکانے سے اُنکو اُچھ سے بُلایا تھا اور اچھی طرح پیش نہ آیا چنانچہ اُنھون نے بہت آزردہ ہوکر بیرام خان کے لیے بددعا کی اور اِسکا اثر اُسپر اچھی طرح ظاہر ہوا شیخ محمد غوث اُنکو اپنی توجہ کا نتیجہ سمجھتے تھے جب مخدوم ملتان مین گئے تو وہان اُنکا انتقال ہوگیا اور اُنکی نعش مطہر کو موضع حامد پور مین جو تو رابع ملتان سے ہے بطریق امانت کے دفن کردیا شیخ عبد القادر اور اُنکے چھوٹے بھائی شیخ موسیٰ مین سجادہ نشینی کے بابت مدت تک بڑا جھگڑا قائم رہا اِس زمانہ مین اکثر شیخ موسیٰ اکبر کے لشکر مین رہتے تھے اور شیخ عبد القادر فتح پور مین سکونت رکھتے تھے ایکدن اکبر نے شیخ عبد القادر کو کنار یعنی پوست پہننے کی تکلیف دی اُنھون نے نہ مانا اِس سبب سے اکبر کو رنج ہوا چنانچہ ایک مرتبہ شیخ عبد القادر فتح پور کے دیوانخانہ مین جماعت سے فارغ ہوکر نفل پڑھ رہے تھے اکبر

کہا کہ شیخ نفل اپنے گھر پڑھا کر و شیخ نے جواب دیا کہ ای بادشاہ یہ ملک نہین ہی جو تمہارے حکم پر رہے اکبر نے بہت آزردہ ہو کر
کہا کہ یہ شیخ کتنا جاہل ہی اور حکم کیا کہ جب تم ہمارا ملک نہین چلہتے تو ہمارے ملک مین رہو بھی مت شیخ اُسی وقت وہان سے
باہر آئے اور اپنی مدد معاش بھی چھوڑی اور اپنے بھائی سے جھگڑا بھی ترک کر کے اُچھ مین جو اُنکے باپ دادون کا
قدیم قبرستان تھا گوشہ اختیار کر کے بیٹھ رہے اور شیخ موسیٰ کے پیچھے مخدوم شیخ حامد کے جسم کو لا کر بھی وہین دفن کر دیا
اور طریقہ فقر اور توکل کا اختیار کیا اور اُسی طور پر اُنکو فتوحاتین بہت حاصل ہوئے لگین کہ کسی مدد معاش کی ضرورت
نہ رہی شیخ موسیٰ کئی برس تک زہد و عبادت اور مجاہدہ اور شیخیت مین مشغول رہے بعد اسکے اکبر کے پاس اُسکی معمولی
ارادت لائے اور پانصدی امیرون مین داخل ہوے یہ مثل مشہور ہی کہ ایک شخص مسلمان ہوا دوسرے نے کہا کہ
خوف ہوا تو مسلمان ہو گیا بے تیرے مسلمان کم تھے شیخ موسیٰ کو اگر نماز کا وقت دربار مین ہی ہو جاتا تھا تو خود
اذان کہکر اکبر کے سامنے جماعت سے نماز پڑھتے کوئی کچھ نہ کہتا تھا جب یہ خبر شیخ عبد القادر نے سُنی تو کہا کہ
وہ تو لیاقت منصب سرداری کی بھی رکھتے ہین اتنے دنون تک کیون بیکار پڑے رہے پھر شیخ موسیٰ کو ملتان مین
جاگیر ملی اور شیخ عبد القادر فقر کی عزت جاہ سے کامیاب ہو کر مسند خلافت پر بیٹھے مخلوق کی ہدایت اور ارشاد مین مشغول ہوے
شیخ کبیر یہ مخدوم شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین ہین ملتان کے لوگ اُنکے بڑے معتقد تھے یہان تک
کہ اگر یہ چاہتے تو ایک دن مین ہزار سوار بلکہ اس سے زیادہ اُنکے پاس جمع ہو جاتے اور برکت کے طور پر ہر چیز
آغاز پر اُنکا نام لے لیا کرتے تھے ذکر و شغل اسقدر کرتے تھے کہ اگر کوئی اُنکو دیکھتا تو یہ سمجھتا کہ انھون نے کوئی
نشہ پی لیا ہی اور راتون کے جاگنے کے سبب سے اُنکی آنکھین سرخ رہتی تھین اس سبب سے عوام الناس اُنکو مست
خیال کرتے تھے یہان تک کہ شیخ موسیٰ قادری کو بھی جنکا ذکر پہلے ہو چکا ہی مستی ظاہری کا گمان تھا اور اُنکا یہ قول
تھا کہ مجکو یہ خوف ہی کہ پہلے اولیا جنکے اخلاق کتابون مین مذکور ہین کہین ایسے ہی نہون جیسے شیخ کبیر ولی مشہور ہین اور
پچھلے شاعر کہین ایسے ہی نہون جیسا شیخ فیضی ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے حسین خان جی کے ساتھ اکبر کے
فتح پور مین شیخ کبیر کو دیکھا تھا بہت سی شکوہ کی نسبت ظاہر تھی باطن کا حال خدا کو معلوم ہی ۹۹۰ھ نو سو پچانوے
یا چورانوے مین اُنھون نے انتقال کیا اور اپنے باپ دادون کے مقبرہ مین دفن ہوے میر سید علی لدھیانے
والے یہ شیخ عبد الرزاق جھنجانہ والے کے خلیفہ ہین بڑے فاضل اور صاحب کمال تھے وجد و حال اُنپر بہت غالب
تھا سن اُنکا اسّی برس سے تجاوز کر گیا تھا جب سے اُنھون نے مریدون کی تعلیم کی اجازت حاصل کی تھی قدم اپنے
گھر سے باہر نہ رکھا تھا سب امیر و غریب اُنھین کے پاس رجوع ہوتے تھے خوارق اُنکے بہت مشہور ہین جو کوئی

صدق نیت سے اُنکا مرید ہوتا تھا فسق و فجور سے اُسکو توبہ نصیب ہوتی تھی چنانچہ محمد جعفر میر نظام الدین احمد کا داماد جو ایک جوان خوبصورت تھا مگر فسق و فجور مین مبتلا تھا جب لاہور سے پرگنہ شمس آباد کی فوجداری کے لیے جو میرزا کی جاگیر مین مقرر تھی روانہ ہوا الدھیانہ مین پہونچکر اُنکے مریدون مین داخل ہوا اُسی وقت سے اُسکو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی اکثر میر سے اپنے لیے شہادت کی دعا کا التماس کیا کرتا تھا اور تین چار مہینے کے عرصہ مین ایسا متقی اور پرہیزگار عابد اور زاہد ہوگیا کہ جو لوگ بڑے بڑے تقوی والے تھے اُنکو یہ بات نصیب نہ تھی باوجود اس امیری اور ثروت کے تہجد کی نماز کے لیے اُٹھتا تھا اور بے مدد کسی خدمتگار کے بذات خود ہی وضو کے لیے پانی لے لیتا تھا کسی آدمی کو نہ جگاتا تھا چند روز کے بعد تو ایع شمس آباد سے کسی موضع مین کافرون سے مقابلہ کرکے شہید ہوگیا اور اُسکی ولی آرزو پوری ہوئی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اُسی سال مین میرزا نظام الدین احمد کے ساتھ وطن کی رخصت لیکر میر کی خدمت مین حاضر ہوا اور وہان محمد جعفر کی شہادت کا ذکر آیا تو اُنھون نے فرمایا کہ شہیدون کو اس عالم مین بھی لذت اور فرح حاصل ہوتی ہے چنانچہ کلام مجید مین آیا ہے کہ وہ لوگ زندہ ہین اور خوشی کی حالت مین اپنے رب سے رزق پاتے ہین اُسی تقریب مین اُنھون نے یہ نقل بیان کی کہ اس نواحی مین ایک جوان کی نئی شادی ہوئی تھی وہ شہید ہوگیا پھر اپنی اُسی ہیئت اصلی سے جمعہ کی راتون کو اپنی بی بی کے پاس آکر صحبت کیا کرتا تھا مین نے کہا کہ مشہور ہے کہ اُنسے توالد اور تناسل بھی ہوتا ہے چنانچہ قصبہ بسلاور مین جو میرے پیدا ہونے کی جگہ ہے اسحاق نامے ایک پٹھان شہید ہوا تھا اور وہ ہر جمعہ کی رات کو اپنی دلہن کے پاس آکر صحبت کیا کرتا تھا اور اُسکو اس راز کے افشا سے منع کر دیا تھا چند روز کے بعد وہ عورت حاملہ ہوگئی اور لوگون کو اُس سے بدگمانی پیدا ہوئی تب اُسنے یہ ساری کیفیت اسحاق کی ماں یعنی اپنی ساس سے بیان کی اور جب وہ اپنے معمول کے بموجب آیا تو اُسنے اُسکی ماں کو خبر کر دی وہ بھی اپنے بیٹے کا نام لیکر اُسکو بغل مین لینے کے لیے دوڑی اُسی وقت وہ صورت غائب ہوگئی اور آمد و رفت بالکل موقوف ہوگئی اُسکی ماں نے اسحاق کے نام پر ایک کنوان بھی کھدوایا ہے جو آج تک موجود ہے یہ سنکر میر نے جواب دیا کہ یہ امر بھی احاطہ امکان سے خارج نہین اُسوقت میرزا نے کہا کہ یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ کوئی جن اُس شہید کی صورت بنا کر آجاتا ہو تو میر نے جواب دیا کہ جن کو یہ طاقت نہین کہ انبیا اور اولیا اور شہدا اور صلحا کی صورت بن سکے میر نے تقریبا ایک ہزار دو یا مین مین وفات پائی اور ایک فاضل نے شیخ انام اُنکی وفات کی تاریخ نکالی اُنکے بعد میر سید محمود اُنکے بیٹے سجادہ نشین ہوے شیخ معین یہ ملا معین واعظ صاحب معراج النبوۃ کے پوتے ہین فرشتہ خصلت آدمی تھے

اکبر کے زمانہ مین مدت تک لاہور کے قاضی رہے مگر مشہور ہی کہ اُس زمانہ مین اُنھون نے ایک تقدیر بھی فیصل نہین کیا
اور جب مدعی بہت ضد کرتا تھا تو بہت خوشامد اور عاجزی سے کہتے تھے کہ خدا کے لیے تم آپسمین ہی صلح کرلو اور مجکو اسکے
مواخذہ سے بچاؤ اور یہ بھی کہتے تھے تم دونون دانا ہو اور ایک مجھ نادان کو تم دو دانا سے پالا پڑا ہی خدا سے مجکو شرمندہ
مت کرو اور اگر کسی عورت کا خاوند مدت سے گم ہوتا تھا اور وہ مجبور ہوکر اُس سے تفریق چاہتی تھی تو شیخ معین اپنے پاس سے
کچھ اُسکو نفقہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ تیری مدد معاش کے لیے ہی اور اپنے خاوند کا انتظار کر جتنی اُنکو آمدنی ہوتی تھی سب
کاتبون کی اُجرت مین صرف ہوتی تھی عمدہ عمدہ کتابین لکھواتے تھے اور مقابلہ کرکے جلد بندھا کر طالب علمون کو تقسیم
کردیتے تھے تمام عمر اُنکا یہی شغل رہا ہزارون کتابین اُنھون نے للہ تقسیم کین ۹۹۵ھ نو سو پچانوے مین اُنکا انتقال ہوا
دو بیٹے اُنکے باقی رہے ایک جا بجا اکھاڑون مین کشتی لڑتا پھرتا تھا دوسرا کبوتر بازی مین مشغول تھا اور یہی تقریب
اُنکی اکبر تک ہوئی تھی چنانچہ اکبر نے بھی اُنکا تماشا دیکھا میر عبداللطیف قزوینی حسینی سید ہین علوم عقلی و نقلی سے
بہرۂ کامل رکھتے تھے اور اُنکے باپ دادون سے علم تاریخ گویا مورو ثی چلا آتا تھا چنانچہ حیرتی شاعر نے قاضی نجمی
اُنکے والد ماجد کی تعریف مین لکھا تھا ؎ قصۂ تاریخ از و باید شنید ۔ کس درین تاریخ مثل او نہ دید ۔ اُنھون نے
یا اُنکے کسی عزیز نے شاہ اسمٰعیل کے خروج کی مذہب ناحق تاریخ نکالی تھی جب اُنسے مواخذہ ہوا تو اُنھون نے
جواب دیا کہ مین نے مذہبنا حق کہا ہی اِس حیلہ سے اِس بلا سے خلاصی پائی میر سادات سیفی مین سے
تھے اور سارا خاندان اِنکا سُنّی متعصب تھا اِسی وجہ سے شاہ طہماسپ نے سبزوار مین اُنکی ضبط کرلین یہی
میر عبداللطیف کے ہندوستان مین چلے آنے کا ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے یہ نقل میرزا
غیاث الدین ملقب بہ آصف خان سے سُنی تھی جب میر عبداللطیف اور اُنکے تمام خاندان سے شاہ کو عداوت
ہوئی تو میر علاؤ الدولہ صاحب تذکرہ نے جو میر عبداللطیف کا چھوٹا بھائی تھا اور اُنھون نے ہی اسکو پرورش
کیا تھا اور اِسی وجہ سے وہ اِنکو حضرت آقا کہا کرتا تھا مصلحت دنیوی سمجھکر اپنے آپ کو اُنسے بری کرنے کے لیے ایک
قصیدہ لکھا تھا جسکا ایک مصرع یہ ہی ع لعنت کنم بجملہ و بر حضرت آقا ۔ جب لوگون نے اُس سے پوچھا کہ تجکو میر عبداللطیف سے
پرخاش کیا تھا تو نے اُنکی ایسی اہانت کیون کی تو اُسنے جواب دیا کہ مین نے اُنکے حقوق کی اسقدر رعایت کی
کہ اُنکو حضرت آقا کہا ہی اور اپنے باپ کے نام کی کچھ تعظیم نہین کی الغرض جب مفسدون نے میر عبداللطیف کی
طرف سے شاہ طہماسپ کو بہت بہکایا تو اُسنے کسی اپنے معتمد کو آذربائیجان سے متعین کرکے بھیجا اور اُسکے نام
یہ فرمان لکھا کہ چونکہ میر یحییٰ اور اُسکا بیٹا میر عبداللطیف تشیّع مین بہت تعصب رکھتے ہین اور قزوین کے سُنّیون کو

اُن سے بڑی حمایت ہی اسلیے اُن دونون کو مع اُنکے مذہب کی کتابون کے جو اُنکی سرکار مین ہون پکڑکر ہمارے
پاس بھیجدو اور اُنکے اہل و عیال کو اصفہان کی طرف روانہ کرو اور میر علاؤالدولہ کو جو اُن دنون مین شیخ زادہ بجا
مین تھا اُسکو بھی بذریعہ خط کے اِس مضمون سے مطلع کیا آخر میر یحیی کو جنھین یحیی معصوم بھی کہتے تھے
ڈیڑھ برس تک اصفہان مین قید رکھا اُسی حال مین اُنکا انتقال ہوگیا میر عبداللطیف چندروز گیلان کے
پہاڑون مین چھپے رہے پھر ہمایون کے وعدہ کے بموجب ہندوستان کو آئے ہمایون نے اُنکے ساتھ بڑے
سلوک کیے اکبر نے چندروز اُن سے دیوان حافظ کا سبق بھی پڑھا پانچوین جب ۹۸۰ھ نوسو اکاسی کو فتح پور مین
اُنھون نے انتقال کیا اور اجمیر کے قلعہ پر میر سید حسین خنگ سوار کے مزار کے قریب دفن ہوے قاسم اسلان
+ فخر آل السین + اُنکی تاریخ نکالی اُنکا وارث اُنکا بیٹا میر غیاث الدین علی آخوند ازملقب بہ نقیب خان بھی
بڑا سعادت مند ہوا ہر طرح کے علم اُسکو حاصل تھے خصوصاً علم سیر اور تاریخ اور اسماالرجال مین تمام عرب اور عجم مین کوئی
اُسکا نظیر نہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ چونکہ میرا وہ ہم سبق ہی اِس وجہ سے مجکو قدیم سے اُسکے ساتھ ایک محبت خاص ہی
رات دن اکبر کے دربار کی تاریخ کی کتابین اور قصہ اور حکایتین اور فارسی اور ہندی کی جو ترجمہ ہوئی ہین پڑھا کرتا ہی اور اکبر ایک لفظ
اُسکو اپنے پاس سے جُدا نہین کرتا خواجہ محمد یحیی یہ تین پشتون سے حضرت خواجہ احرار کی اولاد مین سے ہین ہفت قلم
تھے اور خوشنویسی کے فن مین اُستاد تھے علم طب مین بھی اُنکو بڑا ملکہ تھا اور جمیع اخلاق حمیدہ اور صفات
پسندیدہ اُنکی ذات مین موجود تھے سخاوت اُنکی ایسی تھی کہ جو کچھ جاگیر سے آتا تھا سب لوگون کو تقسیم کر دیتے
تھے جب اکبر کے دربار مین مفسدون کو دخل ہوا تب اُنھون نے کنارہ اختیار کیا اور سفر حج کی رخصت
حاصل کی چنانچہ اکبر نے اُنکو میر حج مقرر کرکے بہت سا خرچ دیکر اُس طرف رخصت کیا چنانچہ وہ حج سے
فارغ ہوکر واپس آئے اور مدت تک آگرہ مین اپنی اوقات عزیز کو اللہ کی عبادت مین صرف کرتے رہے چند روز کے
بعد اُنکا انتقال ہوگیا شیخ حسین بدخشی مخدوم شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے عشق کی
مستی اُنپر بہت غالب تھی ہر روز صبح کی نماز کے بعد کتاب مصباح جو شیخ رشید کی تصنیف ہی موافق
سلسلہ کبیریہ کے اُنکی مجلس مین پڑھی جاتی تھی اور مولوی رومؔ کی مثنوی کا بھی التزام تھا شریعت پر بڑے
ثابت قدم تھے اور اُنکی صحبت مین بڑا اثر تھا جو کوئی اُنکی تعریف کرتا تو کہتے کہ تم اپنے اوپر خیال کرتے ہو
بدایون مین بھی ایک مرتبہ اپنے بعضے مریدون سے ملنے کے لیے آئے تھے چند روز وہان رہکر پھر آگرہ
مین تشریف لائے اور وہین اُنکا انتقال ہوا شیخ عبدالقادر ثانی یہ شیخ عبدالقادر ثانی اچھوالے کی اولاد مین

یہ اور اُنکے چھوٹے بھائی الہ بخش دونون بڑے متقی اور پرہیزگار تھے اور جمیع کمالات سے موصوف تھے
مدت تک فتح پور مین رہے جس زمانہ مین اکبر نے نئے مذہب کی بحث شروع کی تو میان الہ بخش کو صدارت کے
منصب پر متعین کرکے گجرات کی طرف شہباز خان کے پاس بھیجدیا اور گویا یہ حقیقت مین پاس ملک سے
نکال دیا تھا اُنھین دنون مین وہان سے بغاوت کی خبر آئی تب اکبر نے اُنکو سہ صدی کا منصب بھی
عنایت کیا اور بڑے بڑے کارنمایان اُنسے واقع ہوے چند روز کے بعد اُنکا اسی ملک مین انتقال ہوگیا
پھر اکبر نے شیخ عبدالقادر کو مکہ کی طرف چلے جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ گجرات کو گئے اور وہان اُنھون نے
خانخانان ولد بیرام خان اور میرزا نظام الدین احمد سے کچھ خرچ لیا اور سفر حج سے فارغ ہوکر پھر ہندوستان کو
واپس آئے شیخ **ابو المعالی** یہ میان شیخ داؤد قدس روحہ کے بھتیجے اور داماد اور خلیفہ ہین فقر کے
حالات اور مقامات مین انکا مرتبہ بہت بڑھا ہوا ہے اپنے پیر کی محبت مین فنا تھے چنانچہ اُنکے
شعرون مین بھی اکثر یہی مضمون ہوتا تھا چند شعر اِس قسم کے مذکور ہوتے ہین ✽ ہشتم ازجام
محبت ہمہ دم وائہ دست ✽ این آنزاچہ شناسم من داؤد پرست ✽ **ولہ** دل افسردہ کی باید بگفت
ہر کسے گرمی ✽ دم داؤد می باید کہ آہن را دہد نرمی ✽ **ولہ** بہ تخت فقر نہ نشینم چہ حاصل گشت
مقصودم ✽ سلیمانی کنم کز جان غلام شاہ داؤدم ✽ **رباعی** یارب نظر بسازعین مقصودم بخش ✽
آزادگیے زبود و نابودم بخش ✽ ہرچند نیم درخور این دولت خاص ✽ یک ذرہ زحق شیخ داؤدم
بخش ✽ اکثر الفاظ جو اُنکی زبان زد رہتے تھے اُنمین سے ایک یہ ہے ✽ یَا اَبَا الْمَعَالِی کُن عَبْدُ
الرَّبِّ الْمُتَعَالِی ✽ وَلَا تَکُن عَبْدَتْ دَرَاہِمَ وَاللَّآلِی ✽ مشہور ہے جس سال مین وہ پیدا ہوے
تو اُنکے والد اُنکو میان شیخ داؤد کے پاس لیگئے اور اُنسے نام کا التماس کیا اُنھون نے شاہ
ابو المعالی تجویز فرمایا اور چونکہ اِس سے پہلے یہ نام ہندوستان مین مشہور نہ تھا اِس وجہ سے اِسکو
لوگون نے مغلون کے آنے کی فال سمجھی چنانچہ ایک برس نہ گذرا تھا کہ ہمایون ہندوستان مین آیا
اور اُسنے اپنے معشوق ابو المعالی کو پنجاب کی حکومت عنایت کی ✽ ابو المعالی حق پرست ✽ اُنکی ولادت کی
تاریخ ہے یہ چند شعر اُنکی تصنیف سے لکھے جاتے ہین جو فقط قال نہین بلکہ سراسر حال ہین وقطعہ
غریبے از حال میگوید سخن ✽ بے سخن این قیل وقال دیگرست ✽ حالت عشقش بود گفتن محال ✽ گر
نگویم حال او گیرست ✽ غریبی نقد جان فدا شیر کن ✽ دولت وصل ایگان ندہم ✽ سخن عشق بدل درنہ

لب را مگشائے ✤ سر این شیشہ فرو بند کہ بادے نخورد ✤ غربتی بانگ انا الحق زن و از دار مترس ✤ زانکہ معراج درین رہ رسن و دار بود ✤ آنچہ مازان جان جانہا دیدہ و دانستہ ایم ✤ بہر گفتن نیست بہر دیدن و دانستن ست ✤ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو یہ رقعہ انھون نے لاہور مین بھیجا تھا رقعہ زرد ست اشتیاقاً و الفواد مجمرۃ ✤ و فی طی احشائی کوۃ قد جمرۃ ✤ متے یرجع الغیاب عن طول سفرۃ ✤ عزیز این زمان فرقت از ہر آشنا و بیگانہ خبر خیریت پرسان ہر کسی را قاصدے و رسولے پنداشتہ سلامے و پیامے چشم میداشت کہ ناگاہ رقیمۂ مودت تمیمہ نسخۂ صحت مزاج سودا زدگان ہجر یہ گردیدہ شوق بر شوق و محبت بر محبت افزودہ الآن بابیات حضرت قادریہ کہ بتلاطم امواج حائرا سراسیمہ و سرگردان میدارد از درد دل بیرون میدہد مفصد و خواہند داشت اشعار ارادۃ بکم عجبا تین سائر الورلی ✤ فلم ار مین شکری ارامی ولا وری ✤ و مافی الحشاء و اللہ غیر ہواکم یشاہد کم قلبی کانی بکم اری ✤ کوتی قاع قبری قبلوا انجواہم ✤ فہم قبلتی مادمت حیا و فی ثوی ✤ اذا ما اتانی منکر و نکیرۃ ✤ اجیب بکبری احمدن یاتی و منکرا ✤ اقول استلموا غیری فانی محبتہم ✤ و عہدی بہم فی حبہم تاقتیرا ✤ ہمہ باہمہ و عامیر سانند کتب الفقیر ابو المعالی ✤ اور دوسرا رقعہ یہ لکھا ✤ آن عزیزی کہ ہمہ شب بدل من گردد ✤ خرم آن روز کہ دیدہ روشن گردد ✤ سلام شوقیہ مرام رفیع الاعتلام داؤدیہ قادریہ نظامیہ تبلیغ نمودہ آنکہ محبت شعاری مولانا عبد الغفور شیخ عمر را مے ضروری ست کہ بنیم الطاف عامی برآرد و اگر وقت عزیز گنجایش آن داشتہ باشد کہ وقوع یابد الحق بسیار مشمر خیر کثیر خواہد بود و الدعاء مولانا جمال تلہ انکے نام سے لاہور مین ایک محلہ مشہور ہے حاجی مہدی کے جو ایک مشہور عالمون مین تھے داماد ہین علم و فضل مین بڑے کامل لاہور کے مدرسہ مین مدرس ہین ملا اسمٰعیل اچھے انکے شاگرد ہین اور بعضے استادون سے بھی کچھ حاصل کیا ہے جمیع علوم عقلی اور نقلی انکی ذات مین مجمع ہین آٹھ برس کی عمر سے طالب علمون کو پڑھاتے ہین بقدیر انکی نہایت عمدہ اوصاف چنانچہ بڑے بڑے مشکل و دقیقہ معقول اور منقول کے آسانی سے شاگردون کو سمجھا دیتے ہین شیخ فیضی کی تفسیر مین اکثر انھون نے ملا دی ہے اب سن شریف انکا پچاس اور ساٹھ کے درمیان مین ہے مولانا عبد الشکور لاہوری یہ علم اور فضل مین سارے علماء کے پیشوا ہین طبیعت انکی نہایت

عالی ہی ہر شائخ کے بڑے معتقد ہین اور اس گروہ سے ایک نہایت حسن ظن حاصل اکثر تصوف کی کتابین دیکھتے رہتے ہین وظیفہ وظائف مین مشغول رہتے ہین قرآن کی تلاوت کیا کرتے ہین جو کچھ انکو حاصل ہوتا ہی فقرا کو تقسیم کر دیتے ہین اکبر نے انکو جونپور کا قاضی مقرر کر کے بھیجدیا تھا سفر الہ آباد مین ملازمت مین حاضر ہوے اسوقت اکبر نے انکو معزول کر کے قاضی زادہ رومی کو انکی جگہ مقرر کیا اس زمانہ سے وہ معزول ہین اور درس و افادہ مین مشغول ہین کچھ تھوڑی سی معاش پر قناعت کرلی ہی شیخ کبیر ولد شیخ منورہ اپنے باپ کے قائم مقام ہین صغر سن مین ہی مرتبہ کمال کو پہونچ گئے تھے اپنے پدر بزرگوار اور جد سعد اللہ بنی اسرائیل سے علم کی تحصیل کی افیون بہت کھاتے ہین اور رعونت اور دروغ اور لاف انکے مزاج مین بہت ہی اللہ تو نصیب کرے جس زمانہ مین وہ اپنے باپ کے ساتھ اکبر کے حکم کے بموجب پٹنہ بجوارہ اور کوہ شمالی کی طرف گئے تھے تو وہان سے انھون نے مصنف صاحب کو یہ رقعہ لکھا تھا رقعہ کان لی قلب اعیش بہ ضاع متی تقلبہ خدام صاحب الاخلاق السنیۃ فضائل پناہی بغایت بودہ باشند ای خداوند کار دل و جان کہ حقیقت انسان عبارت از دست مقیم آستانہ اخلاص ست و کالبد خاکی کہ خاک عالم بر سر او باد باد وحش و طیور در جنگلستان کثرت مشہور لا واللہ بلکہ باگرد ہ مشہور ست کہ وحش و طیور از دیدن آنہا ناگزیر باختیار می کنند سبحان اللہ سبحان اللہ نمیدانند کہ چہ چارہ سازد نفس شوم اکنون قدر عافیت و استراحت غنوان ایام تمیز تا امروز کہ مشرف بدرجہ چہلم ست ہمگی ہمت بران مصروف بود کہ باگزیدگان روحانیان محبت گذشتہ عیوب نفسانی و امراض معنوی را استعلاج نماید بحیرت غیور مطلق عرشانہ درکار رشدہ بہ بیماری صعب کہ تیمار آن بجز او نمیشود مبتلا ساخت شفای وقت و جمعیت خاطر و گوشہ عافیت بغارت رفت خدام مولوی تفقدات بزرگانہ مشفقانہ نواب فیاضی علامی فہامی وحید الزمان را مشعر اللہ من کمالہ کشفا بالاستفادۃ من مقالہ از جلائل نعم خداوندی دانستہ شکر این موہبت عظمی میگفتہ باشد و ہنگام اجابت دعا نیازمندی بندہ امعروض دارند والد عاء خدام شفقتی نادر العصری میان احمد سلامت باشد و مشتاق و اند شیخ سعد اللہ نجوی پوربی کے رہنے والے ہین صغر سن سے شیخ محمد غوث کی صحبت مین رہے اور بہت سے علم پڑھے اور عمل سیکھے اور اس فن مین کمال پیدا کر لیا تھا یہانہ مین انھون نے ایک خانقاہ بنائی تھی برسون وہین مقیم رہے طلبا اور اہل سلوک کو تعلیم کیا کرتے تھے علم نحو مین بے نظیر تھے ستر برس تک فقط کچھ دودھ اور

جنگل کی گھاس اُنکی غذا تھی سخاوت اُنکے مزاج مین بہت تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سلیم شاہ کے
زمانہ مین مین اپنے نانا کے ساتھ اُنکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا اور کئی سبق کافیہ کے اُنسے پڑھے تھے
آخر حال مین حیرت اُنپر غالب آگئی بالکل ساکت رہتے تھے اور اپنے بیٹون کو بھی اپنے حجرہ مین آنے دیتے تھے
۹۸۹ھ نو سو نواسی مین اُنکا انتقال ہوا اور اُسی اپنی خانقاہ مین دفن ہوے جس وقت اُنکا انتقال ہوا
اتفاقاً ایک چڑیا اُڑتے اُڑتے اُنکی نعش پر آن گری یہ دیکھکر سب کو ایک طرح کا تعجب گذرا شیخ نصیر الدین
اصل مین ہندون کے رہنے والے ہین کیمیاگر مشہور تھے اکثر ہمایون کے لشکر کے ساتھ رہتے تھے جب
ہمایون جو سار شکست کھاکر آگرہ مین آیا تو اُسنے شیخ سے کہا کہ کچھ زر نقد نئی فوج بھرتی کرنے کے لیے
درکار ہے شیخ نے اُسی وقت تانبے کی دیگ اور طباق منگاکر بادشاہ کے سامنے سونے کی بنادی
یہ بات مشہور ہے مگر مصنف لکھتے ہین کہ اُنھین کے خاندان مین شادی ہوتی تھی اُنکی اولاد سے
جو تحقیق کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ شیخ کیمیا کا نسخہ نہ جانتے تھے بلکہ کسی فقیر کامل نے اُنکو ایک
ڈبیہ اجزاے کیمیا سے بھری ہوئی دے دی تھی جب تک وہ باقی رہی کیمیا بناتے تھے اور جب وہ
صرف ہوگئی تو کچھ نہ بنتا تھا جب بیرم خان کا زمانہ تھا تو مین نے اُنکو آگرہ مین سید شاہ میر برادر زادہ میر
سید رفیع الدین محدث کے مکان پر دیکھا تھا ایک بزرگ نورانی صاحب اخلاق تھے اُنھین دنون
مین اُنکا انتقال ہوگیا ہندون مین مدفون ہوے شیخ مبارک اکبوری سلیم شاہ اُنکو شاہ مبارک کہا کرتا تھا
اور جو تیان سیدھی کرکے اُنکے سامنے رکھا کرتا تھا غالباً شیخ دعوی سیادت کا بھی کرتے تھے
پٹھانون کے نزدیک اُنکا بڑا اعتبار تھا چنانچہ جب اُن لوگون پر زوال آیا اور مغلون کے مقابلہ سے
بھاگے تو بعضے پٹھان شیخ سلیم فتح پوری کو بہت سازدار سمجھکر رنتھنبور کے قلعہ مین لے گئے
شیخ مبارک اکبور سے بساور کے رستہ ہوکر وہان گئے اور شیخ سلیم کو چھپایا چنانچہ شیخ وہان سے
نجات پاکر دوسری مرتبہ زیارت خانۂ کعبہ سے مشرف ہوے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُسی
زمانہ مین میری عمر بیس برس کی تھی اپنے والد کے ساتھ بساور مین اُنکی ملازمت مین حاضر ہوا تھا
بعد ازان جب ۹۸۸ھ نو سو ستاسی مین اکبر اجمیر سے فتح پور کے رستہ ہوکر آتا تھا تو مین دوبارہ اُنکی
خدمت سے مشرف ہوا تھا واقع مین صاحب کمال تھے سخاوت اُنکی ذات مین بہت تھی نوے
برس کی عمر مین اُنھون نے انتقال کیا شیخ چاپن یہ قصبہ لدہ سوہنہ کے رہنے والے ہین

یہ قصبہ میواتیون کی ملک سے اٹھارہ کوس ہی اور وہان ایک چشمہ ہی گرم گندک کی کان سے نکلتا ہی اور اُسکے پانی کا رنگ سبز ہوتا ہی اور اُسمین گندک کی بو آتی ہی ہاڑون کے موسم مین اُسکا پانی کیسا گرم ہوتا ہی کہ بدن پر نہین ڈالا جاتا ہی اُسمین نہانے سے خارش رفع ہو جاتی ہی اور اُسکا رنگ اور بو صاف اِس بات کی دلیل ہی کہ وہ چشمہ گندک سے نکلتا ہی راتون کو وہان سے خود بخود آگ بھی ظاہر ہوا کرتی ہی شیخ چاہن شیخ عبد العزیز کے مشہور خلیفون مین سے تھے اور فصوص اور نقد نصوص وغیرہ تصوف کی کتابین اکثر پڑھایا کرتے تھے آخر زمانہ مین اکبر انکا بڑا معتقد ہو گیا تھا اور اکثر مہمات مین اُنسے استمداد طلب کرتا تھا اور عبادت خانے مین محل خاص کے قریب اُنکے لیے ایک جگہ معین کی تھی راتون کو اُنسے خلوت رکھتا تھا ایک مرتبہ نماز معکوس پڑھتے ہوے اُنکو دیکھا اُس روز سے بالکل اعتقاد جاتا رہا سنہ ۹۰۰ نو سو نوا سی مین جب شیخ کا انتقال ہونے لگا تو اُنھون نے شیخ عبد العزیز کے بیٹے شیخ قطب عالم کو جو اُس زمانہ تک سپاہ گری کے شیوہ مین مشغول تھے دہلی سے بلایا اور خرقہ و عصا اور تمام لوازم مشیخت اُنکے حوالہ کیے اور کہا کہ یہ تمہارے باپ کی امانت میرے پاس ہی اب تمھین اسکے لائق ہو بعد ازان شیخ نے انتقال کیا حقیقت فقہ ہ اُنکی تاریخ ہی شیخ قطب عالم کو بھی اُسی وقت سے زہد اور تقوی کی توفیق ہوئی اور فقر اختیار کیا اور اکبر کے حکم کے بموجب دہلی مین قدم شریف کے متولی ہین شیخ عبد الغنی بدایونی شیخ عبد العزیز خلیفہ ہین ترک و تجرید مین گویا اپنے وقت کے جنید رح اور شبلی رح تھے ابتدا مین بدایون مین طالب علمی کرتے تھے یکایک حال اُنپر غالب آگیا کبھی کبھی ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ عین سبق پڑھنے کی حالت مین کہین نغمہ کی آواز جو سُن پاتے تو بیہوش پڑے رہتے جب لوگ رفیع پوچھتے کہ یہ کیا ماجرا تھا تو وہ کہتے تھے کہ مجکو مطلق خبر نہ تھی جب تعلقات دنیوی سے مجبور ہوے تو روزگار کی تلاش مین دہلی مین آئے تاتار خان وہان کے حاکم کی ملازمت اختیار کی اور شیخ عبد العزیز کے مرید ہوے انھین کی خدمت مین سب کتابین تحصیل کین اور برسون درس رہا نگاہ اُنکی طبیعت مین جذبہ پیدا ہو گیا اور سب تعلقات کو چھوڑ کر شیخ ممدوح کی خانقاہ مین بیٹھ رہے اور ریاضت اور مجاہدہ کا طریقہ اختیار کیا جب کمال حاصل ہوا تو آبادی سے باہر قدم شریف کے قریب خان جہان کی مسجد مین سکونت اختیار کی ہمیشہ وہان اعتکاف مین بیٹھے رہتے تھے اور اگرچہ اہل و عیال

بہت تھے مگر وہ راہ توکل سے قدم باہر نہ رکھتے تھے سنہ ایک ہزار تین ہین خانخانان نے انکی خدمت مین
حاضر ہوکر نصیحت کا التماس کیا انھون نے فرمایا کہ اتباع سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار
کرو آخر زمانہ مین احمد صوفی ایک اور بنارسی نے جو نئے نئے اکبر کے مذہب مین داخل ہوے تھے
اپنی بدنامی مٹانے کے لیے یہ چاہا کہ چند بزرگ جو پچھلے لوگون کے یادگار زمانہ مین باقی رہگئے ہین
اپنا شریک کرلین اسی غرض سے لاہور سے فرمان بھیجکر شیخ عبدالغنی کو بلوانا چاہا مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ شیخ نے مجکو ایک خط لکھا اور اُسمین بہت عذر اور عجز لکھے تب مین نے
احمد صوفی کو طرح طرح سمجھایا اور اس حرکت سے باز رکھا اور آخر اُس سے ہی ایک خط عفو تقصیر کی
استدعا مین لکھوا بھیجا اور یہ معاملہ خیریت سے گذر گیا **شیخ بہلول دہلوی** علم حدیث مین
بڑے کامل تھے اہل فقر و فنا کی انکو صحبت حاصل ہوئی تھی اور اس طریقہ کا مزا خوب چکھا تھا
اہل دنیا سے بالکل تعلق ترک کر دیا تھا اور طالب علمون کے پڑھانے مین مشغول ہوے **شیخ**
عبدالحق دہلوی حق تخلص کرتے تھے جمیع علوم عقلی اور نقلی کے جامع تھے تصوف مین
اُنکا بڑا مرتبہ تھا اُنکی تصانیف مین سے ایک ترجمہ تاریخ مدینہ ہی اور دوسری ہندوستان کے
اولیاء کے حالات مین ایک کتاب ہی جسکی ذکر الاولیا تاریخ ہی ابتدا سے اُنکو یہی شوق تھا
مدت تک فتح پور مین رہے بسبب محبت قدیم کے شیخ فیضی اور میرزا نظام الدین احمد کے مصنف صاحب
سے ملتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اُنکی شرف خدمت سے مشرف ہوا کرتا تھا اور اُنکی صحبت
غنیمت اُٹھایا کرتا تھا چند روز کے بعد یکایک شیخ کو ایک جذبہ اُٹھا اور کچھ سامان نہ کرکے
یکایک دہلی سے حج کے ارادہ پر گجرات کی طرف چلدیے اور وہان میرزا نظام الدین احمد کی مدد سے
حجاز کو گئے اور کچھ ایسے سبب واقع ہوے کہ اُس مرتبہ اُنکو مدینہ جانے کا اتفاق نہ ہوا
چند روز مکہ معظمہ مین رہے اور وہان شیخ عبدالوہاب ہندی سے حدیث کی اجازت لی پھر وطن کو
تشریف لائے جس زمانہ مین وہ دہلی سے آئے تھے مین اُن دنون بدایون سے بڑے انتظار
کی حالت مین اکبر کے لشکر کو جاتا تھا راستہ مین تھوڑی دیر کے لیے اُنکی ملازمت مین بھی حاضر ہوا
جب مین لاہور مین پہونچا تو اُنھون نے ایک خط میرے نام لکھا تھا جو تبرکاً نقل کرتا ہون
رقعہ بعد از عرض بندگی و نیاز سرمون میگرداند کہ احوال این غریب نامراد بر آنچہ مقتضاے

غربت و نامرادی ست موجب شکست اسید کہ ایشان نیز دائم الاحوال مشمول حفظ الٰہی بودہ باشند و قسمیکہ
ملازمان ایشان بدہلی تشریف آوردند مخلص خود را سا غتے بلطف مشرف ساختند آن ملاقات جز
تعطش و اشواق نیفزود و چندان چیز ناگفتہ و ناشنیدہ ماند کہ چہ گویم سنت الوصال سنت کہ گفتہ اند آن خود
بتحقیق ہمچنین بود بلے صحبت دنیا اگر خود ممتد بود نیز ہمین حکم دارد قالوا الاستثنا یوما او بعض یوم
درین عالم خود فرصت صحبت داشتن و از صحبت دوستان محظوظ شدن نیست اگرچہ علاقہ درست ست
و رابطہ محکم فرد اگر صحبتے دا شتہ شود علی سرر متقابلین ان شاء اللہ امروز سعی در دست داشتن
علاقہ تصحیح نیت باید کرد و مصاحبت موقوف بر فردا باشد تا حضور و معیت یکسان گردد و فراق
و وصال اینجائی یکرنگ حق سبحانہ تعالی یک نوع نسبتے و بو عمومًا ارزانی فرماید کہ معنی یکرنگی دست دہد
خاطر شریف بجانب این فقیر دارند کہ خاطر این غریب نیز بجانب ایشان ست این فقیر را
بعین الیقین معلوم شدہ ست کہ در ذات ایشان معنی محبت و حقیقت آشنائی تمکن یافتہ ست الحمد للہ
علی ذلک اللھم زد و لا تنقص عزیزے بود از اہل حرمین کہ این دعا را دائم میخواند اللھم
کما انعمت فزد و کما زدت فادم کما آدمت فبارک حق سبحانہ تعالی نعمت معرفت و محبت
زائد و دائم و مبارک گرداند بحرمۃ سید الاولین و الآخرین محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین اگر
گاہے مخلص خود را بہ نوازش نامہ مشرف گردانند ہر چہ از اخبار قدس آثار حضرت شیخی قبلہ گاہی
کلیم الٰہی سلمہ اللہ و ابقاہ معلوم ملازمان باشد باعلام آن مشرف و مسرور خواہند ساخت
وکلاء چند بحضور شریف عرض کردہ از خاطر نرود ہر چند خواست کہ ازین باب چیزے نویسد
قلم نرفت چہ حاجت ست باز چون نوبت بعرض بندگان میرزا می رسید اشعارے ازین معنی نمود
بلکہ مرجح نوشت کہ از تکلف و درست در رسانیدن آن مکتوب مقید خواہند بود و الدعا شیخ فیضی
جب وکن سے واپس آیا تو اُسنے کئی خط شیخ کی طلب مین بھیجے اور اپنے بہت سے شوق ظاہر کیے
مگر چونکہ شیخ نے اُس سے ایذا بہت پائی تھی اِس وجہ سے ہرگز نہ آئے اور یہ بہانہ کردیا کہ مین نے
بالکل تعلقات ترک کردیے یہ آخر رقعہ شیخ فیضی کا ہی جو نقل کیا جاتا ہی رقعہ اشتیاق
ملاقات مانوس روحانی و مالوف ربانی طال لقاہ از قبیل رسمیات نیست کہ رقم پذیرد
اول حال از مرضی خاطر فیض مظاہر آگاہ نبود محتمل کہ حرف خواہش درمیان آمدہ باشد اما بعد ازانکہ

دریافت کہ این را بستہ اند فقیر خواہش ایشان را بر خواہش خود ترجیح داد این نشانی گوارا باد التماس آنست
کہ بر خلوت کدہ تنگ ہنگامہ نہ پسندند پیش ازین بہ دو سہ روز نقاوۃ الاولیا میان شیخ موسیٰ بوبرا نہ تقسیم
و تشریف آورده بودند ظاہر ساختند کہ دوست کہ ایشان درین ایام بیایند ہر چند سبب پرسیدہ شد
مبہم و مہمل گذاشتند بحق معبود مطلق کہ ایماے از فقیر نشنود نہ خواہد شد مصرعہ وقت گویا چہ
حاجت مطمار ✻ اگر باشند عین نورست و اگر بیایند نور علیٰ نور قسم بخدا کہ خود را ازین خواہش گذرانیدم
و بیاد خود و اظہار و ایما نہ کردم و نہ خواہم کرد ازین ممر تصدیع نکشند اما اگر بال و پرے میداشتم ہر روز
بر بام آن حجرہ می نشستم و دانہ چین نکات محبت میشدم و مرغوارید صفیر شوق می گشتم دیگر چہ نویسم طلبہاے
دانہ ازان جانب و پرسیدن از براے خدا بر سر قافلہ اسرار خود را راہ نبندد و اگر ازان طرف نبندند
ازین طرف بستہ نخواہد شد والسلام ✻ اسکندر مسند نقر میان پھول انیاز مندی میرساند و وین دو روز
جقہ بے بہ داد و بود این رباعی ؎ فیضی دم پیریست قدم دیدہ بنہ ✻ ہر گام کہ می نہی سپندیدہ
بنہ ✻ از عینک شیشہ ہیچ نکشاید ہیچ ✻ سنگے تبراش از دل و بر دیدہ بنہ ✻ مولانا آلہ داد
سلطان پوری اصل انکی قریہ بنوده تون بسندھ سے ہی مخدوم الملک سے انھون نے
تلمذ کیا تھا شرافت حسب و نسب مین ممتاز تھے آبندا مین کچھ جوانی اور زعم علم کی وجہ سے کچھ غرور
انمین آگیا تھا مگر آخر کو جو تجربہ انکو حاصل ہوا تو وہ ساری انکی سخوت نفقہ و انکساری سے بدل گئی
چند صوبہ پنجاب کی صدارت پر رہے پھر آلہ آباد کے قاضی مقرر ہوے تھوڑی سی معاش
جو وہان ملگئی تھی اسی پر قناعت کی دنیاداروں کی صحبت سے بہت پرہیز کرتے تھے زہد اور
عبادت مین مشغول تھے مولانا عثمان سامانہ معقولیات مین حکیم عین الملک کے شاگرد تھے
اور نقلیات مین اورون سے پڑھا ہی علم انکو خوب حاضر تھا اکبر کے درباری لوگون مین سے تھے
اتقا بھی انمین بہت تھا اکثر اوقات عبادت مین مصروف رہتے تھے چند روز کو قلیچ خان کے
وسیلہ سے میان دوآب کے بعضے پرگنات پر ناظم ہوگئے تھے بعد ازان پھر دربار مین آکر منصب داران
مین شامل ہوے حاجی سلطان تھانیسری یہ زیارت خانہ کعبہ سے بھی مشرف ہوے تھے
علوم نقلیہ مین انکو بہت مہارت تھی مدتون تک اکبر کی خدمت مین رہے چار برس تک مہابھارت کا
ترجمہ فیضی ان سے متعلق پڑھا اور نقیب خان نے جو ابتدا کی تھی انھون نے اسکو انتہا تک پہونچایا

اور ایک گاؤکشی کے جرم مین ہندوون نے مخبری کرکے انکو بکر کی طرف نکلوا دیا اُن دنون مین خانخانان وہان کا حاکم تھا اُسنے اِنکے حال پر بڑی عنایت اور مہربانی کی اور جب وہ مُلک فتح ہوگیا تو اُنکو اپنے ساتھ لایا اور عفو تقصیر کرا دینے کا وعدہ کیا وہ اپنے وطن مین روپوش رہتے تھے خانخانان نے آسیر اور برہان پور کی فتح کے بعد ایک عرضی مین اُنکی رہائی کی درخواست کی اکبر نے قبول کیا اور عنایتنامہ شیخ ابوالفضل سے کہا کہ اِنکو تھانیسر کا کروری مقرر کردو جس زمانہ مین وہ مہابھارت کا ترجمہ لکھتے تھے اُس زمانہ مین ایک شخص نے اُنسے پوچھا کہ تم کیا لکھتے ہو تو اُنھون نے جواب دیا کہ دس ہزار برس کی زبان کو آج کل کی زبان سے موافق کرتا ہون **سید شاہ میر سامانہ** سید صحیح نسب ہین فضائل علمی اُنکو بخوبی حاصل تھے بڑے زاہد اور عابد تھے قناعت اختیار کرکے طلبا کے پڑھانے مین مصروف رہتے تھے آگرہ مین جہانپار شیخ بہاءالدین مفتی کے قریب رہتے تھے اور بہت سے طلبا اور صوفی اُنکی خانقاہ مین جمع ہوکر اُنکی صحبت کے فائدے اُٹھاتے تھے اُنکا ایک شاگرد تھا مولانا فریدنامے اُسکی ایک آنکھ نہ تھی اور اگرچہ اُسنے علم بہت تحصیل نہ کیا تھا مگر اُسکو کچھ ایسا ملکہ ہوگیا تھا کہ جو مشکل مسئلہ اُس سے پوچھا جاتا تھا وہ فتحیانہ کتابون سے اُسکو نکال کر لکھ دیتا تھا اور حل کر دیتا تھا مگر خود اُس سے وہ پڑھا جاتا تھا شیخ ضیاءاللہ مع تمام سلسلہ نقشبندیہ کے اُسکے معتقد تھے پھر سید شاہ آلیہ کا کیا کہنا ہے اور سُنا ہے کہ وہ فرید تمام واقعات جو مغرب اور شرق مین گذرتے تھے ہر شب سید شاہ کے سامنے پیش کر دیا کرتا تھا بعضون کو یہ گمان تھا کہ کوئی جن اسکا مطیع ہے بعضے کچھ اور گمان کرتے تھے جس سال بادشاہ نے شیخ ضیاءاللہ کو آگرہ سے بُلا کر اپنے عبادتخانہ مین بٹھایا تو مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اُنسے ایک شب خلوت مین فرید کا مفصل حال پوچھا اور جو نقلین اُسکی مشہور تھین وہ سب اُنکے سامنے بیان کین اور اُن سے پوچھا یہ سب خبرین صحیح ہین یا غلط شیخ نے اِسکے جواب مین اول اپنے فضائل اور کمالات کا ذکر کیا اور اپنی تصنیفات کے نام لیے پھر کہا کہ مجکو باوجود اِس مرتبہ کے اُسکی خوشہ چینی کا بھی منصب حاصل نہین اور جو کچھ مین نے اُسکے حال بیان کیے عشر عشیر بھی اُسکے کمالات کے نہین اور یہ سب حضرت میر کی خدمت سے اُسکو حاصل ہوا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اِس واقعہ سے پہلے بدایون مین سید شاہ میر سے ملاقات کی تھی اُسوقت وہ مشارق الانوار دیکھ رہے تھے بہت سی علمی گفتگو رہی

مراقع مین طبیعت اُنکی بہت اچھی تھی مگر جتنی تعریف اُنکی شیخ ضیاء اللہ نے کی تھی وہ بات مین نے اُنمین نہ پائی
سید الملین یہ سید شاہ میر کے بھائیون مین سے ہین سب درسی کتابین اُنھون نے گجرات مین بیان
وجہ الدین سے پڑھی تھین اور اُنھین کے مرید بھی ہوے تھے پھر سفر حج کو گئے اور علم حدیث کا
عرب مین حاصل کیا اور وہان سے اس علم کی اجازت لیکر ہندوستان کو واپس آئے چند روز
مین لاہور مین بعضے امیرون کے مصاحب رہے پھر اس طرز کو چھوڑ کر سرہند مین فقیری اختیار کر کے
بیٹھ رہے اور مریدون کی تعلیم مین مشغول ہوے ہمیشہ اُنکی یہ آرزو تھی کہ گجرات کو جاوین اور وہان سے
پھر مکہ کو روانہ ہوون مگر فی الحال بنگالہ کے ملکون کی سیر کر رہے ہین شیخ ضیاء اللہ شیخ محمد غوث
سجادہ نشین ہین اُنھون نے تصوف کی گفتگو کیا کرتے تھے اور اس علم مین اُنکو ایسی مہارت تھی کہ اور
مشائخ مین کم ہوتی ہے ہر وقت اُنکی مجلس مین اسی قسم کی باتین ہوا کرتی ہین خدا جانے باطن
مین اُسکے کیا تھا بعضی باتین اُن مین شیخ محمد غوث سے بھی بڑھی ہوئی تھین چنانچہ قرآن شریف
اُنکو یاد تھا اور اُسکے معنی ایسی اچھی طرح بیان کرتے تھے کہ اُنکو کسی تفسیر کی ضرورت نہین تھی
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سنہ نو سو ستر مین مین آگرہ مین اُنکی ملاقات کو گیا تھا اور
بے وسیلہ کسی شخص کے جو میری تقریب کرتا بے تکلف اُنکی مجلس مین چلا گیا اور بعد سلام علیک کے
مصافحہ کر کے بیٹھ گیا شیخ کی مجلس مین یہ دستور تھا کہ جو کوئی وہان جاتا تھا بہت سی تعظیم اور تواضع
بجا لاتا تھا میری یہ بے تکلفی اُنکو پسند نہ آئی اہل مجلس نے پوچھا کہ تم کہان سے آئے ہو مین نے
سہسوان سے پھر مجھسے پوچھا کہ تُنے کچھ علوم بھی تحصیل کیے ہین مین نے کہا ہر فن مین کچھ تھوڑا
تھوڑا کسی زمانہ مین دیکھا تھا اور چونکہ سہسوان ایک چھوٹا سا قصبہ ہے اور اُس زمانہ مین
قلیچ چوگان بیگ اُنکے باپ کا مرید وہان کا جاگیردار تھا اس وجہ سے اُنھون نے مجکو بہت حقیر
سمجھا اور ایک مسخرہ کو اشارہ کیا کہ مجکو تنگ کر کے اُس مجلس سے نکال دے چونکہ مین اُس قسم کے
اُمور سے خوب واقف تھا اور بارہا تجربہ کر چکا تھا اس وجہ سے مین نے کچھ خیال نہ کیا اُس مسخرے نے
کہا کہ مجکو کہین سے عطر کی خوشبو آئی اور دماغ مین شورش پیدا ہوئی ہے اہل مجلس ہوشیار ہو جاؤ
کہین مجھسے کسی کو ایذا نہ پہونچے ایک شخص نے جو ظاہر مین صوفیون کی صورت تھا مجھسے پوچھا
کہ عطر تُنے ملا ہے مین نے کہا ہان مین نے ملا ہے کیا ہے اُسنے کہا کہ اس شخص کو دیوانہ کتے نے

کاٹا تھا جب اسکے دماغ مین خوشبو پہونچتی ہی مُنھ سے جھاگ نکلنے لگتے ہین اور کُتے کی طرح بھونک کر
ہر شخص کے کاٹنے کو دوڑتا ہی چنانچہ اب اسوقت بھی اُسکا یہی حال ہوا ہی تُم ہوشیار ہو جاؤ
جتنے حاضرین مجلس تھے پریشان ہوگئے اور شیخ بھی دیدہ و دانستہ عمداً مجکو ڈالنے کے لیے ایک
طرف کو جہان نئی عمارت بن رہی تھی چلے گئے اُسوقت مین نے کہا کہ تعجب ہی کہ لوگ دور دور سے
اپنی حاجتین مانگنے کے لیے یہان آتے ہین حالانکہ باولے کُتے کے کاٹے کا بھی علاج نہین ہوتا انھون نے
مجھسے پوچھا کہ تمکو اسکا علاج آتا ہی مین نے کہا کہ کفش اور کلوخ اسکے سر پر لگانا چاہیے چنانچہ
شیخ سعدی نے کہا ہی ع سگ دیوانہ را دارو کلوخ ست سب لوگ حیران ہوگئے مین نے کہا
طرفہ یہ ہی کہ کلوخ ایک دوا کا نام بھی ہی جس سے کُتے کے کاٹے کا علاج ہوتا ہی ایک نباتات کی
قسم مین سے ہی جب شیخ نے سمجھا کہ یہ حیلہ بھی کارگر نہوا تو کہا آؤ کچھ خدا اور رسول کا کلام بیان کریں
اور قرآن شریف کھول کر سورہ بقر مین سے ایک آیت کی تفسیر بیان کرنا شروع کی اور طرح طرح کی
تقریرین بیان کرنے لگا سب شاگرد کودن جو بیٹھے ہوے تھے اُستاد صاحب کہنے لگے
مین نے کہا آپ جو بیان کرتے ہین یہ کسی تفسیر مین بھی لکھا ہی اُنھون نے جواب دیا کہ نا دل اور
اشارہ کے طور پر کہتا ہون اور یہ بات وسیع ہی کچھ میرا ہی خاصہ نہین ہی مین نے کہا اس
تقدیر پر جو معنی آپ نے فرمائے حقیقی ہین یا مجازی اُنھون نے جواب دیا کہ مجازی مین نے
کہا تو علاقہ بیان فرمایئے اور مین تقریر کو علم بیان مین لے گیا شیخ نے جواب مین درہم برہم باتین
کہنا شروع کین اور بغلین جھانکنے لگے جب مین نے بہت مجبور کیا تو کہنے لگے مین نے علم بیان کا
نہین پڑھا مین نے کہا کہ تم معنی قرآن کے ایسے بیان کرتے ہو جو کہین منقول نہین اور حقیقی اور
مجازی معنون مین رابطہ ضرور پوچھا جاتا ہی تب شیخ نے تقریر کو اُڑا کر میرا حال پوچھنا شروع کیا
مین نے اثناے گفتگو مین ایک شرح قصیدہ بُردہ کی جو اُن دنون مین لکھی تھی پیش کی اور اسکے
مطلع مین چند نکتہ جو میرے ذہن مین آئے تھے بیان کیے شیخ نے پسند کرکے خود بھی کئی نکتہ نکالے
اور وہ صحبت اسی گفتگو مین تمام ہوگئی پھر مین اکبر کی ملازمت مین آیا اور اتفاقاً شیخ کو بھی اکبر نے
بلایا چنانچہ وہ بیچارہ تنہا اور عاجز عبادت خانہ مین آکر ٹھہرے اکبر جمعہ کے روز ایک دو آدمیون کے ساتھ
وہان گیا یہ پہلی ہی ملاقات تھی اکبر نے میرزا غیاث الدین آخوند اور میرزا آقا آخوند اور میرزا علی اصغ خان

کہا کہ اِنسے کچھ تصوف مین پوچھو دیکھو تو کیا بیان کرتے ہین آصف خان نے یہ رباعی لوائح کی پیش کی ؎
گر در دل تو گل گذرد گل باشی ٭ ور ہیبل بقرار ہیبل باشی ٭ تو جزئی وحق کل ست اگر روزے چند ٭
اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی ٭ اور پوچھا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کل کیونکر ہوسکتا ہی وہ تو جزو کل دونون سے
مبرا ہی شیخ اُسوقت بڑا ذلیل ہوا اور وہ ساری اُنکی نخوت اور غرور رہگیا اور بہت شرمندہ ہوکر
آہستہ آہستہ کچھ اُلجھی ہوئی باتین کرتا تھا جو اچھی طرح سمجھ مین نہ آئی تھین مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ آخر مین نے دلیری کرکے کہا کہ مولوی جامی رح نے اگرچہ اِس رباعی مین واجب تعالیٰ پر اطلاق
کل کا کیا ہی مگر دوسری رباعی مین جزئیت ثابت کی ہی چنانچہ دوسری رباعی مین یون لکھا ہی ؎
این عشق کہ ہست جزو لاینفک ما ٭ حاشا کہ شود باعقل ما مدرک ما ٭ خوش آنکہ دہے پرتوے از نور یقین ٭
ما را بہ مجاز ظلام شکے ما ٭ لیکن مقصود یہ ہی کہ جو کچھ جزو کل تصور مین آتا ہی سب وہی ہی اور اُسکا غیر
حقیقت مین موجود نہین کمال یہ ہی کہ عبارت آرائی مقصود سے قاصر ہی اسواسطے تعبیر اُسکی کبھی
کل سے کیجاتی ہی کبھی جزے اور اِسکے بعد مین نے چند مقدمات وحدت وجود کے اثبات مین
جو اُس زمانہ مین مجکو خوب سمجھے ہوے تھے شیخ کی تائید مین بیان کیے اکبر بھی اُنکو سُنکے بہت خوش ہوا
اور شیخ کی بھی بات بن گئی بعدازان شیخ موافق اپنے باپ کے طریقہ کے آگرہ مین بسر کرنے لگے
اُنکی باتین عام فریب بہت ہین میر ابوالغیث بخاری کہا کرتے تھے کہ ہم شیخ کی فقیرانہ مجلس رکھنے
اور تصوف کی گفتگو کرنے کے بدل و جان معتقد ہین خواہ باطن اُنکا کیسا ہی ہو جس سال مین
خان زمان کی فتح ہوئی ہی شیخ بھی شکر کے ہمراہ انبیٹھی کو گئے تھے وہان حضرت شیخ نظام الدین کی
ملاقات کی وہ آیہ کریمہ وَیَسْئَلُونَکَ عَنِ الرُّوحِ کا شان نزول بیان کرتے تھے کہ یہود نے آنحضرت صلعم سے
کے معنی بیان کر رہے تھے اِنھون نے کچھ دخل کرکے کہا کہ اِس آیت کو دوسری
آیت سے تناقض ہی شیخ نظام الدین نے غصہ ہوکر کہا کہ سبحان اللہ باپ وہان غوطہ کھاتا ہی
اور کسی کامل کی شفاعت کا محتاج ہی بیٹا یہان خدا کے کلام مین تناقض ثابت کرتا ہی میر
ابوالغیث بخاری اِنکا مشرب صوفی اور ہمت عالی تھی اخلاق ملکی گویا اُنکی ذات
شریف کا ملکہ ہوگئے تھے فقیری کے معنی اِنکے امیری کے لباس سے ظاہر تھے بڑے بڑے بندگون کی
اِنھون نے صحبتین اُٹھائی تھین اور اُسکے فائدے حاصل کیے تھے تہذیب اخلاق اور سخاوت اور

قطع تعلقات دنیوی اور حسن معاملہ یہ سب صفتین اُنکی ذات مین بہت اچھی طرح موجود تھین جماعت کا
اُنکو یہان تک شوق تھا کہ مرض الموت مین بھی باوجود سخت بیماری کے کبھی تکبیر تحریمہ اُنسے فوت
نہین ہوئی اور اُنکے سامنے ہمیشہ خدا اور رسول کا ذکر اور مشائخ کے اقوال بیان ہوا کرتے تھے سیر ستونہ مین
اُنکی وفات کی تاریخ ہے میان کمال الدین حسین شیرازی یہ مولانا حسن شیرازی کے بیٹے ہین
جس زمانہ مین شاہ اسمٰعیل نے خروج کیا تھا یہ شیراز سے مکہ معظمہ کو چلے گئے تھے اور وہان سے گجرات
ہین آئے اور سکندر لودھی کے زمانہ مین سید رفیع الدین محدث اور میان ابو الفتح خراسانی والد میان بدہ کے
قافلہ کے ساتھ آگرہ مین آکر سکونت اختیار کی شیخ زین الدین نے اُنکی تعریف مین کہا ہے
شیرے من ز عقل و نقل خواہم شنود ٭ جامع المعقول و المنقول مولانا حسن ٭ میان کمال الدین حسین
گویا آدمی کی صورت مین فرشتہ تھے اُنکے کمالات اور اخلاق حد بیان سے باہر ہین اکبر بھی اُنکا بڑا
معتقد تھا اور چاہتا تھا کہ وہ ہمیشہ ملازمت مین رہین مگر وہ آخر مین بالکل تعلق ترک کرکے
تھوڑی سی زمین مد معاش پر قناعت کرکے بیٹھ رہے اور اسمین اپنی سعادت گنی سمجھے ہمیشہ
عبادت مین مشغول رہتے تھے کبھی آگرہ مین رہتے تھے کبھی دہلی مین چلے جاتے ابتدائے جوانی
آخر عمر تک سوائے تسبیح و تہلیل اور تلاوت قرآن اور سخاوت کے اور کوئی کام اُنکو نہ تھا استعداد
علمی مین بھی بڑے کامل تھے اور شاعری اور خوشنویسی اور املا اور انشا تو اُنکے موروثی علم تھے
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب مین اول بیرام خان کے زمانہ مین آگرہ کو گیا تو پہلے اُنھین کی
مسجد مین جاکر ٹھہرا تھا اور اُسی کی برکت سے سارے میرے مقصد حاصل ہوے اور اُس
روز سے آج تک چالیس برس کا عرصہ ہوا اُنکی عنایتین میرے حال پر روز بروز زیادتی پر تھین
یہ خط اُنھون نے مجکو لکھا تھا جو بجنسہ نقل کرتا ہون رقعہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
و نصلی علی نبیہ الکریم و حبک لا یسیلی و یزداد حبہ کدی و شوقی الیک کما ہی
ذرہ خاک بیمقدار پر عیب و شین کمال الدین حسین بعد از عرض دعوات غریبانہ و تسلیمات
مشتاقانہ بزبان ایجاز و اختصار و سان نیاز افتخار واضح ضمیر منیر مہر تنویر حضرت مخدوم مشفق مہربان
سلمہ اللہ تعالے و ابقاہ و جعل امور الدین و الدنیا بہ میگرداند کہ چون این ایام پر آلام ملتہا ے
تنہائی و غمہاے جدائی و رویت کار و بار خدائی معدوم شدن آثار محبت و آشنائی

رضوی داد و بوجود از بقعه‌ی گاه بحضرت دهلی آورده مزارات متبرکه مشرف می ساخت و گاه براے دیدن فرزندان
بیکس که در گوشه آگره صانهما الله یک ره افتاده اند میرفت و متنزل الاحوال بود که عنایت ناصها
مکرر غیر مکرر از خدام ایشان رسید و الله که بسیار بسیار تسلی و تسکین خاطر حزین بخشید چند روزے بمطالعه
و تکرار آن خود را مسرور داشت و در صبح و شام دست نیاز بدرگاه علام برداشته دعاے از دیاد حیات
خدام منیمود و میماند ع آنکی تا قیامت زنده باشی ۱۲ زیاده ازین درین وادی دم نمیزند و بعلیم علی الاطلاق
و حکیم بالاستحقاق میگذارد و بر سر مقصود ظاهری آمده مشروع میگردد که از رحلت نمودن جناب مرحوم
تاب فوت انتساب کمالات اکتساب میرزا نظام الدین احمد و از مرحومیهاے آن نادر زمانه و محبت و اخلاص
او بخدام مدتے رنج عظیم و حزنے تمام بود و انا لله و انا الیه راجعون چه توان گفت و بکه این درد نالد که متوالی
و متوالی میرسد اظهار توان نمود بهر حال منتظر موت خودیم و دستما یه بجز عنایت کریم نداریم و همه وقت باین
دعا زبان در ترنم ست که اللهم ارحمنا اذا غرق المبطلون و کثر الامنون و تمکن منا الطیب
و یکی عنین الحبیب اللهم ارحمنا اذا دارنا الشراب و دوی عنا الاحباب و فارق النعیم
و انقطع عنا النسیم ۱۲ امید که عاقبت خیر باشد و ایمان بسلامت بریم چون حامل عریضه
در روان شدن تعجیل تمام داشت بنده این عریضه را در شب باستعجال نوشته و از شوق خود که نسبت بملازمان
ایشان دارد و از تذکار یکی نتوانست که مشروح سازد از دل مغیل خود قصور خواهند نمود که آن اشتیاق
تشاهد و السلام مع الاکرام علیکم و علی من لدیکم و آخر دعوانا انه لا اله الا الله ۱۲ منه

شیخ ابو الفتح تهانیسری یه بڑے عالم تھے علم حدیث کا انھون نے میر سید رفیع الدین سے
حاصل کیا تھا تخمیناً پچاس برس تک آگره مین سند کور کے محلس مین علوم عقلی اور نقلی کا درس
فرماتے رہے انکے شاگردون مین بہت لوگ فاضل ہوے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین اور کمال الدین حسین
مذکور شرکت مین انسے سبق پڑھا کرتے تھے انکا بیٹا شیخ عیسی آگره کا مفتی تھا مولانا عثمان بنگالی
یه قدیم مشائخ مین سے تھے سنبھل مین مقیم تھے میان حاتم نے بھی انسے تلمذ کیا کبھی کبھی میان حاتم
انکی خدمت مین جایا کرتے تھے اور دعا کا التماس کیا کرتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی
میان کے ساتھ ایک مرتبہ صغر سن مین انکی ملازمت مین گیا تھا شیخ حسین بنیرہری یه بڑے
عالم تھے دہلی کے مدرسہ مین طالب علمون کو پڑھایا کرتے تھے جتنے علوم نقلی ہندوستان مین معمول ہین سب مین

کامل تھے مولانا اسمٰعیل عرب یہ شیخ حسین کے ہمعصرون اور برابرون مین تھے ہمیشہ طلبا کے درس
افادہ مین مشغول تھے چونکہ مالدار بہت تھے ایک رات چورون نے اُنکے گھر کود کے اُنکو مار ڈالا قاضی
مبارک گوپاموی یہ بھی بڑے عالم تھے اور منصب قضا مین بڑی دیانت سے کام کرتے تھے شیخ
نظام الدین انبیٹھی والے کی خدمت مین سب علوم اُنھون نے حاصل کیے تھے شیخ کو ابتدا سے اُنکے
ساتھ ایک نظر خاص تھی اور اُنکی تعلیم بہت اچھی طرح کرتے تھے قاضی آخر عمر تک معزز اور مکرم رہے
اُسی حال مین انتقال کیا قاضی کے شاگردون مین اکثر طلبا دور دور سے آکر گوپامئو مین رہتے تھے
اور اُنکی خدمت مین کمال حاصل کرتے تھے اُنھین مین سے ایک مخدوم مُبہ تھے جو اکثر درسی کتابون کو
پڑھایا کرتے تھے دوسرے سید محمی انکی بھی یہی کیفیت تھی سوائے انکے اور بہت لوگ تھے مولانا الیاس
گوالیاری یہ بھی بڑے عالم تھے علم مناظرہ اور مجادلہ خوب جانتے تھے حافظہ اُنکا ایسا تھا کہ بحث کے
وقت اگر ضرورت ہوتی تھی صفحہ کے صفحہ اور ورق کے ورق زبانی پڑھ دیتے تھے اور اپنے مقابل کو الزام
دیتے تھے مگر جب کبھی تلاش کیا جاتا تھا کتابون مین اُنکا پتہ نہوتا تھا اِسی طرح ایک دفعہ اکبر کی مجلس
مین مولانا الیاس سنجم کو جو ہمایون بادشاہ کے اُستاد تھے انھون نے الزام دیا چنانچہ مولانا اِسی رنج
مین پرگنہ مُہان سرکار لکھنو سے جو اُنکی جاگیر مین تھا تعلق قطع کرکے گجرات کو چلے گئے اور وہان سے
مکہ معظمہ کا قصد کیا اور وہان سے لوٹ کر ولایت عراق اور آذربائیجان اور اردبیل مین جو اُنکا قدیمی
وطن تھا پہونچے قصہ اُنکا شاہ اسمٰعیل ثانی کے ساتھ مشہور ہے مجملاً اُسکا بیان یہ ہے کہ جب
مولانا الیاس اردبیل مین پہونچے تو اُنھون نے شاہ اسمٰعیل کو جسے شاہ طہماسپ نے قلعہ
قہقہہ مین قید کر دیا تھا ایک رقعہ لکھا کہ مجکو ستارون کی نظرون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید تم
بہت جلد اس قید سے نجات پاکر بادشاہت کے مرتبہ پر پہونچوگے چنانچہ یہی ہوا اور عراق مین بڑا
انقلاب پڑا شاہ اسمٰعیل کو امیرون نے قید سے نکال کر اردبیل کے راستہ سے تخت سلطنت پر بٹھانے
کے لیے بُلایا اُس خط مین مولانا نے یہ بھی لکھا تھا کہ جب تم قید سے چھوٹکر اردبیل مین گذرو
تو مجھسے ضرور ملیو بعضے عہد و پیمان بالمشافہ اُسوقت منعقد ہونگے اور مین تمکو ایک عمل
بھی بتلاؤنگا اتفاقاً شاہ اسمٰعیل جب اُس طرف کو گذرا اُس وقت کچھ ایسی شتابی ہوئی
کہ اُسنے مولانا سے ملاقات نہ کی جب اردبیل سے دور نکل گیا پھر لوٹکر ملاقات کے لیے آیا

مولانا نے اپنے مکان کا دروازہ بند کر دیا اور ملاقات نہ کی تب وہ مجبور ہو کر دروازہ توڑ کر کے اُنکے مکان
مین گھس گیا مولانا نے اُسکی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور کہا کہ وہ گھڑی گذر گئی اب مین تمھاری صورت کیا دیکھونگا
شاہ اسمٰعیل مایوس ہو کر لوٹا اگرچہ اُسکو اُس وقت مین سلطنت نصیب ہو گئی مگر سال بھر کے بعد
امیر دون نے متفق ہو کر پری جان خانم اُسکی بہن کو تخت پر بٹھایا چنانچہ اُسنے شاہ اسمٰعیل کو پھانسی دیکر
مار ڈالا شیخ محمد شاہی شیخ زین الدین جبل عاملی کے جو شیعون کا بڑا مجتہد تھا اُسنے بھیجے تھے وہ اُس وقت
مکہ مین اُسکو بڑے حیلہ اور تدبیر سے پکڑ کر استنبول مین بُلا کر قتل کر دیا شیخ محمد اکبر کے منصب دارون مین
داخل ہین اور جمیع صفتون سے موصوف ہین علوم عربیہ مین کوئی اُنکے ثانی نہین یہ رقعے اُنھون نے
مصنف صاحب کو لکھے تھے جو بجنسہ نقل کیے جاتے ہین پہلا رقعہ وافی کتابا
بالبشاشۃ معلنا بصدق یخبر ان اصلک طاھر اظھار الاشتیاق من قبیل
تحاسبوا الحاصل کلا انہ کان موثوقا بقبوہ الادب حیث ان التعطف واللطف
من جانب الاعلی علی ما لان قد سلکتم اسعادہ ومنعتم ارصادہ بعد وقت
حمد اللہ تکون ای اللہ علیہ کتابا کریما او کلمۃ اللہ من فوق الطور تکلیما
التجانی یا خیر الخیرین ونزھۃ الولھان وسط بین الطرفین مصاحبنا من طول
الاذان ولد مع ذلک قرنان وذلک المرود ودولم یقرا قط او فوا بالعقود فتح اللہ
شانہ وکسر اسنانہ وعادنا لفرضہ ولا صلینا ابدا خلف نفلہ وفرضہ
والد ماغ من استشمام السرجالی والجسم من تاسف علی العمر مقبالی واما
المحی النار الداعی الموصوف بحسن المساعی والمراعی فتمثل ما اجار نباہ
ومثل ما حیانا حیانا اللہ ان امرالیکم واحکم لدیکم دوسرا رقعہ
کیف یجفو وکان لی بعض صبر احسن اللہ فی اصطباری غیرا کا غیر اللہ
فاں جلست بساحی عساکر الاشواق وتلاطم فی بنادو سیالحتی امواج
الاشتیاق وجمع فی قلبی جمع التکسیر واعتاد فی البین فلم یغن التخدیر
ونیا نزع فی حبی عاملا الدمع واستی وھذا مبتدا والحال فلا تسئل عن
الخبر فی الجسم من الموصول بالقسم والوجد فی جرانی والشھر من نار سطے

علی موارثم مکنون علی اعمال یدکم مصروف علی المسرة فرحون بمالدیکم
ولاتزالون فی تفتیش خبایانزا ویاوانا الاسفار بین قاعد وقائم سکبتم
الاصحاب وتناسیتم الاحباب وکانت الاخرة ماهی الاکسراب یغاغوثاه
من هذه الجفاده الال بغیر اهل الوفا ولو سفنا العتاب تکللنا علیکم من
راس الجراب ولاوسع قرطاس ولاکتاب تیسیر رقعه یاجذ ان
صحبة الاعدام فلعمری هی من قبیل الحیات قبل الموت اوتعجل الصلوة حین
الفوت والعمری لقد اتیتم طیّ مافی الضمیر ولاشک مثل خبیرًا فاین امرتم
اتیناه وان شرفتم تلقیانه وانتم اهدای من ان یهدی چوتهارقعه
ماعودونی احبائی مقاطعه بل عودونی اذا قاطعتم وصلوا فلیت شعری
ماصدرمنی حتی استوجبت نفورک وماعلمت لی من قرب استحق به
هذا الجفاء الاالاثق بغیر اهل الوفاء وماهو الامن بعائن الزمان وقلت
العهد من الاخوان والخلان کماهو منطوق القران فقال وهوا صدق
القائلین وَمَا وَجَدْنَا لِاَکْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ متعجب من بلغ یسمعه هذه الایة
ان ینال فی الروافض الغالیة کیف حریمه ومقلتی کالاح لویق تقلب
للفاکانها انا مع تشاغل ابال وتزاید البلبال انادی به لسان الحال اضاعونی
وای فتی اضاعوا پانچوان رقعه فی الشباب وشیمو عی خیر نهضت العسکر
والشکایة عن عدم استطاعت السفر + تشاغلتم عنا بصحت غیرنا
واظهرتم البحران ماهکذا کنا ومادام علی بلوائی ووجب له بث شکوای
الی بالاصل ماتشوکت ویحیی فی قلبی ماتشوکت حیث انا منادی الرحیل
ابوز منادیه ورفع کل مسلک ایادیه علی ان فی یوم الاحد یعبر الصحاری
من کل احد فکیف الحال وهذا الوحال الذی هو ابرد من طین الشتا انتن
من عرق الحصا لا ملیح حتی تباع بالملیح ولاقصائد لیشتری بها العصائد
واین الزکا واین الزکا والوطی من المطی وَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۔ فصل عندکم

خبر مطلاونه وان هذا الوقت لیس من اوالله والسلام علیکم وقلبی لدیکم

شیخ حسن علی موصلی یہ شاہ فتح اللہ کے شاگردہین مگر سُنّی پاک اعتقاد تھے جس سال کابل کی فتح ہوئی اُسی سال یہ ملازمت مین آئے تھے بڑے شاہزادہ کی تعلیم پر مقرر ہوے تھے چنانچہ اُنھون نے فارسی کے رسالے علم حکمت وغیرہ مین اُسکو پڑھائے شیخ ابوالفضل نے بھی خفیہ فن ریاضی وطبعی وغیرہ اُنسے پڑھا تھا اور باوجود اِسکے اُنکی تعظیم نہ کرتا تھا خود فرش پر ہوتا تھا اور اُستاد زمین پر جب اُنھون نے اِن لوگون کی وضع اپنے مزاج کے موافق نہ پائی تو ملازمت کو ترک کرکے گجرات کو چلے گئے اور وہان سید نظام الدین کی صحبت مین رہے چنانچہ میرزا اور اُنکے بیٹے محمد شریف نے اُنسے بہت علوم حاصل کیے شاہ فتح اللہ کے واقعہ کے بعد شیخ ابوالفضل وغیرہ امیرون نے اُنکے فضائل وکمالات کا بیان اکبر سے کیا اور کہا کہ اب جانشین فتح اللہ کے وہی ہین چنانچہ فرمان اُنکی طلب مین گیا اور وہ حسب الطلب لاہور مین آئے کورنش کے وقت اُنکو تکلیف سجدہ کی دی گئی یہ بات اُنکو نہایت ناگوار معلوم ہوئی چنانچہ اُنھون نے اپنی والدہ کی ملاقات کا بہانہ کرکے وطن کی رخصت حاصل کی سنہ ۹۹۸ نوسو اٹھانوے مین تتہ مین پہونچے وہان اُس زمانہ مین خانخانان کی حکومت تھی اور اُس جگہ کچھ سامان اکٹھا کرکے اپنے ملک کا راستہ لیا جب ہرموز مین پہونچے تو وہان سے اکبر کے دربار مین یہ پیغام بھیجا کہ الحمدللہ مین نے منافق یارون کی صحبت سے خلاصی پائی **قاضی نوراللہ شستری** اگرچہ شیعی مذہب تھے مگر انصاف اور نیک نفسی اور حیا اور تقوی اور جتنی صفتین شریفون مین چاہییں وہ سب اُنکی ذات مین تھین علم اور حلم اور تیزی طبیعت اور صفائی ذہن مین مشہور تھے بہت کتابین اُنکی تصنیف ہین شیخ فیضی کی سب نے نقطہ تفسیر پر اُنھون نے ایک تقریظ نہایت عمدہ لکھی تھی شاعر بھی تھے اور شعر اُنکے نہایت دلنشین ہوتے تھے اور حکیم ابوالفتح کے وسیلے سے اکبر کی ملازمت مین آئے تھے جب اکبر کا لشکر لاہور مین پہونچا تو شیخ معین قاضی لاہور کے اکبر کے دربار مین بسبب ضعف پیری کے گر گئے تب اکبر نے اُنپر رحم کرکے کہا کہ شیخ اب بہت ضعیف ہوگئے ہین اُنکی جگہ قاضی نوراللہ مقرر ہون اور فی الواقع لاہور کے مفتیون اور محتسبون کو اُنھون نے خوب ٹھیک کیا اور رشوت کا دروازہ بالکل بند کردیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز شیخ فیضی کے مکان پر قاضی مذکور تفسیر نیشاپوری سامنے رکھے ہوے آیہ کریمہ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا مین جو باتصاف

مفسرین حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی شان مین واقع ہی بحث کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ اگر اس صحبت سے صحبت لغوی مراد ہی تو اُس سے کچھ تعریف نہین نکلتی اور اگر اصطلاحی مراد ہی جو اہل حدیث کے یہان ٹھہری ہوئی ہی وہ ہمکو تسلیم نہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُسوقت مین نے کہا کہ اگر کوئی لڑکا بھی زبان عربی جانتا ہو تو یہی کہیگا کہ یہ آیت مدح پر صریح دلالت کرتی ہی اور اسی طرح کوئی کافر یہودی یا ہندی عربی دان ہو تو وہ بھی صاف یہی بتلا دیگا شیخ فیضی اپنی بُری عادت کے موجب گفتگو مین قاضی کا طرفدار تھا حالانکہ حقیقت مین وہ دونون جانب سے بیگانہ مطلق تھا اتفاقاً تفسیر نیشاپوری مین بھی میرے ہی کلام کی تائید نکلی حاجی ابراہیم محدث آگرہ مین رہتے تھے زہد و تقوی اور علوم دینی سے پڑھانے مین خصوصاً علم حدیث مین رات دن مشغول تھے اور اُنکا زہد و تقوی ہی عوام الناس سے اُنکی ملاقات کا مانع تھا امر معروف اور نہی منکر ہمیشہ کیا کرتے تھے جب اکبر کے حسب الطلب عبادتخانہ مین آئے تو انھون نے آداب کے طریقہ کو ادا نہ کیے بہت سی وعظ و نصیحت بیان کی خواجہ عبدالصمد شیرازی سے جو عبادت ظاہری مین بہت مشغول رہتا تھا کہا کرتے تھے کہ خواجہ جب تک محبت خلفاے راشدین کی تمھارے دل مین نہ آئیگی اس نماز روزہ سے کچھ فائدہ نہوگا شیخ جلال اصل کالپی والے شیخ محمد غوث کے خلیفون مین سے تھے ابتداے حال مین انھون نے بہت سختی تحصیل کمال کی تھی مگر آخر کو اُسے بھول بھال گئے ذوق و سماع و وجد و حالت مین بہت مشغول رہتے تھے اکبر کو اُنسے ایک طرح کا اعتقاد تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شیخ محمد غوث کے خلیفون مین نسبت شیخ سلیم کے خلیفون کے بناوٹ کم تھی ملک محمود سیار علم عربیت اور تفسیر اور حدیث اور جزئیات نظم و نثر اور زہد و تقوی اور ذوق اور حالت مین کامل تھے گجراتکے بادشاہون کی اولاد مین ہین اُنکے پدر بزرگوار کا نام پیارو تھا فصاحت اور بلاغت اُنکی تقریر مین بہت تھی اکبر اپنی مجلس مین اُنسے اکثر گفتگو کرتا تھا اور چونکہ اُنکو اہل حق سے اعتقاد بہت تھا اسی وجہ سے اُنکو چند روز کے لیے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کا متولی مقرر کر دیا تھا یکایک اُنکو حضرت مخدوم شاہ عالم بخاری سے ملنے کا جو حضرت مخدوم جہانیان رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مین تھے شوق غالب ہوا اور اُچ سے سیلون اور وہان سے اکبر سے رخصت کا التماس کیا اکبر نے بڑی ردوبدل کے بعد اُنکو اجازت دی اسکے بعد اُنھون نے قناعت اختیار کی اور حضرت مخدوم کی جوار مین گوشہ نشین ہو گئے اور وہین اُنھون نے انتقال کیا

مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اجمیر مین بھی اور فتح پور مین بھی اُنکی ملازمت حاصل کی تھی یہ مطلع اُنکی تصنیف ہے ؎ دارم دے گردان کہ من قبلہ نما میخوانمش ✦ روے بر ویش کنم ہر چند میگردانمش ✦ سید رجہان بہانی بہانی ضلع قنوج مین گانون ہے یہ سید فاضل خوش طبع تھے اکثر عمر اُنکی شہر مین گذری شیخ عبدالنبی سے اُنھون نے علم حاصل کیا تھا اور اُنھین کی سعی سے کئی برس تک تمام ممالک محروسہ کے نقیب رہے اور جس زمانہ مین معافیداروں پر تباہی آئی اُنھون نے حیلہ اور تدبیر سے اپنی عزت بچائے رکھی کہ جب حمام کے ساتھ حاکم شہران کے پاس بطور ایلچی کے گئے تھے جب وہان سے لوٹ کر آئے تو صدارت کے منصب سے سرفراز ہوے جس زمانہ مین اکبر نے لاہور کے سب علماے حق گو کو مکہ کی طرف نکال دینے کا ارادہ کیا اور اُن سب کے ناموں کی فہرست لکھی گئی تو سید موصوف کہنے لگے کہ مجکو یہ ڈر ہے کہ کہین میرا نام بھی اس فہرست مین نہ لکھا گیا ہو یہ نظام الدین جو اُس فہرست کے مہتمم تھے اُنھون نے کہا کہ تمھارا نام ہرگز نہین لکھا جاویگا جب سید نے سبب پوچھا تو اُنھون نے جواب دیا کبھی کلمۂ حق تمھاری زبان سے نہین نکلتا جو تم نکال دینے کے قابل ہوتے اگرچہ شعر سے اُنکو بہت مناسبت تھی مگر اس فن کو اُنھون نے بالکل چھوڑ دیا تھا یہ مطلع اُنکی تصنیف ہے ؎ ہر تار زلف یار خدا یا بلا شود ✦ دانگہ بہر بلا دل ما مبتلا شود ✦ شیخ یعقوب کشمیری صرفی تلمذ کرتے تھے جمیع فضائل و کمالات اُنکی ذات مین جمع تھے شیخ حسین خوارزمی خلیفہ تھے زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوے تھے اور شیخ ابن حجر سے حدیث کی سند حاصل کی تھی مدت سفر بہت کیا تھا اور کشمیر عرب اور عجم کے بزرگون سے ملاقات کرکے ہدایت اور ارشاد کی اجازت حاصل کی تھی ہندوستان اور کشمیر مین اُنکے بہت مرید ہین اُنکا ایک خانقاہ بھی اُنھون نے بنائی تھی کتابین اُنکی تصنیف بہت ہین جسمین بھی اُنھون نے پورا کیا تھا مثنوی کی رسالے اُنھون نے لکھے ہین اور قصیدے مین رباعیات مع شرح کے لکھی ہین اِن دونون مین ایک تفسیر لکھی تھی جو گویا عمر کی کمائی ہین سے ایک نشانی خدا کی تھی ہمایون بادشاہ کو اور اُسکے بعد اکبر کو اُنکے ساتھ بڑا اعتقاد تھا اگرچہ شعر اُنکے مرتبہ کے لائق نہ تھا مگر ہمیشہ اس طرف متوجہ رہتے تھے چند شعر اُنکی تصنیف ہین ؎ در ہر چہ مینگرم آن رخ نیکوست جلوہ گر ✦ در صد ہزار آئینہ یک روست جلوہ گر ✦ خلقے بہر طرف شدہ سرگشتہ دوست ✦ این طرفہ ترکہ دوست بہر سوست جلوہ گر ✦ ولہ خالت از مکربان گوشۂ ابروے تست ✦ ہر کجا گوشہ نشین ست در و مکرے ہست ✦ ولہ مشکن دل غم دل ما را ببین کان دل کیست ✦ دل ما ہست وے بین کہ در و منزل کیست ✦ ولہ گر بکوشش گذری پاے بسر باید کرد ✦ قصہ کوتاہ ز سر خویش گذر باید کرد ✦

یدمعاسم شیدا کا انھوں نے لکھا تھا ۵ ماہ من از رخ نقاب انداختہ ❊ وی کہ عمدا روز را شب ساختہ ❊
مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ جب وہ لاہور سے رخصت ہو کر اپنے وطن مالوف کی طرف کہ چلے مجھے تو راوی کے
پرلے کنارہ سے میرے نام یہ رقعہ لکھا تھا جو بجنسہ نقل کیا جاتا ہے رقعہ مددی قادری دعاو نیاز اخلاص طراز
بتقدیم رسانیدہ مشہود ضمیر خورشید نظیر میگردانند کہ باعث ترک سنت سنیہ از محب مخلص حقیقی غالبا آن خواہد بود
کہ چون طریقہ مرضیہ راہ عند السفر از شرائط مشائعہ ست و بالفعل درین زمانہ قدرت بران نبردہ بالضرور ترک آن
سنت بایستی نمود امید کہ از حاشیہ خاطر فیض مآثر نسیا و منسیا نخواہند ساخت و براعات شیمہ کریمہ حفظ الغیب
خواہند پرداخت و اگر حاجت بکاغذ کشمیری برای سوادات باشد اعلام نمایند تا بندہ از کشمیر سودہ تفسیر خود فرستد
کہ نقوش آن از کاغذ نشستن چنان میرود کہ ہیچ اثری از سیاہی نماند چنانچہ تجربہ کردہ باشند و السلام علیکم والاکرام
لدیکم ❊ اور جب وہ کشمیر کو گئے تو وہاں سے ایک اور خط لکھا تھا جسکی نقل یہ ہے رقعہ خدام کرام من ہو
مستغنی عن المدائح و المناقب و المفاخر اعنی مولانا و بالفضل اولانا الشیخ عبد القادر فتح نماید قطعہ
از دو انی بدایونی مشیک ❊ ذو فنون فضیلت ست فزون ❊ پس دلیل زیادت منیش ❊ کہ نبایش بصورت
فزون ❊ نیاز نامہ کہ فرستادہ میشود ہر چند کہ در جواب آن بنا بر عدم لیاقت جواب خامہ بدائع نگار را تصدیع نمیدہد اما
بہر حال از قلم اخلاص عرض بندگی بے اختیار جاری میگردد امید کہ ہر گاہ کہ در خسخانہ نواب فیاضی در نیم روز تموز بر فرش
حصیر سرد تراز ہوائے کشمیر و تجرع برف آب گرم می بودہ باشند و استماع نکات شریفہ و مقالات لطیفہ منبودہ باشند یاد آید
محنت حرمان خواہد کرد بیتے ❊ بزم وصل حاضر غائبان انگیز ❊ تا نکہ دست حاضران از غائبان کوتاہ نیست ❊ عن
اخلف الاعز الامجد الاسعد شیخ محی الدین محمد نیازمندی قبول فرمایند و فق اللہ سبحانہ و تعالے
لتحصیل العلوم الضروریۃ و المعنویۃ بجرمت من سمے بلقب الشریف قدس سرہ اللطیف و غالبا بنا بر
رعایت حق الجوار سخن سیادت مآبی میران سید قطب الدین در نانوشتن جواب نیاز نامہ فقیر مسموع میدارند
آنا میباید کہ نظر بر حق نفس الامری کنند کہ ظاہر ایں حق بر ان حق راجح باشد و ایضا اعتبار سر اظہار محبت جناب
میران نکنند کہ آن آخر ثبات ندارد واللہ تعالے اعلم ابیات اظہار مضمری کہ بر طرز جدید آصف خانی بند گفتہ
مسودہ آن از فقیر گم شدہ غالبا ملازمان از ان مسودہ نقلی گرفتہ بودند التماس آنکہ نقل از نسخہ خود فرستند مصنف ہمان
نے جواب ایں واقعہ خجالت انگیز را رقعہ مولوی قاسم یمانی بخیال وجد اینجانب ❊ شوقی لا یمل فی القرطاس ❊ کالشمائم
لا یوزن بالقسطاس ❊ و الملجت لا یقاس بالقیاس ❊ از نشانہ توید کہ درج آن در حوصلہ عبارت تنگ

ظروف حروف قاصر عبد اتقاد بحر و کوزه وارد شعر وان قیصا حیتک من نسج تسعة + وعشرین حرفا من
معاینه قاصر + واز دعا چه گوید فرد بسوے سدره زمن مرغ طاعتے نپرد + که نامه نبرد از دعات و منقبات +
واز شوق چه بازنماید رباعی با من بیا دمی سده تو قبلتی + من صحته الزمان قد عوقتنی + لا اقدر
ان اکتب باشوقی الیکم + ما اشوقنی الیک ما اشوقنی + ازان مدتے که توجه عالی بآن صدب صداب فرموده اند
و در سجمان اسرار آنهی که اصل اصول آگاهی عبارت ازان تواند بود چه قبل از تقریر چه بعد ازان بسیار دراز است
ما صدق این بیت که از قصوکه شعر و بشعر دست میتا مروے دراز نیکو در شهر خویش امروز + ما خواسته نشسته
از بخت خویش فیروز + متواتر و متعالی رسیده باعث خوشوقتی گردیده مرقوم خامه مسکین نواز مشکین طراز گردیده
ع از دو دانی بدایونی مشیک + تا آخر در جواب آن عریضه میدارد مثنوی المولفه از زبانت کلید نامه غیب +
دل پاکت نتیجه الباب + واد واعجبا از کلک تو بیرون + گنجهاے نهان کن فیکون + گفتی از منطق گهر پرور + کز دو دانی بدایونی
خوشتر + گر دو دانی و گر بدایونی ماند + همه از گنج فضل تو غنی اند + دلم آئینه جمال تو شد + مظهر فیض لایزال تو شد + چه
عجب گر زر و سے حق بینی + خویشتن را در و همی بینی + اگر خود نمائیست همین قدر بس ست + واگر نه من که تضول جوانی
نوشتن چه باز پرسی از تقصیر و نوشتن عرائض اخلاص کر منافی رسم و عادت عوام نه خواص اهل اختصاص ست
کمالا یخفی زبان اعتذار و استغفار کشاده استعفا مینماید و این رقعه را کفایت آن جریده دانسته قضاے باقیات
می شمرد و انچه از هواے خسخانه و برف آب که یادگار از مصرعه ع عمر بر باد ست تا آفتاب تموز + و نشان از ریاض
المسلمین + از جمله علی مزن بر آس تا آنه بدون ست نوشته اند چند روز یست که از این آب و هوا باز مانده مصرعه
گرگ و بن آموده و یوسف نه دریده + میگردد شعر فمن شاء فلیقبل انی فمنتظری + ندیرا انی من ظن ان
الهوائی سهل + چون بندگان حضرت قریب شرف آفتاب بقدیبی نام گینه راخود بدولت به نهایت کسیر بزبان
مبارک رانده حرف نولیت خطه عالیه امیر شعر دنت عن ناظری تلک الخیام + علی تحاکا نهنا
منی سلام + فرموده اند و هنوز تسلیم نشده آرزو دارد که از این سعادت زود تر از قوه بفعل در آید و
دل ما از آب گردش روزگار و هواے ناسازگار هر دیار فارغ ساخته برد یقینی حاصل شود که خس خانگیتی
چون خس و برف آب زمانه چون سراب نماید و بخجت شوریده هر ساعت و هر زمان با این ترانه در فغان ست
فردا ے عجب دلتان میگرفت و نشد جانتان بلول + زین هواها ے محن زین آب هاے ناگوار + همت عالی
توجه دارند درین باب گماشته در امداد صوری و معنوی کوشند تا انشاء الله تعالی رقعه امیر را قانعیه کشمیر دانسته

بعلت انکہ ہر دو مکان طیب مرکز دائرہ و قطب جنوبی و شمالی ست وجہت جامع بلدہ طیبہ ورث مقصود دارد
آب چشمہ جھارہ را چنانچہ ایشان در رنجا آب بر فتن نوش جان میفرمایند نوشید و زبان بہ زلال شکر و شناے منعم حقیقی
و مجازی تر دارد شعر ہنیئا لارباب النعیم نعیمہم ✤ و لعاشق المسکین ما تجرع ✤ و تمثیل حال
کشف مکشوف اہل کشف ست بندہ زادہ بدایون فرقہ بدعا مشغول ست ظل الٰہی لازال باد تحریرا
فی شہر رمضان المبارک عمت میامنہ سنہ ثلث و الف اور یہ غزل خط مین لکھی تھی غزل

دردے کہ ین نلیکہ دہم قسم	کل بحر بی الدمع ممزوج جاہدم	ہر رقم کہ خامہ ام ظاہر شدے	کا دیجہ امنی ذا کل القسم
محو حرف از اشتیاق از لوح دل	لیس فی وسعی قد جف القلم	در بلاے ہجر حکمتہا بود	یتعنی لا شفت عن تلک الحکم
صرفی از دریاے اشکم نی محیط	لیس الا مثل شفتین دیم	الحاصل انکی تعریف عد بیان سے باہر ہی بارہوین تقید	

سنہ ایک ہزار مین انتقال کیا اور انکی وفات کی تاریخ ہی شعر سلام علی الدین و طیب نعیمہا
کان دارہم یعقوب فیہا بجالس ✤ شعر درین خرابہ مجورہ بسوی گنج مراد ✤ کہ جاے محنت و رنج ست این خراب آباد ✤
قضا نہاد بہر کاوش از بلاد اے ✤ کہ پا نہاد درین دامگہ کہ سر نہاد ✤ سواد رقعہ گل نیست غیر حرف بجا ✤
دلے چہ سود کہ بے بہرہ ایم از سواد ✤ زمان عمر بسے اندک ست غرہ مباش ✤ کہ تا نفس زدہ عمر دادہ بر باد ✤ مولانا
میر زا سمرقندی یہ گویا ایک فرشتہ آدمی کی صورت تھے اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوے تھے خانخانا
کے زمانہ مین آگرہ مین آئے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے شمسیہ کی شرح منطق مین تصنیف سید محمد دلاور سید علی
ہمدانی کی مع اور چند مختصرات کے اُن سے پڑھی تھی اور یہ حدیث مین نے اُنکی زبان مبارک سے سُنی تھی اور اُنکی اجازت
بھی حاصل کی تھی من ترے غیرہ ثم تلہ و سہ ہر را اور یہ حدیث چھ واسطون سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تک پہونچتی ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ سند اس حدیث کی مین نے مفاجات الرشید مین تفصیل سے لکھی ہی جب
خان زمان کی بغاوت کا فتنہ برپا ہوا تو آگرہ سے دہلی مین آئے تھے وہان سے پھر نہ معلوم ہوا کہ اُنکا انجام
کیا ہوا قاضی ابو المعالی بیشاگرد اور خلیفہ اور داماد عزیز بخاری کے ہین عزیز کو فقہ مین ایسی مہارت تھی
اگر بالفرض تمام فقہ حنفی کی کتابین جہان سے معدوم ہوجاتین تو وہ از سر نو لکھوا دیتے انھون نے ہی عبد اللہ خان
بادشاہ توران کو بہکا کر علم جدل اور منطق کا بالکل اُس ملک سے کھو دیا اور ملا اعتصام الدین اسفرائی کو مع اُنکے
نالائق شاگردون کے وہان سے نکلوا دیا اور باعث اُسکا یہ ہوا کہ یہ علم جب بخارا اور سمرقند مین بہت رائج ہوا تو منطقی
طالب علم جو سیدھے سادہ مسلمان کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ حمار ہی اسلیے کہ لا حیوان اِس سے مسلوب ہی اور چونکہ

عام کے انتفاع سے خاص کی بھی نفی لازم آتی ہے پس اس سے انسانیت بھی مسلوب ہوگی اور اسی قسم کے بہت سے مغالطے دیا کرتے تھے تب عزیز نے فتوی لکھکر بادشاہ کو اس علم کے معدوم کر دینے کی ترغیب دی اور نامور و معتبر علم کی بہت دلیلوں سے ثابت کی اور ایک روایت نکالی کہ اگر کوئی ایسے کاغذ جس پر منطق کی عبارت لکھی ہو آنچ کر تو درست ہو قاضی ہر نماز کے بعد حلقہ میں بیٹھکر ذکر اذکار کیا کرتے تھے اور لوگوں کو مرید بھی کرتے تھے ۹۶۹ھ نو سو انہتر میں آگرہ میں تشریف لائے تھے مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے بھی تیمناً قبرکا چند سبق شرح وقایہ کے اسی سے پڑھے تھے واقع میں اس فن میں بڑے کامل تھے **مولانا میر کلان** یہ خراسان کے مشائخ میں سے ملا ہادی کے بیٹے تھے معاصب کمالات ظاہری اور باطنی تھے خصوصاً علم حدیث میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اجازت حدیث کی سید میر کشاہ سے حاصل کی تھی مولانا زین الدین محمود کلانگر بہلائی کے منظور نظر تھے زہد و تقوی انکی سرشت میں تھا جمیع صغیر اور کبیر دے پاک تھے ہمیشہ علوم دینی کا فیض انسے جاری تھا سر نیچے ڈالے ہوئے مراقبہ میں بیٹھے رہتے تھے شیخ جلال خردی کے مرید تھے عمر شریف انکی اسی برس کو پہنچی تھی انکی والدہ بھی جو بستیدہ تھیں زندہ تھیں مولانا نے فقط اس خوف سے کہ شاید بی بی انکی والدہ کی اطاعت نہ کرے نکاح نہ کیا تھا مولانا نے اپنی ماں کے سامنے ہی انتقال کیا انکی ماں اسوقت قرآن کی تلاوت میں مشغول تھیں جب انھوں نے بیٹے کے مرنے کی خبر سنی اور لوگوں نے تجہیز اور تکفین کی اجازت مانگی تو فقط انھوں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہکر اجازت دی اور پھر قرآن پڑھنا شروع کیا کچھ جزع اور فزع انسے ظاہر نہوا مولانا نے ۹۸۰ھ نو سو اکاسی میں آگرہ میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوے سال بھر کے بعد انکی والدہ نے بھی رحلت کی مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے مولانا معروح کی ملازمت حاصل کی تھی مگر کچھ پڑھنے کا اتفاق نہوا تھا **مولانا سعید ترکستانی** یہ بڑے عالم تھے کچھ دنوں میں انھوں نے ملا احمد جند سے تحصیل کی تھی اور کچھ روزوں ملا محمد سرخ سے پڑھا اور چند روز ملا عصام الدین سے بھی فیض حاصل کیا اسکے بعد ہندوستان میں تشریف لائے اور اکبر سے ملاقات کی اکبر بھی انکی صحبت سے بہت خوش ہوا عجز و انکسار انکے مزاج میں بہت تھا نہایت خوش طبع تھے تقریر انکی نہایت فصیح اور بلیغ تھی شاگردوں پر بہت مہربان ہوتے تھے جب ہندوستان سے اوٹ کر کابل کو گئے ۹۸۶ھ میں وہاں انتقال کیا حافظ کوکی یہ حافظ ناش کندی کے نام سے مشہور ہیں بڑے عالم تھے خصوصاً علم عربیت میں کامل تھے مولانا عصام الدین سے انھوں نے تلمذ کیا تھا جمیع علوم میں فاضل تھے انکے علم کا فیض بہت جاری ہوا ماوراء النہر میں سب آدمی انکی بزرگی کے قائل تھے وضع انکی سپاہیانہ تھی ترکوں کی طرح ترکش کمر سے باندھکر سفر کیا کرتے تھے

سنہ ۹۷۰ نو سو ستر مین ہندوستان مین تشریف لائے اکبر سے بھی انھون نے ملاقات کی تھی اور بہت سے انعام پائے تھے گجرات کے راستہ سے سفر حج کا قصد کیا تھا اور وہان سے روم کو گئے تھے اور والی روم سے ملاقات کی تھی اور جتنی توقیر انکی ہندوستان مین تھی اُس سے وہ چند وہان ہوئی بلکہ والی روم نے انکو وزارت کی بھی تکلیف دی تھی مگر انھون نے قبول نہ کی پھر ماوراء النہر مین گئے اور وہین ملک آخرت کو سفر کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ان دنون بزرگون سے میری ملاقات نہین ہوئی تھی قاضی نظام بدخشی انکا قاضی خان بقب تھا بدخشان کے ملک مین جس پہاڑ مین لعل پیدا ہوتے ہین اُسکے قریب کے رہنے والے تھے مولانا عصام الدین ابراہیم کے شاگرد تھے اور ملا حسین سے بھی کچھ فیض حاصل کیا تھا علوم تصوف کا انکو خوب مذاق حاصل تھا طریقت مین مخدوم اعظم شیخ حسین خوارزمی کے مرید تھے وجاہت ظاہری بھی انکو خوب حاصل تھی بدخشان کے امیرون مین داخل تھے جب ہندوستان مین آئے تو اکبر نے بھی انپر حد سے زیادہ عنایت کی اور اول انکو قاضی خان بعد ازان غازی خان کا خطاب دیا نہایت فصیح بیان اور خوش تقریر تھے کتابین بھی بہت انکی تصنیف ہین ایک رسالہ انھون نے ایمان کے بیان مین لکھا ہے اور صحیح عقائد ایک حاشیہ لکھا ہے تصوف مین بھی بہت رسالے تصنیف کیے ہین سب سے پہلے جسنے اکبر کے دربار مین سجدہ کا طریقہ نکالا وہی تھے اور ملا عالم کابلی بڑی حسرت سے کہا کرتے تھے کہ افسوس اسکی ابتدا مجھسے کیون نہ ہوئی مولانا آلہ داد خانی لنگر خانی لاہور کے ایک محلہ سے نسبت ہے انکو اکثر علوم متداولہ مین مہارت تھی اور نہایت متقی اور پرہیزگار تھے ہمیشہ درس مین مشغول رہتے تھے ہرگز دنیا داروں کے گھر نہ جاتے تھے بادشاہون سے انھون نے کبھی حاجت نہین چاہی اور مدد معاش بھی نہین لی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ عمر انکی اب اسی برس کی ہے مولانا محمد مفتی بدایونی معتبر مدرسون مین سے ہین مجمع کمالات ہین اور افتا کے عہدہ پر متعین ہین جب صحیح مسلم اور بخاری اور مشکوۃ کا ختم کرتے ہین انواع انواع کے کھانے پکاکر لوگون کو کھلاتے ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ عمر انکی اب قریب ۸۰ برس کی ہے بڑے منحنی اور ضعیف ہوگئے ہین یہان تک کہ درس کی بھی طاقت نہین رہی پانچ چار بیٹے انکے بڑے بڑے فاضل ہین میر فتح اللہ شیرازی اپنے زمانہ کے عالمون کے سردار تھے مدتون حکام اور اکابر فارس سے معتبر رہے حکمت اور ہیئت اور ہندسہ اور نجوم اور رمل اور حساب اور طلسمات اور مزیر نجات اور جر ثقیل اور غیر وجمیع علوم عقلی کو بہت اچھی طرح جانتے تھے اور انمین ایسی استعداد تھی کہ اگر بادشاہ کو منظور ہوتا تو رصد تیار کر دیتے اور علوم تفسیر اور عربیت اور حدیث اور کلام مین بھی انکو بڑی مہارت تھی نہایت عمدہ عمدہ کتابین انکی تصنیف ہین نہایت خلیق اور متواضع تھے مگر نعوذ باللہ شاگردون پر سبق پڑھاتے وقت ایسے بدمزاج ہوجاتے تھے کہ

سوائے فحش کے کوئی لفظ اُنکی زبان سے نہین نکلتا تھا اسی وجہ سے اُنکے درس مین لوگ بہت کم جاتے تھے کوئی شاگرد بھی اُنکا کامل نہین ہوا کئی برس تک دکن مین رہے عادل خان وہان کا حاکم اُنکا بہت معتقد تھا پھر اکبر کی ملازمت مین اور عضد الملکی کا خطاب پایا ۹۹۳ نو سو ستانوے مین کشمیر مین جاکر اُنھون نے وفات پائی اور تخت سلیمان مین دفن ہوے ۔ فرشتہ بود اُنکی وفات کی تاریخ ہے شیخ منصور لاہوری یہ شیخ کاکو کے شاگردون مین سے ہین اور اکثر علوم کی تحصیل اُنھون نے مولانا سعد اللہ سے کی ہے اور اُنکے داماد بھی تھے جمیع علوم عقلی مین جو ہندوستان مین متعارف ہین اُنکو بڑی مہارت تھی خوش طبع اور سلیم الفہم تھے اکثر امیرون اور بادشاہون کی صحبت مین رہتے تھے سب اُمرا اُنسے رجوع کرتے تھے چند مدت مالوہ کے قاضی القضات رہے اور جس زمانہ مین لاہور دار الخلافت ہوا مالوہ سے لاہور مین آکے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اب وہ پرگنہ بجاور وہ کے بندوبست پر متعین ہین اُنکا بیٹا مُلا علاء الدین بھی بڑا عالم ہے چند مدت خانخانان کی صحبت مین عزز و مکرم رہا جب اکبر کی ملازمت مین آیا تو یہان بھی اُسنے بہت اعتبار پایا ہر چند اُسکو نوکری کی تکلیف دی مگر اُسنے قبول نہ کی درس اور افادہ مین مشغول رہے اور جو کچھ جاگیر سے حاصل ہوتا ہے سب طالب علمون کے صرف مین اُٹھا دیتے ہین ہندوستان کے مولویون مین پیر محمد خان کے بعد اُسکے اور مُلا نور محمد تر خان کے برابر کوئی سخی نہین ہوا شرح عقاید پر اُسکا حاشیہ موجود ہے زیارت حج سے بھی مشرف ہوا اور وہین وفات پائی مُلا یہ محمد شروانی یہ بڑا خوش فہم شگفتہ طبیعت تھا مگر سنگدلی اور بیرحمی اُسمین بہت تھی اتباع شریعت کا جیدان پابند نہ تھا شروان سے قندھار مین آکر خانخانان بیرم خان کی خدمت مین نشو و نما پائی اور ہندوستان کی فتح کے بعد خانی کا خطاب پایا بعد ازان ناصر الملک لقب ملا تین چار برس تک بڑے جاہ و جلال اور کروفر سے بسر کی مگر چونکہ ظالم کو بہت بقا نہین ہوتی تھوڑے دنون کے بعد تربہ ندی مین ڈوب کر مر گیا سال وفات پہلے اسکا تذکورہ ہو چکا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے اُسکو دور سے دیکھا الحمد للہ کہ اُسکی مجلس تک نہین پہونچا تھا میر زا مفلس اور زبان پُلا احمد چند کے شاگرد ہین استعداد اُنکی بہت اچھی تھی اور جدل اور مناظرہ مین بھی بڑی مہارت تھی مگر اُنکی تقریر فصیح نہ تھی درس کے وقت کچھ ایسی حرکتین اُنسے صادر ہوتی تھین کہ خواہ مخواہ ہنسی آتی تھی بد قیافہ تھے اتفاقاً اُنکو بڑا بی بی کا تھا ماوراء النہر سے ہندوستان مین آئے چار برس تک خواجہ معین الدین فرخودی کی مسجد مین درس افادہ کا شغل رکھا حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوے تھے مکہ معظمہ مین ہی اُنھون نے وفات پائی مولانا نور الدین محمد تر خان یہ علم حکمت اور کلام کے امام تھے اچھے خوش طبع شاعر تھے مگر آخر عمر مین شعر سے توبہ کی تھی ہمایون کے ہمراہ ہندوستان مین متوطن ہو گئے تھے دہلی مین ہی اُنھون نے انتقال کیا مولانا آزاد امروہوی مُلا اور مستعد خوش طبع بے قید شیرین

خوش صحبت ندیم پسند تھے ظرافت اور علم مجلسی انمین بہت تھا بادشاہی سپاہیون کے زمرہ مین متعین تھے کسی قدر اسباب جمعیت انھون نے اکٹھا کر لیا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجھسے انکو بڑی محبت تھی جب اکبر کالشکر اٹک گنگ کو جاتا تھا تو نواحی سیالکوٹ مین انھون نے وفات پائی انکی نعش کو وہان سے لاکر نواحی امروہہ کے کسی گانون مین جہان کی آب وہوا انکو نہایت پسند تھی دفن کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس زمانہ کے مشائخ اور علما کا حال یہی تھا جو مجملاً مین نے ذکر کیا انمین اکثر کی ملازمت مجکو حاصل ہوئی ہے اور جب اکبر کو اپنے بیدینی کے زمانہ مین علماء حق گو سے عداوت پیدا ہوئی تو ان سب بزرگون پر یکایک تباہی آگئی کچھ کچھ لوگ کہین کہین چھپے ہوے رہگئے ہین سوا ے ان بزرگون کے ہندوستان مین اور بھی بہت مشائخ اور علما ہین جنسے مجکو واقفیت نہین ہوئی اور جو لوگ بیدین اور مفسد اور دین فروش ہین وہ شمار سے باہر ہین مگر مین انکا ذکر مناسب نہین سمجھتا

اکبر کے زمانہ کے حکیمون کا ذکر

حکیم الملک گیلانی انکا نام شمس الدین تھا حکمت اور طب مین اپنے زمانے کے جالینوس تھے علوم نقلی سے بھی انکو مہارت تامہ تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مجکو انسے کچھ ربط نہ تھا ابتداے ملازمت مین جو مین نے دیباچہ نامہ خردافزا کا لکھکر پیش کیا تو انھون نے بہت سی تعریف اسکی بیان کی مخلوق خدا کے بڑے خیرخواہ تھے اور دین مین بڑے ثابت قدم تھے ہر وقت طلبہ کے درس مین مشغول رہتے تھے اور کسی وقت بغیر انکے کھانا نہ کھاتے تھے ایک روز سلیم چشتی کی مجلس مین بیٹھے ہوے فقہ اور فقہا کی برائی اور طریقہ حکما کی تعریف اور شیخ ابوعلی سینا کے بہت سے مناقب بیان کر رہے تھے یہ وہ زمانہ تھا کہ علما اور حکما مین باہم بحث ہو رہی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین بھی اس مجلس مین بیٹھا ہوا تھا اور چونکہ مین سرحد کے ملکون سے نیا نیا آیا تھا اصل مباحثہ سے مجکو اطلاع نہ تھی مین نے اسوقت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شعر پڑھے ؎ وکم قلت للقوم انتم علے ✻ شفا حفرۃ من کتاب الشفاء ✻ فلما استہانوا بتوبیخنا ✻ فرغنا الی اللہ حسبے کفی ✻ فمانوا علی دین رسطاطلیس ✻ وعشنا علی ملۃ المصطفا ✻ اور یہ شعر مین نے مولوی جامی کے بھی پڑھے جو انھون نے تحفۃ الاحرار مین لکھے ہین شعر ؎ نور دل از سینۂ سینا مجو ✻ روشنی از چشمۂ مینا مجو ✻ حکیم یہ سنکر خفا ہوا شیخ نے کہا کہ اسمین آگ تو پہلے ہی سے لگی ہوئی تھی تو نے اور بھڑکا دیا جب مشائخ اور علما پر شاہی آئی تو حکیم نے حتی المقدور مخالفان دین سے مقابلہ کیا آخر جب مجبور ہوا تو نکہ مغلوبی

اجازت لی ۹۸۳ھ نو سو اسّی ہجری مین دولت حج مشرف ہوا اور وہین وفات پائی حکیم سیف الملک دہندی
اُنھون نے فضیلت علمی اور حکمی کو رزیلت شعر اور ہجو کے ساتھ جمع کیا تھا شجاعی تخلص کرتے تھے ایک اتفاقی امر یہ تھا
کہ یہ حکیم جس بیمار کا علاج کرنے جاتے وہ ضرور ہی مرجاتا تھا اسی سبب سے مخالفون نے انکا نام حکیم سیف الحکما رکھدیا تھا
جب شیخ حیاجی کے پوتون مین سے محمد خبوشانی نے جو مخدوم زادہ مشہور تھا انکے علاج سے وفات پائی تو سیف الحکما
کشت اور انکی تاریخ نکالی قطعہ جو لوگون نے جلال طبیب کے واسطے لکھا تھا گویا اُنکے بالکل حسب حال تھا قطعہ
ملک الموت از جلال طبیب ٭ شکوہ و بُرد دوش پیش خدا ٭ بندہ عاجز شدم ز دست طبیب ٭ میکشم من یکے واو صدتا
یا دراعزل کن ازین منصب ٭ یا مرا مدت دگر فرما ٭ چند سال بہرام خان کے زمانہ مین ہندوستان مین رہے
اور اُنکے بعد بھی اُنکا اعتبار و سپاہی رہا اگر اُنکی خاطر خواہ ترقی نہ ہوئی تب وہ ہندوستان سے ولایت کو چلے گئے
اور وہان سے اُنھون نے ایک ہجو لکھکر بھیجی تھی جسکے چند شعر یہ لکھے جاتے ہین شعر صالح بزغالۂ بے وقت
بزای بربری ٭ گاہے و اگر بہ گاہی موش پیران گفتہ ام ٭ ہمنی بے تشقہ و زنّار یعنی شیخ ہندو ٭ نا مسلمانم اگر او را
مسلمان گفتہ ام ٭ ای شفیع الدین محمد بسکہ میچاوی سخن ٭ آن سخن چاویت را نشخوار نسیان گفتہ ام ٭ ای فریدون اعرض
روے بے شرم ترا ٭ نے بہ بارہ کہ درختی جو سندان گفتہ ام ٭ اور میر فریدون نے اُسکے جواب مین یہ کہا شعر
اشک حکمت بان لان اشک آقای اجل ٭ آنکہ او را در مصیبت خانہ دربان گفتہ ام ٭ اور جب میر معز الملک
سپاہی گری کو چھوڑ کر دہلی مین گوشہ نشین ہوا تو اُسنے یون کہا تھا شعر شاہ درویشان معز الملک ازین ہم رستہ
بندہ و اورا کی زور درویشی پشیمان گفتہ ام ٭ حکیم رتن شیرازی یہ بھی علم و دانش مین ممتاز تھے اور مقربان
بادشاہی مین داخل تھے حکیم عین الملک شیرازی دوائی تخلص کرتے تھے علم مین اُنکا رتبہ بہت بڑھا
ہوا تھا اور نہایت خلیق تھے شہر ہرات مین جیسے کہ پہلے مذکور ہوچکا ہے اُنھون نے وفات پائی مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ جب وہ دکن کو جاتے تھے مین بھی لاہور سے تھٹہ تک اُنکو پہونچانے گیا تھا اُنھون نے خواجہ
نظام الدین احمد کے باغ مین مکتوبہ شعر اپنے تصنیف دیے تھے ؎ چنان از عشق پرشتم کہ دیوانی گنجم ٭ ہمہ جا بر سر عشقم گشت و زن
دیوانی گنجم ٭ اگر با غیر عشق اُفتم نگیرم عیب بنود ٭ مثال صنعم سیدان کہ دیوانی گنجم ٭ نشان از من چہ میپرسی کہ
من خود نیم پیدانم ٭ ہمانا سِر توحیدم کہ در آنجا نی گنجم ٭ دلہ بیچ و برانے نشد پیدا کہ تعبیرے ندا شت
در دبے درمان عشق ست انیکہ تدبیری ندا شت ٭ صید آہوے شدم کز ہر طرف کردم نگاہ ٭ غیر جانے پاک در فتراک
نخچیرے ندا شت ٭ حکیم مسیح الملک شیرازی اُنکو حکیم نجم الدین عبد اللہ بن شرف الدین حسن نے تعلیم کیا تھا

درویش مزاج پاک اعتقاد تھے طبابت مین بھی بڑا کمال رکھتے تھے دکن سے ہندوستان مین آئے تھے اور ہمراہ
شہزادہ سلطان مراد کے گجرات اور دکن کی طرف رخصت ہوے تھے مالوہ مین اُنھون نے انتقال کیا
حکیم مصری یہ علم طب مین بڑے کامل اور علوم نقلی مین بھی بڑے ماہر تھے عامل بھی تھے اور خندہ پیشانی تھے
اور لوگ اُنکو مبارک قدم سمجھتے تھے ہر چند اُنھون نے شیخ فیضی کے علاج مین بڑی کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہوا
حکم الٰہی سے سب بیمار ہین کبھی کبھی مضحکہ کے شعر بھی لکھتے تھے چنانچہ اُنھون نے خواجہ شمس الدین دیوان خوافی کی نسبت
کہا تھا شعر خواجہ شمس الدین چہ ظلمے میکند + در طبابت باش وضلے میکند + ایک دفعہ اُنھون نے
درخت کنیر کا پھول جسکو عربی مین وفلی کہتے ہین دیکھکر یہ کہا ع بہ آتش محبت کا کل از سر وفلی + اکبر نے لاہور کے
دیوانخانہ کے صحن مین ایکبار ایک صفہ تیار کرایا اور یہ حکم دیا کہ جو کوئی ہمارے سامنے نماز پڑھنا چاہے وہ یہان
پڑھے حکیم مصری نے اُسوقت یہ دو شعر کہے ؎ شاہا مکرد کسی بے بنیاد + اَیُّہَا الْمُؤْمِنُوْن مبارک باد + اندرین
نیز صلوٰۃ دارد + تا نماز ان گزار نشمارد + بڑے سادہ لوح تھے اور بے غرض تھے بعضے بعضے علاج بڑے کمال
اِن سے ملوہ مین آئے خاندیس مین اُنھون نے انتقال کیا اور وہین دفن ہوے حکیم علی یہ حکیم الملک کے
بھانجے تھے اور حکمت مین بھی اُنھین کے اور شاہ فتح اللہ کے شاگرد تھے علوم نقلی مین شیخ عبدالنبی سے
تلمذ کیا تھا اگرچہ تمام علوم شرعیہ مین اُنکو بڑی مہارت تھی مگر مذہب زیدیہ اور تشیع مین نہایت تعصب رکھتے تھے
اگرچہ علم طب کی بھی طرح حاصل تھا مگر تجربہ کما ینبغی نہ تھا اکثر بیمار اُنکے علاج سے مرجاتے تھے شاہ فتح اللہ کو جو اُنکے
اُستاد خاص تھے تپ محرقہ مین ہریسہ غذا کے لیے تجویز کیا چنانچہ وہ اُسی سے مرگئے حکیم ابوالفتح گیلانی یہ اکبر کے
بڑے مقربون مین سے تھے اور اُسکے مزاج مین اُنکو بڑا دخل تھا چنانچہ سب امیر اُنپر حسد کرتے تھے طبیعت
اُنکی بڑی تیز تھی نظم اور نثر اور جمیع کمالات انسانی سے موصوف تھے مگر بیدینی اور بدخلقی مین بھی ایک تھے
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ نئے نئے آئے تھے تو مین نے اُنسے سنا تھا کہ امیر خسرو کو کہتے تھے کہ
اُنکے فقط دس بارہ شعر اچھے ہین اور انوری کو انوریک مداح کہا کرتے تھے اور اُسکو سیر بادنجان سے جو ایک
سبزہ تھا تشبیہ دیا کرتے تھے اور خاقانی کو کہتے تھے کہ اگر وہ اُس زمانہ مین ہوتا تو بڑی ترقی پاتا اِس طور پر
کہ جب وہ میرے مکان پر آتا مین اُسکے ایک سیلی لگاتا جب ابوالفضل کے گھر جاتا وہان بھی ایک سیلی کھاتا
اِس طرح اُسکی طبیعت کی کاہلی بالکل جاتی رہتی اور اُسکے شعرون کو ہم درست کر دیتے حکیم حسین
گیلانی یہ بڑے طبیب حاذق تھے مگر علم اُنکو بہت نہ تھا جمیع مکارم اخلاق اور محامد اوصاف سے موصوف تھے

حکیم ہمام یہ حکیم ابو الفتح کے بھائی تھے اور اخلاق اُنکے اُنسے بہتر تھے اگرچہ اپنی ذات سے اچھے نہ تھے تو شریر بھی نہ تھے حکیم حسن اور شیخ فیضی اور کمال اسے صدر اور حکیم ہمام نے ایک مہینے کے عرصہ مین آگے پیچھے انتقال کیا اور بہت خزانہ اور مال جو اُنھون نے جمع کیا تھا سب برباد ہوا کچھ اُنکے کام نہ آیا حکیم ہمام نے لاہور مین رحلت کی تھی اور اُنکے جنازہ کو مقام حسن ابدال مین لیجاکر اُنکے بھائی کی قبر کے برابر دفن کیا حکیم احمد تتوی یہ بڑا ملا تھا اور اپنی بیحیائی سے حکیم بھی بن بیٹھا تھا جمیع فضائل اُسکی ذات مین جمع تھے تمام ملک عرب اور عجم کی سیر کی تھی طبیعت بھی اُسکی بہت شگفتہ تھی مگر بالکل خبطی تھا اور طمع اُسکے مزاج مین حد سے زیادہ تھی جب اُسکو میرزا فولاد نے زخمی کیا تو مصنف صاحب قسم کھاکر لکھتے ہین کہ محکبو اور اوروں کو بھی اُسکی صورت بعینہ سور کی سی نظر آئی تھی ۔ خوک سقر تی اُسکے مرنے کی تاریخ ہی اور شیخ فیضی نے ۔ وربست و پنج ماہ صفر ۔ مادہ نکالا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے صدیقہ کے شعر کو جو قاتل و مقتول کے حال کے مناسب تھا تھوڑا تغیر دیکر یہ دو تاریخین نکالین

فرضینا بقرائن صادق ۔ خوشفنا بوصف وی لائق ۔ اور ایک شخص نے یہ تاریخ کہی تھی ۔ زہے خنجر فولاد حکیم لطف اللہ گیلانی طب مین بڑے حاذق تھے اور علم بھی اُنکو بہت اچھا تھا حکیم مظفر عربستانی صغیر سن مین ہی شاہ ہمایون کی طبابت مین مصروف تھے ہندوستان مین آکر اُنھون نے بڑی ترقی پائی نہایت صالح اور پاکیزہ طبیعت تھے بیمارون کے حق مین اُنکا قدم بڑا متبرک گنا جاتا تھا اگرچہ علمیت اسقدر نہ تھی مگر تجربہ اُنکو خوب حاصل تھا حکیم فتح اللہ گیلانی اُنھون نے طب کی کتابین بہت پڑھی تھین علم ہیئت مین بھی اُنکو مہارت تھی قانون کی ایک شرح اُنھون نے فارسی مین لکھی تھی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل وہ کابل مین قلیچ خان کے علاج کے لیے گئے ہین شیخ بنیا یہ شیخ حسن طبیب سرہندی کے بیٹے ہین جراحی مین اُنکو بڑی مہارت تھی اور باسیون کا علاج خوب جانتے تھے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اُنکے مزاج مین بیحیائی بہت آگئی ہی اور یہ بھی لکھتے ہین کہ سب اِن لوگون کے جنکا ذکر کیا گیا اور بھی بعضے بے دین حکیم اُس زمانہ مین تھے مگر اُنکا ذکر لکھنے کو دل نہین چاہتا

اکبر کے زمانہ کے شاعرون کا ذکر

اِن سب کا ذکر کتاب نفائس المآثر سے لکھا گیا ہی جو میر علاء الدولہ کا تذکرہ مشہور ہی اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اِنمین بعضے لوگ صاحب دیوان ہین اور کسیکسے مین نے ملاقات کی ہی یا دور نزدیک سے دیکھا ہی یا مشہور بہت ہوگئے ہین غزالی شہدی اسکے الحاد کی وجہ سے عراق مین لوگون نے اسکے قتل کا ارادہ کیا تھا اسلیے وہان سے بھاگ کر دکن مین آیا پھر ہندوستان مین داخل ہوا خان زمان نے ہزار روپیہ اُسکے خرچ کے لیے بھیجے تھے

اور یہ قطعہ بطور لطیفہ کے جونپور سے لکھکر بھیجا تھا اور تمنا کا اسمین اشارہ کیا تھا قطعہ ای غزالی بحق شاہ نجف ✻
کہ سوے بندگان بیچون آے ✻ چونکہ مقید رہ دوہ آنجا ✻ سر خود را بگیر بردون آے ✻ کئی برس خان زمان کے
پاس رہا پھر اکبر کی ملازمت مین آیا اور دربان ملک الشعرائی کا خطاب پایا کئی دیوان ایک مثنوی اسکی تصنیف
ہین مشہور ہی کہ اپنی عمر مین اسنے چالیس پچاس ہزار شعر لکھے تھے زبان تصوف مین بھی اسکو بڑی مناسبت تھی
یکایک شب جمعہ ستائیسوین رجب سنہ نو سو اسی مین احمد آباد مین اسکا انتقال ہوا اور اکبر کے حکم موجب سرکھیج
مین جہان پچھلے بادشاہون کا مقبرہ ہی اسکو دفن کیا قاسم ارسلان نے قاسم کاہی کی زبان سے یہ قطعہ اسکی تاریخ
مین لکھا قطعہ دوش غزالی آن سگ ملعون ✻ ست چون شد سوی جہنم ✻ کاہی سال وفاتش ہین ✻
ملحد دونی رفت زعالم ✻ ایضاً بود گنج غزالی از معنی ✻ مدفنش خاک پاک سرکھیج ست ✻ بعد یکسال سال تاریخش ✻
احمد آباد خاک سرکھیج ست ✻ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہ مطلع اسکا مشہور ہی مگر مین نے اسکے کئی دیوان
مین نہین پایا مطلع شوری شد و از خواب عدم دیدہ گشودیم ✻ دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم ✻ ابیات
در کعبہ اگر دل سوی غیر ست ترا ✻ طاعت ہمہ فسق و کعبہ دیر ست ترا ✻ ور دل بحق ست و ساکن میکدہ ✻ نوشش
کر عاقبت بخیر ست ترا ✻ ولہ ما زمرگ خود نمی ترسیم اما این بلاست ✻ کز تماشائی تبان محروم میباید شدن ✻
ولہ خفتگان خاک بگیر کشتہ تیغ تواند ✻ ہیچ دخلی نیست شمشیر اجل را درمیان ✻ ولہ چرخ فانوس خیال و عالمے
حیران در ✻ مردمان چون صورت فانوس سرگردان در ✻ ولہ شدہ زہ پر کمان قامت ما پر ردہ اے او ✻
ولے رمزان نمیتر سند از تیر دعاے او ✻ رباعی ✻ بحریست ضمیر من کہ گوہر دارد ✻ تنگیست زبان من کہ جوہر دارد ✻
صورت قلم نفحہ مشک دارد ✻ مرغ ملکوتم سخنم پر دارد ✻ اور ایک قصیدہ اسنے صنعت سیاق العدد مین ایک
سو تک لکھا ہی اسکا مطلع یہ ہی ✻ یک سخن زد و لعلت بوسہ فیض یافت مسیحا ✻ حیات باقی و نطق فصیح
و نشاۂ احیا ✻ ولہ ما بادہ ایم و گر و گریبان ما خمست ✻ داریم نشاۂ کہ دو عالم در و گمست ✻ قاسم کاہی کا بیٹا
تھے اور سیان کالے انکا نام تھا اگرچہ انکے کلام مین بالکل پختگی قلمین اور غیرون کے مضمون اکثر جوڑا کرتے
باندھ دیا کرتے تھے مگر انکی طبیعت مجموعی نہایت عمدہ ہوجاتی تھی علم تفسیر و حدیث اور کلام تصوف مین بھی انکو
بڑی مہارت تھی علم موسیقی مین بہت سی کتابین انکی تصنیف ہین علما اور تاریخ مین لاثانی تھا اگرچہ پچھلے بزرگون
کی صحبت اسکو حاصل ہوئی تھی اور مولوی جامی کا زمانہ بھی اسنے پایا تھا مگر تمام عمر اسکی الحاد مین صرف ہوئی
آزادی اور سخاوت اسکے مزاج مین بہت تھی کون ہے اسے بڑی غربت تھی اسی قسم کے لوگ ہمیشہ اسکے پاس

جمع رستے تھے چنانچہ یہ قطعہ اُسنے لکھا ہے قطعہ این نصیحت بشنو از کاہی ✽ تا ہمہ عمر ترا بس باشد ✽ شعر خوب و سہ
زیبا را ✽ معتقد باش زہر کس باشد ✽ کتابوں سے بھی اُسکو بڑا شوق تھا یہ چند شعر اُسکے نقل کیے جاتے ہین ؎
چون سایہ ہمرہم بہر سو روان شوی ✽ باشد کہ رفتہ رفتہ بماہربان شوی ✽ ای پیر عشق صحبت یوسف رسے طلب
نبود عجب کہ ہمچو زلیخا جوان شوی ✽ کاہی تو بلبل چمن آرائے کابلی ✽ زاغ و زغن نہ کہ بہندوستان شوی ✽
ولہ چون نام عشق ہست ز ہجر تو شد تنم ✽ در گوشۂ خرابہ از انست مسکنم ✽ یہ دونون غزلین اُسکی اکثر مجلسون مین
گائی جاتی ہین ولہ اکثر اہل سلوک اُنپر وجد کرتے ہین جسکے مطلع یہ ہین ؎ مرغ نامہ بر فراق مجنون پر زدن انگیزد ✽
آتش سودائے لیلی ریشہ او تیز کرد ✽ چون ز عکس عارضش آئینہ پر گل شود ✽ گر دران آئینہ طوطی نگرد بلبل شود ✽
متمماً اسم اللہ ؎ نیست از ہستیش کسی آگہ ✽ ابداً کان لانہایۃ لہ ✽ ٹوبہ اسم نبی ؎
تا در و شرع را شتافتہ ام ✽ از محمد نبی شگافتہ ام ✽ دیوان اُسکا مشہور ہے اور قافیہ بہ قافیہ ایک مثنوی گل نشان
نام بوستان کے جواب مین لکھی ہے مطلع اُسکا یہ ہے ؎ جہان آفریدہ بجان آفرین ✽ بجان آفرین صد
جہان آفرین ✽ ولہ بنا کشت جہان بر تخم من ✽ ہنوز بر سر نازست نازپروردہ من ✽ ز سخت باران بلا بترس
غم پرورد نا دیدہ بلا کہ نباورد فلک بر سر ما ✽ نہ نرگس ست عیان بر سر مزار ما ✽ سفید شد برہت چشم انتظار ما ✽
اور ایک ہوگی کی لڑکی پر اُسنے یہ مطلع لکھا تھا ؎ آتشین رخ چہ خاکسترینہ لو شدہ ✽ یا نقاب از آتش
روی تو خاکستر شدہ ✽ مگر یہ مضمون اُسنے کابل کے مطلع سے لیا ہے ؎ در تب ہجران
نہ خاکستر ما بستر شدہ ✽ بستر از سبزہ زمین بیمار و خاکستر شدہ ✽ ایک قصیدہ اُسنے ہمایون بادشاہ کی تعریف
مین اصطرلاب کے لوازمات مین لکھا تھا فی الواقع داد سخنوری ادا کی تھی خواجہ معظم خان ہمایون کے درد کے
حال مین خیر آباد سے اُنکی عیادت کے واسطے آیا تھا اُسوقت ملا قاسم کابی نے فی البدیہہ یہ غزل تصنیف کرکے
گائی ؎ مانہ ز قدم نازبرو نیازمن ✽ در دے مباد پائے ترا سر و نازمن ✽ ہرچند وصف وصل تو کردم شب
فراق ✽ کوتاہ نہ گشت قصۂ درد و درازمن ✽ خواجہ حسن مروی حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی کی
اولاد مین ہین معقول مین مولانا حسام الدین اور ملا حنفی کے شاگرد تھے اور دنیات مین شیخ ابن مجرثانی سے
تلمذ کیا تھا علم شعر اور انشاء اور صنائع بدائع اور حسن تقریر اور فصاحت اور بلاغت اور ظرافت اور لطافت
مین بے نظیر تھے دیوان اُنکا پورا ہو گیا تھا اور شعر اُنکے اعلیٰ درجہ کے ہوتے تھے ؎ ای از فروغ روی تو
روز روشن خجل در خواب رفتہ ✽ ولہ خود را بما چنانکہ نمودی نمودہ ✽ افسوس آنچنان کہ نمودی نبودہ ✽ شاید کہ شعر

یہ رباعی تھی رباعی گویم مگر نہ اہل وفائیم نہ ایم ۔ وندر صفت صدق صفائیم نہ ایم ۔ آراستہ ظاہریم باطن چنان
افسوس کہ آنچہ نمائیم نہ ایم ۔ ولہ باگرہ چو غنچہ وزبر و فگندہ ۔ باغیر لب پستہ خندان شدہ ۔ ولہ محبت کہ مرا باتو
ہست سخنوا ہم ۔ ہمین تو دانی و من دانم و خدا داند ۔ یہ اشعار نعت مین کتاب بنگھاسن تیسی مین جسکے لکھنے کا
اکبر نے حکم دیا تھا مگر تمام کو نہ پہونچی اُسنے لکھے تھے ؎ خوش الحان عندلیب باغ ابلاغ ۔ مکمل نرگسش از کحل مازاغ
کشودہ ورز بور نسخ بے تبدیل ۔ قلم نرسخہ ورسبت و انجیل ۔ نبوت را بدرگاہش حوالہ ۔ امام الانبیا ختم الرسالہ
رباعی آنم کہ ممالک سخن ملک من ست ۔ صراف خرد صیرفی سلک من ست ۔ دیباچہ کن و دفتر کن ورق من ست
اگر از دو کون برسر کلک من ست ۔ ۹۸۰ نوسو نواسی مین ہندوستان سے وطن کی رخصت لیکر روانہ ہوے
شیخ فیضی نے جو اُنکا تربیت یافتہ تھا دام ظلہ تاریخ نکالی کابل مین میرزا محمد حکیم نے بھی اُنکی بڑی تعظیم و
تکریم کی خواجہ نے بہت سے تحفہ ہندوستان کے پیش کیے اور جب کوئی محرر اُنکی فہرست لکھنے لگا تو خواجہ نے کاغذ
اُسکے ہاتھ مین سے چھین کر اپنے ہاتھ سے ہر ایک چیز کا نام اور صفت بلکہ قیمت بھی لکھنا شروع کی میرزا کو یہ اُنکی سبکی کی
حرکت بہت گران معلوم ہوئی اور بے مزہ ہوکر مجلس سے اُٹھا اور وہ سب تحفے اُسی وقت لوٹا دیے اُسی عرصہ مین
خواجہ کا انتقال ہوگیا قاسم ارسلان ارسلان جاذب سلطان محمود غزنوی کے نامی امیرون مین سے تھا چنکہ
قاسم اُسکی اولاد مین تھے اسی وجہ سے ارسلان اپنا تخلص کرتے تھے اصل اُنکی طوس سے ہے شعر و شاعری مین
پائے بھی شاعر شیرین کلام تھے اور خوشنویسی مین بڑے شگفتہ طبع ظریف تھے تاریخ بہت عمدہ نکالتے تھے شیوانی المصنف
مین ؎ خواہم کہ سر برآرم در حشر از زمینے ۔ کآنجا نباز یکرد یا ماند و نانشینے ۔ ولہ ای نیم جان آمدہ بر لب شراچہ قدرت
جانیکہ یک نگاہ بصد جان برابر ست ۔ اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ یہ مصرعہ اخیر مجکو ایک اور غزل مین بھی
یاد ہے مگر اُسکے مصنف کا نام معلوم نہین ایک شعر اُسکا یہ ہے ؎ با آنکہ ہست خلوت وصل تو بے رقیب ۔ شرم تو
باغیر نگہبان برابر ست ۔ ولہ نقطہ معنی بحال من گریند بے تو چون روے در کتاب کنم ۔ ولہ گریان چو سیر نزل
احباب گذشتیم ۔ صد مرتبہ در ہر قدم از آب گذشتیم ۔ اور اُسنے اجمیر پہاڑ کی تعریف مین جسمین حضرت خواجہ کی

زیارت ہے پیشنوی لکھی ہے ؎	نوہے کوہ اجمیر عنبر سرشت	مقام مقتدایان چشت	چہ کوہی کہ چون چرخ برآوج
محیط سپہرش بود تا کمر	نمایند جرم مہ و آفتاب	بران کوہ مانند چشم عقاب	چو خورشید در وی عیان چشمہا
کواکب بود رنگ آن چشمہا	ببے سر طلسمیکہ در دوش تافت	کہ بر قلہ اش لاجرم بنا ملک	شود گر ازان قلعہ سنگے رہا
پرند فلک از ہر چشمہا	بہ برق ست ہر در خشان میغ	کہ آن کوہ را مودہ چرخ تیغ	زبالاے آن قلعہ گاہ جنگ

فلک چشمہ خورشید ماہی ست ماہ	بر وسیل آن قلعہ پر شکوہ	ہزاران چو الوند و البرز کوہ	چو برخیزد از دامن آن عقاب
فتد سایہ اش بر مہ و آفتاب	بہ بین ار سلان رفعت پایہ اش	کہ جا کردہ خورشید در سایہ اش		

روانہ ہوا اسی سال مین ملا نے لاہور مین سکونت اختیار کی سنہ ۹۹۵ نو سو پچانوے مین انتقال کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ان تین چار شاعرون کا ذکر بسبب شہرت کے مین نے مقدم کر دیا آیندہ حروف تہجی کی ترتیب سے مذکور ہونگے آتشی قندھاری یہ بابر شاہ کے ساتھ ہندوستان مین آئے تھے واقعہ نویسی کے عہدہ پر متعین تھے بعد ازان ہمایون کے زمانہ مین بھی بڑے بڑے منصبون پر سربلندی پائی لاہور مین سنہ ۹۹۳ نو سو تہتر مین انھون نے انتقال کیا یہ کلام انکا ہے ؎ سر شکم رفتہ رفتہ میتوو دریا شد تماشا کن ۔ بیا و کشتی چشم نشین و سیر دریا کن ۔ ولہ خنجر بسان تیغ بجف چین بچین باش ۔ خونریز و جفا پیشہ کن و بر سر کین باش ۔ ولہ از اہل وفا نیچیری راہ کند کس ۔ نا اہل جفا سیمبر راہ کند کس ۔ ولہ در شفق گشت شب عید نمایان مہ نو ۔ تا کنیم از پی جام و گلگون تک و دو ۔ چون بابر کو فرصت صحت ہوئی تھی تو اسنے یہ رباعی لکھی تھی رباعی صد شکر کہ شاہ از غم بیماری رست ۔ برخاست و بر مسند اقبال نشست از صحت داتش خبرے می گفتند ۔ الحمد للہ کہ بصحت پیوست ۔ اشرف خان میر منشی سید حسینی مشہدی ہین ہفت قلم خوشنویس ہمارے خوشنویسون کے استاد تھے اکبر کے نامی امیرون مین داخل تھے شاعری کے مرتبہ کے لائق تھی یہ چند اشعار انکے ہین ؎ نارسیدہ ز کف ساقی دوران جامی ۔ سبو سنگ ملامت بسبو بیم چہ کنم ۔ ولہ مائیم و ہوا کہ دل شاد نداریم ۔ ناشاد و لے چون دل خود یاد نداریم ۔ رباعی یارب تو مرا آتش قہر سوز ۔ در خانۂ دل چراغ ایمان افروز ۔ این خلعت زندگی کہ شد پارہ و حرم ۔ از راہ کرم بشستہ و بدوز ۔ رباعی ہین خط و خوبان ز خالص عیار عشق ۔ آن بہ کہ نقد عمر کنم صرف کار عشق ۔ تا صفحۂ جمال تو گل گل شگفتہ است ۔ بلبل صفت مراست بدل خار خار عشق ۔ امیر قاضی کاشیری انمین بڑے کمالات اور فضائل جمع تھے کئی برس تک حکیم الملک سے انھون نے تکمہ کیا تھا بڑے ظریف تھے ہندوستان کی آب ہوا انکو موافق نہ آئی اور اگرچہ اکبر سے انکو بڑی موافقت تھی مگر انکے مرتبہ کی ترقی نہ ہوئی آخر ولایت کو روانہ ہوے اور رے مین جاکر جو انکے باپ دادون کا قدیم وطن تھا انتقال کیا یہ چند شعر انکے طبع زاد ہین اشعار قاصد قریب بود و من غافل از غریب ۔ بیدرد مرعاے خود اندر میانہ ساخت ۔ ولہ دوی کہ جاہل سنگدل شد تندیدن داشت ۔ اضطراب من دشنیدن او دیدن داشت ۔ ولہ امروز اضطراب ما بدوش من زیادہ ست گویا شبانہ بخشتن من گرم خو شد ۔ ولہ دلداشتہ ام زناوک طفلے کہ نشان ۔ در پشت او ز دادہ بازی کمان منوز

وله امید وصل تو نگذاشت تا وہم جان سپارم ۔ وگرنہ روز فراق تو مردن آسان بود ۔ وله از غیر کنم شکوہ چو آن سیم تن آید ۔ شاید ہمواداری او در سخن آید ۔ وله ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ۔ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما ۔ وله از ذوق وصل تو زان غیر اضطراب ندارم ۔ کہ سوی غیر نظر میکنی و تاب ندارم ۔ قاضی احمد غفاری قزوینی یہ امام نجم الدین عبد الغفار کی اولاد مین ہین جنھون نے مذہب شافعی مین حاوی لکھی ہے بڑے فاضل اور منشی اور مزاح اور خوش طبع تھے کتاب نگارستان جسمین تمام جہان کے عجائبات کا بیان ہے اور کتاب نسخہ جہان آرا جسمین حضرت آدم کے زمانہ سے اُنکے زمانہ تک کی تاریخ ہے اُنکی تصنیفات سے ہین آخر حال مین بادشاہزادگان عراق کی ملازمت چھوڑکر سفر حج کو روانہ ہوئے اور اُس سعادت سے مشرف ہوکر ہندوستان کو آتے تھے ناگاہ ۹۷۳ نو سو پچھتر ہین وہین اُنکا انتقال ہوگیا یہ شعر اُنکی تصنیف ہے ؎

پس از عمری نشیند گرد رہش بادیدۂ تر دل دردرم ترسم کہ ناگہ زود برخیزد ۔ میر اشکی قمی یہ نہایت نازک خیال تھے شعر مین آصفی کا تتبع کرتے تھے آگرہ مین اُنکا انتقال ہوا یہ اشعار اُنکی تصنیف ہین ؎

از بسکہ سنگ بسر زد و بتیوسینہ چاک کے ✤ آن سنگ در کف او گردید مشت خاک ✤ ولہ بسے سنگ از غیرت
بر سر من دل تنگ خواہم زد ✤ اگر دستم رسد از کار سر بر سنگ خواہم زد ✤ ولہ شمع نصیر اشہابند میشود ✤
صد بار اگر سرش ببری زندہ میشود ✤ ولہ مستانہ کشتگان تو ہر سو فتادہ اند ✤ تیغ تر اگر کہ بمی آب دادہ اند ✤ ولہ بسکہ تن
بگداخت بے او ز آتش سودا مرا ✤ گر نہی زنجیر بر گردن فتد دریا مرا ✤ مشہور ہے کہ جب انھوں نے یہ مطلع قندھار میں
مولانا صادق کے سامنے پڑھا اور داد چاہی تو انھوں نے کہا کہ تم نے یہ مضمون امیر خسرو کے اس مطلع سے
لیا ہے بسکہ بگداخت زہجرت تن پُر سودایم ✤ گر نہی طوق بگردن فتد اندر پایم ✤ ولہ اگر خواہم کہ در راہ تو از سنگ بلا
افتم ✤ سر مو بر من آید سنگ و نگذارد زپا افتم ✤ ولہ لاغر تنم میان سگان ہین بکوے خود ✤ این یک بسوے خود
کشد آن یک بسوے خود ✤ ولہ موے ژولیدہ کہ آید ز سر من تا پا ✤ زان میان موے سفید بیست تن من پیدا ✤
یول قلی امیسی یہ ترکمان شاملو تھے ہمیشہ خانخاناں کی خدمت مین رہتے تھے شعر مین انکو نہایت عمدہ سلیقہ
حاصل تھا ایک مثنوی بھی انھون نے لکھی ہے آتشکدہ ست دل ز خیال تو ور بر و ✤ داغ تو ہندوے کہ نگہبان
آتش ست ✤ ولہ چو بینی شعلہ مضطرب آتش پرستی دان ✤ کہ روحش رقصہ و جسمش در آتشخانہ می رقصد ✤
ولہ عشق و مقناطیس یک جنس اند کز دل ناکوش ✤ تا بہ بون میشد محبت جذب پیکان کردہ بود ✤ ملا غنی ثانی
یہ ایک نوجوان تھے مدتون تک گجرات مین خواجہ نظام الدین احمد کے پاس رہے اول خوشی تخلص کرتے تھے
خواجہ نے اس تخلص کو بدل دیا تھا اب بڑے شاہزادہ کی ملازمت مین ہین ✤ منم کہ غیر غم اندوختن نمیدانم ✤
تمام رنجم و واسوختن نمیدانم ✤ بنور خاطر اگر روشناس خور شدم ✤ چراغ بخت خود افروختن نمیدانم ✤
ابتری بدخشی یہ اسم بامسمی تھا یعنی بیدینی کی باتین کتاب فتوحات و نصوص الحکم سے اپنے باطنی
فرعون کے ایمان مین بحث کیا کرتا تھا اسی وجہ سے اسکو وکیل فرعون کہتے تھے یہ مطلع اسکا ہے گفتی
وفا کنمیم بہ اجاب یا جفا ✤ ای شوخ بندہ سخن اوّلیم ما ✤ الفتی صلیح خان یہ فضائل علمی و حکمی سے
آراستہ تھے بخاری اسیرون مین داخل تھے عقیدے اُنکے بہت قصیات تھے چند مدت جملۃ الملکی کے منصب پر
رہے پھر کابل کی حکومت پر متعین ہوے ✤ تا ز عارض آفتاب من نقاب انداختہ ✤ ذرہ سان خورشید را در
اضطراب انداختہ ✤ کشتہ آن نرگس مستم کہ در عین خمار ✤ عالمی را کشتہ و خود در انجواب انداختہ ✤ ولہ
دور ترک مست تو آشوب عقل و دین مند ✤ کمان کشیدہ ز ہر گوشہ در کمین مند ✤ ولہ نیست در دل غنچہ
پیکان آن قاتل مرا ✤ بے لبش خونیکہ خوردم شد گرہ در دل مرا ✤ الفتی یزدی علوم ریاضی مین اسکے

اچھا سلیقہ حاصل تھا خان زمان کے پاس رہتا تھا اور اسکے بغاوت کے زمانہ مین گرفتار ہوا اگرچہ قتل سے سلامت
ملی مگر اسی زمانہ مین انتقال ہوگیا ۔ اگر دسفت دمین یارے دگر فتیم ۔ از پا بنشستیم و قرارے نہ گرفتیم و لیک
مشت خاشاکیم و داریم آتشے ہمراہ خویش ۔ دور نبود گر فسوزیم از شرار آہ خویش ۔ خان زمان نے
اس مطلع کے انعام مین ہزار روپیہ اسکو دیے الفقہ عراقی خیلہ روز کشمیر مین میرزا یوسف خان کے پاس رہا
اور وہان اسنے ایک شہر آشوب لکھا تھا ایک شعر اسکا یہ ہے سر سوی موشک پران درخت شعر سنہ قہ جزاو
بروت سرطان عاشق ست ۔ اور اسمین میرزا یوسف خان ایک معشوق کی نسبت لکھا تھا ہے میرزا یوسف خان ما
را عشق ست ۔ عشق پاک تو خط و گران عاشق ست ۔ بیرم خان خانخانان بیسرزا جان شاہ کی
اولاد مین تھا دانش اور سخاوت اور صدق اور حسن خلق اور تواضع اور انکسار مین لاثانی تھا اتبدا مین بابر بادشاہ
کی خدمت مین رہا پھر ہمایون کے زمانہ مین بڑی ترقی پائی خانخانان کا خطاب بلا اکبر نے اسکے القاب مین بابا کا
لفظ بڑھایا تھا نہایت درویش صفت اور صاحب حال اور نیک اندیش تھا اسی کی کوشش سے دوبارہ ہندوستان
فتح ہوا اور اسقدر رونق پائی دور دور سے علما اور فضلا اسکے پاس آتے تھے اور اسکے انعامون سے مالا مال
ہو کر جاتے تھے آخر زمانہ مین ارباب نفاق نے اکبر کے مزاج کو اسکی طرف سے منحرف کر دیا تھا چنانچہ یہ قصہ
تفصیل سے پہلے مذکور ہو چکا ہے ایک دیوان اسکا فارسی مین ایک ترکی مین مرتب ہے ولہ رباعی ارباب فنا
بلند و پست ایشان اند ۔ در جام بقا مدام مست ایشان اند ۔ در عرصہ نیستی ست ہر چیز کہ ہست ۔ میدان بہ یقین
کہ ہر چہ ہست ایشان اند ۔ ایضاً ای کہ ترا کعبہ سعادت مارا ۔ ہر سو روے تو قبلہ ارادت مارا ۔ خوش آنکہ
بجذبہ عنایت سازی ۔ دارستہ زقید رسم و عادت مارا ۔ منقبت مین اسنے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا مطلع
یہ ہے شعر شے کہ بگذر دارنہ بسر افسر او ۔ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او ۔ مجست شہر مردان مجو زبے مدری
کہ دست غیر گرفت ست پاے مادر او ۔ اور ایک قصیدہ اسنے اضطراب کے لوازمات مین لکھا تھا جسکے چند شعر
یہ ہین ہے آن چرخ چیست کامدہ بر جوش مدار ۔ آن بدر کز میان شہا نشش کند گذار ۔ با آنکہ میکند بہ سہ و
خور برابری ۔ آمد بجان زلقبہ گو شان شہریار ۔ نار دچشیم کو کبہ آفتاب را ۔ چون مہ پنواے شمنسا نامدار ۔
پیوستہ آسمان زمین بہ یکدگر ادست ۔ ہمچون نگین خاتم شاہ جم اقتدار ۔ بر کف نہادہ خوان ندی پر زاشتی ۔
تا بر قدوم اشرف شاہان کند نثار ۔ شاہ بلند قدر ہمایون کہ از شرف ۔ بر درگہش سپہر ندرد سر افتقار
شبہ ہے کہ ایک شب ہمایون بادشاہ بیرم خان سے گفتگو کر رہا تھا اتفاقاً بیرم خان کو اسوقت فیندی آگئی

بادشاہ نے کہا کہ بیرم مین تجھسے گفتگو کرتا ہون اور تو سوتا ہی تو اُسوقت بیرم خان نے جواب دیا کہ مین حاضر ہون مگر مین نے سُنا ہی کہ بادشاہون کی ملازمت مین آنکھون کی محافظت چاہیے اور فقیرون کے سامنے دل کو نگاہ رکھنا چاہیے اور عالمون کے سامنے زبان بند کرنی چاہیے چونکہ حضور بادشاہ بھی مین اور عالم بھی ہین اور درویش بھی ہین مین حیران ہون کہ آپ کے سامنے کون کون سی چیز کو نگاہ رکھون ہمایون کو یہ لطیفہ بہت پسند آیا اور بہت تعریف کی ۹۶۳ھ نوسو ترسٹھ مین پٹن گجرات مین شہادت پائی اور اُسکی وصیت کے بموجب اُسکے جسم کو مشہد مین لیجاکر دفن کیا بیکسی غرقوی اُسمین بہت سے فضائل اور کمالات جمع تھے حرمین شریفین کی زیارت سے بھی مشرف ہوا تھا ہندوستان مین آیا بعضی کتابین حدیث کی مثل شکوٰۃ وغیرہ کے عرب مین پڑھین اور شمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم میر قمبنی شریفی سے پڑھی تھی اور چونکہ ضعف پیری اُسپر بہت غالب تھا اسلیے وطن مالوف کی طرف متوجہ ہوا ۹۷۰ھ نوسو ستر مین پشاور مین پہونچکر انتقال کیا ولہ

در دیر و کعبہ چند بتو مائل بودہ ام
ہر جا کہ بودہ ام تو خافل نبودہ ام

ولہ

فلک ہمیشہ در دوران نبودہ ام
کہ دوران فلک تا بودہ ہمہ

ولہ

قطعہ بیکسی گر شنود طعنہ دشمن صد بار
لائق آنست کہ آشفتہ و درہم نشود
زانکہ این بیت بکمال
بعالم مشہور
ایچنین بیت چرا شہرۂ عالم نشود
سنگ بدگوہر اگر کاسۂ زرین نکند
قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود

ولہ

رباعی

ای دل تو عنان بغمہ و غم ندہی
یک لحظہ خوشی بثروت جم ندہی
یارے اگرت بدست افتد زنہار
خاک قدمش بہر دو عالم ندہی

مولانا بیکسی نے لکھا ہی کہ ہمایون نے اپنے مکان کی محراب مین جو دہلی مین بمناسبت عمدہ خط سے یہ مطلع شیخ آذری کا لکھا تھا

شنیدہ ام کہ بریں طارم زراندود
خطیکہ عاقبت کار جملہ محمود است

اتفاقاً انھین دنون مین ہمایون کا انتقال ہوا اور اُسی مکان مین دفن ہوا اسلیے اسی مضمون کا یہ قطعہ تاریخ لکھا گیا قطعہ

درین کہ شاہ ہمایون بوقت رحلت خویش
بخشت بر در سر منزلیکہ ساکن بود
بخطیکہ عاقبت کار جملہ محمود است
بحسن عاقبت خود اشارتے فرمود
چو شد بحکم قضا مدفنش ہمان منزل
کہ بود قبلۂ حاجات و کعبۂ مقصود
بنا برین پی تاریخ رحلتش گفتم
بناے منزل سلطان عاقبت محمود

باقی کولابی اسکی طبیعت بھی موزون تھی ایک مدت ہندوستان مین رہا اور معصوم کابلی کی بغاوت مین مارا گیا

رباعی

ہر وقت تو گر فگار صد الم شدہ ام
تو شاد باش کہ من مبتلاے غم شدہ ام
ولہ خوبان اگر ندانند امروز قدر مارا
دانند قدر مارا فردا کہ ما نباشیم
بکشیم گاہ خون دل گہے خون جگر بستہ
من غمدیدہ ہا بے رو ے اورا نظر بستہ
نگردد ہیچ سرو آزاد در باغ جہان ہرگز
چو نرگس ہر کہ او چشم طمع در سیم و زر بستہ

بیاضی ایک شخص

آزاد وضع تھا اگر دین سے کام تھا یہ مطلع اسکا ہے ؎ ہر کہ پراز ہمل آن سرو سمن بر خورد ۔ از خوشی ہا مان ست طالع خوش بر خورد ۔ آور ہا ہی اور غزالی اسکے معاصر ہین اسنے یہ کہا تھا ؎ کاہی و غزالی آن دو اجل ست ۔ در غیبت جامی و نوائی زدہ ست ۔ در دہر کسے بمثل ایشان نگذاشت ۔ کاہی چہ خس ست و ہم غزالی چہ سنگ ست ۔ پیروی ۔ یہ اکثر پیر و خواجہ آصفی کا ہی تصویر خوب کھینچتا تھا ایک سال اسنے صورت بنی کا لکھا جسکا شروع یہ ہے ؎ خداوندا ز بنی تنگدستم ۔ بخشائی کہ بس صورت پرستم ۔ زلطف خویشتن ای ایزد پاک ۔ چنان سازی بصورت خانہ خاک ۔ کہ ہر صورت مراکز دیدہ آید ۔ بسوے معنیم سوئی نماید ۔ ولہ بیدرد شراب محبت کجا دہند ۔ کیفیتے ست عشق بتان تا کرا دہند ۔ خواب دیدم بار قیمتش در دل افتاد ۔ خطر اب عمر گردہ بودم دیدا گر بیدار می گشتم ز خواب ۔ نظر چون افگنم وقت تماشا بر ہر دیدہ ۔ عتاب آلودہ بینم سوے من تا نگرم سوئش ۔ ولہ از دیدہ چون نگاہ بان نازنین کنم ۔ چون نگرد ز شرم نظر بر زمین کنم ۔ ولہ طفل اشکم بر ہوا سر خویش نہاد ۔ خوش تیمانہ دین رہ قدمے پیش نہاد ۔ ناز پرورد ہ چتاب تیغ عشق ندا شت ۔ یار را نام جفا پیشہ و بدکیش نہاد ۔ ولہ افتم و از اضطراب چو از من جدا شود ۔ کان ہ سبا باد گری آشنا شود ۔ دیوان انکا پورہ ہوگیا تھا ہندوستان مین ہی انکا انتقال ہوا **ابقائی** یہ ولایت سے دکن مین آئے تھے اور ملک قمی شاعر کی صحبت مین رہتے تھے پھر گجرات مین آکر میرزا نظام الدین احمد کی ملازمت اختیار کی پہلے مشغولی تخلص کرتے تھے میرزا نے ابقائی تخلص انکا تجویز کیا ؎ تا عشق زمرگان بتان تیشہ آورد ۔ خون از رگ و از ریشہ من جوش بر آورد ۔ فریاد کہ تا چشم ز دم تیر خیالش ۔ در دیدہ فرو رفت سر از دل بدر آورد ۔ ولہ بسیاے اشکم از چشمہ دل آبگاری بارد ۔ ہمہ خون جگر زین ابر تشعباری بارد ولہ مرغ دل تا صید چشم او شکار انداز نو ۔ ہر سر مو بر سرم چون مرغ در پرواز بود ۔ **ملا نور الدین ترخان** اول نوری تخلص کرتا تھا کئی پشت سے مفیدون مین توابع سرکار سند کا حاکم رہا اس وجہ سے اسکو مفیدونی کہتے تھے علم ہندسہ اور ریاضی و نجوم و تکسیر مین ممتاز تھا اور ہمایون کے خاص مصاحبون مین سے تھا اسی وجہ سے اسکو ترخان کا خطاب ملا تھا شعر و شاعری اور علم مجلسی مین بے نظیر تھا شعر خوب کہتا تھا دیوان بھی اسکا مرتب ہوگیا تھا ایک روز میدان چوگان مین پولو مین ایک ہاتھ سے اسکو آسیب ہوا اسی وقت اسنے کہا کہ تم سب گواہ رہو مین نے اسی وقت سب گناہون سے اپنے تئین پاک کیا ہر چند سب نے پوچھا مگر اسنے خاص کر کچھ نہین کہا مصنف صاحب لکھتے ہین اسی وقت مین نے کہا کہ سب سے پہلے شعر گوئی سے توبہ کیجیے خدا جانے اسکو یہ بات سوجھی یا نہین مگر اور سب لوگون نے خوش حالی سے

اپنی حکومت کے زمانہ مین جمنا کی ایک نہر کرنال کی طرف پچاس کوس تک کھدوائی تھی پھر وہان سے آگرہ کو لے گیا تھا اور چونکہ اُسکو شاہزادہ سلطان سلیم کے نام پر کردیا تھا اِس وجہ سے اُسکی تاریخ شیخوفی ہوئی ہندی زبان مین نہر کو کہتے ہین آخر مین زمانہ کے انقلاب سے اُسکے مرتبہ کو تنزل ہوا اور طرح طرح کی مصیبتین آئین جب اکبر سنہ ۹۶۳ نوسو چورانوے مین آنکھ کو گیا تو اُسکو ہمایون کے روضہ کا متولی کر گیا تھا وہین اُسنے وفات پائی چند شعر اُسکی تصنیف ہین ؎ دل تنگ و دور ازان لب خندان شستہ ام ؎ مانند غنچہ سر بگریبان شستہ ام ؎ دلہ زروی کرمست و زراہ احسان ؎ تبر خان داد خانی شاہ عادل ؎ ازین خانی ہمین نامی ست بروی ؎ ازین نام شگرف اوراچہ حاصل ؎ زتر خانی ہم اورا شکوہیست ؎ بنزد خسرو دانائے کامل ؎ کہ غیر از خان خشکی مینمانند ؎ زتر خانی زری گردد چہ حاصل ؎ جس زمانہ مین اکبر میرزا محمد حکیم کے مقابلہ کے لیے جاتا تھا اُس زمانہ مین خان مذکور پنجاب سے لشکر کا ساتھ چھوڑ کر اپنی جاگیر کو چلا گیا اِس وجہ سے اکبر بہت بدگمان ہوگیا اور جب سفر سے لوٹکر فتح پور مین آیا کئی برس تک اُسکو معرض عتاب مین رکھا لوگ گمان کرتے ہین کہ اسنے جو تاتار خان حاکم دہلی کی ہجو لکھی تھی اُسمین وہان کے بزرگون کی نسبت بھی گستاخی کا کلمہ لکھا تھا یہ ذلت جو اُسکو حاصل ہوئی تھی اُسی کا نتیجہ ہے وہ ہجو یہ ہے آہ زدہلی و مزاراتہ ؎ وہ زخرابی و عماراتہ ؎ مفتی دہلی ست میان خان جمال ؎ مفت نداد وہ فتاواتہ ؎ حاکم شہرست زتاتار خان ؎ خادم او چہرہ حماراتہ ؎ شیخ حسن چک زدہ برزہری ؎ چک چک سیار و جکا جاتہ ؎ وقت صلوٰۃ ست طہاراتہ ؎ مقری برآمد بشاراتہ ؎ شہر کشی و شہر کشی و شہر کشی ؎ کلک سیار لکاراتہ ؎ اِس ہجو مین ڈھائی سو شعر ہین اور شیخ محمد کنبو دہلی کے ایک فاضل نے اُس کا جواب ایک شعر مین لکھدیا تھا قطعہ نور دین لادہ پدر او ازین ؎ زادہ چنین لادہ زلادہ زلادہ ؎ چک زدہ آن ابلیہ وہ گو ؎ کنیس جواب تُخرافاتہ ؎ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ اپنے منصب سے معزول ہوگیا تو ایک روز مین آگرہ کی بازار مین جاتا تھا اتفاقاً وہ بھی مل گیا میرے ایک دوست کمال الدین شیرازی نامی نے جو آگرہ کے اکابر مین سے تھے اور بڑے ظریف تھے اُس سے کہا کہ نواب خان آپ دہلی کے نواکابر کو یاد فرمایا اب آگرہ کے اکابر کو بھی نوازش فرمایئے یہ لوگ بھی بڑے امیدوار ہین مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے کہا کہ شاید اِن لوگون مین وہ قابلیت نہین دیکھی ہوگی یہ سُنکر وہ بہت ہنسا اور کہا کہ وہ مجھیرا بالکل تہمت تھی تردی رودہ یہ ماوراء النہر کا رہنے والا تھا طبیعت اُسکی نہایت لطیف تھی میرزایان رفیع میرزا کے ساتھ رہتا تھا جب میرزایون نے بہروچ کے قلعہ کو فتح کیا تھا اُسنے یہ رباعی لکھی تھی باغی

اولاد تمر کہ در شجاعت فرد بند ۔ شد فتح بہر کجا کہ رو آورد ند ۔ کردند چو فتح بہر وج از روی تمیز ۔ تاریخ شد اینکہ فتح بہر وج کردند ۔ توسنی سنو ہر اسکا نام تھا لون کران راجہ سانبھر کا بیٹا تھا بڑا حسین اور ذہین تھا اگرچہ باپ اسکا ہندو تھا مگر ذہن کی وجہ سے اپنے بیٹے کو محمد سنو ہر کہا کرتا تھا طبیعت اسکی بہت موزون تھی یہ اسکے ہین ؎ عشق مصنفی بدین و برہمن مفسر و کفر ۔ سست حسن و دست را کفر و ایمان کافریست ۔ ولہ بے عشق تو در جہان بیابان نایست ۔ بے درد تو در دیر مسرا سر خارست ۔ بتخانہ و کعبہ ہر دو نزد من کفر ست ۔ ما را بہ یگانگی ایزد کارست ۔ جب اسکو توسنی تخلص دیا گیا تو یہ چند شعر اسنے کہے ؎ شربت اشنا میا در بزم ما وردی کشان ۔ کز جگر در کف کباب و خون دل در ساغر ست ۔ ننگ مردان ست حرف از جان و دل گفتن بعشق ۔ دل چو خون سخت بہ جان چو باد در صرست ۔ توسنی سر دہ سمند شوق در میدان عشق میر ی امین مقیم مدرسہ ہرت چون اکبر ست ۔ تذکرہ ی اہری یہ مولانا نرگسی کے بھانجے ہین نرگسی ہیرام خان کے زمانہ مین روم سے ہندوستان مین تشریف لائے تھے اور بہاڑون کی لڑائیون مین اتکہ خان نے انھین قید کر لیا تھا ۔ مالہ حسن یوسف اسنے یوسف محمد بن اتکہ کے نام پر لکھا ہی جسکا مطلع یہ ہی ؎ بنام آنکہ روے دشمن و دوست ۔ بہر جانب کہ باشد جانب اوست ۔ اور تعریف اعضاے محبوب مین کہا ہی ؎ زخل آئینہ گردون دستہ عاج ۔ پریرویان بر آن آئینہ محتاج ۔ کفش چون آفتاب آئینہ نور ۔ شعاع آفتاب انگشت آن حور ۔ بچشم عقل فرق آن شکر لب ۔ شہابے بود رخشان در دل شب ۔ ندانم غلط کردم شہابے میان بوستان جوے آبے ۔ زنانش آرزو بر دیدہ امید ۔ بجاہ نا امیدی ماندہ جاوید ۔ ہوس گردید و گردش نگاہ بیگاہ ۔ چو صید تشنہ پیرامن چاہ ۔ فراز بینی آن سنبل مقصود ۔ مقوس ابروان و سمہ آلود ۔ دمیدہ بر خلاف رسم و آئین ۔ دو برگ سوسن از یک شاخ نسرین ۔ بچشم بینی آن نور دیدہ ۔ بود چون شبنم بر گل دمیدہ ۔ ببرج عصمت آن در نا سفت ۔ دو ماہ نوشدہ بایکدگر جفت ۔ بلطف از غنچہ سوسن زیادہ ۔ زبان در کام و لب بر لب نہادہ ۔ آوازہ نامہ عاد کا اسنے جواب لکھا تھا چند شعر اسکے یہ ہین ؎ ز حسرت لعل آبدارت ۔ ز فرقت زلف تابدارت ۔ موئے شد و جسم تا توانش ۔ در جسم نماندہ جاے جانش ۔ خون ستد و اش ز غصہ و غم ۔ خون میخورد و نیز ندم ۔ اوصبح کی تعریف مین اسنے چند شعر لکھے ہین ؎ خاکستر صبح رفت برباد ۔ در پنبہ صبح آتش افتاد ۔ ولہ سر بر نزنم چون نہم در بحر آن پیکل ۔ تو دہ خاکستری گردنم از سوز دل ۔ ولہ شود از سہر قتلم چون علم شیخ جفاے او ۔ تظلم را بہانہ سازم و فتم پیاے او

جفائے عالمی بر خود پسندیدم ندانستم ❊ کہ چندان اعتمادی نیست بر مہر و وفائے او ❊ در حقیقت نجیہ ہائے حسرت
پشیمینۂ فقر ❊ حرص را بر دست و باز نجیر استغنا نہند ❊ گدائے عشق پر سنجاب سلطانی زند خندد ❊ چو با جم غبار آکودہ
از گلشن بروں آید ❊ گر دہستی رفت بر باد ❊ ہنوز از آب چشم ❊ ناکساران رہ عشق تر اباد رگل ست ❊ و لہ
تیغ مژگان تواند بریخود سی آمد نباز ❊ چون بخود باز آمدم صد رخنہ در جان داشتم ❊ اکبر کے حکم سے جب اسنے
باندھی کی تعریف مین یہ کہا تھا ؎ زخاک رہ شاہ گردون سریر ❊ پی عطر بر خود فشاند عبیر ❊ عقاب فلک پر شرر
بے گزاف ❊ بود ہمیشہ قلۂ کوہ قاف ❊ میان اجو بندہ بہ زنجیر زر ❊ بود کہکشان فلک در نظر ❊ چو آید بہ تنگ
از تف آفتاب ❊ فشاند چو فوارہ بر خویش آب ❊ بتان پری پیکر ماہ رو ❊ بفرمان شہ بر سخت او ❊ نشینند دائم بہ بعد
و لبری ❊ بلے کوہ قاف ست جاے پری ❊ فسانہ نویس پچھتر مین اُنکا انتقال ہوا چورون نے اُنکو شہید کیا اور آگرہ مین
دفن ہوے **تشبیہی کاشی** یہ کئی مرتبہ ہندوستان مین آیا اور چلا گیا لوگون کو مذہب بسخانی کی طرف ترغیب
دیتا تھا اور ابو الفضل کو اپنے مذہب کا مجتہد بتاتا تھا اور اُسی کے توسل سے ایک قصیدہ اکبر کے سامنے پیش کیا تھا
جسکا خلاصہ یہ تھا کہ تم مذہب تقلید کو چھوڑ کر ایک رو کیون نہین ہوجاتے ایک رسالہ اُسنے شیخ ابو الفضل کے
نام پر بطور اہل نقط اور حروف کے لکھا تھا جسکا مدار بالکل ریا اور تزریق اور مناسبت عددی پر تھا حکیم ہمام الملک نے
تشبیہی اور تزریقی کے عدد برابر نکالے صاحب دیوان تھا یہ چند شعر اُسکے ہین ؎ یکی بر خود ببال ای خاکسار ❊ کہ بر تو ہر زمانے گونہ ناز ست ❊
ز شادابی ❊ کہ چون من شہ زان دست و خنجر در کمر داری ❊ و لہ تو ہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش ❊ کہ من ان
جلوۂ قدمی شناسم ❊ و لہ دو دست این جہان و آن جہان پوچ ❊ کہ در دست تست این پوچ آن پوچ ❊
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اس تاریخ کے لکھتے وقت شیخ ابو الفضل کے سامنے رسالۂ مخمود بساخانی
کا مجکو دیا جسکا دیباچہ یہ ہے **دیباچہ** یا اللہ المحمود فی کل افعالہ استعینہ بنفسک الذی
لا الہ الا ہو الحمد للہ الذی وجد نعمہ بوجود کلیاتہ و الہمہ وجود الکلیات عن نفسہ بہم
کلیاتا و ہو بعلم نفسہ و الانعام نفوسنا و لا ہو و ہو کون لا کائن الا بہ و ممکنات لا یکون بغیرہ
و ہو ارحم الراحمین ❊ **سوال** خلق کہ گفتہ می شود کدام ست **جواب** آنکہ خلق
گفتہ عیشو اللہ ❊ اُس سارے رسالہ مین اسی طرح کی خرافات لکھی تھین اور بالکل اُسکے ترزیقات کا
مدار چار نقطون پر ہے آخر رسالہ مین اُسنے اپنے قلم سے لکھا تھا کہ کتب مکرر الکرار سجانب عجمی مجتہدی بطباع
اسی کرب است ❊ ب ی ہ ی انوی اخروی صاحب مقام **تقی الدین شستری** یہ نیا نیا اکبری

ملازمت مین آیا ہی علوم عقلی اور نقلی مین اچھی مہارت رکھتا ہی شعر خوب کہتا ہی ولہ گر دست ندہم کہ بر بست
فطرکنم ✻ بارے وہان بہ یاد لبت پر کنم ✻ تا آنکہ ہمچو سبزہ بجا ماند نشاندہ ✻ دست وہ دے کجاست کہ خاکی بسر کنم
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل وہ شاہنامہ طرز پر نظم کو شکر رہا ہی **ثانی خان ہروی** یہ پرانی بادشاہت کے
امیرون مین سے ہی اگر کسی کے علم و فضائل کی اسکے سامنے تعریف کرتے تھے تو وہ پہلی ہی ملاقات
مین یہ کہتا تھا کہ میری محبت اور ملاقات مین شرط یہ ہی کہ اہل نفاق کی باتین میرے حق مین کبھی نہ سنی ہونگی
کیونکہ یہ اخلاص کی مانع ہوتی ہی اشعار اسکے بے نمک ہوتے تھے مگر اسی طور پر اسنے دیوان پورا کر لیا تھا ✻
ای رسم تو آزار من قاعدہ بیداد ✻ بیداد ازین رسم و ازین قاعدہ فریاد ✻ ولہ بگذر زنا خوشی کہ درین دیر
دیر گیر ✻ نیکی ندیدہ ہرکہ بدی کرد با فقیر ✻ ولہ از بہر سلام تو قریب آمدہ در راہ ✻ یارب کہ ازین راہ برو مسلمات
ولہ دیدم ز فراق آنکہ بیتاب ندیدہ ✻ و عشق کشیدم آنچہ مجنون نکشیدہ ✻ این واقعہ کز ہجر تو آمد بسرم ✻ ذہاد
گمان ہرد و احق نشنیدہ ✻ **ثنائی مشہدی** اسکا نام خواجہ حسین ہی جب وہ ہندوستان مین نہین آیا تھا
تو یہان کے لوگ اسکی استادی کے قائل تھے مگر جب وہ آیا تو سب کو حسد پیدا ہو گیا اور سب لوگون نے
عتاب اسپر شروع کیا چنانچہ وہ نہایت پریشان ہوا دیوان اسکا مشہور ہی مثنوی اسنے بہت اچھی لکھی ہی
ایک عامی بے مایہ ہی مگر طبیعت اسکی بہت اچھی ہی ✻ چنان نماز بروز پا تا سرش ✻ کہ رفتن توان نماز
از بسترش ✻ یہ مضمون اسکے استاد کے قریب قریب ہی ✻ عشوہ و ماند از زمین ناز نشاند از ہوا ✻ طرز خرام دلبران
پا بزمین نہادنش ✻ ولہ گر بمثل جا کند در پیش آئینہ شخص ✻ بیند تمثال خویش تا نہ رود بر قفا ✻ ولہ
بسکہ از خانہ غم بردن ریزم ✻ تنگی خانہ از برون دست ✻ ایک ایلچی کی تعریف مین لکھا تھا ✻ چون فلک
دہر گردیدہ ✻ چو خواب آشنا روی ہر دیدہ ✻ ولہ مگر رشحہ دست تست آفتاب ✻ کہ شد عالمی یک قطرہ آب
سیاہی دران قوم طالع زحل ✻ گرفتہ سجدہ کہ گرفی المثل ✻ شود در بدن شمع ہر سوی شان ✻ شخص نسازد نظر سوی
شان ✻ آواز کفش شان بدر وز ہراز حیات ✻ اصوات زشت شان نبرد راہ در نفیر ✻ رفتار شان چو آتش
و گفتار شان چو جنگ ✻ دیدار شان عقوبت و آواز شان نفیر ✻ گر در خیال آید کسی شان نگذرد ز کوی کسی
زیم شان نبرد لب بسوی شیر ✻ ای از فروغ شمع رخت انور آئینہ ✻ وی گشتہ از خیال تو جان پرور آئینہ ✻
آئینہ بہر دیدن خود پیش دہنہ ✻ در حال من نظر کن و منگر در آئینہ ✻ آئینہ وار در دل آتش علم کشید ✻ تا جا
مہر رخت در بر آئینہ ✻ تف سموم قہر تو گر شعلہ در شود ✻ معکوس عکس خویش بہ بیند در آئینہ ✻ **ساقی نامہ**

بیادون میخانۂ اہل راز ✻ بکش جام معنی صورت گداز ✻ چنان خویش را کن صورت پرست ✻ کہ از دیدہ گردی نہانچون بدست
مگر شوق آن رہنمایت شود ✻ بکعبے خرابات جایت شود ✻ بیا ساقیا شمع خلوت نشین ✻ کہ چون دست موسیٰ ست در آستین
بدستم دہ و دوشم ساز دست ✻ کہ دوری کشایم باعجاز دست ✻ بیا ساقی از بہر رندان مست ✻ بفیضادی شیشہ بکشای دست
نگہ کن بدور و مپرس از زوال ✻ کہ قحط خوان خورون آمد حلال ✻ بدہ ساقی آن کہربائی جود ✻ کہ از جذب طبعش نمایم صعود
زنم خیمہ بیرون ازین جای پست ✻ چو ہمت کنم زیر پا ہر چہ ہست ✻ بیا ساقی آن بادۂ گرم خون ✻ کہ در دل نمایم محبت فزون
بدہ تا کنم آشنائی بدوست ✻ ز مہرش شوم پر چو از مغز پوست ✻ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اسکی جہالت اسی سے ظاہر
کہ ساقی نامہ مین ہر جگہ بیا کو بمعنی بیار کے لکھا ہی اور عبارت اساتذہ کو بھی اُسنے اسی طرح خیال کیا حالانکہ اُنکی عبارت مین ہر شعر
قطعہ بند ہوتا ہی اور بیت اول بیت ثانی پر موقوف ہوتی ہی مگر مترجم عفی عنہ کہتا ہی کہ یہ جتنے شعر ساقی نامہ کے
لکھے ہین اُنمین اگر بیا کو بمعنی بیار کے نہ لیا جاوے تب بھی مطلب ٹھیک ہی ایک قصیدہ اُسنے آفتاب کی زمین مین
لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہی ✻ عکسش کند طبیعت روغن عیان در آب ✻ سازد ز خاک قدرش اگر افسر آفتاب ✻
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شعر اُسکے بڑے بلند بلند ہین مگر اُنکی عبارتین پست ہین جدائی اسکا نام میر سید علی
تصویر خوب کھینچتا تھا قصہ امیر حمزہ کا مع تصویرات اسکے اہتمام سے تیار ہوا تھا جلد اُسکی صندوق تھی اور ہر ورق
ایک گز مربع تھا اور ہر صفحہ پر ایک تصویر تھی ایک دیوان اُسنے پورا کیا تھا یہ شعر اُسکے ہین ✻ صبحدم خادم زہدی گل نسرین
ناخنے در دل صد پارۂ بلبل بنزد ✻ حسن بتان کعبہ است عشق بیابان او ✻ سرزنش ناکسان خار مغیلان او ✻ ولہ پر دم او
داغ سودائی سر تا پای ماست ✻ تاجر عشقیم و اینہا مایۂ سودای ماست ✻ ولہ نیم بسمل صیدم و افتادہ دور از کوی دوست ✻
میروم افغان و خیزان تا بنیم روی دوست ✻ ولہ خواستم گویم از احوال خود آن بدخو را ✻ ہمہ دم ہمدم غیر ست چہ گویم او را ✻
جذبی اسکا نام بادشاہ قلی تھا شاہ قلی خان نارنجی کا بیٹا تھا طبیعت اُسکی شعر کے مناسب تھی چند شعر اسکے ہین
✻ این چاشنی کز حسن ازل با بتان دہد ✻ جائے رسید عشق کہ بے درد جان دہد ✻ ولہ غایت رشکم نگر کز
بیخودی آیم بہوش ✻ گر کسے آگہ شود کین گفتگو از ما کیست ✻ ولہ تو آن ستمگاری بے قیدی و من آن صیدم
کہ از نہایت تغافل نمیکند صیاد ✻ ولہ آنی کہ لذت شب ہجران ندیدہ ✻ خود را ز روز وصل گریزان ندیدہ ✻
خار ملالتے نہ گرفتہ ست دامنت ✻ خود را چو غنچہ بر گریبان ندیدہ ✻ ہرگز نبودہ عشق ترا استقامتے ✻ ذوق کم التفاتی
جانان ندیدہ ✻ با بیکسی جواب دو سوالے نکردہ ✻ داری دلی کہ ہیچ پشیمان ندیدہ ✻ ولہ بود دل از نگاہ غیر در دستش
چو آن مرغی کہ طفل مکتب از بیم معلم سر بہ زانو دوش ✻ ولہ پس از عمر یکہ چشم بر جمال دلستان افتد ✻ نقاب شرم

تا رویش نبینم درسیان افتد ✤ ولہ من آن نیم کہ بقاصد دہم فسانۂ خویش ✤ کہ سازدش بی مدعا بہانۂ خویش ✤
زیک نگاہ تو در بزم ما ہزار فسان ✤ چہ جنگہا کہ نکردیم در میانۂ خویش ✤ اسکے باپ شاہ قلی خان نے کہا ہے
گہ توبہ گاہ کوزہ می شکنم ✤ یکبار و بار نی پیاپی شکنم ✤ با سب تربیۃ ہوزی نفسم بربان ✤ تا چند کنم توبہ و تا کی شکنم
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز جذبی وقاضی شمس الدین قزوینی اور بعضے اور نئے شاعر حسین ثنائی کے
اس شعر پر بحث کر رہے تھے شعر گر بشکل جاکنی در پیش آید شخص ✤ بیند بمثال خویش تا فتنہ رود در قفا ✤ جب مین
قریب پہونچا تو مجھسے بھی اُنھون نے اس شعر کے معنی پوچھے تب مین نے کہا کہ آج کل کے شاعرون کے شعر تقریبًا
کا سا کلام ہوتا ہے تیتال سلطان میرزا کے زمانہ مین ہرات مین ایک سخنور انھا اُسکی یہ عادت تھی کہ عمامہ باندھکر اور
عالمون کا لباس پہنکر مدرسون اور فاضلون کی مجلس مین جاتا تھا اور ایک جماعت طلبا کی اُسکے ساتھ ہوتی تھی
اول مناظرہ کے طور پر کچھ گفتگو بہت معقول کرتا تھا اور جب لوگ اُسکے علم کی طرف متوجہ ہوتے تھے تو خرافات بکنے لگتا تھا
بڑے بڑے فاضلون کو اُس سے دھوکا ہوتا تھا جمیلی کابلی والے شیخ جلال اصل کا بیٹا ہے جو شیخ محمد غوث گوالیاری کے
خلیفہ تھے اور سماع اور سرود سے بہت ذوق رکھتے تھے جمیلی کو اگرچہ اپنے باپ کی سی وضع حاصل نہ تھی مگر باایں
طالب علم تھا اور بلیقہ شعر گوئی کا بھی اُسکو اچھا تھا بعضے شعر مضحکہ کے لکھا کرتا تھا چند شعر اُس سے یاد گار ہین ✤
ہر گہ کہ گل روے ترا یاد کنم ✤ چون بلبل دل سوختہ فریاد کنم ✤ گر شادی وصل تو مرا دست ندہد ✤ باری بغمت خاطر خود شاد کنم ✤
ولہ مژگانش مرا سوی خبون تا رہنمون گشتہ ✤ دل دیوانہ ام پابستۂ قید جنون گشتہ ✤ اور قاسم علی خان بقال حاکم
کابلی کی تعریف مین اُسنے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا ایک شعر یہ ہے ✤ بود نسبت تو بجمیل خوامین ✤ بسے نا ملائم
بسے نا مناسب ✤ اور یہ بھی ایک شعر اُس سے منسوب ہے ✤ موش دل را کہ بصد خون جگر پرورد م ✤ ناگہان
گریۂ عشق آمد و دندان زد و برد ✤ چشتی انکا نام شیخ حسین ہے صوفی دہلوی تھے اور چونکہ شیخ سلیم چشتی کے
مرید تھے اسی وجہ سے اُنھون نے اپنا تخلص چشتی مقرر کیا تھا فتح پور کی خانقاہ مین صوفیون کے زمرہ مین رہتے تھے ایک دیوان بھی
اُنکا ہے اور کتابین بہت تصنیف ہین اُنمین سے ایک کتاب دل و جان نظم مین لکھی ہے مگر وہ ہندوستانیون کے طور پر ہے
لکھی ہزار شعرون مین سے اُنکا ایک یہ شعر قابل ذکر کے ہے ✤ چنین کہ با پرطاؤس قیس آمیختست ✤ مگر کہ از اثر پاے
ناقۂ لیلی ست ✤ جعفر یہ ہرات کے سیدون مین سے ہے شعرا و سخنورا مین اُسکو اچھا سلیقہ تھا اکثر خان کا سخنور بھی تھا اکثر غزل
تخلص اُسکے میرزا عزیز کوکلتاش کے نام پر ہوتے ہین یہ چند شعر اُسکے ہین ✤ شانہ بہم زدہ آن سلسلۂ مشکین را ✤
آہ گر باد بگوش تو رساند ایں را ✤ ولہ غبار مشک نخواہم بران غدار نشیند ✤ ازین سبب کہ باخاطرت غبار نشیند ✤

ولہ سبزہ زار و باغ باشد جاے زیر پاے گل ✻ باغ جنت رافتادہ سبزہ بربالاے گل ✻ جعفر بیگ یہ آصف خان قزوینی کے نام سے مشہور تھا میرزا غیاث الدین علی کا بھتیجا ہنجشیون کے زمرہ مین داخل تھا طبیعت اُسکی شعر سے نہایت مناسب تھی گرشتہ کم تھی کسی قدر علم بھی رکھتا تھا یہ چند شعر اُس سے یادگار ہین شعر کارم امروز بہ بیداد گری افتادہ ست ✻ کہ ہر جا کہ سند پاے سری افتادہ ست ✻ ولہ گر گرد شمع سر گشتہ چون پروانہ ام ✻ آخر بگشتن سیر پرواز گستاخانہ ام ✻ ولہ گل ہر کس بتاراج خزان رفت ✻ مرا ہم گلبن دہر گلستان رفت ✻ ولہ با تشر کار ست افتادہ ست جعفر ✻ دو صد بلبل بانجا یک سند ✻ ولہ سر بر خاک نہم در آخرش ✻ تسکات گناہان خلق پارہ کنید ✻ ولہ این چہ سحر بود و این چہ بیداد و صید افگن کہ بود ✻ ہیچ نخجیر نشد پیدا کز و تیرے نداشت ✻ ولہ نامہ درد سوے دلدار می باید نوشت ✻ درد دل بیقرار می باید نوشت ✻ ولہ گر ز جعفر بہین و بن دلی خرسندی ✻ من و کیش کہ دل و دین ہمواز رانی داشت ✻ ولہ ست گر کہ صد ورق دفتر اسید ✻ صد پارہ کردہ ایم و بخونابہ شستہ ایم ✻ ولہ گلستانرا گلے از نو شگفتہ ست ✻ کہ امشب تا سحر بلبل نخفتہ ست ✻ ولہ شہر گنجایش غمہاے دل من چون داشت ✻ آفریدند براے دل من صحرا را ✻ ولہ گلہاے تو تمام از گلہ سر گردان من گلہ من ہمگین از گلہ نشیدن تست ✻ ولہ سیاہ در خاطرش ای رحم و رنجم را کن ضائع ✻ کہ خونہا میخورم تا بر سر پیداد می آیم ✻ ولہ جعفر رہ کوے یار دانست ✻ مشکل کہ دگر زبا نشیند ✻ ولہ رسید و منتظر ہم کرد و آنقدر نیست ✻ کہ آشنائے دل خود کنم تسلی را ✻ حیدری تبریزی یہ حاجی تھے اور شریف تبریزی کے شاگرد تھے ہندوستان مین مدت تک رہے اور کئی مرتبہ چلے گئے اور پھر آئے مگر آخر مرتبہ جو گئے پھر نہ آئے اُنکے دیوان مین تخمیناً چودہ ہزار شعر ہونگے لیکن عمدہ کلام بہت تھوڑا تھا ایک قصیدہ اُنھون نے بادشاہی ہاتھیون کی تعریف مین لکھا تھا جسکے شعر یہین ✻ نبرد پشتہاے ریگ روان ✻ فیلہایش کہ وصف ہیجا ست ✻ کز پئی غرق کردن اعدا ✻ ہر طرف موجہای بحر بپا ست اس قصیدے کے صلہ مین اُسکو گھوڑے اور خلعت خزانہ سے ملنے کا حکم ہوا تھا مگر خازن نے جو اُسکے دینے مین بہت سی تاخیر کی اور یہ قطعہ لکھا قطعہ ✻ مشکلے دارم شہا خواہم کنم پیش تو عرض ✻ زانکہ زین مشکل مرا صد داغ حسرت بر دل ست ✻ سیم و زر انعام کردی لیک از خازن مرا ✻ ہم گرفتن مشکل و ہم ناگرفتن مشکل ست ✻ مہر مردمیان عالم نباشد اعتبار ✻ پرتو خورشید در عالم نمیگیرد قرار ✻ ولہ سوزم ہمہ دم سوز دروں کہ چنین ست ✻ خواہم ہمہ جا بخت زبوں کہ چنین ست ✻ قطعہ چو پاکان حیدری تا نتوانی ✻ کمالے کسب کن در عالم خاک ✻ کہ ناقص رفتن از عالم چنان ست ✻ کہ بیرون رفتن از حمام ناپاک ✻ حزنی یہ عراق کے فاضلون مین سے ہین جب ہرات مین علم و

تو ہندوستان مین آئے مگر ناکامی کے حال مین انتقال کیا ؎ مرا بر سادہ لوحیہای خزانی خندہ می آید ؎ کہ عاشق گشتہ و چشم وفا از یار ہم دارد ؎ زنادانی براو کردہ ہدم کار مین ضائع ؎ عجب تر انیکہ بر مین تشنہ سیما ہم دارد ؎ خرقہ برآتش نہم تا بوی ایمان نشنوی ؎ از کہن دلقی کنو یکتار بے زنار نیست ؎ حیاتی گیلانی یہ حکیم ابوالفتح کے وسیلہ سے اکبر کی ملازمت مین داخل ہوتھا صاحب دیوان ہو اسکے کلام مین اکثر پکا ڈھنگ پایا جاتا ہی اگرچہ مادہ علمی سے عاری ہو مگر اسکی طبیعت نہایت مناسب ہو اسکے مزاج مین انصاف بہت ہو ؎ بہر سخن کہ گنی خویش را نگہبان باش ؎ ز گفتنی کہ دلی شگفتہ پشیمان باش ؎ چو بال مرغ کہ گرد عمل روزگار نیست ؎ ز سعد ہم قدمی ام کن بزران ولہ خدا بشکوہ زبان مین آشنا نکند ؎ من و شکایت و انگہ ز تو خدا نہ کند ؎ ولہ دائم تو ستم نمودہ معذوری ؎ نامے ز وفا نشنودہ معذوری ؎ گفتی کہ من حرف جفا بنہان ست ؎ خود را تو بنا زمودہ معذوری ؎ ولہ تا پختن آرزو بود بیشۂ تو ؎ جز پای تو مینخی نزد تیشۂ تو ؎ دشمن نکند آنچہ تو با خویش کنی ؎ ای خون تو بر گردن اندیشۂ تو ؎ ولہ درمیان کافران ہم بودہ ایم ؎ یک کرشالیشۂ زنار نیست ؎ ولہ مادر فروبندم نخود غمنامۂ پیرا ؎ آباد کردہ ہمچو ویرانۂ بایدمرا ؎ از قبضۂ فرہاد وی عالم پریشان میشود ؎ از گفتگوی درد خود دندانۂ بایدمرا ؎ از کشتہای این جہان کان جرس گلو درخست ؎ تی خرمنے از خوشہ نے دانۂ بایدمرا ؎ گر تیغ غازی میکشد در تیرکاذر انیم ؎ من تشنۂ خون خودم پیمانۂ بایدمرا ؎ منشین حیاتی پیش من شور مرا برہم مزن ؎ من عاشقم تو عاقلی دیوانۂ بایدمرا ؎ حیاتی گجراتی مین میرزا نظام الدین احمد کے پاس رہتا تھا یہ شعر اسکے ہین ؎ پیغام دوست داغ جگر تازہ می کند ؎ درد وداع و رنج سفر تازہ میکند ؎ ولہ عاشق رنج خویش بہ دولت سود و برفت ؎ وان ہر کہ با تو داشت بہ نمود و برفت ؎ یکشب بہزار جلبہ در بزم وصال ؎ پروانہ بشمع دیدہ بکشود و برفت ؎ حالتی نام اسکا یادگار ہی اپنے آپکو سلطان سنجر کی اولاد مین بتلاتا تھا مگر تاریخ لطائف مین لکھا ہی کہ وہ قوم خوجہ سے تھا عقیدے اسکے بہت اچھے تھے صاحب دیوان ہی یہ چند شعر اسکے ہین ؎ نماند آنقدر از گریہ آب در جگرم ؎ کہ مرغ تیر تو سنقار تو تواند کرد ؎ ولہ بجای رشتۂ تسبیر ہبہت ای کاش من باشم ؎ باین تقریب شاید با تو در یک بستر ہین باشم ؎ ولہ بر صفحۂ عذار تو آن خط مشکبو ؎ مفہوم نازہ ایست کہ از غیب رو نمود ؎ ولہ از قفا گیرم ببازی ہر زمان چشم رقیب ؎ تا شود از دولت دیدار جانان نصیب ؎ کردہ جابر گوشۂ چشم تو خال عنبرین ؎ باز بہر صید صیادی نشستہ کمین ؎ ولہ در نمازم رعنائی آن گل شدہ ام باز ؎ گل دیدہ ام امروز کہ بلبل شدہ ام باز ؎ ولہ لعل دلجوے تو از جملہ بس آزادہ ؎ دہ کہ گلبرگ تر از ژالہ آفتہا رسیدہ ؎ اسکا باپ الٰہی تخلص کرتا تھا یہ اسکا مطلع ہی ؎ ما ہیچ ابر و نمود و خاطر ما شاد کرد ؎ شکر للہ کز غم ہی زدہ ام آزاد کرد ؎

اُسکا بیٹا اول بقائی تخلص کرتا تھا پھر سوائی مقرر کیا اور ایسا نالائق تھا کہ اپنے باپ یعنی حالتی کو زہر دیکر مار ڈالا تھا اکبر نے کشمیر سے لاہور مین طلب کرکے اُسکے قصاص کا حکم دیا وہ بھی شعر کہتا تھا یہ مطلع اُسکا ہے ؎ تا شمۂ خونریز تو غارتگر جان ست ٭ چشم اجل از دو بحسرت نگران ست ٭ خان اعظم خطاب اتکہ خان کا ہے جب ہمایون جو سہ شکست کھاکر بھاگا اور گنگا مین غوطہ کھانے لگا تو اُسنے مدد کرکے پار اُتارا اور اِس خدمت کی عوض مین اُسنے بڑی قربان پائی اُسکا مرتبہ اِس سے بڑھا ہوا ہے جو شعر و شاعری سے اُسکی تعریف کیجاوے مگر چونکہ طبیعت اُسکی موزون تھی اِسواسطے چند شعر اُسکے لکھے جاتے ہین ؎ منہ ای طفل اشک از خانۂ چشم قدم بیرون ٭ کہ می آیند مردم زاوگان از خانہ کم بیرون ٭ ولہ گر بخور شید خجت لاف زند بدنسیر ٭ آخر از گنبد فیروزہ نگون خواہد شد ٭ اور یہ رباعی اُسکے بیٹے محمد یوسف خان کی ہے رباعی در کسے مراد خود پسندان دگرند ٭ در وادی عشق مستمندان دگرند ٭ آنانکہ بجز رضاے جانان طلبند ٭ آنان دگرند و دردمندان دگرند ٭ جنجر بیگ چغتائیہ امیرون مین سے تھا تردی بیگ خان کا دادا تھا اِسنے ایک مثنوی اُسنے تین سو شعر کی اپنے حسب حال لکھی تھی اور اُسمین اکبر کی بہت سی تعریف لکھی ہے فن سپاہگری اور خوشخطی اور شعر اور موسیقی اور اصطرلاب اور نجوم اور رفق اعداد وغیرہ خوب جانتا تھا فن موسیقی مین بھی اُسکو کسی قدر مہارت تھی ایک مثنوی اُسنے بادشاہ کو مخاطب کرکے بطور وعظ و نصیحت کے لکھی ہے وہ یہ ہے مثنوی

شہریارا جہان عجب جائیست	ہر زمان اندرو تماشائیست	چرخ نیرنگ ساز شعبدہا	ہر زمان بازیے کند اغاز
پیش ازین بودہ اند در عالم	ماجداران با سپاہ و حشم	زان دلیران پر ہوا و ہوس	ماند تا رنجہاے کہنہ و بس
گر بدنیا ثبات دیدندے	انبیاز و چرا رسیدندے	خسرو اکار این جہان جسود	اینچنین بست بود و خواہد بود
زین ہمہ کاروبار پر پیچ	نام نیکست حاصل آن ہمہ ہیچ	غم غم این بود زہر سخنے	تو نوبت رسید تا چہ کنے
این زمان کز تو یافت عالم نظم	حق نگہدار بادت از آسیب	گر ہماے پر میدر گلشن	بر سر ما تو باش سایہ فگن
سخن سن کہ بے ریا باشد	گر نصیحت کنم روا باشد	چون بخیریت تو میکوشم	سخن حق ز تو چرا پوشم
سخن نیدیا کہ عمر بیہودہ	بشنوی گر ز نفس امر بود	شاہ باید کہ در گہ بیگاہ	از خود و خلق حق بود آگاہ
سہو شہ آفت جہان باشد	بہ گدا فکر خلق و دلق بود	در دل شاہ فکر خلق بود	
بہ شود کار سلطنت تہ و زیر	ہمچو فرمان شہ بہر اورنگ	چون ترا نوبت جہانداریست	لازمست احتیاط و ہشیاریست
تو چو شمعی و ملک تو خانہ	خلق گرد تو ہمچو پروانہ	ذرہ نبرد چو تو خور نبود	نیست پروانہ شمع اگر نبود
یعنی از دست زندگی ہمہ	تو شبانی و اہل ملک رمہ	بچرا گاہ ست آمد ہست گلہ	گلہ را چون تحان گذاشتہ اند

تو بفرمود حق نگهبانی ۔۔۔ منصب انبیاست چوپانی ۔۔۔ پس مکن رسم انبیا را گم ۔۔۔ از خدا آگاه باش و از مردم

عمر خوش گو مهریست قیمت دان ۔۔۔ دولت و ملک را غنیمت دان ۔۔۔ بادشاه ولی شعاری تو ۔۔۔ در جهان از برای کاری تو

عدل و انصاف و جود و علم و سخا ۔۔۔ لطف و احسان و خلق و مهر و وفا ۔۔۔ همه داری ز لطف یزدانی ۔۔۔ چه کنم قدر خود نمیدانی

تو بخنده به فیل مست سوار ۔۔۔ خلق در گریه بر سر دیوار ۔۔۔ تو بدندان فیل دست زنان ۔۔۔ مردم انگشت فکر در دندان

تو بخنجر طمع فیل پنجه گشا ۔۔۔ آستین افشانده از دنیا ۔۔۔ تو مقابل بشیر درنده ۔۔۔ مردم از وهم هر طرف کنده

تو بخنجاب پلنگ بازی کن ۔۔۔ رد کنان ما به پنجهٔ ناخن ۔۔۔ تو ستاده به پیش حمله گرگ ۔۔۔ به تعجب زده دو خرد و بزرگ

تو بگلوگیر ما ز اژدرهم ۔۔۔ خلق و عالم به پیچ و تاب از وهم ۔۔۔ تو شناور به بحر بی پایان ۔۔۔ بر لبش دست شسته از جان

تو بچنگل دشمکار دون ۔۔۔ خلق از ترس و هم از بیرون ۔۔۔ تو شب تیره فرسخ یک راه ۔۔۔ مردم از پی بنور مشعل آه

تو بسر ما برهنه گردیده ۔۔۔ خلق در زیر جامه لرزیده ۔۔۔ تو بگرما دوان بجامهٔ ور ۔۔۔ خلق غرق عرق ز برد و خشت

تو بپیاده بهر طرف رانده ۔۔۔ ما سواره ز کوفت درمانده ۔۔۔ تو بمیدان خصم و جنگ آور ۔۔۔ لشکر از هر طرف تماشاگر

این چه لطف و دست و این چه عنایت ۔۔۔ که بما و بخویشتن داری ۔۔۔ این دلیریست دور از اندازه ۔۔۔ این شجاعت بتو بود تازه

گرچه انها هنر بود بی ریب ۔۔۔ لیک از بادشاه باشد عیب ۔۔۔ شاه اگر دور از زیان باشد ۔۔۔ مردم ملک در امان باشد

شاه از خویش اگر بود بی غم ۔۔۔ همه زیر و زبر شود عالم ۔۔۔ با تو ما را جهان و جان با هم ۔۔۔ بی تو جان و جهان چه کار آید

خنجر اغور در فصول مکن ۔۔۔ خاطر شاه را ملول مکن ۔۔۔ این حدیث تو دور از همتیست ۔۔۔ شاه را زین سخن گزندی هست

او چو پیش خدای مقبول است ۔۔۔ دولت او بکار مشغول است ۔۔۔ خواب او هست عین بیداری ۔۔۔ مستی او کمال هشیاری

حق بان کس که کارساز بود ۔۔۔ از همه کار بی نیاز بود ۔۔۔ حسب اسنے یہ مثنوی اکبر کے سامنے پیش کی تو طرح طرح کی نوازشون سے سرفرازی پائی ایک دیوان بھی اسنے مرتب کیا ہے چند شعر اسکے یہ ہین ۔ اہم ازدل چند دوش نہان آید برون ۔ بعد ازان چندان کنم افغان کہ جان آید برون ۔ آبم گذشت از سر و برباد رفت جان و تن خاک گشت و آتش دل شعله زن هنوز ۔ جس زمانہ مین خان زمان اور خان بہادر خان نے بغاوت کی تو خنجر بیگ بھی انکے ساتھ تھا اغلب ہے کہ اسی فتنہ مین وہ بھی تمام ہوگیا ۔ خسروی میرزا جانبدی کا بھانجا ہے سفر حج سے ہندوستان مین آیا بڑے شاہزادہ کے پاس ملازم تھا ۔ ز نور عشق باشد خسروی دل ۔ آنچنان بر دوش کہ شمع مرقد او میتوان کرد استخوانش را ۔ نیالایند شیران حرم سر پنجه بخونم ۔ سگان دیر را ہمنشین نین نغمه مهمان کن ۔ میر دوری اسکا نام سلطان بایزید اور خطاب کاتب الملک ہے خط نستعلیق مین اس نے تھے

کوئی ہندوستان مین نہ لکھتا تھا طبیعت اُسکی شعر گوئی سے بہت مناسب تھی آخر عمر مین توفیق زیارت حج کی پائی
وله گہ در دربان جلائے گہ در دل خرینے ✤ از شوخی کہ داری یکجا نمی نشینی ✤ گر بوصل تو بدآموز نمی گردیدم ✤ از فراق تو
بدین روز نمی گردیدم ✤ سوخت پروانہ صفت مرغ دلِ من ای کاش ✤ گرد آن شمع شب افروز نمیگردیدم ✤
گر بتیر مژہ اش سرخ نمیکردم چشم ✤ ہدف ناوک دل دوز نمیگردیدم ✤ وله تا از نظر آن یار پسندیدہ برفت ✤
خون دلم از دیدہ عمدیدہ برفت ✤ رفت از نظر و ز دل نرفت این غلط است ✤ کز دل برود ہر آنچہ از دیدہ برفت ✤
واسہی واقعہ نیشاپور کے توابعات مین سے ایک گانون ہی وہان زراعت پر اپنی اوقات بسر کیا کرتا تھا
پھر ہندوستان مین آیا اکثر شعر اُسکے فارس کے دیہات کی زبانون مین ہوتے تھے بعضی غزلین زبان فصیح مین
بھی ہین ایک روز اُسنے شاعر کا چوگان ہاتھ سے خطا ہوکر خاک پر لگ گیا وہنی نے یہ قطعہ کہا اُسنے کہا شعر
ہمسگیفت ✤ نیک زد باطن لوندانش ✤ چرخ چوگانی از قضا بشکست ✤ پشت بینی بجا بمی ندانش ✤ دوائی یہ حکیم
عین الملک ہی اور والدہ اُسکی علائہ جلال الدین دوانی کی اولاد مین تھی سب اچھی صفتین اُسکی ذات مین تھین
تھین آنکھون کی دو این الثانی تھا کبھی کبھی فکر شعر بھی کرتا تھا ے زابر غم نہ نالہ بر من دل تنگ می بارد ✤
زتاثیر جواوش بر سر من سنگ می بارد ✤ چنان تندست با اہل دل آن شوخ جفا پیشہ ✤ کہ گاہ آشتی از غمزہ او
جنگ می بارد ✤ دوائی از در احسان او کفرست نومیدی ✤ کہ ابر فیض از فرسنگ در فرسنگ میبارد ✤
وله رسد ہر شب بگردون نالہ ام با آہ و زاریہا ✤ سیہ روزے چو من یارب چہ سازد با چنین شبہا ✤ وله صبح
ویرانی نشد پیدا کہ تعبیرے نداشت ✤ در دبے درمان عشق ست اینکہ تدبیری نداشت ✤ در شب زلف بتان
خواب مرگم در ربود ✤ بوالعجب خوابے پریشانے کہ تعبیری نداشت ✤ وہ چہ عاشق کش نگاہ بود و آن
منزل کجا ست ✤ کاندرو پیدا نشد یک سینہ کو تیری نداشت ✤ وله ہر کس کہ قطرۂ زمی دوستی کشید ✤
بیرار شد ز بادہ و جام و سبو بگست ✤ وله خیز ای دل کہ یار در جنگ ست ✤ زندگی خود عاشقان ننگ ست
عاشقان را براہ سر بازی ✤ ہر قدم صد ہزار فرسنگ ست ✤ وسعت آباد کارخانۂ عشق ✤ بر سیلاب
محتشم تنگ ست ✤ بس دراز ست دست حسرت من ✤ چہ کنم پاے بخت من لنگ ست ✤ ای دوائی خدنگ
در کوشش ✤ فتنہ بیدار و عشق در خوابست ✤ وله روشن آن دیدہ کہ دیدن دانست ✤ خرم آن دل کہ
تپیدن دانست ✤ کی کشد محنت این تنگ قفس ✤ مرغ روحم کہ پریدن دانست ✤ در کنارم نہ نشیند ہرگز
طفل اشکم کہ دویدن دانست ✤ نتوان یافت دگر در خانہ ✤ صید وحشی کہ رمیدن دانست ✤

نہ کند میل دوائی بہ بہشت ٭ چون گل از باغ تو چیدن دانست ٭ روز ہجران کہ دم سوختن ست ٭ کار جان
شعلہ برافروختن ست ٭ در شب ہجر کہ جان باید باخت ٭ کار دل درد و غم اندوختن ست ٭ ای جدائی چہ بلائی
کہ مدام ٭ دوزخ از بیم تو در سوختن ست ٭ زان وجاد و طلب عشوہ و ناز ٭ مست را عربدہ آموختن ست ٭ ای
دوائی طلب وصل بتان ٭ شعلہ و پنبہ بہم دوختن ست ٭ رفیعی اسکا نام میر حیدر تخلص تھا کاشان کا
رہنے والا ہی فن سیما اور تاریخ مین بے بدل تھا ایک روز شیخ فیضی نے اُس سے کہا کہ ہندوستان سے فن سیما
بالکل متروک ہو گیا ہی اور اسکو عیب سمجھتے ہین اُسنے جواب دیا کہ مین نے برسون اسکے لیے لاہور مین محنت
کی ہی اب جو اس فن مین پیر ہو گیا ہون تو کیونکر چھوڑ دون خواجہ حبیب اللہ کے ساتھ گجرات سے لاہور مین آیا تھا
کسی قدر روزینہ اسکا سرکار سے مقرر تھا کشتی مین بیٹھکر وطن کی طرف رخصت ہوا جب ہرمز سے گذرا اور بحر
مکران کے قریب پہنچا تو اُسکی کشتی مین تباہی آئی اور سب اسباب اُسکا تلف ہو گیا اُسی مین سے ایک
اُسکا دیوان تھا اور چند جزو بے نقط تفسیر شیخ فیضی کے تھے جو فیضی نے شہرت کے لیے اُس ملک مین بھیجے تھے
اسپسب فاضلون کی تقریظین لکھی ہوئی تھین ٭ لہ نازک دلم ای شوخ علاجم چو توان کرد ٭ من عاشق معشوق مزاجم
چو توان کرد ٭ من تبا بوت رفیعی رشکہا برد م کہ تو ٭ ہمرہش گریان ترا ز اہل غرا لی آمدی ٭ ولہ زاہد نہ کنگنہ
کہ تہاری تو ٭ ما غرق گناہیم کہ غفاری تو ٭ او تہارت خواند و ما غفارت ٭ یارب بکدام نام خوش داری تو ٭
رہائی یہ شیخ زین الدین خوافی کی نسل سے ہی دیوان اُسکا مشہور ہی ٭ کردی امید دارم از لطف خویش یارا
بر ما فتی ز مہر سوے امید ما را ٭ ولہ سفر کردم کہ شاید خاطرم از غم بیاساید ٭ چہ دانستم کہ صد کوہ غم در راہ پیش آید ٭
راز جہان ز ان گل مراجہ غنچہ از خون دل دست ٭ راز دل گفتن بہر کس نے نہایت مشکل ست ٭ ولہ ز چشم
من جز اشک ای نازنین من روان مگذر ٭ ز ما نے مردمی کن این چنین از مردمان مگذر ٭ ولہ ز تاب تبم
فشانی مرا مبا نہ آتش ٭ بنا زگرم کنی دست از کرا نہ آتش ٭ ولہ بشکر آن دہن تنگ و ابروی چو ہلال
چنان شدم کہ نیارد مرا کسی بخیال ٭ ولہ جفا ہین نہ ازان شوخ بے وفا دیدم ٭ ز ہر کہ چشم وفا داشتم جفا دیدم ٭
نوا ہی رفیق ز درد دلم چہ آگاہ ٭ کہ من ازان سر نامہربان جہا دیدم ٭ رو معنی یہ ایک مسخرا بیمیا تھا اکثر غزل
مین شعر لکھتا تھا مدتون تک بادشاہ کی ملازمت مین رہا ایک دیوان بھی اُسکا ہی حسین تخمیناً تین ہزار شعر مین
ولہ حیات جاودان خواہی شہید تیغ بیدادش ٭ مگر دزدی آب حیوان از دہ استادش ٭ ولہ از جفاے او
منی نامم کہ ستیزم رقیب ٭ یا بد از نا شیر زیادم کہ از بیدا کیست ٭ ولہ بود چون انگبری دست و پای دل گرم ٭

بے نظیر تھا یہ رباعی اسکی تصنیف ہے ؎ سیری بحریم جان دل منزل کن ✻ قطع نظر از صورت آب و گل کن ✻
جز معرفت خدائے ہیچ مست مہ ✻ بگذر زہمہ معرفتی حاصل کن ✻ ولہ نہ بہر چشم درد آن نرگس بیماری بند ✻
در رحمت بروی عاشقان ارمی بند ✻ ولہ ناصح مگو برای بتے نازمرا ✻ دیگر مکن عذاب برای خدا مرا ✻ سیری
نام انکا میرزا بیگ تھا خواجہ مینا کا بھتیجا تھا جو خواجہ جہان کے نام سے مشہور ہے صاحب دیوان ہے اشعار اسکے
تصنیف ہین ؎ از تسبیم دفع زہر چشم خشم اللہ دکن ✻ کز نمک سازند شیرین چون بود بادام تلخ ✻ ولہ دل غریب
بکوے بلاگذارے کرد ✻ غریب کوی تو شد دل غریب کارے کرد ✻ ولہ چون لالہ جام گیر سیری بدور شاہ ✻ اکنون
کہ گل شگفت و گلستان معطر است ✻ شاہ بلند قدر ہمایون کہ از شرف ✻ خاک درش بمرتبہ زافلاک برتر است ✻ سیری
بیرم خان کا ملازم تھا خان مذکور نے ایک مرتبہ سات ہزار روپیہ حضرت امام رضا کے روضہ مبارکہ کی نذر کے
لیئے اسکے ہاتھ بھیجے تھے اسنے سب مصرف پر پہونچا دیئے وہان طلسماب نے اس سے مواخذہ کیا اور شہ نو سعد
چہارمین شکنجہ سے خلاصی پائی ولہ رخسارہ زردم چو در آئینہ عیان شد ✻ آئینہ زعکس رخ من برگ خزان شد ✻
ولہ سینہ تنگم کہ جا دارد غم جانان در و ✻ جای آن دارد کہ از شادی نگنجد جان در و سہمی اسکا باپ تیرگری کا
کام کرتا تھا اسی مناسبت سے اسنے اپنا تخلص سہمی قرار کیا تھا میرزا غزنیکو کا کی خدمت مین اسنے نشو و نما پائی
دس برس کی عمر سے شعر کہتا تھا اس فن مین اسکو بہت شوق ہو گئی تھی اسیدی رازی کا قصیدہ جسکا
مطلع یہ ہے ؎ ای تو سلطان ملک زیبائی ✻ ماگدا پیشگان تماشائی ✻ اسکے جواب مین اسنے بھی قصیدہ لکھا تھا
ایک روز دربار عام مین اپنے قصیدہ کو بیٹھا پڑھ رہا تھا جب اس مصرع پر پہونچا ع سنی پاکو بخارائی ✻ اسکے خان
میر بخشی نے جو باطن مین رافضی تھا اور ظاہر مین اپنے مذہب کو چھپاتا تھا کہا کہ ملا سنی ناپاک بھی ہوتے ہین میرزا غزنیکو کا
اسی وقت جواب دیا کہ ہان ہوتے ہین جیسے تم قاسم ارسلان نے اسکے حق مین یہ رباعی لکھی تھی ؎ سہمی زری
وطریفی فرزند ✻ چون گربہ چو بشغال و میمون فرزند ✻ زنہار بر ایشان سخن خویش مخوان ✻ کانہا دو ستہ
شاعر مضمون فرزند ✻ اسنے اسیدی کے قصیدہ کے جواب مین یہ کہا تھا ؎ در دل خیال خالت پیوستہ
دشت منزل ✻ پیشت نکردم اظہار این داغ ماند بر دل ✻ در مزرع محبت تخم امید کشتم ✻ جز کشت نا امیدی
چیزے نگشت حاصل ✻ در آئینہ چو دیدی رخسار خونفشان را ✻ آئینہ آب گردید از شرم در مقابل ✻ ولہ
ہلال نیست کہ بر اوج چرخ جا کردہ ✻ زبہر کشتن من تیغ در ہوا کردہ ✻ ولہ ہلال عید منسبت داشتے باطاق ابرو
اگر بروی ہلالی دیگری پیوستہ پہلویش ✻ ولہ ہان و سرمہ ی ہوادار ناز کی نگر کہ چون کنم زبانش نمیگذارد در سخن مرا

ولہ پیش من از بہر آزار دل ریش آمدی ✤ من چہا کردم کہ با من اینچنین پیش آمدی ✤ **سقا** یا یک فقیر آزاد مشرب تھا شیخ جامی محمد ثنوشانی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان مین مرید تھا جذبہ سے خالی نہ تھا ہمیشہ آگرہ کو چون مین اپنے چند شاگردون کو ساتھ لیے لوگون کو پانی پلاتا پھرتا تھا اور اس حال مین بھی اکثر شعر بدارسکی زبان پر رہتے تھے ایک مرتبہ اسکے پیرزادون مین سے ایک شخص ہندوستان مین آیا سقا نے جو کچھ اپنے پاس رکھتا تھا سب اسکی نذر کر دیا اور بالکل تجرید اختیار کر کے سر تذہیب کا راستہ لیا اثنائے راہ مین اسکا انتقال ہو گیا وہ ملک بالکل کفرستان تھا ایک شخص کو خواب مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی اسنے غیب سے پیدا ہو کر اسکی تجہیز و تکفین کی کئی دیوان اسنے جمع کیے تھے مگر جب اسپر جذبہ غالب ہوتا تھا سب کو دھو ڈالتا تھا جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ بھی ایک بڑا دیوان ہے ✤ بخیال عارفش صد نہر چیرانی دارم ✤ بدرو نقطہ چون پرکار سرگردانی دارم ✤ من دیوانہ از خوبان ازان قطع نظر کردم ✤ کہ در کاشانۂ دل چون تو یار جانی دارم ✤ ولہ اساس پارسائی را شکستم تا چہ پیش آید ✤ سر بازار رسوائی نشستم تا چہ پیش آید ✤ ولہ دل دیوانہ انگشت روی تو می بینم ✤ بہر سو بستہ زنجیر گیسوی تو می بینم ✤ ولہ از گریہ شدم غرق بخون جگر امروز ✤ ای دل مہ از نالہ مرا در سر امروز ✤ ولہ عشق آن گل پیرہن بارم گریبان می کشد ✤ وہ کہ چاک جیبم آخر تا بدامان می کشد ✤ **سیاہی** یہ خواجہ کلان بیگ کا پوتا تھا یہ رباعی اسکی تصنیف ہے رباعی افسوس کہ وقت گل بزودی بگذشت ✤ فریاد کہ تا چشم کشودی بگذشت ✤ بے چشم و خطت بنفشہ و نرگس را ✤ ایام بکبوری و کبودی بگذشت ✤ شنہ ۹۰ نوسو ہجری مین آگرہ مین اسکا انتقال ہوا **سرمدی اصفہانی** یہ شریف ہے اور مدت تک چوکی نویس تھا اپنے شریف آقا کے ساتھ ہندوستان مین کسی خدمت کے لیے متعین ہے اول فیضی تخلص کرتا تھا جب اکبر کے دربار مین اسکو شیخ فیضی سے معاصرہ اتفاق ہوا تو اسنے اس تخلص کو چھوڑ کر سرمدی تخلص اختیار کیا ✤ تا تیغ ناز آن بت مغرور شد بلند ✤ صد گردن نظارگی از دور شد بلند ✤ ولہ ہر دم در سر بگل در بغل آئی چو در کاشانہ ام ✤ بہر تماشا بشگفد خاشاک محنت خانہ ام ✤ ولہ تا بر سر کوئین نہادیم قدم را ✤ دستی نبرد بر دل ما شادی و غم را ✤ **ساقی جزائری** یہ عربی تھا باپ اسکا شیخ ابراہیم ایک فقیہ فاضل شیعہ مذہب تھا اور اس مذہب کے لوگ اسکو مجتہد سمجھتے تھے وطن اسکا مشہد مین تھا ساقی کا تولد بھی وہین ہوا تھا کسی قدر علم بھی اسنے حاصل کیا تھا خوش طبع شیرین کلام تھا دکن سے ہندوستان مین آیا تھا بنگالہ مین ہے ✤ زجانم گاہ گریہ آہ در آغوش می خیزد ✤ بلی چون آب بر آتش فشانے دود می خیزد ✤ ولہ آزردہ دلم از ستم یار مگر دد ✤ تا باعث خوش حالی اغیار مگر دد ✤ ولہ چون تیر بگذر از من

زدیدہ آب برآید ٭ زدیدہ آب زتیزی آفتاب برآید ٭ تپد دلم کہ مبادا نجوانش آمدہ باشی ٭ بپیش من تو کسی مضطرب
زخواب درآید ٭ ولہ ہرنفس دل زہوای مژہ خونبار کند ٭ تامرا باز بدست تو گرفتار کند ٭ زان نگہ یافت کہ جان
گشت شکارش آخر ٭ شست را تیر ہدف خوردہ خبردار کند ٭ دل ہمان گرم محبت تو ہمان مستغنی ٭ ساقی این درد
بگو پیش کہ اظہار کند ٭ سعیدی نام اسکا سید شاہی تھا گرم سیر کے سیدون مین سے تھا کابل مین آکے
توطن اختیار کیا تھا خوش طبع خوش گو تھا تصوف مین بھی کچھ اسکو مہارت تھی شیخ سلیم چشتی کا مرید تھا ایک مدت
اکبر کی خدمت مین رہا پھر جدا ہوکر اُمرا کے ساتھ بسر کرنے لگا اتالیق خان کے ساتھ کابل مین رہا ذکر اُسکا پہلے بھی
مذکور ہوچکا ہے ولہ اول سرگرمی عشق ست و دل در اضطراب ٭ ہمچو طفلے کو تپد ہنگام بیداری زخواب ٭ ولہ
گل حائل کرد تا سر وسہی بالای من ٭ من زگل در رشک و گل در حیرت از بیرہنش ٭ ولہ نالہ ازدل گم گشتہ ام
نشان کہ چہ شد ٭ نسیم اگرچہ دوزلف تو تار تار کشاد ٭ درخانہ زادیت نتوانم قدم نہاد ٭ ولہ کز پرتو رخ تو ہمہ خانہ پرنور شد
از لطف و عتاب تو زمارا زنہ خبر ٭ از کشتہ تسلیم تو آواز نخیزد ٭ ولہ گرچہ کس را بعہد شاہ جہان ٭ جز دم آب و گہنہ
دلق نماند ٭ لیک صد شکر کز نہایت فقر ٭ حسدی در میان خلق نماند ٭ ولہ قصیدہ تو برای صاحب عطا گفتم ٭ کہ
ہست نسخہ فضل و کمال را فہرست ٭ باین عطا کہ نمودی تو در برابر آن ٭ زدولت تو مرا رشتہ امید گسست ٭ نہ ذکر اشعر
شعر من این عطای تو بود ٭ عطای خویش نگہدار و شعر من ببرست ٭ ولہ استغفر اللہ ازدل بی چاشنی درد ٭
پیکان بسینہ بہ نہ دل مُردہ در بغل ٭ شاہ ابو المعالی ذکر اُسکا پہلے مذکور ہوچکا ہے شعر خوب کہتا تھا و لہ
جان من ہم صحبت اغیار بودن نیک نیست ٭ جز من بیکس بہر یک یار بودن نیک نیست ٭ خوش بود از زردرو
عاشق گہی گہی لطف نیز ٭ دلبران پیوستہ آزار بودن نیک نیست ٭ برامید وصل خوش میباش در کنج فراق
تا امید از دولت بیدار بودن نیک نیست ٭ ولہ جدا از وصل تو ای دلبر یگانہ نشدم ٭ اسیر بند فراقت بہر بہانہ شدم
در بس فسانہ عشق تو خواندہ ام ہر جا ٭ میان مردم عالم بدین فسانہ شدم ٭ ہزار گونہ غم حاصل ست در دل ازو
اگر مرا نہ کشد غم دگرچہ حاصل ازو ٭ شیری کو کوہ ال پنجاب کے علاقہ کے ایک گانون کا رہنے والا ہے باپ اسکا
سبجیون کی قوم سے تھا جو ایک بڑی قوم مشہور ہے مان اُسکی سیدانی تھی اگرچہ عامی آدمی تھا مگر اُسکی طبیعت
عالی اور وضع بہت اچھی تھی اپنے باپ مولانا یحیی کی خدمت مین تعلیم پائی تھی یہ مطلع اُسکے باپ کا ہی
ہست از بارانِ لطفت ای کریم کارساز ٭ ورد دل دانا بہر یک قطرہ صد دریای راز ٭ شعر کہنے پر اُسکو بڑی قدرت
تھی چنانچہ خود دعوی کرتا تھا کہ ایک شب مین نے تیس غزلین کہی تھین واللہ اعلم ایک روز مجلس مین

دیوان مین سے ایک قطعہ پڑھ رہا تھا جسکا ایک مصرع یہ تھا ع چار ذقر شعر در آب چنانچہ ناظم مولانا آزاد
امروہوی نے کہا کہ اچھا ہوتا کہ اس بھٹے پرانے کو بھی آمین ڈال دیتے فقیری کا بھی ورد اسکو حاصل تھا چنانچہ
کہتا ہے ؎ صاحب خوان فقرم و ہرگز ۔ ہست من نخواہد از جانان ۔ قرص سنہ و شربت دو پنجاہ ۔ بہ کہ انعام ایشیا
مسلمانان ۔ گلہ شکوہ لکھنے مین اسکو بڑی مہارت تھی چنانچہ اسنے ایک قطعہ لکھا ہے قطعہ گذشتگان عشرت
کنید کاسہ دید ۔ از انکہ عیش بر افتاد از میانہ ما ۔ آیا کسان کہ پس از ما رسند فاتحہ ۔ بشکر آنکہ نبود دیدہ در زمانہ ما ۔ تتمہ
اور قطعہ کہ کئی مین سب شاعرون سے غالب ہے اس قطعہ سے اسکا حال خوب کھلتا ہے ؎ اگر از شعر شیریم پرسی
گویم او در میانہ انصاف ست ۔ نہ ہمہ شعر شاعران سرہ ست ۔ نہ ہمہ باد و کشان صاف ست ۔ شیری از دوال امکن
کہ مناسب بحال اشراف ست ۔ غزل و مثنوی این جملہ سقط ۔ وین سخن نی ستیزہ فی الاف ست ۔ چند شعر اسکے لکھے جاتے ہین
؎ چنان فریفتہ شد دل جمال سلمی را ۔ کہ با دل ست بدر شتگی تسلی را ۔ دران دلی کہ توئی یاد دیگرے کردن
درون کعبہ پرستیدن ست عزی را ۔ ہجوم نازخیان گرد پیش یار گرفت ۔ کہ راہ نیست دران تنگنا تنار را ۔ و لہ
کاروان گو تیز تر میران کہ از درد فراق ۔ مصر فریاد زرنیخا بر نتابد پیش ازین ۔ و لہ بستم بہ نامہ تار سفید اشارتے
کز دو رہے تو در رگ خود خون نماندہ ست ۔ و لہ بی رخت دریاے درد غم وجود ما بود ۔ استخوان پہلوی ما موج
آن دریا بود ۔ و لہ یکف تیغ ستم از بہر قتلم تیز می آید ۔ زبیداد تو چہ میگویند ازان خونریز می آید ۔ ز بس امیدوار اے
قاصدے پندار واز شیرین ۔ سوی فرہاد مسکین گر ہمہ پرویز می آید ۔ و لہ چرا اشک در چشمم از وداع یار میگردی
کجا بودی کہ اکنون مانع دیدار می گردی ۔ سراپا جانی ای باد صبا در قالب شوقم ۔ سرت گردم مگر در کوی او بسیار
میگردی ۔ آور سوال و جواب مین اسنے ایک قصیدہ لکھا تھا جسکے چند اشعار یہ ہین ؎ گفتم ای دل ز چہ اوضاع
جہان گشت بدل ۔ گفت خاموش کہ در مغز فلک رفتہ تغلل ۔ گفتم از چاہ امید آب تمنا نرسد ۔ گفت
کوتاہ بود از دی رسن طول امل ۔ گفتم آسایشی ازہست بگوئید کجاست ۔ گفت در خواب نما پند ازین خواب
اجل ۔ گفتم آیا نفسے شاد و تواں بر دو بسر ۔ گفت قول ست کہ ہرگز نہ در آید بعمل ۔ گفتم آن یار چرا ابروئی چین دارد
گفت با صاحب بد خو نتوان کرد جدل ۔ گفتم آئینہ دانش ہمہ جا رنگ گرفت ۔ گفت کو مصقلہ جود کہ گیرد صیقل
گفتم اہل سخن آرایش مجلس باشند ۔ گفت زنہار نتوان گفت بہ ارباب دول ۔ گفتم افسوس ازین مردم دور اندیش
گفت زیاد ازین قوم جفا جوی دغل ۔ گفتم از بہر تفصیل شکایت دارم ۔ گفت باید بہ شنشا بگوئی مجمل
گفتمش اکبر جم قدر سلیمان دانش ۔ گفت خاقان بلند اختر خورشید محل ۔ گفتم آن ذات نبی آیہ تعظیم ثانی

گفت آن خلق خدا را بتفضل اول ✤ گفتم اهل و نسبش لازم تاج ست و سریر ✤ گفت لطف و کرمش حامی ملک ست و دول ✤
اور ایک قصیدہ اُسنے التزام فیل مین لکھا تھا جسکے دو شعر یہ ہین ؎ ای خوش آن شہا کہ ہر دم رقصای فیل او ✤
سورہ واللیل خوانم بر لب آبی بیاد ✤ فیل رفتاران آہو چشم کو کوداں را ✤ میکنم ہر لحظہ یاد و میکشم از سینہ آہ ✤ اور مشکع
اُسکے قصیدہ کا ہی جسمین چھ چیزون کا التزام کیا تھا ؎ ای جہان دفتیفہ حکمت بضرب تیغ و تیر ✤ تا جدار تخت و بخت
از فیل و اسپ افتای گیر ✤ تاج و تخت و تیغ و تیر ست مہر و مہ برق و شہاب ✤ در شمار فیل و اسپ گشتہ عاجز خندد ست
جب مہابھارت کے ترجمہ پر مامور تھا تو کہا کرتا تھا یہ کہانیین ایسی ہین جیسے کوئی حالت نیند مین خواب دیکھتا ہے
اور ملا شیری کی وفات کوہستان یوسف زئی مین ۹۹۴ھ نوسو چورانوے مین ہوئی شکیبی اصفہانی
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ تھوڑے دن ہوے جو ہندوستان مین آیا ہے خانخانان ابدبیرم خان کے
پاس رہتا ہے ولہ ہنوز نالۂ شبہاے من اثر دارد ✤ کمان شکستہ من تیر کارگر دارد ✤ دلم بہجر در آویخت رستخیز عجب ✤
کہ دست عربدہ با کوہ در کمر دارد ✤ تو گل بدامن یاران فشان کہ خستہ ہجر ✤ بنوک ہر مژہ صد پارۂ جگر دارد ✤ ولہ
ای خدا جنس مرا از غیب بازاری بدہ ✤ مشتری دل بدہ داری خریداری بدہ ✤ ولہ در دست متاعم ظرف چشم
چہ پرسی ✤ دانم کہ تو نستانی و من ہم نفروشم ✤ ولہ لذت در و محبت کی فراموش شود ✤ آن نمک را من بمزہ استخوان
افشاندہ ام ✤ شجاعی تخلص حکیم سیف الملوک کا ہی میر سید محمد جامہ باف فکری تخلص کا جد میر باعی کے
نام سے مشہور تھا علاج کرتا تھا اُسوقت میر نے یہ قطعہ اُسکے حق مین لکھا تھا ؎ سیف قاطع نہ گان مولوی
سیف الملوک ✤ آنکہ طرح نو بحکمت در عمل آوردہ بود ✤ دمی اجل میگفت بہر بودن جان مریض ✤ ہر کجا رفتم پیش
از ما علاجی کردہ بود ✤ مولانا نے میر کی بد پرہیزی کے باب مین لکھا تھا رباعی مستزاد ای میر مرا عشق تو چون
می کند ✤ در معدہ مست ✤ در می گند بر بدہ چون می گند ✤ زاد خال نخست ✤ لاحی کہ در رباعی جانگند ✤ با خط خیال
خود کو کہ در قصیدہ چون می گند ✤ با ثالث درست ✤ یہ اشعار شجاعی کے طبع زاد ہین ؎ ترسم ای بتان دلربای
سری باموی تر و لیده ✤ سرت گردم کہ با عاشق سری داری بموئی ✤ ولہ مار زلف افتادہ بر خسار جانان نیست
یا گریز روی آتش رشتۂ جان نیست ✤ ولہ جای مازیر زمین بہ کز برای نفس شوم ✤ منت دنیی مین از اہل عالم میکشم
شعوری تربتی ایک طالبعلم تھا ولہ ای کہ ز بیم ہجر او در سکرات مردنی ✤ مژدہ کہ آن مسیح دم میرسد و میرسد ✤
ولہ مرا ز خانہ برون ہر دم آرزوی تو آرد ✤ گرفتہ شوق گریبان من بسوی تو آرد ✤ ہزار گونہ جفا میکند رقیب ستمگر
ولی شعوری سکین چہان بروی تو آرد ✤ وضع عشق در آمد رگ جانش گرفت ✤ ولہ زلف بکمش بمن خ مہوش داد

نعل برای تو در آتش نہاد ✤ عہد بود تخم وفا کاشتن ✤ چیست وفا عہد نگہداشتن ✤ ولہ غنیمت آن دان کہ بر بلال عکس ہلالی ست در آب زلال ✤ ولہ فی کہ چو خورشید گرفت ارتفاع ✤ ماہ عیان گشت ز تحت الشعاع ✤ ملا اصافی حلوائی سمرقندی یہ بڑا عالم خوش فہم اور خوش تقریر تھا اسکا مرتبہ اس سے بڑھا ہوا ہی کہ شاعروں کے زمرہ مین اسکا ذکر کیا جاوے مدت تک ہندوستان مین رہکر حج کو گیا اور وہان سے ۹۰۰ نو سو اٹھتر مین واپس ہوکر اپنے مکان کو جاتا تھا راستہ مین میرزا محمد حکیم نے روک لیا اور اس سے سبق شروع کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل وہ ماوراء النہر مین معزز ہی ولہ دل گم شد و نمیدہم کس نشان نمیدہد ✤ و خندہ ست لعل تو دام صد گمان از و ✤ ولہ خود رفت جائی دل آوارہ را منزل نشد ✤ از درت گفتم شوم آوارہ اما دل نشد ✤ ولہ ہمچو خورشید از ای ماہ سیما آمدی ✤ خوب رفتی جان من بسیار زیبا آمدی ✤ ولہ ہر گل شمع ہر محفل نمیخواہم ✤ ہر طرف چون نیلوفر گل مائل نمیخواہم ✤ ولہ ضمیر دوست چو آئینہ در مقابل ماست ✤ درو معائنہ پیداست انچہ در دل ماست ✤ ولہ درد عشقی کہ تو پنہان در دل و جان داشتم ✤ شد عیان از چہرہ ام ہر چند پنہان داشتم ✤ ولہ سہی سروی کہ پرورد در و چشم خونبارش ✤ بچشم خویش می بینم کنون با خس و خارش ✤ ولہ بیا ای اشک ازین فتن زچشم تر نمیخواہم مرا سودای عالم ساختی دیگر چہ میخواہی ✤ صبوحی یہ قوم چغتائی سے ہی بالکل بے قید لاابالی تھا شعر مین اسکو خوب مہارت تھی ولہ دلم کہ مہر تو دارد ہمین تو میدانی ✤ نگفتہ ام بکس این راز را خدا دانست ✤ ولہ بیجا بانہ در آز در کاشانہ ما ✤ کہ کسے نیست بجز درد تو در خانہ ما ✤ ولہ عاشق شدی محنت ہجران بکشیدی ✤ کس پیش تو غم نامہ ہجران چہ کشاید ✤ ولہ ہیچ جائی نشستی کہ قیمت نشست ✤ جز دل من کہ تو جا کردی و بیرون ماند ✤ ولہ من امشب با خیالت از خفای ہجر جان بردم ✤ خیالت در میان جان در آمد ورنہ می مردم ✤ ولہ فغان کز چشم آن نامہربان زنگونہ افتادہ ✤ کہ ہرگز چشم او بر من نیفتادہ ست پنداری ✤ ولہ خیالت در نظر آورد میگویم وصال ست این ✤ وصالت را تمنا میکنم لیکن خیال ست این ✤ ولہ ضعف غالب شد و از نالہ فرو ماند دلم ✤ دگر از حال من او را کہ خبر خواہد کرد ✤ حالت خویش چہ حاجت کہ بر و شرح دہم ✤ گر ز اسرار دلی ہست اشارت کردہ ✤ ولہ در راہ افتادن مژگان بلا انگیز می باشد ✤ بیاض دیدہ چون گلگون شود خونریز میباشد ✤ سنہ ۹۰۰ نو سو تر مین آگرہ مین انتقال ہوا اور صبوحی می خوار تاریخ اسکی ہی صاحبی یہ ہرات کا رہنے والا اور طالب علم اصافن شعرا اور انشا مین اسکو بڑی مہارت تھی مدت تک خسروان کے زمرہ مین باہم رہے ولہ من مائل کہ طرف چمن گیرد ✤ ولہ شب فراق تو در خانہ ہای دیدہ مرا ✤ نہ بستہ خون جگر آنچنان کہ خواب آید ✤ یہ شعر

اُسنے امیر خسرو کے اِس شعر کی تتبع مین لکھا تھا ؎ بگرد و دیدۂ خود خار از قرہ کردم ؎ کہ گفتی خیال تو بیرون رود
نہ خواب در آید ؎ ولہ بدو چشم خون فشانم ز غمت شب جدائی ؎ چہ کنم کہ ہست اینہا گل و نوآشنائی ؎ سر و برگ گل ندارم
چہ روم بگشت گلشن ؎ کہ شنیدہ ام ز گلہا ہمہ بوی آشنائی ؎ چو سگان بر استخوانی تو ازان گزیدہ ام جا ؎ کہ قریب در نیاید
بہانۂ گدائی ؎ ولہ تا سر م گشت ازان خنجر جدا دو جدا ؎ سر جدا غرقۂ خون شد دل ناشاد جدا ؎ عاشقی پایۂ دردست
چہ ہجران چہ وصال ؎ خسرو از عشق جدا نالد و فرہاد جدا ؎ **صادقی** قندھاری مولد ہروی اصل ہے
مدت تک ہندوستان مین رہا اور وہین مرگیا ؎ مرا از بسکہ از تیغ تو در تن چاک می افتد ؎ بہر پہلو کہ می افتم
دلم بر خاک می افتد ؎ ولہ دل مجروح را پروای تن نیست ؎ شہید عشق محتاج کفن نیست ؎ مرا چون تنگ روزی
آفریدند ؎ چرا ہیچم نصیبے زان دہن نیست ؎ خیالی از تنم باقی ست و آنہم ؎ چو نیکو بنگری جز
پیرہن نیست ؎ ولہ روز یکہ قسمت ہمہ کس از قضا رسید ؎ شادی نصیب غیر شد و غم بما رسید ؎ ای
دل مگر کہ میرسد آن مہ بنالہ را ؎ چندین ہزار نالہ کہ کردم کجا رسید ؎ رسا عی ای قصر جفا بافتہ بنیاد از تو ؎
وی رفتہ بنای عمر بر باد از تو ؎ تو گنج ملاحتی ولیکن ہرگز ؎ ویرانۂ ما نگشت آباد از تو ؎ **صرفی** تخلص شیخ
یعقوب کشمیر کا ہے جنکا حال پہلے مذکور ہو چکا ہے جمیع صفتین اُسکی ذات مین موجود تھین اور جمیع فنون مین
کامل تھے اور ہر فن مین اُنکی تصانیف ہے اشعار اُنکے بہت بلیغ ہوتے تھے ولہ بر رخ فگند چاشتگہ آن نقاب را
پیش از زوال شام رسید آفتاب را ؎ ولہ از تو تیا میرس و زان خاک در مپرس ؎ خاصیتش ز مردم صاحب نظر
بپرس ؎ آخر عمر مین اُسنے ایک تفسیر بہت بڑی تفسیر کبیر کے برابر لکھنے کا ارادہ کیا تھا اور کچھ تھوڑا سا سودہ بھی
کیا تھا پر عرصہ مین اُنکا انتقال ہو گیا **صرفی** ساوجی مدت تک گجرات مین خواجہ نظام الدین احمد کے
پاس رہا پھر لاہور مین آیا اور وہیں رہ گیا تھا جس زمانہ مین شیخ فیضی دکن کی طرف روانہ ہوا تھا
تو صرفی بھی اُسکے ساتھ تھا وہین اُسکا انتقال ہو گیا صاحب دیوان ہے ولہ زراہ کعبہ ممنوع گر نمی گردم ؎ بسا ایام
کف پای برہنہ چون خار مغیلانش ؎ ولہ گلفروش من کہ خواہد گل بہا بازار آورد ؎ باید اول تاب غوغاے
خریدار آورد ؎ ولہ گرم خواہی بسوزی آتش رخسار روشن کن ؎ کہ از خاکستر من تا قیامت نور بر خیزد ؎
صیوری ہمدانی خان زمان کے معرکہ مین قید ہوا قتل سے خلاصی پائی لیکن موت سے نہ چھوٹا ولہ
سپردم جان من بی صبر و دل از داغ ہجرانش ؎ چہ دردست این کہ غیر از جان بیرون نیست درمانش ؎ چو سوز
آشکارا پیش از اظہار نیگردد ؎ چسان آگاہ سازم از جراحتہاے پنہانش ؎ چو در شبگون لباس آن نسہ

بسیر شب برون آید ۔ فروغِ صبح ظاہر گردد از چاکِ گریبانش ۔ ولہ کاش از خنجرِ من سینۂ او چاک شود ۔ تا بہ بیند دل پاکم دل او پاک شود ۔ ولہ میانش دل مردمان می برد ۔ دل مردمان از میان می برد ۔ صالح دیوانہ اُسکو درگاہ سے عاقلی کا خطاب ملا تھا مدت تک اُسکو یا مقام رہا کہ جیتک پانچ یا چھ طباق کھانے کے خضر علیہ السلام کے نام پر کسی چشمہ دریا یا حوض پر نہ بھیجدیتا تھا ہرگز کھانا نہ کھاتا تھا قاسم ہندی ایک فیلبان کا بیٹا یا بچی طبیعت شاعر تھا اُسکے ہاتھ کھانا بھیجا کرتا تھا وہ بیچا کر اور پاجیوں کو کھانا کھلا دیتا تھا اور جب صالح پوچھتے تھے کہ خواجہ کو تمنے دیکھا وہ کہتا تھا ہاں اُنھوں نے بڑے شوق سے کھانا کھایا اور تمکو دعا دیتے تھے اسی قسم کی جھوٹی خبریں بیان کر دیتا تھا اور دیوانہ کو یقین آجاتا تھا ولہ چو سودائی سرِ زلفش بیا افگند و زنجیرم ۔ درین سودا بغیر از جان سپردن نیست تدبیرم ۔ مدت تک اکبر کے مقبروں میں سے رہا پھر مردود ہو کر کابل کو گیا اور جب وہاں سے واپس آیا تو حضرت سلطان المشائخ کے مزار فائض الانوار کی تولیت پر مقرر ہوا لیکن اُسنے اُسکو قبول نہ کیا اور پھر کابل کو چلا گیا طارقی ملا علی محدث ملا صادق کا بھائی ہے علم حدیث اُسنے ملک عرب میں تحصیل کیا تھا متقی اور پرہیزگار تھا دیارِ ہندوستان میں آیا ۱۰۰۰ نو سو اکاسی میں اُسکا انتقال ہوا ملا عالم کابلی نے یہ اُسکی تاریخ لکھی تھی ۔ دریغا کہ ناگاہ ملا علی را ۔ ربود از میان دست بردِ حوادث ۔ پی سالِ تاریخ او سال گفت ۔ بگو مردہ ملا علی محدث ۔ ولہ تن خاکی چنان افسردہ شد از داغ ہجرانم ۔ کہ رود بیرون چو گرد از جامہ گر دامن افشانم ولہ درون روضۂ جان قامتت نہال من ست ۔ نہال قد تو نازک تر از خیال من ست ۔ ولہ مردم چشمم از انجا در میان آب کرد ۔ تا کہ نتواند دمی با خود خیال خواب کرد ۔ ولہ در میان مردمان چون منی ست مارا عتبار ہمچو اشک خویش میخواہیم از مردم کنار ۔ ولہ تا دل اندر قید زلف مہوشان انداختم ۔ از برای خویشتن دام بلائے ساختم ۔ طریقی ساوجی یہ ایک بڈھا آدمی فاسق اور مسخرا تھا اور اپنی بیحیائی سے سب شاعروں کو تنگ رکھتا تھا آخر عمر میں زیارتِ حج سے مشرف ہوا وہیں اُسنے وفات پائی ولہ عشق بازان را بغیر از جان سپردن پیشہ چیست ۔ من گر از مردن نیندیشم دگر اندیشہ چیست ۔ ولہ کسی را جان نزد ست محنت ہجران نمیماند اگر امنیت ہجران ہمچکس را جان نماند ۔ ولہ درین دیار بجز خوارہ کہ دل بستم ۔ بدام زلف پری چہرہ گرفتار شدم ولہ من نمیدانم کہ پا در دامن ہمت کشد ۔ فی المثل منت نہ دنی از کسی منت کشد ۔ ولہ دیدیم بہ فتن آن سرو را ۔ ہر چند دیدہ دست تمنی فتن جان ۔ ولہ گفتی کہ زار میکشمت گر دمن مگر ۔ ذکرِ تو کردم از سخنِ خویشتن مگر ۔ ولہ دوش با وصف تو بخیالم چو وقت خواب در آمد ۔ بجواب من ہمہ شب ماہ و آفتاب در آمد ۔ بیاد آمدت با وجود

آنکہ بنیائی ✻ زجان قرار رود در دل اضطراب درآید ✻ ولہ در عشق افزود بہمدردی دین عالم نماند ✻ در بندے بود
بجنون در جہان او ہم نماند ✻ ولہ کردہ ام ازشاہد دنیا تجلی انقطاع ✻ تا نباشد باکسم از بہر دنیا نی نزاع ✻ ولہ نمیتوان
نفسے بیتو در جہان بودن ✻ چرا کہ جانی و بجان نمیتوان بودن ✻ ولہ کسی نگفت و نہ پرسید کین چہ مرحلہ بود ✻ کہ خضر آبکش
واپسین قافلہ بود ✻ ولہ شہر دلم سپاہ غمت را مسخر ست ✻ زین رو نہاے تازہ سپاہی لشکر ست ✻ طالب
اصفہانی آٹھ برس سے کشمیر مین رہتا ہے اول ایک آزاد وضع آدمی تھا آخر مین اُسنے نوکری اختیار کی اور
اکبر کی ملازمت مین آیا اکبر نے اُسکو کشمیر سے علی رائے حاکم تبت خرد کے پاس بطور ایلچی گری کے بھیجا تھا جب وہ
وہان سے لوٹا تو اُسنے وہان کے عجائب اور غرائب کے بیان مین ایک رسالہ لکھکر شیخ ابوالفضل کے سامنے پیش کیا تھا جو
اکبرنامہ مین داخل ہے اُن شعراء اُن شاعرون مین اُسکو اچھی مہارت تھی ولہ زہر ہم بفراق خود چشانی کہ چہ شد ✻ خونریزی و استین
فشانی کہ چہ شد ✻ اے غافل از انکہ تیغ ہجر تو چہ کرد ✻ خاکم بفشار تا بدانی کہ چہ شد ✻ ولہ غمنامۂ من دانی و کہنہ شود ✻
مہجوری من دانی و کہنہ شود ✻ دیرآمدنت مباد کین زخم فراق ✻ ترسم کہ تو دیر مانی و کہنہ شود ✻ ولہ یک رو زمن
خستہ رہ منزل دل ✻ از آبلہ پائی طلب ساختہ گل ✻ جان صرف رہی کنم کہ از بہر نیاز ✻ جان بر سر جان
باشد و دل بر سر دل ✻ ولہ بیش کوش کہ این یکدو عمر حجلہ نشین ✻ چو گل بر فتن از غنچہ ما در افگندہ ✻ چو برگ گل
کہ زباد بہاری افتد ✻ رویم از غم دل خاک بر افگندہ ✻ ولہ شادم از اہل جہان کز اثر صحبت شان ✻
بجہانی ندہم گوشۂ تنہائی را ✻ طالعی یزدی طالب علم خوش خط نستعلیق نویس تھا اگرہ مین کتابون کی جلدین
باندھا کرتا تھا ✻ ساقیا چند توان خورد غم عالم را ✻ باده پیش آر کہ بیرون کنم از دل غم را ✻ ہر دم کند آزار دل
گر خویش بر آرش کند ✻ دل کی شود بیزار ازو ہر چند آزارش کند ✻ بگذر ز خود تا ہمدم نیکو شوی ✻ تا ہمدمی ہمدم نیکو شوی ✻
غیر تو در عالم نیکو اہم ✻ ولہ گر بصد درد دل از من سخنی گوش کند ✻ بگذرد و قول غرض گوے و فراموش کند ✻
ولہ شود بیخود اگر گویم زحال خود سخن با او ✻ چہ حال ست اینکہ نتوان گفت حال خویشتن با او ✻ ولہ زاہد بصلاح
و زہد خود مناز ✻ عاشق بر دوست نقد جان میبازد ✻ دارد ہمہ نظر این ہر دو دوست ✻ تا دوست بود کے کہ
نظر انداز د ✻ ولہ پیش آر قناعتی گر از اہل دلی ✻ باشد کہ سگ نفس دنی را بکشی ✻ زنہار کہ آب و آش کم کاسہ
مخور ✻ کو دا گو دیدہ بصد شتاب و ترشی ✻ طفلی تلامذہ پیش فتح پوری کا بیٹا ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ
اُسکا چچا محمد صالح فتح پور کی خانقاہ مین اب مدرس ہے طفلی تیرہ برس کی عمر مین شرح شمسیہ پڑھتا تھا اور
شعر کوئی سطبیعت اُسکی نہایت مناسب تھی بڑے شاہزادہ کی خدمت مین رہتا تھا تخلص نہیں پایا

یہ چند شعر اُسکے قصیدہ کے ہین جو اُسنے بڑے شاہزادہ کی تعریف مین لکھے تھے ؎ ایا شہی کہ جہان از زہر تان خلل
بہ ورعد نقش فتنہ پاسبان آمد ؛ امید لطف تو ہست آنچنان کہ عاصی را ؛ گناہ آتش دوزخ نگاہبان آمد ؛ تو ئی کہ مرکب
عزم ترا بروز وغا ؛ ظفر علم کش و اقبال ہمعنان آمد ؛ رسانذ نامۂ اقبال دوش مرغ شرف ؛ کہ صیت شہپرش از اوج لامکان
آمد ؛ نوشتہ کاتب قدرت عبارتی کانرا ؛ امید ترجمہ و شوق ترجمان آمد ؛ ولہ گر حسن صنم جلوہ گر صومعہ رود ؛ سجادہ
سبحہ بزنار فروشند ؛ نقد دو جہان کس نشناسد زخریدار ؛ آنجا کہ متاع دل افگار فروشند ؛ مکتم کہ یافتہ ام ذوق نشتر
غم را ؛ زریش سینہ من خجلت ست مرہم را ؛ ولہ آنچہ ما کردیم با سلام در روز جزا ؛ جای آن دارد کہ دفتر دگر نویسیم
ولہ نوای بزم عشق آتش زن مضراب بود شب ؛ اشارت نغمہ سنج ابرو بریشم تاب بود شب ؛ ولہ کہ ای دل خندہ
ولب گزہ زن ؛ کہ شب رونق خون ناب عشق ست ؛ ولہ ہراس سر نشتم نیست زانکہ طعن رقیب ؛ بود سبب
عشاق آفرین خوانی ؛ زہی نگاہ تو غارتگر مسلمانی ؛ امید وعدہ تو مایہ پریشانی ؛ زسجدہ صنم ای برہمن مشو نومید ؛ کہ
ہست آئینہ سنجت داغ پیشانی ؛ ولہ کجا زنیم و مرہم فروشند درد ؛ مرا کہ مرہم دل خستہ شعلہ بار آرد ؛ یہ چند شعر
ترجیع بند کے ہین ؎ ای گریہ بشارتی کہ امشب ؛ خونناب جگر بدیدہ زد جوش ؛ وی وصل شعاعتی کہ شوقش ؛ تاراج نمود
کشور ہوش ؛ از ذوق سخن مگو کہ مارا ؛ نشتر بجر احتست ہمدوش ؛ این قصہ بکس نمیتوان گفت ؛ الماس نہ خرد ریزد
مخروش ؛ الغرض فارسی سمجھنا اور کہنا اس سن مین تعجب ہوتا ہی نہ یہ کہ وہ نہایت عمدہ شعر کہتا تھا ظہوری کے کون
رہتا تھا آزاد وش تھا امیرون کے گھر کم آتا جاتا تھا شیخ فیضی اُسکی اور ملک قمی کی بہت تعریف کیا کرتا تھا اور یہ
دونون چاہتے تھے کہ شیخ کے ساتھ پایہ تلمذ لاہور مین آوین مگر برہان الملک مانع ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین
کہ جب دکن مین کچھ بندوبست ہوا تو وہان کے لوگون نے ان دونون کو قتل کر ڈالا ظہوری صاحب دیوان تھا شیخ اُسے پاگل کہتا
ظہوری شکوہ بات از یار بیحیاست ؛ تو بی طالع فتاوی جرم او چیست ؛ عالم کابلی عارف تخلص ایک مبتلا شیر علی
خوش وقت تھا مباحثہ کے وقت اس قسم کی باتین کہا کرتا تھا کہ لوگ ہنستے ہنستے لوٹ جاتے تھے شرح مقاصد کی بحث مین اسنے
ایک تقریر لکھی ہی اور اسمین یہ لکھا ہی کہ یہ عبارت مین نے کتاب تصد سے لکھی ہی جو میری تصنیفات مین سے ہی اسی طرح شرح تجرید کے
مقابلہ مین تجدید یا ایک کتاب لکھی ہی ایک دو حاشیہ مطول پر لکھے تھے اور بیان کیا کہ یہ کتاب مین نے طول سے لکھی ہی جو
مطول اور اطول کے برابر ایک کتاب ہی اور ایک کتاب اُسی نے ہندوستان کے مشائخ کے حالات مین لکھی ہی اور اسمین
جو کچھ جس مجاور یا فقیر کا حال سن لیا ہی بلکہ کچھ اپنی طرف سے بھی بڑھا کر لکھدیا ہی اور اُسکا نام فواتح الولایت رکھا ہی جب
اُس سے پوچھا کہ واو عطف کے لیے کوئی معطوف چاہیے اور اُسکا یہان پتا نہین تو اُسنے جواب دیا کہ معطوف علیہ

یہان محذوف اور بدیہ الانتقال ہی یعنی فواتح الولایت و فواتح الولایت اول بکسر ثانی بفتح واو ولایت ہمیشہ قاضی خان
اس بات کا رشک تھا کہ اُسنے اول سجدہ کا اختراع کیا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک دفعہ پورب مین مجکو ہمراہ انظام الدین
کو صبح کے وقت زبردستی اپنے مکان پر لے گیا اور وہان اُسنے ایک معجون کھلائی جس سے خواہش بھوک کی بہت
ہوتی تھی اور پھر اپنی کتابین دیکھنا شروع کین صبح سے دوپہر تک ہم دونون نے بھوک کی مصیبت اُٹھائی آخر میرزا نے مجبور کر
کہا کہ کچھ کھانے کو ہو تو لاؤ اُسنے جواب دیا کہ مین یہ سمجھا تھا کہ آپ کھانا کھا کر آئے ہونگے ایک بکری کا بچہ میرے گھر مین ہی
کہو تو اُسکو ذبح کرلون مجبور ہو کر ہم دونون اپنے گھر اُٹھکر آئے اِس قسم کی حرکتین اُسکی بہت تھین یہ چند شعر اُس سے یادگار
ہین ؎ می پرد چشمی کہ میگشتم از و ہر لحظہ شاد ٭ غالبًا گاہی زدیوارش بر و خواہم نہاد ٭ شکست شیشہ عشرت بہر کہ پیوستم
گسست رشتہ صحبت بہر کہ پیوستم ٭ برای کشتن من تیغ کین کہ کف برخاست ٭ بہر کہ یک نفس از روی مہر نشستم ٭ چند
شعر اُسنے سلسلۃ الذہب کی زمین مین لکھے تھے اور اُس مہمل کتاب کا سلسلۃ الجرس نام رکھا اُسمین سب اپنی تصانیف
کا ذکر کیا تھا کہ وہ واقعہ مین ایک بھی نہ تھی فقط فرضی نام تھے چنانچہ اُسنے لکھا ہی ؎ دیدہ باشی بہ نسخہ تجدید ٭ کہ مجدد رسید
فیض جدید ٭ کاندرو صد موافقت ست نہان ٭ وز بیانش مقاصد ست عیان ٭ متن تجرید پیش او لنگست ٭
گلشن از قحط آب بیرنگ ست ٭ لمعہ اش بی تکلف و اغراق ٭ حکمت عین حکمت اشراق ٭ وآنکہ وہمش نہ رتبہ
نقل ست ٭ سہم و سنجش دلالہ اتصال ست ٭ وان دُری کان ز بحر جود آمد ٭ گنجہ الجوہری لوجود آمد ٭ جامع ان عوالم الآثار
من تعالیم عالم الاخبار ٭ کاندرو نوع عالمی صد و بست ٭ کردہ ام این صفت بگو کیست ٭ میر عبد الحی شہیدی
مدت تک ہمایون کے زمانہ مین صدارت کے منصب پر رہا اُسکا بھائی میر عبد اللہ قانونی خاص بادشاہی
مدیون مین سے تھا میر عبد الحی خط بابری کو جسے بابر بادشاہ نے نکالا تھا اور ایک قرآن اُسنے لکھکر
مکہ معظمہ کو بھیجا تھا اور اب اُس خط کا بالکل اثر باقی نہین رہا خوب جانتا تھا میر علاء الدولہ کے تذکرہ
مین لکھا ہی کہ میر عبد الحی کو بہت سے فن آتے تھے اور خط بابری کو اُس سے بہتر اور جلد کسی نے یاد نہین کیا
مگر میرزا عزیز کوکلتاش نے اُسکے جواب مین لکھا ہی کہ اُسکو کوئی فن نہ آتا تھا ہنر جو اُسمین تھا بس یہی خط بابری تھا
اور عجب طرح کا سادہ مزاج آدمی تھا ایسی ایسی نقلین کہ جنکو لڑکے بھی یقین نہ کرین بے محابا مجلسون مین
بیان کیا کرتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ میر زا اُس سے بہت آشنا تھا اِس وجہ سے اُسکا لکھنا
تحقیق معلوم ہوتا ہی شعر سے اُسکو ایک مناسبت تھی کسی فاضل نے محمد ہندال میرزا کے نام پر ایک رباعی
بطریق مرثیہ کے لکھی تھی جو نہایت مشہور ہی یہان تک کہ لڑکے اول اُسی کو یاد کرتے ہین اور وہ یہ ہی

رباعی

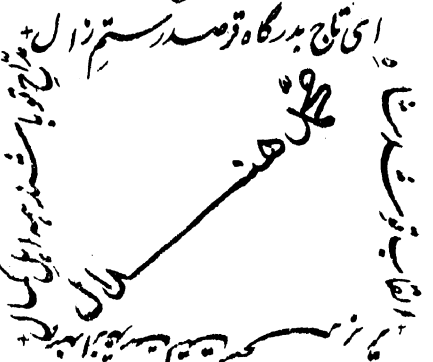

میر عبدالحی کہ وہ بھی مزاج لڑکون کا سار کھتا تھا اُسکے جواب مین اُسنے یہ رباعی کہی رباعی

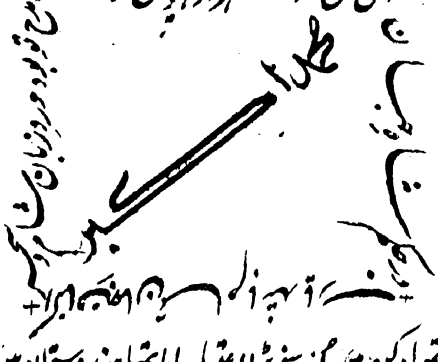

عتابی سید محمد نام تھا دکن مین اُسنے بڑا اعتبار پایا تھا ہندوستان مین آکر اُسنے اکبر کی ملازمت حاصل کی بڑا بے قید اور بیباک تھا کسی نے اکبر سے یہ عرض کیا کہ اسنے دکن مین شاہ فتح اللہ کی ہجو لکھی تھی جب اُس سے اکبر نے پوچھا تو اُسنے بالکل انکار کیا اور کہا کہ مین وہان کے آدمیون کی کیا اصل سمجھتا تھا جو مین اُنکی ہجو لکھتا اِس سبب سے اکبر اور زیادہ بدگمان ہوگیا فتح پور مین جب اُسکے مسودون کو دیکھا تو اُسمین اور دو چار آدمیون کی ہجو لکھی تھی دس برس تک اکبر نے اُسکو گوالیار مین قید رکھا پھر بڑے شاہزادہ کی سفارش سے اُسکے قصور معاف کیے اور لاہور مین طلب کیا پھر وہی حرکتین اُسکی باقی رہین ایک روز قاضی حسن قزوینی کے مکان پر گیا دربان مانع ہوا یہ دربان سے ماتا پائی کرکے اندر گھس گیا وہان بیٹھے ہوے لوگ کھانا کھا رہے تھے یہ بہت خفا ہوا اور کہا کہ فقط اِس کھانے کے لیے تمنے اہل علم و فضل پر دروازہ روکا ہے صاحب خانہ نے بہت عذر کیا اور سب حاضرین مجلس نے خوشامد کی اور کہا کہ آپ کو دربان نے پہچانا نہ تھا لیکن اُسنے کسی طرح کھانا نہ کھایا شعر عربی اور فارسی اور خط اور انشا مین اُسکو

بڑی مہارت تھی ایک دیوان بھی اُسکا ہے ولہ در گلخنِ ہوا دل فرزانہ سوختیم ٭ قندیل کعبہ بر در تیخانہ سوختیم ٭ ولہ مارا خصلت
این خون بجل را نبود دادیم ٭ گفتیم دو شتیم و بجل را نبود دادیم ٭ ولہ بغرت تو کہ ما بلبلان این چمنیم ٭ کہ گل شگفتہ ندیدہ ایم
باغ کجاست ٭ ولہ در کشور تو نام وفا گریہ آورد ٭ قاصد جدا و نامہ جدا گریہ آورد ٭ ولہ کوس سخا بلند ورہ آفتاب نیست ٭
این طرز خاص مجلس عام تو میکشد ٭ ولہ از سر کوی تو آلودہ بہتان فتیم ٭ عصمت آوردم و در دامن عصیان فتیم ٭
شب زلف تو جمعیت دلہا خوش کرد ٭ کہ زکوبت من آزردہ پریشان رفتم ٭ چشمہ خضر سبک قدمی نازد ٭ گر چہ
لب تشنہ تر از چاہ زنخدان رفتم ٭ قندمی سوختہ بہر در کہ زدم پنداری ٭ کہ بدر ویزہ سوی آن لب خندان رفتم ٭ در نہفتاد و
دہلیت زدم واز در یاس ٭ فاہیدا زمد دگر و سلمان رفتم ٭ ولہ زبیتابی عنابی دوری و جستم و اکنون ٭ چو دران بگذر دبی اختیارم گریہ
می آید ٭ ولہ در شرق رخت علم و خرد باختہ ام ٭ چہ علم و خرد کہ جان خود باختہ ام ٭ در راہ تو ہر چہ داشتم آخر غم ٭ در باختم و ہنوز بد باختہ ام
ولہ عجبی نیست کہ از آب و ہوای رخ تو ٭ زاہن دل بد مہر گیا آئینہ راہ رہائی کے بعد اکبر نے اُسکو ہزار روپیہ چرخ راہ کے دیکر
قلیچ خان کے حوالہ کیا تاکہ بندر سورت کے رستہ سے سفر حج کو روانہ کردے مگر وہ رستہ میں سے بھاگ کر کن کے حاکم سے
جا ملا عبیدی یا یک نوجوان تھا یہ شعر اُسکا ہے ٭ متاع درد کہ پرسیدیم نمی ارزد ٭ کرشمہ کہ پرسیدنش نمی ارزد ٭ اس شعر کی لاہور میں
مدت تک دھوم رہی ادرسی تقریب سے حکیم ابو الفتح اُسکی بہت سی تعریف کرکے اکبر کی ملازمت میں لے گیا اکبر نے اُس شعر کی
فرمایش کی تو اُس شعر کو چھوڑ کر ایک اور شعر شکایت زمانہ میں پڑھا کچھ اُسپر اکبر نے توجہ نہ کی پھر اُسکا پتا نہ ملا عشقی جان
یہ ترکستان کے شہزادوں میں سے ہے علم سیاق میں اُسکو اچھی مہارت تھی مدت تک میر بخشی رہا ایک دیوان اُسکا ہے جسمیں شعر اور
قصیدہ بہت ہیں الہور میں ایک مرتبہ اُسنے عرض کیا کہ میں اپنا کلیات پیش کیا چاہتا ہوں پھر چند روز کے بعد ایک قصیدہ اور
ایک نئی غزل پیش کرنا چاہی چونکہ یہ بات معلوم تھی کہ اسکے سب شعر سننے کے قابل ہوتے ہیں اسلیے اکبر نے کہا کہ اسکو بھی اُس
کلیات میں جمع کردو ایک ہی مرتبہ ہم سب سُن لینگے ایک مثنوی اُسنے بہت بڑی مثل مثنوی خمسہ نظامی کے لکھی ہے اُسکے بیٹے
رحمن قلی سلطان کو فن تاریخ میں بہت مہارت تھی اور یہ مصرعہ اُسکی مہر کا سجع تھا ٭ بندۂ رحمان قلی سلطان ولد عشقی خان ٭ یہ اشعار
عشقی خان کی تصنیف ہیں ٭ عکس چشم پر خمارت در شراب افتادہ است ٭ ہمچو مستے کز سرستی در آب افتادہ است ولہ
از شوق لبت مہر دہانم بزند ٭ بلکہ بہر دمیدن روی تو چشم دل کشود ٭ ولہ بوقت خط نوشتن سیکنم از گریہ تر کاغذ
ز رشک آنکہ بنویسد بنام تو بکاغذ ٭ علمی اسکا لقب ہے قرینہ معلوم ہوتا تھا دو غلبات کے سیدوں میں تھا اور خان زمان کے
نامی مصاحبوں میں داخل تھا مدت تک بدایون میں حاکم رہا اکثر فن اُسکو آتے تھے بڑا خوش طبع تھا جہانخان نام اہل
جو بدایون کے اکابر میں سے تھا ایک دن اُسکے سامنے اپنی مثنوی کا یہ شعر جو بسم اللہ کی تعریف میں تھا پڑھا ٭

ے کنگرہ مین جو خندان شدہ ٭ خندۂ او از بُن دندان شدہ ٭ میر نے کہا کہ کنگرہ مین کیا چیز ہے آپ کے شعر مین سب در و دیوار خندان ہین کبھی کبھی میر شعر کی فکر بھی کیا کرتا تھا ولہ ای دل ہمہ شب آن سنگ کو خواب ندارد ٭ از نالۂ و فریاد و فغانی کہ تو داری ٭ میر عزیز اللہ سید سعید سیفی قزوینی ہی فن سپاہی اور منشی گری مین کامل تھا علوم شریفہ اُسکو حاصل تھے مدت تک دیوان ہاجب ہندوستان مین کروری مقرر ہوے تو اُسنے کوشش کر کے پنج کرور روپیہ صوبہ سنبھل سے حاصل کیا آخر مدت تک اُسکے حساب کے مواخذہ مین گرفتار رہا غرت کے بدلے ذلت حاصل ہوی جو کچھ مال اسباب اُسکے پاس تھا سب خزانہ مین داخل ہوا ولہ سبزۂ خط رستہ از لعلش ببسے با آب و تاب ٭ زانکہ دائم میخورد از چشمۂ خورشید آب ٭ ولہ چنین کافتادہ در راہ غم و محنت چو خاشاکم ٭ نسیم لطف و احسانت مگر برداردہ از خاکم ٭ ولہ یارب از جمعیت عصیان پریشانم ببسے ٭ رحمتے فرما کہ زیر بار عصیانم ببسے ٭ غم فراوان غصہ بسیار کم غمخوارئی ٭ چون کنم یاران بکار خویش حیرانم ببسے ٭ میرزا عزیز کوکہ اسکا لقب اعظم خان تھا حسن اخلاق اور انواع فضائل سے موصوف تھا ذہن عالی فہم اور ذہین تھا ابتداے زمانہ مین کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا ولہ چون نشد حاصل مرا کام از دل نامہوس و ننگ ٭ بعد ازین خواہم زدن بر شیشۂ ناموس سنگ ٭ ولہ ای زلف چلیپای تو زنجیر دل من ٭ وی عشق تو آمیختہ با آب و گل من ٭ ولہ نیست کار و بار عالم را مدار ٭ دل ز کار و بار او افسردہ بہ ٭ ولہ گشت بیمار دل از درد و غم تنہائی ٭ ای طبیب دل بیمار چہ میفرمائی ٭ ولہ جان غم فرسود من شد خاک در راہ وفا ٭ بیوفا یار اطریق خاکساری را ببین ٭ اُسنے اگرہ مین ایک باغ جہان آرا بنایا تھا اور اُسمین بہت سے نقش و نگار کیے اُسپر یہ رباعی کندہ کی تھی ے یارب بصفاے دل ارباب نشین ٭ کان نزد تو ہست خوب تر از ہمہ چیز ٭ چون نیست بتو فیق تو این خانہ تمام ٭ از راہ کرم فرست مہمان عزیز ٭ عہدی شیرازی مدت تک گجرات مین میرزا نظام الدین احمد کے ہمراہ رہا جب دہلی مین آیا تھمین دنون مین قاضی محمد جو رافضی غالی تھا معزول ہوا حکیم عین الملک نے اُس عہدہ پر عہدی کے منصوب ہوجانے کے لیے بہت کوشش کی اور صدور سے اِس امر مین سفارش کی اور بطریق تقدم تفاول کے ٭ قاضی عہدی اُسکے تقرر کی تاریخ بھی نکالی مگر کچھ فائدہ نہوا پھر عہدی حکیم عین الملک کے ساتھ کشمیر گیا اور حکیم کی وفات کے بعد پھر اُسکا حال نہ معلوم ہوا ولہ از خون لب شکوہ ام اگر ترشید ٭ از روزن دیدہ در دل بر بستند ٭ انشکم ہمہ شعلہ ریزہ آتش میریخت ٭ آہم ہمہ تاب دادہ اخگر مشد ٭ جس زمانہ مین حکیم عین الملک کی وفات ہوئی ہی تو لاہور مین اور تمام عالم مین حکیم سنائی کی اس رباعی کے مقابلہ مین لوگ رباعیان لکھتے تھے رباعی میزن نفسے کہ ہم نفس تو کیست ٭ وین مرغ مراد از قفس تو نزدیک ست ٭ تا کہ گوئی دوم از دلبر خویش ٭ در خود بنگر کہ یار بس

نزدیک ست ۔ اور محوی نے اسکے جواب مین لکھا ہر باغی محوی کہ دلش باہمہ کس نزدیک ست ۔ باشیخ باغ وخار وخس نزدیک ست ۔ زان دو نہ کردند محفل اورا ۔ کش نالہ بنالہ جرس نزدیک ست ۔ حکیم عین الملک نے اسکے جواب مین یہ رباعی کہی ۔ چون یار تو باتو ہر نفس نزدیک ست ۔ ہشدار کہ آتشت بخس نزدیک ست ۔ ای ماندہ زہجران وگم کردہ طریق ۔ بشتاب کہ آواز جرس نزدیک ست ۔ اور ملا عہدی نے یہ رباعی کہی ۔ آزادی این مرغ قفس نزدیک ست ۔ وین شعلہ بکار خار وخس نزدیک ست ۔ ازمن بہزار بال وپر بگریزد ۔ گر غم داند کہ با کہ کس نزدیک ست ۔ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ملا عہدی اس رباعی کو سپری بیاض مین اسلیے یاد گار کے لکھ گیا تھا عنایت اللہ کابلی یہ شیرازی ہی اکبر کے کتب خانہ کا داروغہ تھا طبیعت اسکی نہایت چست وچالاک تھی کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا ۔ ولہ افتادہ چو بینوا در قفسم ۔ بی سامان صد آبلہ دل شکستہ جسم ۔ با آنکہ حقیر تر ز مور وگسم ۔ گر نیست ز تنگی دو عالم نفسم ۔ ولہ مارا علاج خویش موخت اما ۔ تا محرمی عصیان خود انداختہ ایم ۔ ما آتش ودرخ از خود افروختہ ایم ۔ خود در اغبنا خویش سوختہ ایم ۔ ولہ تا کاکل وزلف نیکوان خم بخم ست ۔ تا شیوہ وگفتار بتان چم بہ چم ست ۔ تا ناوک غمزہ در کمان ستم ست ۔ مرگ من وزندگی من دم بہ دم ست ۔ ولہ در گلشن این جہان گلی نیست ۔ کالودہ بخون دلے نیست ۔ اور گھوڑے کی تعریف مین یہ بیت کہی ہی بیت گہ پویہ عناش از بس شتاب ۔ بہم در رود ہمچو اجزای آب ۔ عرفی شیرازی یہ جوان صاحب طبیعت تھا ہر قسم کے شعر بہت اچھے کہتا تھا مگر اسکے مزاج مین تکبر بہت تھا اسی وجہ سے لوگون کی نظر سے گرا ہوا تھا اول مرتبہ جو ولایت سے فتح پور مین آیا تو سب سے پہلے شیخ فیضی سے ملاقات کی اور واقعی شیخ بھی بہت اچھی طرح سے اسکے ساتھ پیش آیا اکبر کے سفر اخیر مین لگ تک عرفی فیضی کے ساتھ تھا اور باہتمام وہین سے پاتا تھا پھر کچھ رنج ہو گیا تو عرفی نے حکیم ابو الفتح سے ربط پیدا کیا اور اسی کی سفارش سے خانخانان سے ملاقات ہوئی ایک روز عرفی شیخ فیضی کے گھر گیا تھا اس وقت شیخ فیضی ایک کتے کے بچے سے کھیل رہا تھا عرفی نے کہا اس مندوم زادہ کا کیا نام ہی اسنے جواب دیا عرفی تو اسنے معاً جواب دیا مبارک ہو اسپر فیضی کو بڑا رنج ہوا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ عرفی اور حسین ثنائی کا کلام نہایت مقبول ہوا ہر کوچہ وبازار مین کتب فروش انکے دیوان لیے پھرتے ہین بخلاف شیخ فیضی کے کہ سنے ہزارون روپیہ اپنے مصنفات کے لکھوانے اور آراستہ کرانے مین صرف کیا مگر کوئی پوچھتا بھی نہین عرفی کا ایک دیوان اور ایک مثنوی مخزن اسرار کی بحر مین بہت مشہور ہی ولہ فرد اکہ معاملان ہر فن طلبند ۔ حسن عمل از شیخ وبرہمن طلبند ۔ آنہا کہ در دوہ جوئی نشانند ۔ وانہا کہ نکتہ بخرمن طلبند ۔ ولہ سیکہ فشانہ لب ناز تست میداند ۔ کہ موج آب حیات ست چین پیشانی ۔ ولہ قابل درد محبت کس نیامد در وجود ۔

رنگ روی خویش را هرکس بدستانی شکست ✤ ولہ عشق میگویم و میگریم زار ✤ طفل نادانم و اول سبق ست ✤
ولہ منہ بر دون قدم از جہل یا فلاطون باش ✤ کہ گر میانہ گزینی سراب تشنہ لبی ست ✤ اس غزل کا مطلع یہ ہی ؎
مدار مجلس ما بر حدیث زریبی ست ✤ کہ اہل ہوش عہ اسند گفتگو عربی ست ✤ ولہ بشوق دوست چہ سازم کہ در بشریعت
عشق ✤ نگاہ بی ادبی و خیال رسوائی ست ✤ ولہ زمانہ مرگ مرا بر کدام در دنوشت ✤ کہ من بدیدہ جانش نکردم
استقبال ✤ ولہ یک سخن نیست کہ خاموشی ازان بہتر نیست ✤ نیست علمی کہ فراموشی ازان بہتر نیست ✤ ولہ
گر دست گشتی بکردی طواف ✤ کعبہ اگر بال و پری داشتے ✤ غزنوی یہ تخلص خان کلان کا ہی جسکا حال پہلے
مذکور ہو چکا ہی کبھی اُسکی مجلس فاضل اور شاعرون سے خالی نہوتی تھی اگرچہ امور ملکی مین بہت مشغول رہتا تھا مگر کبھی
کبھی شعر کی طرف بھی توجہ کرتا تھا ایک بہت بڑا دیوان جمع ہو گیا تھا اکبر سے کہا کرتا تھا کہ یہ تمھارے زمانہ کا انتخاب
گر مجھسا آدمی اسمین موجود ہی ✤ ولہ در جوانی حاصل عمر بنادانی گذشت ✤ آنچہ باقی بود آن ہم در پشیمانی گذشت ✤
ای جوان جز تخم نومیدی نہ کشتی در جہان ✤ موسم پیری رسید و وقت دہقانی گذشت ✤ ولہ بر دو آمی غزنوی
دم از سگان یار ہمدم زن ✤ قناعت کن بنان خشک و استغنا بعالم زن ✤ بنہ تاج تکبر از سر و ازما و من بگذر
اساس سلطنت بر ہم چو ابراہیم ادہم زن ✤ ز خویش و آشنا قطع نظر کن تا بیاسائی ✤ اگر نورد و خشیت و اخورد
در راہ بس خم زن ✤ جس زمانہ مین خان کلان اسنبھل مین حاکم تھا تو اسنے شیخ سعدی کی اس غزل کی طرح کی
؎ دلیکہ عاشق صابر بود مگر سنگ ست ✤ ز عشق تا بصبوری ہزار فرسنگ ست ✤ آور خود اسنے یہ لکھا تھا
؎ دیکہ چہرۂ ساقی زبادہ گلرنگ ست ✤ بنوش بادہ و بر آوازی کہ دلتنگ ست ✤ میر امانی وغیرہ اور شاعرون نے
بھی اس زمین مین غزل لکھی تھی چنانچہ جمال خان مرحوم بدایونی نے جسکی طبیعت نہایت نازک تھی ایک غزل لکھی تھی
جسکا مطلع یہ ہی ؎ تراز نم ازمی عشرت مدام گلرنگ ست ✤ مرا بفکر دہانت چو غنچہ دلتنگ ست ✤ مصنف صاحب
لکھتے ہین مین اُس زمانہ مین کانٹ کوالہ مین جسمین خان کے پاس تھا شام کو یہ غزل جمال خان کے خط کے ساتھ
میرے پاس پہونچی صبح کو اُسکے مرنے کی خبر آئی غباری یہ تخلص قاسم علی ولد حمید رنقال کا ہی مد اصلی اور غرور
مین مشہور تھا چونکہ اکبر نے یہ حکم دیا تھا کہ جس شخص کا نسب مجہول ہو وہ اپنے آپ کو قریش سے منسوب کرے وہ اپنے
باپ سے بہت شرمایا کرتا تھا اور اسکا باپ کہا کرتا تھا کہ مین تیری صندوقچہ آگرہ مین دکان پر بیٹھکر میوہ و عجوہ فروش
بیچا کرونگا اور ہر خریدار سے بے اُسکے پوچھے یہ کہدیا کرونگا کہ قاسم علی خان میرا بیٹا ہی جو شخص اُس سے پوچھتا تھا کہ تیرے
کی بیٹے ہین تو کہتا تھا آٹھ اور نصف میل سے ہین ؎ دو دانہ ست دو دانہ بی ورد و ازہ تو ✤ دوئی دگر کہ نداری بی ست

سے فی از سن ۔ قاسم علی ابتدا مین بڑا حسین تھا اور مجلسون مین غزلین پڑھا کرتا تھا آخر مین اکبر کا مقرب ہوگیا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اکیس برس سے مین اُسکو دیکھتا ہون کہ ہمیشہ اوسط درجہ کی کتابون کے سبق پڑھا
کرتا ہی اور اُستادون کو جبراً تسلیم کا حکم دیتا ہی اور اگر قبول نہین کرتے تو اُس سے مفارقت نہین آتی اسی کی نحوست
سے اُسکا سبق وضع یعنی مفرد سے نہین بڑھا سلیقہ اُسکی شعر گوئی کا ان اشعار سے معلوم ہوتا ہی ؎
ماسوی آب مأمل و حمام جای ماست ۔ حمام خانہ ایست کہ خاص از برای ماست ۔ کسی اُستاد کا یہ مطلع ہی ؎
ماری ز زلف خم بہ خم یارم آرزوست ۔ یعنی کہ بُت پرستم و زنّار م آرزوست ۔ اُسکے جواب مین کسنے یہ مطلع لکھا ہی
؎ اظہار درد پیش سگ یارم آرزوست ۔ یعنی کہ دردمندم و اظہارم آرزوست ۔ ولہ ز چشم او نرسد جز بلا بما ہرگز
ندید و ہیچ کسی از نگہنین بلا ہرگز ۔ ولہ ہر کس کہ بعشق مبتلا می گردد ۔ با محنت و درد آشنا میگردد ۔ ہر دائرۂ عشق ہر ان
کورہ یافت ۔ پرکار صفت گرد بلا میگردد ۔ سنہ ایک ہزار مین اُسنے وفات پائی ۔ قاسم علی خان ابلہ اُسکی
وفات کی تاریخ ہی اور بعضے کہتے ہین سنہ ایک ہزار ایک مین اُسکا انتقال ہوا اس تقدیر پر بجاے لفظ ابلہ کے جاہل
ٹھیک ہوسکتا ہی غربتی حصاری طالب علمی کیا کرتا تھا صاحب دیوان ہی وہ کہتا تھا کہ مین ایک دن با اور اکبر
مین شیخ حسین خوارزمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر تھا اُسوقت قوال یہ رباعی گا رہے تھے رباعی عمر یست
کہ من ز پوست پوشان توام ۔ در دائرۂ حلقہ بگوشان توام ۔ گر بنوازی من از خموشان توام ۔ ور نوازی من از خموشان توام ۔
حضرت شیخ پر اُس وقت وجد طاری ہوا ناگاہ اُنکی صحبت کی برکت سے مجھپر بھی کیفیت آئی اور اس بیہوشی کے
حال مین یہ میری زبان سے نکلتا تھا گر بنوازی مرا و گر نوازی ۔ در دائرۂ حلقہ بگوشان تو ام ۔ حضرت شیخ میرا ہاتھ پکڑ کر
اپنے ساتھ لیے پھرتے تھے اُس لذت کو مین آج تک نہین بھولا غربتی نے سنہ ۹۹۶ نو سو چھیانوے مین آگرہ مین وفات پائی یہ مطلع اُسکا
مشہور ہی ؎ دہان یار باسن و خوش رمزی گفت پنہانی ۔ کہ من چشمۂ آب حیاتم ہیچ میدانی ۔ ولہ قضا جدا از تو خونم جرا نیریزد
گر ز دست قضا این قدر نمی آید ۔ ولہ مختصر بود حدیث دلبش فہم نشد ۔ خط بگرد لب او حاشیۂ مختصر ست ۔ ولہ براہ عشق
تو در ہیچ منزلی نرسیدم ۔ کہ در عشق تر ا پیشتر رسیدہ ندیدم ۔ غیرتی شیرازی ایک مدت تک ہندوستان
مین رہا پھر شیراز مین چلا گیا ؎ بقتل غیر ہم راضی نیم زیرا کہ میدانم ۔ اجل زہر ہلاک افگنج جلادمن بردہ ۔ ولہ
ز تار سبحہ ای زاہد گرہ بی صدق نگشاید ۔ بر و یکچند این را رشتۂ زنار گیران کن ۔ ولہ خوش دیاری ست سرکوی محبت
کہ شود ۔ ہمہ با مہر دل کینۂ افلاک آنجا ۔ ولہ ہلاک خنجر آن قاتلم کہ خون مرا ۔ چنان بخیست کہ یک قطرہ بر زمین نچکید
غارغی شیرازی یہ شاہ فتح اللہ کا بھائی ہی ایک مرتبہ ہندوستان مین آیا بیرم خان خانخانان نے اُس سے

التماس کیا کہ فارغی تخلص شیخ عبدالواحد خوافی کا مشہور ہی اور مجکو اُنسے بڑا اعتقاد ہی اسلیے تم اپنے تخلص کو
بدل کر فائقی تخلص مقرر کرو چنانچہ چندروز اُسنے یہی کیا جب عراق کو گیا پھر وہی پہلا تخلص مقرر کیا دوبارہ
ہندوستان مین آیا یہین اُسکا انتقال ہوگیا اُسکا بیٹا میر تقی علم ہیئت اور نجوم مین شاہ فتح اللہ کا قائم مقام تھا
مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے بھی میر باب اصطرلاب کے اُس سے پڑھے تھے نہایت ذہین اور عالی ہمت تھا
اُسکا بھائی میر شریف بھی سارے فضائل اور کمالات سے موصوف تھا میر تقی کہا کرتا تھا کہ ساری برادری مین ایک
مین اور میرا بھائی شریف ہین باقی سب رافضی ہین یہ اشعار فارغی کی تصنیف ہین ؎ خوش آن کز وعدہ ات فوغ عجال و
محنت سرای خود ؎ نشینم منتظر ساعت بہ ساعت سوی در بینم ؎ ولہ بجائی میرساند عشق آخر آشنا یہا ؎ کہ عاشق
خویش را بیگانہ یابد از جدا یہا ؎ ولہ بر تن ناکی مجنون نبود داغ عیان ؎ کز پی ناقہ لیلی ست بر و ماند نشان ؎
ولہ رسید ایام عید و فکر من پیوستہ آن باشد ؎ کہ بہر تہنیت یارب کہ با او ہمزبان باشد ؎ ولہ بملک دل چنان شد
عام جور لشکر عشقت ؎ کہ آسنجا کاروان صبر ہرگز بار نگشاید ؎ جنون آن عقدہا از عشق بگشاید بآسانی ؎ کہ با صد گونہ
محنت عقل عقدہ از نگشاید ؎ بشرطی فارغی ورخدمت آن بت کمر بستہ ؎ کہ تا روز قیامت از میان زنار نگشاید
ولہ در ہجر ساختیم بحیات خود ای اجل ؎ نتوان در انتظار تو ہم پیش ازین شست ؎ اُسنے حضرت امام رضا
علیہ السلام کی منقبت مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکا مطلع یہ ہی ؎ صراف چرخ صبح کہ دکان خود کشاد ؎ ہر گوہرہ
کہ داشت بیک اشرفی بداد ؎ فہمی طہرانی ٹرا سیاح اور جہاندیدہ تھا ہندوستان مین آیا پھر ولایت کو چلا گیا
؎ ز عشق آن شعلہ خواہم در تن غم پرورم افتد ؎ کہ تا گرمی رسوزش آب و خاکستر م افتد ؎ ولہ دل را باحتمال بیاش فہمی
قرار ؎ ہر چند این محال میسر نمیشود ؎ رو من دم ز سوز تا دم صور ؎ کہ جہان جز ہوای ما تم نیست ؎ فہمی سمرقندی
یہ نادری سمرقندی کا بیٹا ہی سُنا خوب کہتا تھا ہندوستان مین آیا تھا اور پھر یہان سے چلا گیا ؎ تا خاصیت
باده بمن پرستان گفت ؎ از توبہ پشیمان نہ چنانم کہ توان گفت ؎ ولہ ز موی عنبرین چون برفشانی پیرہنی ؎
لباس کعبہ اش پندا شتم بر خویش پیچیدم ؎ فکری تخلص سید محمد جامہ باف مشہور بہ میر رباعی کا ہی ۹۷۳ نوسو ستر
مین جونپور کے سفر مین اُسنے انتقال کیا ؎ میر رباعی سفر نمود ؎ اُسکی تاریخ ہی رباعی دارد فکری سرکیہ ساماں ست
در دست بدل نہان کہ درمانش نیست ؎ عمریست کہ پا کوہ ز سر درد عشق ؎ سرگردہ رسکہ ہیچ پایانش نیست ؎ رباعیات
امنی ل اگرت یار سیاہی ست مترس ؎ کارش ہمہ جور و کینہ خواہی ست مترس ؎ ولشکر حسن او دو چشم ست ؎ باقی خط
و خال او سیاہی ست مترس ؎ ولہ چون ہر کسے کہ تیغ بر سر نہ گرفت ؎ تا قدش سپہر در زنگ نہ گرفت ؎ گلبن بصفاے

خار مادق نہاد ٭ گل بپیرہنی چو غنچہ در بر نگرفت ٭ ولہ فردا کہ نماند از جہان خبر خبری ٭ ظاہر شود از بہار مختصری ٭ چون سبزہ
سر بر خاک بر زند بتان ٭ مانند بباشتی بر آریم سری ٭ ولہ سیروی باز لف شبگون و چشم نرگس ہر طرف ٭ از تو بیمار و نمک ای وای
بر دلہای ریش ٭ فنائی یہ قوم ختیائی سے تھا سفر اسنے بہت کیے تھے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوا تھا
لڑائیون مین بھی اسنے بڑی بڑی بہادریان کی تھین اسی وجہ سے اسکو خانی کا خطاب ملا تھا مگر بعضے امور کی
وجہ سے پھر اسکے مرتبہ کو تنزل ہو گیا لیکن کہتا تھا کہ یہ تینون شین یعنی شمشیر و شعر اور شطرنج کو کوئی مجھسے زیادہ نہین جانتا
اکبر نے فوراً جواب دیا کہ شاید شین شیطانی بھی ایسا ہی ہو مدت تک وہ قید مین رہا جب چھوٹا تو دیوانہ ہو گیا صاحب
دیوان ہے ٭ ولہ رسد ہر کس بمقصودی زیارت یار بشہا ٭ چرا مقصود من حاصل نشد یارب زیارت ہا ٭ مصنف صاحب
لکھتے ہین کہ یہ مطلع مجکو پچاس برس سے یاد تھا مگر تاریخ نظامی مین اسکے نام پر لکھا ہے ٭ نگویم بہر تشریف قدمت
خانہ دارم ٭ غریبم خاکسارم گوشہ ویرانہ دارم ٭ ولہ تا گل روی تو از باد رہ گلفام شگفت ٭ باد رہ او عکس گل روی تو چو
قسونی یزدی یہ ایک سید قصہ خوان تھا طبیعت اسکی شعر سے بہت مناسب تھی تہ سے اکبر کے ملازمان بادشاہی
مین داخل ہوا ٭ ولہ بی جہت از پیش ناچیزے گذر کردن چہ بود ٭ گر گذر افتاد ہوسی و نظر کردن چہ بود ٭ در سخن بوسی نیاز آورد
چون دیدی مراد ٭ گر حجاب از من نکردی مختصر کردن چہ بود ٭ ولہ چون شدم حاضر کہ با غماز گویم آرزو ٭ کرد تعظیم فسونی بفریب دیگران ٭ ورنہ آن مسیر و بالائی تعظیم نبود ٭ ولہ بعد از ہزار عذر
کہ یکبار رخ نمود ٭ ہم نہم زبیم غیر زمانی نمود و رفت ٭ ولہ کشتہ غمزۂ جانان نہند چشم بہم ٭ دم آخر شدہ حیران بدم رخ
قاتل خویش ٭ فیروزۂ کابلی یہ میر زا محمد حکیم کا خانہ زاد ہے اصل اسکی قوم لکھا سے تھی شاید کسی لڑائی مین کسی
سپاہی کے ہاتھ آگیا تھا پھر میر زا محمد حکیم کی خدمت مین رہا کسی قدر علم و خط مین بھی مہارت تھی موسیقی مین بھی
کچھ دخل رکھتا تھا جب اکبر سفر مکہ سے لوٹا تو وہ بھی قاضی خان بدخشی کے ساتھ اکبر کی ملازمت مین آیا ٭ ولہ
غیر منظور ساختہ یعنی چہ ٭ بندہ را از نظر انداختہ یعنی چہ ٭ کس ندیدم در تو یابم حسن و جمال ٭ قیمت حسن انداختہ
یعنی چہ ٭ ولہ علاج این تن بیمار چیست جز مردن ٭ بر طبیب مکن بیخ خویشتن ضائع ٭ فہمی استرابادی
ذوی استعداد آدمی تھا دہلی مین اسنے وفات پائی اور یہ رباعی اسکی تصنیف ہے رباعی ای روی تو در عرق
گل آب زدہ ٭ زلف تو در و بنفشہ تاب زدہ ٭ چشمان تو چون دو مست در یک بالین ٭ سر بر سر ہم نہادہ خواب زدہ
ولہ درین زمانہ فراغت نسائیدہ ست ٭ کجا روم چہ کنم بد زمانہ شدہ ست ٭ ولہ جان طلب اہل وفا را ز جفا کردن
نشست ٭ تیغ بردار کہ خون ہمہ در گردن تست ٭ ملک الشعرا شیخ فیضی شعر اور عروض و قافیہ اور تاریخ

اور لغت اور طب اور انشا مین بے نظیر تھا ابتدا مین فیضی تخلص کرتا تھا مگر جب ابوالفضل کا علامی لقب ہوا تو اُسنے بھی فیاضی تخلص مقرر کیا مگر یہ اُسکو مبارک نہوا دو تین مہینے کے بعد ہیضہ مین انتقال ہو گیا تکبر اور حسد اور خباثت اور رعونت اور نفاق اور اہل اسلام کی عداوت اور صحابہ کرام اور تابعین اور کل سلف اور خلف اور مشائخ طریقت اور دین کی اہانت اُسکا شیوہ تھا ان امور مین یہود اور نصاریٰ اور ہنود اور مجوس سے بھی ہزار درجہ غالب تھا اچھی چیز دین مین حرام ہین اُن سب کو مباح اور جو فرض ہین اُنکو حرام جانتا تھا اپنی بدنامی مٹانے کے لیے اُسنے قرآن کی ایک تفسیر بے نقط لکھی تھی عین حالت مستی اور خباثت مین لکھا کرتا تھا اور ہر طرف سے کتے اُسکو پاپال کیا کرتے تھے فیضی کا خاتمہ بہت بُری حالت سے ہوا اکبر نزع کے وقت اُسکی عیادت کو گیا تھا وہ اُسکی طرف کُتے کی طرح بھونکنے لگا چنانچہ اس حکایت کو اکبر خود دربار مین نقل کرتا تھا اور اُسکے منھ پر درم آگیا تھا اور لب سیاہ ہو گئے تھے چنانچہ اکبر نے ابوالفضل سے پوچھا تھا کہ ہونٹون پر اتنی سیاہی کیون ہے کیا شیخ نے قے کی تھی اُسنے جواب دیا کہ خون کی قے کا اثر ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اُسکی خباثت ایسی تھی کہ اگر اس سے اور زیادہ اُسکا بُرا حال ہوتا تو وہ اُسکے لائق تھا لوگون نے اُسکے مرنے کی تاریخین طرح طرح نادرست آمیز نکالی تھین اُنمین سے یہ ہے ؎ فیضی ہمین چو مُرد سال وفاتش فصیح ہا گفت سگے از جہان رفتہ بحال قبیح ہا اور دوسری تاریخ یہ ہے ؎ سال تاریخ فیضی مُردار ہا شد مقرر بچار مذہب نا ہا اور دوسرا قطعہ یہ ہے ؎ فیضی شیخ دشمن نبوی ہا رفت با خویش داغ لعنت بر دہا سگے بود و دوزخی زان شد ہا سال نوشش چہ سگ پرستے مرد ہا اور علی ہذا القیاس قاعدہ الحاد شکست ہا ایضاً فیضی ملحدی ہا ایضاً چون بنا چار رفت شد تا چار ہا سال تاریخ غالد اُنی النار ہا چالیس برس تک شعر گوئی مین مصروف رہا مگر کوئی شعر اُسکا ٹھیک نہوتا تھا بندشین اچھی ہوتی تھین مگر مزہ تھا فحریات اور کفریات خوب لکھتا تھا مگر ذوق عشق اور معرفت سے خالی تھا اسکے دیوان اور مثنوی مین بیس ہزار شعر سے زیادہ ہین مگر ایک شعر درد آمیز نہین اگرچہ وہ بہت سا روپیہ کاپیون کو دیکر اپنے مصنفات لکھوا کر ہر جگہ لوگون کو بھیجا کرتا تھا مگر کوئی اُسکے شعر کو پوچھتا نہ تھا چند شعر منتخب بطور یادگار کے اُسنے میرزا نظام الدین احمد کے پاس بھیجے تھے اُسمین کے کچھ شعر یہ ہین ؎ مژگان مبند چون قدم از دیدہ میکنی ہا مردان رہ برہنہ نہادند پای را ہا ولہ چہ دست می بری ای تیغ عشق اگر داست ہا پیر زبان طلعت گر نیکنار را ہا نظر فیض چو ہاک نشیمان نگنی ہا مور را مغز سلیمان سدار قیمت ہا ہا ولہ مشکل کہ سیل دیدہ بگردش در آورد ہا طوفان نوح می طلبد آشنای تو ہا ولہ کعبہ و ایمان من ای عشق کانجا یکنفس ہا گہ گہی بس ماندگان عشق منزل میکنند ہا ولہ ای عشق رخصت ست کہ از دوش آسمان ہا بردوش خود نہم علم کبریای تو ہا ولہ تا چند دل معشوقہ خوبان گرد کنم ہا این دل بسوزم و دل دیگر ز نو کنم ہا فیضی کفم نہی رہ عاشقی بیش

دیوان خود مگر بدو عالم گر دہم ۔ اور ایک فخریہ قصیدہ پر اسکو بڑا ناز تھا جسکا مطلع یہ ہے ؎ شکر خدا کہ عشق تبان ست ہر بتم
و ملت برہمن و دین آذرم ۔ درین دیار گروہی شکر لبان ہستند ۔ کہ بادہ با نمک آمیختہ و بستہ اند ۔ اسنے ایک مثنوی
مرکب دو ہزار مخزن کی زمین میں لکھی تھی مگر اسکو مبارک نہوئی و شعر اسکے یہ ہیں ؎ تا بچہ دریوزہ درین در شدم ۔ تا بدل
دست تو انگر شدم ۔ کم طلبیدم گہرم پیش رفت ۔ بنشستم قدمم پیش رفت ۔ اور اسکی بلقیس اور سلیمان کے شعر ہیں
؎ دگر نکتہ کہ بگذارم مقابل ۔ شگاف خامہ بار وزن دل ۔ ازان وزن باین وزن درآید ۔ خود آن نو یکہ جا نزار سر آید
اگرچہ رفت ازین دیوان بیداد ۔ سلیمان سخن را تخت و بر باد ۔ بمن آمد یکی تدبیر کردن ۔ بافسون دیو را زنجیر کردن
بتخت قیصری از سر پا بستن ۔ ز گنج خود بر و پیرایہ بستن ۔ یہ تمثال اسم قادری کاہی ؎ ز داغ عشق بگذارم نشانہ ۔ چو دردل
یادگار ست و یگانہ ۔ مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ جب وہ دکن میں تھا تو دو خط میں نے اسکو کوہ کشمیر سے لکھے
اور جب اسکو اکبر کی بے التفاتی میرے حال پر معلوم ہوئی تو اسنے میری سفارش میں یہ عرضی نورالدین جہانگیر بادشاہ
تخت نشین ہوا پہلے ہزار کو احمد نگر سے لاہور میں اکبر کے پاس بھیجی عرضی عالم پناہ در نیولا دو خویش ملا عبدالقادر زبدا لیون مضطرب
حال گریان و بریان رسیدند و شنودند کہ ملا عبدالقادر چند گاہ بیمار بود و از موعد یکہ مدرگاہ و داشتہ مختلف شدہ و اور اکسان
بادشاہی بشدت تمام بردہ اند تا عاقبتش کجا انجامد و گفتند کہ استدا د بیماری او بعرض اشرف رسیدہ شکستہ نوازا
ملا عبدالقادر را بحضیلت تمام دارد و علوم رسمی آنچہ ملایان ہندوستان میخوانند خواندہ پیش خدمت ابوی کسب فضیلت
کردہ و قریب بسی ہفت سال میشود کہ بندہ اورا میدانم و با فضیلت علمی طبع نظم و سلیقہ انشای عربی و فارسی و چیزے
از نجوم ہندی و حساب یاد داشت در ہمہ ادوی و قوت در نمہ ولایت و ہندی و چیزی از شطرنج صغیر و کبیر دارد و شوق
بین بقدری کردہ با وجود بہرہ مند بودن ازین ہمہ فضائل بے بی طمعی و قناعت و کم تردد بمنودن و راستی و درستی ادب
تا مرادی و شکستگی و گذشتگی و بی تعینی و ترک اکثر رسوم تقلید و درستی اخلاص و عقیدت بدرگاہ بادشاہی موصوف ست
و قتیکہ لشکر بسر کوہ جعل سیر تعین میشد التماس نمودہ با میدجان سپاری رفت و آنجا تردد ہا کرد و زخمی ہم شد و بعرض
رسیدہ انعام یافت اول مرتبہ او را جلال خان قورچی بدرگاہ آوردہ بعرض رسانیدہ بود کہ من امامی را جی حضرت پیدا م
کہ حضرت را خوش خواہد آمد و میرسنج اشتہا ہم اندکی از احوال او بعرض اقدس رسانیدہ بود مرد مستاخوی بر حال او مطلع نبود یا
مشہور ست ع جوی طالع زخردار ہنر یہ ؎ چون درگاہ آستان ست دیر نوقت کہ بی طاقتی زور آوردہ بندہ خود را حاضر
پایہ سریر الا نیستہ احوال بعرض رسانید اگر دیر نوقت بعرض نمی رسانید نوعی از ناراستی و بی حقیقتی بود حق سبحانہ
بسلامتی سگاہ را در سایہ فلک پایہ حضرت پادشاہ برراہ راستی و حق گزاری و حقیقت شناسی قدم ثابت کراست

آنحضرت را بر کل عالم و عالمیان سایۂ گستردہ و شکستہ پرور خطا پوش بہزاران ہزار دولت و اقبال و عظمت و اجلال دیرگاہ
دارا و بعزت پاکان درگاہ الٰہی و روشن دلان سحر خیز صبحگاہی آمین آمین مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ اگر کوئی
شخص یہ اعتراض کرے کہ شیخ فیضی نے اپنے ساتھ ایسا سلوک کیا اور انھوں نے اسکی ایسی مذمت لکھی اور شریعت میں
جو مرحومین کے برا کہنے سے ممانعت ہے اسکا بھی کچھ خیال نہ کیا اسکی کیا وجہ ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ سب باتیں واقعی ہیں
مگر تعصب نہ ہی اس سے بڑھا ہوا ہے الحب یعمی و یصم شیخ فیضی کے مرنے کے بعد چار ہزار چھ سو کتابیں نہایت عمدہ
اور صحیح اسکے کتب خانہ کی اکبر کے خزانہ میں داخل ہوئیں جب اکبر نے اسکی فہرست ملاحظہ کی تو انکو تین قسم کیا علمی درجہ
میں وہ کتابیں کھیں جو نظم اور طب اور موسیقی میں تھیں اور اوسط درجہ کی حکمت و تصوف اور ہیئت اور ہندسہ اور ادنی
درجہ کی تفسیر اور حدیث اور فقہ قرار پائی انمیں ایک سو ایک نسخہ فقط خمسہ نظامی کے تھے اپنی موت کے قریب اسنے چند شعر نعت
اور معراج کے بیان میں ملیمن میں درج کر دیے تھے یہ ابھی لوگوں کے بہت کہنے سننے سے ہوا تھا چند شعر اسکی کتاب کے
خاتمہ کے ہیں ؎ شاہنشاہا خرد ترا پروردہ ۔ در یگانہ افلاک سکوہا بزمیست جہان بعیش پیوست ۔ دور تو شراب آسمان مست
فی مطرب پردہای خونی ۔ کلکم بنوای ارغنونی ۔ زین بزم کہ عشرت تو ساقی ست ۔ گر من برہم ترا نباقی ست ۔ سازند سیوکشان
فسانہ ۔ مطرب بانہ و بزم پیرانہ ۔ امروز بنای چون شدہ ۔ من بار بدم تو خسر و عہد ۔ این نامہ کہ کردہ ام فلک سای ۔ پیش تو
ستادہ ام بکیای ۔ ترکیب طلسم خوابم بین ۔ وین خدمت جاودانیم بین ۔ این نامہ کہ عشق بر زبان بود ۔ طغرای ترا
بآسمان بود ۔ من بادہ ستمکار مہ شنم ۔ یکدم نبود اگر بجوشم ۔ از قافلات ظلم درائی ۔ معذورم اگر کنم صدائی ۔ این دیدہ بینا
دعمکارم ۔ کز دادہ ایزدی شمارم ۔ صد بلبل مست نغمہ گر ساخت ۔ کز ہند گسل عراق بر خاست ۔ پیرانہ ام صفائی بزم
در گنجہ طبع دہلی مکرم ۔ زین پیش کہ سکہ سخن بود ۔ فیضی رقم نگین من بود ۔ اکنون کہ شدم بشوق مرتاض ۔ فیاضیم انبساط
در دور تو خسرو یگانہ ۔ چیدم گل نخبت از زمانہ ۔ بزم زنسیم طبع گل خیز ۔ جامم زمی نشاط لبریز ۔ من خندہ شکن تکلم باد
ساقی چو چراغ ایستادہ ۔ از ہم من و بخت جرعہ کش تر ۔ روزم خوش و روزگار خوشتر ۔ چون دور تو گشت با غبانم ۔ با نسیم
منال ضمیرم ۔ این چار ہزار گلو مہر ناب ۔ کانگنجینہ ام بآستین آب ۔ بینید کہ آب گوہر ست ۔ از بہر نثار تو تشنہ
گر مشتری نثار کردم ۔ بی کسر و شمار کردم ۔ زین بحر کہ سر بموج جوشد ۔ گوہر ہمہ موج موج جوشد ۔ زیشان بفزون
نکتہ و رزی ۔ نہ نشست سخن بہ تنگ و رزی ۔ ہر نکتہ کہ خامہ بار بستش ۔ آورد و دلم زدور دستش ۔ دارم قلم غیب
راہی ۔ کو ہی نہفتہ زیر کاہی ۔ نسخی ست بجون دل طرازش ۔ لبریز حقیقت از مجازش ۔ بر کوشش اگر کنند این ساز
در ریگ روان بقصد آواز ۔ پیچیدم ازین دم سبک سیر ۔ تا زاریہ بہمنان نہ دیرم ۔ فکرم کہ بود معانی انگیز ۔ بحریست دو آب خود

گهر خیز ✻ این خطه که دهنور مایه ✻ از کلک منست نیم سایه ✻ هر معنی از و چو آب و جوی ✻ هر نکته در و چو تاب در موی ✻ این در که تواند بهاد ✻ کا قبال و کون ننماد داد ✻ دید این بت کارگاه آذر ✻ پیراستگی بماه آذر ✻ سی نهم از جلوس شاهی ✻ تاریخ مجدد آگهی ✻ چون سال عرب شمار کردم ✻ الف و سه الف نگار کردم ✻ این باغ که پر نگهت تست ✻ یک گل ز نهال ولت تست ✻ دارم طرب ایاغ دیگر ✻ و طرح چها باغ دیگر ✻ گر عشق چنین بسوزدم پاک ✻ مهتاب برون برآرم از خاک ✻ بگداخته آبگینه دل ✻ آمینه دهم بدست محفل ✻ بر خواب نهد فسانه بازار ✻ من گشتم ازین فسانه بیدار ✻ این عرصه آسمان نوردان ✻ کانجاست نظر گذر دران ✻ جا و نفسان بنوک خامه ✻ بستند طراز بکارنامه ✻ من هم بجهان بهر همی ✻ بستم ز بخور ری طلسمی ✻ بگداخته ام دل زبان را کین نقش نموده ام جهان را ✻ طبعم چو بخانه نکته می بخت ✻ در مجمره آب خضر میریخت ✻ می دیده بنافه تری شاک ✻ میگیر مسیحش از نفس خشک ✻ این مجمره دایست عنبر آمود ✻ یا مجمریست عنبر اندود ✻ شد مهد چو این بلند طارم ✻ دنهصد و پنجه و چهارم ✻ اکنون که چهل و نهم در ین ✻ هفتاد و دو شعبه کرد ام سیر ✻ در تکده های هند محفل ✻ آتشکده های فارس در دل ✻ بنمود دمبه طلسم و نیرنگ ✻ آمینه شاهی از کف زنگ ✻ امروز مبد و دمان ایام ✻ ز دنوبت من سپهر بر بام ✻ سلطان سخن که شد امانم ✻ او رنگ نهاد و بر زبانم ✻ هم با امر نظر ششم هم بر شعرا امیر گشتم ✻ هر سو گندم بنکته رانی ✻ زانو نزدم صف معانی ✻ تا عشق نشست در ضمیرم ✻ اکلیل طراز نه سریرم ✻ شش سیمین تا ملک سخن ✻ ناوک فگنان بزم و غوی ✻ چون بر سپهم نظر فگندند ✻ در معرکه ام سپر فگندند ✻ کاوازه سر بلند نامی ✻ طغرا کش قاف الکلامی ✻ فخر الحکما خطاب جیمنیم ✻ ختم الشعرا گسل نگینم ✻ بکشود و کلید آسمانی ✻ بر فکرت من در معانی ✻ چون از نفس من این سخن راند ✻ خضر عمر خود بمن فزاند ✻ گر در رخم فراز کردند ✻ عمر منخم دراز کردند ✻ گر نقد دو کون بر شمارم ✻ گر دست نشسته از غبارم ✻ این خامه که کرد نامه ام طی ✻ در ناخن کج رقم زند فی ✻ بمضمون صحیفه ابین ✻ در عشق نهفته صد خرد بین ✻ هر کس ز ازین شکوه لال است ✻ نامحرم خلوت خیال است ✻ آن کو بسخن قیاد و کاوش ✻ انصاف دهد روزگارش ✻ سیمیست ز عقل قاصران را ✻ صد طعنه زدن عاطران را ✻ آنان که بقطع خاک خفتند ✻ وانی ز زبانیان چه گفتند ✻ ریزند دخان اگر برین نور ✻ من دام شان بدیده معذورم ✻ وان نیز رسد که من بناشم ✻ دستان زن این چمن نباشم ✻ آنانکه بگل زدند خارم ✻ افسوس دمند بر مزارم ✻ ای ریخته دُر دُجر عدیر صاف ✻ بر چین گلی از بهار انصاف ✻ والا گهرم بقیمتم دار ✻ از رشک گرو نفیستم دار ✻ صبحی که درین چمن بر ایم ✻ صد باغ بریزد از نوایم ✻ من خاک ره گهرشناسان ✻ کامروز بزعم ناسپاسان ✻ این گنج گهر چو پر کشاوند ✻ انصاف کزین نظر کشاوند ✻ دریافته قدر گوهران را ✻ دیده بندند بطبع اختران را ✻ چون بحر شدند گوهر آباد ✻ غواص به آفرین شان شاد ✻ رشک ست هزار عشق فن را ✻ کز سحر سرشته ام سخن را ✻ این خامه تراوش عجب داد ✻ کز تخته خشک این طرب داد ✻ این دم که ز عشق یاد گار ست ✻ از جوش درونه ام بخار ست ✻ فیاضی ازین طلسم سازی ✻ چندین کسی نفس دراز ی ✻ آن به که فسانه نو دروی ✻ زان پیش که خود فسانه گردی ✻ ای سوخته ضبط این نفس کن ✻ بس کن نفس عشق بس کن

فارسی اسکا نام شریف تھا خواجہ عبدالصمد صوری کا بیٹا جو حسن خط اور تصویر مین بے نظیر تھا مشہور ہی کہ اسکے باپ نے ایک دانہ خشخاش کے اوپر تمام سورہ اخلاص ایسی لکھدی تھی کہ خوب پڑھی جاتی تھی اور اسی طرح دوسری طرف بھی کچھ لکھا تھا اور شریف اسکے بیٹے نے ایک خشخاش کے دانہ مین آٹھ سو راخ کردیے تھے اور اسمین ڈورے ڈال دیے تھے اور ایک چانول کے دانہ مین ایک تصویر سوار کی بنائی تھی اور ایک جلودار اسکے ساتھ تھا اور تلوار سپر وغیرہ سب اسکے پاس تھی طبیعت اسکی عالی تھی صاحب دیوان ہی یہ اشعار اُسنے خود منتخب کرکے مصنف صاحب کو دیے تھے ۞ مرا نالہ در آرد شب روان غیب ۞ کہ از اشعۂ آن نور طلبی آرد کنند ۞ کرم تر است لیکن تمام جرم من ۞ مرا چو عفو نمائی ہمہ گناہ کنند ۞ ولہ شرر نالہ بغربال ادب می بیزم ۞ کہ گوش تو مبادا ازین آواز درشت ۞ ولہ زین عشق بکونین صلح کل کردیم ۞ تو خصم کرد و وزما دوستی تماشا کن ۞ ولہ فضای سینہ ام از دوستی چنان پُر شد ۞ کہ بالکمال طلب ذرۂ نمیفزاید ۞ ولہ توفیق درطریقت ما یابی مرنیست ۞ ما دوست را بحالت دیگر شناختیم ۞ ولہ غمی دارم کہ شاد میباشد ازش ۞ چشم بدنگہدار و خدایش ۞ ولہ چو دل برآتشم پروانگی کرد ۞ توکل ہم با دیگانگی کرد ۞ ولہ دل اگر ضد دارد بشاش بر بشان ۞ بوی جراحت کہ بجنون دلم آمیختہ بود ۞ ولہ نرطبع خود چہ سرایم غزل دم چو زنم ۞ بعلتے کہ کرد ہم دین مطالبم ۞ ولہ ای خرد دست تہی تا چند در بازار عشق ۞ قیمت ہر جنس پرسی مجلت از کالا ببری ۞ ولہ عشقی دارم کہ دین ایمان نیست ۞ دردی دارم کہ سیر سامان نیست ۞ گر عشق جدا شود ز من می میرد ۞ گوید کہ شریف فارسی جان منست ۞ ولہ بصد حسن زوال اشتمل جہان عیب است ۞ کہ چون ہلال نمایندش انگشت ۞ ولہ جنس کسا شکر ز رخ ازان بلند شد ۞ کز طرف دیار عنبر قافلہ نرسید ۞ ولہ این دل کہ ربودہ میندار ۞ گنجے بر ارزان نماید ۞ ولہ صبا بعشق بگو ہمچنیکہ ما فتیم ۞ گر بکوی تو از آب دیدہ گل نشود ۞ ولہ ز رشک عشق خموشم نہ از تکبر عشق ۞ کہ جز حدیث تو ام بر زبان نمی آید ۞ قاری گیلانی ۞ ملا عبدالرزاق کاشانی اور حکیم ابوالفتح اور حکیم ہمام کا حقیقی بھائی ہی انواع فضائل اسکی ذات مین موجود تھے فن شعر اور خط سے بھی ماہر تھا فقر اور تواضع اُسکے مزاج مین بہت تھی صاحب دیوان ہی ابتداے حال مین اپنے بھائیون کے ہمراہ نوکرون کے زمرہ مین داخل ہوا تلوار باندھنی کسے نہ آتی تھی ایکروز چوکی کے وقت بیدل کھڑا ہوا تھا بعض لوگ اُسپر ہنسنے لگے اُسنے کہا کہ ہم لوگ سپاہ گری نہین جانتے اور امیر تیمور کی سے ایک نقل بیان کی کہ ایک مرتبہ امیر مذکور نے کسی لڑائی کے میدان مین فوج کو یون ترتیب دیا کہ سب سے آگے سوار رہین اور انکے پیچھے غلہ کے بھرے ہوے اونٹ اور سارا رسد کا سامان اور انکے پیچھے بیگمات اور سوقت جو علما لشکر کے ساتھ تھے اُنھون نے عرض کیا کہ ہم کس جگہ ٹھہرین امیر نے جواب دیا کہ بیگمات کے پیچھے آخر زمانہ مین اکبر نے اُسکو بنگالہ بھیجا اور وہان مظفر خان کی لڑائی مین مارا گیا ولہ چاک گریبان عالم شوند لیلی دوست ۞ کہ میل خاطر لیلا ہوسی مجنون ست ۞ ولہ ادائی نیست من فکلک طبع خیال سیدہ ۞ نفہ آتش اگنیم بخت سیہ گلیم ۞ ولہ تجمت اجل بدہ رخ شبت خورد ام تیرے ۞ کہ آنم نمیکشد گر بصد سال دگر

ق

سیرم ✻ ولہ روشن شدم زآتش عشقت بسان شمع ✻ ہم برمزار خویش غریبانہ سوختم ✻ ولہ موج زن شد بحر آتش ازدل سوزان ما ✻
نرخ گوہر بگریۂ کاتش بازشد طوفان ما ✻ ولہ دردم انیست کہ ہرجنبہ بمن جور کنی ✻ لذت جور تو نایافتہ ازدل برود ✻ ولہ
آزارش دل انگار را انگار نیخواہم ✻ بلطف او مقید نیستم ازار نیخواہم ✻ زدردہجر بیخبر بودہ ام ای دوست متما ✻ وصل ہم
بیخبری از لذت دیدار نیخواہم ✻ ولہ مبادا دل شود از دیدن دیدار مستغنی ✻ کہ ما بسیار ہجر یم او بسیار مستغنی ✻ ولہ از تعداد
ہجران شادم کہ میتوان کرد ✻ بیگانہ وار یادی آغاز آشنائی ✻ رباعی دردیگ غضب اگر بجوشاندم ✻ درشعلۂ دوزخ ار
گذرانندم ✻ بہتر کہ زروی لطف بخشند گناہ ✻ وز آتش انفعال سوزانندم ✻ ایضاً گر عشق دل مرا خریدار افتد ✻
کاری بکنم کہ پردہ از کار افتد ✻ سجادہ پیر میخانہ نشانم ✻ کز ہر تارش ہزار زنار افتد ✻ ولہ گر حسرت وصال توازدل
بدر کنم ✻ رکز وصال حسرت دل پیشتر کنم ✻ قوسی خان کلان کی خدمت میں رہتا تھا خلال دندانہ کے تراشنے میں
بے نظیر تھا اُسنے ایک خلال کے منجر پر یہ بیت بہت خوشخط لکھی تھی بیت کار قوسی در ہم از نیچ زلف یار است ✻ بچو زلف
یار دائم صدگرہ در کار است ✻ قیدی شیرازی یہ مکہ معظمہ سے آکر اکبر کی ملازمت میں جا نہ ہوا اور یک بیک بڑے
قرب کے مرتبہ پر پہونچا ایک روز اُسنے اکبر سے عرض کیا کہ یہ سم داغ اور محلی کی جو حضور نے اختراع کی ہے اس سے لوگ
نہایت تنگ ہیں اُس روز سے وہ مردود ہوگیا تھا مدت تک بیانہ میں فقیری کی وضع میں پھرتا رہا پھر تتہ پوین آیا اور
وہان بواسیر اور دق کی بیماری میں مبتلا ہوا اور ایک نادان طبیب نے اُسکی مقعد کی گرین کٹوادین اُسمین مرگیا ✻ ولہ
متاع شکستہ بسیارست عاشق را ✻ ہمان بہتر ✻ کہ خرد در روز بازار قیامت باز نکشاید ✻ ولہ ای قدم نہادہ ہرگز از
دل تنگم بیرون ✻ حیرتے دارم کہ چون در ہر دلی جا کردۂ ✻ ولہ گو بیمرم من و غیری بود اعش نرسد ✻ سار بان گر محملی ما
کہ محمل برود ✻ ولہ کدام مرہم لطف از تو بر دل ست مرا ✻ کہ جانگداز تر از زخم ہای حسرت نیست ✻ قدری طبیعت موزون
رکھتا تھا ولہ چندان امان نمید ہم بجنبدی کہ جان ✻ داند کہ چون برآید و قربان او شود ✻ قندی ماوراء النہر سے
بیرم خان کے زمانہ میں آگرہ میں آیا تھا طالب علم تھا ولہ صومعہ طاعتم گوشۂ میخانہ شد ✻ سبحۂ و تسبیحم نعرۂ مستانہ شد ✻
خرقۂ زہد و صلاح در گرو بادہ رفت ✻ مغفل تسبیح و ذکر قلقل پیمانہ شد ✻ قندی بی خانمان سوی حرم می شتافت ✻
ک زد صنمی سر براہ جانب بتخانہ شد ✻ کافی تخلص میر علاء الدولہ صاحب تذکرۃ الشعرا کا ہے جو اصل اس کتاب کا خاکہ ہے
اُسکے اشعار یہان ذکر کرنا گویا تحصیل حاصل ہے کلاہی یہ بھی سب فن جانتا تھا افضل خان اُسکا لقب تھا
دکن سے ہندوستان مین آیا تھا چند روز ارباب شرع کے زمرہ مین شامل تھا جب میرزا مقیم اور میر حیدر فرض کی
تہمت پر تلا عبداللہ لاہوری کے فتوی کے بموجب مارے گئے تو اسپر ایک بڑی حیرت طاری ہوئی اور پھر

دکن کو چلا گیا اور وہین اُسکا انتقال ہوا ولہ ز عشق ز بدل خویشتن نگویم راز ۔ کہ دل سخن شنود از من و نگوید باز ۔
ولہ سر پیاپی او نہادم سرگران از من گذشت ۔ چون گرفتم دامنش دامن کشان از من گذشت ۔ ولہ تا کرقیب
ازان در راہ سفر نہ بندد ۔ ببندد کمر کہ نیم یارب کمر نہ بندد ۔ ولہ ہر گہ آید بجدال تو عدو دیو فرق ۔ بر سر خود چو شیر شرزہ زنی
وقت جدل ۔ ولہ می نگاشد چو قلم جدول از سرخی خون ۔ می کشد صفحہ میدان جدل را جدول ۔ کلامی اصل اسکی
چغتائیون مین سے ہی مدت تک سندھ مین رہا ملا نیازی سے مباحثہ کیا کرتا تھا بکر سے آکر چند روز آگرہ مین رہا
ماوراء النہر الون کے طریقہ پر شعر کہتا تھا ولہ بستم بخیال سر زلفت سر گریہ ۔ لیکن نتوان آب بزنجیر نگہداشت ۔ ولہ رخ تو
چشمہ مہرست و قطرہای عرق ۔ حباب وار بر و ہر طرف نمایان ست ۔ بقبضہ دل پر خون مین نظارہ کنید ۔ کہ چاک چاک شد از تیغ یار و
خندان ست ۔ نشین بچشم کلامی زروی لطف دمی ۔ کہ گوشہ ایست مصفا و آب در نظر ست ۔ کامی نامی ایک نوجوان
مصنف صاحب لکھتے ہین چند روز سے ہندوستان مین آیا ہی طبیعت اُسکی شوخی سے خالی نہین ولہ ہر من
خون شوم ز دیدہ چکم ۔ گر بدانم کہ گریہ را اثر ست ۔ لقائی استرابادی جمیع فضائل کا جامع تھا مدت تک
خان زمان کے پاس رہا ولہ بر زبانم حرف تیغ دلستان من گذشت ۔ خیر باشد طور حرفی بر زبان من گذشت ۔
لوائی بیہ بہت زیادہ سبزواری ہی طبیعت لطیف رکھتا تھا مدت تک اکبر کی خدمت مین رہا ولہ از پی نظارہ چون اغیار
آید سوی تو ۔ درمیان حائل شوم شاید نہ بیند روی تو ۔ در پیش غیر ازان نکنم گفتگوی تو ۔ تا جای در دلش کند
آرزوی تو ۔ ولہ اہل ہوس ز شوق چو نام تبان برند ۔ ترسم کہ نام او بغلط درمیان برند ۔ محمد نوسوجی نوشتہ
آندھی کے صدمہ سے ایک دیوار لاہور مین گری اُسکے نیچے لوائی دب کر مر گیا فن موسیقی مین بھی کامل تھا تاریخ اُسکی
وفات کی ہی ۔ فغان کز محنت چرخ جفا کیش ۔ فتاد ارکان ملبلے از بوستان رفت ۔ چنانش چرخ سنگے بر کمر زد ۔
کز ان مجروح گشت و از میان رفت ۔ ز پیر عقل جستم سال فوتش ۔ بگفتا پیر زار از جہان رفت ۔ لعلی
تخلص لعل بیگ ولد شاہ قلی سلطان بدخشی کا ہی شرافت اور حسن و ادب اور تواضع اور خلق اور حیا مین
مشہور تھا بادشاہی امیرون مین شامل ہی مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اُسکی طلب کا زمان اکبر نے دکن کو
بھیجا ہی تاکہ شاہزادہ سلطان مراد کی ملازمت سے رخصت ہو کر لاہور مین چلا آوے مجکو اُس سے ایک محبت خاص ہی
کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کرتا تھا ایک شعر اُسکا یاد رہ گیا ہی ۔ بر بگذار تو چون خاکرہ شدم ترسم ۔ کہ نگذری بمن
بگذری براہ دگر ۔ لطفی منجم ندیم پیشہ تھا اکثر اُستادون کے شعر اُسکو یاد تھے یہان تک کہ اُسکو یہ قدرت تھی
کہ ایک شب مین ہزار شعر پڑھ سکتا تھا نقل خوب کرتا تھا مدت تک نظام الدین احمد کے پاس گجرات مین رہا اور

اور اُسی کی کوشش سے کچھ سرمایہ حاصل کرکے حج کو گیا ولہ گل گل از تاب شراب آن دی چون گلنار شد ✽ گل فروشان مُردہ تان باد اگہ گل بسیار شد ✽ ولہ بغیر موی تو از باد گلستان نشنیدم ✽ بہیچ محفل نگذشتم کہ بوی جان نشنیدم ✽ ولہ دلم گر شعلہ آتش شود نسرو گی دارد ✽ گل سنجیدہ گر از جنت و مدر پژمردگی دارد ✽ ولہ ہر آہ کہ در حسرت بالای تو کردم ✽ نخل چمن آرای پشیمانی من شد ✽ میر مرتضی شریفی شیرازی یہ میر سید شریف جرجانی کا پوتا ہی علوم ریاضی و حکمت اور منطق مین کامل تھا شیراز سے مکہ کو گیا تھا اور وہان اُسنے شیخ ابن حجر سے علم حدیث حاصل کیا پھر دکن مین آیا اور وہان سے ہندوستان مین آیا ۱۰۰۰ تو سو چوہتر مین اُسنے وفات پائی چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا ہی میر محسن نے اُسکی وفات کی تاریخ نکالی ؎ رفت تا میر مرتضی از دہر ✽ علم گویا ز نسل آدم رفت ✽ بہر تاریخ رفتنش محسن ✽ گفت علامۂ زعالم رفت ✽ اور یہ شعر اُسکی تصنیف ہی ؎ خاطر جمع ز اسباب میسر نشود ✽ تخم جمعیت دل تفرقۂ اسباب غالباً اِس شعر کا ماخذ کتاب لوائح کی یہ عبارت ہی ✽ جمعی گمان برند کہ جمعیت در جمع اسباب ست در تفرقہ ابد ماندند فرقۂ بیقین دانستند کہ جمع اسباب از اسباب تفرقہ ست دست از ہمہ افشاندند ✽ محوی یہ میر محمود منشی کا تخلص ہی یہ پہلے برس تک تمام ہندوستان کا میر منشی رہا اُسکی بیٹی کا نکاح نقیب خان کے ساتھ ہوا تھا طبیعت اُسکی بہت موزون تھی یہ رباعی اُسنے بیرم خان کے دیوان کے دیباچہ پر لکھدی تھی ؎ از کون و مکان نخست آثار نمود کاشیا ہمہ از دو حرف کن شد موجود ✽ آمد چو ہمین دو حرف مفتاح وجود ✽ شد مطلع دیباچۂ دیوان شہود ✽ اِلٰہی مُتمما بسم قاسم ؎ شوخیکہ بود خاک درش منزل من ✽ جز جور و جفا نیست از و حاصل من ✽ از گوشۂ بام چون رخش ابنیم ✽ چشمش نگذند تیر جفا بر دل من ✽ از مشکناب غالیہ بر یاسمین مکش ✽ بر گرد آفتاب خط عنبر آگین مکش ✽ یہ رباعی اُسنے گھوڑے کی تعریف مین لکھی تھی جو ہمایون نے اُسکو دیا تھا ؎ ای خسرو جم سپاہ عالی مقدار دارم اسپیکہ ہست بس لاغر و زار ✽ بر وی چو شوم سوار در دو سہ گام ✽ افتد کہ تو ہم یک دو سہ گامی بر دار ✽ اور ماخذ اسکا وہی شعر ہی جو مشہور ہی ؎ میر و دیک دو گام و نیگوید کہ تو ہم ساعتی مرا بردار ✽ اور کسی شاعر کا دوہرہ مین یہ شعر ہی ؎ ای لب تو راحت و غمزہ بلا ✽ وی بت سنگین دل سیمین بدن ✽ اِس زمین مین اُسنے یہ غزل لکھی تھی ای رخ زیبای تو رشک سمن ✽ قامت رعنای تو سرو چمن ✽ پستۂ خندان تو تنگ شکر ✽ سبزۂ دندان تو دُر عدن ✽ کاکل مشکین تو دام بلا ✽ نرگس فتان تو عین فتن ✽ آہوے چشمان تو مردم شکار ✽ غمزۂ خونریز تو ناوک فگن ✽ کار دو زلفت ہمہ جادو گری ✽ شیوۂ چشمت ہمہ خون ریختن ✽ میکشد از مشک خط جانفزای ✽ سبزۂ نوخیز تو بر یاسمین ✽ جانب محوی نگر از روی لطف ✽ ای بت سنگین دل سیمین بدن ✽ اکبر کے زمانہ مین شیخ فیضی نصیبی ایک

غزل لکھی تھی جو چار بحرون مین پڑھی جاتی تھی ؎ ای قد نیکوی تو سرو روان * وی خم ابروی تو شکل کمان * حلقۂ گیسوی تو دام جنون * طرۂ هندوی تو کام جنان * هم لب جادوی تو آب حیات * هم خط دلجوی تو حضر زمان * آمدہ آهوی تو عین بلا * کشتۂ آهوی تو شیر زیان * بستۂ گیسوی تو فیضی زار * خستۂ هندوی تو خلق جهان * مصنف صاحب لکھتے هین کہ جس زمانہ مین مین یہ کتاب لکھتا تھا میر تبت فیضی نے تذکرہ سیر علاء الدولہ کا میرے هاتھ مین دیکھا تو اُسنے مجھسے لیکر دو ورق جسپر یہ ذکر لکھا تھا پھاڑ ڈالا میر محسن رضوی مشهدی کبھی شعر مین بھی فکر کرتا تھا و له نخواهم مهربان با خویشتن درپیش اغیارش * که میترسم که غیری بیند و گردد گرفتارش * و له دل بُرد زمن سرو قدی غنچه دهانے * رسوای جهان ساخت مرا تازه جوانی * و له ای نهال قامتت خرم آب زندگی * سرو را در پیش بالایت بسی شرمندگی * مصنف صاحب لکھتے هین کہ بجاے لفظ خرم کے شاداب اچھا معلوم هوتا هے مُعما باسم روح ؎ ای زلف کجت رهزن جانها ز عتاب * وی درد تو مرهم نه دلهای خراب * یکسر لب تو گشته دراز * عیان * یا برگ گلی فتاده در جام شراب * ایضاً باسم حسین شاه ؎ آن مه که بدیده جایگاهش نیکوست * منظور نظر رخی چو ماهش نیکوست * محسن سر خود نهاده بر پایش * چون مهر صفت عارض ماهش نیکوست * موجی تخلص قاسم خان بدخشی کا هی همایون کے زمانہ کے امیرون مین سے تھا شعر خوب کہتا تھا ایک مثنوی اُسنے یوسف زلیخا کے مقابلہ مین لکھی هے جسمین چھ هزار شعر هین چند شعر عشوق کی تعریف مین اُس کتاب سے لکھے جاتے هین ؎ مرصع موی بندی بی بهاییش * ز بیقدری فتاده در قفاییش * یکردا ز لعل ناب آویزه گوش * که بود آویخته دلهای مدهوش * نکرده از کمال لطف دوران * ز لؤلؤی ترش زیب گریبان * که بهر زینت جیب نکوییش * چکیده قطرۂ خونی ز رویش * چو زر خود را بپایش دیده پامال * روان افتاده در پایش چو خلخال * بیاض گردنش چون شمع کافور * ز جیبش سر زده سر شته نور * بزانو سیم را ساعد گسسته * ز سنا عد بر سمن گلدسته بسته * ازان گلدستهای نازنینش * سمن پر بود هر دو آستینش * کفش بر گل گلی آورده در مشت * بروجون غنچۂ زنبق هر انگشت * برو دوشش که برده عقل را هوش * گرفته خرمن گل را در آغوش * چو آمد در بیاض حسن تقریر * صفای سینه اش صافی تر از شیر * دو پستانش که در خوبی ست یکتا * حبابی گشته از شیر آشکارا * میانش بر تر از حد بیان ست * که اینجا نازکیها در میان ست * ایک مثنوی لیلی مجنون بھی اُسنے لکھی هے ایک شعر اُسکا یہ هے ؎ پیری ز قبیلۂ معزز * ریشش چو گل سفید یک گز * کہا کرتا تھا کہ یہ باعی خواب مین مجھسے سرزد هوئی هے ؎ ای باد خبر ز کوی جانان برسان * با این تن مرده ز جان برسان * و شوار بود

مرا رسیدن آنجا ۔ بلطفے کن و خویش را تو آسان برسان ۔ و لہ خمار بادہ غم چند دارد سر گران مارا ۔ بیا ساقی و از غمہائے عالم و اربان مارا ۔ و لہ ساقیا تا کی ز دوران شرح بدحالی کنیم ۔ شیشہ پر کن کہ یک ساعت ز خالی کنیم ۔ آخر عمر مین نوکری کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہو گیا تھا اور سنہ ۹۸۶ نو سو نواسی مین آگرہ مین وفات پائی میرزادہ علی خان محترم بیگ کا بیٹا ہے ہمایون کے نامی امیرون مین سے تھا جمیع اخلاق حمیدہ اسکی ذات مین جمع تھے کبھی کبھی شعر بھی کہتا تھا و لہ شام چو از چہرہ فگندی نقاب ۔ تاب نیاورد نشست آفتاب ۔ سنہ ۹۹۶ نو سو چھیانوے مین جب یعقوب ولد محمد یوسف خان کشمیری نے محمد قاسم خان میر بحر پر کشمیر مین حملہ کیا تھا اُسی لڑائی مین وہ بھی مارا گیا معزی ہروی یہ سادات طباطبائی سے ہے ایام طفلی مین میرزا کامران کا ہم سبق تھا پچاس برس تک ہندوستان مین رہا سنہ ۹۷۰ نو سو سیاسی مین یہین اُسنے انتقال کیا و لہ چند واری ای فلک چون ذرہ سرگردان مرا ۔ تا بکی داری بغربت بے سر و سامان مرا ۔ و لہ گفتم بہ آہ و نالہ دل خود برون کنم ۔ در دم بہ آہ کم نشود آہ چون کنم ۔ مرادی استرآبادی یہ استرآباد کے سیدون مین سے ہے ہندوستان مین آیا اور سنہ ۹۷۰ نو سو اناسی مین وفات پائی و لہ بنمود رخ زیبا وہ کہ صبح صفاست این ۔ یعنی کمال قدرت صنع خداست این ۔ طالع نشد شبی ز رخت کوکب مراد ۔ بی طالعی و تیرہ گی بخت ماست این ۔ زنہار خوشدل و فراغت طمع مدار ۔ در خاکدان دہر کہ محنت سراست این ۔ بگذشت دی بخاک مرادی و گفت یار ۔ در راہ عشق گشتہ شکار جفاست این ۔ ای سیل غم زدیدہ غبار رہش مشوی ۔ ما را چو باد گار ازان خاک پاست این ۔ و لہ کفر نقش کہ بود مایہ ایمانم از و ۔ نا مسلمانم اگر روے بگردانم از و ۔ گر سگ کوی تو در مرتبہ از من بیش ست ۔ لیک در راہ وفا ہیچ نمیمانم از و ۔ و لہ خوبان کہ زلف زنیت رخسار ساختند ۔ خلقی بدام خویش گرفتار ساختند ۔ و لہ کیم کہ دور از آن گل چہرہ ہمچو غنچہ دلتنگی ۔ گرفتار جنون دیوانہ با سلاسل ہم جنگی ۔ و لہ بروی یار نقصانی تا خط غبار نوشت ۔ بہ نیازمندی ما را بران کنار نوشت ۔ مشفقی بخاری اصل اُسکی مرو سے ہے بعضے آدمی اُسکو قصیدہ مین سلمان ثانی سمجھتے ہین ۔ و مرتبہ ہندوستان مین آیا اور گیا و لہ چو نقد ہستی مجنون غم نگاری بود ۔ خدا بنقد بیامرزدش کہ یاری بود ۔ و لہ در عاشقی ملاست بسیار بودہ ست ۔ آسان خیال کردم و دشوار بودہ ست ۔ و لہ تا چمن ہر شب چراغ از گل سیراب افروختہ ست ۔ کشتہ برگ لالہ آتش برگ و عش سوختہ ست ۔ ہمچو خوب کہتا تھا چنانچہ اخیر مرتبہ ہندوستان مین آیا تھا تو اُسنے یہ قطعہ کہا تھا کشور ہند شکرستانی ست ۔ طوطیانش شکر فروش ہمہ ۔ ہندوان سیاہ چون بگسان ۔ چیرہ بند و نگوچہ پوش ہمہ ۔ میلی ہروی نام اسکا میرزا قلی تھا

صاحب دیوان ہی شعر نہایت عمدہ کہتا تھا مدتون تک نورنگ خان کی خدمت مین رہا اور اسکی تعریف مین
اُسنے بہت سے قصیدے لکھے مشہور ہی کہ آخر مین نورنگ خان نے اس سے بدگمان ہوکر اُسکو زہر دلوادیا مالوہ مین
اُسنے وفات پائی ولہ دانستہ کہ مہر تو با جان نمیرود ✤ کز خاک کشتگان گذری سرگران ہنوز ✤ نہ آشنا نہ بیگانہ
نمیدانم ✤ کہ اختلاط چنین را کسی چہ نام کند ✤ ولہ بقیہ ارست دل اندر بدن کشتۂ عشق ✤ دیگر از یارند انم
چہ تمنا دارد ✤ استخوان نام ندو دل ستمے کز تو کشد ✤ خویش را چند باین حیلہ شکیبا دارد ✤ ولہ جان بعزم رحلت
من شاد زین معنی کہ دل ✤ در وے چندین سالہا امید درمان یافتہ ✤ ولہ در فراقت زان نمی میرم کہ نا امید درد
کین ستم نادیدہ روزی چند با ہجرم نساخت ✤ ولہ با آنکہ بپرسیدن ما آمدہ مردیم ✤ کاش کہ پرسیدہ رفتار ما را ✤ ولہ میرم و بند گانم زرحم می آید کہ تو ✤ خوبان بیداد ہا داری کہ با ما کردہ ✤ اور بعضے بجاے رحم کے
رشک پڑھتے ہین ولہ سنم از زخم دل آن نیم جان صیدی کہ بجانش ✤ ترحم میکند صیاد و بسمل میکند دلش
ولہ یار خواہد کہ بمرگم شود آسودہ ومن ✤ شرمساری برم از محضِ جان کندن خویش ✤ ولہ افگندہ دام را بہانہا
وخوش دلم ✤ کز شرم آن نگاہ بردم نمیکنی ✤ ولہ سخت بد بین کہ بیمیلی نکند غیر جفا ✤ خرد سالی کہ جفا را زوفا نشناسد
ولہ سنم و دل خرابی ہتوی سپارم اورا ✤ بچہ کار خواہد آمد کہ نگاہدارم اورا ✤ دوم آخر ست دشمن بمنش گذاریدم ✤
کہ بصد ہزار حسرت ہتوی گذارم اورا ✤ ولہ نخواہم با چنین خواری ز بر بش زود برخیزم ✤ کہ بندارم اگر مانم دمی خشنود
برخیزم ✤ پس از عمری چو بنشینم بصد تقریب در بر بش ✤ سخن از مدعای من کند تا زود برخیزم ✤ ولہ بیا بر بش
من چون امید صحبت نیست ✤ بجاں مرگ مرا دیدن از محبت نیست ✤ بنالیتے ہوس گفتگوست با تو مرا کہ تا نباشم
خاموش با وجود حیرت نیست ✤ ولہ می نمایم خویش را و ہستہ از سودای او ✤ تا فریب عشق من کم سازد
استغنای او ✤ ولہ صد بار رشتہ گسستہ ام وصلح کردہ ام ✤ کان مہ خبر نداشتہ از صلح و جنگ من ✤ ولہ بیچہ
کہ میگذری وحشیانہ از بیلی ✤ اگر بتلذذ کسی آشکار خود کردی ✤ ولہ بالین تو آن عیسی نفس می آید ای مسیحا
کہ از شوق قدومش مردۂ صد سالہ برخیزد ✤ ولہ وفای عہد گمان از تو بیوفا داریم ✤ کمال سادہ دلیہا ست اینکہ
ما داریم ✤ ولہ کسی اگر سبب وصل یار من شدہ ہست ✤ ز سرگرانی او شرمسار من شدہ ہست ✤ بنظر فروہ و صلے
کہ داغ غیر مرا ✤ ز سادگی سبب انتظار من شدہ ہست ✤ ولہ نا ہمدلیہان حرف ہمدلی نہ زنند ✤ غریب
در بزم نشیند بیان من و تو ✤ می نیائی ز جیا در سخن من زجواب ✤ نا چیدہ ز قیبان ز زبان من و تو ✤
ولہ ز نا فہمی من رسید و وفا را بہانہ ساخت ✤ افگند سر بیش و حیلہ ابہانہ ساخت ✤ مصنف صاحب

کہ مین نے بھی اس زمین مین ایک شعر لکھا تھا ؎ آزار خلق خواست کند رخ لاجرم ✤ بدخوئی ستمگر مارا بہانہ شد ✤
ملک قمی اسکو ملک الکلام کہتے ہین وضع اسکی درویشانہ تھی دکن مین رہتا تھا ہر وقت روتا رہتا تھا جب دکن
مین غدر ہوا تو وہ بھی اسی معرکہ مین مارا گیا ولہ آب شمشیر شہادت شستگر دل اختلاف ✤ گہر تر ساز مسلمان
گشتہ یک خنجر ند ✤ ولہ سازند لخت لخت درون فسردگان ✤ وانگاہ بر جراحت دلہا نمک زنند ✤ ولہ تو مرہم
دل ریشی بخند و نمکین ✤ ولی بآن خورد تیغ نشتر جگری ✤ بقدر حوصلہ عشق نیست بادۂ عشق ✤ تو شیر بیشہ ما
نیستی کہ باخبری ✤ ولہ سحاب چشم کہ دادہ است نرگست را آب ✤ کہ از نگاہ تو بوی ستم نمی آید ✤ ولہ خون چکان ست
ملک تیغ ستم می ترسم ✤ کہ پی اجر بدر خانۂ قاتل برود ✤ ولہ خزانہای خیال من از ذخیرۂ وصل ✤ چنان پر ست کہ
چشم بہم نمی آید ✤ ولہ سپاہ عافیت چون بر ملک ستاخ می آید ✤ سمند فتنہ زین کن خویش را از قلب لشکر زن
ولہ چند پاس وعدۂ ہر بیوفا دارد کسے ✤ چشم بر در گوش بر آواز پا دارد کسے ✤ در دل این عافیت خصمان منست
سید ہندہ ✤ وای گر زیشان تمنای وفا دارد کسے ✤ ولہ کد امین باد این مشاطگی کرد ✤ کہ سنبل بر گل روئیت
پر اگند ✤ ازل را بہ روی تو پیمان ✤ ابد را با سر زلف تو پیوند ✤ شکر را گرم روئی با تبسم ✤ نمک را آشنائی با شکر
بود ناقوس بحر بے سنجان ✤ دران شور کہ بت باشد خداوند ✤ فیضی اسکے کلیات کو دکن سے لایا تھا سب اشعار
اسکے پیزہ تھے اور اسکی اصطلاح دانی کا حال اسکے دیوان کے اس مطلع سے معلوم ہوتا ہے ؎ ای حمد تو
سلم مقالات ✤ وی ذکر تو سبر مقامات ✤ قافیہ اسمین بالکل ندارد ہے مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اسکے
سب شعرون مین ایک یہ شعر مجکو اچھا معلوم ہوتا ہے ؎ رفتم کہ خار از پا کنم محمل نہان شد از نظر ✤ یک لحظہ غافل
گشتم و صد سالہ راہم دور شد ✤ مدابی بدخشی اسکو عمدہ سلیقہ شعر گوئی کا حاصل تھا مدت تک سیرز اغہ
کوکہ کی ملازمت مین رہا ولہ دلا صد فتنہ بر یازان قد و بالاست میگوئی ✤ ازان بالا بلا بسیار دیدم راست میگوئی
اس زمین مین اور بہت شاعرون نے بھی فکر کی ہے چنانچہ منجملہ اسکے یہ اشعار ہین ؎ بلا و فتنہ در عالم
ز قدم خاست میگوئی ✤ بلی می آید از بالا بلا ہا راست میگوئی ✤ بشہر از قامتم ہر سو قیامت خاست میگوئی ✤ قیامت
قامتے دارد بہ من راست میگوئی ✤ ولہ شعلۂ شمع ست گاہی رنگ و گاہی بوس حال ✤ یا گریز برگ خزان در لالہ
جا کرد از شمال ✤ ولہ چون گشت تمام شرح درد ش ✤ از قطرۂ اشک مہر کردش ✤ ملا مقصود فدائی
یہ بھی ایک عمدہ شاعر تھا صاحب دیوان ہے ولہ در عالم وفا سنگ کوی تو رام ماست ✤ اقبال را گم گشتہ و عالم
بکام ماست ✤ عشاق را تمام نظر بر جمال تست ✤ ای شاہ حسن بر وی تو ماہ تمام ماست ✤ ولہ

نہال آرزوی او نشاندم در زمین دل ٭ وزان شاخ کلم جز باغم چیزی نشد حاصل ٭ وله بود امید کاورم حلقهٔ زلف او بکف ٭ وه که درین خیال کج عمر عزیز من تلف ٭ ایک قصیده اسنے خواجه سلمان کے قصیده کے مقابله مین قاضی یحیی قزوینی نقیب خان کے دادے کی تعریف مین لکھا تھا ٭ دگر زسردی دی بر آسمان دتاب ٭ زتاب صاعقه خورشید مانذ زیر نقاب ٭ فلک بروی زمین باتیر باران کرد ٭ زسهم قوس زمین ساخت جوشنے از آب ٭ نهنگ بحر زبیم سهام صرصر دی ٭ نهاد بر سر خود خود آهنی زحباب ٭ دگر زکثرت برف وزشدت سرما ٭ زمین بلرزه درآمد چو قلزم سیماب ٭ سفید گشت سواد زمین زلشکر برف ٭ سیاهی از دل آفاق شد چنان نایاب ٭ که جا بروی زمین تنگ شد بدان گونه ٭ که بر زمین نتواند نهاد پای غراب ٭ بصحن باغ بجاے شگوفه و سبزه ٭ دگر زبرف یخ افتاد قائم و منجاب ٭ فتاد لرزه در اشجار در چمن دیگر ٭ چو من شدند زبی برگی ازین چنین بیتاب ٭ درین هوا بدن من چو بید لرزان ست ٭ تنم زضعف گهی در تب ست وگه در تاب ٭ سحر زهاتف غیبم رسید مژده بگوش ٭ که تا بکی کشی از جور روزگار عذاب ٭ زجور حادثه خود را بدان جناب رسان ٭ که هست کعبهٔ سپهر برین بلند جناب ٭ ازین شرع که یک شمه وصف اخلاقش ٭ نشد تمام بصد دفتر و هزار کتاب ٭ علی خصال محمد شعار و یحیی نام ٭ چو روشن ست کمالش چه جاجت القاب ٭ ملا مقصود نے اکرہ مین ۹۷۸ نوسو ستر مین وفات پائی اسکا باپ ملا فضل الله بیگ ایک عزیز آدمی تھے قطعهٔ انکی تصنیف ہے ٭ فضلی چو غنچه خلعت هستی بخود بدید ٭ بر چهره چین سنگین دامن بخون بکشید ٭ چون گل شگفته باش و چو سرو از غم جهان ٭ آزاد باش و منت این چرخ دون مکش ٭ مخلصی تخلص یه ایک طالب علم تھا دہلی کے مدرسه مین رہتا تھا پھر اکبر نے اسکو سرہند کا قاضی کر دیا وہین اسکا انتقال ہوگیا وله یافتم در گذری جای کف پایش را ٭ چون نه مالم رخ خود یافته ام جایش را ٭ وله افکنده بیابانت دل کسان گم شد ٭ دل شکسته ما هم دران بیان گم شد ٭ موسوی مشهدی نسب اسکا تخلص سے معلوم ہوتا ہے صاحب طبع تھا وله ترا پنهان نظر سوی من زار ست میدانم ٭ تغافل کردنت از بیم اغیار ست میدانم ٭ وله چشم او میکشدم زار نمود او ٭ می نماید رنگاه غضب آلود او ٭ خواجه معظم یه اکبر کا مامون تھا شیخ جام رحمة الله علیه کی اولاد مین تھا اسکے مزاج مین ایک عجیب طرح کا خبط اور جنون تھا چنانچه اسنے بے وجه اپنی بی بی کو قتل کر ڈالا اسی کے قصاص مین ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین قتل ہوا یه حال مذکور ہو چکا ہے اسکی یه تاریخ ہے ٭ خواجه اعظم معظم نام ٭ که از و بود دهر را زیور ٭ زن خود را بکشت و کشت او را ٭ از غضب شد جلال دین اکبر ٭ سال فوتش از و چو پرسیدم ٭ در زمان گفت آن خجسته سیر ٭ بی سخ آن

بت جہان افروز گشت آخر شہادتم اکبر * مصنف صاحب لکھتے ہین کہ شاید یہ تاریخ میر علاء الدولہ صاحب تذکرہ کی تصنیف ہی خواجہ منظم کا ایک مطلع یہ ہی ؎ دردِ دل را نتوان پیش تو ای جان گفتن * مختصی دارم ازین درد کہ نتوان گفتن * یہ مطلع میر علاء الدولہ صاحب تذکرہ کے مطلع کے مقابلہ مین تھا ؎ تا شنیدم کہ توان حل تر اسیگفتن * آتشے در دلم افتاد کہ نتوان گفتن * موزون یہ شیخ میر آگرہ والے کا بیٹا ہی ہفت قلم تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ مین نے سلیم شاہ کے زمانہ مین اُسکو پشاور مین دیکھا تھا اُسکا بیٹا بھی ایک جوان قابل تھا مگر اوخط مین کسی قدر مہارت تھی شطرنج صغیر اور کبیر خوب کھیلتا تھا ولہ مراجہ سودز گلہای رنگ رنگ بہار * چہ نیست بی تو دلم را بہیچ رنگ قرار * گواہ دردِ من دردمند مخزونند * سرشک سرخ و رخ زرد و دیدہ بیدار * ولہ ای یافتہ ز عارضِ تو ماہتاب تاب * وی سوختہ ز رشکِ جمالِ تو آفتاب * ولہ ہر ناوک تو ای مہ ابرو کمان ما * چون مغز جا گرفتہ بہر استخوان ما * تیر یکہ بر دل آن مہ ابرو کمان زدہ * مرہم نہاد و بر سرِ داغ نہانِ ما * مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ہندوستانی آدمی سے اسقدر طبیعت کی موزونی بھی بہت ہی محمد یوسف یہ بڑا حسین آدمی تھا وطن اصلی اُسکا کابل تھا مگر نشو و نما ہندوستان مین آکر پائی تھی خط مین اشرف خان کا شاگرد تھا سنہ ۹۸۰ نو سو اسی مین جب قلعہ سورت کا محاصرہ ہوا تھا تو اُسنے اُس معرکہ مین عین نوجوانی مین وفات پائی اشرف خان نے ایک مصرعہ اُسکی تاریخ مین نکالا ہی میر علاء الدولہ نے قطعہ پورا کیا ؎ محمد یوسف آن مصر ملاحت * برفت از دہر اشک از دیدہ ریزان * پی تاریخ او گفتہ عزیزی * کجا شد یوسف مصری عزیزان * یہ غزل محمد یوسف نے لکھی تھی غزل خوش وقت آنکہ جامی بمیخانہ ساختہ * در پیاے خم بسا غر و پیمانہ ساختہ * آن کس کہ داد شیوۂ مستی بچشم یار * مستم ازان و نرگس مستانہ ساختہ * معمورہ یے بعالم فانی نیافت چند * منزل ازان بگوشۂ ویرانہ ساختہ * گفتم کہ جا بدیدۂ من کن نگار گفت * در رہگذار سیل کسی خانہ ساختہ * زلف تو کرد شانہ و پریشان نگفتمش * شاد و دستیکہ بہر زلف تو ان شانہ ساختہ * ولہ در ہجر تو آرام بنا کام گرفتیم * ناکام بہجرانِ تو آرام گرفتیم * منظری سمرقندی یہ ایک شاعر خوش گوے آگرہ مین بیرم خان کے پاس رہتا تھا اور اُسنے ہندوستان کے بادشاہون کا حال شاہنامہ کے طور پر لکھا تھا اور اُسکو پورا کر لیا تھا جب وہ بیرم خان کے سامنے پیش کیا تو سکندر سور کی لڑائی کے قصہ مین حسین محمد حسین خان کی شجاعت کا ذکر تھا بیرام خان نے اصل واقعہ مین بہت سا کلام کیا اور سارا قصہ واقعی اول سے آخر تک اُس سے بیان کیا منظری نے اُسکے مطابق اُس سارے بیان کو حسین

تین سو یا چار سو شعر تھے ایک شب مین درست کردیا اور صبح کو میرام خان کی خدمت مین پیش کیا اور بہت سا صلہ پایا یہ ایک شعر اسمین سے ہے ؎ ز فرقِ فیروزش فلک گشت کج * ملک شد سراسیمہ زان کج و فر * یہ مطلع اسکا بہت مشہور ہے ؎ ہمیشہ مانند فراق تو بی سر و پایم * ترا کسی کہ بجا طرہ میرسد مائیم * ولہ خط گرد ماہ عارض آن پیمبر گرد * ہر دو نشان فتنہ دور قمر نگر * بروی ماہ سلسلۂ عنبرین مبین * جعد بنفشہ برخ گلبرگ ترنگر * بین چشم ریزان و ترنوا ناوک فگنش * در رگذار عشق خطر در خطر نگر * مصنف صاحب لکھتے ہین یہ اخیر شعر کسی قدر عمدہ ہے باقی بس مدایحی ہمدانی ہندوستان مین حیدری کے نام سے مشہور ہے اسنے بہت عمدہ عمدہ قصیدے خان کلان کی تعریف مین لکھے تھے بدمزاجی کے سبب ہر شخص سے لڑ پڑتا تھا اسی وجہ سے ہمیشہ آزار پاتا تھا یہ شعر اسکی تصنیف ہین ؎ نمیدانست مجنون عاشقی رسوای عالم شد * منم رسوای عشق و عاشقی بر من مسلم شد * ؎ در نظر آید ہلال عید مانند کلید * تا کشاید قفل زینخانہ ساقی شام عید * ولہ شد عیان از رد و گیر شام خضر انقاب * خندہ زد چون صبح غنچہ گشت ظاہر آفتاب * ولہ مرا ہست بر سینہ از تیغ دلبر انہا چو بر صفحہ خطہای سطر تقیمی سبزواری خان اعظم کے سلسلہ مین تھا طبیعت اسکی بلند تھی گجرات کی فتح کے بعد اپنے اتالیق کو چلا گیا ولہ خوش آنکہ چون شمار سبک خویشتن کند * ہر چند در شمار نیم یاد من کند ولہ عاشقانہ ہم و سر کوے ما ماوای ماست * عالمی پر فتنہ و آشوب از غوغای ماست * ہر کجا اندوہ و محنت بیش آنجا ساکنیم * ہر کجا آسودگی و عیش و غم بسیار آنجا جای ماست * باچنین بدحالی کامروز داریم از عشق * مرگ ما میخواہد آن کو دعوی فردای ماست * دیدہ پیمان عشق سرگشتہ ایم و سایہ ایم * آن سیہ بختیکہ در روز چنین ہمپای ماست * با مقیم از ناز گفتی نیست پروای کسم * آری آری کی باین خوبی ترا پروای ماست * یہ قاضی ابوالمعالی کا بیٹا ہے بواسیر کی بیماری مین لاہور مین مرگیا شیخ سعدی کا جو یہ شعر مشہور ہے ؎ کافزاید از زیب بیجان چند تمتع دارید * باری آن بہت بپرستید کہ جانی دارد * اسکے عوض مین یون کہا تھا ؎ مرد حسرت برد آن مرد کہ بری دست بتیغ * کین عطا روزی نعمت کہ بجانی دارد * محوی ہندوستان مین نو وارد تھا خانخانان ولد بیرم خان کے زمانہ مین تھا اور زیارت مکہ سے بھی مشرف ہوا تھا ایک رباعی اسکی یہ ہے رباعی تا زلف بروی ہمچو مہ خواہد بود * تا خط شہ حسن اسپہ خواہد بود * گر خانہ نشستہ ام تمام ساز مد * روزین ہمہ آسودہ خواہد بود * ولہ من جان و دل خویش نمیدانستم * من گریہ آتشین نمیدانستم * نی نام من گذاشتی دیوانہ نشان * ای عشق ترا چنین نمیدانستم * ایضاً محوی کہ زکوی عقل بیرون میگشت * آوارہ تر از ہزار مجنون میگشت * دوراز تو زدو دیدہ آن گم شدہ را * در بادیہ ہا بباد در خون میگشت * مظہری کشمیری یہ صاحب دیوان ہے

او مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل اپنے وطن مین کسی خدمت پر متعین ہی یہ اشعار اُسکی شعر گوئی کا نمونہ ہین ؎
اقبال حسن کار ترا پیش می برد ✤ ورنہ صلاح کار ندانستہ کیست ✤ اس زمین مین یہ مطلع کسی اُستاد کا ہی ؎ تو ہمہ استوار ندانستہ کہ چیست ✤ بودن بیک قرار ندانستہ کہ چیست ✤ ولہ فدای آئینہ گردم کہ دستان مرا ✤ درون خانہ جگر گشت بوستان دارد ✤ ولہ منظر بجہان چو بی نصیبان میباش ✤ وز گل ہنوای عندلیبان میباش ✤ بادی نی از خودی عالم می سازد ✤ مہمان نظارہ چون غریبان میباش ✤ شیخ محمد دہلوی جمیع فضائل اُسکی ذات مین موجود تھے حسب و نسب مین عالی تھا مصنف لکھتے ہین کہ اُسکا مرتبہ اس سے بلند ہی کہ شاعری اُسکے لیے صفت قرار پاوے مگر چونکہ کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کیا کرتا تھا اسلیے ایک مطلع لکھا جاتا ہی ؎ اگر بروز غم صبر اختیار کنم ✤ چرا اختیار نماند بگوید کار کنم ✤ نویدی تربتی صاحب دیوان ہی کہ بیرم خان کے بخشی کی ہجو مین اُسنے ایک ترجیع بند لکھا تھا جسکے چند شعر یہ ہین ولہ ای بدوران شد لیف تو مبارک ایام ✤ خان بن خان سرو سر خیل سلاطین بیرام ✤ عاجز از وادی فہم تو سمند ادراک ✤ قاصر از قصر جلال تو سمند اوہام ✤ سخنے ہست مرا شرح کنم بر تو اب ✤ مشکلے ہست مرا عرض کنم خرد ام ✤ دادہ منصب بخشیگری عالی را ✤ بہ کچک بیگ سبب چیست ایا خرد انام ✤ نیستی واقفی از افعال و ستایش گویا ✤ گرچہ تحقیق عدم فرض بود بر حکام ✤ امردی بود خود آرای و لوندی می کش ✤ پسری بود بزر مائل و زر و خود کام ✤ کار او نوکری خواجہ امیر بیگ وزیر ✤ عامل سلسلہ حضرت میر ابرام ✤ چیز ہای دگر از وی بر ہی معلوم ست ✤ دارم از حضرت خان شرم کہ سازم اعلام ✤ قصہ گوتاہ بسر قصہ رود القصہ ✤ قصہ خوانی کنم از حالت آن بے اندام ✤ ہر کجا بود چنان بود در اطوار سلوک ✤ کہ بر و آمدہ نفرین ز خواص و از عام ✤ الٰہی کہ بہر تن مشیت زخدا میخواہند ✤ ہمہ سکان سماوات چہ در صبح و چہ شام ✤ تب و قولنج و بواسیر و دق و استسقا ✤ حصبہ کرم و کہ و دانہ و صرع و سرسام ✤ زار و بیمار چو از پای در آئی بعلاج ✤ بنویسند غذای تو حکیمان تمام ✤ فی سیمون و گہ سنگ پہ دہ روزہ ✤ آلت خرس و دم گربہ و سرگین حمام ✤ ای خوش آن دم کہ شود قبض ز قولنج بوی ✤ نسخہ حقنہ نویسند اطبای عظام ✤ دست خر پای شتر شاخ و اروں قاز ✤ کلہ خرس و سر استرو دندان گراز ✤ یہ ایک شرکا فقرہ بھی اُسی ہجو مین شامل ہی مختصر روزی برند کہ حقنہ وا ماندہ نشستہ در سر دیوان بین گفت کہ ای سگ برابر مین گہ میخوری گفتم روا باشد کدام سگ و برابر تو کہ خوانند یہ چند شعر دیوان نویدی کے لکھے جاتے ہین مگر یہ نہین معلوم کہ یہی نویدی ہی یا کوئی اور ہی اشعار ؎ خدنگت را کہ عمری جای در دل داشتم دارم ✤ نہال آرزوی کز تو حاصل داشتم دارم ✤ ہمان قسمیکہ در اول پی

سرگردان ٭ ازان لیلی وش مشکین شمائل داشتم دارم ٭ اگر از گریہ شد تاریک چشم من خیالت را ٭ بدان صورت کہ در آئینۂ دل داشتم دارم ٭ بگیرای آشنا دستم کہ آب دیدہ عمری شد ٭ بوادی جنون پائی کہ در گل داشتم دارم ٭ نومیدی مرغ دل را کز خدنگ غمزہ اش عمری ٭ بخاک و خون چو مرغ نیم بسمل داشتم دارم ٭ ولہ ساخت سودای سر زلف تو بیتاب مرا ٭ جانم آمد طلب از ہجر تو در یاب مرا ٭ بیقراری سر زلف تو بیک چشم زدن ٭ تنگدار دشب ہجران تو خواب مرا ٭ آورم تاب جفایت ہمہ عمر ولی ٭ اینکہ باغیر نشینی نبود تاب مرا ٭ دارم از گریہ نگہ بر سر کویت خود را ٭ کز سر کوی تو ترسم کہ برد آب مرا ٭ گشت تا جمع نومیدی دل من باغم تو ٭ رفت از یاد پریشانی اسباب مرا ٭ ولہ گزارد بیرم زغم دمبدم خویش ٭ باغیر شکایت نکنم از الم خویش ٭ از بیخودی عشق اگر پیش تو ظاہر ٭ کردم غم دل در گذران از کرم خویش ٭ میخواست نومیدی غم دل پیش تو گوید ٭ چون دید بخت کرد فراموش غم خویش ٭ ولہ تا خفتگان از دل ما می آید برون ٭ جان غم فرسود من صد بار می آید برون ٭ ناوک دلدوز او سینۂ افگار من ٭ جا گرفت آسان و لے دشوار می آید برون ٭ بر سر کویش من بیچارہ از بی طاقتی ٭ میروم صد بار تا یکبار می آید برون ٭ ای نومیدی از درون خرقۂ پشمینہ ات ٭ گرنسلمانی چرا زنار می آید برون ٭ ولہ نہ فکر آخرت دارم نہ دنیا ٭ نمیدانم نومیدی در چہ کارم ٭

نشانی بہ تخلص مولانا علی احمد ولد مولانا حسین نقشی مہر کن دہلوی کاہی فاضل صوفی مشرب تھا بڑے شاہزادہ کا اُستاد تھا مہر کنی میں دونوں باپ بیٹے اُستاد تھے خصوصاً مولانا علی احمد کا کوئی ثانی نہ تھا عراق اور خراسان اور ماوراء النہر تک کے لوگ تعینات اور تبرکاً مہر اُنسے کندہ کرا لے جاتے تھے جمیع فضائل علمی اور کمالات انسانی سے موصوف تھا مگر اس پیشہ کے سبب سے اُسکے سارے کمالات چھپے رہے تھے ہر طرح کے خطابت اچھی طرح لکھتا تھا انشا اور املا میں بے نظیر تھا کبھی کبھی شعر کی فکر بھی کرتا تھا مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ ابتدا سے مجکو اُس سے ایک طرح کی خصوصیت تھی اسی سبب سے اگر میں اُسکا کلام بہت سا نقل کروں تو کچھ مضائقہ نہیں ٭ ترا تا سبزۂ خط بر لب جان بخش پیدا شد ٭ مسیحا بود و تنہا خضر ہمراہ پیدا شد ٭ ولہ محتسب دی خم شکست و آب آتشناک ریخت ٭ خاک من بر باد داد و خون من بر خاک ریخت ٭ ولہ با دل زار ما چہ بیرحمی رفت ٭ کہ ز دست تو ناشاد آورد ٭ اعتمادی نتوان بر سخن باد آورد ٭ ولہ مرا ہر شب چو دزدان خواب گیرد چشم تر گردد ٭ دلم را باغمت بیدار بیند باز برگردد ٭ اور مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے بھی اس زمین میں ایک شعر لکھا ہے ؎ بصد امید قاصد میفرستم سوی آن مغرو ٭ معاذ اللہ ازان ساعت کہ نومید برگردد ٭ مدتہ ما سینہ از خدنگ جفای تو خستہ ایم ٭ سر ہم نماندہ ایم و بر آمد بستہ ایم ٭ جس زمانہ میں گجرات کی فتح واقع ہوئی تھی تو اُسکے

ایک سکہ حضرت اعلیٰ کے نام کا کندہ کرایا تھا اور اسمین یہ دو شعر لکھے تھے ؎ خسرو اسکہ بگجرات بنام تو زدند ۔ ملک را سایۂ عدل تو بتارک باد ۔ ای خوش آن دم کہ چو تاریخ وی از من پرسی ۔ گویمت سکۂ بگجرات مبارک باد ۔ و لہ کار بجائی رسید و یا رسیدہ ۔ جان گران مایہ ہیچ کار نیامد ۔ و لہ ما را دل مجروح و بتان را نمکین لب ۔ تا زور اہل بینش این ریش نباشد ۔ و لہ صورتا و معنی نگردد جمع در سر بادشاہ ۔ بادشاہ صورت و معنی ست اکبر بادشاہ ۔ آن بینوا شاہی کہ ملا قدیر بزور بارا و ۔ از نسیب چوبدر بان بادشہ بر بادشاہ ۔ و لہ زرنگ حادثہ دل نشکند بسینۂ ما ۔ کہ ساختند ز الماس آبگینۂ ما ۔ مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین اکبر کا لشکر کشمیر کو جاتا تھا تو مین حضرت لیکر سیاو گیا وہین سنے اپنے یہ اشعار لکھکر محکم بھیجے تھے ؎ مراد دور از تو ای ماہ دل افروز ۔ شب خوابست و نی آرام دشب ۔ و لہ چکیدہ اشک گلگون بر رخسار ۔ شگفتہ لالہ اندر زعفران زار ۔ و لہ ز خون دیدہ شد آلودہ مژگان ۔ کشیدہ سر ز دریا شاخ مرجان ۔ و لہ ز ہجرت دمبدم خون در دل من ۔ نشستہ چون مراحی تا بگردن ۔ و لہ بسوزد ہر نفس از آتش غم ۔ علم بیرون زند از سینہ ہر دم ۔ و لہ کنون چشم پر خون دل ستیزد ۔ بجای قطرہ آتش پارہ ریزد ۔ و لہ ز مژگان سیہ گردیدہ من ۔ سیہ شد آتش دل گر دروزن ۔ و لہ ملک خوایا مرا زین سیر ما شاد ۔ کز و جان عزیزان رفتہ بر باد ۔ و لہ چنان از خویش رفتم در دل من ۔ نشستہ چون مراحی تا بگردن ۔ و لہ تنی از محنت تب ہای جنوری ۔ ولی در دی چو آتش در تنوری ۔ قصیدہ در فخر شیخ فیضی کے جواب مین جسکا مطلع یہ ہے ؎ شکر خدا کہ عشق بتان ست رہبرم ۔ و ریلت برہمن و برہمن آذرم ۔ اسنے قصیدہ لکھا تھا چند شعر اسکے قصیدہ کے یہ ہین ؎ شکر خدا کہ پیرو دین پیمبرم ۔ حب رسول و آل رسول ست رہبرم ۔ بیزارم از برہمن و ناقوس او ہر من ۔ منکر زدین رہبر بوقیس و آذرم ۔ قائل بروز حشر و قیام قیامتم ۔ امید وار جنت حوری و کوثرم ۔ حاسد بسوی من بحقارت نظر مکن ۔ چون نیستی خلیل نہ بابہ آذرم ۔ زیر نگین من شدہ روی زمین تمام ۔ من چون نگین بدور گریبان سر اندرم ۔ از شرق تا بغرب فضیلت مسلم ۔ وز قطب تا بقطب بہر خطہ نیر مم ۔ سطح محدب فلک فضل خصم ۔ ہرگز مماس نیست بسطح مقعرم ۔ گر در زمین چو نقطہ سویدا ہم ساکنم ۔ لیکن مدار گردش چرخ مدورم ۔ دست قضا سپید بہ پرکار روزگار ۔ افلاک ہفت دائرہ بر گرد دفترم ۔ ہر چند کم ز نقطۂ ذو وضع مرکزم ۔ از خط مستدیر معدل فزون دمم ۔ گر خصم صد ہزار کند سحر سامری ۔ چون اژدر کلیم بکیدم فرو برم ۔ فی اللغت خاتم ختم تو شکستہ نگینہای قدیم ۔ طرح نقش تازہ و نو در لسان انداختہ ۔ ایک شاعر کے مقابلہ مین اسنے یہ مثنوی لکھی تھی مثنوی ۔ چند زنی لاف کہ در شاعری ۔ سامریم سامریم سامری ۔ ہر نفسم معجزۂ عیسوی ست ۔ شعلۂ نو سنجیہ موسوی ست ۔

در سخنم نادر روزگار ۞ اهل سخن را منم آموزگار ۞ هر نفسم پرده زجادو شکیب ۞ هر سخنم سحر ملائک فریب ۞ خسرو ملک
همه دانی سخنم ۞ عالم اقلیم معانی منم ۞ جوهری سلک سخندانیم ۞ ضیغمی نقد سخن آنیم ۞ این منم امروز درین داوری ۞ شعله آتش
بزبان آوری ۞ موی سیاه معانی منم ۞ شمع شب بانی من ۞ شعله سرشته نگهای پاک ۞ لاف زن مست چو کیسه خاک ۞ طبع تو هر چند در
رود ۞ یک سخن تازه نشد گوش زد ۞ آنچه تو گفتی دگران گفته اند ۞ ور که تو گفتی دگران گفته اند ۞ خانه که از نظم بیاراستی ۞ آب و گلش از دگران
خواستی ۞ سقف منقش که درین خانه ایست ۞ رنگ همه از خانه بیگانه ایست ۞ طبع تو دارد روش باغبان ۞ ساخته باغی نهال کسان ۞ سبز درو
آن باغ نداغ دگر ۞ هر گل عناش بباغ دگر ۞ غنچه آن باغ روان پرور ۞ لیک ز خون جگر دیگرست ۞ بید که بی بیوه سری کشید ۞ برگش از آن
مشک خشید ۞ تازگی آن ز باران تست ۞ از خوی پیشانی یاران تست ۞ چند پی نقد کسان سوختن ۞ چشم بمال گران دوختن ۞ جمع کن نقد سخن در میان
کیسه کن پر زر گران ۞ شربت بیگانه فراموش کن ۞ آب ز سرچشمه خود نوش کن ۞ گر خضری آب حیات تو کاو ۞ ور شکری شاخ نبات تو کاو ۞ تحفه صفت
سر بفلک میبری ۞ میوه بجز خسته نمی آوری ۞ سر که بر چرخ نسایدسرش ۞ چاشنی میوه نباشد برش ۞ بر سخن خویش قضا در چیست ۞ بر سخن
دل خسته تسخر چراست ۞ من اگر از شرم نگویم سخن ۞ حمل بر بیدانشی من کنن ۞ فی چو طرب سینه پر از خسته ام ۞ همچو صدف پر دُر و لب بسته ام ۞ من گر
از بند کشایم زبان ۞ لب بگشایند زبان دران ۞ طعنه چو اهلین بآدم زدن ۞ حالت من دید نگردد مرا ۞ ساده دلم من که ز افسون خلق ۞ بستگی از
سحر برآرم بحق ۞ غلغله در سر کنم و باد انگنم ۞ نسخه باروت بجا دانگنم ۞ این سخن آن شاعر جادو مزاج ۞ کز سخنم یافته جادو رواج ۞ من که بجادو سخنی
شهره ام ۞ هم فلک هم سه و هم سه ره ام ۞ سامریان دگر و موی من ۞ بابلیان دگر و جادوی من ۞ دولت این کارگه از من ست ۞ مسکه این
ملک بنام من ست ۞ از سخنم طرز سخن یاد گیر ۞ عارکن ار من استاد گیر ۞ هر که بره استاد اول شد ۞ زود بجهان گنج سعادت برد ۞ یک سخن
از نظم تو نبود درست ۞ مصحکه اهل سخن نظم تست ۞ گرچه بروی تو نگویم کسی ۞ عیب تو پوشد نتوانم بسی ۞ لیک نصیب تو ملامت گران ۞
انجمن آرای سخن پروران ۞ شعر تو اگر بمیان آورند ۞ عیب تو یک یک بزبان آورند ۞ شعر ترا پیش تو تحسین کنند ۞ وز پس تو لعنت نفرین کنند
فی تو کمین باز و دهن ناتوار ۞ عیب تو بر تو نشود آشکار ۞ وه که یکی یار ندارد دریغ ۞ مونس و غمخوار ندارد دریغ ۞ تا بتو عیب تو نماید بمن
حیست ۞ و انچه بعیب تو کشاید که چیست ۞ اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ جس زمانہ مین نے یہ چند شعر اُسکے تذکرہ کے لکھے
اُسنے چند رقعہ بنام میر بھیجے تھے جسکی نقل بعینہ کیجاتی ہے ہر رقعہ جواہر اعلیٰ و نقاد یکساری و لآلی بیجا از انکسار و بیقراری جوہر مان
کارخانۂ شوق و دریانوردان کارنامۂ ذوق بزلال اخلاص شستہ برشتۂ نیاز کشیدہ اند نثار قدوم سرشار زوم آن
یگانۂ روزگار و آیۂ رحمت پروردگار کردل غیب دانش جام جہان نمائے پیش مبنان حقیقت ست و آئینۂ ضمیرش
مصطر الاب صد بندان طریقت ست گردانیدہ بعرض بار یافتگان مجلس بہشت آئین و محفل ملائک نشین میرساند
کہ حقاد بعزت اللہ تبارک و تعالیٰ کہ بمین توجہ آن عدیم المثل معدوم النظیر بسر دقت این افتادہ کہ خزانات مغفرت را

جمع سازد آفرین باد بر ین احسان کہ برا کردہ اند و جزو یکی از انشاء نثر دوم از مثنوی وغیرہ برای خدام می نویسد
نیکارہ شدہ ہست انشاء اللہ تعالیٰ فردا یا پس فردا یکجا میسپارد عجالۃً الوقت آن چند بیت مثنوی کہ مصرعہ
سامریم سامریم سامری ۔ در مطالعہ ہست فرستادہ شد اصلاح فرمایند و آنچہ قابل نوشتن باشد جدا سازند سپاس
باشند ۔ اور ایک رقعہ اُسنے اکبر اور اُسکے آبا و اجداد کے سکون کے بارہ میں لکھا تھا جسکی نقل معہ یہ کیجاتی ہے نقل رقعہ
یا سابق سبوح و فائق الفضائل فی مضائق بجامع الاماجد و الافاضل و یا رامی سہام الفواضل
من قسی الکمالات الی کرات قلوب العالی و الاسافل و یا قارع کتائب المنکرین بسیوف الشواهد الموامنة
و یا فاتح ابواب مغلقات الحقائق بمفاتیح المحج القواطع کیف حالک فی هذه الزمان التی کل یوم منها
یئس اهل الفطانة من فحوی یوم یفر المرء من اخیه الی قوله ابیه لان مطعمهم اهلها عیوب غیرهم
فلما کان اخوان هذه الزمان جواسیس العیوب فویل لعیوبهم فلما انهم لا ینظرون لعیوب نفسهم
و هذا من قساوة قلوبهم و قصور بصیرتهم و فتور ابصارهم ختم الله علی قلوبهم و علی سمعهم و علی ابصارهم
غشاوة فکیف یعلمون احوال غیرهم لا سیما احوال الاخوان و هم معذورون فدعهم فی هذه الضلالة و
اخبرنی من احوال نفسک التی هی ملکیة الطباع ترهة و صفاء و شمسیة الشعاع لمعة و ضیاء
منفردة بالاستعدادات الموهبیة و الکسبیة مدرکة الحقائق الکونیة و الالهیة جامعة الکمالات
الانفسیة و الآفاقیة حفظها الله تعالیٰ عن جمیع الآفات الجسمانیة و البلیات الروحانیة حفظا دائما تاما کاملا
و ما جلس علی ذیل کماله هبوب النقصان و کان اشتغالی من اول ذی الحجة الی آخر ربیع الاول بحرف
السلطان العادل و خلیفة الکامل و نقش فیه اسمه العالی و اسماء اجداده المستعالیة الی تیمور
صاحب القران و الفص مسیع مدور مشتمل علی ثمان دوائر دائرة فی وسطه و الباقیة فی اطرافها الی اخره
یہ ایک رقعہ اُسنے شیخ یعقوب کشمیری کو لاہور سے بھیجا تھا نقل رقعہ شعر لیس الفواد محل شوقک وحده
کل الجوارح فی هواک فواد ۔ چہ نالم از دست شیون در مناجات این پیر غزالم خوان کرسی مرقع پوش بلند کلیسا کہ
تمام کون و فساد را از ماہی تا ماہ بر و زانسون پری وار در شیشہ ٔ میلی در آورده بند کرده و سر آن شیشہ را بموم
مہ گرفتہ بچندین ہزار خاتم افروختہ محتوم ساختہ نہ یارای آنکہ از درون آن پای گریز بیرون توان نہاد نہ
امید اینکہ از برون دست فریادرسی بدرون تواند رسید بیت فریاد بسی کردم و فریاد رسی نیست ۔ گویا کہ درین
گنبد فیروزہ کسی نیست ۔ لاجرم در بند ابدی گرفتار ماند سر بر آستانۂ ارادت نہاده و ہرگاہ کل ملک و

ملک را نسبت باو این حال باشد پیداست که نوع انسانی سیما فرد واحد را چه یارا که دران نبد دست دیا تواند زد و خود را
از قید آن زندان خلاص تواند ساخت مگر مرشدی کامل و هادی مکمل که بانواع تائیدات ربانی و اصناف
الهامات یزدانی آراسته باشد بزور بازوی تقویت آلهی و پایمردی مجاهدات و مکاشفات فیر تناهی دست بردی نمود و
ازین مملکهٔ عظمی و مخمصهٔ کبری آن شخص را تواند برآورد و الحق درین زمانه عارف صاحب کمالی که بزیور اوصاف
مذکوره متجلی و متحلی باشد سوای ذات خجسته صفات ملکی ملکات قدسی آیات آن یگانهٔ روزگار و منهب آثار رحمت
پروردگار غیر شاذ کسی موجود نیست امید که این نامراد پابند قید جسم و صور را که یکی ازان افراد است که از انواع انسانی
بیرون نیست بتوجه عالی از جمیع قیود که مخالف سنن نبوی و قسیم دین مصطفوی علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات
برآورده گاهی بوقت حضور بدعای مرادات ظاهری و باطنی و سعادات صوری و معنوی و مطلوبات کونی
و آلهی فایز آورند که وسیلهٔ وصول الی الله و حبل المتین دین مبین حق غیر این نمیتواند بود و امید واثق است که حق سبحانه
ریشانرا با جمیع فرزندان گرامی و مخلصان نامی از جمیع مکائد و وساوس و مکارهٔ زمان محفوظ و مصون داشته
بر سر پیمان حقیقی و معتقدان تحقیقی نگهدار و بمنه و کمال کرمه **ناصحی** تخلص جمال خان ولد سلیمان
سنگن خان مدایونی کاهی چنانچه ذکر اسکا پهلے مذکور هوچکا هی ایک جوان نهایت خلیق تها شعر آن
نکتهٔ سنجیده ز پرورده عشق * که یه از زنده دلی عشق بود مرده عشق * **ولد** ترکین نے قحم بهنگام سواری زده * لذتے دارم
ازین عشق که کاری زده * خان کلان کا جو یه مطلع تها **شعر** در جوانی حاصل عمرم به نادانی گذشت * پیری آمد
تتبع مین اسنے کها تها **شعر** هر سلیمانی که خود را اکثر از مورے ندید * عاقبت برباد رفت و آن سلیمانی گذ
نهانی یه ایک بڑهیا اگره مین رهتی تهی یه مطلع اسکا هی **شعر** روز غم شب درد بے آرام بید * اکرده ام * دردمند بها درین ایام بید اکرده ام * هر چند سب شاعرون نے فکر کی مگر اسکے مقابله کا
مطلع نه لکه سکے مصنف صاحب لکهتے هین که اسکا بیٹا جعفر نام ایک جوان قابل هی اور کشمیر مین احدی هی
اور میر بحری کی خدمت اس سے متعلق هی **نجاتی گیلانی** هندوستان مین آیا اور یهین اسکا انتقال
هوگیا شعرا و متقدمین کامل تها **وله** ای دل دور از تو در آتش دیده خونفشان * بے تو ام در آب دآتش
آشکارا و نهان * متقدما بسم ابل **شعر** حل نشد از دل تو مشکل ما * از ذلت وه که آب شد دل ما *
ملا نویدی یه نیا نیا خانخانان کی خدمت مین آیا تها **وله** قضا که نامهٔ جرم شراب خوارہ نوشت * نوشت
عفو خداوند بر کنارہ نوشت * **نوعی** اپنے آپ کو حضرت شیخ حاجی محمد جونپوری رحمة الله علیه کی اولاد مین بتلاتا تها

مگر اُسکے اعمال اس دعوی کی تکذیب کرتے تھے طبیعت اُسکی نہایت شوخ تھی چھوٹے شاہزادہ کی خدمت مین رہتا تھا

ے نوعی سبکوشش سیم و بعد فرنم ٭ خورشید و ار آید ام جوش میزند ٭ غم نوعی نہ زبسیاری درد و الم است ٭
غم از انست کہ در حوصلہ گنجائی نیست ٭ ولہ یار شو قم رہی گرفتہ پیش ٭ کہ دران راہ خضر پر خدر است ٭
گل صحرا شس خار مژگان ست ٭ سنگ آن راہ کا سہای سر ست ٭ نیازی بخارا کا رہنے والا ہی نہایت
بدست آدمی تھا فن شعر اور عروض اور معما اور تاریخ مین کامل تھا اول ہی مرتبہ جو ہمایون کی مجلس مین آیا
تو اُسنے اول اُلٹا پانون مجلس مین رکھا چونکہ ہمایون اس قسم کے آداب کا بہت مقید تھا اسلیے اُسنے حکم دیا
کہ اسکو دوبارہ بلاکر لاؤ جب اُسکو بیٹھنے کی اجازت ملی تو اُسنے ایک بیہودہ گفتگو شروع کی اور مُلا بکسی سے
مباحثہ کرنے لگا اور میر عبدالحی سے جو مُلا بکسی کا طرفدار تھا کہا کہ کیا کرین ہم بکسی ہین بکسی کا منہ سیہ ہو
اور جب خواجہ مین مروی جو علت اُبتی سے متہم تھا بکسی کی مدد کرنے لگا تو اُسنے کہا کہ مُلا آپہ تمھاری
نشستی کا کیا موقع تھا ہمایون ان حرکتون سے نہایت ناراض ہوا اور آزردہ ہوکر اُٹھ گیا مگر باوجود اسکے
اُسپر کسی قسم کی ایذا نہ آنے دی اُسنے ایک غزل لکھی تھی جسکا مطلع اور مقطع یہ ہے ے بر فلک میتوشق باد ہ
گلفام من ست ٭ ور مدد دردی کشم و طاس فلک جام من ست ٭ تا نیازی شدہ در ملک سخن خسرو عہد
نام جامی شدہ منسوخ کنون نام من ست ٭ اسی مقطع کی وجہ سے ماوراء النہر اُس سے چھوٹی مشہور ہے کہ ایک
روز تہتہ مین بر مجلس یہ غزل اپنی پڑھ رہا تھا اتفاقاً اُسوقت دیوان مولوی جامی کا بھی موجود تھا جب
اُسکو کھولا تو اول صفحہ مین یہی مطلع نکلا ے چرخ را جام نگون دان کہ عشرت تہی ست ٭ بادہ از جام نگون
محبتن فشان الہی ست ٭ ایک روز نیازی نے خواب مین دیکھا کہ فسونی شاعر نی اُسکی داڑھی پر پیشاب
کردیا اس باب مین کسی شاعر نے یہ قطعہ کہا تھا قطعہ فسونی را نیازی دیدہ در خواب ٭ بریش او در شبستہ
آب پاشید ٭ اگر شاشید بر درویش میارید ٭ سگے بر بوریا شاشید شاشید ٭ ولہ بروی آتشین زلف تو آہ
سیمین بدن پیچید ٭ مگر چون موی بر آتش فتد بر خویشتن پیچد ٭ ولہ چونتوانم کہ بگردد سر آن تند خو گردم ٭ خاکش
در نظر آوردہ ہر دم گرد او گردم ٭ ولہ در سخن کم نیست از باد صبا پیر آنش ٭ بلکہ جانی یافتہ پیر امن از لطف
تہتہ مین اُسنے وفات پائی نامی یہ تخلص میر محمد صفوی ولد میر سید محمد صفائی کاہی کہ کے نامی سیدون مین سے
تھے بادشاہی امیرون مین داخل ہین آذر مصنف صاحب لکھتے ہین کہ آج کل قندھار مین کسی مذہب پر
متعین ہی بڑے متقی اور پرہیزگار ہین کسی شخص نے اُنسے کہا تھا کہ دین کی رہنمائی کے لیے

کوئی مرشد ضرور چاہیے آپ بھی کسی سے بیعت کرکے تلقین اور اجازت حاصل کیجیے میرے جواب دیا کہ بالفعل دو تین مرشد میرے موجود ہین اور مرشد کی کیا ضرورت ہے جب مین اپنے وطن سے چلکر دار الخلافت کو متوجہ ہوا تھا تو اسقدر ہوا ہوس جوانی کی سر مین تھی کہ منصب ہزاری اور وہ سرداری کو قبول کرنے کو جی نہ چاہتا تھا جب دربار مین پہونچا تو یہان کے چوبداروں کے ڈنڈے کھائے اور بڑی ذلتین اٹھائین تب مشکل سے منصب بیسی ہوا وہ سارے خیالات دور ہوگئے اور اپنی حقیقت خوب معلوم ہوگئی مرشد کی تعلیم کا نتیجہ اور اس سے زیادہ کیا ہوتا دوسرا مرشد میرا بوالبشیث بخاری ہے کہ مرتبہ مین مدرجہا مجھسے بڑھا ہوا ہے جب تک مجھ پاس سے آشنائی نہ تھی تب میرا یہ حال تھا کہ جس روز میرے گھوڑون کو گھاس دانہ نہ ملتا تھا تو اسقدر رنجیدہ ہوتا تھا کہ کسی سے بات کہنے کو جی نہ چاہتا تھا جیسے میرا بوالبشیث سے ملاقات ہوئی تو انکا یہ حال دیکھا کہ کبھی کبھی تین چار روز تک انکے طویلہ مین گھاس دانہ کا نام نہ آتا تھا اور یہ مطبخ گرم ہوتا تھا اسپر بھی ہنسی خوشی کشادہ پیشانی رہتے تھے کچھ رنج کا اثر چہرہ سے ظاہر نہ ہوتا تھا تب مین نے بھی اپنے دل کو تسلی دی کہ جب اس شخص کا یہ حال ہے تو میرا مرتبہ تو اسکے عشر عشیر بھی نہین پھر مین کیون بیفائدہ رنج کرتا ہون تیسرا مرشد وہ کنیز کہ ہے جو حضرت بادشاہ نے عنایت فرمائی جب کبھی خطرہ شیطانی اور ہوسہائے نفسانی کا دل مین اثر ہوتا ہے اس سے صحبت کرکے اپنی خواہش رفع کرلیتا ہون اور وہ شورش دور ہوجاتی ہے مرشد کا کام بھی یہی ہے کہ امور ناشائستہ سے کسی کو باز رکھے میں نے طالب علمی مین جب کوشش کی تھی اور شعرا و متقدمین مین نہایت مہارت پیدا کی تھی ایک دیوان اور ایک مثنوی یوسف زلیخا کی بحر رمل مین انکی تضمین کی ہے چہ خوش ست آنکہ از خود روم و تو حال پرسی ✤ بتو شرح حال گویم زبان بیزبانی ✤ چون گریہ من بدیدہ نہان کرد قسمتم ✤ پیداست کہ این گریہ من بی اثری نیست ✤ عشق نشہ ایست کہ عشاق نشہ را ✤ ذوقیست در فراق کہ اندر وصال نیست ✤ ولہ دارد پیغام بقاصد مہ من خندہ کنان ✤ ظاہر ست از سخن او اثر خندہ منوز ✤ اور مصنف صاحب لکھتے ہین کہ اسنے ایک قصیدہ منقبت احمد اباد سے اٹک مین مکتوب بھیجا تھا قصیدہ ہ اینکہ بود بر دلم از عشق در ازل ✤ از دولت فراق تو با درد شد بدل ✤ طوفان آتشی کہ دل از درد کو بشید ✤ افگندہ در مزاج زمین و زمان خلل ✤ یا دنم تو سید ہم چاشنی درد ✤ طعم فراق میدہم لذت اجل ✤ خوش آنکہ در طریق محبت قدم نہاد ✤ چون عشق بی ملاحظہ چون عشق بی حیل ✤ رد یابی ار بکار گہ صنع سنگری ✤ ہم صنع در معاملہ ہم عشق در عمل ✤ میتابم ز عشق بدیوانگی کشید ✤ آخر شدم من از تو بدیوانگی مثل ✤ خونناب گرم سینہ ز دل سخیتم فگند ✤ ایام سر بسر ہمہ در آتشین وحل ✤ عشقت ہزار عقدہ غم بیتیم فگند ✤ ناکردہ یک وقیقہ ہجران ہنوز حل ✤ ہم بیم مرگ میدہدم نشاۂ فراق ✤ ہم ذوق وصل میدہدم

شوق ازل ✻ ناگشته حشر روز قیامت شود بدید ✻ زین آتشی که از جگرم گشت مشتعل ✻ در خون نشسته چشم جهانی
ازان مژه ✻ در خاک خفته خلقے ازان چشم مکتحل ✻ در سر دوکون آتش دیوانگی زدم ✻ رمزی ز سر عشق تو ناگفته در جهان ✻
آن دل که دشنه زتو نیامیخته بعشق ✻ خونناب گشت ازمژه ها بر نخیزد طلل ✻ دارم بهر مژه ز غمت صد شعله بار ✻ در سینه
آتش هجران هزار تل ✻ مشغول در مشاهدات چشم روزگار ✻ مشتاق از ملازمت دیده دول ✻ خواهم خلاصیم
از دوزخ فراق ✻ ماحی کفر و حامی دین هادی ملل ✻ شاه نجف علی ولی شاه لافتی ✻ کز نقد انبیا جهان اوست
ماحصل ✻ ماهی که مهر کرده ازو آفتاب نور ✻ شیری که تیر چرخ ازو مانده در وجل ✻ خطش اگر حصار کند بر جهانیان
جز بر کمین بر دون نرود واز در اجل ✻ بنید بخواب قوت سر پنجه ات اگر ✻ بازوی چرخ بر کند از بیخ دست شل ✻ بانگ نهاست
نور سد گر بگوش مسیحا ✻ بسیجد چو نازیانه صدا در تن جمل ✻ یک نقطه قاف قدر تو نشنیده گر بقاف ✻ آن جای قاف گیرد
واین جای بر زحل ✻ دستت اگر غمان ابد باز پس زند ✻ افتد هزار مرحله واپس تر از ازل ✻ نخل فلک ز گلشن قدر تو
یک ورق ✻ باغ جهان ز مزرع جود تو نیم تل ✻ در عهدت آنچنان شده شیرین مزاج دهر ✻ کز زیر دف می نتوان کرد
تا عسل ✻ گر بر بصیل فتد نظر همت بسیط ✻ در جنب او نماید گردون کم از بصل ✻ با خصم ذوالفقار و بسائل نعم بلے ✻
ظاهر بعهد تا شده معنی لا و بل ✻ گر در ضمیر تو گذرد صورت غضب ✻ از بیم همچو بید بلرزد تن اجل ✻
باشد سپهر قدر تر او سعتی که مهر ✻ نبود عجب اگر بودش شاهق جبل ✻ گر خنجرت بتیغ سیاست زبان بدر ✻
ای وای چرخ کجرو و مکار پر دغل ✻ آرایش عروس سخن چون بمدح تست ✻ بر بستم از معانی رنگین و حله ✻
ای وای بر تو نامی دهر اهل حشر وای ✻ در محشر آیدت چو سیه نامه عمل ✻ شستم ز آفتاب شفیعے امید وار ✻
روزیکه هیچ جا نبود سایه ظل ✻ باران ابر رحمت ساقی در حشر ✻ آن دین پناه اعظم و آن صاحب اجل

رباعیات تنها با خود در انجمن باید بود ✻ با خویش همیشه در سخن باید بود ✻ هم ملبل و هم گل چمن باید بود ✻
دیوانه کار خویشتن باید بود ✻ وله فریاد رحیل از همه کس می شنوی ✻ آواز درا ز پیش و پس می شنوی ✻
کردہ همه شب گیر سر منزل دور ✻ تو خفته بره بانگ جرس می شنوی ✻ وله ای آنکه بران رخت نظر حیرانے
چشم تو و رای چشم سر میباید ✻ خواهی که رخ عشق بیاش غافل نشوی ✻ در چشم دلت چشم دگر می باید ✻
وله عشقت نه متاع هر خریدار بود ✻ او را دو جهان بهای یکتار بود ✻ گل نیست که در کوچه مبازار بود ✻
با مشک که در دکان عطار بود ✻ وله ز آلایش روزگار اندگانه ✻ عیب دگران مکن فهم زان کانه ✻
پرهیز ز آلودگی دامن خویش ✻ نامی دو سه روزی که درین مزبله ✻ وله در عشق بتان مشق جنون باید کرد ✻

جان را بفراق مبتلا باید کرد ✻ چون شیشه تمام پر ز خون باید شد ✻ و انگاه دل از دیده برون باید کرد ✻ ولہ در زمستان
با جمله یکسان میباش ✻ در دائره کفر با یمان میباش ✻ امسال طریق وصل جانانه نماند ✻ زنار بگردن مسلمان میباش ✻ ولہ
گلزار جمال عارض دلدارم ✻ چون جلوه دهد بخار افگارم ✻ در دریا جهان جهان خون ریزم ✻ بستان بستان چمن چمن گل دارم ✻
ولہ وقتیکه ز باد غش نخیزم ✻ در دامن هجر دست دل آویزم ✻ زان گریه که با خون جگر آمیزم ✻ خون در دو هزار دل بدامن ریزم ✻
ولہ در هجر دمادم قطره خون میچوشد ✻ صد دوزخ در دم بدرون میجوشد ✻ در وضع زمانه آتشی خواهم زد ✻ زین گنبد دون که در درون جنان
میجوشد ✻ ولہ دل ما میچو تا همه دل خون نشوی ✻ در ره نی شوکی نا تو دگرگون نشوی ✻ شوریده و سیوانی و مجنون نشوی ✻ تا از روش زمانه
بیرون نشوی ✻ ولہ چو پای جمالش ارچه بسیار بود ✻ هر دیده نه لایق رخ یار بود ✻ هر کعبه اندر خور دیدار نبود ✻ هر سر نه سزاوار سر دار بود
ولہ هر لحظه دلم خیال تو ساز کند ✻ زانسو که تو دی نگه ز اندازه کند ✻ هر سم جانان که مرغ جان قسمت ✻ صد بار ز شوق وصل پرواز کند ✻ ولہ ای آنکه
تو بار بسته برا حمایه ✻ از خواب بشه غافل زین مرحله ✻ بیدا شو و پای طلب در ره نه ✻ رفتند همه تو نیز ازین قافله ✻ ولہ امروز صبا بوی وفائی دارد ✻
گویا خبری ز آشنائی دارد ✻ دیوانه دل مرا چو خش در ره تست ✻ آشفتگی گر ز جائی دارد ✻ ولہ گه نالم و گه ز ناله خاموش کنم ✻ با شد که ز جای
سخت تر کوش کنم ✻ فارغ ز خیال تو نیم یک نفسے ✻ ترسم که ز نفس فراموش کنم ✻ ولہ در دیده زاندوه خبر میباید ✻ وز ناله ز درد
دل شرر میباید ✻ در سینه بجای دل شرر میباید ✻ در دیده بجای خون جگر میباید ✻ ولہ هر سال که گل ببستان می آید ✻ شادی و نشاط
در جهان می آید ✻ بر صفحه گل ز بیوفائی حرفی ✻ حمل ست که بلبل بفغان می آید ✻ ولہ یک حصه عمر من بنادانی رفت ✻ یک حصه از ان چنانک
میدانی رفت ✻ یک حصه ببیهوده به بیکار گذشت ✻ یک حصه به افسوس و پشیمانی رفت ✻ ولہ از دره تو صد گونه دل من
ریش ست ✻ هر تار تو ام قیامتی در پیش ست ✻ دم در کشم و نفس بیرون نکشم ✻ کز دل تا لب هزار دوزخ پیش ست ✻ ولہ هم
اشک که از دیده برانگیخته ام ✻ باز هر غم سخت آمیخته ام ✻ ترسم که بحشر دوزخی برخیزد ✻ این گریه که از فراق او ریخته ام ✻ ولہ تا کی
دل از دین و ز آن پر از کینه کنی ✻ تا چند بر سینه چو گنجینه کنی ✻ کار این نبود که تیره سازی دل را ✻ آن کار بود که دل چو آینه کنی ✻

نظیری نیشاپوری صفائی طبیعت مین شکیبی اصفهانی کا مقابل تھا مصنف صاحب لکھتے ہین که اب
خانخانان کے پاس ہے نظامی کا یہ مطلع جو مشہور ہے ✻ ملک الملوک فضل بفضیلت معانی ✻ زمی ز زمان گرفته
بمثال آسمانی ✻ اسنے ایک قصیده اسکے جواب مین لکھا تھا چند شعر جسکے یہ ہین ✻ ز سر هر نجم تا نجم جو پنجم می معانی ✻
بدر و لباس بر تن چو بجوشدم معانی ✻ بنشانم از مژه که ز آتش غریقیت ✻ بدماغ رو دیده خواهم همه شب کنند و خانی
شده ام باعتمادی بسوال وصل پویان ✻ که نسیکنم توجه بجواب لن ترانی ✻ سگ آستانم اما همه شب قلاده خایم ✻ که
بلب صید دارم ز خیال پاسبانی ✻ ولہ کمر در خدمت عمر بست می بندم چه شد قدرم ✻ بر همن می شدم گر اینقدر زنار

مل بسم ۔ ولہ خونخوارہ راہی میرودم تا خود بیابان کی رسد ۔ پاسے کہ این رہ سر کند آخر بدربان کی رسد ۔
ولہ اشرنگر کہ بلب نارسیدہ آہنوز ۔ ہزار آبلہ دل بر سر زبان دارد ۔ **نوائی** تخلص میر محمد شریف کاہی اسکا
بھائی میر قدسی کربلائی جسکا یہ شعر ہی ؎ گر ذوق خرمی نشناسم عجب مدان ۔ **قدسی** بمر خویش چو خرم نبودہ ام ۔
نوائی ہند وستان مین اکبر کی ملازمت مین آیا اور بہت جلد اُسکا انتقال ہوگیا ولہ منم نشستہ کنجی زبیوفائی تو
قرار دادہ بخود محنت جدائی تو ۔ بگرم خوئیت از جائی رودم چہ کنم ۔ کہ اعتماد ندارد بر آشنائی تو ۔ تو در حریفیہ مہر وفا
نہ آن شمے ۔ کہ لو دیدہ افروز در رسائی تو ۔ ولہ ہیچ جا نہ رسیدم ہیچ رہ نگذشتم ۔ کہ در دلم نگذشتی بخاطرم نرسیدے
ولہ شبین بغمزہ دستم آلودہ بخنجر ۔ دیر آمدی بپرسش بازودر مخنجر ۔ **نویدی نیشاپوری** کسی قدر علم ازسکو
حاصل تھا شعر کوئی مین صاحب رتبہ تھا سنہ نوسو تہتر مین حج کو جاتا تھا اوجین مین ہوکر فوت پائی
ولہ اگرم زاشک گلگون شدہ لالہ گون زمینہا ۔ نتوان شدن پریشان کل عاشقیت اینہا ۔ ولہ ملال آخر
شدن ملقہ درت شب عید ۔ زدو زبست خیالی ولی ہم نرسید ۔ ولہ چہ شوقیست ہر لحظہ روی تو دیدن ۔ چہ
ذوقیست ہر دم بلوبت رسیدن ۔ چنانم فتادہ ہست ہوندا تو ۔ کہ نتوان بصد تیغ از تو بریدن ۔ **نویدی** زلعل او
چہ حاصل ۔ جز انگشت حسرت بدندان گزیدن ۔ **نظمی تبریزی** طبیعت اسکی شعر سے بہت مناسب تھی دیوان
اسکا مشہور ہی ولہ شوخیکہ بو لب بفسون آلودہ ۔ اہل نظر انداز دجنون آلودہ ۔ بر بستہ بسر چیرہ دین افتد
یارشتہ جان ماست خون آلودہ ۔ ولہ داغ جفای یار کہ بر سینہ منست ۔ داغش مخوان کہ مونس دیرینہ منست
ولہ چیان خواہم نوشتن صورت احوال درنامہ ۔ کہ میگرد دزآب چشم من فی الحال ترنامہ ۔ کبوتر نامہ است
آورد و ماندم زندہ می مردم ۔ نمی آورد آن مرغ ہمایون فال گر نامہ ۔ سراسر می نویسم حال نظمی تا بوا ما
کجا خواہد گذشت آن سرو فارغ بال بینامہ ۔ ولہ بجام بہ می خانم پری رخسارہ دیدم ۔ شکستہ در میان آب
آتش پارہ دیدم ۔ ولہ زدل بیرون دبیگانگیست ظاہر شد ۔ کہ بہر بدن دل بود آشنائی تو ۔ ولہ خطیکہ بر گل
رخسار یار پیدا شد ۔ بنفشہ ایست کہ از لالہ زار پیدا شد ۔ **وقوعی نیشاپوری** شہاب الدین احمد خان کا
داماد ہی اگرچہ نام اُسکا محمد شریف تھا مگر ذات اُسکی کثیف تھی اسلیے کہ الحاد اُسکا اُس زمانہ کے سارے
ملحدون سے بڑھا ہوا تھا نہ بسنجوانی تھا نہ صباحی بلکہ ان دونون کے درمیان مین اُسنے اپنا نیا مذہب نکالا تھا
مناسخ کا قائل اور اوتار کا معتقد تھا مصنف صاحب لکھتے ہین کہ ایک روز بکشمیر مین جو سرحد کشمیر پر قصبہ ہی
کشمیر کو میرے ساتھ چلنے کے لیے مکان پر آیا وہان ہزار ہزار من کے پتھر پڑے ہوے تھے

وداعی ہروی کسی قدر علم اُسکو حاصل تھا ہندوستان مین آکر وفات پائی ولہ سواد ہند کہ ظلمت ست
چون شب ہجران ✤ کسی کہ آمد اینجا بحسرت ست و ندامت ✤ زملک ہند وداعی مجو غنیمت و بگذر ✤ غنیمت ست
اگر جان بری زہند سلامت ✤ یہ مطلع کسی اُستاد کا مشہور ہے ؎ خوش آن زمان کہ بروبت نظر کنان زروم
از خود ✤ زمان زمان بخود آیم زمان زمان روم از خود ✤ نہ از شراب بزم تو ہر زمان روم از خود ✤ پیالہ لعل تو
بوسد ز شک آن روم از خود ✤ واقعی ہروی ابن علی اُسکا نام تھا اکبر کے ملازمون مین سے تھا ولہ بر جبین
تو از روی ناز چین پیدا ست ✤ کہ بحر حسن تو ز موج اینچنین پیدا ست ✤ ہنوز ترا ازمی ناز ست نشہ در سر ✤
ز سر گرانیت ای ترک نازنین پیدا ست ✤ چو شمع سوز دل خود چہ آورم بزبان ✤ کہ سوز را اثر از آہ آتشین پیدا ست
چہ احتیاج بماہ نو ست در شب عید ✤ ترا کہ ماہ نو از چاک آستین پیدا ست ✤ ولہ در لعل او بہم دارند
آب زندگانی را ✤ بلے جان در میان باشد بہم یاران جانی را ✤ ولہ دلم چو آئینہ امروز کس غبار ندارد ✤
کہ چشم مردمی از اہل روزگار ندارد ✤ ولہ ای خوش آن ہستی کہ آرد بخیر سوی تو ام ✤ و انچنان باشد کہ
نتوان بود دن از کوی تو ام ✤ ولہ شد و ہر کہ ز بیتابی ہوای کوی آن ماہم ✤ خیال بیوفائیہای او گیرد سراغم
ولہ سر زلفش بہ ان رخ از نسیم آہ مالرزد ✤ چو دود شمع کز آمد شد باد صبا لرزد ✤ **وصفی** اُسکا نام عبد الحق
شاہ غیاث اور مولانا رائی کا شاگرد تھا سا تون خط لکھنا جانتا تھا بادشاہی احدیون کے زمرہ مین داخل
تھا اُسکی مان میر زا نظام الدین احمد کے رشتہ دارون مین سے تھی کبھی کبھی شعر کی فکر کرتا تھا ولہ کنون کہ
لذت اندوہ عشق دانستم ✤ ہزار رنگ چہرہ خندہ گریہا دارم ✤ ربا عی کو عشق کہ باطن شب دیجور ست
اسرار حق از دانش من مستور ست ✤ باشد کہ محبتم رساند ورنی ✤ زین سعی شکستہ پائی مقصد دور ست
ولہ اگر ارادہ مدح بزرگی تو کند ✤ زجان سخن بدر اندیشہ اگر ان باری ✤ چنان نزاع بہم تو ز میان
برخاست ✤ کہ پنبہ را کند از صدق شعلہ غمخواری ✤ وصلی بڑا خوش طبع تھا ولایت عراق سے سفر
حج کو گیا تھا اور وہان سے جہاز مین بیٹھکر ہندوستان کو آتا تھا جہاز تباہ ہوا مگر یہ کسی طرح ڈوبتا اُچھلتا
کنارے پر آن پڑا پھر قطب شاہ دکھنی کے مُلک مین گیا اور وہان کسی پہلوان سے کُشتی لڑکر غالب آیا اِس
سبب سے وہان کے سب پہلوانون کو حسد ہوا اور شبہ نوسو ستر مین اُسکو زہر دیکر مار ڈالا ولہ دل
فریبانہ برہ میرود دمی ترسم ✤ کہ مبادا بود شش دل نگران از پے ✤ ولہ نگارین تو چنان بتغور آمدہ ✤
کہ کس بہ تہمتی خوی تو بہ نمی آید ✤ **وقوفی ہروی** میر وغط کے نام سے مشہور تھا وطن اُسکا بدخشان مین تھا

وعظ کی مجلسین اُسکی بڑی گرم ہوئی تھین ولہ گر سرم خاک رہت گردد و بر باد رود ۔ نیست ممکن کہ خیال رحمت
از یاد رود ۔ ولہ چون سر زلف تو گردید پریشان دل من ۔ یک سر مو نکشادی گرہ از مشکل من ۔ ولہ بے تکلف
گرد باد وادی غم گشتہ ام ۔ بہر نفس شوم سر گردان عالم گشتہ ام ۔ ولہ بگذشت زحد قصۂ درد و الم ما
عشق آمد و بگرفت ز سر تا قدم ما ۔ و فائی اصفہانی مدت تک کشمیر مین رہا اور پھر لاہور مین زین خان
کوکہ کی صحبت مین آگیا ولہ در دل نیم شبان کوب کہ چون روز شود ۔ ہمہ دریا بکشایند و در شش بر بندند
قحط وفاست اینکہ نکویان روزگار ۔ خوانی ہنند و خون دل مہمان خورند ۔ ہمدمی میرزا برخوردار نام و
خان عالم خطاب تھا ہمدم بیگ کا بیٹا تھا جو ہمایون کے نامی امیرون مین سے تھا بڑا بہادر اور خوش خلق تھا
ولہ دل من بین و ہر سو تازہ داغی از جنون دروی ۔ محیط محنت ست و ہر طرف گرداب خون دروی ۔ صفی کی
یہ غزل مشہور ہے جسکا مطلع یہ ہے ولہ قاتل من چشم می بندد دم بسمل مرا ۔ تا بماند حسرت دیدار او در دل مرا
اور اسی زمین مین اُسنے بموجب حکم بادشاہ کے یہ مطلع لکھا ؎ آمد و بگذشت از دل تیر آن قاتل مرا ۔ ماند
تا روز قیامت داغ او در دل مرا ۔ اور شیخ فیضی نے آگرہ مین جب یہ طرح ہوئی تو غزل لکھی تھی جسکا مطلع
یہ ہے ؎ پا بوس و بگذار ای قاتل دم بسمل مرا ۔ تا برین تقریب بابوسی شود حاصل مرا ۔ ہجری یہ شیخ جام کے
پوتون مین سے ہے بڑا متقی اور پرہیزگار اور حمیدہ صفات تھا اُسکے دیوان مین پانچ ہزار شعر ہین ولہ
ای گل کہ نمیرسد بدامان تو دست ۔ بر بام تو عاشقیم و بر بوی تو ست ۔ این طرفہ کہ حاضری و غائب
رسیان ۔ پنہانی و ظاہر از تو ہر چیز کہ ہست ۔ ولہ سحر نوای طرب زن کہ شوق انگیز ست ۔ انیس مجلس گل
بلبل سحر خیز ست ۔ ہمای سدرہ نشین شو ز اوج دولت عشق ۔ کہ باغ منظر این دہ کدورت آمیز ست ۔
دہان درد معاصی بآب توبہ بشوی ۔ کہ رفت عمر بعصیان و وقت پرہیز ست ۔ بپوش جوشن طاعت کہ
در کمین گہ عمر ۔ بدست رہزن ایام تیغ خونریز ست ۔ مساز قصر اقامت درین رباط دو در ۔ کہ فتنہ خفتہ
صہ صر اجل تیز ست ۔ بحسن نظم حسن ہجری از طریق کمال ۔ مرید عازب شیراز و پیر تبریز ست ۔ ولہ
خوش ست موسم دی خاصہ در بہار شباب ۔ گل نشاط اگر شبگفد ز جام شراب ۔ ولہ خوش آن شبی کہ
سر کوی یار منزل بود ۔ فروغ طلعت ساقی چراغ محفل بود ۔ نسیم وصل دلارام زندگی بخشید ۔ وگرنہ
زیستن از دست ہجر مشکل بود ۔ ولہ سحر کہ وقت گل و جلوۂ شقائق بود ۔ دہان فاختہ پر نکتہ حقائق بود
ولہ مرا در کوی رسوائی سرائیست ۔ دری افتادہ دیواری شکستہ ۔ ولہ دی ہوای حرم و عزم گلستان کردم

رفتم وطوف سراپردهٔ جانان کردم ✤ وله گل مگر از بغل یار بگلزار آمد ✤ که ز گل بوی خوش پیرهن یار آمد ✤ وله باز دل آشفتهٔ چشمان سحر انگیز کیست ✤ باز زنجیر جنون نرگس عنبر بیز کیست ✤ وله ازان نامهربان ترسم خلل در کار جان افتد ✤ مبادا هیچکس را دلبری نامهربان افتد ✤ وله من کیم افتاده بر خاک درش سجاده نامرادی یکسی از خان دمان آواره ✤ وله ای دل آواره بر خاک درش جا کرده ✤ نیک جائی از برای خود پیدا کرده ✤ وله گر ترا هست بیاران وفادار سری ✤ بوفائیت که زین نیست وفادار تری ✤ وله طلبگار وصالت گشته عمری جستجو کردم ✤ میسر چون نشد حیلت بهجران تو خو کردم ✤ هاشم بودی محمد هاشم هم جسکا ذکر بیرام خان خانخانان کے ذکر کے ساتھ پہلے مذکور ہو چکا ہے مولانا شاہ محمد انسی کا بھتیجا ہے کبھی سماعی کبھی وفائی تخلص کرتا تھا اخیر میں ہاشمی قرار پایا شعر گوئی کا سلیقہ اسکو خوب حاصل تھا وله قمری بباغ بهر چه فریاد میکنی ✤ گویا ز سرو قامت او یاد میکنی ✤ گنجشک وار سینهٔ دم توگشته ام ✤ فی میکشی مرا و نه آزاد میکنی ✤ وله رودم در باغ بی روی تو اشک لاله گون ریزم ✤ بپای هر گلے بنشینم واز دیده خون ریزم ✤ درونم چون صراحی خون شد از اندوه مینخواهم ✤ که در بزم تو این خونابه را از دل برون ریزم ✤ بجز خاک درت جاے نه ریزم اشک از دیده ✤ بهر در آبروی خویشتن بر خاک چون ریزم ✤ بیاد روی گندم گون او در مزرع سودا ✤ ز اشک دانه دانه دمبدم تخم جنون ریزم ✤ صراحی وار هاشم دمبدم از لعل میگونش ✤ سرشک ارغوانی از نوای ارغنون ریزم ✤ وله عکس نه در می فگند خال تو ای سیمبر ✤ مردم چشم من ست غرقه بخون جگر ✤ وله ای زلف تو زنجیر دل شیدایم ✤ شیدای آن دو زلف عنبر سایم ✤ گفتی که هلاک شو بسودای غم ✤ عمریست که من هلاک این سودایم ✤ اول مذکور ہو چکا کہ خانخانان نے اسکی ایک غزل ایک لاکھ تنکہ کو خریدی تھی اور اس غزل کا مطلع یہ تھا من کیستم منان دل از دست داده ✤ دور از دست دل براه غم از پا فتاده ✤ سنه ۹۷۰ نو سو بہتر میں اگرہ میں اسنے وفات پائی والله المستعان وعلیه التکلان

قطعه تاریخ ملتر جمه

بفضل خدا ترجمه شد تمام	نگارم مرادم بکرسی نشست	اگر سال اتمام پرسند کسی	بگو عبرت آموز و دانشورست ۱۰۴۴

کتب خانه